تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد سوم

اس جلد کے تین حصے ہیں جنکے نام یہ ہیں

اول بابر نامہ اس میں خاندان تیموریہ کے انساب و تیمور کا بالاجمال حال اور ہندوستان کے فتح کرنے کا بیان بالتفصیل اور محمد ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی فردوس مکانی کا بیان ہے +

دوم شگرف نامہ ہمایون اس میں محمد نصیر الدین ہمایون جنت آشیانی کا حال ولادت سے ایران کے جانے تک +

سوم رزم نامہ شیر شاہی اس میں شیر شاہ کا حال از ابتدا تا انتہا - اور خاندان سور کے تمام بادشاہون کا اور ہمایون کے دوبارہ سلطنت کرنے کا بیان +

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد +

۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مہتمم مطبع چھپی

اشتہار

معاون الحساب

قیمت ۸ر — محصول ار

صفحہ ۲۷

ممتحنوں اور معلموں کو تجربہ سے یہ تحقیق ہوگیا ہے کہ طلبہ ایسے سوالات جنمیں نرے
ہندسے ہوں قواعد معینہ کے مواقف عمل کرکے بہت جلد حل کر لیتے ہیں مگر عبارتی
سوالات حل کرنے میں اونکی عقل چکر میں آتی ہے اور ایسے سٹ پٹاتے ہیں کہ غلطیوں پر
غلطیاں کرتے ہیں۔ اول تو سوال کی شرائط کو وہ نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے ہیں تو حیران
ہوتے ہیں کہ ان کے حل کرنے میں علم حساب کے کس عمل کو کام میں لائیں تعلیم اطفال
کے اعتبار سے علم حساب کی وقعت وقدر ومنزلت نہایت کم ہو جاتی ہے اگر اوسکی
علامات وہندسوں کو مقادیر مقرون سے علحدہ کر لیا جائے اسلئے کہ ہندسے مقادیر
مقرون ہی کو تعبیر کرتے ہیں اور وہ مقادیر مقرون ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے
یہ ایک مجموعہ سوالات لکھا ہے جسمیں کل سوالات ۲۱۳۳ ہیں اور ان میں ۱۲۱۴ سوال
حل کئے ہوئے ہیں ان میں زیادہ تر عمل کے عبارتی سوالات ایسے لکھے ہیں کہ جن سے
طلبہ کے ذہن میں یہ آجائے کہ زندگی کے روزمرہ کاروبار میں کن کن حصہ قوانین سے
اس علم کے اصول بکار آمد ہوتے ہیں ان عبارتی سوالات کی دو قسمیں کی ہیں ایک قسم میں الفاظ
کو فقط ان کی عبارت دلچسپ بناتی ہے اور ایک شرط ان میں ایسی رکھی ہوئی ہے کہ وہ
طلبہ کی سمجھ میں کچھ سوچنے سے آئیگی اور بعد سمجھنے کے وہ قواعد معینہ کے مواقف
سوال حل کر لینگے۔

دوسری قسم میں کئی کئی شرائط لگائی گئی ہیں جن کے حل کرنے میں وہ فرح یا اوشلہ
کے محتاج ہیں ان کی شرح لکھ دی ہے +

گو علم حساب میں جزئیات کا حصر نہیں ہو سکتا کہ سوالات کی وہ سب صورتیں لکھ دی
جائیں جو ہو سکتی ہیں مگر جہانتک ممکن ہے میں نے ایسی ترتیب سے سوالات مع حل کے رکھا

جلد سوم

جلد سوم کے تین حصے ہیں اول حصہ میں بابرنامہ حصہ دوم میں شگرف نامہ ہمایون حصہ سوم میں رزم نامہ شیر شاہی ہی حصہ اول میں خاندان تیمور کے انساب و تیمور اور سارا حال اول سے آخر تک ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی کا لکھا ہی حصہ دوم میں ہمایون کا حال از ولادت سے ہندوستان سے ایران کے جانے تک مرقوم ہے حصہ سوم میں شیر شاہ کا حال از اول تا آخر و خاندان سور کے بادشاہوں کا اور ہمایوں کے دوبارہ سلطنت کرنے کا بیان کیا ہے حصہ اول زیادہ تر توزک بابری سے جسکو طبقات بابری بھی کہتے ہیں تالیف کیا گیا ہے اس کا مصنف خود حضرت فردوس مکانی (بابر) ہے حصہ دوم اکبرنامہ ابو الفضل و تذکرۃ الواقعات جوہر جسکو تاریخ ہمایونی بھی کہتے ہیں تحریر کیا ہے حصہ سوم تاریخ شیر شاہی سے جسکو تحفۂ اکبر شاہی بھی کہتے ہیں اوسکا مصنف عباس خان سروانی ہے زیادہ تر تالیف ہوا ہے باقی ہر حصہ میں کتب مفصلہ ذیل سے اضافہ مضامین کیا گیا ہی (۱) اکبرنامہ ابو الفضل (۲) حبیب السیر (۳) روضۃ الصفا (۴) لب التواریخ خافی خان (۵) تاریخ فرشتہ (۶) تاریخ رشیدی حیدر مرزا دوغلات (۷) منتخبات التواریخ بدایونی (۸) طبقات اکبری (۹) تاریخ داؤدی عبد اللہ (۱۰) ہمایوں نامہ خوندمیر (۱۱) ظفرنامہ ملا یزدی (۱۲) تاریخ سلاطین افاغنہ مصنفہ احمد یادگار (۱۳) مخزن افغانی اور تاریخ خان جہان لودی مصنفہ نعمت اللہ (۱۴) متعدد انگریزی تواریخ ہند۔

فہرست مضامین بابرنامہ ۱-۴ تک

ہندوستان میں خاندان تیموریہ کی سلطنت جسکو سلطنت مغلیہ بھی کہتے ہیں -

ترتیب انساب خاندان تیموریہ - ۱۴ تک

امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان ۱۴ سے ۳۵ تک

باب دوم بابرنامہ - ۳۵ - ۱۳۲ تک

فہرست مضامین شگرف نامۂ ہمایون

باب سوم ۔ ۱ سے ۱۱۳ تک

شکست پانا اور وہان ممالک کا فتح ہونا ۔ بادشاہ کے لشکر پر شبخون کا ہونا ۔ قلعہ چانپانیر
کی فتح ۔ ہمایون کا عیش میں پڑنا اور نتائج بد کا پیدا ہونا ۔ گجرات کی بدنظمی اور بہادر شاہ
کی طرف سے عماد الملک کا تحصیل خراج کے لئے جانا ۔ عماد الملک کی سپاہ کا بڑھنا ۔ ہمایون
کا عماد الملک سے لڑنے کے لئے آمادہ ہونا ۔ بادشاہ کا انتظام گجرات کا ۔ بادشاہ کو
ہندو بیگ کی صلاح ۔ آگرہ و مالوہ سے پریشان خبرون کا آنا ۔ بادشاہ کا منڈو میں آنا
بہادر شاہ کا گجرات مین پھر اقبال چمکنا ۔ غضنفر کا بیان ۔ بادشاہی سپاہ کا نازک حالت
میں ہونا اور مرزا عسکری اور مرزا کا چانپانیر کو چلا جانا ۔ سلطان بہادر نے تعاقب کیا ۔
مرزا کا چانپانیر جانا اور تردی بیگ کا خزانہ دینے سے انکار کرنا ۔ گنگا کے اضلاع کا
حال ۔ مرزا ہندال کی فتح ۔ مالوہ کا بادشاہ کے ہاتھ سے جاتے رہنا ۔ ملک کی حالت
جب ہمایوں آگرہ میں آیا ۔ ہمایون کا حال آگرہ میں ۔ شیر خان کا حال شیر خان پر حملہ کی
تیاری ۔ چنارگڈھ کا محاصرہ ۔ بنگالہ میں شیر خان اور بنارس مین ہمایوں ۔ محمود شاہ
شاہ بنگالہ کا ہمایون پاس آنا ۔ بادشاہ کا شیر شاہ پاس فرمان بھیجنا ۔ ملک بہار میں ہمایون
شیر خان کی تدابیر اور بادشاہ کے لشکر کا شکست پانا ۔ ہمایون کا بنگال میں داخل ہونا اور
گور میں ٹھیرنا ۔ ہمایون کا عیش و عشرت میں پڑنا اور اوسکے کامون کا بگڑنا ۔ جونپور پر شیر خان
کا چڑھنا ۔ آگرہ مین مرزا ہندال کی بغاوت ۔ ہمایونکی روانگی ملک بنگال سے ۔ ہمایون کی
خطرناک حالت ۔ شیر خان اور ہمایون کی فوجون کا قریب ہونا ۔ شیر خان کے منصوبے ۔ جونسہ
کی لڑائی اور اوسکا انجام ۔ مصالحت کی گفتگو ۔ شرائط صلح ۔ شیر شاہ کا حملہ ۔ ہمایون کی
فوج کا قتل ہونا ۔ بادشاہ کا تیرنا اور نظام محمد سقا اور بادشاہ کے لشکر کا بالکل تباہ ہونا
ہمایون کا آگرہ جانا ۔ بنگال و بہار پر شیر شاہ کا تسلط ۔ گنگا کے اضلاع زیرین سے نظام
کا بادشاہ ہونا ۔ ہمایون کا دوبارہ شیر خان کے ساتھ لڑنے کے لئے جانا ۔ شیر شاہ کی فوج
جنگ آئی [illegible] کی شکست ۔ ہمایون کا بھاگنا ۔ بادشاہ کا آگرہ میں آنا ۔ ہمایون کے
دہلی کی طرف جانے کا حال ۔ مرزا کامران کی دغا بازی ۔ بادشاہ کے خاندان کا لاہور چھوڑنا

فہرست مضامین رزم نامہ شیر شاہی

سلطنت خاندان سور شیر شاہ - اسے ۹۰ اتک

اور دہلی اور آگرہ دوبارہ لینا۔ خصائل عدلی۔ شیر شاہ بن عدلی۔ ہندوستان میں افغانون کی سلطنت کا خلاصہ۔

ہمایون ایران میں۔ ۱۵۰۱ سے ۲۰۱۷ تک

ہمایون کا ایران میں مجبوری جانا۔ امیر سیستان۔ شاہ ایران کے حکم کے موافق ہمایوں کی مدارات راہ میں۔ فرمان شاہ طہماسپ بنام محمد خان شرف الدین اوغلی حاکم خراسان۔ ہرات میں ٹھیرنا۔ مشہد مقدس کی زیارت۔ بیرام خان کا پہلے شاہ ایران پاس پہنچنا۔ اور اوسکی مدارات۔ ہمایون قزوین۔ بادشاہون کی ملاقات۔ سازشیں ہمایون کے خلاف۔ بادشاہون کا ملنا۔ ہمایون کی تیاری قندہار کے لئے۔ طہماسپ و ہمایون کے معاملات پر ریویو۔

ہمایون افغانستان میں ۱۰۴۲ - ۱۵۵۶ تک

شاہ ایران کی فوج کی موجودات۔ ہمایوں کے بہائیوں کا ذکر۔ گرمسیر کی فتح۔ قلعہ بست کی فتح۔ مرزا کامراں کی تیاری اور شاہزادہ اکبر کا قندہار سے کابل آنا۔ قندہار کے قریب ایرانیان۔ قندہار کا محاصرہ۔ بیرام خان کا کابل پہنچنا۔ قندہار کا ایرانیوں کو حوالہ کرنا۔ مرزا کامران کا تنہا رہ جانا۔ مرزا عسکری کا بھاگنا اور پہر آجانا اور ولایت قندہار کا تقسیم ہونا۔ مرزا کامران کا قاصد بہیجنا اور غزنین کو بہاگنا اور ہمایوں کا کابل پر قبضہ کرنا اور غزنین۔ شاہزادہ اکبر کا ختنہ۔ ایلچیون اور امرا کا آنا۔ مرزا کامران کا سندھ بھاگنا۔ یادگار ناصر مرزا کا قید ہونا۔ ہمایون کا بدخشان جانا اور یادگار ناصر مرزا کا مارا جانا۔ ہمایوں کا شراب سے توبہ کرنا۔ بدخشان کی قوم کا شکست پانا۔ ہمایونکی علالت۔ خواجہ سلطان محمد رشیدی۔ مرزا کامران کا کابل پر قبضہ اور ہمایون کا قلعہ ظفر سے چلنا۔ کامران کا سندھ میں جانا وہاں سے بادشاہ کی علالت سنکر چلنا۔ غزنین اور کابل کا لینا اور اوسکے ظلم اور ہمایوں کا آگے بڑہنا اور امرا کا اوسکے لشکر سے بھاگنا۔ کابل پر حملہ کرکے ہمایوں کا شہر بند کا لینا۔ محاصرہ کا بڑہنا۔ کامران کا ایک قافلہ کا لوٹنا اور اوسکے لشکر کا جدا ہونا۔

ہمایون دوبارہ ہندوستان کا فتح کرنا اور موت ۹۶۲ سے ۹۶۳ تک

بیرام خان کا بادشاہ پر بدگمان ہونا - بیرام خان کا ہندوستان کی مہم مین شریک ہونا
ہندوستان کی فتح کا شگون - بیرام خان کا بادشاہ پاس آنا اور مہم ہندوستان
روانہ ہونا - ہندوستان کی حالت - ہمایون کا سندہ پار اوترنا اور رہتاس اور پنجاب پر
قبضہ کرنا - ہمایوں کا لاہور پر قبضہ - فتحیابی کے ساتھہ ہمایون کا آگے بڑہنا - ہندوستان
مین فساد - بیرام خان کا ستلج سے پار اوترنا اور جنگ ماچھیوارہ - سکندر شاہ کا سپاہ
لیکر ہمایوں سے لڑنا - شاہزادہ اکبر کے نام فتحنامہ لکھا جانا - خواجہ معظم - ہمایون کا تخت
سلطنت پر دوبارہ بیٹھنا - جاگیرونکی تقسیم - جلد سیر اضلاع کا مطیع ہونا - قنبر دیوانہ - بیانہ کا
حوالہ ہونا - مرزا سلیمان کی ناسپاسی - پنجاب مین ابو المعالی کی بداعمالی - وفات حضرت ہمایون
ہمایون کی موت کا اخفا - شورش عظیم کا برپا ہونا - ہمایونکی خصائل وعادات
ولیاقت وانتظام ومخترعات - مذہب - تردیو - فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابر نامہ

تمہید

ہندوستان میں خاندان تیموریہ کی سلطنت جسکو سلطنت مغلیہ کہتے ہیں

میں اس میں عموماً خاندان تیموریہ کی سلطنت کا حال لکھونگا اور خصوصاً ان چھ بادشاہوں کی فرمان
روائی کا ذکر تفصیل و بسط کے بیان کرونگا جنہوں نے دو سو برس کے عرصہ تک بابر کے حملے سے لیکر اورنگ زیب کی
وفات تک سلطنت کی۔ ان پانچ شہنشاہوں بابر۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان۔ اورنگ زیب نے ہندوستان
میں جس شان و شوکت و سطوت و حشمت و عدالت و شفقت کے ساتھ سلطنت کی اوسکی نظیر ایشیا کی تاریخ
میں کہیں نہیں ملتی۔ اس خاندان کی سلطنت کی ترقی و تنزل کے زمانے آخری صدیوں کے اندر واقع ہوئے
ہیں دنیا کی تاریخ میں یہ تین صدیاں بھی عجیب و غریب شمار کی جاتی ہیں اون میں اہل یورپ نے جو اپنی
عقل و دانش کے جوہر دکھائے ہیں وہ پہلے کبھی نہیں دکھائے انہوں نے ایک نئی دنیا (امریکہ)
کو منکشف کیا کیپ گڈ ہوپ کے راستہ سے اپنے لئے ہندوستان کی راہ نکالی جس سے اونکی
دولت کو بڑی ترقی ہوگئی۔ ترکوں نے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا جس سے یونانی عربی عالموں کا
علم مغرب میں پہنچا یعنی علوم میں ایک جان تازہ پڑ گئی چھاپہ کی ایجاد و ترقی نے اونکو
اور اسی میں علم کو پھیلا دیا۔ یورپ میں ذوق علمی پیدا کر دیا۔ یورپ نے اپنے مذہب کی اصلاح کی باہم
سلطنتوں کی قوتوں کی موازنت کا اصول قائم کیا جس سے یورپ میں مستقل امن رہنے کا انحصار
زبردستوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ترکوں کی فتوحات سے [illegible]

ان صدیوں میں یورپ نے تو معاش و معاد کے لئے اپنی ترقی کا یہ سامان عظیم بہم پہنچایا مگر اوس کے بالعکس ایشیا نے اپنے تنزل کا سامان جمع کیا۔ اور انہیں صدیوں میں یہ ہوا کہ چنگیز خاں اور امیر تیمور نے جو عظیم الشان اور وسیع سلطنتیں قایم کی تہیں وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں اور ایکدوسرے کی جانی دشمن ہوگئیں اور باہم غالب و مغلوب اور فاتح و مفتوح ہونے لگیں یورپ و ایشیا میں عثمانی ترکوں کی سلطنت کی کساد بازاری شروع ہوگئی۔ مگر خاندان صفویہ ایران نے عراق۔ آذربائیجان۔ فارس۔ خراسان وغیرہ پر فتوح حاصل کیں اور اذبک قوموں نے تیمور کی اولاد کو سلطنت سے محروم کیا اور ما وراءالنہر میں اپنی سلطنت کی بنیاد قایم کی جو ابتک چلی جاتی ہی۔ بابر اپنی آبائی سلطنت سے محروم ہوا اور کابل قندہار کو فتح کر کے اوسنے ہندوستان میں اپنے خاندان کی سلطنت کا سلسلہ ایسا جمایا کہ اوس کے خاندان کی شہنشاہی کا قایم مقام برائے نام تاج و تخت و ملک ۱۸۵۸ء تک قایم رہا۔ آخر صدی میں اوسکے خاندان کی سلطنت پر زوال آنا شروع ہوا۔ اور انگریزی سلطنت کا عروج ہوا۔

ترتیب انساب خاندان تیمور

جب صاحبقران امیر تیمور کے خاندان عالی کی سلطنت کا ذکر ہو تو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اوس کے حسب نسب کا بھی بیان کچھہ ہو۔ اسکو ہم ان اعلی درجہ کی تاریخوں سے منتخب کر کے لکھتے ہیں جنکے نام نامی یہ ہیں ظفرنامہ مولانا شرف الدین یزدی۔ انساب الترک۔ ابو الغازی خان۔ الانساب مغل۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر۔ اکبرنامہ۔ منتخب اللباب خافی خاں۔ تاریخوں میں نقل پرستی کا مذہب پہلے لوگوں سے چلا آتا ہے۔ مورخ خود محقق کمتر ہوتے ہیں مگر ناقل اکثر ہوتے ہیں۔ ان اوپر کی تاریخوں میں مضمون واحد ہے مگر عبارتیں مختلف ہیں۔ ہم اس نقل کے بعد انساب الترک کا بیان کسی ضمیمہ میں لکھینگے جس سے معلوم ہوگا کہ زمانہ حال کے محقق مورخ اوسکے باب میں کیا لکھتے ہیں۔

بالاتفاق تواریخ مذکورۂ بالا یہ لکھتی ہیں کہ حضرت یافث جو حضرت نوح کے فرزند رشید ہیں اُن سے تیمور کے خاندان کا سلسلہ ملتا ہی۔ بلاد شرق اور ترکستان کے تمام [illegible] انہیں سے منسوب ہوئے ہیں اُن کو ابو الترک کہتے ہیں اور بعض مورخ ان کو ا[illegible] سا بتاتے ہیں جس وقت حضرت نوح کی کشتی جودی پر سلامت ٹہری تو سوق الثمانین سے [illegible] ستاع اہل و عیال و یار مشرق و شمال کو رخصت ہوئے

بھاکلمات ونکے نام پر نامزد ہوا تھا سامنے باپ سے التماس کی کہ کوئی دعا سکہا
چاہے تو مینہ برسنے لگے حضرت نوح نے ایک سنگ اسکو دیا جسکی خاصیت مینہ بر...
اسم اعظم کا لطیفہ ادسپر اضافہ کیا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ اسم ادسپر کندہ تھا کوئی کہتا ہے ا...
دم کر دیا تہا۔ کوئی کہتا ہے کہ فقط سادہ لوحوں کو یہ کہہ کر دم دے دیا تھا ایسے پتھر ترکوں میں ...
ہیں اوسکو وجدہ تاش کہتے ہیں اہل فارس اس کو سنگ یدہ اور اہل عرب اس کو حجر المطر کہتے
ہیں حضرت یافث نے ان حدود میں جاکر صحرا نشینی اختیار کی۔ اس سنگ کے ذریعے مینہ کو جب
چاہتے تھے برسا لیتے تھے جب ایک زمانہ گذرا تو اونکے فرزند پیدا ہوئے اور اونھوں نے ایسے شائستہ
آئین جاری کئے کہ کوتہ اندیشوں کو بھی اونسے تسلی ہو اور والا فطرت بلند ہمتوں کی بھی سرفرازی ہو
اونکے گیارہ بیٹے تھے (۱) ترک (۲) چین (۳) سقلاب (۴) منسج جسکو منسک بھی کہتے
ہیں (۵) کمارئی جسکو کیمال بھی کہتے ہیں (۶) خلج (۷) خزر (۸) روس (۹) سدسان
(۱۰) غز (۱۱) یارج بعض کتابوں میں صرف آٹھ بیٹے لکھے ہیں سدسان۔ غز۔ یارج کو خارج کردیا ہے
حضرت یافث کے بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا ترک تھا۔ ترک لوگ اوسکو یافث اوغلان کہتے
ہیں (ترکی زبان میں اوغلن کے معنی بیٹے کے ہیں) وہ سب اپنے بھائیوں میں زیادہ ہوشیار و
کارگزار و رعیت پرور تھا۔ باپ کے بعد وہی اوسکا جانشین ہوا۔ اسنے مردمی و مردانگی و علوم ہمتی
کی داد دی۔ سارے ملک میں سیر کرکے اپنی اقامت کے لئے ایک جگہ مقرر کی جسکو سیلول یا سیلکا کہتے
ہیں۔ یہاں کی سردی خوشگوار اور گرمی عافیت بخش اور مرغزار دلکش اور آب رواں کے چشمے
جاری تھے۔ اسکے یہ اختراعات تھے چوب گیاہ سے گھر کا بنانا اور خیمہ و خرگاہ کا تیار کرنا۔ بہائم
اور سباع کے پوست سے پہننے کا لباس سلوانا۔ اسی کے زمانہ میں کھانے میں نمک ڈالنے کی رسم
یوں جاری ہوئی کہ ایک دن اسکا بیٹا تودک طعام کھاتا تھا کہ لقمہ اوسکے ہاتھ سے گر پڑا۔ زمین
شور تھی لقمہ نمکین ہو گیا اوسنے اوٹھا کر جو اوسے کھایا تو اوسکو زیادہ مزہ دار معلوم ہوا اس طرح
طعام میں نمک ڈالنے کی رسم جاری ہو گئی یہ آئین اسی نے جاری کیا کہ بیٹے کو باپ کے مال سے
سوا شمشیر کے میراث میں کچھ اور نہ ملے اور باقی تمام مال بیٹی کو دیا جائے۔

ترک کے بہترین فرزندوں میں النجہ خاں تھا جب کہ اسکا پیمانۂ عمر پر ہوا تو بزرگوں نے مشورہ کر کے اسکو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اوسنے خرد و دور بین کو اپنا پیشوا بنایا اور اپنا زمانہ عدالت گستری میں گذارا جب بوڑھا ہوا تو عزلت اختیار کی۔

باپ کی عزلت کے بعد دیپ باقوی باپ کے اشارہ سے فرماں روا ہوا۔ دیپ کے معنی تخت و جاہ کے اور قوی کے معنی بزرگ کے ہیں۔

اسکا فرزند رشید کیوک خاں تھا۔ باپ نے مرتے وقت سریر خانی اسی کو عنایت کیا وہ سلطنت کی قدر جانتا تھا اوسکے حق ادا کرنے میں اہتمام خوب کیا +

النجہ خاں اوسکا بیٹا تھا آخر عمر میں اوس کو بعید کیا اوسنے داد و دہش بے اندازہ کی اور اوس کے زمانہ میں ترک صاحب نعمت و ثروت ہوگئے اور دنیا میں ایسے مست ہوئے کہ عقل کی راہ سے غافل ہوئے جب اسطرح ایک مدت گذری تو اوسکے دو بیٹے توام پیدا ہوئے جنمیں سے ایک کا نام مغل اور دوسرے کا نام تاتار رکھا مغل اصل میں مونگ دل تھا جسکے معنی غمزدہ و سادہ دل کے ہیں جب دونو کا رداں اور سمجھدار ہوئے تو اسنے اپنے ملک کے دو حصے کئے۔ ایک نصف مغل خاں کو اور دوسرا نصف تاتار خاں کو ملا جب باپ بزرگوار انکا اس دنیا سے رخصت ہوا تو یہ دونو بھائی آپس میں الفت کر کے اپنے اپنے ملک میں سلطنت کرنے لگے۔ خاندان تیموریہ کو کچھ تعلق تاتار اور اوس کے آٹھ شعبوں سے نہیں ہے اسلئے اوسکا حال ہم کچھ نہیں لکھتے اور مغل اور اوسکے فرزندوں کے احوال کی شرح لکھتے ہیں امراے مغول ہمیشہ باپ دادا کے سلسلہ نسب کو محفوظ رکھتے تھے اور اپنی اولاد کو اُسے سکھاتے تھے اور دفاتر اور اوراق میں اُسے کتابت میں لاتے تھے اسی سبب سے ہم دیکھتے ہیں کہ اونکے انساب کی کتابیں بہت سی ہیں اور اونکے بچے بچے کا خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی نسب لکھا ہے مغل خاں وطن کا فرمانروا تھا۔ اُسنے اپنے ملک میں رعیت کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ رعایا کے دل اوسکی بندگی و رضا جوئی کے طالب ہوگئے اور اوسکی اچھی خدمتیں کرنے لگے۔ مغل کے شعبے نو نفر تھے جنہوں نے سلطنت کی۔ اول اونمیں مغل خاں اور آخر ایل خاں تھا۔ یہ نو شعبے اسلئے مشہور ہیں کہ مغل نو عدد کو کل اشیا کی تعداد کے لئے مبارک اور فرخندہ سمجھتے تھے۔ مغل خاں کے چار بیٹے تھے۔ قرا خان

آغز خاں۔ کرخاں۔ اوزخاں۔

سب بھائیوں میں قراخاں عمر میں بڑا تھا اور جہانداری کے فن میں ممتاز تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد وہی اورنگ فرمانروائی پر بیٹھا۔ اور قراقرم میں جو دو پہاڑوں ارتاق و کرتاق کے درمیان واقع تھا اُسنے رہنے کے واسطے ییلاق اور قشلاق مقرر کیا۔ قشلاق اُن گرم مکانوں کو کہتے ہیں کہ جنمیں سردی میں رہیں۔ اور ییلاق اُن سرد مکانوں کو کہتے ہیں جنمیں کہ گرمی میں رہیں۔

قراخان کا فرزند گرامی آغوزخاں تھا۔ وہ قراخان کی فرمانروائی کے زمانہ میں خاتون بزرگ سے پیدا ہوا تھا۔ تاریخوں میں افسانہ گذاروں نے جو اوسکے نام رکھنے اور خداپرستی کی راہ چلنے کے افسانے لکھے ہیں اونکی نسبت ابوالفضل لکھتا ہے کہ خرد انصاف گزین اون کے قبول کرنے میں اقبال نہیں کرتی مگر اسمیں شک نہیں کہ وہ خرد دوست و خداپرست معدلت گستر تھا۔ اوسنے ایسے نیک اور شائستہ قوانین مقرر کئے کہ جنسے اختلافات خلائق کا انتظام و التیام ہوا اوسکو ملوک ترک میں ایسا سمجھنا چاہیئے کہ ملوک عجم میں جمشید کو۔ وہ اپنی فرہنگ درست و ہمت بلند و بخت ارجمند و شجاعت ذاتی سے ملک ایران و توران و روم و مصر و شام وافرنج کو اپنے حیطہ تصرف میں لایا اور اکثر خلقت اوسکے سایہ عاطفت میں آئی۔ اور اوسنے ترکوں کے لقب کسی نہ کسی مناسبت کے سبب رکھے ہیں کہ وہ اجتک اُن سے بلائے ہیں مثل الیغور قانقلی یا قانقلی قبچاق۔ قارلیغ۔ خلج وغیرہ۔ الیغور کے معنی پیوستن یا بکدیگر چسپیدن کے ہیں ہندی فسادوں میں جو ترک اوسکے ساتھ رہے اونکا یہ نام رکھا قانقلی یا قانغلی گردوں (چھکڑے) کو کہتے ہیں لڑائی میں جن ترکوں نے لوٹ کے مال لیجانے کے لئے اپنی عقل سے گردوں (چھکڑا) ایجاد کیا تھا اونکا نام قانغلی رکھا۔ ایک شکست میں ایک حاملہ جسکا خاوند مارا گیا تھا کھوکھلے درخت میں جاکر چھپی اوس کے بیٹے سے جو پیدا ہوئی اوسکا لقب قبچاق رکھا قبق کے معنی کھوکھلے درخت کے ہیں۔ ایک لڑائی میں کچھ ترک برف کے سبب آغوزخاں سے رہ گئے تھے اونکا نام قارلیق رکھا جسکے معنی صاف برف کے ہیں۔ ایک لشکر کشی میں ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا مگر کھانا نہ ملنے سے ماں کے دودھ نہ تھا۔ صحرا میں ایک شغال نے تدمر

پڑا اوسکو چھپاکر کباب اوسکے عورت کو کھلائے تو اوسکی چھاتیوں میں دودہ اُترا جب
آغوز خاں کو اسکی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ یہ عورت ہمارے ساتھ رہے اوسکی اولاد کا نام
خلج رکھا جسکے معنی ہیں اس زبان میں خلج کو قلج بہی لکھتے ہیں -

آغوز خان کے چھہ بیٹے تھے جنکے نام یہ ہیں - کن خان - آی خاں - یولدوز خاں - کوک خان
طاق خان - تنگیز خان - آغوز خاں کی اولاد اور احفاد کی توالد و تناسل سے مغلوں کے
جو بیس شعبے ہوگئے بعض ونمیں ولایت ماوراءالنہر و خراسان میں متوطن ہوئے - وہاں کی
آب و ہوا کے اقتضا سے اور مشیت ایزدی سے اونکی اولاد کے چہرہ اور بشرہ کی ترکیب بدل گئی
اونکو لوگ ترک مان یعنی ترکوں کی مانند کہنے لگے - یہ بھی منقول ہے کہ ترکمان ایک علحدہ قوم ہے
کہ وہ ترکوں سے نسبت قرابت نہیں رکھتی اور ظفرنامہ کے مقدمہ کا سیاق کلام اوسپر دلالت
کرتا ہے کہ ترکمان وہ قوم ہے جو منسک بن یافث کی نسل سے پیدا ہوئی ہے اسنے ترک
بن یافث اور غز بن منسک کے محاربہ کے قضیہ کے آخر میں لکھا ہے کہ اس روز سے کہ بغو بن
غز اس لڑائی میں قتل ہوا ترکمانوں اور ترکوں میں کینہ باقی چلا آتا ہے والعلم عنداللہ

یہ بہی ایک نقل ہے کہ جب آغوز خاں نے مملکت ایران و توران سے فراغت پائی اور اپنی
یورت اصلی میں پہر آیا تو اوسنے ایک بزم خسروانہ اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا اور ایک خرگاہ
زریں بہت بڑا نصب کیا اور اس جشن میں تمام بزرگوں اور اشراف و اعیان و امرا و
سردار ونکو بلایا اور اُن برتنوں میں جو اوسنے ایجاد کئے تہے کھانا کھلایا - اسی محفل میں سپاہ کا
دست راست جسکو ترکی میں برانغار اور عربی میں میمنہ کہتے ہیں اپنے تین بڑے بیٹوں کو اور
دست چپ جسکو ترکی میں جرانغار اور عربی میں میسرہ کہتے ہیں چھوٹے بیٹوں کو عنایت کیا -
اوسنے تین بڑے بیٹوں کو بوزوق کا اور تین چھوٹے بیٹوں کو اوچوق کا لقب دیا
ولیعہدی اور بادشاہی بڑے بیٹوں کے لئے اور اونکی اولاد کے واسطے مقرر کی اور وکالت سلطنت
چھوٹے بیٹوں کے لئے اور وجہ ان لقبوں کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ آغوز خان کے بیٹے
شکار کہیلنے گئے تھے ایک کمان اور تین تیر زریں اونکو ہاتھ لگے وہ اونکو باپ کے روبرو لائے

باپ نے تین بڑے بیٹونکو کمان دی اور اونہوں نے اوسکو تین حصوں میں تقسیم کیا اور باہم
آنکو بانٹ لیا۔ اسلئے اونکا لقب بوزوق (کمان) ہوا۔ اور تیر تین چھوٹے بیٹونکو دئے اسلئے
اونکا لقب اوچوق (تیر) ہوا۔ اور ترکونکے نزدیک بوزوق (کمان) کا درجہ اوچوق (تیر) سے
زیادہ ہوتا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ کمان بادشاہ کا حکم رکھتی ہے اور تیر ایلچی کا ؎

چو تیر ایلچی آمد کمان بادشاہ — بود ایلچی از شاہ کمتر براہ

آغوز خاں نے اپنے فرزندان ارجمند اور امراء اخلاص اندیش اور کل ملازموں پر نوازشہائے
شاہانہ کیں اور وہ نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں جو ثبات دولت کی طرف رہنموں تھیں اور آئین
مقرر کئے کہ اونپر اوسکی اولاد پشتہا در پشت چلے بہتر برس سلطنت کرکے اوسنے دنیا کو وداع کیا

کن خان +

وصیت کے موافق باپ کا جانشین کن خان ہوا۔ از غوز خاں وزیر ادرقیل خواجہ کی تدابیر
صائب کے موافق فرماندہی کی کام روائی شروع کی۔ ان چھہ بھائیوں میں سے ہر ایک کے چار بیٹے
تھے اسلئے کن خاں کے چوبیس بھتیجے تھے۔ انمیں سے ہر ایک کے ساتھ ایسا نیک سلوک کیا کہ وہ گیر و دار
سلطنت میں ایک دوسرے کے مددگار رہتے۔ ستر برس سلطنت کی آئی خاں کو اپنا ولیعہد مقرر کرکے
وہ چل بسا (کن ترکی زبان میں آفتاب کو اور آئی ماہتاب کو کہتے ہیں) یہ باپ بیٹے اپنے
خاندان کے آفتاب ماہتاب تھے +

آئی خان +

آئی خان اپنے پدر بزرگوار کے آئین پر چلا اور خوش خوئی کے ساتھ عدالت کی اور
دانش کے ساتھ کردار نیک کئے +

یلدوز خان +

آئی خاں کے مرنے کے بعد یلدوز خاں اوسکا جانشین ہوا جہانداری اور دادگستری میں پایہ بلند رکھتا تھا
اوسکے عہد میں مغولستان کی خلائق مرفہ الحال ہوگئی (یلدوز ترکی زبانمیں ستارہ کو کہتے ہیں)

منگلی خان +

منگلی خان باپ کا دوست دار بیٹا تھا۔ اوسکے بعد تخت پر بیٹھا۔ اپنے باپ دادا کے طریقوں کو
اپنی حکومت میں برتا اور سر مو اس میں تجاوز روا نہ رکھا۔ اور عنایت یزدان سے اور دانش
شناسوں کی ستائش سے وہ ممتاز ہوا +

تنگیز خان +

باپ کی وفات کے بعد تنگیز خاں امور سلطنت کا منتظم ہوا اور مغولستان میں دس سال تک برابر

تاج رکھا اوسکا بڑا بیٹا ایلخان تھا۔ باپ نے اپنی پیری اور ناتوانی کے زمانہ میں سلطنت کی عنان اسی کے ہاتھ میں دیدی تھی اور خود ایام کثرت کی عذرخواہی کے لئے گوشۂ وحدت میں بیٹھا (زنگیز جہیل و کشتی کو کہتے ہیں)

ایل خان جب سریر آرا ہوا تو اوسنے وہ آئین اختیار کئے کہ جس سے عالم صوری کا انتظام ہو اور ملک معنوی کی مراعات ہو اور پراگندہ دل فراہم ہوں۔ مگر اسپر یہ بلاءِ عظیم نازل ہوئی کہ ترکستان کی اور ماوراء النہر پر تور بن فریدون نے استیلا پایا اور سونج خاں ملک تاتار اور الغوز کے ساتھ اتفاق کر کے ایلخاں سے لڑا۔ ایلخان مغلوں کے ساتھ حسن معاشرت رکہتا تہا اسلئے وہ دل و جان سے اوسکی طرف سے لڑے اور بہت سے ترکوں اور ایغوروں اور تاتاریوں کو اونہوں نے قتل کیا۔ آخر تمام جنگ میں تور و تاتار سامنے سے ہٹ گئی مکر و حیلے سے روباہ بازی کر کے بہاگ نکلے اور تہوڑی دور جاکر ایک نشیب میں اُتر گئے اور آخر شب میں ناگہاں لشکر ایلخاں پر شبخون مارا اور ایسی کوشش سے ایلخاں کے آدمیوں کی کُشش کی کہ سوا ان چار آدمیوں کے کوئی اسکے لشکر میں زندہ باقی نہ رہا۔ ایک اسکا فرزند دلنشین قیان دوسرا اسکا پسر خال نکوز اور دو اونکی حرم میں باقی رہیں۔ مشکل تہا کہ کوئی آدمی زندہ سلامت رہتا۔ مگر ان چار آدمیوں نے اپنے تئیں مردوں میں ملا کر پنہاں کر دیا تھا اسلئے زندہ رہے جب رات ہوئی تو یہ چاروں آدمی پہاڑ پر گئے اور اوسکی گھاٹیوں اور تنگ راہوں سے بڑی محنت و مشقت اوٹھا کر ایک مرغزار میں پہونچے جسمیں خوشگوار چشمے اور مزہ دار میوے نظر آئے۔ اس مقام کو غنیمت سمجھ کر یہیں اقامت کی۔ ترک اس جگہ کو ارکنہ قون (یعنی کرنہد) کہتے ہیں۔ یہ ہولناک واقعہ اغوزخان کے مرنے سے ہزار سال بعد وقوع میں آیا۔ اس سرزمین میں قیان اپنے ہمراہیوں سمیت بسر کرتا تہا۔ اولاد کی کثرت ہوئی اور قبائل پیدا ہوئے۔ قیان کی اولاد کا نام قیات تھا۔ قیان کے معنی مغلوں کی زبان میں سیل قوی کے ہیں کہ پہاڑ پر سے نیچے رواں ہوتی ہے۔ قیان کو یہ نام بسبب کمال شجاعت کے ملا تھا۔ قیات جمع قیان ہے۔ اور نکوز کی اولاد کو دُرلگین کہتے تہے۔ یہ قیان کی اولاد دو ہزار برس تک ارکنہ قون میں بستی رہی۔ اس زمانہ کا حال کچھ نہیں معلوم ہوا۔ اس زمانہ میں

نوشت وخواند کی رسم نہ تھی کہ کوئی تاریخ ہوتی۔ تخمیناً دو ہزار سال گذرنے کے بعد نوشیروان کے آخر عہد میں قیات اور دولگیں تب باہر آئے کہ ارکنہ قون میں اونکے آباد رہنے کی گنجائش نہ رہی جب اُنہوں نے یہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اونکی راہ کو ایک پہاڑ نے جسمیں معدن آہن تھی روک رکھا تھا عاقلوں نے سوچ کر بارہ سنگے کی کھالوں کی دھوکنیاں بنائیں اور کوئلوں اور لکڑیوں سے آگ روشن کی ہوا نے آگ کو بھڑکایا اور آگ نے کوہ آہنی کو پانی کی طرح بہایا اور اوس سے گذرنے کی راہ نکل آئی پھر اونہوں نے ملک تاتار وغیرہ کو بزور شمشیر لے لیا اور سریر کامرانی وجہانبانی پر متمکن ہوئے۔ اس زمانہ کے تخمین کیش درست اندیش چار ہزار سال کا تخمینہ کرتے ہیں کہ جسمیں اٹھائیس نسلیں اونکی ہوئیں اور ہزار سال پیچھے اور گذرے کہ جسمیں اونکی پچیس نسلیں ہوئیں۔ زمانہ حال کے تخمینہ سازان درست اندیش کے نزدیک دونو تخمینے بالکل غلط ہیں۔ یوروپ کے مورخ اوپر کے بیانات کو ایک فسانہ جانتے ہیں تاریخ کے پایہ سے اُسے ساقط سمجھتے ہیں +

مغلوں کی سرزمین مشرق میں ہے اور آبادی سے بہت دور ہے اوسکا دور اتنا بڑا ہے کہ سات آٹھ مہینے میں اوسکے گرد سفر ہوتا ہے۔ اوسکی حدود یہ ہیں سرحد مشرقی اوسکی سرحد خطا تک ہے غربی سرحد زمین ایغور تک۔ شمالی سرحد اوسکی قرغز وسلینگا سے ملی ہوئی ہے اور جنوبی سرحد اوسکی تبت سے متصل ہے۔ مغلوں کی خورش گوشت شکار پوشش اونکی پوست بہائم وسباع

قیان کی نسل سے تموتانتق ہے وہ سروری وفرمانروائی میں سربلند ہوا اوسکا بڑا بیٹا منگلی خواجہ تاج دولت سے سرافراز ہوا۔ اور مسند ریاست وعدالت پر بیٹھا اوسکا بڑا بیٹا یلدوز خاں ہے کہ وہ قیات اور دولگیں کے نکل آنے کے بعد امارت وسرداری سے سرافراز ہوا قیان کے بعد اونکے فرزند بطناً بعد بطن ارکنہ قون میں سروری قبائل رکھتے تھے یلدوز خاں کے رفتہ رفتہ نصیبے نے ایسی یاری کی کہ اوس منزل کو آباد کیا اور والا شکوہ فرمانروا ہوا اور مغلوں کے نزدیک وہ شخص درست نسب رخانی کے لئے شائستہ ہے کہ وہ اپنے نسب کو یلدوز خاں تک پہنچائے یلدوز خاں کا پسر رشید جومینہ بہادر ہے وہ باپ کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر کامیاب ہوا مغلوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اُس موسم میں سب جمع ہوتے ہیں جس میں کہ وہ ارکنہ قون کو آگ لگا کر قیات ودولگیں نکلے تھے تمام آلات آہن گری سے اور دم کشیاں ڈال کر

[illegible]

جمع کرتے ہیں اور آہن سرد کو گرم کرتے ہیں اور پھر گرم کو سرد کرکے کوٹتے ہیں اور اس دن کو عیش و طرب و خرمی
میں مشغول ہوتے ہیں اور اس موسم کو اپنے لئے ارم جانتے ہیں +

آلنقوا کا قصہ دنیا کے عجیب قصوں میں سے ہے اور دنیا میں ابتک اوس کے یقین کرنے والے بہت جیتے
ہیں۔ آلنقوا جو یمنہ بہادر کی دختر قدسی اختر تھی قوم اوسکی قیات نسل بر لاس تھی عنفوان سے بزرگی
تک اُس کے حسن صورت و سیرت میں افزایش رہی وہ فطرت عالی و ہمت والا میں یگانہ روزگار ہوئی۔
دوست دشمن و خویش و بیگانے اوسکو بزرگ منش حرز دیر و زود خدا پرست سمجھتے تھے۔ انوار خدا شناسی
اوسکے چہرہ سے نمودار تھے جب وہ بالغ ہوئی تو اپنے چچا کے بیٹے سے جو مغلستان کا فرمانروا تھا
بیاہی گئی اور اوس سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک ملکدی دوسرا ایک جدی۔ جب خاوند مر گیا تو وہ
بیٹوں کی پرورش اور اوس کی سرمدی و سرآرائی میں متوجہ ہوئی۔

ایک رات یہ نور پیدا والہی خواب راحت میں تھی کہ ناگاہ اوس کے خرگاہ میں ایک نور
روشن ہوا اور یہ نور اوسکے دہن و کام کی راہ سے اندر گیا اور وہ اس سے حاملہ ہوئی اور جب یہ
حمل ہوا تو رشتہ داروں اور اعیان سلطنت نے لعن طعن و سیر شروع کی۔ آلنقوا نے تمام اکابر کو جمع
کرکے کہا کہ عالم الغیب میرے حال سے آگاہ ہے اور میری عفت و عصمت پر گواہ ہے جبرئیل حال سے
مطلع کیا اور کہا کہ جسکو شک ہو وہ چند روز میرے خرگاہ میں رہے تاکہ اس واقعہ کا حال اسپر روشن ہو جائے
چند اشراف اوسکے خرگاہ میں گئے انہوں نے دیکھا کہ خرگاہ کے روزن میں سے نور اندر آتا ہے
اور پھر باہر جاتا ہے۔ بعد ازاں آلنقوا کا سچ کہنا سب پر روشن ہو گیا اور کسی کو اوسکی عصمت طہارت
میں تردد باقی نہیں رہا جب حمل کے دن پورے ہوئے تو تین بیٹے پیدا ہوئے ایک بوقون قتقی یا
یا بوقون قتقی تھا تمام قوم قتقین اس سے پیدا ہوئی۔ دوسرا بوسقی شالجی تھا جس سے قبیلہ سالجیوت منشعب ہوا
سوم بوذنجیر قاآن جسکی اولاد کو نیرون کہتے ہیں۔ یعنے از نور بدید آمدہ۔ ان کو اقوام مغل میں بزرگ
تر سمجھتے ہیں +

بوذنجیر قاآن جد نہم چنگیز خان و قراچار نویان کا اور جد چہار دہم حضرت صاحبقران امیر تیمور کا ہے
جب سن تمیز کو پہنچا تو توران زمین کی سر سلطنت کو نسبت دی ترک تاتار وغیرہ جو بطریق ملوک طوائف

زندگی بسر کرتے تھے دل و جان سے اوسکی خدمت کیلئے کمر بستہ ہوتے۔ اونسے اپنی تدابیر کی تو شش سے پریشانی رعیتکا کو دور کیا عدالت و احسان کی دادوی اور خلقت کو ایک زمانہ دراز تک اپنی مردانگی اور فرزانگی سے آرائش و آسائش پہونچائی۔ جب تن سے جان جدا ہوئی تو اوس کے دو بیٹے بوقا تو قیا باقی تھے +

اوسکا بڑا بیٹا بوقا خان تہا وصیت کے موافق باپکا جانشین ہوا۔ اور مسند بادشاہی کو عدل و داد سے آراستہ کیا۔ جہانداری اور گیتی ستانی کے قواعد اختراع کر کے دستور العمل شاہی بنایا۔ نیر دستوں کے ساتھ اسطرح زیست بسر کی کہ خواص و عوام اُس سے خوشوقت ہوئے +

اوسکا پسر رشید دوتمین خاں تہا۔ اوسکو اپنی زندگی میں ولیعہد کر دیا تہا۔ بعد باپ کے مرنے کے وہ بادشاہ ہوا۔ لوازم دارائی اور ملک فزائی میں کوشش کی۔ اوسکے نو بیٹے تھے۔ وہ جلد مر گیا۔ اوسکی بیوی کا نام منولون تہا وہ عقل و تدبیر میں یکتا تہی۔ وہ اپنے لڑکوں کو ایک گوشہ میں لے جا کر ان کی تربیت میں مشغول ہوئی۔ درلگین کی قوم میں سے فرقہ جلائر نے منولون اور اوسکے آٹھ بیٹوں کو قتل کر ڈالا۔ نواں بیٹا قائدو خاں تہا وہ اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کرنے کے لئے ماچین گیا تہا اسلئے وہ بچ گیا۔ اہل ماچین نے اوسکی ایسی مدد کی کہ جلائر اپنی نادانی کے معترف ہوئے اور ستر آدمیوں کو جو منولون اور اوسکے بیٹوں کے قتل میں شریک تھے انکو اور انکے اہل و عیال کو باندھ کر اُنہوں نے قائدو خان کے پاس بہیجدیا۔ قائدو خان نے اونکی پیشانیوں پر داغ بندگی لگا کر چھوڑ دیا اور ایک زمانہ دراز تک اونکی اولاد کو بندگی میں رکھا +

ماچین کی مدد سے کچھ مدت کے بعد قائدو خاں سریر سلطنت پر بیٹھا خلقت کی آبادانی میں سعی کی قصبے بسائے اور بہت کچھ خیل و حشم جمع کیا۔ گو اوسکی لڑائیاں جلائر سے ہوتی رہیں مگر اوسکی سلطنت مستقل ہو گئی جب مر گیا تو تین بیٹے چھوڑ گیا۔ بڑا بیٹا بایسنغر خان تھا۔ وہ کاروانی اور رعیت کی سرپرستی میں اور سپاہی پنے میں یگانہ تہا۔ باپ کی وصیت کے موافق فرماں دہ ہوا۔ تومنہ خان اسکا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے وقت ملک و دولت اوسکے سپرد کر گیا تہا سلطنت کو فروغ اس سے ہوا۔ مردانگی خردمندی بزرگ منشی بردباری اوسکے زمانہ کو رونق دیتی تھیں اوسنے اپنے ملک

موروثی پر مملکت مغلستان و ترکستان کو اپنی تدبیر و شمشیر کے زور سے زیادہ کیا ترکستان میں
کوئی اوسکی برابر ہیبت و عظمت نہیں رکھتا تھا۔ اوسکی دو بیویاں تھیں ایک سے سات لڑکے
پیدا ہوئے اور دوسرے سے دو توام جنمیں سے ایک کا نام قبل اور دوسرے کا نام قاچولی تھا۔
قاچولی بہادر حضرت صاحبقراں کا جد ہشتم تھا اوسکے خواب اور اونکی تعبیریں بھی زمانہ گذشتہ
کے عجیب اعتقادات دکھاتی ہیں۔ ایک رات اوس نے خواب میں دیکھا کہ قبلخاں کی جیب (گریبان) سے
ایک ستارہ درخشاں نکلا اور آسمان پر جا کر تاریک ہو گیا اور یہی حال تین دفعہ بار بار ہوا۔ چوتھی
دفعہ ستارہ نہایت روشن اوسکے گریبان سے نکلا کہ اوس سے تمام آفاق نورانی ہو گیا اور اُس نے
اپنے پرتو سے چند ستاروں کو روشن کر دیا جنمیں سے ہر ایک نے ایک ناحیہ کو منور کیا اور جب وہ کوکب
نورانی ناپدید ہو گیا تو بھی اطراف جہاں پہلے سے روشن رہے۔ جب اِس خواب سے بیدار ہوا تو اس
غیبی خواب کی تعبیر میں اپنے طائر اندیشہ کو پرواز دے رہا تھا کہ پھر سو گیا اور خواب میں یہ دیکھا
کہ اوسکے گریبان سے سات دفعہ ایک ستارہ روشن نکلا اور غروب ہو گیا۔ اور آٹھویں دفعہ ایک
بڑا ستارہ طلوع ہوا اوسکی روشنی سارے جہان میں پھیل گئی۔ اور پھر اوس سے اور ستارے
نکلے جنمیں سے ہر ایک نے ایک گوشۂ عالم کو روشن کیا جب یہ ستارہ غروب ہو گیا تو عالم میں وہی
روشنی تھی اور اور ستارے بھی ویسے ہی روشن تھے۔ صبح کو اس واقعہ کی صورت کو قاچولی بہادر
نے اپنے پدر بزرگوار تومنہ خاں کے روبرو بیان کیا۔ باپ نے ان خوابوں کی یہ تعبیر دی کہ قبلخاں
سے تین شاہزادے تخت خانی پر بیٹھینگے اور مملکت میں حاکم ہونگے چوتھی دفعہ ایسا ہوگا کہ اوسکے
بعد ایک بادشاہ کا ظہور ہوگا کہ وہ عالم کے اکثر حصے کو اپنے تحت و تصرف میں لائیگا اور اوسکے
فرزند پیدا ہونگے جنمیں سے ہر ایک ایک ناحیہ میں حکومت کریگا اور قاچولی کے سات فرزند
دولتمند پیدا ہونگے کہ افسر پیشوائی اور تاج فرمانروائی انکے سر پر ہوگا اور آٹھویں دفعہ ایک فرزند
پیدا ہوگا کہ جہانگیری کریگا۔ اور اہل عالم پر سری و سروری کریگا اور اوسکے فرزند پیدا ہونگے
جنمیں سے ہر ایک ایک جانب میں حاکم اور ایک مملکت کا والی ہوگا جب تومنہ خاں خواب کی تعبیر
سے فارغ ہوا تو اوسکے فرمانے کے موافق آپس میں یہ عہد و پیمان ہوا کہ قبل خان کو سر برخانی مسلم

اور قاچولی سپہ سالار و صف آرا و تیغ زن مدار کل ہوا اور یہ بات بھی قرار پا گئی کہ بطناً بعد بطن اونکے فرزند اس طریقہ پر سلوک رہیں اور اوس کو منظور رکھیں اور خط الیغوری میں ایک عہد نامہ اس باب میں قلمی ہوا۔ اور دونو بھائیوں نے اوس پر مہریں کر دیں اور تومنہ خاں کے آل تمغا ولو دہ پہونچا دیا +

جب تومنہ خاں کا ستارہ حیات مغرب فات میں غروب ہوا تو قبل خاں تخت فرمانروائی پر متمکن ہوا اور قاچولی بہادر عہد نامہ کے موافق مہام سلطنت کے انتظام کا متصدی ہوا جب قبل خاں نے دار الفنا ہستی سے دار الامان نیستی میں خرام کی تو اوسکے چھ بیٹوں میں سے قوبلہ خان جو تاج و تخت کے لائق تھا خان ہوا اور قاچولی بہادر اسی منصب والا سپہ سالاری میں مشغول رہا اوسکو اپنے بیان کا پاس تھا اور وہ فرزانگی اور مردانگی کی مدد سے کارگاہ ملک و دولت کا سرانجام کرتا تھا اور اس مہربان کی گرمی سے جو عقل خداداد اور طبع کشورستان رکھتا تھا اپنے بھائی کا انتقام التان خان حاکم خطا سے لیا اور جنگہای بزرگ لڑکر لشکر خطا کو شکست عظیم دی اس سرگذشت کا مجمل بیان یہ ہے کہ خطا کے فرمانروا ہمیشہ اس طبقہ والا شکوہ سے دغدغہ میں رہتے تہے اور ہمیشہ سلسلہ دوستی کے محرک ہو کر اپنا زمانہ گذارتے تھے جب خطا کی فرمانروائی التان خان کو ملی تو وہ قبلخان کی شجاعت و تدبیر سے ہراساں رہتا تھا اوسنے اپنے ایلچی کاردان بہیجکر اساس موافقت کو ایسا مستحکم کر لیا تہا کہ قبلخان سے خطا میں آنے کی استدعا کی قبل خاں ملک کی دار و گیر کو قاچولی بہادر کو سپرد کر کے اپنی خلقی راستی و دوستی کے سبب سے خطا میں گیا اور یہاں دلپذیر صحبتیں ہیں اور بعد عیش و عشرت کے اپنے پدرت کی جانب متوجہ ہوا بعض تنگ حوصلہ اور فرومایہ اعیان دولت نے ناشایستہ باتیں کہہ کر التان خان کا مزاج متغیر کر دیا کہ وہ قبل خاں کے وداع کرنے سے پشیمان ہوا اور آدمی بہیجکر اوسکو طلب کیا۔ التان خان کی ناراستی کو قبلخان سمجھ گیا اوسکو جواب بہیجا کہ میں نے مبارک ساعت میں سفر شروع کیا ہے اسلئے مین پہرنے کو مناسب نہیں جانتا۔ خان خطا اس جواب پر ایسا جوش میں آیا کہ اوسنے ایک لشکر روانہ کیا کہ جسطرح بن پڑے قبل خان کو الٹا لے آئے قبل خان نے اپنے ایک دوست کے گہر میں جسکا نام سالجوقی تہا لشکر خطا کے شر کو ٹالا اور کہا کہ میں الٹا چلتا ہوں سالجوقی نے چپکے سے اوس سے کہدیا کہ معاودت میں مصلحت

نہیں ہے میرے پاس ایک گھوڑا تیز گرو اور رو ہے کہ جسکی گرد کو کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ ملاح وقت بیٹے
کر آپ اس گھوڑے پر سوار ہو کر اس مخاطرہ سے باہر نکل جائیں قبل خان اسی اسے پر عمل کیا اور
اس گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچا جب اہل ختا کو اسکی خبر ہوئی اوس کے پیچھے چابک دست تیز پا
آدمی دوڑائے مگر کہیں اونکو خان نہ ملا تو وہ اوس کے گھر پہنچے۔ خان نے ان لوندیشوں کو گرفتار کر کے
قتل کرایا۔ اسی اثنا میں اسکا بڑا بیٹا اقبن برقاق کہ حسن صورت میں بے ہمتا تھا جنگل میں شکار کھیل رہا
کہ ناگاہ قوم تاتار سے دوچار ہوا انہوں نے اوسکو پکڑ لیا اور التان خاں کے روبرو لائے۔ خان نے
اپنے آدمیونکے انتقام میں اس غزال شیرزاد کو خر چوبین پر باندھ کر ہلاک کیا جب قبل خان کا دوسرا
بیٹا قوبلہ خان تخت سلطنت پر بیٹھا تو اوس نے اپنے بھائی کے انتقام لینے کے لیے لشکروں کو جمع کیا
اور التان خان کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں میں ایک جنگ عظیم ہوئی ختائیونکو شکست فاحش
ہوئی تمام مال اسباب انکا تاراج ہوا۔ التان خان بھاگ گیا جب قوبلہ خاں اسی زادہ میں وہاں سے
جسمیں اسکے باپ دادا جاکر واپس آئے تھے تو برتان بہادر اوسکے بڑے بھائی کو اعیان مملکت نے
سریر خانی پر بٹھایا۔ اوسنے اپنے باپ بھائی کی رسم و آئین کو تازہ کیا۔ اوس کے عہد میں کسی کو
یہ قوت نہ تھی کہ اسے دعوی مبارزت وسپہ کشی کرے اسلئے افواہ خلائق میں لفظ بہادری کے ساتھ
اسکا لقب خاقانی زبان زد ہوا اور یہی نام اوسکا سکوک ہوا اور اس زمانہ میں قاچولی بہادر کہ اسکا برادر
جاں بہار اور بہادر سپہ سالار تھا عالم بقا کو رخصت ہوا۔

برتان بہادر +

قاچولی بہادر کا پسر ارشد ایرومچی برلاس تھا وہ سالک فرہنگ میں اور معارک جنگ میں
ہوش تھا۔ باپ کے بعد عزائے سپہ سالاری آبائی کے نام سے سربلند ہوا اوسکے پدر بزرگوار نے جن
آئین کو رونق دی تھی اوسی کے موافق مہام ممالک اور تدابیر امور اعظم میں کوشش کرتا تھا۔ اول
یہی شخص تھا جسنے برلاس کے لقب سے اختصاص پایا۔ برلاس کے معنی مغلی زبان میں شجاع کے
ہیں اور تمام الوس برلاس کا نسب اسی تک پہنچتا ہے جب برتان بہادر کی زندگی ختم ہوئی تو اوسکے
چار بیٹوں میں سے تیسرے بیٹے بیسوکائی بہادر نے کہ چنگیز خاں کا باپ ہے اور فرزانگی اور مردانگی
رکھتا تھا تاج خانی سر پر رکھا بیسوکائی بہادر کا نام ظفرنامہ میں یسوکی لکھا ہے ھ

ایرومچی برلاس +

بس از شاہ برتان یزدان پرست ‎ ‎ بسو کی بہادر بشاہی نشست

انہین تومنین بردمچی برلاس نے شہرستان بقا مین اقامت کی اوسکے اونکے بیٹے ایرنجی برلاس بہادر کے فرزندان گرامی میں سوغوچیچین لاور تہا اور عمر مین بہی سب سے بڑا تہا پدر عالی قدر کا جانشین ہوا وہ گو ظاہر مین سپہ سالار تہا لیکن حقیقت مین شہریار تہا۔ بیسوکای بہادر نے اوسکی رائے کے موافق تاتار پر چڑہائی کی اور اوسکے خانمان کو تاخت و تاراج کیا اور تاتار پر غالب ہوکر وہ دیلون یلاق میں پہنچا جہان اوسکے ہان چنگیز خان پیدا ہوا۔ سوغوچیچین کا نام مختلف طور سے مورخون نے لکہا ہے مگر ظفر نامہ کے اس شعر پر اعتماد کرنا چاہیئے سہ

زسوغوچیچن بود بورے نکو ‎ ‎ جہانگیر و فرزانہ و نیک خو

سوغوچیچن کے معنی عاقل کے ہین سوغوچیچین کا فرزند گرامی قراچار نویان تہا۔ وہ بادشاہ بخش اور شہریار فشان تہا ۱۱۲۵ھ مین بیسوکای بہادر کا انتقال ہوا اوسکا بیٹا تموچین (چنگیز خان) تیرہ برس کا تہا اوسکا حال جلد اول کے صفحات ۷۶، ۷۷، وغیرہ مین پڑہو۔ سوغوچیچین بہی اسی سال مین دنیا سے رخصت ہوا۔ اوسکا بیٹا قراچار نویان خردسال تہا۔ ان دونو خردسالون نے جو کام کئے اونکی تاریخ لکہنا اس ملک کی تاریخ سے تعلق نہین رکہتا۔ فقط یہ بیان کرنا کافی ہے کہ چنگیز خان نے قراچار نویان کے استصواب سے مہمات ملکی ومالی کو سرانجام دیا سہ

قراچار و چنگیز خان ابن عمند ‎ ‎ بکشور کشائے قرین ہم اند

چنگیز خان نے اوکدائی خان کو خانی حوالہ کی اور قاچولی اور قبلخان کے درمیان جو عہدنامہ ہوا تہا اور آل تمغا۔ تومنہ خان پاس تہا اوسکو خزانہ سے طلب کر کے مجمع عالی کے حاضرین کے سامنے پڑہا اور فرمایا کہ قراچار نویان کے ساتہہ بہی وصیت نامہ کے موافق عہد وپیمان کیا تہا تم بہی عہد کرو اور ایک دوسرا وصیت نامہ لکہہ کر اوکدائی اور اوس کے فرزندون کے حوالہ کیا اور دیار ما وراء النہر ترکستان بعض حدود خوارزم وبلاد والیغور و کاشغر۔ بدخشان۔ بلخ۔ غزنین آب سندتک یہ سب ملک اپنے بیٹے چغتائی خان کے حوالہ کئے اور پیمان نامہ قبل خان اور قاچولی بہادر کا چغتائی کو حوالہ کیا اور کہہ دیا کہ قراچار نویان کے استصواب سے تجاوز نہ کرنا اور ملک و مال میں اوسکو شریک رکہنا اور اون میں عہد و فرزندی کا حقدار نہ دیا اسی سبب سے سلسلہ خاندان تیمورہ کو چغتائی

ہوتے ہیں یہ نہ سمجھہ نسبت قرابت انہیں نہیں ہے۔ ان خان زادوں اور نومیٹوں نے وصیت پر عمل کیا
چنگیز خاں نے یہ نقش عہد کیا کہ وہ پیمان نامہ کہ آل تمغا سے تومنہ خاں سے مزین ہوا تھا وہ اوگدائی
قاآن کو دیا تھا کیونکہ سریر خانی اوسکو ملا تھا۔ اور اوسکی معاونت قراچار نویان کو سپرد کرنی تھی
تاکہ اس عہد نامہ کے موافق عمل ہوتا۔ یا اس وثیقت کو حاضر نہیں کرتا تھا کہ وہ نسیان پر کہ ہمزاد
انسان ہے محمول ہوتا تو یہ بدنامی نہ ہوتی +
جغتائی نے بیش بالیغ کو اپنا دار السلطنت بنایا اور سپاہ و رعیت کی مہمات کو امیر قراچار
نویان کے سپرد کیا جب ۶۳۰ھ میں جغتائی کی حیات بے ثبات آخر ہوئی تو کارگاہ سلطنت کے انتظام کے
لئے امیر قراچار نویان کو اپنا وصی بنایا اور اپنے فرزند اوسکے سپرد کئے۔ اور اس وصیت کے موافق
وہ امور مملکت کا ضبط و نسق کرتا رہا اور کچھہ دنوں بعد جغتائی خاں کے پوتے ہلاکو خاں کو دادا کا
جانشین کیا۔ اسی بادشاہ کی سلطنت میں وہ ۶۵۱ھ میں اسی سال کی عمر میں کامبخش و کامران
زندگی بسر کرکے دنیا سے رخصت ہوا۔
قراچار نویان کے دس بیٹوں میں سے ایجل خان دانش و خداشناسی کے ساتھہ مخصوص تھا وہ ایجل نویان +
وہ ہلاکو خاں کی خانی کے عہد میں اپنی دانائی اور توانائی کے سبب اپنے باپ کا قایم مقام رہا
جب جغتائی خاں کے فرزندوں میں اختلاف و نزاع بہت ہونے لگا تو وہ ان کے ارتباط و
اختلاط سے کنارہ کیا۔ اور شہر کش میں کہ اوسکی موروثی جگہہ تھی اقامت اختیار کی۔ پھر ایک
مدت کے بعد وہ ہلاکو خاں کا مصاحب ہوا۔ اور خان مذکور نے اوسکو تمر پر عنایت کیا +
ایجل خاں کی اولاد میں امیر ایلنگیز خاں سب سے زیادہ لایق تھا وہ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا
اور امیر الامرا کا خطاب پایا اور اسلام سے مشرف ہوا۔ جب وہ اس جہان سے رخصت ہوا تو اوسکا
اکلوتا بیٹا امیر برکل اسکا جانشین ہوا۔ وہ اپنے نفس کے معالجہ میں ایسا مصروف ہوا کہ کسی اور کام
کی فرصت اوسکو نہ ملی اوسنے اپنے باپ دادا کے کاموں کو اپنے چچا کی اولاد کے حوالہ کیا اور خود
فارغ البال ہوکر حدود کش میں رہنے لگا وہ رضاء ایزدی میں لگا ہوا اور مکارم اخلاق کی تحصیل
میں جستجو کرتا تھا۔ اس نواح میں بعض محال و مواضع جو اوسکے ملک قدیم تھی اوسکی آمدنی سے

امیر ایلنگیز نویان +

امیر طراغائی

اپنی اوقات بسر کرتا تہا اس طرح زندگی بسر کرکے وہ ملک بقا کو چلا گیا۔

امیر برگل کا فرزند گرامی امیر طراغائی تہا وہ شیخ شمس الدین کلال کا بڑا معتقد تہا۔ شب شنبہ کے دن ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ کو شہر سبز میں کہ ایران یا ماوراءالنہر کے توابع میں سے تہا تگینہ خاتون کے بطن سے اوسکے ہاں امیر تیمور صاحبقران پیدا ہوا۔ پس ہم نے امیر تیمور صاحبقران کے ترتیب سلسلہ کو بیان کر دیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امیر تیمور بن طراغائی بن برگل بن ایلنگر بن ایجل بن قراچار نویان بن سوغو جیجن بن یرد مجی بن قاچولی بن تومنہ بن بایسنقر بن قائدو بن بوقا بن بوزنجر بن النقوا ہے۔ النقوا مغل خاں یا موغل خاں کی نسل میں تھے اور موغل ایک عظیم الشان بادشاہ تہا مغولستان کی آبادی کی بنا اسنے ڈالی تھی۔ پہلے یہ لفظ مغل مخصوص نہیں ترکوں کے طائفہ کے ساتھ تھا جو مغل خاں کے سلسلہ میں ہیں اسلئے امیر تیمور کے خاندان کو خاندان مغلیہ کہتے ہیں اور ہندوستان میں اونکی سلطنت کا نام سلطنت مغلیہ ہوا لیکن اکبر بادشاہ کے عہد سے مغل کا اطلاق ترک و تاجیک عجم پر یہانتک کہ ایران توران کے سیدوں پر زبان زد خاص و عام ہو گیا ہے اس لئے بہی اس خاندان تیمور کی سلطنت ہند کو سلطنت مغلیہ کہتے ہیں مغل خاں ترک کی نسل تہا اس لئے اس سلطنت کا نام سلطنت ترکیہ رکہنا غلط نہیں ہے۔ خاندان تیموریہ کو چغتائیہ اسلئے کہتے ہیں کہ چنگیز خان نے وہ عہد نامہ کہ قبل خاں اور قاچولی بہادر کے درمیان ہوا تہا کہ ایک بہائی کی اولاد میں خانی اور دوسرے بہائی کی اولاد میں سپہ سالاری رہی منسوخ کرکے قراچار نویان کو اپنے بیٹے چغتائی خاں کا سپہ سالار بنایا اونوکدی خاں کا سپہ سالار نہیں بنایا جسکو سریر خانی حوالہ کیا تہا۔ اسلئے اس خاندان کا لقب چغتائیہ ہوا گو نسبت قرابت اس خاندان کو چغتائی خاں سے نہ تھی غرض ہم نے امیر تیمور کے مغل ترک چغتائی ہونے کی وجوہ بیان کردی مغل و تاتار بھائی بھائی ہیں اسلئے اونکی اولاد کے جو فرقے اور قبائل پیدا ہوئے انہیں مشرقی زبان کی تاریخوں میں تمیز نہیں کیجاتی۔ امیر تیمور کی اولاد کو کبھی ترک کبھی تاتار کبھی مغل کبھی ترکمان لکھتے ہیں معزالدین کیقباد شاہ دہلی کی سپاہ جب مغلوں کو شکست دیکر واپس آئی اور تلپت اور افغانپور کی حدود میں اوس بادشاہ کے روبرو تحفہ غنائم و تاتاری گہوڑے اور مغل قیدی پیش ہوئے تو او سوقت کی

حالات کو قران السعدین میں حضرت امیر خسرو نے بیان کیا ہے جسکو ہم نیچے نقل کرتے ہیں وہ الیف منگولوں کے ہاتھ میں گرفتار بھی ہو چکے تھے یہ نظم ایسا ایک آئینہ ہے کہ جسمیں مغلوں کی صورت شکل شمائل خصائل صاف نظر آتے ہیں ترکوں اور خاندان تیمور کی صورت شکل مختلف ملکوں کی آب ہوا کی تاثیر سے اور غیر قوموں سے رشتہ مندی پیدا کرنے سے ایسی بدل گئی کہ ان میں اصل قومی شکل کا نشان باقی نہیں رہا۔

طبل زنان بار یک لشکرش — وانکه بدار الشکر شه یاورش

راستی آمد بمقام مغال — کرده بسجده قد خود را ہلال

هر کس ازان سجده که حالی نمود — صورت آن صورت قالی نمود

زاہل سپه تا بخداوند کوس — یافت همه کس شرف دستبوس

از پس آن خدمتی آمد به پیش — هدیهٔ شاهانه ز اندازه بیش

جام زر و جامه زرین علم — با تحف اسب و طرائف بهم

عرض ورآمد با سیران رزم — کز پی شان لشکر شه کرد عزم

کافر تاتار برون از هزار — گرد دگرگونه بر اشتر سوار

سخت سرانی بوغا سخت کوش — بر همه پولاد تن و پشمینه پوش

روی چو آتش کلاه از پشم میش — آتش سوزان شده با پشم خویش

سر بتراشیده ز بهر قلم — زان قلم انگیخته خذلان رقم

رخنه شده طشت مس از چشم تنگ — دیده در انداخته در رخنه سنگ

زشت تر از زنگ شده بوی شان — پست تر از پشت شده روی شان

چهره شان در به نم یافته — جای بجا کنجلک و خم یافته

از رخ تا رخ شده بینی بهن — وز کله تا کله لبا لب دهن

بینی چو در رخنه چو گور خراب — یا چو تنوری که ز طوفان بیج آب

موی ز بینی شده بر لب فراز — سبلت شان گشته بغایت دراز

ریشش نه پیرامن جاه زنخ / سبزه گیاه رویده العد سے نخ
کرده زنخ شان ز محاسن کنار / اهل زنخ را به محاسن چه کار
از تنشان سینه سپید و سیاه / کاشته تخمے بزمین تباه
روغن اگر خلق ز کنجد کشید / کنجد شان روغن ازیشان کشید
بر تن شان از شپش بی شمار / پشت چو کنجت شده دانه دار
گشت چو کنجت سرے ادرفش / چرم قفا گاه سزاوار کفش
نیم تن از موی بره درخراش / نیم سر از بیم شپش در تراش
خورده سگ و خوک به دندان بد / هر همه دندان خرد بخرد
قصه شنیدم هم ازایشان دگر / این بکنند قے بخورد آن دگر
خوردن قے را چه پے اندر پے اند / عیب نگیرید که ترک قے اند
مانده شان از خورش زشت قے / هر که ببیند قیش آمد به قے
اصل ز سنگ نیک رگ استخوان / گربه بیجتی شده بر روئے خوان
شیعه جبینان همه رسوائے زشت / کرد ایزد شان ز آتش دوزخ سرشت
دیو سپید آمده هر یک بروے / خلق بلاحول ز هر چار سوئے

ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ بابک یعنی امیر لشکر مع لشکر جو اوسکا معاون تھا طبل نواز سید ہا مقام نغال میں آیا اور سب نے اپنا قد سجدہ میں جھکا کر ہلال بنایا۔ جسنے سجدہ کیا اوسنے اپنی صورت کو صورت قالی بنایا سپاہی سے لیکر صاحب کوس تک سبنے دست بوس کا شرف پایا۔ پھر ہر ایک کو اپنی خدمت کا صلہ شاہانہ اندازہ سے زیادہ ملا۔ ایک خلعتی جام و جامہ منقش زریں اور گھوڑے اور اور طرفہ چیزیں آگے لایا۔ وہ قیدی سنم کے جنکا عزم بادشاہ کے لشکر نے کیا تھا پیش ہوئے۔ یہ کافر تاتار ہزار سے زیادہ ہونگے اور اور قوموں سے پہلوان اونٹوں پر سوار تھے اونکے سردار سخت مرد اور لڑائی میں سخت کوش اور سب پولاد تن اور پنبہ پوشش تھے۔ اونکا سرخ منہ مثل آتش تھا اور سر پر اونکے بھیڑ کی پشم کی ٹوپیاں تھیں جنکے

کہ آتش سوزاں اور پشم باہم ملی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ سر کو منڈا کر جیسے نکالی تھیں اور
قلم سے خلال رقم ہوئے تھے۔ اونکی چھوٹی چھوٹی آنکھیں چہرہ پر اور اون کے اندر دیدے
ایسے معلوم ہوتے تھے کہ تانبے کے طشت میں چھید کر کے پتہر رکھ دئے جائیں۔ اونکے رنگ سے
زیادہ قابل نفرت انکی بو تھی۔ گردن کے چھوٹے ہونے کے سبب اونکے چہرے پشت میں دبے
ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اُنکے رخسارے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے بیل کی چمڑے کی نرم
تھیلیوں میں جھریاں اور شکن پڑے ہوئے ہوں۔ اُنکی ناک چوڑی رخ سے رخ تک تھی دہن ناخ
کلہ سے کلہ تک تھا۔ اونکے نتھنے مثل سڑے ہوئے گور کے یا پانی سے بھرے ہوئے تنور کے تھے
ناک کے بال ہونٹوں تک بڑھے ہوئے اور مونچھیں اونکی بڑی لمبی۔ روے یخ پر جیسے سبزہ نہیں ہوتا
ایسے ہی اُن کی ٹھوڑی کے گرد ڈاڑھی نہیں ہوتی — انکی زنخ (ٹھوڑی) محاسن (ریش)
سے ایسی کنارہ کش تھی جیسے کہ اہل زنخ (بیہودہ آدمی) سے محاسن (نیکیاں) برکنار ہوتی ہیں۔
اونکا سینہ جوؤں سے سیاہ سفید ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ کسی بُری زمین پر تل بوئے ہوئے
ہوں۔ خلق تلوں سے تیل نکالتی ہے مگر تلوں نے (جوؤں) نے اُنکا تیل نکالا تھا۔ اونکے بدن پر بیشمار
جوئیں تھیں جنکے سبب سے اُنکی پیٹھ کیمخت ہو رہی تھی پیٹھ اونکی کیمخت کی طرح سزاوار درفش تھی۔
اور گدہی کا چمڑہ جوتیاں بنانے کے لائق تھا۔ آدہے جسم پر بھیڑ کے بچہ کی کھالوں کے پوستین پہنے
ہوئے تھے۔ اور جوؤں کے خوف سے آدہا سر منڈائے ہوئے تھے۔ وہ کتے اور سور کو اپنے بڑے دانتوں
سے کہاتے تھے۔ اور اونکے دانت چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ میں نے سُنا ہے کہ اُنمیں سے ایک
شخص قے کرتا ہے اور دوسرا اوسکو کھاتا ہے۔ قے کھانے کے درپے رہتے ہیں اونکی بُرائی نہیں ہے کہ
وہ قے کے (مقام) کے ترک ہیں۔ وہ اپنے دسترخوان بھر قے کو کھانے کی جگہہ رکھتے ہیں جسکے دیکھنے سے قے
آتی ہے۔ اصل اونکی سگ (مغلون کی ایک ذات ہی) ہے مگر اونکے استخوان بزرگ ہیں اور دو خوان پر جا
کی یخنی رکھتے ہیں۔ ان تمام زشت رویوں کو دیکھ کر بادشاہ کو تعجب ہوا۔ کہ اونکو خدا نے آتش دوزخ سے
پیدا کیا ہے۔ ہر ایک کی شکل میں وہ بو پیدا تھا جسپر خلق چاروں طرف سے لاحول پڑھتی تھی۔
حضرت امیر خسرو نے بعض اشعار میں ترکوں و مغلوں کو ملا دیا ہے اور بعض اُنکو ایک دوسرے سے علحدہ کر دیا ہے +

امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان

امیر تیمور کی فتح و ظفر کے حالات جو ہندوستان سے متعلق تھے وہ ہم نے اول سلطان محمود کے حال میں
بیان کر دئے ہیں۔ اسلئے ہم کو اپنی تاریخ ہند میں اُس کے زیادہ حالات لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
مگر امیر تیمور دنیا کے ان چند اولو العزم شہنشاہوں میں ہے کہ جنہوں نے ساری دنیا کی فتح کا ارادہ
کیا تھا۔ اور فقط یہ ارادہ ہی نہیں کیا بلکہ اوسکو کر کے دکہا دیا۔ اوسکے نام کے ساتھ جو گیتی ستان لکھا جاتا ہے
وہ صاحب قران کی قافیہ بندی کے لئے نہیں لکھا جاتا بلکہ وہ حقیقت میں اس خطاب کا مستحق تھا اگر
اوسکی عمر چند سال اور وفا کرتی تو کوئی دنیا کا ملک اوسکے ہاتھ سے نہیں بچتا اسلئے ہم اوسکا حال
بالاجمال کچھہ لکھتے ہیں۔ امیر تیمور ایک عجیب پیکر بشر مظہر قدرت آفریدگار و مصدر غرائب آثار و بدیع اطوار
تھا۔ اسمیں رنگ برنگ کے نیرنگ عجیب عجیب نظر آتے ہیں۔ شجاعت و دلاوری اس درجہ کمال کی تھی
ابتداء عمر سے آخر عمر تک کسی ورطہ و مہلکہ میں دہشت و خوف اسکی خاطر میں نہیں آئے اصابت
رائے اس مرتبہ پر کہ مدۃ العمر میں جو تدبیر اوسکے فکر و اندیشہ میں آئی وہ تقدیر کے موافق تہی۔ قہر و سیاست
وہ کہ خدا تعالیٰ کی اوصاف جلالی کا آئینہ۔ رقت قلب وہ کہ جسوقت پروردگار کا سپاس گزار ہو تو
آنکھوں سے آنسوؤں کا پانی رواں ہو جسمیں دل اوسکا شکر کی طرح گداز ہو۔ الوالعزم ایسا کہ اوس نے
یہ ارادہ کیا کہ مصر و افریقیہ کو فتح کرے دریائے نیل سے گذرے اور بحر اطلانٹک میں جاوے اور آبنائے
جبل طارق کی راہ سے یوروپ میں آئے اور تمام یوروپ کی سلطنتوں کو مطیع کر کے صحرا اور روس اور
تاتار کو طے کر کے پھر اپنے گھر میں آئے۔ سمرنا میں بیٹھ کر چین کی تسخیر کے منصوبے باندہنا اوسکی ہمت بلند
کو بتاتا ہے کہ اوسکی حد و نہایت نہ تھی جبتک چنگیز خاں کی اولاد کی سلطنت جاتے رہنے کو وہ اپنی قوم
کی ننگ جانتا تھا اوسکا انتقام لینا اپنے اوپر فرض سمجھتا تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ میں نے اور میرے لشکر نے
جو ہزاروں مسلمانوں کے قتل کرنے کا گناہ کبیرہ کیا ہے اوسکا کفارہ چین کے کافروں کے قتل کرنے سے
اور بت خانوں کو ڈہاکر اونکی جگہہ مسجدیں بنانے سے ہو جائیگا بحکم الحسنات یذہبن السیات میرے اور میرے
لشکر کے گناہوں کی آمرزش کا سبب ہوگا۔ اوسکی ہیبت ایسی تھی کہ یوروپ کے تمام عیسائی سلطنتیں اوسکے نام سے کانپتی تہیں
وہ ان سبکو محکوم اور مسلمان بنانا چاہتا تھا۔ بڑی قوت اوسکی تہا زمین پر پہیلی ہوئی تہی مگر بحری قوت اتنی نہ تھی

کوہ قاف اور افریقہ کے درمیان جو ایک سمندر ہے وہاں تک پہنچا اوسکے بیچ میں جزیرہ تہا اوسکا شمار نہیں کر سکتے جسکا نام اپنی کہی
سو یا اس سے زیادہ ایک بیڑا جہاز دکھائی دیا جسمیں بہت مال کا تہا جو ارض تہا۔ اسکے بعد بادشاہ نے پہلا اور زری رعیت کی فوج بہی
بہیجکر قلعوں اور قاموس کو فتح کیا اور شمال میں شہر اور چراغور آباد کئے اس ملک کو حکم نقشہ بنانیکا معلوم نہ ہوا آخر کار
لیکر دیوار چین تک وسنے نہایت درست اور صحیح نقشے بنوائے اپنی ایام سلطنت چھتیس سال میں ولایت
ماوراء النہر۔ خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائیجان۔ فارس۔ مازندران۔ کرمان
و دیار بکر۔ خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم وغیرہ کو اس کشورکشا نے فتح کیا۔ ۷۸۹ھ میں اصفہان
کے آدمیوں نے فتنہ و فساد برپا کیا اسلئے اس شہر کو قتل عام کیا۔ وہاں سے دارالملک فارس میں آیا
آل مظفر اوسکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دشت قبچاق کا فرمانروا اسی کا تربیت یافتہ توقتمش خان تہا
اوسنے مخالفت کی دو دفعہ لشکرکشی اسپر ہوئی اور فتح ہوئی۔ دشت قبچاق کا طول ہزار فرسنگ اور
عرض چھ سو فرسنگ تہا اوسکی سیر خود بنفس نفیس کی اور فتنہ و فساد کے خس و خاشاک سے اوسکو
پاک صاف کیا۔ ۷۹۵ھ میں ایران میں دوبارہ جاکر شاہ منصور کو جو سرکش ہو گیا تہا شیراز میں قتل کیا
آل مظفر کو پامال کیا۔ پھر بغداد کو فتح کیا۔ کئی دفعہ گرجستان میں آیا۔ ۸۰۱ھ میں دریائے سندھ پر
پل بنا کر عبور کیا اور ہندوستان کو فتح کیا۔ پھر یہاں سے دمشق پر فوج کشی کی اور امراء شام جو قید میں تھے
اونکو قتل کیا۔ دوسرے سال روم کا ارادہ کیا۔ ۸۰۴ھ میں انگوریہ میں معرکہ مصاف آراستہ ہوا اور ایلدرم
بایزید سلطان روم گرفتار ہو کر امیر تیمور کے سامنے آیا تو نہایت اوسکا اعزاز کیا۔ وہاں سے آذربائیجان
میں آیا۔ ڈیڑھ سال رہ کر یہاں کا انتظام کیا۔ سلطان مصر نے روپئے اشرفیوں پر امیر تیمور کے نام کا
سکہ لگا کر اوسکی خدمت میں بہیجے اور اس حدود کے سب فرمانرواؤں نے اطاعت اختیار کی حرمین
شریفین اور اماکن شریفہ کے منابر پر اوسکی فرمانروائی کا خطبہ پڑھا گیا۔ ۸۰۶ھ میں فیروزہ کوہ
میں وہ آیا اور یہاں فتح حاصل کر کے خراسان میں گیا اور ۸۰۷ھ میں نیشاپور کی راہ سے ماوراء النہر
میں آیا۔ اور وطن مالوف میں امیرزادہ الغ بیگ۔ امیرزادہ ابراہیم سلطان۔ امیرزادہ اجل۔
محمد شیخ۔ امیرزادہ احمد۔ بایقرا کی شادیوں کا جشن عظیم فرمایا جسکو اس زمانہ کا جگ کی دنیا کی نمائش
گاہ کہنا چاہئے کہ جسمیں ہر ملک کے آدمی اور چیزیں موجود تھیں اس جشن عظیم کا مقام کان گل تہا

جنکی بلندی پستی و صحرا و دشت کی زمین میں سبزی اور سبزی میں گلکاری اگا لی اور خس و خاشاک کے بجائے لالہ و گل لگائے۔ جنہنے کان گل کو حقیقت میں کان گل بنادیا۔ پہر اس زمین پر آسمانی خیموں کا شہر بسایا گیا۔ بادشاہ کے واسطے چار سراپردے اور شاہزادوں و امرا کے واسطے دس خیمے و خرگاہ لگائے گئے جنکے سایہ میں دس ہزار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ ہر شاہزادہ و امیر کے واسطے الگ الگ بارگاہ و خیمہ و خرگاہ تہا سیہ خیمے ریشمی طناب کے تانے گئے۔ سراپردہ خاص زردوزی تہا اور اسمیں موتی و جواہر لگے ہوئے تھے۔ بارہ پائے اوسکے امرا و شاہزادوں کے لئے بنائے گئے تہے کہ اپنے اپنے رتبے کے بموجب ان پر بیٹھیں۔ مخمل و سقرلاط سے منڈہے گئے تہے اور خیموں کے ستون ایسے منقش تہے کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ ایک باغ کو بغل میں دبائے ہوئے ہیں بعض خیمے سونے چاندی کے ایستادہ و نیز ایستادہ تھے بعض کے ستون سیم خام کے معلوم ہوتے تھے۔ اونکے اندر فرش وہ طرح طرح کے گلدار بچھے ہوئے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ فصل بہار کی چاندنی بچھی ہوئی ہے۔ بادشاہ نے سب شاہزادوں کو سوا مرزا شاہرخ کے اس جشن میں شریک ہونے کو بلا لیا۔ خاص و عام کو اسمیں شریک ہونیکی صلائے عام دیدی۔ چار و نطرف خبر بہیجدی کہ اس جشن میں جملہ حکام و سردار و اعیان کل اشراف شریک ہوں۔ دنیا کا کوئی ملک اور شہر باقی نہ رہا ہوگا جہاں کا آدمی یہاں نہ آیا ہوگا۔ چین۔ سقلاب۔ ہند و روم۔ ایران و توران۔ زابلستان و مازندران۔ خراسان فارس۔ بغداد و شام سے آدمی آئے تھے۔ شاہزادہ مصر کا سفیر موجود تھا۔ اور نقد و جواہر و اقمشہ کے سوا زرافہ اور شتر مرغ کہ صنعت آفریدگار کے عجائب میں سے ہیں نذر کے لئے وہ لایا تہا ترکستان کا امیر یہاں موجود تہا امرا نامدار و سرداران ذی مقدار۔ بزرگان و پہلوانان لشکر و امیران سپاہ اور سپاہی و شہری خرد و بزرگ سب ہی آسودہ حال بے اندوہ و ملال شاداں و خرم چار و نطرف سے آنکر جمع ہوئے اور اہل حرفہ نے اپنا اپنا جدا بازار لگایا اور اپنی صنائع و بدائع سے ایک کامل نمائش گاہ کو دکھایا عمدہ صنعتیں اور انوکھی دستکاریاں اور طرح طرح کے اختراع سے جادو کا کام دکھایا اور اچنبھے کا تماشا جما یا۔ ہر اہل پیشہ نے اپنے اندیشہ کے موافق اپنی دکان کو بطرز لطیف زینت دی جوہریوں نے جوہری بازار لگایا جسکو یاقوت رمانی و لعل ناب سفتہ و ناسفتہ و در خوشاب سے ایسا سجایا کہ وہاں بلور و

شاہزادوں کی شادی کا جشن

ومرجان ولشب پر کوئی نظر نہین ٹھہرتی اٹہاتا تہا۔ زرگرونے اپنی دکانوں کو زیوروں سے نئی دلہن بنایا
ہزاروں نے دیبا و استبرق بیہ بہیاں وحریر سے گلزار بنایا۔ نداقوں نے مرغ با بال و پر بنا۔ دُہنکی ہوئی
روئی اور سے ایسے مینار بنائے جیسے کہ خشت وگل سے بنتے ہین سر سے بانوں تک اور نیز نقش و
نگار بنائے اور اونکے اوپر لگ لگ بٹہلائے چرم گرونے اپنے دست ہنر سے یہ ذوفنونی دکھائی کہ
ایک شتر پر ہودج بنا اور ہر ایک مین ایک پُتلی اور پُتلی کے ہاتھہ مین ایک پوست جس سے وہ پوست بازی
اور رر پائے کوبی کرتی تھی۔ بوریا بافوں نے یہ عجب تماشا دکھایا کہ بوریون کی بناوٹ مین خطوط
کوفی ومعقل کی عبارتین گوندہ دین کہ خوشنویسونکی قطعات کو مات کیا۔ بازی گروں نے اپنی ریسمان
تانکر آسمان پر پہنچائین اور اونپر چرہکر ماہ و مہر کا تماشا دکھایا۔ قصابوں نے یہ طلسم دکھایا کہ گوسفند کو
آدمی کی صورت بناکے لاتے اور اوسکا پوست اُتار لیتے بکریونکے سینگوں پر سونیکی ہنگوٹیاں
چڑہاتے اور برابر آگے پیچہے نچاتے ہوئے لاتے۔ پوستین دوزوں نے پوستینوں کو وہ آرایش دی
تہی یہ معلوم ہوتا تہا کہ سارے جنگل کے جانور۔ لومڑی۔ ہبھیر۔ بھیریا۔ و پلنگ و شتر زندہ کہڑے ہیں
صورت میں دلنظر آتے مگر معنی میں پری تھے۔ چوب دور ریسمان پلاس کے اونٹ بنائے۔ میوہ فروشوں
نے فواکہ کو عجیب تفریب سے چنا کہ ایک باغ لگا ہوا معلوم ہوتا تہا اور اونکی خوشبو سے دماغ
معطر ہوتا۔ ارباب طرب اہل نشاط نے تو ہر خیمہ گاہ کو اندر کا اکھاڑا بنایا پری وکمال بنا دکھاتے
کہ ناچتے ناچتے اپنے رنگ ایسے بدلتے کبہی ہاتھی کبہی گوسفند بنجاتے۔ بکانے مین جنگلوں کی لکڑیاں
تمام ہوگئین گوشتوں کے مینار لگے۔ طرح طرح کے طعام جان پرور لذیذ لطیف معطر پکتے۔ شرابین
قوس قزح کے سب رنگ دکھاتیں۔ صاحبقران نے فرمان صادر کیا تہا کہ ان ایام سور و شادی و عیش و
سرور مین کسی پر تندی و قہر و طیش نہ کیا جائے کسی تیرہ رو نے یا نیک بخت سے سخت زبانی نہ کیجائے
کسی کامگار و بے نوا سے جنگ و جدال نہ ہو۔ کوئی کچہہ ہی نیک و بد کام کرے کوئی اوسپر طعن نہ کرے
کسی کام پر گوشمالی نہ کی جائے۔ اس شادی کی چہل پہل و عشرت کی ریل پیل مین قانون
تعزیرات معطل تھا۔
اسوقت بادشاہ کے دسترخوان پر تمام سلطنتوں و فوجوں کے امرا کہانا کہاتے تہے یورپ کی

سلطنتوں کے سفیر بھی اس دعوت میں شامل ہوگئے تھے (اس زمانہ میں یورپ کو سلمان اپنے غرور کے سبب سے اس نظر حقارت سے دیکھتے تھے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ جیسے سمندر میں چھوٹی مچھلیاں بھی داخل ہوتی ہیں اسی طرح یہ سفیر اس دعوت عظیم میں شریک ہوئے تھے)

اول بادشاہ نے اختر شناسوں سے مبارک ساعت وشبہ گن نکاح کے لئے دریافت کی پھر بعد منعقد ہونے تحقیق کے شمس الدین محمد فیروزی نے خطبہ پڑھا اور ملت حنفی کے موافق نکاح ہوا بے شمار زر و گوہر نثار ہوئے۔ حضرت صاحبقران نے جشن گاہ میں تخت پر جلوس کیا۔ اور شان و شکوہ میں جاہ و جلال کا جلوہ دکھایا شاہزادے و امیر و سادات و امام و ایلچی جو چاروں طرف سے آئے تھے ان میں سے ہر ایک اپنے مرتبے کے موافق سراپردہ کے بارہ پایوں پر بیٹھے۔ نذریں گذریں خلعت دیئے گئے پھر رقص و سرود و مے و ورود کی مجلسیں منعقد ہوئیں خوب جشن اڑے رسم ہنود کے موافق نوشہ لباس بدلتے تھے اور ہر دفعہ لباس بدلنے پر سیم و زر و لعل و یاقوت لوگ نثار ہوتے تھے۔ جشن گاہ میں دو مہینے شاہ و سپاہ نے خوب عیش اڑائے سلطنت کے حاصل کرنے میں جو پچاس سال امیر تیمور کے گذرے تھے انمیں صرف یہی دو مہینے عیش و نشاط میں بسر ہوئے جب جشن شادی سے فراغت ہوئی تو پھر تیمور مصالح ملک و ملت و نظم امور جمہور میں مصروف ہوا۔ اور حکم عام صادر ہوا کہ امر معروف اور نہی منکر میں سعی بلیغ کیجائے اور پھر کوئی شراب نہ پیئے

جشن سے فراغت پاکر چین اور خطا کی طرف لوائے عزم بلند کیا۔ امرا نے عرض کیا کہ کل ممالک کی دو لاکھ پیادہ و سوار تیار ہیں جو اعدائے دولت پر بلا حذر اسے ہیں۔ آپکے پرتل اور بنگاہ اور سامان جنگ پانچسو بڑے بڑے چھکڑوں اور گھوڑوں اور اونٹوں اور جانوروں پہ رواں ہوسنے ہیں سمرقند سے پیکین تک چھ مہینے میں کارواں جاتا ہے اس لشکر عظیم کو اور زیادہ عرصہ اس سفر میں لگے گا موسم ایسا تھا کہ سردی کی شدت اور برف و باراں کی کثرت تھی۔ دریا سیحوں جم گیا تھا اسمیں ڈیڑھ دو گز یخ کھود نے سے پانی نکلتا تھا۔ و سبر گاڑی چھکڑے سوار پیادے بے تکلف چلتے تھے امیر صاحب قران نے اپنی ستر برس کی عمر پر موسم کی سختی پر کچھ خیال نہ کیا گھوڑے پر سوار ہو کر ۷۶ فرسنگ (۳۰۰ میل) اپنی دارالسلطنت سے سفر کرکے اترار کے قریب خیمہ ڈالا جہاں حضرت عزرائیل ان کے منتظر بیٹھے تھے اس سفر کی تکان نے اور برف کے ٹھنڈے پانی نے بخار کی حرارت کو زیادہ کردیا۔ ...

مرض کے پہنچ کو رفع نکیا جب بیماری سے مزاج زبون ہوا تو تخت و تاج کچھہ کام نہ آیا۔ اس حال زبونی
اول سے آخر تک قوت سے دماغی اوسکے سلامت ہے جب اپنی اسے صائب سے سمجھا کہ مرض قابل علاج
نہیں ہے تو خوازمین اور امراکو بلا کر فرمایا کہ اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور تم سب کو خدا کے حوالہ کرتا
ہوں۔ میرے لئے نوحہ وزاری اصلا نہ کرنا میری آمرزش کی دعا خدا سے کرنا۔ گو میرے گناہ بے شمار ہیں مگر
خدا سے امید بخشایش ہے۔ اب میر محمد جہانگیر کو ولیعہد و قایم مقام اپنا کرتا ہوں سمرقند کے تخت پر
وہ فرمانروا ہوگا۔ سب امراسے قسم لی کہ اسکے مخالفت نہ کرینگے۔ اسمیں مرض کی اور شدت ہوئی سرا
قران خوانی ہورہی تھی کلمہ توحید زبان پر تھا کہ روح نے پرواز کی۔ یہ واقعہ جاں سوز ۱۷ شعبان روز
چہارشنبہ کو بوقت شب ۸۰۷ ھ میں واقع ہوا۔ وفات کی مختلف تاریخیں لکھی گئیں اونمیں سے

ایک یہ ہے **رباعی** -

سلطان تمور آنکہ چرخ را دل خوں کرد ... در خوان عدو تے زمیں گلگوں کرد

در ہفتدہ شعبان سوے علیین تاخت ... فی الحال ز رضواں سر وپا بیروں کرد

دود لع شہر یاری بہی تاریخ ہے اکہتر برس کی عمر تھی جسکے عدد آلم کہ صدر اعظم قرآن شریف کا ہے
مطابق تھی۔ سمرقند کو اسکی نعش روانہ ہوئی ۲۲ شعبان کو اپنے قبہ مرقد میں دفن ہوئی۔ مدت سلطنت
چھتیس سال تھی یہ عدد ان تین حرفوں ال عہ کے موافق ہیں جنسے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ مرتب
اور ۶۳ ہی آدمی اوسکی اولاد میں وفات کے وقت موجود تھے۔ اسکے ساتھہ ہی چین کی فتح کا
ارادہ بھی بگیا۔ لشکر پراگندہ ہوگیا چین بچ گیا۔ اوسکے مرنے سے پندرہ برس بعد اوسکی اولاد نے
ایک خط دوستانہ پیکن کو خاقان چین کے پاس بھیجا۔

امیر تیمور کی شہرت تمام مغرب و مشرق میں پہیلی۔ اوسکی اولاد میں سلطنت عظیم مدتوں تک رہی
اوسکی رعایا نے اوسکی تعظیم و تکریم ایسی کی جیسی کہ کسی معبود کی ہوتی ہے اُسکو بعض نے الوہیت کے
درجہ پر پہنچایا اور عدالت کو ضرب المثل بنایا۔ اوس کے سخت سے سخت دشمن بھی جنہوں نے اُس کو
راس الفساق کا خطاب دیا اور یہ کہا کہ امیر تیمور جیسے شریر اور بد تر دیر پر شر دنیا میں کمتر پیدا ہوئے ہیں
وہ بھی اوسکی مدح و ثنا کرنے پر مجبور تھے۔ اگرچہ پاؤں میں لنگ تھا مگر صورت میں وجاہت تھی اور

دبدبہ شاہانہ بشرہ سے برستا تھا۔ قد و قامت موزوں تھے اور اعضا میں تناسب تھا جسم تنومند تھا
ورزش کی عادت تھی۔ غذا میں اعتدال رکھتا تھا۔ معمولی گفتگو میں شیریں کلام تھا۔ گو عربی زبان جانتا تھا
مگر ترکی اور فارسی زبان نہایت فصاحت و بلاغت سے بولتا تھا۔ علما سے گفتگو کا شوق تھا۔ زیادہ تر
علم اور تاریخ کی باتیں اُن سے کیا کرتا تھا۔ فرصت کے گھنٹوں میں شطرنج کھیلا کرتا تھا۔ اور اوس میں نئی نئی
باتیں اختراع کرتا تھا جس سے معلوم نہیں کہ شطرنج کی ترقی ہوئی تھی یا تنزل ہوتا تھا۔ متشرع مسلمان تھا اور
امور مذہبی سے شدت رکھتا تھا۔ توہمات شگونوں۔ فالوں۔ خواب کی تعبیروں۔ ولیوں۔ نجومیوں
کی پیشین گوئیوں کا قائل تھا اور اون پر اعتقاد رکھتا تھا۔ ایسا دانشمند ایسی باتوں کا کب معتقد ہو سکتا
ہے یہ فقط اوسکی عاقلانہ پولی سے عوام الناس کے گرویدہ رکھنے کے لئے تھی۔ وہ اپنی اس وسیع
سلطنت میں مطلق العنان تھا نہ کسی دشمن کا مقدور تھا کہ اوسکے حکم سے سرتابی کر سکے نہ کسی دوست کی
یہ طاقت تھی کہ جسکو وہ عزیز رکھتا ہو اوسے برگشتہ کرا دے۔ نہ کسی وزیر کا حوصلہ تھا کہ اوسکی رائے کو
کسی امر سے پھیر دے۔ یہ اوسکا ایک مستقل مقولہ تھا کہ بادشاہ کے حکم پر خواہ اوسکا نتیجہ کچھ ہی ہو چون و چرا
نہیں ہونی چاہیے اور وہ منسوخ نہیں ہونا چاہیے مگر اوسکے دشمن کہتے ہیں کہ اس مقولہ پر تعزیری احکام
پر عمل مقصور ہوتا تھا مگر رحم اور شفقت و مرحمت کے احکام پر عمل نہیں ہوتا تھا اوسکی اولاد اور اولاد کی
اولاد نہایت مطیع و منقاد اوسکی تھی جب انمیں سے کوئی اپنے فرض سے انحراف کرتا تھا تو اوسکو
سزا عملی تورہ چنگیز خانی کے موافق وہ دیتا تھا یعنے پاؤں میں لکڑیاں لگاتا اور پھر بدستور اپنے
عہدہ پر بحال کر دیتا۔ وہ ملنسار اور باریاش تھا دوستوں پر نوازش کرتا دشمنوں کے قصور معاف کرتا
تمام قواعد اخلاق عوام کے اغراض پر مبنی ہوتے ہیں بادشاہ کی دانائی جب تعریف کے لائق ہوتی
ہے کہ وہ فیاض و سخی ایسا ہو کہ خود مفلس نہ ہو جائے اور منصف ایسا ہو کہ انصاف سے وہ خود قوی اور [illegible]
ہو۔ فرمانروائی اور فرمانبرداری میں ایک اندازہ موزوں قائم کرے۔ مغرور سرکش کو سرزنش کرے
ضعیف کی حمایت کرے۔ مستحق کو انعام دے۔ اپنی مملکت سے سستی و بدی کو دور کرے۔ مسافروں
و تجار کے لئے امن و عافیت پیدا کرے۔ سپاہ کو غارتگری سے بچائے۔ محنتی مزدوروں کی ہمت
بلند ہو اسکے لئے اونپر شاہی معتدل محصول مقرر کرے ٹیکسوں کی بڑھانے کے [illegible]

اعزاض کرے۔ یہ سب باتیں بادشاہ کے فرائض میں داخل ہیں ان فرائض کے ادا کرنے کا سعادت
اوسکو ملتا ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ ان فرائض میں سے امیر تیمور نے کونسے فرائض ادا کئے +

جب صاحب قراں کی سلطنت کا آغاز ہوا ہے تو ایشیا میں سالہا سال سے یہ حال تہا ملوک طوائف
و حکام مختلف کا استیلا و تسلط تہا۔ والیان اور فرمانروایان ملک کی مخالفت اور منازعت سے ملک و
شہر تباہ و حال ہو رہے تہے ایک دوسرے کو کھائے جاتا تہا۔ راہوں میں کہیں امن امان نہ تہا۔ راہزن
راہوں کو لوٹتے تہے۔ بدکردار شہروں پر دست درازیاں کرتے تہے غرض مزاج عالم اعتدال سے
باہر تہا۔ ظاہر ہے کہ پیکر انسانی کے دار الخلافہ میں کہ تمام عالم کا نسخہ ہے جب مواد فاسد غالب
اور صحت و سلامت کی راہ مستقیم سے مزاج منحرف ہوا تو بغیر قوی مسہل کے کہ مادہ مرض کو دفع کرے
علاج پذیر نہیں ہوتا اور جب مواد فاسد دفعتہً دفع ہوتا ہے تو اوسکے ساتھ ضرور مادہ صالح
بھی تحلیل ہوتا ہے پس حکیم قادر کا جب ارادہ ہوا کہ مزاج عالم صاحب قراں کے قہر و لطف کے تلخ
و شیریں سے اصلاح پائے اور اعتدال پر آئے تو تھوڑی مدت میں تمام ایک جہان کو اوس نے
تسخیر کیا اور گردن کشوں اور جابروں کی سلطنتوں کو چھین لیا اور اپنے عدل و احسان سے یہ امن امان
قایم کیا کہ اگر کوئی شخص یا لڑکا ایک طشت چاندی سے یا سونے سے بھرا ہوا مشرق سے مغرب کو
لے جائے تو کوئی چور و شریر اوسکو آسیب نہیں پہنچا سکتا ؎

کس نیارد تیز در خورشید دید از عدل او
گر چہ از مشرق بمغرب طشت زر تنہا برد

اس حالت میں بہت سے ہولناک امر بھی صادر ہوئے قتل۔ غارت۔ قید۔ تاراج۔ یہ باتیں جہانگیری
کے لئے ناگزیر ہیں گیتی ستاں بننے کے لئے جو ہمت نے ہولناک کام کئے اونکا عذر معقول ملکوں کی
حالتیں کر رہی ہیں۔ ان چار باتوں پر جو نیچے بیان کی جاتی ہیں اگر ہم غور کریں تو یہ معلوم ہوگا کہ تیمور
انسان پر احسان کرنیوالا ایسا نہ تہا جیسا کہ اوسکو غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایک کوڑا تہا یعنی
انسان کے لئے محسن نہ تہا بلکہ تازیانہ تہا۔

اول بعض خاص مظلوموں اور مقامی ظلموں کا علاج امیر تیمور کی تلوار نے کیا مگر یہ علاج مرض سے
زیادہ موذی نکلا مثلاً ایران میں چھوٹے چھوٹے حاکم ظالم جابر قاہر ہوتے تہے اور انکا ظلم ہی

اور بدنظمی سے رعایا کو ستانے تھے مگر اُسکے کل قومیں تو برباد اور پامال ہوتی نہیں مگر ان
حضرت مصلح ملکی کے ہاتھ سے تو وہ بالکل ستیاناس ہو گئیں وہ سرسبز و شاداب ملکیں جن میں شہر
تھے اب ویسی فتوحات تیموری کی یادگار کے لئے اہل شہر کی سروں کے ستون اور مینار
قایم ہوئے تیمور کی آنکھوں کے سامنے اوسکی سپاہ۔ استرخان خوارزم۔ دہلی۔ اصفہان۔
بغداد حلب۔ دمشق بصرہ۔ سمرنا۔ اور ہزاروں شہر و نکو تاخت و تاراج کیا یا جلادیا یا
بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ اگر کوئی ناصح یا حکیم جرأت کر کے امیر تیمور کو ان آدمیونکی تعداد
بتاتا جو امن اور انتظام کے قایم کرنے میں قتل ہوئے ہیں تو ضرور اوسکا دل لرز جاتا —
دوم جن جنگہاء عظیم میں اوسنے ملکوں کو فتح کیا اُنپر قبضہ رکھنے کا اور سلطنت و حکومت
کرنے کا بہت تھوڑا خیال کیا۔ ترکستان قبچاق۔ روس۔ ہندوستان۔ شام۔ انٹولیا
(ارض روم) آرمینیا۔ جارجیہ پر حملے کئے اور اونکو فتح کیا مگر ان دور دراز ملکوں پر قبضہ کرنے
اور حکومت کرنیکی تمنا نہ کی۔ ان ملکوں سے غنایم کو لیکر کوچ کیا اور نہ اپنے پیچھے اونمیں سپاہ
چھوڑی کہ وہ متمرد رعایا کی تنبیہ اور گوشمالی کرتی اور نہ کوئی منتظم اور ضابطہ مجسٹریٹ چھوڑا کہ
وہ مطیع رعایا کی حمایت کرتا۔ پہلے انتظام کو خاک میں ملادیا۔ اور اوسکے اپنے حملہ سے پہلے
برائیاں بڑہ گئیں یا نئی پیدا ہو گئیں اونکا کچھہ علاج نہ کیا۔ یعنے برائیوں کا معاوضہ بھلائیوں
سے نہیں کیا — سوم ماوراءالنہر اور ایران کے مہذب و شائستہ بنانے اور نظم و نسق کرنے
میں غرض سب طرح سے اوسکے آراستہ پیراستہ کرنے میں امیر تیمور نے دل و جان سے کوشش کی
اور ساری ہمت صرف کی۔ مگر اوسکے حسن انتظام میں یہ خلل پڑ جاتا تہا کہ وہ کبھی دور دولگا
اور گنگا کے کنارہ پر لڑنے جاتا۔ اوسکے ملازم اپنے آقا کو اور اوسکے بیٹے بھی باپ کو اور اپنے
فرایض کو بھول جاتے۔ گو وہ حسن انتظام کے قایم کرنے لئے تحقیقات کرتا اور مفسدوں کو سزا
دیتا مگر جو مفسد اور بدانتظامی سے ہو جاتیں تہیں اونکی مکافات ان سزاؤں اور تحقیقاتوں سے نہوا
تہیں مگر اُسسے یہ بات تو معلوم ہوتی ہی کہ امیر تیمور کے دماغ عالی میں گورنمنٹ کے کمال کا
خیال موجود تہا اور وہ خوب سمجھتا تہا کہ کامل گورنمنٹ کے معنی کیا ہیں +

چہارم امیر تیمور کی سلطنت وگورنمنٹ میں جو خوبیاں اور برکتیں تہیں وہ اوسکی ذات ہی کے ساتھہ ہجا رہن کر اڑ گئیں اوسکی اولاد اور اولاد کی اولاد آپس میں عناد رکہتی تہی اور خلق میں فساد اوٹھاتی تھی۔ اونکی بلند ہمتی کا اقتضا یہی تہا کہ وہ اپنے نام پر سلطنت رکہنا چاہتے تھے مگر خود حکومت کرنیکا شوق نہیں رکہتے تھے۔ امیر تیمور کے چھوٹے بیٹے مرزا شاہرخ نے سلطنت کے ایک ٹکڑے کو ماوراء النہر میں کچھہ دنوں با فر و شکوہ رکھا مگر اوسکے مرنیکے بعد اس سلطنت پر تاریکی چھا گئی اور خونریزی نے اپنا رنگ دکھایا۔ ابھی ایک صدی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ ماوراء النہر اور ایران کو اوزبک اور ترکمان سفید وسیاہ بہیڑی نے پامال کیا اور تیمور کی اولاد کی سلطنت کا نام باقی نہیں رہا۔ نسل تیموری کا خاتمہ ہو چکا تہا۔ مگر اوسکی چھٹی نسل میں ایک بابر اوزبک سے بہاگ کر ہندوستان کو فتح کرنے کو چلا آیا۔ اوسی کے قایم مقاموں نے جو سلاطین مغلیہ کہلاتے ہیں اپنی حکومت اور تسلط کو راس کماری سے لیکر کاشمیر تک اور قندہار سے خلیج بنگال تک پہیلایا۔ اورنگ زیب کی سلطنت سے اس سلطنت میں بھی تنزل شروع ہوا۔ ایک ایرانی دہلی کے خزانوں کو لوٹ کر لے گیا۔ اسکے بعد انگلستان کے تاجروں کی کمپنی نے آنکر تو اوسکا بالکل نام نشان مٹا دیا۔ امیر تیمور نے ایک کتاب بہت صاف صاف ترکی زبان میں لکھی ہے جس سے اوسکی کمال درجہ کی لیاقت فرمانروائی اور سلطنت کرنے کی معلوم ہوتی ہے جنکو یہ شبہہ پڑا ہے کہ یہ کتاب کسی اور نے لکھی ہے یا اوس نے اپنے حکم سے لکھوائی ہے غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو حال تیمور کے اسمیں لکھے ہیں انکا کسی اور کے قلم سے نکلنا مشکل تہا۔ اسنے بعض باتیں اپنی سادہ لوحی کی ایسی لکہی ہیں کہ کوئی اور نہیں لکھہ سکتا۔ بعض انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ اسمیں اپنی باتیں بنا بنا کے لکہی ہیں کہ چیونٹی کے پاؤں تلے آنے سے کلیجہ دکھہ جاتا ہے۔ بھلا جس ترک خونخوار نے شہر کے شہر ملک کے ملک بے چراغ کئے ہوں وہ اگر بدھہ کا اوتار بھی بن کر دنیا میں آئے تو بھی اسکا کلیجہ چیونٹی کے پاؤں تلے آنے سے نہ ہل جاتا۔ غرض تیمور کی کوئی مدح کرکے الوہیت کے درجہ پر پہنچائے یا ہجو کر کے راس الفساق ٹہرائے وہ دنیا کے چند نامور شہنشاہوں اور سپہ سالاروں میں ایک تہا۔ اس قسم کے ناموروں کے اعمال اور اخلاق کی میزان میں ایک پلڑے میں حسنات اور دوسرے میں سیئات چڑہائے جاتے ہیں کوئی ایک پلڑے کو جھکاتا ہے کوئی دوسرے کو کوئی دونوں کو برابر رکھتا ہے

اصل حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ ترلزلہ کا کونسا پلڑا نیچا ہے - اصل یہ ہے کہ بڑے آدمیوں کی لیاقت کو
بڑے ہی آدمی سمجھتے ہیں - ولی زولی مے شناسد + نپولین بونا پارٹ جو زمانہ حال کا سکندر اعظم
تھا وہ یہ کہتا تھا کہ اب بھی مسلمانوں میں ایسی طاقت باقی ہے کہ ایک امیر تیمور انمیں پیدا ہو جائے تو پھر وہ
سارے یورپ کو ہرا سکتے ہیں اس مقولہ پر امیر تیمور کے حال کو ختم کرتے ہیں -
صاحبقران کے چار پسر والا قدر تھے - اول غیاث الدین جہانگیر مرزا جسنے اپنے پدر بزرگوار کی اوائل
سلطنت میں ۷۷۷ھ میں سمرقند میں رحلت فرمائی اوسکے دو بیٹے تھے اول محمد سلطان جسکو امیر صاحبقران
نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا - روم کی فتح کے بعد ۸۰۵ھ میں حصار روم میں کم سن ملک بقا کو سدھارا - دوم پیر محمد
جسکے نام پر بڑے بھائی کے مرنے پر طغرائے ولیعہدی سربلند ہوا - حضرت صاحبقران نے آخر عمر میں
اوسکی اطاعت اور سلطنت کے لئے وصیت کی تھی - اسوقت وہ غزنہ اور قندہار و ہند کا حاکم تھا ۸۰۹ھ میں
اوسنے پیر علی تاز کے ہاتھ سے شہادت پائی - یہ اوسکے امرائے میں تھا - اس نمک حرام کی پیشانی پر داغ
لعنت ابد تک لگا - حضرت صاحبقران کا فرزند دوم میرزا شیخ عمر تھا جو فارس میں حکومت کرتا تھا
وہ ۷۹۶ھ میں باپ کی زندگی میں دنیا سے رخصت ہوا - فرزند سوم جلال الدین میران شاہ میرزا تھا
جسکا مجملاً حال نیچے لکھا جائیگا - فرزند چہارم میرزا شاہرخ تھا کہ خراسان کا فرمانروا تھا اور باپ کے
ساتھ اکثر یورشوں میں شریک ہوا تھا - صاحبقران کے بعد تھوڑے دنوں فرمانروائے مستقل ہوگیا
اور ایران اور توران اور ملک جو باپ کے قبضہ میں تھا اوسپر قبضہ کیا ۴۳ برس کامرانی کے ساتھ
سلطنت کی - ولادت ۷۷۹ھ اور وفات ۸۵۰ھ میں ہوئی -
جلال الدین میران شاہ کی ولادت ۷۶۹ھ میں ہوئی اور حضرت صاحبقران جسوقت ہند پر
متوجہ ہوئے تو عراق عرب و عجم و آذربایجان و دیار بکر و شام کی حکومت بالکل اوسی کے سپرد
کی گئی تھی - شکار کھیلتا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی - زین سے زمین پر وہ گرا - سر اور دماغ پر آسیب عظیم
پہونچا - گو صحت ہوگئی مگر اعتدال طبعی نہ ہوا - صاحبقران کے انتقال کے بعد ابابکر میرزا پسر کلاں
میران شاہ نے باپ کے خطبہ و سکہ کو جاری کیا - میران شاہ تو اکثر تبریز میں بیٹھتا - تمام مہمات سلطنت کا
اہتمام میرزا ابابکر کرتا تھا - ۸۱۰ھ میں محاربہ قرا یوسف ترکمان حوالی تبریز میں واقع ہوا اسمیں

میران شاہ شہید ہوا اوراوسکے آٹھ بیٹے تھے۔ ابا بکر میرزا۔ النکر میرزا۔ [illegible] میرزا عمر خلیل سلطان محمد میرزا۔ ایجل میرزا سیورغتمش +

سلطان محمد میرزا میران شاہ کا بیٹا ہے اور مہر نوش جو قوم فولاد قیاسی تہی اوسکی ماں ہے یہ میرزا اپنے بھائی میرزا خلیل کے ساتھ سمرقند میں رہتا تھا اوراوسکے دو بیٹے سلطان ابوسعید میرزا اور منوچہر میرزا تھے سلطان ابوسعید میرزا [illegible]ھ میں پیدا ہوا اور پچیس برس کی عمر میں سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اور اٹھارہ سال فرمانروائی اور کشورکشائی میں استقلال کے ساتھ اشتغال رکھا۔ ترکستان۔ ماوراءالنہر۔ بدخشان۔ کابل غزنین۔ قندہار اور حدود ہندوستان پر تصرف کیا۔ اور آخر کو عراق بہی تسخیر کر لیا۔ باوجود اس دولت بزرگ و مملکت عظیم کے وہ مست نہیں ہوا ہوشیار دل اور بیدار مغز رہا اور درویشوں اور گوشہ نشینوں سے ہمت کا طالب ہا [illegible]ھ میں اوزون حسین آق قویلو کے دفع کرنیکے لئے میرزا جہان شاہ بن قرایوسف حاکم آذربائیجان گیا تہا مگر اسنے بے پروائی اور بے تدبیری ایسی کی کہ وہ کشتہ ہوگیا۔ سلطان نے اوسپر لشکرکشی کی۔ آذون حسن نے ہرچند صلح چاہی مگر نہ ہوئی۔ ناگزیر اوسنے غلہ کی آمد و شد کی راہوں کو ایسا بند کیا کہ لشکر میں وہ قحط عظیم پڑا کہ چودہ روز تک خاصہ کے گھوڑوں کو جو بہی نہیں ملے۔ اس قحط سے لشکر پراگندہ ہوا اور میدان جنگ میں آذون حسن غالب آیا۔ اور ۲۲ رجب [illegible]ھ کو سلطان کو آذون کے آدمیوں نے پکڑ لیا اور یادگار محمد میرزا ابن سلطان محمد میرزا ابن بایسنغر میرزا ابن شاہرخ میرزا کو حوالہ کیا اوسنے یہ بہانہ بناکے شہید کیا کہ اوسنے گوہرشاد بیگم کدبانوے شاہرخ میرزا کو قتل کیا ہے مقتل سلطان ابوسعید اوسکی مرنیکی تاریخ ہوئی۔

سلطان ابوسعید کا چوتہا بیٹا عمر شیخ میرزا ہے وہ سمرقند میں [illegible]ھ میں پیدا ہوا سلطان ابوسعید میرزا نے اول اوسکو کابل میں حاکم مقرر کیا تہا اور میرزا دادہ بابا کابلی کو اسکا اتالیغ مقرر کیا تھا اسنو میرزاؤں کی ہوشی کے سبب دروہ کرنے سمرقند میں اوسکو واپس بلا لیا جشن شادی کے بعد اوسنے ولایت اندجان فرغانہ اوسکو حوالہ کئے اور امرا اور نواب مقرر کئے تیمورتاش کو اتالیغ مقرر کیا۔ ملک موروثی کی نگاہداشت کے سبب یہی ناحیہ اوسکو عنایت کیا گیا تہا حضرت صاحبقران نے بہی اپنے

سلطان ابوسعید میرزا ابن سلطان محمد میرزا +

عمر شیخ میرزا +

1

بیٹے عمر شیخ میرزا کو بھی ولایت دی تھی ہم نامی کی مناسبت کے سبب سلطان میرزا نے بھی اپنے بیٹے
کو بھی ولایت عطا کی حضرت صاحب قراں بار بار فرماتے تھے کہ ہم نے تسخیر عالم عمر شیخ میرزا کی قوت شمشیر
سے کی ہے اور اندجان میں اسلئے اوسکو مقرر کیا ہے کہ ہماری ولایت اور دشت قبچاق کے درمیان
وہ سد شدید ہے ملک کی حفاظت میں وہ اہتمام ایسا کرتا تھا کہ اہل قبچاق کا مقدور نہ تھا کہ سر اٹھا سکیں
اور فتنہ و فساد برپا کر سکیں اسلئے ہم بفراغت کشور کشائی کرتے تھے۔ اسمیں الآخر دنے بھی اپنی ولایت کے
حدود مغلستان میں بھی ایسا انتظام کیا کہ لشکر بیگانہ کی مجال نہ تھی کہ اس سرحد سے عبور کر سکے اور اسکی ہیبت
میں کوئی خدشہ ہیبت و تفرقہ آشوب پہنچا سکے۔ یہ میرزا سخن سنج سخن گستر تھا۔ ارباب علم کے ساتھ توجہ
رکھتا تھا۔ اور خود بھی نظم کہتا تھا طبیعت اسکی شعر سے مناسبت رکھتی تھی لیکن اوسکو شعر کہنے کی پروا
نہ تھی۔ اور اکثر اوقات کتب نظم اور تواریخ پر توجہ فرماتا تھا۔ اسکے سامنے اکثر شاہنامہ پڑھا جاتا تھا۔
وہ نہایت خوش صحبت شگفتہ پیشانی و نیک محاورہ تھا شعرائے متقدمین کے کلام میں سے شعر مناسب محل پر
پڑھتا تھا۔ اخلاق اور اطوار اسکے حنفی مذہب کے موافق تھے۔ پاکیزہ اعتقاد تھا۔ پانچ وقت کی نماز ترک نہ کرتا
اور قضائے عمر تمام پڑھی۔ اکثر تلاوت قرآن کیا کرتا تھا خواجہ عبید اللہ احرار سے ارادت رکھتا تھا اور
اونکی صحبت سے مشرف ہوتا تھا اور حضرت بھی اوسکو بیٹا کہتے تھے۔ سخاوت کو شجاعت کے ساتھ ہم زانو
اور ہمت کو قدرت کے ساتھ ہم نشین کیا تھا۔ عدالت اس مرتبہ پر تھی کہ ایک دفعہ اندجان کے کوہستان
شرقی میں کارواں ختا آیا وہاں برف ایسی پڑی کہ سارا کاروان اوسکے نیچے دبکر ہلاک ہوا صرف
دو آدمی زندہ بچے جب اوسکو خبر ہوئی تو محصلوں کو متعین کیا۔ کاروانیوں کا سارا مال جمع کیا ہر چند
کوئی وارث حاضر نہ تھا اور اپنے تئیں احتیاج تھی مگر اس مال کو اچھی طرح امانت رکھا۔ اور بعد ایک دو
سال کے اہل کارواں کے وارثوں کو اونکے وطن سے بلا کر پورا مال بغیر کسی نقصان کے حوالہ کیا۔ ملک گیری میں
بہت دفعہ آشتی کو جنگ سے اور دوستی کو دشمنی سے بدل کیا۔ اوائل میں شراب بہت پیتا تھا اور آخر کو ہفتہ
میں ایک دو مرتبہ پیتا تھا۔ معجون بہت کھاتا تھا جس سے گلے خشک ہو گئے تھے۔ نرد بہت کھیلتا
تھا۔ کبھی قمار بھی کھیلتا۔ تین مرتبہ جنگ آرا ہوا۔ اول یونس خان اندجان کے شمال کی طرف دریا
سیحون کے کنارہ پر اسمیں مغلوب ہو کر گرفتار رہا۔ اس دفعہ یونس خان نے اوس پر مہربانی کر کے اسکی
ولایت کو رخصت کیا۔ دوسری جنگ ترکستان لڑا۔ کنارہ دریائے آرس کے نواحی سمرقند پر یورش کی تاخت و تاراج

گرتے تھے راوشنے دریا ارس سے عبور کرکے اونکو خوب پیر کیا - مال و راونٹ جو وہ لوٹ لیکر چلے تھے سب مالکوں
لیکر مالکوں نکو دیدیے - خود کچھہ طمع نہیں کی تیسری لڑائی سلطان احمد مرزا سے شاہرخیہ کے درمیان ہوئی اسمیں
شکست پائی - باپ کے مرنے کے بعد اندجان میں کہ ولایت فرغانہ کا پایہ تخت تھا سریر سلطنت پر
بیٹھا - تاشکند و شاہرخیہ و سیروم اوسکے تصرف میں تھی کئی دفعہ سمرقند پر لشکرکشی کی سلطان احمد مرزا نے
برادر عمر شیخ میرزا والی سمرقند اور محمود خاں پسر کلاں یونس خان جو انوس مغل کا خان تھا دونوں
ہم سخن ہوکر عمر شیخ میرزا پر لشکرکشی کی - آب خجند کے جنوب کی جانب سے سلطان احمد میرزا آیا اور شمال
کی طرف سے سلطان محمود خاں کہ اس عرصہ میں عمر شیخ میرزا کو قضیہ ناگزیر تقدیر سے پیش آیا ولایت فرغانہ
کے سات بلاد میں سے ایک اخسیکت تھا جو اخسی مشہور ہی عمر شیخ مرزا نے اوسکو اپنا پایۂ تخت بنا یا تھا - قسمت
کی بات ہی کہ ۴ - رمضان ۸۹۹ھ کو ایک بلند عمارت پر وہ بیٹھا ہوا کبوتروں کا تماشا دیکھہ رہا تھا کہ مکان
میں ایسی شکستگی آئی کہ وہ ضعیف سفلی پر گرکر اوج علوی میں پہونچا - عمر اوسکی ۳۹ سال تھی ۸۶۰ھ میں وہ
پیدا ہوا تھا -

فرغانہ اقلیم پنجم میں سے ہی اور معمورہ عالم کے کنارہ پر واقع ہی شرق میں اوسکے کاشغر و غرب میں سمرقند
جنوب میں کوہستان سرحد بدخشان شمال میں اوسکے پہلے شہر المالیغ و المائغ اور یانگی کہ معروف بہ اترار تھی
مگر اب اونکا کوئی نشان نہین باقی رہا - اوسکے غرب میں سمرقند اور خجند ہیں کوئی پہاڑ نہیں صرف اسی جانب
سے کوئی بیگانہ اس میں آسکتا ہی -

دریائے سیحوں کہ آب خجند مشہور ہے وہ شمال سے آکر غرب میں بہتا ہی اور خجند کی جانب شمال سے اور
فناکت (شاہرخیہ) کی جنوب سے گذرتا ہی اور پھر شمال کے بائیں طرف ہوکر ترکستان کی جانب جاتا ہے
اور کسی دریا کے ساتھہ ہمراہ نہیں ہوتا اور ترکستان کے آخر میں ریگستان میں داخل ہوکر غائب ہوجاتا ہے
اس ولایت میں سات قصبے ہیں پانچ دریائے سیحوں کے جنوب میں اور دو اوسکے شمال میں قصبات جنوب
اندجان اوش مرغینان - اسفرہ خجند ہیں اور قصبات شمال کے اخسی کاشان -

عمر شیخ میرزا کی اولاد میں تین بیٹے و پانچ دختر تھے - سب میں بڑا ظہیر الدین محمد بابر تھا اور اس سے
دو سال چھوٹا جہانگیر مرزا اس سے دو برس چھوٹا ناصر مرزا +

بابر نامہ

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

۶۔ محرم ۸۸۸ھ کو قتلغ نگار خانم کے بطن سے بابر پیدا ہوا۔ قتلغ نگار خانم یونس خاں کی دوسری بیٹی اور سلطان محمود خان کی بڑی بہن تھی۔ اوسکا نسب اس طرح ہے کہ قتلغ نگار خانم بنت یونس خاں بن ویس خان بن شیر علی اوغلان بن محمد خان بن خضر خواجہ خان بن تغلق تیمور خان بن ایسن بوغا خان بن دوا خان بن براق خان بن بیسو توا بن موالکان بن چغتائی خان بن چنگیز خان

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابر کا نسب ماں کی طرف سے چنگیز خاں اور باپ کی طرف سے چوتھی پشت میں امیر تیمور تک پہنچتا ہے اوسکی ددھیال ترک اور ننھیال مغل تھی۔ مگر وہ مغلوں کو باوجود اس رشتہ مندی کے اپنی سرگذشتوں میں حقارت کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ تاریخ ولادت مولانا جامی نے یہ لکھی ہے

چون در شش محرم زاد آن شہ کرم ‌‌ ‌ تاریخ مولد ش ہم آمد شش محرم

یہ تاریخ اتفاقیہ ہے۔ اس تاریخ میں شش شش حرف ہیں اور چھ کا عدد اہل حساب کے نزدیک عدد خیر یعنے اچھا سمجھا جاتا ہے اور لفظ شش شش حرف اور نقش عدد خیر میں بھی دو تاریخیں نکلتی ہیں یہ سنہ ولادت میں احاد و عشرات ومآت مساوی ہیں جو سلوک اطوار کی تسویہ پر اشارت کرتے ہیں حضرت ناصر الدین خواجہ احرار نے اسکا نام ظہیر الدین محمد رکھا۔ اس نام کے الفاظ ترکوں کی زبان سے اچھی طرح نہیں ادا ہو سکتے تھے اسلئے انھوں نے بابر اسکا نام رکھا۔ جسنے میں چار باغ اندجان میں بابر عیش اڑا رہا تھا کہ باپ کے واقعہ ناگزیر کی خبر دوسرے روز پہنچی تو مع حاضر ملازمین کے قلعہ کی طرف چلا جب دروازہ کے قریب پہنچا تو امیر شیرم طغائی اوسکی باگ موڑ کر نماز گاہ کی طرف اس اندیشہ سے لیگیا کہ سلطان احمد میرزا بڑی شان وشوکت کا بادشاہ ہے اور بہت سے لشکر کے ساتھ اندجان پر چلا آتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ امرا غدر مچا کے بابر کو اور اوسکی ولایت کو اوسے حوالہ کریں اسلئے اوسکو آدر کند میں دامن کوہ میں لے گیا۔ اگر امرا کی طرف نمکی سے ملک ہاتھ سے جاے تو بلا سے مگر بابر اس تہلکہ سے نجات پاے جب امرا کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے خواجہ محمد درزی کو جو عمر شیخ مرزا کا بڑا قدیم نوکر تھا بابر پاس بھیجا کہ اوسکی خاطر جمع دغدغہ سے اوسے نکال دے۔ بابر نماز گاہ میں پہنچا تھا کہ خواجہ محمد رکاب بوس ہوا اور اپنی معقول باتوں سے بابر کا اطمینان

ایسا کردیا کہ وہ الٹا چلا آیا جب وہ قلعہ اندجان میں آیا تو سب امرا و ارکان دولت ملازمت میں حاضر ہوئے اور صلاح و مشورہ کرکے قلعہ کے برج و بارہ کے ضبط و ربط میں مشغول ہوئے۔ ایک دو روز میں وہ امرا بھی آ گئے جو باہر گئے ہوئے تھے۔ پھر سب یکدل و یکجہت ہو کر قلعہ داری میں مشغول ہوئے سلطان احمد مرزا نے اراتیپہ و خجند و مرغینان کو تسخیر کرلیا اور اندجان کے قریب چار کروہ پر قبا میں فروکش ہوا۔ بابر نے خواجہ اور دونوں حسین و خواجہ حسین کو ایلچی بنایا اور اونکی معرفت سلطان احمد مرزا سے یہ عرض کیا کہ اس ولایت میں اگر آپ اندجان کو فتح کیجیے گا تو خود یہاں نہیں رہیے گا سمرقند کو تشریف لیجائیے گا۔ یہاں کسی اپنے ملازم کو مقرر کرکے چھوڑ جائیے گا۔ بابر بھی آپکا ملازم ہے اور فرزند بھی ہے۔ اگر اسکو یہاں کی خدمت کے عہدہ پر مقرر فرمائیں تو بہتر اور آسان تر فیصلہ ہو جائے گا سلطان احمد مرزا کم سخن تھا فقیرانہ طبیعت کہتا تھا کہ کوئی کام اور امر بغیر امرا کے قرار نہ پاتا تھا۔ امرا اس عرض کو سنکر سخت جواب دیے اور آگے کوچ کیا۔ مگر اوسکے لشکر پر یہ آفتیں آئیں کہ اول دریا قبا کا پانی سیاہ تھا۔ سوار اسکی کہیں اور سے اوسپر گذر نہیں ہو سکتا تھا۔ پل پر اتنے آدمیوں کا ہجوم ہوا کہ ایک دوسرے پر آدمی گرنے لگے اور گھوڑے اور شتر سیاہ آب میں ڈوب کر مرنے لگے۔ لشکر پر تین سال پہلے بھی دریا کے اوترنے میں آفت آئی تھی اسلئے وہی وہم پھر لشکر پر غالب ہوا۔ دوم گھوڑوں میں وبا ایسی پھیلی کہ طویلے کے طویلے خالی ہو گئے۔ سوم بابر کی رعیت و سپاہ کو ایسا یکدل و یکجہت پایا کہ جب تک تن و جان میں رمق و توان باقی ہے جانبازی کرینگے اور پہلو تہی نہ کرینگے۔ ان وجوہ کے سبب سے وہ اپنے آگے بڑھنے سے پریشان و پشیمان ہوا جب اندجان سے ایک کروہ (چار میل) پر تھے تو انہوں نے درویش محمد ترخان کو صلح کے لیے بھیجا قلعہ کے اندر سے حسن یعقوب بھیجا گیا دونوں نے نمازگاہ میں صلح کی شرائط ٹھہرا لیں اور واپس آئے غرض سلطان احمد مرزا نے مصلحت سمجھ کر صلح کرلی اور سمرقند کو روانہ ہوا۔ مگر راہ ہی میں تھا کہ موت نے آلیا اپنے بڑے بھائی عمر شیخ مرزا کے مرنے کے بعد چالیس روز وہ زندہ رہا۔ اگر چچا سے بھتیجے کا پیچھا چھٹا تھا کہ ماموں سے سامنا آن پڑا۔ دریائے خجند کی جانب شمال سے سلطان محمود خان نے آن کر اخسی کا محاصرہ کیا۔ اخسی میں بابر کا چھوٹا بھائی جہانگیر مرزا اور ایک گروہ کثیر امرا کا تھا۔ دین ملا غزری اور میر غیاث طغائی بھی وہاں تھے اگرچہ امرا سے ایسا وہم پیدا ہوا کہ وہ

کاشان میں کم ویس لاغری کی ولایت ہنی چلے آئے۔ بابر کے سب چہوٹے بہائی ناصر میرزا کا ویس لاغری آتالیغ تہا اور ناصر میرزا یہان کاشان مین نہیں تہا جب کاشان کے قلعے میں محمود آیا تو ان امرا نے خان کی خدمت مین جاکر کاشان کو اوسکے حوالہ کر دیا! اور ناصر میرزا کو ویس لاغری گرفتار کرکے سلطان احمد میرزا پاس لیگیا۔ اُسنے مزید ترخان کے سپرد کر دیا۔ اب محمود خان لخشی کے پاس گیا اور چند مرتبہ لڑا اور ناکام رہا۔ اخشی کے امرا اور جوانونے خوب جانبازی کی! اس اثنا میں سلطان محمود خان بیمار ہوگیا اور لڑائی سے بہی تنگ ہوگیا تہا! وسکو معلوم ہوا کہ سلطان احمد میرزا نے صلح کرلی اور قلعہ کے فتح ہونے کی بہی امید نہیں ہے تو وہ لڑائی کو ختم کرکے اپنی ولایت کو چلا گیا۔ مگر خان دوسری جانب مین زیادہ کامیاب ہوا۔ ناحیہ ارتینیہ یا اسروشنہ جو فرغانہ کے قریب میں تہا اور کچھ برسوں سے عمر شیخ میرزا کے قبضہ میں تہا اوسکے مرنیسے پہلے سلطان محمود خان کی سپاہ نے اوسپر قبضہ کر لیا تہا اور خان نے اپنے گوکل تاش (دلی دوست) محمد حسین میرزا دوغلات کو وہاں کی حکومت دی تہی یہ بڑا بیٹا حیدر میرزا امیر کاشغر کا تہا اور اوسنے خان کی ایک بہن سے شادی کی تہی +

بابر کے سر پر جیسا کہ بارہ برس کی عمر میں باپ کے مرنے سے تخت و تاج کا بار پڑا تہا ایساہی ماں باپ کے بہائیوں یعنی چچا و ماموں کی تلوار کے ہاتہہ سے بچنا دشوار ہوگیا تہا! اونکے حملوں سے ابہی نجات ہوئی تہی کہ ابو بکر میرزا دوغلات حاکم کاشغر ازکند یا ارکند تک تاخت و تاراج کرتا ہوا فرغانہ کے مشرق میں آموجود ہوا مگر اس حملہ کا ایک کا و آسانی سے ہوگیا جب سے بابر کی سپاہ لڑنے کو گئی تو اسنے صلح کرلی اور کاشغر کے پہاڑوں کے پار چلا گیا۔

دشمنوں سے فرصت ملی تہی کہ گھر میں ایک فتنا دھڑا ہوا حسن یعقوب جسکو اندجان کی حکومت اور انتظام اندرخانہ بابر نے دیا تہا وہ منحرف ہوگیا اور اوسنے ارادہ کیا کہ بابر کو معزول کرکے اوسکے بہائی جہانگیر میرزا کو بادشاہ بنائے مگر سپاہ اور امرا سے اُسکا اختیار خوب تہا اسلئے اُسکا بہانڈا پہوٹ گیا اور اوسکا ارادہ معلوم ہوگیا بابر کی نانی ایسن دولت بیگم رائے و تدبیر میں ایسی لایق تہی کہ ایسی عورتیں کمتر ہوتی ہیں اسکی صلاح و مشورہ سے یہ قرار پایا کہ حسن یعقوب معزول کیا جائے یہ خبر اوسکو بہی معلوم ہوگئی تو وہ سمرقند کی طرف کندبادام تک گیا تہا کہ چند روز بعد اُسنے اندیشہ فاسد اخشی کے فتح کرنے

جب وہ اس نواح میں آیا تو لشکر اوسکے مقابلہ کے لیے بہیجا گیا جسمیں وہ ایک تیر لگنے سے ہلاک ہوا

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات　　　　که واجب شد طبیعت را مکافات

عمر شیخ میرزا کی خدمت میں لڑکپن سے ابراہیم سارو رہتا تہا اور اسی خدمتگاری سے امیر ہو گیا تہا مگر وہ میرزا سے منحرف ہو گیا تہا اُسنے قلعہ اسفرہ میں آنکر بایسنغر خاں نام کا خطبہ پڑہا۔ اور مخالفت شروع کی بابر اوسکے دفع کرنے کے لیے لشکر لیکر گیا۔ چالیس روز تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ دو تین جگہ سرکوب بنائے اور نقب لگائے ابراہیم سارو ایسا عاجز ہوا کہ ترکش اور شمشیر گلے میں ڈال کر بابر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قلعہ سپرد کیا۔ پہلے لکھ چکے ہیں کہ خجند بھی عمر شیخ میرزا کے عہد میں سلطان محمد میرزا نے لے لیا تھا جب بابر یہاں آیا تو بے مضائقہ یہاں کے قلعہ دار نے اوسکو قلعہ سپرد کر دیا +

[illegible]

سلطان محمود خاں اُسوقت شاہرخیہ میں آیا ہوا تہا - بابر نے یہ سمجھ کر کہ مجھ میں و سلطان میں کچھ فاصلہ نہیں ہے اُسکو باپ اور بڑے بہائی کی جگہ سمجھکر اُس سے ملنے کا قصد کیا تاکہ پہلی کدورتیں رفع ہو جائیں وہ شاہرخیہ میں ماموں پاس گیا جسنے اُسکو اپنے پہلو میں بٹہا کر شفقت و مہربانی کی بعد ایک دو روز کے بابر اخسی کی طرف آیا۔ فرغانہ اور کاشغر کے درمیان ایک قوم جگرک رہتی تھی پانچ چھ ہزار خانوار رکھتی تھی۔ گہوڑے اور گوسفند و گائے بہت اس پاس تہے بابر نے قاسم بیگ اور لشکر کو بہیجکر بیس ہزار گوسفند اور پانچ سو گہوڑے اس سے لیے۔ اور لشکر کو تقسیم کر دیے +

سلطان محمود خاں سے ملاقات

محمود میرزا کے مرنے سے اور بایسنغر خاں کے جانشین ہونے سے سمرقند میں بڑے بڑے شور و فساد ہو رہے تہے - بابر ان سبکو تماشا دیکھ رہا تہا۔ اب اوسکا بہی ارادہ ہوا کہ اپنے باپ دادا کے ملک کا داعیہ کیجیے اسوقت اس بدنصیب دولتمند شہر پر ایک ہی وقت میں تین شخص حملہ آور ہوئے اندجان سے بابر اُسیطرح ہا مسعود میرزا حصار سے آیا سلطان علی مرزا بخارا سے سلطان علی نے بابر سے کہا کہ آؤ ہم تم آپسمیں صلح کر لیں اور متفق ہو کر کام کریں بابر نے اس صلح کو منظور کر لیا۔ یہ مصالحت اس سبب سے نہ تہی کہ ان دونوں میں آپسمیں اعتبار رہتا۔ بلکہ اسوجہ سے کہ دونو ایک شخص کے دشمن تہے غرض دونو گہوڑوں پر سوار آپسمیں ملے چار پانچ آدمی ہر ایک کے ساتھ تہے موسم زمستان قریب تہا سمرقند کے گرد سپاہیوں کا ہجوم اسقدر ہوا تہا کہ اب شہر سے لشکروں کے ما یحتاج کا بہم پہنچانا ممکن نہ تہا

[illegible]

اسلئے حملہ آور شاہزادے مجبوراً اپنے ملکوں کو چلے گئے۔

جب بابر اور سلطان علی میرزا میں ملاقات ہوئی تھی تو یہ امر مقرر ہوا تھا کہ تابستان میں وہ بخارا سے اور بابر اندجان سے سمرقند کا محاصرہ کرنے آئیں۔ اسلئے ماہ رمضان ۹۰۲ھ میں بابر اندجان سے روانہ ہوا اور لشکر کو بایسنغر میرزا کے ملک میں لے گیا۔ یام میں کہ سمرقند سے کچھ دور نہ تھا خیمہ زن ہوا۔ ماوراء النہر میں یہ ایک عجیب تہذیب کی بات تھی کہ جو سپاہی کہ شہر کو محصور کئے ہوئے تھے اُن میں شہری و بازاری اسقدر آئے تھے کہ اُردو شہر معلوم ہوتا تھا جو چیز شہر سے طلب کرتے وہ لشکر میں موجود ہوتی بابر نے لکھا ہے کہ لشکر ہمارا یام میں تھا کہ شہر کے بازاری اور غیر بازاری بہت سے لشکر کے بازار میں آئے تھے اور سودا بیچکر سود حاصل کرتے تھے کہ ایک بار ظہر کی نماز کے بعد ایک غوغائے عام ایسا اُٹھا کہ ان مسلمانوں کا تمام مال تاراج ہو گیا لشکر کا انتظام اور ضبط ایسا تھا کہ بادشاہ کا حکم ہوا کہ کسی شخص کا مال اسباب کوئی اپنے پاس لشکر کا آدمی نہ رکھے اور سب مال جمع کرکے واپس دیا جائے پہر دن نہ چڑھا تھا کہ مالکوں پاس سارا اسباب پہونچ گیا۔ اور لشکر نے اونکا کوئی سوئی تاگا تک اپنے پاس نہیں رکھا۔ یام سے یورت خاں کی طرف بابر گیا اور چالیس پچاس دن یہاں قیام رہا۔ اس قیام میں کئی دفعہ اندر اور باہر کے جوانمردوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ ایک دفعہ اہل قلعہ نے یہ فریب کیا کہ آدمی بھیجکر یہ کہلا بھیجا کہ غار عاشقاں کی طرف سے تم آؤ تو ہم تم کو قلعہ دیدینگے اس خیال سے رات کو بابر سوار ہو کر پل آیا اور چار موعود پر جوانمرد پیادوں کی ایک جماعت روانہ کی کہ شہر کے اندر کے آدمی چار پنجیاں دشمن کرکے لائے تھے تو سپاہ کو اونکی دغا کا حال معلوم ہوا۔ جو جوانمرد جلد باز تھے وہ قتل ہو گئے۔

اب مقام یورت خان سے بابر نے جو اپنے لشکر کے چند مقام شہر کے گرد بدلے تو شہر والوں نے جانا کہ وہ اولٹا جاتا ہے تو سپاہی اور شہری لڑنے کے لئے باہر نکل پڑے۔ مگر بابر کے لشکر نے اونکو شکست دی اور اونکے بڑے بڑے جوانمردوں کا خون کیا اور غار عاشقاں میں جو بابر کے سپاہی مارے گئے تھے اونکا انتقام لیا۔ اہل سمرقند کو پوری شکست ہوئی اور پھر وہ قلعہ سے باہر نہ نکل سکے اور نوبت یہانتک پہونچی کہ بابر کا لشکر خندق کے قریب ایسا ہو گیا کہ اندر جا کر آب و غلہ لے آتا۔

اب آفتاب برج میزان میں داخل ہوا۔ بابر نے مجلس مشورہ کو جمع کیا سب نے کہا کہ اہل شہر ایسے عاجز ہو رہے ہیں کہ ایک دو روز میں بعنایت الٰہی ہم شہر کو لے لیتے ہیں ہمیں تو سردی کی تکلیف اٹھانی پڑیگی اسلئے بہتر ہوگا کہ شہر کے پاس سے چلکر کہیں ایک قلعہ میں قشلاق موسم سرما کے رہنے کا مکان بنائیں کہ اگر وہاں سے چلے جانے کی ٹھہرے تو بے تردد چلے جائیں اس قشلاق کے واسطے خواجہ دیدار کا قلعہ تجویز ہوا۔ وہاں سے کوچ کر کے اس یورت (سبزہ زار) میں کہ قلعہ خواجہ دیدار کے آگے تھا فروکش ہوئے اور جب قلعہ میں مکانات تیار ہو گئے تو اوسکے اندر چلے گئے۔ اس عرصہ میں شیبانی خان پاس بایسنغر نے متواتر آدمی بھیجے۔ وہ بطور ایلغار کے ترکستان سے چلکر بابر کے لشکر کے سر پر آیا۔ باوجودیکہ لشکر جمع نتھا بہت سے آدمی اوسکے مصلحت قشلاق کے لئے رباط خواجہ جو میں بعض شیراز میں دور چلے گئے تھے۔ مگر لشکر درست کر کے شیبانی خان سے لڑنے کو بابر مستعد ہوا۔ مقابلہ شیبانی خان نہ کرسکا سمرقند کو چلا گیا۔ بایسنغر خاں کے حسب دلخواہ شیبانی خان سے کام نہو سکا اسلئے وہ مایوس ہو کر اور کچھ کام نہ کر کے ترکستان کو واپس آیا۔ بایسنغر خان سات مہینے تک زحمت اٹھا تا رہا شیبان خان سے توقع تھی وہ بھی منقطع ہوئی اسلئے دو تین سو بہوکے ننگے آدمیوں کو لیکر کندز کو سمرقند سے بھاگ گیا۔ بابر مجرد بایسنغر خاں کے فرار ہونیکی خبر سنکر خواجہ دیدار سے سوار ہو کر سمرقند پر متوجہ ہوا راہ میں اکابر و امراء و خوانین استقبال کو آئے۔ ربیع الاول ۹۰۳ھ کو شہر اور ولایت سمرقند مسخر ہو گئے بابر کی عمر اوس وقت پندرہ برس کی تھی۔

سمرقند کا حال یہ نوجوان بادشاہ اسطرح لکھتا ہے کہ اوسکو ملک ماوراء النہر کا دار السلطنت امیر تیمور نے مقرر کیا تھا ربع مسکون میں اوسکی برابر کم تر لطیف شہر ہیں اب تک کسی باغی (نافرمان) نے قہر و غلبہ سے اوس پر قبضہ نہیں پایا تھا اسلئے اوسکو بلاد محفوظہ کہتے ہیں مغول و الوس ترک اوسکو سمرکنت کہتے ہیں حضرت عثمان کی خلافت میں یہ شہر مسلمان ہوا۔ اب سارے باشندے اسکے سنی پاک مذہب و متشرع و پاک دین ہیں۔ ماوراء النہر میں جیسے ائمہ اسلام پیدا ہوئے ہیں معلوم نہیں کہ کسی اور ولایت میں بھی پیدا ہوئے ہوں شیخ ابو منصور ماتریدی ائمہ کلام میں سے ہیں۔ ماترید سمرقند کا ایک محلہ کا نام ہے دوسرے صاحب بخاری خواجہ اسمعیل احرار بھی ماوراء النہری ہیں۔ صاحب ہدایہ مرغینان کا ہے جو

ولایت فرغانہ کا ایک حصہ ہے مذہب حنفیہ میں ہدایہ سے زیادہ معتبر کتاب فقہ میں کم ہے اسکے باغات مساجد۔ مدارس۔ عمارات کی بہت تعریف لکھی ہے۔ ایک مسجد کو لکھا ہے کہ اس صفت سے بنایا ہے کہ اگر اوسکے صحن پر لات مارئے تو بق بق کی آواز نکلتی ہے۔ ایک مسجد جمعہ پتھر کی ہندوستان کے سنگتراشوں نے بنائی ہے اوسکے پیش طاق کے کتابہ میں قرآن کی آیات ایسی جلی لکھی ہیں کہ ایک کروہ کے فاصلہ سے آدمی آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔ ایک کوشک کلاں میں امیر تیمور کی جنگ ہندوستان کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ مرزا الغ بیگ نے بہت سی عمارات بنائی ہیں منجملہ اونکے ایک دامنہ پشتہ کوہک میں ایک عمارت عالیشان رصد ہے کہ زیچ بنانے کے آلات وہاں موجود ہیں الغ بیگ مرزا نے اس رصد سے زیچ گورکانی لکھی ہے جسپر اب عمل ہوتا ہے۔ پہلی زیچیں سب اسکے آگے معطل ہیں اس سے پہلے زیچ ایل خانی پر عمل ہوتا تھا جسکو خواجہ خضر نے ہلاکو خاں کے زمانہ میں لکھا تھا۔ غالباً دنیا میں آٹھ سات رصد سے زیادہ نہیں بنائی گئیں خلیفہ ہارون رشید نے ایک رصد بنائی تھی کہ جس سے زیچ مامونی بنائی گئی۔ بطلیموس نے بھی رصد بنائی تھی۔ ہندوستان میں راجہ بکرماجیت کے عہد میں اُجین میں کہ مالوہ میں ہے رصد (جنتر منتر) بنائی گئی تھی جسپر ہندوں نے عمل کرکے زیچ بنائی ہے اسپر ۱۵۸۴ برس گذر چکے ہیں نسبتاً اور زیچوں کے ناقص ہوگئی ہے ایک تخت ایک پتھر کا ہے جسکا طول تخمیناً چودہ پندرہ گز کا اور عرض سات آٹھ گز کا وار تفاع ایک گز کا۔ ایسے سنگ کلاں کو دور سے لائے ہیں اسمیں ایک درز پڑگئی ہے۔ بعض مکان چینی کے بنے ہوئے ہیں سمرقند کے شہر میں ایک خصوصیت ہے جو اور شہروں میں نہیں ہے کہ ہر ایک حرفہ کا بازار جدا جدا ہے کوئی مخلوط نہیں مخمل قرمزی و کاغذ یہاں کا مشہور ہے۔ امیر تیمور نے جو کہا تھا کہ میرے پاس ایک باغ ہے کہ جس کا طول تیس فرسنگ (۶۰ میل) ہے وہ باغ سغد میں تھا جو ماوراءالنہر کا ایک بڑا شہر ہے۔ وہ سمرقند کے میووں کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اہل شہر کی زبان فارسی ہے۔ اہل قصبات و دیہات کی زبان ترکی ہے وہ لکھتا ہے کہ امیر تیمور نے سمرقند کی حکومت جہانگیر مرزا کو دی تھی۔ جہانگیر مرزا کے مرنے کے بعد اسکے بڑے بیٹے محمد سلطان جہانگیر کو وہ ملی اور شاہرخ مرزا نے تمام ماوراءالنہر کو فتح کرکے مرزا الغ بیگ کو یہاں کی فرمانروائی دی۔ الغ بیگ کو اوسکے بیٹے مسعبد اللطیف عباس نے مار ڈالا تاریخ وفات

ـہ الغ بیگ بحر علوم و خسرو | کہ دنیا و دیں را از و بود پشت
زعباس شہد شہادت چشید | شدش حرف تاریخ عباس کشت

باپ کو مار کر وہ بھی پانچ مہینے سلطنت نہ کر سکا اوسکی نسبت یہ بیت مشہور ہے ـہ
کش بادشاہی را نشاید | اگر شاید بجز شش مہ نیاید

عبداللطیف کو بابا حسین نے مارا۔ بابا حسین کشت اسکے مرنے کی تاریخ ہے۔ عبداللطیف کے بعد الغ بیگ کا داماد عبداللہ مرزا تخت پر بیٹھا۔ ڈیڑہ دو سال سلطنت کی ہوگی کہ سلطان ابو سعید فرماں روا ہوا اور اوسنے اپنی زندگی میں سلطان احمد مرزا کو یہاں کی حکومت دی۔ بعد سلطان ابو سعید مرزا کے سلطان احمد مرزا بادشاہ ہوا اور بعد اوسکی وفات کے سلطان محمود مرزا اور سلطان محمود مرزا کے بعد بایسنغر مرزا تخت سمرقند پر بیٹھا۔ ترخانیوں کے غوغا میں بایسنغر مرزا مقید ہوا۔ اور ایک دو روز کے لئے اوسکے چھوٹے بھائی سلطان علی مرزا کو تخت پر بٹھا دیا۔ پھر بایسنغر مرزا نے تخت لے لیا اور اوس سے بابر نے سلطنت لے لی۔ بابر نے تخت پر بیٹھ کر امراء سمرقند پر عنایت کی اور جو امراء اوسکے ہمراہ تھے اونپر بھی شفقت کی سلطان احمد تنبل کی رعایت زیادہ کی گئی۔ سمرقند سات مہینے کے محاصرہ میں بہت سی تشویش کے بعد حاصل ہوا تھا۔ بابر نے سمرقند کو حملہ کرکے تو فتح نہیں کیا تھا بلکہ اہل سمرقند نے خود اپنے تئیں اسکو حوالہ کیا تھا۔ اسلئے وہ لشکر کو حکم اس شہر کے لوٹنے کا نہیں دے سکتا تھا جسکو وہ اپنا دار السلطنت بنانا چاہتا تھا۔ سواء اسکے اس وقت سمرقند کا حال ایسا خراب تھا کہ وہ مدد تخم و تقاوی کا محتاج تھا۔ اس سے بھلا کیا کوئی چیز لے سکتا تھا۔ اس سبب اسکے لشکر کے آدمی ناراض ہوئے کہ غنیمت کچھ ہاتھ نہ لگی نہ بادشاہ خود اونکو کچھ دے سکا اسلئے اونکو اپنا گھر یاد آیا۔ ایک ایک دو دو کرکے بھاگنے شروع ہوئے اور مغل سب بھاگ گئے اور فرغانہ میں جاکر باقی فوج کو بہکانے لگے۔ احمد تنبل جو اندجان میں بابر کی طرف سے حاکم تھا وہ بھی اور امیر دنکے ساتھ ملکر باغی ہو گیا۔

اب بابر نے اس فتنے کے دور کرنے کے لئے خواجہ قاضی کو بھیجا کہ وہ اپنے دوست اوزون حسن کے ساتھ ملکر اون لوگوں کو جو بھاگ گئے ہیں خود سزا دے یا پکڑ کر بھیجدے مگر معلوم ہوا کہ اوزون حسن

نمک حرام خود بھاگنے والوں کا سردار بن کر فتنے برپا کرتا تھا۔ اوزون حسن اور احمد تنبل نے فتنہ
پردازوں کا گروہ اکٹھا کر کے جہانگیر مرزا کو اندجان کا فرمانروا بنانا چاہا۔ اور بابر پاس پیغام
بھیجا کہ اب آپ کو سمرقند ہاتھ لگ گیا ہے وہاں آپ فرمانروائی کیجئے اور یہاں اندجان
اور اخسی میں آپکا چھوٹا بھائی جہانگیر مرزا حکمرانی کریگا۔ بابر کا ماموں بھی جو تاشکند کا مغل
بادشاہ تھا ان ملکوں کو مانگتا تھا۔ بابر نے جو بھائی اور ماموں کے ان دعووں کا بیان
لکھا ہے وہ صاف صاف نہیں ہے۔ مگر دونوں کا دعوی خالی از انصاف نہیں تھا مغلوں
کے ہاں اس زمانہ میں دستور تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد ہر بیٹے کو جدا جدا التمغا ملا کرتی تھی جسکے
سبب بھائیوں میں آپس میں عناد فساد رہتا تھا۔ بابر اور جہانگیر دونوں کی مائیں مغلانیاں
مختلف فرقہ کی تھیں۔ باپ کے مرنے کے بعد اخسی کی التمغا جہانگیر کے پاس تھی اسکے مغل بہت طرفدار
تھے اور اسکو آزاد بنانا چاہتے تھے۔ ابتدا میں جو بابر پر آفتیں زیادہ آئیں اوسکا سبب یہی تھا
کہ یہی بھائی جو اسکا معاون اور یار رہتا وہ مخالف ہو گیا اور اس سبب سے فرغانہ کی قوت جو
ان دونو بھائیوں کے اتحاد سے پیدا ہوتی ضعیف ہو گئی۔ بابر کو چاہئے تھا کہ جب ملک سمرقند
اوسکو ہاتھ لگا تھا تو فرغانہ جہانگیر کو دیدیتا وہ اسکا مستحق تھا۔ محمود خاں کے دعوی کی نسبت بابر
لکھتا ہے کہ اگر محمود خاں کے ساتھ کوئی وعدہ ان ولایتوں کے دینے کا نہیں ہوا اور اونے معتد
کمک بھی نہیں کی مگر وہ اسکو طلب کرتا ہے اگر یہ ملک جہانگیر مرزا کو دیدئے جائیں تو ماموں سے
القطع ہو جائیگی سوا اسکے جو لوگ بھاگ گئے ہیں وہ بطریق تحکم دعوی کرتے ہیں اگر اس معاملہ میں
کوئی پہلے بات مقرر ہوئی ہوتی تو اوسکے مانگنے کی وجہ معقول ہوتی۔ یہ تحکم بابر سے اٹھ نہیں سکتا
تھا۔ بابر نے خواجہ القون کو بھیجا کہ وہ نصیحت کر کے لوگوں کے دلوں سے وہم کو دور کرے۔ مگر
نمک حراموں نے لوگوں کو ایسا بہکا رکھا تھا کہ وعد و وعید و نصیحت و تہدید کچھ اثر نہیں کرتا تھا۔
احمد تنبل اور اوزون حسن نے ایک جماعت کو بھیجکر القون کو قتل کر ڈالا۔ اور ان دونوں نے جہانگیر مرزا
کو ساتھ لیکر اندجان کا محاصرہ کیا۔ اندجان سے جب بابر آیا تھا تو اوسیں علی دوست طغائی کو اور
اخسی میں اوزون حسن کو چھوڑ آیا تھا۔ پھر خواجہ قاضی کو سمرقند سے بھیجا تھا اسنے قلعہ داری میں

بابر کی نیک خواہی کے لئے بڑا اہتمام کیا اور اٹھارہ ہزار گوسفند اپنے پاس قلعہ کے اندر جو جوان تھے اونکو تقسیم کردئے۔ مدت محاصرہ میں بابر کی ماؤں اور نانی اور خواجہ قاضی نے مسلسل خط بھیجے کہ ہم اس طرح محاصرہ میں گھرے ہوئے ہیں اگر ہماری فریاد نہ سنوگے تو تمام کام خراب ہو جائیگا۔ سمجھ لو کہ اندجان کی قوت سے سمرقند کو تسخیر کیا تھا اگر اندجان ہاتھ میں رہیگا تو خدا تعالیٰ پھر سمرقند دلا دیگا۔

بابر پاس اس مضمون کے خط برابر چلے آتے تھے وہ اسوقت سخت بیمار ہو کر تندرست ہوا تھا نقاہت سے فراغت نہوئی تھی کہ اس تشویش سے عود مرض ہوا اور ایسا بیمار ہوا کہ چار روز تک روئی کے پھوؤں سے منہ میں پانی چوایا جاتا تھا سب امرا اوسکی زندگی سے مایوس ہوئی وہ اپنے اپنے کام کی فکر میں ہوئے۔ ان دنوں میں اوزون حسن کا نوکر ایلچی گری کے لئے آیا تھا۔ امرا نے بابر کو دکھا کر اوسکو رخصت کر دیا۔ چار پانچ روز بعد بابر کا حال کچھ اچھا ہوا مگر زبان میں کلالت باقی تھی۔ چند روز بعد پھر ماں اور نانی کے اور مولانا قاضی کے جو اوسکا اوستاد اور پیر تھا تقاضے کے خط آئے تو ماہ رجب ۹۰۴ھ کو وہ سمرقند سے اندجان کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی خجند میں پہنچا تھا کہ ایک آدمی خبر لایا کہ علی دوست طغائی نے جب بادشاہ کی علالت کا ایسا حال سنا کہ زندگی کی امید نہیں ہے اس بات کو بہانہ بنا کے اوسنے قول قرار کرکے اندجان کو مخالفوں کے حوالہ کیا اور جب خجند میں بابر کے پہنچنے کی خبر سنی تو مولانا قاضی کو بھی شہید کیا اور سب کو لوٹ لیا۔ بابر کی ماں اور نانی کو خجند میں اوس پاس بھیجدیا۔ اندجان کے لئے سمرقند کو چھوڑا تھا سو وہ بھی ہاتھ سے گیا وہی مثل ہوئی

از اینجا رانده و از آنجا مانده یہ وقت اوسپر بہت شاق و دشوار گذرا جب سے بادشاہ ہوا تھا اس طرح کے رنج و مشقت نہیں اٹھائی تھی جب اوسنے دیکھا کہ فرغنہ اور سمرقند دونوں سے محروم ہوا تو اوس نے اپنے ماموں سلطان محمود خاں پاس قاسم بیگ کو تاشکند بھیجا کہ وہ ماموں سے اندجان لینے کی درخواست کرے۔

بابر کی اس درخواست پر محمود خاں سوار ہو کر چلا گیا۔ اگرچہ اسکے اخلاق و اطوار خوب تھے مگر وہ سپاہ گری اور سرداری سے بہت بے بہرہ تھا مخالف بھی لشکر لے کر اخسی میں آموجود ہوئے

اونھوں نے اپنی خلاصی کے لئے ایلچی بھیجا اور ایسی جھوٹی باتیں دل فریب خان کے ساتھہ بنائیں
اور بیچ کے آدمیونکو رشوت دی کہ خان اولٹا چلا گیا۔ اور ان بھانجوں کے جھگڑے میں بیچ بولا۔ بابر کے
پاس جو آدمی اور جوان تھے اونکے بال بچے اندجان میں تھے جب انکو اندجان کی تسخیر سے
مایوسی ہوئی تو سات آٹھ سو آدمی جنمیں امیر غریب سب طرح کے آدمی تھے بابر کو چھوڑ کر چلے گئے
اس پاس تخمیناً دو سو آدمیوں سے زیادہ اور تین سو سے کم باقی رہے اسوقت وہ ایسی دشواری میں پڑا
کر بہت رویا اور خجند میں آیا جہاں ملا مرد نانی اور رفیقوں سے ملا اور ماہ رمضان یہیں بسر کیا۔
پھر اوسکا ارادہ ہوا کہ سمرقند کو لیجے اس مطلب کے لئے محمود خاں سے کمک طلب کی اوسنے اپنے بیٹے سلطان
محمد خاں کو پانچ چھہ ہزار آدمیونکے ساتھہ سمرقند کی طرف روانہ کیا جب محمد خاں نے سنا کہ شیبانی ازبک
تاخت و تاراج کرتا ہوا چلا آتا ہے تو وہ اُلٹا پھر گیا۔ بابر بھی خجند کو واپس آیا۔ ۱۔ مصرعہ سلطنت
و داعیہ ملک گیری میں ایک دو مرتبہ کام کے نہ بننے سے خالی نہیں بیٹھا جاتا ہے۔ اسلئے بابر
تاشکند میں ماموں پاس گیا اور وہاں اپنے عزیزوں سے ملکر بہت خوش ہوا۔ ماموں نے آٹھہ ہزار
آدمیوں سے کمک کی۔ اس کمک کو لیکر قلعۂ پشغر کو جو خجند سے چالیس میل تھا اوسنے فتح کیا۔
یہاں خربوزہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ امراے مغول نے عرض کیا کہ اس قلعہ کے لینے سے ہمارا کیا کام
چلے گا۔ بابر کے نزدیک بھی یہی مصلحت ہوئی کہ وہ قلعہ کو چھوڑکر پھر خجند میں آگیا۔ یہ چھوٹی
سی جگہہ تھی۔ وہاں دو سو آدمیونکا گذارہ تشویش کے ساتھہ ہوتا تھا۔ جو صاحب داعیہ سلطنت
ہو اوسسے کیا نچلا بیٹھا جاتا ہے اسلئے اوسنے اپنے ماموں محمد حسین گورکان دوغلات سے
اوراتیپہ وساغرج کے دہات مستعار جاڑا بسر کرنے کے لئے مانگ لئے۔ بابر یہاں چلا آیا۔ اور
اوراتیپہ کے قلعے خواہ بسخن خواہ بزور لینے چاہئے پھر یہی ہوتا رہا کہ بعض قلعے عیاری و رندی
و دزدی سے لے لئے کچھہ جنگ کے زور سے لئے جب نوجوان بادشاہ بابر سمرقند میں سو دن سلطنت
کرکے چلا آیا تو اوسکے بعد سمرقند میں اوسکے چچیرے بھائی سلطان علی مرزا حاکم بخارا کا تسلط
ہوگیا تھا۔ اوراتیپہ سمرقند سے تعلق رکھتا تھا اسلئے سلطان علی ان غاصبوں کو نکالنے کے لئے
بہت سی سپاہ لیکر آیا۔ بابر پاس تین سو آدمی تھے وہ کب اسکا مقابلہ کرسکتا تھا۔ ناچار جو کچھہ تھوڑا سا ملک

۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء

۹۰۹ھ مطابق ۱۵۰۳ء

ختم کیا تھا اسے چھوڑنا پڑا۔ اب دل بھی اسکا چاہتا تھا کہ خجند میں جائے جسکے باشندے دو
ڈیڑھ برس تک اپنے مقدور سے زیادہ اسکی خدمت کی تھی۔ اور یہ بھی سوچا کہ خجند میں جاکر کام
کیا کرونگا۔ اس تردد پریشانی میں وہ ییلاق ہیں اوراتیہ کے جنوب میں کچھ دنوں اس نواح میں
پریشان سرگردان رہا حیران تھا کہ کہاں جائیے کہاں رہیے کہ خواجہ ابو المکارم ایک بزرگ جو
اسی کی طرح جلاوطنی میں سرگردان پھر رہے تھے آئے اور حال پوچھ کر بہت روئے۔ بابر
کو بھی رقت ہوئی کہ صبح کو علی دوست طغائی کا ایک نوکر خط لیکر آیا جسمیں لکھا تھا کہ اگرچہ
مجھسے بڑے بڑے گناہ صادر ہوئے ہیں لیکن امیدوار ہوں کہ اب انکو معاف کرکے
مرغینان میں یلغار کرکے آئے کہ میں حضور کو سپرد کرکے غلامی و خدمت گاری کروں کہ
گناہ سے میں پاک ہوجاؤں اور میرا حجاب رفع ہو۔ اسی خرابی اور سرگردانی میں یہ پیغام جب آیا تو بے
سوچے سمجھے بابر مرغینان میں کہ جو بیس فرسنگ تھا گھوڑے پر سوار ہوکر مع شاہان وزیر مرغینان سے
ایک فرسنگ پر پہونچا تو بعض رفیقوں نے سمجھایا کہ علی دوست وہ شخص ہے کہ جسنے کس کس طرح کی برائیاں
کیں ہیں اس سے کچھ عہد و پیمان نہیں ہوا کس اعتماد پر آپ اس پاس جاتے ہیں یہ بات تردد سے خالی نہ تھی اسلیے
صلاح و مشورہ ہوا آخر کو یہ بات ٹھیری کہ اب یہانسے کہیں جانے کو جگہ نہیں علی دوست پاس چلنا چاہیے
جو خدا کو منظور ہے وہ ہوگا۔ وہ خدا پر توکل کرکے قلعہ مرغینان پر پہنچا علی دوست دروازہ بند کیے کھڑا تھا۔
عہد و پیمان ہوا۔ بابر قلعہ کے اندر گیا اور ایک عمدہ حویلی میں اترا علی دوست ملازمت کیلیے کھڑا ہوا۔ یہاں
اوسکے ساتھ دو سو چالیس آدمی ہمراہ تھے فرغانہ میں مرغینان پر قبضہ ہونا سب طرح سے بابر کے حق میں بہتر تھا
اوزون حسن اور احمد تنبل نے اس ولایت پر ایسا ظلم کیا تھا کہ یہاں جہانگیر مرزا کی حکومت سے سب ناراض تھے۔
بابر کا فرمانروا اپنا بنا دل سے چاہتے تھے۔ قاسم بیگ کو سو آدمیونکے ساتھ اندجان کے جنوب میں اور ابراہیم
سارو کو اسی قدر آدمیونکے ساتھ شمالی اضلاع میں اخسی میں بھیجا کہ وہاں کے آدمیوں کو جس طرح ہوسکے
بابر کی طرف مائل کریں +

بعد چند روز کے اوزون حسین اور احمد تنبل جہانگیر مرزا کو اور سپاہ اور مغلوں کو ساتھ لیکر مرغینان میں
بابر کے محاصرہ کے لئے آئے۔ اونسے بڑی جوانمردی سے بابر لڑا اور سارا ملک اوسکا طرفدار ہوگیا غرض

بابر کی مرغینان اور اندجان سے محرومی ۱۴۹۸ء +

وزیروں کی بدعملی -

دو برس کے بعد پھر نو عمر سلطان سولہ برس کی عمر میں اپنی قدیمی دار السلطنت میں بادشاہ ہوا اور فرغانہ میں اسکی حکومت کی صورت ایسی باشان و شوکت ہوگئی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اوزون حسین اور احمد تنبل کے آدمیوں کو لوگوں نے لکڑیوں و پتھروں سے مار مار کر نکال دیا۔ اوزون حسین نے اپنے تئیں اس شرط پر حوالے کر دیا تھا کہ اوسکی جان اور مال کو نقصان نہ پہونچایا جاے اسلئے اوسکو اور چند امراے مغل کو رخصت دی گئی جو لوگ تاریخچہ بابر کے پاس تھے اور خواجہ قاضی کے معتقدین میں سے تھے اونہوں نے بعض امرا سے اتفاق کر کے کہا کہ تمام ان لڑائیوں کی وجہ اور ہمارے مسلمانوں و مومنوں کی ویرانیوں کا سبب یہی جماعت مغلونکی تھی اونھوں نے اپنے صاحبوں کے ساتھ کیا وفا کی جو ہمارے ساتھ کرینگے۔ اگر یہ گرفتار ہوں اور لوٹے جاویں تو اسمیں کوئی عیب کی بات نہیں ہے خصوصًا یہ لوگ ہمارے سامنے ہمارے ہی گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں ہمارے ہی کپڑے پہنتے ہیں ہماری گوسفندیں مار کر کھاتے ہیں اگر انکے ساتھ یہ ترحم تحمل کیا جائے کہ نہ وہ گرفتار کئے جائیں اور نہ لوٹے جائیں تو اتنا ضرور چاہئے بادشاہ حکم دے کہ جس جماعت نے ہمارے ساتھ لڑائی میں محنت مشقت کی ہے وہ ہی لفو مغلیں جاکر اپنا مال پہچانکے لیں یہ امر بابر کو معقول معلوم ہوا فرمان اوسنے جاری کیا کہ جو لوگ ہمارے ہمراہ تھے وہ دشمنوں کے پاس جو مال پہچانیں وہ لے لیں۔ اگرچہ یہ فرمان موجہ اور معقول تھا مگر اسمیں جلدی ہوئی جب بابر کا سوذی دشمن مثل جہانگیر مرزا کے موجود ہو تو اس طرح مال لے لینے کے کچھ معنی نہ تھے۔ ملک گیری اور ملکداری میں اگرچہ بعض کام ظاہر میں معقول اور موجہ معلوم ہوتے ہیں لیکن ہر کام کے ضمن میں چند ہزار باتیں ملاحظہ کرنی فرض و لازم ہوتی ہیں اس بے سوچے سمجھے حکم دینے سے کسقدر فتنے برپا ہوئے کہ دوبارہ جو وہ اندجان سے نکالا گیا اسکا سبب یہی حکم تھا اس حکم سے مغلونکو توہم ہوا۔ وہ پانچ چار ہزار جنگی سپاہی تھے وہ بھلا کسطرح یوں لٹنا پسند کرتے تھے انہوں نے احمد تنبل اور جہانگیر مرزا کو اپنا سردار بنایا اور اپنی قوم کے سپاہیوں کو چاروں طرف سے سمیٹا۔ بابر کے اور احمد تنبل و جہانگیر مرزا کے لشکر میں سخت لڑائیاں ہوتی رہیں کبھی ادہر کبھی اودہر فتح ہوتی رہی خوب کشت و خون ہوا آخر کو بابر و جہانگیر مرزا کی صلح ان شرائط پر ہوگئی کہ دریاے خجند دونوں کی حد فاصل ہو اخسی اور کاشان اور تمام ولایتیں دریا کے شمال میں جہانگیر مرزا کے حوالہ کی جائیں اور دریا کے جنوب کی طرف کی ولایتیں

اندجان اور آدر کند بابر کے سپرد ہوں اور جب یہ دونو بھائی اپنے اپنے ملکوں کا انتظام قرار واقعی کرلیں تو دونو ملکر سمرقند پر حملہ کریں اور جب سمرقند کو تسخیر کرلیں تو اندجان جہانگیر مرزا کو ملے جہانگیر مرزا اور احمد تنبل دونو بابر کے پاس آگئے اور جو شرائط مقرر ہوئی تھیں اونکے موافق جہانگیر مرزا اخسی کی طرف اور بابر اندجان کو روانہ ہوئے اور قیدی طرفین کے قید سے رہا ہوئے۔

حب بعد اس صلح کے بابر اندجان میں آیا تو اوسنے میر علی دوست کے اطوار اور ہی طور کے دیکھے۔ انے بابر کے ہمراہیوں کے ساتھہ بدسلوکیاں شروع کیں اوسکے بیٹے محمد دوست نے بھی سلاطین کے دستور اختیار کیے۔ دونو پدر و پسر کو احمد تنبل پر بڑا بھروسہ تھا۔ بابر کو یہ اختیار اور اقتدار نہ رہا تھا کہ اس طرح کی نامعقول حرکتوں کو منع کر سکتا۔ تنبل جیسا دشمن بغل میں موجود تھا جو کچھہ اون کے دل میں آتا وہ کرتے بابر کی عجب نازک حالت تھی کہ نہ وہ کچھہ کہہ سکتا تھا نہ کر سکتا تھا۔ ان پدر و پسر کے ہاتھہ سے مدتوں اسنے خواری اٹھائی۔ بابر کی نازک حالت +

سمرقند میں محمد علی مرزا والی سمرقند اور محمد مزید ترخان وزیر سلطنت میں مخالفت ہوئی اور آپسمیں لشکر کشیاں ہوئیں کہ محمد مزید ترخان نے بابر کو بلایا۔ یہاں بابر کا کہنا اپنے دربار میں چلتا نہ تہا اوسنے صلح اُتنے مصلحت کی تہی کہ اسکا عزم سمرقند کا تہا فوراً سمرقند کو روانہ ہوا اور اخسی میں مرزا جہانگیر پاس آدمی بہیجا کہ وہ ادہر سے سمرقند پر روانہ ہو۔ ابھی بابر سمرقند نہیں پہنچا تہا کہ اوسکو یہ خبر لگی کہ شیبان خان بخارا فتح کرکے سمرقند کے فتح کے ارادہ سے چلا آتا ہے۔ سلطان علی مرزا برائے نام سمرقند میں بادشاہ تہا۔ اوسکے امرا ترخان نے بابر کو بلایا تہا۔ اوسکی ماں زہرہ بیگی آغا اوزبک تھی اوسنے اپنی نادانی اور بیعقلی سے پوشیدہ پیام بہیجا کہ اگر شیبان خان اسسے نکاح کرلے تو اوسکا بیٹا سمرقند اوسکو دیدے اور اوسکے باپ کی سلطنت پر جب شیبان خان قابض ہو تو وہ سلطان علی مرزا کے سپرد کردے شیبان خان نے اس عورت کی شرط کو قبول کرلیا۔ اور سلطان علی مرزا نے کچھہ خبر اپنے امرا اور سرداروں اور نوکروں کو نکی اور وہ شیبان خان پاس چلا آیا شیبان خان نے اوسکی کچھہ عزت نکی اور اپنے سے نیچے بٹھایا۔ اس احمق عورت نے شوہر کی خواہش میں بیٹے کی جان و مال کو برباد کردیا۔ سلطان علی مرزا اپنے آنے سے حیران اور پشیمان ہوا

سمرقند کا دوبارہ بابر کے ہاتھ آنا اور پھر نکل جانا +

اور چند روز میں وہ قتل ہوا۔ اوس کی ماں کی بہی کچہہ عزت نہوئی وہ بہی حرمسون کی طرح شیبانی خان کے گہر میں پڑی رہی +

بابر جانتا تہا کہ میرا اپنے تہوڑے لشکر سے شیبانی خان سے نہیں لڑسکتا اسلئے وہ کیش میں چلا آیا جہاں پہلے سے اوسکے امرا نے اپنے اہل و عیال کو بہیجدیا تہا جب اوسنے سُنا کہ شیبانی خان کو سمرقند حوالہ ہوگیا تو وہ سمجہا کہ شیبانی خان ضرور اوسکے پیچہے پڑیگا تو وہ مشرق کی طرف حصار شادمان کے ملک میں چلا گیا یہاں وسکو اہوکے ملی کرنے میں پہر بڑی مصائب و تکالیف پڑیں۔ لوگوں کی بدسلوکیوں سے اُسے بہت رنج اُٹہانے پڑے۔ اب وہاں دو سو چالیس سب نیک و بد آدمی تہے اوسنے یہ مشورہ کیا کہ سمرقند شیبانی خان کے ہاتہہ ابہی آیا ہے۔ شہر کے آدمی بہی اُسسے مانوس نہوئے ہونگے اسلئے دزدی سے سمرقند کو لے لیجئے۔ جسوقت اہل شہر ہمکو دیکہینگے تو ناگزیر ہماری مدد کرینگے

غرض یہ صاحب ہمت نوعمر بادشاہ سمرقند پر چڑہ گیا۔ اسی یا ستر آدمیوں نے زینے لگا لئے اور فصیل پر چڑہکر شہر کے اندر داخل ہوئے۔ دروازے کے پہرہ والونکو مارکر اوسکا قفل پتہر سے توڑا اور اس دروازہ سے رات کو دو سو چالیس آدمیوں کو ہمراہ لیکر بابر شہر میں داخل ہوا۔ جس نے نیند سے آنکہہ کہولکر اوسکو دیکہا اوسکے قدموں پر گرا اور دعائیں دینے لگا۔ چند روز میں ساری خلقت اسکا دم بہرنے لگی اور اوزبکونکو ڈہونڈ ڈہونڈکر اینٹ اور پتہروں اور لکڑیوں سے مارنے لگی۔ اسوقت شیبانی خاں خود کسی مہم پر گیا ہوا تہا۔ اوسکی طرف سے خان وفا مرزا حکومت کررہا تہا وہ یہ حال دیکہکر بہاگا اور اپنے بادشاہ پاس پہونچا۔ اور سب حال کہا۔ صبح کو شیبانی خان پانچسو آدمیونکو ہمراہ لیکر دروازہ آہنی پر آیا۔ اُسوقت اگر بابر پاس بہت آدمی ہوتے تو وہ اوسکے قابو میں آجاتا۔ شیبانی خان نے دیکہا کہ یہاں وہ کچہہ کام نہیں کرسکتا۔ اسلئے وہ یہاں سے بخارا کو روانہ ہوا۔

بابر کو لوگ مبارکباد دیتے تہے کہ ایکسو چالیس سال سے آپکے خاندان میں یہاں کی سلطنت چلی آتی ہے یہ باتہی کہاں سے گہس آیا تہا۔ خدا تعالی نے پہر یہ ملک ہاتہہ سے گیا ہوا دلوایا اس انیس سال کے نوجوان بادشاہ نے بہی یہ غضب کا کام کیا ہے کہ باوجودیکہ بہت تجربہ کار

مگر اوسنے شیبان خان جیسے تجربہ کار اور کلاں سال سے ملک لے لیا۔ جہاں وہ خود موجود تھا اوس
فتح کی تاریخیں کہی گئی ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے

باز گفتا خرد کہ تاریخش   فتح بابر محمد است بدان

جب سمرقند فتح ہوگیا تو بابر نے خوانین و سلاطین و امرا و سرحد و اطراف و جوانب پاس استمداد اور استعانت کیلئے متواتر و متعاقب ایلچی بھیجے کہ ہم سبکو چاہیے کہ ملکر اوزبکوں کو ماوراء النہر سے نکالدیں ورنہ انکے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائی ہیں اور اور اوٹھائینگے۔ مگر باوجود اس تجربہ کے بعض نے سہل انگاری کی بعض نے تو ہمات کے سبب تغافل کیا۔ بعض نے کمک بھیجی وہ معتد بہ نہ تھی۔ کچھہ دنوں بابر کا زمانہ ترقی پر اور شیبان خان کا تنزل پر آیا۔ بابر پاس دو سو چالیس آدمی کا لشکر جمع ہوگیا۔ بہت سا ملک بھی ہاتھہ لگ گیا۔ ۵ شوال ۹۰۶ھ میں شیبان خان نے سمرقند کی فتح کا ارادہ کیا۔ بابر بھی سمرقند سے لشکر لیکر روبرو لڑنے گیا۔ میدان جنگ میں دونو بادشاہوں نے اپنے اپنے کمالات خوب خوب لڑائیاں کرکے دکھائے۔ لشکر مغول جو بابر کی کمک کو آیا تھا اصل میں اسمیں لڑنے کی طاقت نہ تھی وہ الٹا بابر ہی کے لشکر کو لوٹنے لگا۔ مثل مشہور ہے نامرد ہاتھی اپنے لشکر کو مارتا ہے۔ غرض ان مغلوں کے ہاتھ سے اور کمک کے نہ پہونچنے سے بابر کو شکست ہوئی اور بڑے بڑے سردار اوسکے مارے گئے۔ شیبان خان سمرقند کی حصار کی دیوار کے پاس آن پہنچا محاصرہ کرلیا پھر بھی بابر اپنی جوانمردی اور بلند ہمتی سے چار مہینے تک برابر مقابلہ کرتا رہا۔ اب ایک در آفت آئی کہ کوئی شخص باہر سے غلہ نہ لایا اور محاصرہ کا امتداد ہوا۔ آدمیونکی نوبت یہ پہونچی کہ فقیر [illegible] اور کتے کا گوشت کہانے لگے۔ گھوڑونکو دانہ جب کم ہوا تو درخت کے پتے کھلانے شروع کیے یہاں یہ تجربہ ہوا کہ برگ توت گھوڑے کو سازوار زیادہ ہوتا ہے۔ بعض خشک لکڑیوں کے ریزے کرکے ریشے انکے پانی میں تر کرکے گھوڑونکو کھلاتے۔ گو سب طرف کمک کے لیے لکھا مگر کہیں سے امید اوسکے ملنے کی نہ ہوئی۔ پہلے لوگ کہہ گئے ہیں کہ قلعہ کے مضبوط کرنے کے لئے سر اور دو ہاتھہ اور دو پاؤں چاہئیں سر سردار اور دو دست کمک جو دو طرف سے آئے دو پاؤں آب و ذخیرہ و غلہ اب یہاں ہوا سر کے کچھہ اور نہ تھا بغیر ہاتھہ پاؤں کے سر کیا کرسکتا تھا۔ محاصرہ کی مدت دراز ہوئی

کسی طرف سے ذخیرہ آذوقہ آیا نہ کمک پہونچی تو سپاہ اور رعیت دونو مایوس ہوئے ایک ایک دو دو کرکے قلعہ کی فصیل سے گر کر بھاگنے شروع ہوئے غلہ جو کچھ باقی تھا وہ بھی خرچ ہو گیا شیبان خان نے صلح چاہی تو مجبوراً اس صلح کو منظور کرنا پڑا جسکی شرط یہ تھی کہ بابر اپنی بہن خانزادہ بیگم کا نکاح شیبان خان سے کرے اور خود اپنی جان بچا کر لیجائے - یہ نکاح ہوا اور بابر مع اپنے زنانہ کے آدھی رات کو سمرقند سے نکل کر روانہ ہوا - پانچ مہینے سمرقند کا محاصرہ رہا اور سنہ ۹۰۶ھ ۱۵۰۱ میں شیبان خان نے اسکو بالکل فتح کر لیا -

بابر نے جو اپنے سفر کا حال سمرقند سے دوبارہ نکالے جانے کے بعد لکھا ہے نہایت دلچسپ ہے وہ ہم نقل کرتے ہیں - سمرقند سے نکلنے کے بعد اندھیری رات میں وہ سغد کی جوئے کلاں میں پہنچ گیا اور رستہ بھول گیا - اور صبح کو نہایت دشواری سے خواجہ دیدار سے گذرنا ہوا - رات کو فاروغ میں آیا پھر ایلان اوتی کے ارادہ سے روانہ ہوا - راہ میں قنبر علی اور قاسم بیگ ملے - اونکے ساتھ گھوڑے دوڑائے - بابر کا گھوڑا آگے نکل گیا - مگر جو اوسنے دیکھا کہ اونکے گھوڑے کتنی دور رہ گئے ہیں تو تنگ گھوڑے کا ڈھیلا ہو گیا تھا - زین بھی اوسکے ساتھ پھرا اور وہ سر کے تلے زمین پر گرا اگرچہ اوسی وقت وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا مگر رات تک اوسکے ہوش و حواس درست نہ ہوئے - یہ عالم و وقائع گذشتہ مثل خواب و خیال کے اوسکی آنکھوں اور دل میں آتے جاتے تھے - ظہر کی نماز کے بعد ایلان اوتی میں ہمراہیوں سمیت وہ آیا - یہاں گھوڑوں سے وہ اترے - ایک گھوڑے کو ذبح کیا اور اوسکے گوشت کے پارچوں کے کباب بنا کے کھائے - تھوڑی دیر گھوڑوں کو آرام دیکے پھر سوار ہوئے صبح سے پہلے موضع خلیلہ میں آئے اور خلیلہ سے دیزخ میں آئے - ان دنوں یہاں طاہر دولدائی اور پسر حافظ دولدائی موجود تھے - یہاں فربہ گوشت اور نان سپیدہ ارزاں بکتے تھے - خربوزے اور انگور کثرت سے تھے - وہاں وہ گرانی یہاں یہ ارزانی تھی - وہاں بلا تھی یہاں امانی تھی - دل سے مرنے کا دغدغہ دور ہوا - پیاس کی شدت رفع ہوئی - بابر لکھتا ہے کہ اپنی عمر میں مجھے کبھی یہ فراغت نصیب نہیں ہوئی اور مدت العمر میں امانی و ارزانی کی قدر اسقدر میں نے نہیں کی عشرت بعد عسرت کے و فراغت بعد مشقت کے زیادہ لذیذ و خوب معلوم ہوتی ہے

میری عمر میں چار پانچ دفعہ اسی طور کا اتفاق ہو چکا ہے کہ شدت سے راحت میں اور مشقت سے فراغت
میں میری حالت منتقل ہوئی ہے اول دفعہ یہ ہے۔ بلائے دشمن اور ابتلائے گرسنگی سے امانی میں راحت ا
وارزانی میں فراغت پائی۔ دیزخ میں دو تین روز آرام کر کے اوراتیپہ کا قصد کیا اور ساغرج
میں گیا یہاں پہلے رہ چکا تھا پھر وہ تاشکند میں ماموں سے ملنے گیا اور وہاں اپنے عزیزوں سے مدت کے
بعد ملا۔ ماموں اسکو اوراتیپہ دینا چاہتا تھا مگر اوسکے بیٹے نے نہ دینے دیا۔ ناچار وہ دہکت
میں آیا۔ یہاں تاجیک رہتے تھے وہ ترکوں کی طرح گلہ دار اور رمہ دار تھے چالیس ہزار گوسفند
اونکے پاس تھیں اس موضع میں رعایا کے گھروں میں وہ اور اوسکے ہمراہی اوترے جو گاؤں میں
سب سے بڑا آدمی تھا اوسکے ہاں بابر اوترا۔ وہ ایک دبیر ستر اسی برس کا تھا اور اوسکی ماں جیتی
تھی اوسکی عمر ایک سو گیارہ برس کی تھی جب ہندوستان میں تیمور آیا تو اوسکے عزیزوں میں سے
کوئی ایک آدمی لشکر تیمور میں تھا اوسکی زبانی سنی سنائی وہ ہندوستان کی حکایتیں بڑی دلچسپ
بیان کرتی تھی۔ اوسکے پوتے پڑپوتے۔ نواسے نواسے چھیانوے زندہ تھے اور اگر اونکی بہوؤں کو
بھی شمار کرو تو دو سو تھے اوسکا پوتا پچیس چھبیس برس کا سیاہ ریش موجود تھا جب دہکت میں بابر
رہا تو پیادہ پا ننگے پاؤں چلنے کی ایسی عادت ہو گئی کہ اوسکے پاؤں کو کوہ و سنگ معلوم نہ ہوتا تھا۔ ایکدن یہ
اتفاق ہوا کہ کسی تنگ راہ میں جاتا تھا کہ ایک شخص گائے لئے جاتا تھا۔ بابر نے اس سے پوچھا کہ یہ
راہ کہاں جاتی ہے اوس نے کہا کہ اس گائے کو دیکھتے رہو تو تمکو راہ معلوم ہو جائے گی خواجہ
اسد اللہ نے ظرافت سے کہا کہ اگر گائے گم ہو جائے تو ہم کیا کریں۔ اس آوارہ گردی میں بابر کے
نوکروں نے اندجان جانے کے لئے رخصت طلب کی تو قاسم بیگ نے مبالغہ کیا کہ جہانگیر مرزا اور احمد تنبل
کو کچھ بھیجنا چاہئے۔ بابر نے اوسکے کہنے سے جہانگیر مرزا کو اباعاقی اور احمد تنبل کو ایک تلوار بھیجی
یہی تلوار تھی جو تنبل نے بابر کے سر پر چلائی جسکا ذکر آگے آئیگا۔

دہکت میں بابر تھا کہ موسم بہار میں شیبانی خان اوراتیپہ پر آیا۔ اسلئے بابر یہاں کے کوہستان
سیجا میں چلا گیا سیجا کے نیچے آب برون ایک گاؤں تھا اور آب برون کے نیچے ایک چشمہ تھا اور
اوسپر ایک قبر تھی اس چشمہ کے کنارہ پر ایک پتھر پر بابر نے یہ اشعار کندہ کرائے ـ مثنوی ـ

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت	بسر چشمہ بر سنگ نوشت
بریں چشمہ چوں ما بسے دم زدند	برفتند تا چشم برہم زدند
گرفتیم عالم بہ مردی و زور	ولیکن نبردیم با خود بگور

اس کوہستان کی یہ رسم ہے کہ پتھروں پر ابیات یا کچھ اور لکھتے ہیں۔ شیبان خاں یہاں بھی آگیا تو بابر تاشکند میں ماموں پاس چلا گیا۔ یہاں بیا وقت شاعری میں بسر کرنے لگا۔

سب سے اول غزل اسی حال میں اُسنے کہی ہے

وہ لکھتا ہے کہ جتنی مدت میں تاشکند میں رہا نہایت مفلسی اور خواری کی حالت میں رہا نہ میرے پاس کوئی ولایت تھی نہ اوسکے حاصل ہونے کی امید تھی نوکر میرے سب پریشان ہو گئے تھے معدودے چند باقی تھے۔ وہ میری مفلسی کے سبب سے میرے ساتھ نہیں رہ سکتے تھے۔ جب میں خان دادا کے گھر جاتا تو ایک دو نوکر میرے ساتھ ہوتے تھے۔ مگر یہ خیر تھی کہ اس خواری کی حالت میں میں بیگانوں میں نہ تھا بلکہ اپنے ہی عزیزوں میں میں سر برہنہ پا برہنہ اپنے گھر کی طرح شاہ بیگم پاس آتا جاتا تھا۔ آخر کو اس سرگردانی اور بے خانمانی سے تنگ ہو گیا اور جان سے عاجز ہو گیا میں نے سوچا کہ اس دشواری کے ساتھ زندہ رہنے سے یہ بہتر ہو گا کہ کسی طرف جا کر گم ہو جاؤں کہ لوگوں کو میری خواری اور زاری کی خبر نہ ہو۔ اور بہتر ہو کہ میں اتنی دور چلا جاؤں جتنی دور میرے پاؤں سے چلا جائے۔ ختا جانے کے عزم مصمم کیا۔ مجھے ختا کی سیر کرنے کی ہوس اپنی خوردی سے تھی مگر بہ سبب سلطنت اور عزیزوں کے علائق کے یہ سیر میسر نہ ہوئی۔ اب سلطنت میرے پاس نہیں رہی تھی ماں اپنے بھائی بندوں میں رہتی تھی جو موانع سیر تھے وہ رفع ہو گئے۔ کل غدغے رفع ہو گئے۔ خواجہ ابو المکارم کے توسط سے میں نے چاہا کہ اس بات کا ذکر خان سے اس پیرایہ میں کیا جائے کہ شیبان خاں جیسا غنیم پیدا ہوا ہے دونو ترکوں اور مغلوں کو اس سے ضرر برابر پہنچے گا۔ ابھی سے اسکا علاج کرنا چاہئے۔ ابھی اوسنے زیادہ زور نہیں پکڑا ہے۔ خان اپنے چھوٹے بھائی کیچک خاں سے جو بیس پچیس برس ہوئے کہ ملا نہیں اور میں نے تو اُسے دیکھا بھی نہیں ہے۔ بہتر ہو گا کہ میں اُس پاس جا کر ملوں اور اوسکو دیکھ لوں اور دونوں بھائیوں کی ملاقات کا واسطہ بنوں۔ غرض میں نے یہ بہانہ بنایا کہ مغلستان اور طرفان کی سیر کرنا

اور وہاں جاکر مجھے اختیار ہوگا کہ جہاں جاہوں چلا جاؤں۔ میں نے اس خیال کو اس نظر سے چھپایا
تھا کہ تا مجھے منع کرے گی۔ دوسرے جو کچھ چھوٹے بڑے آدمی میرے ساتھ ہیں اور امیدیں مجھ سے رکھتے
ہیں جسکے سبب وہ میرے ساتھ مارے مارے پڑے پھرتے ہیں اونسے یہ کہنا بے لطفی سے خالی نہیں ہو۔
یہ باتیں خواجہ ابوالمکارم نے شاہ بیگم اور خان دادا سے کہیں اونکی مرضی معلوم ہوتی تھی کہ ایک
آدمی چھوٹے خان دادا پاس سے آیا کہ وہ خود قریب آگیا ہے۔ اسلیے خطا کا جانا میرا موقوف رہا۔
پھر اونے چھوٹے خان دادا سے اپنے ملنے کا حال ور اوسکے خلعت دینے کا ذکر لکھا ہے۔ یہ خلعت
مغل جب بابر نے پہنا تو اوسکے دوستوں نے بھی اسے نہیں پہچانا اور اوسے پوچھا کہ یہ کون مغل ہے۔ دونوں
خانان نے مشورہ کیا اور یہ رائے اونکی قرار پائی کہ میرے ساتھ ایک جماعت لشکر ہمراہ کریں
کہ وہ دریائے خجند سے عبور کرکے اوش اور اور کند کی طرف جائے یہ لشکر بابر کے ساتھ ہوا الغ
اسنے قبا کو زیر کیا۔ اوش کے قلعہ کو اہل قلعہ کی بے خبری میں لے لیا۔ اور کند جو پہلے فرغانہ کا دارالسلطنت
تھا مطیع ہوگیا۔ اب خجند سے جو اندجان کی طرف قلعے تھے سوا اندجان سب بابر کے ہاتھ آئے
باوجودیکہ اتنے قلعے اوسکے ہاتھ آئے لیکن ملک میں شور و فتنہ برپا تھا۔ اخسی و کرسان کے
درمیان تنبل اور خانان میں لڑائیاں ہو رہی تھیں کوئی غالب و مغلوب نہیں معلوم ہوتا تھا
آخرکار شیبان خان نے ان دونو خانوں کو شکست دی اور اونکو گرفتار کر لیا۔ ان تمام جنگوں کا
نتیجہ یہ تھا کہ ماوراءالنہر میں خاندان تیمور کی سلطنت کا خاتمہ اوزبکوں کے ہاتھ سے ہوگیا۔ بابر نے
بھی بھتیجی بن وہ احمد تنبل کے تیر سے زخمی ہوا اور اوسکے سر پر وہی تلوار تنبل نے ماری جو اوسنے
اُس پاس تحفۃً بھیجی تھی جسوقت وہ میدان جنگ سے گھوڑے پر سوار بھاگا تو اوسکے پیچھے
احمد تنبل کے دو سوار پڑے۔ مگر یہ شہسوار گھوڑے کو پہاڑ کی طرف بڑھائے جاتا تھا اور ان
سواروں کی باتوں کا جواب دیتا جاتا تھا۔ یہ سوار اوسے صلاح دینے لگے کہ اولٹے چلو اور احمد تنبل
کی اطاعت کرلو مگر یہ بات بابر نے نہ مانی۔ آخر ان دو مکار سواروں نے ایسی باتیں بنائیں اور
قسمیں کھائیں کہ بابر کو یقین ہوگیا کہ وہ اوسکے درد کے شریک ہوگئے۔ مگر اونہوں نے اوسکو راہ
بھٹکا کر ایسی جگہ پھنسا دیا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا مگر خدا نے وہاں سے چھٹکارا دیا۔

اوس کو ماموں محمود خاں کا بڑا اسہارا تھا۔ اب اوسکی فوج مغلیہ نے بھی اوزبکوں کے ہاتھ شکست کھائی اور وہ خود اپنے بھائی سمیت گرفتار ہوا۔ اوزبکوں نے اپنے حقوق سابقہ کا خیال کر کے اوسکو رہا کر دیا۔ مگر محمود خاں اس گرفتاری کی غیرت سے امراض مختلفہ میں گرفتار ہوا اور اس قید ہستی سے رہا۔ اب بابر کو یہ آس بھی نہ رہی اسلئے وہ ترمذ میں پہنچا وہاں کا حاکم بتواضع پیش آیا۔ اوسکے سامنے بابر نے یہ دکھڑا رویا کہ آج کل میرا حال گیند کا سا ہے کہ مصیبت کا چوگان کبھی ادھر پھینکتا ہے کبھی اودھر۔ اور زمانہ کے ہاتھ سے شطرنج کا بادشاہ بن رہا ہوں کبھی اس خانہ میں کبھی اوس خانہ میں ہوا کی طرح سولبو تنگا ہو کر تا پھرتا ہوں ۔ سرگردانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اب جو دوستانہ صلاح ہو وہ تم بتلاؤ۔ وہی میں کروں۔ امیر صاحب تدبیر نے عرض کیا کہ شیبانی خاں ما ورا النہر پر قابض ہے اور بلخ کا مالک ہوا اور آپکی سپاہ سب پریشان ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کابل کی طرف جا کر اوزبکوں کی حکومت سے دور ہو جایئے

ندار ی اگر با عدو زورِ جنگ طریقِ مدارا گزیں بے درنگ
ز ملکش بجائے نما انتقال کہ یکچند فارغ شوی از قتال

اب بابر کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ وطن رہنا عزت اور غیرت کا مقتضا نہیں ہے اسلئے باپ دادا کے ملک کو سلام کیا۔ اور خدا حافظ کہہ چند رفیقوں کو ساتھ لے سنہ ۹۱۰ھ میں بلخ اور کابل کو روانہ ہوا۔

۹۱۰ھ

اب بلخ کی یہ کیفیت تھی کہ وہاں بادشاہ خسرو شاہ بادشاہ بن گیا تھا۔ وہ بھی بابر کے چچا کا بڑا رفیق تھا۔ اور اوسکے چچیرے بھائی بایسنغر مرزا کا وزیر تھا۔ پہلے تم پڑھ آئے ہو کہ بابر بایسنغر مرزا کو سمرقند سے خارج کیا تھا۔ اس نمک حرام وزیر نے اپنے آقا کو مار ڈالا تھا۔ اور اوسکے بھائی سلطان مسعود مرزا کو اندھا کیا تھا اور خود بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ ان بد افعالیوں کے سبب سے وہ اپنے تئیں محفوظ نہ سمجھتا تھا۔ بابر کی بہت خوشامد کرتا تھا کہ اوسکا رفیق بنجائے جب بابر بلخ میں پہنچا تو اوسکے آنے کی الگ دھوم مچی۔ اور مغل سپاہی جوق خود بخود بابر کی کسی تحنی ترغیب اور حرکت سے خسرو شاہ کی نوکری کو سلام کیا۔ اور جب بابر سے خسرو شاہ کا سگا بھائی باقی خاں جا ملا۔ تو یہ سب مغل سپاہی

پہر اوسکے قریب اوسکے پاس چلے آئے کیا خدا کی قدرت ہے کہ کہاں یہ ساتھی کا سامان تھا کہ دو ڈہائی سو
سے قریب سپاہی تھے اور وہ بھی مفلوک ایسے کہ کسی پاس تلوار کی جگہہ لاٹھی اور کسی پاس نیزہ کی جگہہ
بیدکا کل دو خیمے جنمیں سے ایک بڑے خیمے میں بابر کی والدہ اُترتی تھی اور دوسرے میں خود اُترتا تھا
یا اب سامان کا وہ سامان ہوا کہ لشکر جرار آٹھ ہزار مغلوں کا قواعدداں اور مرتب موجود ہو گیا
ایک آن ناً فاناً میں خسروشاہ کا دربار ٹوٹ گیا اور ابوسکو جان کے لالے پڑے - بابر کی خدمت
میں پیشکش لیکر حاضر ہوا - بابر اپنی مروت اور جوانمردی کے سبب انتقام کے درپے نہ ہوا
اور اوسکو حکم دیدیا کہ جسقدر مال اسباب چاہو ساتھ لیکر خراسان چلے جاؤ - اوسنے سونے چاندی
اسباب اپنے پانچ چھ خچر و شتر پر لادا اور خراسان کا رستہ لیا - تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ خسروشاہ
نے اپنے جان کو سب سے زیادہ عزیز جانکر اور مال اسباب کو کسی جگہ رکھہ کر دو تین آدمیونکے ساتھ
بدیع الزماں مرزا کے پاس رستہ لیا - اور جو اوسکے خانہ زاد مغل سپاہی تہیں چار ہزار تھے وہ بھی بابر
پاس چلے آئے غرض جب سب اسباب جمع ہو گئے تو بابر نے بلخ کا انتظام کیا - اور وہاں سے منزل فتح کابل ۱۵۰۴ء
بمنزل کابل کو روانہ ہوا - اب یہاں کابل کا یہ حال تھا کہ ابوسعید مرزا نے کابل کی حکومت اپنے
بیٹے الغ مرزا کو سپرد کی تہی جب ۹۰۷ھ میں وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا عبدالرزاق مرزا باپ کا جانشین ہوا
اوسکی تخت نشینی پر کابل میں بڑی پریشانی اور بدنظمی ہو گئی - محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذوالنون حاکم
گرم سیر نے کابل پر لشکر کشی کی اور عبدالرزاق مرزا اوس سے نہ لڑ سکا اور طغان کو بھاگ گیا -
محمد مقیم کابل کا مالک ہو گیا اور مرزا الغ بیگ کی بیٹی سے شادی کر لی جب محمد بابر شاہ اوس
لشکر عظیم اپنے خسروشاہ کے لشکر کے ساتھ پہنچے - تو محمد مقیم نے اوسکا بڑا مقابلہ کیا - اور بابر کی خدمت
میں حاضر ہوا اور قلعہ حوالہ کیا - بابر نے یہ سلوک کیا کہ اوسکو اجازت دیدی کہ مال اسباب سمیت اپنے
بھائی شاہ بیگ پاس چلا جائے غرض کابل پر بابر کا قبضہ ہو گیا - اسی سال میں قتلغ نگار خانم والدہ
بابر نے بھی انتقال کیا - ایک مہینہ اس سال کا گذرا تھا کہ ایک بڑا زلزلہ کابل میں آیا - کہ قلعہ کی فصیل
و بالائے کوہ و شہر اور مواضع میں اکثر مکان ہموار ہو گئے اور تہ خانوں اور کوٹھوں پر آدمی دب کے
دبے رہ گئے - زمین ٹکڑے ہو کر کہیں سے کہیں جا پڑی اور اُسنے چشمے جاری ہو گئے کہیں ہاتھی کی برابر

زمین پست ہوگئی کہین اتنی ہی اونچی ہوگئی۔ زلزلہ کے وقت پہاڑ و نیز خاک اڑتی تھی۔ ایک مہینہ میں تینتیس دفعہ زمین ہلی اور ایک مہینے تک ہر شبانہ روز دو دفعہ زلزلہ آتا رہا۔ بابر نے برج بارہ قلعہ کی شکست و ریخت کی درست کرنیکا سپاہیونکو حکم دیا۔ ایک مہینہ دس روز میں وہ تیار ہوگیا۔ بابر نے پھر لشکر لیجا کر قلعہ قلات کو کہ قندھار کے توابع میں تھا بڑے قہر اور جبر سے فتح کیا۔ اب آگے یہاں جو تکالیف بابر کو رونما ہوئیں وے معلوم ہوتا ہے کہ گو اس تاتاری خانہ خراب کو افغانستان میں گھر مل گیا۔ مگر چین یہاں بھی اوسکو نصیب نہ ہوا۔ گھر میں برادر دشمن تکلیف دینے والے تھے۔ یہاں اور جان ستان اعدا پیدا ہوئے۔ فقط اس سلطے انقلاب میں نقل مکان ہوا۔ ورنہ جیسے وہاں قومی دشمن ترک اور مغل تھے یہاں افغان ویسے ہی دشمن جان تھے۔ ان دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ابتک کامیاب ہوا تھا۔ خاص ملک ایسی قومی پنجہ اور خود مختار قوموں کے ہاتھ تلے دبا ہوا تھا۔ اب وسکے نکلنے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تھی اوسکے ساتھ کوئی جمعیت بھی ایسی نہ تھی کہ جس پر بھروسا ہوسکے۔ جو فوج تھی وہ ایسی تھی کہ پہلے اپنے آقاؤں کے ساتھ دغا کر چکی تھی اونکو اچھی طرح وہ خود جانتا بھی نہ تھا کوئی وزیر با تدبیر اُسکا یار نہ تھا۔ بھائی جو قوت بازو کہلاتا ہے وہ وہ تھا کہ یہ سوں غنیم کے ساتھ رہ کر اوسکے منہ پر تلوار چلا چکا تھا۔ بابر کا چچا سلطان بائقرا خاں مرزا خراسان کا بادشاہ تھا۔ وہ شیبانی خاں اوزبک کے قوی ہونے سے ہراساں ہوا۔ اور اوس وقت کو بحسرت یاد کرتا تھا کہ بابر نے اُسکو لکھا تھا کہ آؤ ہم تم سب ملکر ان اوزبکونکا کام تمام کریں۔ اوسنے جا بجا اپنے عزیز و اقارب کو مراسلے بھیجے اور بابر کو خط بھیجا اور لکھا کہ تم سب آؤ اور اوزبکوں کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ۔ بابر اسکا منتظر ہی بیٹھا تھا۔ اوزبکوں کے ساتھ لڑنے پر عاشق تھا جہانگیر مرزا اپنے بھائی کو ساتھ لے خراسان روانہ ہوا جب دونو بھائی نیمروز میں پہونچے تو یہ خبر سُنی کہ چچا مر گیا۔ اور اوسکے بارہ بیٹے وہاں جمع ہیں مگر باوجود اِس خبر سننے کے وہ اپنے خاندان کے ننگ و ناموس رکھنے کے واسطے خراسان روانہ ہوا اگرچہ اسمیں کئی اور مطلب بھی اوسکے مد نظر تھے۔ اسی اثنا میں ان چچیرے بھائیوں کے ایلچی پر ایلچی آنے شروع ہوئے اور آنیکے واسطے تقاضے پر تقاضا ہونے لگا۔ وہ مرغاب میں جہاں لشکر

جمع ہو رہے تھے پہنچا۔ اونسے چچا کا پرسا دیا۔ بھائی بھی بڑی محبت سے پیش آئے۔ ایک ایک نے
جدا جدا ضیافت کی۔ یہ سب بھائی اوزبکوں کی لڑائی سے غافل ہوئے۔ اور اپنے عیش و عشرت
میں مصروف ہوئے۔ بابر کو ہرات کے جانیکا شوق بہت تھا۔ اول اوسنے یہ سنا تھا کہ چچا نے اوس کو
خوب آراستہ کیا ہے دوم یہ بھی مدنظر تھا کہ وہاں جاکر سب اپنے خاندان کے شاہزادوں سے
مشورہ کرے کہ اوزبکوں سے کیونکر لڑے غرض وہ ہرات کو روانہ ہوا جب وہاں پہنچا جاڑے کا
موسم آگیا تھا زمین آسمان برف ہو رہا تھا بابر کو جو گھر کا خیال آیا کابل کو روانہ ہوا۔ اس برف اور
جاڑے کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں کہ کبھی میدان جنگ میں دشمنوں کی آگ سے وہ آفتیں
نہ اوٹھائی ہونگی۔ بہ ہزار خرابی ہزارہ میں پہنچا۔ وہاں یہ خبر آئی کہ کابل میں ایک رشتہ کا بھائی
بادشاہ ہوگیا۔ اور مشہور کر دیا کہ بابر کو ہرات میں بھائیوں نے قید کر لیا ہے۔ اگرچہ شہر کابل
پر بھائی کا قبضہ ہوگیا تھا۔ مگر قلعہ بالا حصار میں کچھ بابر کی دوست اڑے پڑے ہوئے تھے۔ بابر
نے اون پاس جاسوس کے ہاتھ اپنی خیر و عافیت کے ساتھ پہونچنے کی خبر بھیجی۔ دوستوں کو اس خبر
سے تقویت ہوئی۔ اور قلعہ سے باہر آکر بابر سے ملے۔ اور شہر پر لڑکر فتحیاب ہوئے۔ دونوں بھائی
مرزا جان اور محمد حسین گورکان قید ہوئے۔ مگر بابر نے مروت سے اونکو چھوڑ دیا۔ مرزا جان
امیر ذوالنون پاس اور محمد حسین گورکان فرہ او سیستان کی طرف چلے گئے۔ بلخ میں بابر کا
چھوٹا بھائی ناصر مرزا حاکم تھا وہ امرا شیبانی سے شکست پاکر کابل میں آیا جہانگیر مرزا ایک
بھائی ابھی مرچکا تھا اوسکی جگہہ ناصر مرزا کو مقرر کیا۔

اوزبکوں کے غلبے سے امرا ارغون نے بابر کی طاعت کا اظہار کیا اور لکھا کہ اگر اس طرف
آئے تو قندہار آپکے حوالہ کریں اس پیغام پر اوسطرف بابر روانہ ہوا جب قلات سے آگے بڑھا تو خان مرزا
اوسے آن ملا اور ساتھ ہولیا جب شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو بابر نے پیغام بھیجا کہ تمھاری
درخواست کے مطابق میں یہاں تک آیا ہوں اب تم یہاں میرے پاس آؤ۔ اس خبر کو سنکر دونو بھائی
اوسکے بلانے سے پشیمان ہوئے اور قلعے سے باہر نکل کر خشک پر لڑائی لڑے مگر شکست کھائی
اور قلعہ میں بھی اوسکے جانیکی فرصت نپائی شاہ بیگ شال کو اور محمد مقیم داور کو بھاگ گیا

بابر کے قبضہ میں قلعہ قندہار آیا اور وہاں بہت کچھ مال اسباب بھی ہاتھ لگا۔ اس سب مال اسباب کو امیروں اور رفیقوں میں برابر تقسیم کر دیا اور قندہار اور ناصر مرزا کے سپرد کیا۔ اور خود کابل میں چلا آیا۔ اب محمد مقیم کے بہکانے سے اوزبکوں نے قندہار پر حملہ کیا۔ ناصر مرزا قلعہ میں پناہ گیر ہوا۔ اور بابر کو سارا حال لکھا۔ اسکا جواب آیا حتے الامکان لڑائی لڑو۔ اور اگر کام چلتا نہ دیکھو تو صلح کر لو ہمارے پاس چلے آؤ۔ قاسم بیگ بابر کا وزیر بڑا تجربہ کار تھا۔ قندہار سے وہی بابر کو لے آیا تھا۔ ع ہر چہ در آئینہ جواں بیند پیر در خشت پختہ ہماں بیند

اسے بابر نے طلب کر کے مشورہ کیا کہ اولاد تیمور کا سارا ملک شیبانی خاں دشمن کہن سال نے لیا ترک و چغتائی کا ہر گوشہ و کنارہ بعض کی خود غرضی سے بعض کی کراہت سے اوزبکوں کے ہاتھ آگیا۔ کابل میں صرف آپ باقی ہیں۔ دشمن قوی آپ ضعیف جو قوت قدرت ہو اس سے نہ مصالحت ہونے کا احتمال نہ مقاومت کی مجال۔ بہتر ہے کہ کہیں دور چلکر جائے امن تلاش کیجئے بلخ میں جا کر لڑیئے یا ہندوستان کو لے لیجئے۔ اس پر مشورہ ہوا کسی نے کہا کہ بلخ پر قبضہ کیجئے کسی نے کہا کہ ہندوستان کو تسخیر کیجئے۔ آخر کو یہ صلاح ٹھیری کہ ہندوستان ہی پر حملہ کیجئے غرض اس ارادہ سے کابل سے کوچ ہوا۔ مگر توبان تنگھا تک آ کر بہ سبب بے سامانی کے مراجعت کی اور ہندوستان کے فتح کرنے کا ارادہ فسخ کیا۔ اور پھر کابل میں آیا۔ اسی اثناء میں ناصر مرزا بھی قندہار سے آگیا۔ شہر قندہار کو شیبانی خاں نے لے لیا۔ و قلعہ کو اوروں کے سپرد کر کے خراسان میں بعض ضرورت کے سبب سے چلا آیا +

۹۱۱ھ میں سلطان بابر ہمند کے افغانوں کی سرکوبی کے واسطے گیا تھا کہ فیروز شاہ کے مغلوں نے فرصت پا کر عبدالرزاق مرزا ابن مرزا الغ بیگ کو کابل کا بادشاہ بنا لیا تین چار ہزار آدمی اوس پاس جمع ہو گئے۔ اور ایک فتنہ عظیم برپا ہو گیا۔ پانچسو آدمیوں سے زیادہ آدمی بابر کے ہمراہ نہ تھے۔ اور باقی سب کابل کو بھاگ گئے۔ مگر اس ہمت والے بادشاہ نے باوجود ان قلیل آدمیوں کے کابل پر حملہ کیا۔ اور لڑائی میں پانچ بڑے بڑے سرداروں کو اپنے ہاتھ سے مارا۔ اور کابل کو فتح اور مرزا عبدالرزاق کو گرفتار کر لیا۔ اول دفعہ اسکا قصور معاف کر کے

اُسنے رہا کردیا مگر دوسری دفعہ جو اوسنے فتنہ برپا کیا تو اوسکا فیصلہ کیا

خسروشاہ کا ملک جب اوزبکوں نے لے لیا تو ایرانیوں کی سلطنت کے ساتھ اونکی حکومت کا ڈانڈا مینڈا مِل گیا۔ اور اب اوزبک قزلباشوں کے ساتھ بھی متعرض ہونے لگے شاہ اسمٰعیل صفوی نے شیبانی خاں پاس ایلچی بھیجا اور یہ لکھا کہ عراق سے کچھہ تعرض نکرو اور یہ بیت بھی اوس میں لکھی

بیت

نہالِ دوستی بنشاں کہ کامِ دل بار آرد　　درختِ دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد

شیبانی خاں نے جواب لکھا کہ بادشاہی اُسی شخص کو سزاوار ہے کہ جس کے باپ دادا نے بادشاہی کی ہو۔ اور تو اوسوقت تک بادشاہی نہیں کرسکتا ہی کہ مجھہ جیسا بادشاہ ہو **مصرع**

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش + اور ایک عصا اور کچکول بھیجا کہ یہی باپ کی میراث ہے

بیت نصیحت گوش کن جاناکہ از جاں دوست تر دارند + جوانانِ سعادتمند پندِ پیر دانا را

اگر اپنی حد سے باہر قدم رکھے گا تو سر کو دوش پر نہ دیکھے گا۔ **بیت**

عروسِ ملک کسے در کنار گیرد چست　　کہ بوسہ بر لبِ شمشیرِ آبدار زند

شاہ اسمٰعیل نے جواب لکھا کہ اگر سلطنت کسی کی میراث ہوتی تو تیرے ہاتھہ کیوں لگتی۔ اور تو جو تو لکھتا ہے کہ عروسِ ملک الخ اسکا جواب میں یہ لکھتا ہوں کہ ع جانانِ سخن از زبانِ من میگوئی + اب اور باتیں ہماری تمہاری میدانِ جنگ میں ہونگی نہیں یہ چرخہ اور تکلا بھیجا ہوں اوس سے شغل کرو اور لڑائی کا نام نہ لو۔ **فرد**

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات　　با آلِ نبی ہر کہ درافتاد برافتاد

یہ نامہ بھیجکر اسمٰعیل صفوی روانہ ہوا۔ اور خراسان لیکر مرو تک بالکل اوزبکوں کو نکال دیا۔ شیبانی خاں نے لڑائی میں مصلحت نہ دیکھی در قلعہ مرو میں متحصن ہوا مگر جب لوگوں نے لعنت ملامت کی تو لڑائی کے میدان میں آیا اور شکست کھاکر بھاگا۔ پانچسو امیر اور سردار بھی اوسکے ہمراہ تھے اُن سب کو قزلباشوں نے قتل کیا یہ سب خبر جان مرزا نے بابر کو کہی اور خوف قندہار میں چلا گیا۔ اور بابر کو تاکید کی کہ اسوقت ہاتھہ پیر ہلاؤ ملکِ موروثی کے لینے کا

[illegible] +

موقع خوب ہی - بابر ۱۵۱۱ء میں حصار کی طرف گیا اور مرزا جان کے ہمراہ دریا آموے اترا مگر
یہاں اوزبک جو تھے اونکے آگے کچھ پیش نگئی - اسلئے بابر قندہار میں چلا آیا - اوسکی بہن
خانزادہ بیگم اس لڑائی میں شاہ ایران کے ہاتھ آئی تھی - نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ
وہ بابر کے پاس بھیجدی گئی - بابر کو اتنی بات شاہ ایران کے ساتھ راہ پیدا کرنے کے لئے
کافی تھی اسکے عوض بہت سے تحفہ اور نفائس مرزا جان کے ہاتھ بھیجکر شاہ ایران اسمٰعیل صفوی
سے امداد چاہی یہ درخواست منظور ہوئی اور ایران سے بہت سے سردار سپاہ لیکر اوسکے ہمراہ ہوئے
اور ساٹھ ہزار لشکر کی بھیڑ بھاڑ بابر پاس جمع ہوگئی - اور اسی سال میں پھر سمرقند کو فتح کر لیا
اور ناصر مرزا کو کابل کی حکومت پر مقرر کیا اور لشکر ایرانی کو نہایت اعزاز کے ساتھ واپس کیا
اور خود اپنے آبائی تخت پر اجلاس کیا - اور آٹھ مہینہ تک یہاں سلطنت کی مگر اوزبکوں نے پھر جمع
ہوکر بابر کو سمرقند سے نکال دیا - اور اس دفعہ ایرانیوں کی امداد سے بھی کام نہ چلا اور شکست ہوئی -
اور ننگے پاؤں ننگے سر وہاں سے بھاگا - کابل میں آیا - ناصر مرزا کو یہاں کی حکومت سے غزنیں
کی حکومت پر منتقل کیا خود بجور میں آیا یہ ملک قوم یوسف زئی نے دبا لیا تھا - ان افغانوں نے
اوسکی اطاعت نکی اور تلوار سے پیش آئے بابر نے تین ہزار افغانوں کا سر اڑایا - اور انکے
بال بچے انکو اسیر کیا - خواجہ کلاں کو یہاں کی حکومت سپرد کی اور خود ہندوستان کی عزیمت کی
۱۴ - صفر ۹۲۵ھ / ۱۵ - فروری ۱۵۱۹ء کو جب بابر نے بجور کو چھوڑا تو اسکا ارادہ ہوا کہ کابل واپس جانے سے پہلے
بھیرہ پر حملہ کرے - بابر کو ہندوستان کی فتح کا ہمیشہ خیال رہتا تھا مگر بعض موانع ایسے پیش آتے
تھے کہ وہ خیال پورا نہیں ہوتا تھا بجور میں چار مہینے تک لشکر کشی رہی مگر غنیمت میں کوئی قیمتی چیز
ہاتھ نہ آئی - بھیرہ ہندوستان کی سرحد پر اتنے قریب تھا اسلئے ارادہ ہوا کہ وہاں جریدہ یعنے
بغیر پرتل کے جائے کہ وہاں سپاہ کے ہاتھ کچھ آئے - اس خیال سے وہ افغانوں کو لوٹتا ہوا چلا
جب اس مقام کے اندر آیا تو بعض دولتخواہوں نے سمجھایا کہ اگر آپ ہندوستان کو جاتے ہیں تو
شان و شکوہ کے ساتھ جائیے - اگرچہ انکا یہ سمجھانا معقول تھا مگر بابر نے عزیمت کر لی تھی - اسلئے اس
سمجھانے پر کچھ نظر نہ کی صبح و شام کوچ کرتا ہوا وہ گندہ سند کی طرف چلا پیر محمد جالہ بان کو لا بھیجکر

بھائیوں اور چند جوانوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ آب سند کے کناروں کو پایان آب و بالائے آب اور لشکر کو دریا کی طرف روانہ کیا اور خود سوالی کی طرف جسکو کرگ خانہ کہتے ہیں گینڈے کا شکار کرنے کے لئے آیا۔ کئی گینڈے دکھائی دئے مگر جنگل ایسا گھنا تھا کہ انکو باہر نہیں نکال سکے جنگل کو جلایا تو گینڈا سوختہ ہاتھ آیا۔ جسکو کھایا۔ جو جماعت دریا کے گھاٹ کو دیکھنے گئی تھی۔ وہ بھی آگئی پنجشنبہ ۱۶ ماہ صفر کو گھوڑے ماونٹ پر تال گھاٹ سے اترا اور بازار پیادوں کو اجالہ بلوں (ملاحوں) نے اجالہ (کشتی) میں اتارا۔ اوسی روز گندر دریا پر اہل نیلاب (اٹک سے پندرہ میل نیچے دریائے سندھ پر ہے) نے ایک گھوڑا باساز اور تین سو شاہرخی (ڈیڑھ سو روپیہ زمانہ حال) پیشکش میں دیا دریا سے پار ہوکر ظہر کی نماز کے قریب کوچ کیا اور پہر رات گئے دریائے کچ کوٹ پر پہنچے۔ یہاں سے پھر صبح کو کوچ کرکے اس دریا سے عبور کیا۔ اور درہ سنگ داکی پر چڑھ کر قیام کیا۔ سید قاسم ایشک آقا (ممبر لین یعنے حاجب) تھا اور وہ پچھلی سپاہ کے ساتھ تھا وہ چند گوجروں کے سر کاٹ کر لایا وہ لشکر کے پیچھے پڑے تھے۔ صبح کو سنگ داکی سے کوچ کرکے ظہر کی نماز پڑھی اور آب سوہان (سندھ و جہلم کے درمیان ہے) عبور کیا۔ آدھی رات تک پچھلا لشکر اوترتا رہا۔ یہ دو ہفتے دراز کا سفر بڑا نامبارک تھا۔ گھوڑے دبلے اور کمزور ہو رہے تھے اونپر یہ سفر نہایت سخت تھا۔ بہت گھوڑے انہیں گر پڑے۔ بہرہ سے سات کوس پر ایک پہاڑ تھا۔ اس پہاڑ کو ظفرنامہ میں اور اور کتابوں میں کوہ جود لکھا ہے۔ پہلے اسکی وجہ تسمیہ بابر کو معلوم نہ تھی مگر اب معلوم ہوا کہ اس پہاڑ پر ایک باپ کی نسل سے دو خیل آباد تھے ایک کا نام جود تھا دوسرے کا نام جنجوعہ۔ بہرہ خوشاب چناب۔ چنیوٹ۔ کئی دفعہ ترکون کے قبضہ میں آچکے تھے (زمانہ حال میں پنڈی دادن خاں کے نزدیک جہلم کے جنوب مشرق میں بہرہ ہے لیکن بابر کے زمانہ یہ ضلع دریا کے دونو طرف تھا اور اوسکا دارالسلطنت شمال کو تھا خوشاب دریا سے زیادہ نیچا ہے چناب وہ ضلع ہوگا جو اس دریا کے گرد پھیلتا ہوگا چنیوٹ کا پتا نہیں کہ کہاں تھا اس ملک کو بابر اپنے ملک کی مثل ترکوں کی میراث جانتا تھا یہ ارادہ کیا کہ اس ملک پر خواہ بزور یا بصلح قبضہ کیجئے۔ مگر لازم و واجب ہے کہ اس پہاڑ کے آدمیوں کے ساتھ مدارات اچھی طرح کیجائے

اسنے حکم دیا کہ کوئی شخص انکے گلہ رمہ کو ہاتھ نہ لگائے بلکہ ایک رسّی کے ٹکڑے اور سوئی سوئی کا بھی ضرر و نقصان نہ پہنچائے۔

یہانسے آگے کوچ کرکے کلدہ کہار (کلرہ کہار) میں ڈیرہ آیا۔ یہاں ایک تالاب ہے جسکے پاس خوبصورت ہریالی تھا یہ جگہ ایسی تھی کہ بابر نے باغ کی بنیاد ڈالی اور باغ صفا اسکا نام رکھا۔ سحر کو کلدہ کہار سے وہ سوار ہوا۔ درہ ہم بانو کی مختلف مقاموں پر یہاں کے مشہور آدمی کم قیمت پیشکش لائے اور ملازمت اختیار کی۔ عبدالرحیم شقاول کے ساتھ ترکوں کو بھیجا کہ بہرہ کے آدمیوں کی استمالت کریں اور ان سے کہیں کہ یہ ولایتیں قدیم سے ترکوں سے متعلق رہی ہیں ہرگز کچھ دغدغہ وہ نہ کریں۔ ہم آدمیوں کو ویران نہیں ہونے دینگے۔ ہم اس ولایت اور ملک کے کاردار ہیں اسکو تاراج نہیں کرینگے۔ پہر دن چڑھے بیابان کوتل میں پہنچے۔ قربان فرخی و عبدالملک خستی کو سات آٹھ آدمیوں کے ساتھ خبر لانے کے لئے بھیجا۔ اس اثنا میں افغانوں کے لئے بڑے بڑے آدمی پیشکش لیکر حاضر ہوئے اور ملازمت کی۔ بابر نے لشکر خان کو انکے ہمراہ اہل بہرہ کے پاس استمالت کے لئے بھیجا۔ کوتل سے گذر کر اور جنگل سے نکل کر برانغار و جرانغار و قول و یاول کو آراستہ کرکے بابر بہرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ بہرہ کے قریب آیا تو دیو ہندو اور سکتو کا بیٹا جو علی خاں پسر دولت خاں یوسف خیل کے ملازم اور اور بہرہ کے سردار تھے بابر سے ملے اور ہر ایک نے ایک گھوڑا اور ایک اونٹ پیشکش میں دیا اور اطاعت و خدمت اختیار کی۔ ظہر کی نماز پڑھ چکے تھے کہ بہرہ کے شرق میں دریا بہت کے کنارہ پر سبزہ زار پر بابر مقیم ہوا۔ اور بہرہ کے آدمیوں کا ذرہ کے برابر بھی نقصان نہیں کیا۔ اُسوقت سے کہ امیر تیمور بیگ نے ہندوستان فتح کیا تھا یہ چند ولایت بہرہ و خوشاب و چناب و چنیوٹ اولاد تیمور کے پاس اور اسکے توابع و لواحق کے تصرف میں تھیں۔ شاہرخ مرزا کا پوتا سیورغتمش کا بیٹا سلطان مسعود مرزا کا اس وقت کے زمانہ میں کابل و زابل کی فرمانروائی کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اسکو سلطان مسعود کابلی کہتے تھے۔ میر علی بیگ کے بیٹے و بابائے کابلی و دریا خان و اپاق خان جنکو آخر میں غازی خاں کہتے تھے یہ سب سلطان مسعود کے پرورش یافتہ تھے اسکے اور اسکے ...

علی اصغر مرزا کے مرنے کے بعد وہ متغلب ہو کر کابل و زابل اور ہندوستان کی ولایت مذکور پر متصرف ہوئے سنہ ۹۱۰ھ میں بہیرہ و خوشاب و چناب کی حکومت سید علی بیگ کے پوتے اور غازی خان کے بیٹے سید علی خان سے تعلق رکھتی تھی ۔ اوسنے سکندر لودی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اوسکی اطاعت کی وہ بابر سے ڈر کر موضع بہیرہ سے شیر کوٹ میں چلا گیا۔ دوسرے روز صبح کو بعض مناسب مقامات میں علف چارہ کے لئے آدمیونکو بھیجا اور سوار ہو کر بہیرہ کی سیر کی روز چہارشنبہ ۲۲ صفر ۹۲۵ھ کو بہیرہ کے چودھریوں اور بڑے بڑے آدمیونکو بلا کر چار لاکھ شاہرخی (بیس لاکھ روپیہ) مال امانی ٹھیرا کر محصلونکو متعین کیا ۔ اور پھر خود معجون کھا کر کشتی میں سوار ہوا پنجشنبہ کی صبح کو معلوم ہوا کہ بہیرہ کے آدمیوں پر بادشاہ کے آدمی دست درازی کرتے ہیں۔ بابر نے اپنے آدمی ایسے آدمیونکے پکڑنے کے لئے بھیجے وہ چند سپاہیونکو پکڑ کر لائے تو انمیں سے بعض کو اوسنے مروا ڈلوایا اور بعض کی ناک کو چروایا اور اونکو لشکر کے گرد پھروایا۔ بابر ان ملکوں کو کہ ترکوں سے علاقہ رکھتے تھے مثل اپنے ملک کے سمجھتا تھا اسلئے وہ انکے لٹنے کا روادار نہ تھا۔ بابر کے آدمی ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر مصالحت کی نظر سے ایلچی ان ملکوں میں بھیجا جائے کہ ترکوں سے پہلے تعلق رکھتے تھے تو کچھہ مضائقہ نہو گا سلطان سکندر لودی کو پانچ چھہ مہینے مرے ہوئے تھے کہ اسکا بیٹا سلطان ابراہیم باپ کی جگہ ہندوستان کا تخت نشین ہوا تھا۔ اس پر بابر نے ملا مرشد کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ اوسے یہ درخواست کرے کہ جو ملک ترکوں سے متعلق تھے وہ مجھے حوالہ کرے۔ دولت خان حاکم لاہور اور سلطان ابراہیم کے نام خطوط لکھہ کر ملا مرشد کو دئے تھے اور زبانی باتیں بھی کہہ کر اوسکو رخصت کیا عموماً ہندوستان کے آدمی خصوصاً افغان عجب ہوش و خرد و راے و تدبیر سے دور رہتے ہیں۔ نہ میدان رزم میں مردانہ وار قدم جماتے ہیں نہ بزم دوستی و محبت میں قائم رہتے ہیں۔ اس قاصد کو لاہور میں دولت خان نے روک لیا اور سلطان ابراہیم شاہ دہلی پاس آگے نہ بڑھنے دیا۔ پانچ مہینے بعد یہ قاصد بے نیل مرام کابل میں چلا آیا۔

جمعہ کو مردم خوشاب کی عرضداشت آئی شنبہ ۲۵ رجب کو شاہ حسین خوشاب میں بھیجا گیا

یکشنبہ کو ایسا مینہ برسا کہ صحرا ابر اور دریا ہو گیا۔ دریا سے کشتیاں منگا کر لشکر اُن میں سوار ہوا اور قلعہ بہرہ میں جسکا نام جہان نما تھا ایک روز قیام کیا۔ سہ شنبہ کو باران و سیل کے خوف سے بہرہ کے شمال میں جو بلندیاں ہیں اُن پر لشکر آیا۔ اہل بہرہ نے جو زر دینا قبول کیا تھا اوسکے ادا کرنے میں تاخیر کرتے تھے اسلئے بابر نے چار سرکاریں مقرر کیں ایک سرکار خلیفہ کو دوسری قوچ بیگ کو تیسری سرکار ناصر بیگ کو اور چوتھی سرکار قاسم و محبت علی کو دیں۔ کابل سے روز جمعہ ۴ شعبان کو مرزا ہندال کے پیدا ہونے کی خبر آئی۔ اوسکا نام ہندال اسی وجہ سے رکھا کہ وہ ہند کی تسخیر کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ دوسرے صبح کو دیوان کے برطرف ہونے کے بعد کشتی میں بابر سوار ہوا اور ایک مجلس آراستہ ہوئی اوسنے اور بعض اوسکے مصاحبوں نے معجون کھائی اور بعض دوستوں نے شراب پی صحبت معجون کبھی صحبت شراب کے ساتھ راست نہیں ہوتی۔ دوستوں نے شراب پی پی کر بدمستی میں معجون اور معجونیوں کی خوب خاک اوڑائی جس سے صحبت بے مزہ ہو گئی مجلس کا خاتمہ بے لطفی کے ساتھ ہوا۔

گکھڑ

انہی دنوں میں منوچہر خاں پسر سید علی خاں جسکا اوپر بیان ہوا آتا تھا۔ تاتار خاں اسنے اپنی بیٹی بیاہ کے داماد بنایا۔ وہ بابر کی ملازمت میں حاضر ہوا۔

نیلاب و بہرہ کے درمیانی کوہستان کے اندر جود و جنجوعہ سے کوہستان کشمیر کے متصل تک جاٹ و گوجر رہتے ہیں اور اسی طرح کی قوموں کے آدمی بہت یوں بسے رہتے ہیں کہ ہر پشتہ و درہ میں گانوں کے گانوں آباد کرتے رہتے ہیں اُنکے حاکم قبیلہ گکھڑ سے ہوتے ہیں۔ اونکی حکومت بھی مثل جود و جنجوعہ قوموں کے ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں دامنہ کوہ کی خلائق پر تاتار خاں گکھڑ کی اور ہاتی گکھڑ کی حکومت تھی وہ ایک باپ کی اولاد میں چچازاد بھائی بھائی تھے کھلوں اور ڈھلانوں پر اونکے محکم مقامات بنے ہوئے تھے۔ تاتار خاں کے حصار کا نام پرحالہ تھا۔ وہ بہت نیچا تھا ایسی بلندی پر نہ تھا جہاں برف پڑتی ہو۔ ہاتی کا ملک کوہستان سے متصل تھا۔ ہاتی نے بابا خاں حاکم کالنجر کو یار بنا لیا تھا۔ تاتار خاں دولت خاں کا ایک طرح کا ملازم و تابع تھا وہ اسسے ملا بھی تھا۔ مگر ہاتی گکھڑ دولت خاں سے نہ ملا اور ہمیشہ فتنہ و فساد مچاتا رہا۔

تاتار خاں ہندوستان کے امیروں کے اشارہ سے اور اونکے اتفاق سے کئی میل پر اپنا لشکر
لئے اس طمع سے پڑا تھا کہ ہاتی گکھر ا ہوا بیٹھا تھا جب بابر بہیرہ میں تھا تو ایک بہانہ بنا کر اوپر
تاتار کو غافل پاکر اوسپر چڑھ گیا اور اوسکو مار ڈالا۔ اوسکے ملک و خزانہ اور تمام اسباب پر قابض ہو گیا
بابر کشتیوں میں سوار ہوکر باغوں اور شگوفوں کی اور نیشکر کے کھیتوں کی اور اون میں
رہٹوں سے آب پاشی کی سیر کرتا تھا اور شراب پیتا ہوا اور معجون کھاتا ہوا اور مرغے اوڑاتا ہوا
۱۰۔ ربیع الاول کو جب آفتاب برج حمل میں آیا۔ کشتی میں سوار ہوا اور شراب پی اور مصاحبوں
کے ساتھ ناچ ورنگ کے جشن اوڑائے شاہ حسین خوشاب سے آیا۔ اون ولایتوں کو مصالحہ کے
ساتھ بابر نے طلب کیا جو قدیم سے ترکوں سے متعلق تہیں اور اس طرح جو ولایت اوس کو
مل گئی تھی اوسکا بندوبست ایسا کیا کہ جسمیں مصالحہ وامن وامان رہا۔ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۹۲۶
کو بہیرہ سے کابل کی مراجعت کے لئے سفر کیا۔

ایک جماعت نے جو اس ولایت کی زمین و ملک و آب و نان سے واقف تھی اور قوم جنجوہہ جو
گکھر کے قدیمی دشمن تھی بابر سے عرض کیا کہ ہاتی گکھر نے بڑے ظلم و ستم برپا کر رکھے ہیں راستے
لوٹتا ہی اور مسافروں کو رستہ نہیں چلنے دیتا اوسکو یہا آپ دفع کریں یا اوسکی گوشمالی
فرمائیں ۔ اس مقصد کے حاصل کرنیکے لئے بابر نے خواجہ میر میراں اور مرزا ناصر کو لشکر
میں متعین کیا اور خود لشکر لیکر ہاتی پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ تاتار خاں کو مار کر چند روز سے
ہاتی پرہالہ میں رہتا تھا اسوقت وہ وہیں تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر اور گھوڑوں کو دانہ کھلا
عشاء کی نماز کے وقت بابر سوار ہوا۔ ملک ہست کا نوکر ایک گوجر رہبر تھا اوسکا نام سوہلا تھا
رات بھر وہ چلا سحر کو اترا۔ بیگ محمد معنول کو لشکر کے گرد پھرایا جب روشنی ہوئی تو پھر وہ
سوار ہوا اور چاشت کو جبیہ پہن کر تیز رواں ہوا ایک گروہ سے سوا پرہالہ نمودار ہوا
پھر جہاد شروع ہوئی میمنہ پرہالہ کے مشرق کی طرف گیا قوچ بیگ کہ جرانغار کا سردار تھا
برانغار کے عقب کمک کو بھیجا گیا جرانغار و قول کے سپاہی پرہالہ پہنچ گئے۔ دوست بیگ
کو جرانغار کے آدمیوں کے عقب سے اس سپاہ کی کمک کو بھیجا گیا جو پرہالہ پر حملہ کر گئی تہی

گھیری وادی اور غاروں کے اندر ایک بلند جگہ پر پرہالہ واقع تھا اس میں جانے کی دو راہیں تھیں جنوب مشرقی راہ سے بابھکی جیاپا کی تھی - راہ غاروں کے کناروں پر جاتی تھی اور اوسکے دونو طرف غار اور ڈھلان تھے - پرہالہ سے آدھ کوس سے پرہالہ کی لو شہر کے دروازوں تک بڑی دشوار گذار تھی - یہ غاروں کی راہ پانچ چار جگہ سے ایسی تنگ و ڈھلوان ہو گئی تھی کہ صرف ایک آدمی اوس ایک وقت میں چل سکتا تھا - اور ایک تیر کے فاصلہ پر راہ بہت ہی دیکھ بھال کر چلنی پڑتی تھی - دوسری راہ کہ مابین مغرب و شمال کی ہے وہ ایک کھلے وادی میں سے جاتی تھی - ان دو راہوں کے سوا کوئی اور راہ نہیں تھی - اگرچہ پرہالہ کی فصیل و کنگرے نہیں تھے مگر وہ ایسی جگہ بھی نہ تھی کہ اوس پر زور کیا جاتا - اوسکے گرد آٹھ سات گز اونچی عمود وار پہاڑی تھی جبر الغار ان تنگیوں میں سے گذر کر دروازوں کی طرف چلا - ہاتی تیس یا چالیس جیبہ دار سلح سواروں اور بہت سے پیادوں کو ساتھ لیکر لڑنے والوں پر حملہ آور ہوا اور اونکو ہٹا دیا - دوست بیگ جو عقب میں تھا اوسنے دشمنوں پر بڑا زور کیا - انہیں سے بہت آدمیونکو مارا اور باقی کو شکست دی - ہاتی گکھر اس ملک میں مردانگی میں مشہور تھا - وہ خوب لڑا مگر میدان جنگ میں ٹھیر نہ سکا بھاگا - وہ تنگ مقاموں کی حفاظت بھی نہ کر سکا جب وہ قلعہ میں گیا تو اوسکی حفاظت بھی اوسکے اختیار سے باہر تھی - بابر کی سپاہ اسکے پیچھے ایسی لگی ہوئی گئی کہ اوسکے ساتھ ہی قلعہ میں داخل ہوئی - ہاتی مجبور ہو کر شمال مغرب کے دروازہ سے جریدہ بھاگ گیا - دوست بیگ نے بڑی بہادری کی بابر نے جسکا انعام اوسکو خوب دیا - اوسی وقت بابر پرہالہ میں جا کر تاتار خاں کے مکانوں میں فروکش ہوا - ان ہنگاموں میں بعض آدمی جنکو بابر نے اپنے آگے رہنے کا حکم دیا تھا وہ جانب مخالف نکل گئے تھے - اونہیں امین محمد قراقی اور تبرخان خاں ارغون تھے جنپر بابر نے یہ جرمانہ کیا کہ سرو کو حکم دیا کہ اونکو جنگل و صحرا میں بے سروسامان چھوڑ دے کہ وہ یہ حیرانی اٹھا کر لشکر میں واپس آئیں -

پنجشنبہ ۵ کو اندرابہ میں آب سوہان کے کنارہ پر بابر آیا - یہ قلعہ اندرابہ قدیم سے ملک ست کے

باب سے تعلق رکھتا تھا جسکو ہاتی گکھر نے مار کر قلعہ کو ویران کردیا تھا ان دنوں میں وہ ویران پڑا تھا - ہاتی نے تاتار خاں کے مارنے کے بعد اپنے ایک خویش پربت کو بابر کی خدمت میں پیشکش و ایک گھوڑا باساز دیکر بھیجا تھا - اگرچہ وہ بابر سے نہیں ملا مگر اوسکا لشکر جو عقب میں تھا اسمیں آنکر اوسنے پیشکش دی اور اطاعت بابری قبول کی لنگر خاں جو بھیرہ میں مقرر کیا تھا وہ کیمپ میں بعض کاموں کے لئے آیا اور بابر سے ملا - اور سب کاموں کا سرانجام کرکے بھیرہ کو چلا گیا اوسکے ساتھ کچھ بھیرہ کے زمینداروں کو بھی رخصت کیا - پھر بابر دریا سوہان سے پار اُترکر ایک پشتہ پر اُترا - ہاتی کے رشتہ دار پربت کو خلعت دیکر رخصت کیا اور ہاتی کو فرامین استمالت لکھکر اوسکے ہاتھ بھیجے - محمد علی جنگ جنگ کو اوسکے ساتھ کیا - پھر بابر جاشت کے وقت سنگ دُرگی کے درہ میں پہنچا - صبح کو یہانسے کوچ کرکے بلندی پر آیا اور لشکر کا ملاحظہ کیا - اُسکے پاس اونٹ گھوڑے ۱۰۰۰۵ تھے یہانسے آگے کوچ کیا - رستہ میں ایک کشتی اناج سے بھری ہوئی دلدل و کیچڑ میں پھنسی ہوئی دیکھی - مالکوں نے ہرچند کوشش کی مگر وہ نہ نکل سکی - بابر نے اوسکا اناج نکلواکر اپنے لشکر کو تقسیم کردیا - یہ غلہ اسوقت میں خوب ہاتھ آیا - شام کے قریب جہاں آبِ سند و آبِ نیلاب ملتے ہیں - وہاں آبِ نیلاب سے بہت نیچے ایک بلند جگہ پر قیام کیا - نیلاب سے پانچ چھہ کشتی منگاکر سپاہ جرانغار و برانغار کئی روز میں پار اُتری +

ہاتی کا رشتہ دار پربت جو محمد علی جنگ جنگ کے ہمراہ گیا تھا وہ دریا کے کنارہ پر پھر آیا اور ہاتی کی طرف سے ایک گھوڑا باساز اور پیشکش لایا - نیلاب کے باشندوں نے ایک گھوڑا باساز پیشکش کے طور پر دیا اور اطاعت کی - محمد علی جنگ جنگ بھیرہ میں رہنا چاہتا تھا وہ بابر نے ہندو بیگ کو دیدیا تھا - اسلئے اوسکو وہ ملک دیدیا گیا جو بھیرہ اور سند کے درمیان تھا - اور ایل والوس مثل قاربوق ہزارہ وہاتی و خیاث وال و کھجب اوسکو دیئے اور اوسکو ایک ترکی شعر کہکر سمجھادیا کہ جو شخص رعیت ہونے پر گردن رکھے اوسکے ساتھ رعایت کرنی چاہیے اور جو ولایت میں اطاعت نہ کرے اوسکو تاخت و تاراج کرکے مطیع و منقاد کرے - ۱۲ ربیع الاول ۹۲۵ھ کو دریا کے کنارہ سے سفر کیا اور ۲۰ کو کابل میں پہنچ گیا +

اوپر لکھا ہے کہ ہندو بیگ کو بھیرہ میں بیسامان صلح کی امید میں چھوڑا تھا۔ وہ ۲۵ ربیع الاول روز شنبہ
کو آیا۔ اوسنے صلح و اصلاح میں کوشش نہیں کی اور بابر کی باتوں کو اس کان سُنا اور اُس کان سے
اوڑا دیا بھیرہ دبابر کی بازگشت کے افغان اور ہندوستانی جمع ہوکر بھیرہ میں ہندو بیگ کے سر پر چڑھ آئے
وہ وہاں ٹھہر نہ سکا خوشاب میں آیا اور دیں کوٹ و نیلاب کی راہ سے کابل میں آیا۔ دیو ہندو و پسر
سکھو اور چند ہندو بھیرہ سے قید ہوکر آئے تھے اونکو خلعت و انعام دیکر بابر نے رخصت کیا۔
روز جمعہ کو بابر کو بخار آیا فصد لی مگر دوسرے تیسرے روز تپ آتی رہی۔ وہ یوسف زئی اور
افغانوں کی سزا دہی کے درپے رہا۔ آفریدی افغانوں کی سزا کے لئے اُسنے بکرام کی طرف آنے کا
قصد کیا علی مسجد میں آیا تھا کہ ابوالہاشم سلطان علی نے اس پاس آکر کہا کہ میں نے جرئے شاہی
میں ایک شخص سے کہ بدخشاں سے آتا تھا سنا کہ سلطان سعید خاں نے بدخشاں کے فتح کرنے کا عزم
جزم کیا ہے میں بادشاہ کو خبر کرنے آیا ہوں۔ بابر نے امرا کو طلب کرکے مشورہ کیا۔ اونکی صلاح
سے بدخشاں کو مراجعت کی۔ یہاں دوستوں کے ساتھ خوب شراب کے جلسے اوڑائے۔ اوسکے
سارے دوستوں کو معجون کھانے کی عرق شراب پینے کی عادت تھی اوسکے ایک دوست نے
اونکی نسبت کہا تھا ع در ہر کہ بنگری بہ ہمیں علت مبتلا است +

ابتدائے ماہ صفر ۹۲۵ھ کو کہ آفتاب برج قوس میں تھا کابل سے بابر نے ہندوستان کی عزیمت
سے سفر کیا۔ اول منزل دہ یعقوب میں کی۔ یہاں دو روز لشکر جمع ہونے کے لئے قیام کیا
یہاں سے بادام چشمہ میں آیا۔ بدہ کو نور بیگ سے خواجہ حسین دیوان لاہور سے بیس ہزار شاہرخی اشرفی زرو نقد
منگا لیا جسکو اوسنے بلخ بھجوا دیا۔

۲۸ کو دریائے سند کے کنارہ پر قیام ہوا۔ اس دریا سے اول ربیع الاول روز شنبہ کو عبور ہوا
سیالکوٹ کے دریا کو عبور کرکے اوسکے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ امرا و بخشیوں اور دیوان نے لشکر
کو جو زمستان میں تھا اوسکی موجودات لی تو سب چھوٹے بڑے نیک بد نوکر و غیر نوکر دس ہزار آدمی
گنے گئے۔ اس سال صحرا و دامن کوہ میں برسات کم ہوئی تھی۔ مگر دامن کوہ میں جو شہر تھے انمیں
برسات ہوئی تھی غلہ کی مصلحت سے دامن کوہ میں ہوکر سیالکوٹ کی راہ پر چلا۔ جب ولایت

پانی گلگہر کی برابر قریب آئے تو وہاں ایک ندی میں ہر جگہ پانی گہر اٹھ رہا تھا اور یخ بستہ ہو رہا تھا
اس یخ کا عمق بہت زیادہ نہ تھا۔ ایک ہاتھ سے کچھ زیادہ ہوگا۔ بابر لکھتا ہی کہ ہندوستان کے
ملک میں اس طرح کا یخ عجیب و غریب سمجھا جاتا ہے ہندوستان میں ہم چند سال سے ہے برف و یخ
کی اصلا علامت و آثار نہیں دیکھے (اس فقرہ سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہی کہ بابر نے اپنی کتاب کی یہ ترمیم بعد
لکھنے کے کی ہو یا اوسکو اور دنے لکھا ہوگا) سند سے پانچ کوچ کر کے چھٹے کوچ میں کوہ جود پر جو کوہ
بالی ناتھ جوگی کے نیچے ہے ایک ندی کے کنارہ پر جا کیا ان میں منزل کی صبح کو یہاں غلہ
جمع کرنے کی مصلحت سے قیام کیا۔ غلہ کے لئے جو آدمی گئے تھے وہ غلہ کو چھوڑ کر جنگل و کوہ و قلب
جگہوں میں پریشان ہو کر بہت دور چلے گئے اور چند آدمیوں کو پکڑ لائے۔ یہاں سے کوچ کر کے
آب بہت جہلم کے نیچے پایاب عبور کر کے قیام کیا۔ اسی منزل سے سید طوفان و سید لاچین کو
ان لوگوں پاس کہ لاہور میں تھے دو دو گھوڑے دیکر روانہ کیا کہ وہ اہل لاہور سے جا کر
کہدیں کہ لڑائی نہ لڑیں۔ سیالکوٹ میں یا پرسرور میں وہ میری سپاہ کے ساتھ شریک ہو جائیں
یہ خبر اڑ رہی تھی کہ غازی خاں تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی ہے اور بوڑھے دولت خاں نے
بھی دو تلواریں کمر میں باندھ لڑنے کے لئے کس لی ہیں۔ بابر کو یہ مثل یاد تھی کہ نو دوستوں سے
دس دوست اچھے ہوتے ہیں اسلئے لڑنے سے پہلے یہ ارادہ کیا کہ لاہور کی سپاہ کو اپنے ساتھ ملانے
اسنے امیروں پاس آدمی بھیجے۔ ایک منزل درمیان کر کے آئے چناب کے کنارہ سے اتر کر منزل کی
بہلول پور کی راہ سے کہ خالصہ میں تھا سیر کی اسکا قلعہ آب چناب کے کنارہ پر ایک بلندی پر واقع تھا
وہ اوسکو بہت پسند آیا۔ اور سیالکوٹ کے آدمیونکو یہاں لانے کا ارادہ کیا۔ بہلول پور سے وہ اپنے
لشکر میں آیا شراب کی محفل آراستہ کی گھوڑونکو کنارہ آب پر ایک دن آرام دیا۔ ۱۴۔ ربیع الاول
روز جمعہ کو سیالکوٹ میں وہ آن پڑا۔ ہر دفعہ بابر جب ہندوستان میں آتا تو جاٹ گوجر بے شمار
پہاڑوں اور جنگلوں سے گائے بیل بھینسوں کے لوٹنے کے لئے آتے تھے اور یہ بدبخت بڑا ظلم کرتے
تھے۔ اس سے پہلے یہ ولایت باغی تھی تو اسکی گرفت و گیر نہ ہوتی تھی اب یہ تمام ولایتیں تابع
ہوگئی تھیں مگر پھر بھی اونھوں نے وہی دینا پڑانا طریقہ لوٹ مار کا اختیار کیا۔ بابر کی سپاہ سیالکوٹ

بھوکی تنگی فقیر مسکین آئی تھی کہ اونہوں نے غوغا مچایا اور اوسپر لوٹ کے لیے ٹوٹ پڑے۔ بابر نے
لٹیروں کو پکڑوایا اور اونمیں سے دو تین کے پرزے اڑوائے۔ اس منزل میں ایک سوداگر
کی زبانی معلوم ہوا کہ عالم خاں (یہ عالم خاں سلطان علاء الدین سلطان ابراہیم کا چچا تھا)
نے سلطان ابراہیم سے شکست پائی۔ اس شکست کا حال یہ ہے کہ عالم خاں جس طرح سے بابر
پاس آیا تھا اوسکا حال سلطان ابراہیم کی سلطنت کے بیان میں پڑھ چکے ہو وہ بابر سے رخصت
ہوا اور سخت گرمی میں کہ آگ برستی تھی ایک منزل کی دو منزلیں کرتا ہوا لاہور میں آیا
اوسنے کچھہ خیال اپنے ہمراہیوں کی تکلیف کا نہ کیا۔ جب عالم خاں کو بابر نے رخصت کیا تھا
اوزبک کے تمام خانوں اور سلاطین نے بلخ کو قتل کیا تھا۔ اسلیے جس وقت عالم خاں ہندوستان کو
روانہ ہوا تو بابر بلخ کو گیا۔ اب عالم خاں نے ان سرداروں کو جو بابر کے ہندوستان میں
تھے کہنا شروع کیا کہ بادشاہ نے تم کو میری مدد کے لیے حکم دیا ہے میرے ہمراہ چلو
میں غازی خاں کو بھی اپنے ہمراہ کر لونگا۔ پھر ہم سب دہلی و آگرہ پر چڑھائی کرینگے۔
بابر کے امیروں نے کہا کہ ہم غازی خاں کے ساتھہ کس اعتماد پر چلیں ہمارے بادشاہ کا حکم یہی ہے
کہ جب غازی خاں اپنے چھوٹے بھائی حاجی خاں کو اپنے بیٹے سمیت لاہور یا بادشاہ
پاس بطور اول کے بھیجے تو اوسکے ہمراہ ہونا ورنہ ہمراہ نہ ہونا۔ تم نے کل ہی غازی خاں سے
جنگ کر کے شکست پائی ہے پھر کس اعتماد پر اوسکے ہمراہ ہوتے ہو۔ ہم تمکو بھی یہ مصلحت بتاتے
ہیں کہ اوسکے ہمراہ نہ ہو ہر چند اونہوں نے اسطرح اوسکو منع کیا مگر اوسنے نہ سنا شیر خاں
اپنے بیٹے کو غازی خاں اور دولت خاں پاس بھیجکر اونکو اپنے ساتھہ ملا لیا۔ دلاور خاں
بھی جو بندی خانہ سے بھاگ کر تین مہینے ہوئے تھے کہ لاہور میں آیا تھا اوسکے ہمراہ ہو گیا
مرزا محمود خاں خانجہاں جسکو لاہور کا قید خانہ سپرد تھا عالم خاں کی باتوں میں آگیا۔ غالبًا
اونمیں آپسمیں یہ قرار پایا تھا کہ دولتخاں و غازی خاں ہمراہ اسے بابر کی جو ہندوستان میں ہے
اس ملک کو اور اوسکی تمام اطراف کو اپنے قبضے میں رکھیں۔ دلاور خاں و حاجی خاں کو عالم خاں
کے ہمراہ کریں اور یہ دہلی و آگرہ کو اپنے قبضہ میں لائیں اسمعیل جلوانی اور بعض اور امرا بھی

عالم خاں سے آنکر ملے وہ بے توقف کوچ بر کوچ کرتا ہوا دہلی کی طرف روان ہوا۔ اندری میں
اُسے سلیمان شہزادے بھی آن ملے ۔ کل اسکی جمعیت تیس چالیس ہزار آدمیونکی ہو گئی
اوسنے دہلی کا محاصرہ کیا مگر نہ اوسکو لڑکر اور نہ اوسکا غلہ و آذوقہ بند کرکے لے سکتا تھا +

جب سلطان ابراہیم نے اِس جمعیت کی خبر پائی کہ اوسکے ملک پر حملہ آور ہوئی تو وہ لشکر
لیکر اونسے مقابلہ کرنے گیا جب ونہوں نے سلطان ابراہیم کے لشکر آنے کی خبر سُنی تو قلعہ کا
محاصرہ چھوڑکر اوس سے برسرِ مقابلہ ہوئے اور اونہیں یہ امر قرار پایا کہ اگر دن کو لڑینگے تو افغان
اپنی ناموس کا پاس کرکے بھاگنے کے نہیں کشت خون و قتل زیادہ ہوگا اور اگر شبخون مارینگے تو رات اندہیری
ہوگی کوئی کسی کو دیکھے گا نہیں ہر سردار اپنے اہتمام میں ہیگا پس اس شبخون کے مارنے
کے ارادے سے وہ چھہ کوس دور چلے گئے اور دو دفعہ دو پہر کو گھوڑونپر سوار ہوکر رات کو
آدہی اور سہ پہر رات تک چڑہے رہے مگر نہ آگے گئے نہ پیچھے ہٹے۔ آپس میں کوئی بات
ہی قرار نہ پائی۔ تیسری دفعہ پہر رات باقی رہے دشمن کے خیمے پر پہنچے اونکا شبخون
صرف یہ تھا کہ خیموں میں اور گھروں میں آگ لگا دیں اور کچھہ اور کوشش نہ کریں انہوں نے
یہی کیا کہ پہر رات رہے پیچھے سے آنکر خیموں میں آگ لگا دی اور غوغا مچا دیا۔ جلال خاں
جگہت اور بعض اور امیروں نے بھی آنکر عالم خاں سے ملاقات کی سلطان ابراہیم اپنے
چند خاصہ فیل کے ساتھہ اپنے سراپردہ سے نہ نکلا مگر صبح تک آمادہ بیٹھا رہا۔ اوسوقت اوسنے
دیکھا کہ عالم خاں کی سپاہ لوٹ پر جھک رہی ہے اور اوسکے پاس بہت سپاہ نہیں تو سلطان
ابراہیم نے تھوڑی سپاہ اور ایک ہاتھی کے ساتھہ اپنی جگہ سے جنبش کی۔ ہاتھی کے
پہنچتے ہی عالم خاں کی فوج مقابلہ کی تاب نہ لائی اور بھاگ گئی۔ اونکے بھاگتے ہی عالم خاں
میان دو آب کی طرف سے گذر کر پانی پت میں آیا۔ یہاں پہنچکر اپنی سپاہ دونوں اندری میں میان سلیمان
چلا کہ اوسنے تین چار لاکہہ معلوم نہیں کہ کتنا سالانہ لیکر جیبپت بنا رکھی تھی جلال خاں و جلال خاں
پسر کلاں عالم خاں کے تھے جدا ہو گئے اور میان دو آب میں چلے آئے امرا اور سپاہ کا ایک حصہ
جو عالم خاں نے جمع کیا تھا سلطان ابراہیم سے جا ملے جیسے کہ سیف الدین صدیا خاں ۔

محمود خان خانجہان شیخ جمال فرملی۔ عالم خان و دلاور خان اور حاجی خان نے سرہند سے گذر کر بابر کے آنے کا حال سُنا کہ قریب آگیا ہی اور لوٹ کو لے لیا ہے۔ دلاور خاں بابر کا خیر خواہ ہمیشہ سے تھا اور اوسکے سبب تین چار مہینے قید میں بھی رہ چکا تھا۔ وہ سب سے جدا ہو کر سلطانپور اور کوچی میں آیا۔ اور بابر سے جسنے تین چار روز ہوئے تھے کہ لوٹ کو فتح کیا تھا آنکر ملا۔ عالم خاں حاجی خاں آب ستلج سے اُتر کر آخر کو کنکوٹہ میں پہنچے۔ کنکوٹہ ایک مستحکم قلعہ کا نام ہے جو کوہستان کے اندر دون اور میدان کے درمیان واقع ہے اونکو بابر کی سپاہ کے ایک دستہ نے جسمیں افغان اور ترک تھے جا گھیرا اور اس مضبوط قلعہ کو قریب تھا کہ فتح کر لیتا کہ رات ہوگئی۔ اب امرانے قلعہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر دروازہ میں گھوڑے ایسے پڑے تھے کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ ہاتھی اونکے ساتھ تھے اونہوں نے کچھ گھوڑوں کو کچلا اور مارا مگر پھر بھی یہ امرا گھوڑوں پر سوار ہو کر راہ نہ چل سکے۔ پیادہ پا اندھیری رات میں ہزاروں تشنع کیفیں اُٹھا کر غازی خاں سے جا ملے۔ غازی خاں جب بھاگا تھا تو یہ سمجھ کر کہ وہ ملوٹ میں پناہ گزین نہیں ہو سکتا پہاڑ میں بھاگ گیا تھا۔ یہیں عالم خان اُسے ملا تھا مگر اوس نے آؤبھگت اچھی طرح اُس کی نہیں کی تو عالم خاں دو دن کے بعد پائیں میں نواحی پہلور میں بابر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بابر کے امرا جو لاہور میں تھے اوسکے پاس آدمی نے آکر سیالکوٹ میں اطلاع دی کہ وہ صبح کو بابر کی خدمت میں حاضر ہونگے صبح کو کوچ کر کے بابر پرسرور میں آیا محمد علی جنگجنگ خواجہ حسین اور بعض اور جوان جو لاہور سے آئے تھے بابر سے ملے۔ دریائے راوی کے کنارہ لاہور کی سمت میں غنیم کا لشکر تھا وہاں بابر نے بوجکہ کو اوسکے ہمراہیوں سمیت بھیجا کہ وہاں کی خبر لائے شب کے سہ پہر کو وہ یہ خبر لائے کہ غنیم نے مجرد بابر کی خبر پانے کے حیران پریشان ہو کر بھاگنا شروع کیا اور ایک نے دوسرے کی خبر نہ کی +

دوسرے روز صبح کو شاہ میر حسین اور بعض امرا فوجوں کو بہ تعجیل اور لشکر کی نگہبانی کے لیے چھوڑ کر بابر شاہ حسین اور بعض اور آدمیوں کو لیکر تیز رواں ہوا۔ اور عصر و ظہر کے درمیان کلانور راوی پار کے کنارے پہنچا محمد سلطان مرزا و عادل مرزا اور امرا نے یہاں اوسکی ملازمت کی۔

ملانور سے صبح کو کوچ کیا راہ میں غازی خاں اور بھگوڑوں کے سراغ سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ وہ نزدیک ہی ہیں۔ محمدی و احمدی اور بعض اور بیگ جو بابر کے ساتھ تھے اور انکو کابل میں بیگ بنایا تھا وہ ان مفروروں کے تعاقب میں بھیجے گئے اور یہ امر قرار پایا کہ اگر وہ غنیم مفرور کو جا لیں تو فبہا ورنہ قلعہ ملوٹ کی اطراف کی خوب احتیاط کریں کہ قلعہ کے آدمی بھاگ نہ سکیں بابر کی بڑی غرض اس انتظام میں غازی خاں تھا کہ وہ ہاتھ آئے۔ اب ان امرا کو بھیجکر بابر دریاے بیاہ سے اُترکر کہواہین کے مقابل مقیم ہوا۔ تین سفروں کے بعد قلعہ ملوٹ کے درہ دامنہ میں باہر آیا۔ امرا کو جو پہلے یہاں آگئے تھے اور ہندوستانی اُمرا کو حکم ہوا کہ یہاں خیمے ڈال کر قلعہ کا محاصرہ کریں۔ دولت خاں کے بڑے بیٹے علی خان کا بیٹا یہاں آیا تھا۔ کچھ وعدہ وعید و کچھ استمالت و تہدید کے ساتھ پیغام اوسکی معرفت قلعہ میں بھیجا گیا۔ جمعہ کو بابر لشکر کو پہلے روانہ کر کے آدہ کوس اور قریب آگیا اور قلعہ کو دیکھ کر برانغار و جرانغار و قول میں لشکر تقسیم کر کے اپنے اُردو میں واپس آیا۔ دولت خاں نے ولی خاں کو بھیجکر بابر کو اطلاع دی کہ غازی خاں تو پہاڑ میں بھاگ گیا۔ اگر حضور میرے گناہ معاف کریں تو غلامی میں حاضر ہو کر قلعہ حوالہ کرتا ہوں۔ بابر نے خواجہ میراں کو بھیجا کہ دولت خاں کی خاطر سے توہم کو دور کرے اور اوسکو لائے علی خاں اسکا بیٹا اوسکے ہمراہ گیا۔ بابر نے اوسے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہوشیاری کر کے دولت خاں کو ہمارے پاس اسطرح لانا کہ اوسکی گردن میں وہی دو تلواریں بندھی ہوئی ہوں جو اوسنے ہم سے لڑنے کے لئے باندھی تھیں باوجودیکہ اس ہندوستانی احمق بزرگ کی یہ نوبت پہنچی تھی مگر پھر بھی وہ آنے میں حیلے حوالے کرتا تھا۔ مگر آخر کو جب وہ بابر کے روبرو آیا تو اوسنے حکم دیا کہ اوسکی گردن سے دونو تلواریں کھول لی جائیں اور سامنے دوزانو بیٹھے جب یوں بیٹھنے میں تاخیر کی تو بابر کے حکم سے آدمیوں نے اوسکی گردن میں ہاتھ ڈال کر دوزانو بٹھایا۔ بابر نے ایک شخص کو بلایا جو ہندوستانی جانتا تھا اور اوسکو حکم دیا کہ باتیں جو میں کہتا ہوں وہ اوسکی خاطرنشان کرے اوسنے کہا کہ میں نے تجھے پدر کہا تعظیم و احترام تیری لئے زیادہ کی کہ تو چاہتا تھا بلوخاں کی محتاجگی سے تجھے اور تیری بیٹیوں کو خلاصی دی تمہارے خیلوں اور حرموں کو ابراہیم کی قید سے میں نے آزاد کرایا تاتار خاں کی ولایت

دولت خاں کا ... بابر کے سامنے آنا +

نین کروڑ کی مجھے عنایت کی تھیں تیرے حق میں کیا بدی کی تھی کہ تونے دو شمشیریں کمر میں باندہ کر مجھسے لڑنے کا ارادہ کیا اور میری ولایت پر چڑہ آیا اور اُس میں فتنہ وفساد مچایا۔ یہ بیہر سبھوت ایک دو باتیں مُنہ کے اندر ہی بڑ بڑاتا تہا کچھہ معاملہ کی بات نہ کہتا تھا۔ ان باتوں کا جواب بھی کچھہ سوا سکوت کے کچھہ اور نہ تہا۔

یہ قرار پایا کہ خیلخانے وحرم اونکے انہیں کو دیئے جائیں باقی اسباب وخزانے ضبط کیئے جائیں اور اونکو حکم ہوا کہ وہ خواجہ میر اک کے ہمراہ نیچے آئیں۔ بروز شنبہ ۲۲۔ ربیع الاول کو اوسکے خیلخانوں اور حرموں کے صحیح سالم نکالنے کے لیئے بابر خود دروازہ ملوٹ کی بلندی پر بیٹھا علی خاں نے آکر ایک اشرفی نذر دی۔ ظہر کی نماز کے وقت خیلخانے اور حرمیں باہر نکلنی شروع ہوئیں عبدالعزیز و محمد علی جنگ جنگ قتلق قدم و محمد واحدی کو حکم ہوا کہ قلعہ کے اندر جاکر اونکے خزانے اور اور مال اسباب ضبط کریں بعض یہ کہتے تہے کہ غازی خاں نکل کر بھاگ گیا بعض یہ کہتے تھے کہ ہمنے اوسکو قلعہ میں دیکھا ہے اسلیئے بابر نے بعض آدمیونکو متعین کیا کہ جہاں اوسکے ہونے کا گمان ہو وہاں تلاش کی جائے مبادا وہ مغالطہ دیکر نہ نکل جائے۔ اصل غرض تو اسکا پکڑنا ہی تھا اوسکے جواہر وخزانے جو پنہاں تھے وہ نکال کر ضبط کیئے جائیں قلعہ کے دروازہ پر آدمیونکا ہجوم تھا وہ لوٹنے لگے سیاست کے لیئے بابر نے اونپر تیر چلائے۔ ہمایوں کا ایک آدمی تیر کے لگتے ہی مرگیا۔ قلعہ کے اندر آیا اور سیر کی غازی خاں کی کتاب خانے میں گیا چند نفیس کتابیں انمیں سے لیں گئیں بعض اپنے مطالعہ کے لیئے رکھیں اور چند ہمایوں کو دیں چند کامراں کو بھیجیں ملا یانہ کتابیں بہت تھیں جتنی صورت میں اچھی معلوم دیتی تھیں ایسی وہ سیرت میں نہیں تہیں۔ رات کو یہیں وہ رہا صبح کو باہر آیا۔ غازی خاں کا اوسکو یہ خیال تھا کہ قلعہ میں ہوگا مگر وہ بے حمیت نامرد پدر و برادر خرد و مادر و خواہر خود کو ملوٹ میں چھوڑکر چند آدمیوں کے ساتھہ پہاڑ میں بھاگ گیا قطعہ

نہ خواہد دید روئے نیک بختی	ببیں آن بے حمیت را کہ ہرگز
زن و فرزند بگذارد بسختی	تن آسانی گزیند خویشتن را

روز چہارشنبہ کو یہانسے کوچ کرکے جس پہاڑ میں غازی خاں گیا تھا اوسکی طرف کوچ کیا

دھنہ ملوت میں بابر گویس چلاتھا کہ دلاورخاں نے آنکر ملازمت کی۔ دولت خاں غازی خاں و اسمعیل خاں اور اور بڑے بڑے امیر انکو قید کرکے کتہ بیگ کو حوالہ کیا کہ وہ اس کو قلعہ تلوکی میں بھیرہ کے اندر قید رکھیں۔ بابر نے ملوت کا قلعہ محمد علی جنگ جنگ کو حوالہ کیا اوسنے اپنے بھائی ارغون کو سپاہ کے ساتھ متعین کیا اور دو ڈیڑہ سو افغان ہزارہ کے آدمی بھی کمک کے لئے اس قلعہ پر متعین ہوئے خواجہ کلاں غزنیں کی شرابیں اونٹوں پر لاد کر لایا تھا۔ وہ مجلسوں میں خوب پی گئیں۔ بابر جب کندکے پہاڑوں سے گذر کر دون میں آیا جسکو ہندوستانی زبان میں جلگا دون کہتے ہیں +

غازی خاں کی خبر محقق بابر کو کسی جگہہ نہ معلوم ہوئی اوسنے تردیکہ کو برم دیو ملہاس کے ساتھہ بھیجا کہ جہاں غازی خاں ملے اوسے پکڑ لاؤ۔ اس کوہستان خرد کے اندر دون میں عجیب مضبوط قلعے موجود ہیں شرق و شمال میں ایک قلعہ ہے جسکا نام کوٹلہ ہے اُسکے گرد پہاڑ ستر اسی گز ایک اندازکا ہے۔ غازی خاں نے جو یہاں مضبوط قلعے بنائے تھے انہیں سے ایک یہ ہے قلعہ میں آدمی تھے۔ بابر کی سپاہ کے ایک دستہ نے اُسپر حملہ کیا اور قریب تھا کہ اُسکو وہ لیتا مگر رات ہوگئی۔ اہل قلعہ بھاگ گئے قلعہ خالی کر گئے۔ دون کے قریب ایک اور قلعہ تنکوٹ ہے جسکے گرد تمام ملک کوہستانی ہے مگر وہ پہلے قلعہ کی برابر مضبوط نہیں ہے۔ عالم خاں اسی قلعہ میں تھا جسکا بیان پہلے مذکور ہوا۔ غازیخاں کے لئے ایلغار روانہ کیا۔ پھر بابر ہمت کی رکاب میں پانو رکھکر اور توکل کی باگ ہاتھہ میں پکڑکر سلطان ابراہیم ابن سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودی افغان سے لڑنے چلا۔ ان دنوں میں دہلی پایۂ تخت تھا۔ ممالک ہندوستان اسکے قبضہ میں تھے۔ لشکر حاضر اس پاس ایک لاکھہ تھا۔ امراء و نوکروں کے پاس ایک ہزار فیل تھے۔ ایک کوچ کے بعد باقی شقاول کو دیبالپور عنایت کیا اور بلخ کی مصالحت کے لئے کمک بھیجی خویشوں و عزیزوں و فرزندوں اور چھوٹوں کو کہ کابل میں تھے بہت سا روپیہ و فتح ملوت میں جو پونجی ہاتھہ لگی تھی وہ اور سوغاتیں بھیجیں +

ذکر سلطان ابراہیم پر بابر کے لڑنے کو روانہ ہونا +

بردرو کھلور اور قلعہ کوہستان پر اس نواح میں مدتوں سے بہ سبب ان مقاموں کے استحکام کے کسی دشمن نے قدم نہ رکھا تھا مگر اس سپاہ نے جو ملوت قلعہ سے آگے بھیجی گئی تھی جاکر ان سب پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے آدمیوں کو لوٹ لیا۔ اسباب بے آن ملی۔ عالم خاں بھی خراب ہوکر پیادہ

وبرہنہ بابر پاس ملنے کو آیا۔ تو اوسنے اوسکے استقبال کے لئے امراء مقرب بھیجے کچھ گھوڑے بھی بھیجے۔ اوسنے اس نواح میں آنکر اوسکی ملازمت اور اطاعت اختیار کی۔ اس فوج کے کہ جسمیں میر حسین و خان بیگ اور بعض جوان رخصت لیکر سپاہ کے ساتھ گئے اور دو تین راتیں لگیں۔ کوئی چیز معتدبہ انکو ہاتھ نہ آئی۔ دو دن کوچ کرکے بابر روپڑ آیا۔ پھر روپڑ سے سفر کر سرہند کی برابر کرنال میں آیا کہ ایک ہندوستانی نے اپنے تئیں سلطان ابراہیم کا ایلچی بیان کیا اگرچہ اس پاس کچھ خط کتابت نہ تھی مگر اوسنے بابر سے یہ درخواست کی کہ ایک آدمی اوسکے ساتھ بطور ایلچی بھیجا جائے۔ بابر نے اس درخواست کو منظور کیا اور ایلچی دی قشقہ ازبکو ساتھ بھیجا۔ یہ بیچارے دونو ابراہیم کے پاس جاتے ہی قید ہوگئے اور اونکے مارنے کا حکم ہوا۔ سوادی نے اوسی روز قید سے رہائی پائی کہ ابراہیم کو بابر سے شکست ہوئی۔ بابر دو دن سفر کے بعد دھنور ندی کے کنارہ پر آیا۔ اس ندی کو گگر کہتے ہیں جو ابتک اوسکے کنارہ پر ہے۔ اس منزل میں خبر آئی کہ سلطان ابراہیم خود دہلی کے اس طرف آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ اور حمید خان قشقال شقدار حصار فیروزہ بھی دس کوس بابر کی طرف بڑہ آیا ہے اس پاس حصار فیروزہ کا لشکر اور گرد نواح کی سپاہ ہے۔ بابر نے کتہ بیگ کو بھیجا کہ وہ ابراہیم کے لشکر کی خبر لائے اور مومن اتکہ کو بھیجا کہ لشکر حصار کی خبر لائے۔ روز یکشنبہ ۱۳ جمادی الاول کو انبالہ سے بابر نے کوچ کیا اور ایک تالاب کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ کہ مومن اتکہ اور کتہ بیگ دونو اوسی روز واپس آئے۔ بابر نے برانغار کی تمام سپاہ ہمایوں کو حوالہ کی اور اوسکے ساتھ خواجہ کلاں و سلطان محمد دولدائی و ولی خازن اور وہ امرا جو ہندوستان میں رہ چکے تھے ساتھ گئے دوسرے روز دوشنبہ ۱۴ کو ہمایوں اپنی سپاہ سمیت حمید خان کے سر پر یکایک جا چڑھا۔ ہمایوں نے پہلے سو ڈیڑھ سو سپاہ قراولی کے طور پر بھیجی تھی۔ دشمن کے قریب پہنچکر قراول اوسے جا بھڑا ایک دو دفعہ اونمیں ردوبدل ہوئی کہ پیچھے سے ہمایوں کا لشکر نمودار ہوا۔ اوسکے دیکھتے ہی دشمن فرار ہوا۔ ہمایوں کے لشکر نے سو دو سو آدمیوں کو نیچے گرایا اور اونمیں سے آدھے آدمیوں کا سر اڑا دیا اور آدھے آدمیوں کو زندہ مع آٹھ سات فیل کے ہمایوں کے لشکر گاہ میں لایا۔ بعد و پنجشنبہ ۱۷ کو بابر کے پاس سو قیدی اور آٹھ سات ہاتھی لایا۔ سیاست کیلئے بابر نے اوستاد علی قلی خاں و تفنگ اندازوں کو حکم دیا کہ ان سب قیدیوں کو تفنگ مار دیں۔ یہ ہمایوں کی

اول پیدائش تھی اور اول کام تھا جسکو بابر نے کہا کہ یہ ایک ہمایوں شگون تھا۔ قاد قوچی یعنی ہلکی سپاہ مغروروں کے پیچھے گئی اور حصار فیروزہ کو جاتے ہی لے لیا اور اوسکو لوٹ کر مراجعت کی۔ حصار فیروزہ کا مع اوسکے توابع و مضافات کے ایک کروڑ کا محاصل تھا وہ اور کروڑ زر نقد ہمایوں کو بابر نے دیا اور یہاں سے کوچ کر کے شاہ آباد میں آیا۔ اور سلطان ابراہیم کی خبر لانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اسی منزل میں چند روز توقف کیا اور رحمت پیادہ کو فتحنامہ دیکر کابل روانہ کیا۔ اس منزل میں ہمایوں نے اپنا خط استرہ و مقراض سے درست کرایا۔

۱۸۔ جمادی الاول روز دوشنبہ کو آفتاب نے برج حمل میں تحویل کی اور لشکر ابراہیم سے متواتر خبر آئی کہ وہ آہستہ آہستہ ایک روز میں ایک دو کوس چل کر ہر منزل میں دو دو تین تین روز قیام کرتا ہے بابر بھی شاہ آباد سے ایک منزل درمیان کر کے دریائے جمن کے کنارہ پر سرساوہ کے مقابل آیا خواجہ کلاں کے ملازم حیدر قلی کو خبر لانے کے لئے بھیجا۔ بابر نے جمنا سے اُتر کر سرساوہ کی سیر کی اس منزل سے دریا کے نیچے کی طرف دو منزل کنارہ کے قریب قریب کوچ کیا تھا کہ حیدر قلی جو خبر لینے کے لئے بھیجا گیا تھا وہ یہ خبر لایا کہ داؤد خاں اور ہیتم خاں دریا پار میان دوآب میں چھہ یا سات ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا گیا ہے وہ ابراہیم کے مقام سے آگے تین چار کوس پر ہماری طرف کی راہ پر مقیم ہے۔ بروز یکشنبہ ۱۸ جمادی الاول کو اس سپاہ کے مقابلہ کے لئے چین تیمور سلطان اور افسروں کو مع کل سپاہ جرانغار کے جو سلطان جنید کے ماتحت تھا روانہ کیا۔ سپاہ ایک حصہ قول کا بھی جو یونس علی اور افسروں کے ماتحت تھا بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ دفعتہً غنیم پر ایلغار کر کے چڑھ جائیں۔ دوسرے روز وہ صبح کی نماز کے وقت دریا سے اُترے اور عصر و مغرب کے درمیان دشمن کے قریب آئے اور کچھ اپنے تئیں قریب کیا اور دشمن سے لڑنے چلے مگر بمجرد اس لشکر کے پہنچنے کے دشمن بھاگا اور اور وہ اوسکے پیچھے آدمیوں کو مارتے ہوئے لشکر ابراہیم تک پہنچے۔ ہیتم خاں کو جو داؤد خاں کا بڑا بھائی اور ایک سردار تھا اور ستر اسّی قیدیوں اور چھہ سات ہاتھیوں کو گرفتار کر کے لائے۔ دشمن کی سیاست کے لئے اکثر کی گردن اڑائی گئی۔

یہاں سے کوچ کر کے بابر نے کل سپاہ کو جنگ کے لئے جرانغار و برانغار و قول و ہراول میں

مرتب کیا اور اوسکو ملاحظہ کرکے دم کیا - روم کی یہ رسم ہے کہ جب سپاہ سوار ہوتی ہو تو اُسکا سپہ سالار
لمان یا چابک ہاتھہ میں لیتا ہو اور بموجب دستور مقررہ کے سپاہ کے شمار کا تخمینہ کرتا ہے جس کے
موافق وہ حکم لگاتا ہے کہ سپاہ کی مقدار اتنی ہوگی اسطرح بابر نے جو سپاہ کا قیاسی تخمینہ کیا تہا اُتنا
ہی تھا جتنی کہ سپاہ نظر میں آئی - اس منزل میں توقف ہوا کہ وہ اپنے حال کے موافق اسباب کو
درست کریں سات سو ارابہ (یعنی توپیں) تیار ہوئے اُستا قلی کو حکم ہوا کہ روم کے دستور کے موافق ارابوں
لو یعنے توپوں کے پہیوں کو گائے کے چمڑے کے رسوں سے بجائے زنجیر کے باندہ دے اور دو دو
توپوں کے درمیان چھہ سات توروں کی جگہ چھوڑے (بدایونی نے تورے کی جگہ توبرا لکھا ہے کہ
وہ مٹی سے بہرے ہوئے تھے) ان ارابوں کے پیچھے تفنگ انداز کھڑے ہو کر تفنگ چھوڑیں
(تفنگ سے مراد توڑے دار بندوق سے ہی) اس اسباب کی ترتیب کے نے میں پانچ چھہ روز اس منزل
میں توقف ہوا - اسباب کے تیار و تکمیل ہونے کے بعد امرا اور اہل علم و صاحب تمیز جوانوں کو مشورہ
عام کے لیے جمع کیا - اس مجلس میں یہ رائیں قرار پائیں کہ پانی پت ایسا شہر ہے کہ اسمیں محلے اور
گھر بہت سے ہیں وہ لشکر کے لئے خاصی اوٹ ہوا رہی - اور دوسری طرف اوسکے ارابے و تورے
مضبوط کئے جائیں اور اونکے پیچھے تفنگچی اور پیادے کھڑے کئے جائیں - بعد اسکے کوچ ہوا - ایک
منزل درمیان کرکے پنجشنبہ سلخ جمادی الاول کو پانی پت کے قریب بابر کا لشکر آیا - دائیں ہاتھہ کی طرف
شہر کے محلے تھے اور سامنے ارابے و تورے لگائے گئے بائیں طرف اور کئی مختلف جگہہ خندق
کھودی اور درختوں کی شاخوں کی باڑ لگائی - اور ایک ایک تیر کے فاصلہ پر اسقدر جگہ چھوڑ دی کہ
سو سو پچاس پچاس آدمی باہر نکل آئیں - بابر لکھتا ہے کہ میرے لشکر کے بعض آدمیوں کو بہت
تردد و توہم تھا مگر یہ توہم و تردد ناحق ہوتا ہے جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں تقدیر کیا ہے
وہی ہوتا ہے کچھہ اور نہیں ہوتا - مگر میں ان آدمیوں کو بھی کوئی الزام نہیں لگاتا اس لئے
کہ وہ دو تین مہینے سے اپنے وطن سے آئے تھے ایک ایسی بیگانی قوم سے لڑائی تھی کہ وہ نہ
انکی زبان سمجھتے تھے نہ وہ اوسکی زبان جانتے تھے -

غنیم کے حاضر لشکر کا ایک لاکھہ تخمینہ کرتے تھے اور امرا و رندا کے ہاتھی ہزار فیل و سکر پائیں

باپ دادا کا خزانہ جمع کیا ہوا نقد موجود تھا۔ ہندوستان میں رسم ہے کہ جسوقت ضرورت ہوتی
ہے تو روپیہ دیکر سپاہ کو ایک مدت کے لئے نوکر رکھ لیتے ہیں اور ان آدمیونکو بندی کہتے ہیں۔
اگر سلطان ابراہیم کو اسکا خیال آتا تو ایک لاکھ سپاہ اور جمع کر سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالی کو تو میرا
کام بنانا منظور تھا۔ نہ وہ اپنے جوانونکو راضی کر سکا نہ اپنے خزانہ کو قسمت کر سکا۔ بخل و امساک
اسکی طبیعت پر ایسا غالب تھا کہ وہ اپنے جوانوں کو راضی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ خود بے حد زر جمع
کرنے کا طالب تھا وہ ایک ناتجربہ کار جوان تھا وہ اپنی سب حرکتوں میں غافل تھا اسکا آنا
بغیر انتظام کے تھا اسکا قیام اور جانا بے تدبیری کے ساتھہ تھا۔ اسکا لڑنا بغیر دوراندیشی کے تھا۔
جسوقت پانی پت اور اسکی اطراف میں میرا لشکر اپنے مقام کو ارابوں و شاخوں و خندق سے مضبوط
و مرتب کر رہا تھا تو درویش محمد ساربان نے عرض کیا اسقدر احتیاط اس مقام کے استحکام میں کیگئی
ہے کہ ممکن نہیں دشمن کو خیال یہاں آنے کا ہو۔ میں نے اسے کہا کہ تو دشمن کو اوزبکوں کے خانوں
اور سلطانوں پر قیاس کرتا ہے مگر سمجھنے چاہئے کہ ان دشمنوں پر اُن دشمنوں کا قیاس نہ کر جنسے
ہم پہلے لڑ چکے ہیں ان دشمنوں کو یہ تمیز ہی نہیں ہے کہ کہاں آگے بڑھنا چاہئے اور کہاں پیچھے
ہٹنا۔ خدا تعالی نے میرے سب کام درست کئے اور جو میں نے کہا تھا وہی ہوا ہم پانی پت میں
آٹھہ سات روز رہے ہمارے تھوڑے تھوڑے آدمی دشمن کے بڑے لشکر کے سپاہیوں پر
تیر چلاتے تھے مگر وہ کوئی جنبش و حرکت نہ کرتے تھے۔ آخر کو بعض ہندوستانی امرا خیرخواہ کی
رائے پر عمل کیا کہ میں نے ملک خواجہ اور امرا کو چار پانچ ہزار سپاہ دیکر شبخون مارنے کے لئے
بھیجا۔ مگر وہ آپس میں دل اچھی طرح نہ ملے اور ایسے پریشان روانہ ہوئے کہ وہ دشمن کے لشکر
تک پہنچ کر کچھہ کام نہ کر سکے جب دن نکل آیا تو غنیم کے لشکر کے پاس پہونچے غنیم نے نقارہ
بجا کر اپنے ہاتھیونکو درست کرکے لڑنے آئے۔ اگرچہ میرا لشکر انکا کچھہ نہ کر سکا مگر یہ خیر ہوئی کہ اسقدر
آدمیوں نے اپنے تئیں بچا کر صحیح سلامت اولٹا چلا آیا اور کسی آدمی کی جان کو ضائع نہ ہونے دیا
محمد علی جنگ جنگ کے پاؤں میں تیر لگا اگرچہ وہ مہلک نہ تھا مگر وہ میدان جنگ میں پھر نہ جا سکا
میں نے یہ خبر سنکر ہمایوں کو کوس یا ڈیڑھ کوس آگے ان پاس بھیجا اور خود لشکر میں ہوکر انکی مدد کو

اور لیکر بابر پاس چلا شب خون کی سپاہ ہمایوں کے لشکر کے ہمراہ ہوئی۔ کوئی غنیم کا آدمی آگے نہیں بڑھا۔ ہم بھی پھر کر اپنے لشکر میں چلے آئے۔ اسی رات کو ایک جھوٹا غوغا مچا اور ایک گھڑی تک لشکر کے تیار ہونے کا شور مچتا رہا اور غل غپاڑہ رہا جنہوں نے پہلے ایسا غوغا نہیں دیکھا تھا اونکو تردد و توہم ہوا پھر کچھ دیر کے بعد یہ غوغا موقوف ہوا۔

صبح کی نماز کے وقت خبر آئی کہ غنیم درست ہو کر ہماری طرف آتا ہے۔ ہم بھی جیبہ پہنکر اور ہتیا ر باندہ کر سوار ہوئے۔ برانغار ہمایونکو اور اوسکے ساتھ اور افسروں کو اور جرانغار سلطان مرزا کو اور اوسکے ساتھ اور امیروں کو اور قول کا دست راست چین تیمور سلطان اور اور اوسکے ساتھ اور امیروں کو اور قول کا دست چپ خلیفہ اور اوسکے اور ہمراہیوں کو ہراول خسرو قتاش اور امیروں کو حوالہ ہوا اور عبدالعزیز میر آخور طرح میں متعین ہوا اور برانغار کی اوج میں ولی قزل اور اور امرا مقرر ہوئے۔ باقی قتہ کوچ مغلوں کی تلغمہ میں اور جرانغار کے اوج میں قراقوزی کو اور تنگری قلی مغول کو تلغمہ کے راست میں مقرر کیا اور او نکو ہدایت ہوئی کہ اگر دشمن بہت قریب آجائے تو چکر کھا کر اوسکے پیچھے آئیں۔

جب غنیم سامنے آیا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ برانغار کی طرف اوسکا میلان بہت ہے اس سبب سے عبدالعزیز کو کہ طرح میں متعین تھا برانغار میں کمک کے لئے بھیجا سلطان ابراہیم کی سپاہ دور سے نمودار ہوئی تھی وہ کسی جگہہ ٹھیری نہیں اور تیز چلی جب ہماری سپاہ اونکو نمودار ہوئی۔ اور آدمیوں نے دیکھا کہ وہ ترتیب سے حصوں میں بٹی ہوئی کھڑی ہوئی ہے اور اوسکی حفاظت ایسی ہوئی ہے جیسی کہ اوپر بیان ہوئی تو وہ ٹھیری اور سوچ بچار میں ہوئی کہ ہم ٹھیرے رہیں یا نہیں اور ہم آگے بڑھیں یا نہیں۔ وہ کھڑے نہیں ہو سکتی تھی نہ پہلی طرح سے تیزی کے ساتھہ آگے بڑہ سکتی تھی میں نے احکام بھیجے کہ سپاہ جو تلغمہ میں موجود ہے وہ دشمن کے دائیں بائیں طرف سے پھر کر اونپر تیر لگائیں جرانغار سے مہدی خواجہ پہلے آیا۔ دشمن کا ایک گروہ ایک ہاتھی کے ساتھہ اوسسے لڑنے آیا۔ ہماری سپاہ نے اونپر تیروں کا مینہ برسایا۔ یہ حصہ دشمن کی فوج کا الٹا چلا گیا۔ جرانغار کی کمک کو احمدی پروانچی کو بھیجا۔ دائیں جانب لڑائی سخت تھی۔ وہاں

میں نے محمد گوکلتاش کو بھیجا - اوستاد علی قلی نے بھی بہت دفعہ توپونکی بار ماری اور سامنے
کے دشمنوں کو خوب مارا - اور مصطفٰے توپچی نے بائیں طرف کے اپنے توپخانہ سے خوب کام لیا -
برانغار اور جرانغار و قول و تولغمہ نے غنیم کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جنگ میں بڑی کوشش
سے مشغول ہوئے اور اونپر خوب تیر برسایا ایک دو دفعہ دشمن نے کوتاہ حملے میرے لشکر کے
جرانغار اور برانغار پر کئے جنکو میرے لشکر نے ہٹا دیا غرض دو لشکر آپس میں ایسے گتھ گئے
کہ نہ اونکو آگے بڑھنے کی راہ تھی نہ بھاگنے کا راستہ تھا خدا کی عنایت سے یہ میرا مشکل کام سہل ہوا
اور ایسے بڑے زبردست دشمن کا لشکر دو پہر میں خاک میں مل گیا - میدان جنگ میں پانچ
چھہ ہزار آدمی مرے ہوئے ابراہیم کے پاس پڑے ہوئے تھے - میدان جنگ ادر اودہر اودہر کے
مرے ہوئے آدمی جو شمار ہوئے تو پندرہ سولہ ہزار تھے - آگرہ میں پہونچ کے بعض ہندوستانیوں
کی زبانی معلوم ہوا کہ چالیس پچاس ہزار آدمی اس معرکہ میں مردہ ہوئے - باقی کے پیچھے
قتل اور اسیر کرتا ہوا میرا لشکر گیا - جو امرا اپنے اپنے وہ امیروں اور افغانوں کو اسیر کرکے
لانے لگے اور بہت سے ہاتھی مع فیلبانوں کے لاکر پیشکش میں دینے لگے - غنیم کا کچھہ فاصلہ تک
تعاقب کرکے اور یہ سمجھکر ابراہیم زندہ میدان جنگ سے بھاگ گیا ہے میں نے قسمتی مرزا
کو مقرر کیا کہ وہ آگرہ تک اوسکا تعاقب کرے - جب میں ابراہیم کے لشکر کے درمیان سے گذرا
اور اوسکی سراپوں اور گھروں کی سیر کی تو سیاہ آب (کالندی) پر اترا - ظہر کی نماز پڑھی تھی
کہ خلیفہ کا چھوٹا بھائی طاہر طبری کو ابراہیم مُردوں میں ملا اوسکا سر کاٹ کے میرے پاس
وہ لایا - یہ حال ہم نے طبقات بابری سے نقل کیا ہے اور اسی بیان کو اور مورخوں کے بیان سے
زیادہ معتبر گنا ہے - ہم اسی جنگ کے بیان کو ایک اور پیرایہ میں ادا کرتے ہیں جس سے اصل
حال اسکا مختصر بیان میں آجاتا ہے - پانی پت کے جس میدان میں لڑائی ہوئی وہ ایک
وسیع قطعہ زمین ہموار ہے کہیں کہیں اسمیں کچھہ اونچے ٹیلے ہیں - کم پیداوار زمین بھی اسمیں
کہیں کہیں تھی - وہ بہت چھوٹی ندیوں سے کہیں سیراب بھی ہوتی ہے - گھاس پھوس جھاڑیاں
اگانے میں بھی وہ جست کرتی ہے - زیادہ تر حصہ اوسکا بنجر ہے جو اپنا سفید زرد سر دکھاتی ہے

معلوم ہوتا ہے کہ یہ میدان ایسا سنسان ویران بھیانک قدرت ہی نے اسلیے موضوع کیا ہے کہ قومیں اسمیں لڑا کریں +

اس میدان میں ۲۰- اپریل ۱۵۲۶ء کو سلطان ابراہیم نے اپنے سوار جمع کیے کہ حملہ آوروں سے لڑے ہندوستانی امرا خوب چمک دمک ملمع کے ہتیار لگائے ہوئے تہے۔ سیکڑوں ہاتھی سجے سجائے اونکے ساتھ تہے خیموں پر کلس ایسے نظر آتے تھے کہ کسی کھیت میں زراعت کے تھانونکو بچھا کر سونے کے درخت لگا دیے ہیں ونکو انمیں عیش و نشاط کا ہنگامہ گرم تھا۔ مگر اسے بالکل مختلف دوسری جانب کا حال تھا کہ وہ صحرا نورد جنگلی زندگی جنگ کے میدانوں میں گذری تھی اور وہ اپنے وطن کے کوہستانوں سے لڑتے ہوئے گرم لوؤں اور خشک صحراوں میں آئے تہے۔ بہت سے انمیں اپنے سردار کے یہاں بے تکلف چلے آنے سے تردد و توہم میں پڑے تھے۔ بابر نے جو لکھا ہے کہ یہ تردد و توہم انکا بیجا ہے مگر اونکی یہ حالت کہ وہ ایک بیگانہ ملک میں ایسے بڑے لشکر کے مقابل میں پڑے ہیں ایسی ہی کہ میں انکو زیادہ الزام اونکے تردد و توہم پہ نہیں لگا سکتا۔ مگر ان دونو لشکروں کے سپہ سالاروں کی لیاقتوں میں ایسا فرق تھا کہ ایک لشکر کی کمی اور اوسکے سپہ سالار کی لیاقت کی افزونی اور دوسرے لشکر کی زیادتی اور اوسکے سپہ سالار کی لیاقت کی کمی آپسمیں موازنہ کرتی تھی۔ شہنشاہ دہلی کو بابر کہتا ہے کہ وہ ناتجربہ کار اور کنجوس تہا سپہ گری کے فن سے ناآشنا۔ دشمن کے سامنے کھڑے رہنے میں بدسلیقہ۔ لڑنے میں ناعاقبت اندیش۔ برخلاف اسکے بابر تھا جسنے مصائب و مشکلات کے مدرسہ میں دانائی و تجربہ کا سبق سیکھا تہا اور کوئی واقعہ جنگ ایسا نہ تھا جو اوسکو نہ پیش آیا ہو۔ اوسکے لشکر کے دائیں جانب کی حفاظت پانی پت کی دیواریں کر رہی تھیں اوسکے مقابل کی جانب کی پاسبانی توپخانہ کرتا تہا۔ توپونکا زنجیرہ چمڑے کے رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اونکے رہکلے اور تورے حصار بنے ہوئے تھے۔ اوسکے پیچھے بندوقچی تھے جنکے توڑے دار بندوقیں قائم تھیں اور لمبی افغانی جزائل تھے جنکا ہولناک ہونا فرنگیونکی سپاہ کے زندہ آدمیونکی یاد میں ہے۔ بائیں طرف بابر نے خندقیں بنا کے اونمیں درختونکی شاخیں لگائی تھیں ان چیزونکی تیاریوں میں اوسنے بڑے گھنٹے لگائے تھے

دوسرے دن صبح کو بے صبر ابراہیم اپنے رنگ برنگ کے گھوڑے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے لایا جسکا نتیجہ جو ہوا وہ پہلے ہی سے معلوم تھا۔ ایک طرف کو شجاعت ما یوسانہ تھی اور کچھ سامان سائنٹفک لڑائی کا تھا۔ دوسری طرف مسلح آدمی متوسط تھے جنہیں نیزہ و تیر زنوں صفوں کا ہجوم وازدحام نہایت احمقانہ و بدانتظام تھا۔ مغلوں کے سواروں نے تین غول بنائے۔ دو غول دشمنوں پر جو آگے بڑہے چلے آتے تھے حملہ کرنے کے لئے اور ایک غول لشکر کی حفاظت کے واسطے رکھا۔ اونمیں تیر انداز بھی تھے جنہوں نے دشمن کے دائیں طرف نکل کر اوسکے عقب پر تیروں کا مینہ برسایا اور حیران پریشان کردیا۔ سامنے جو اونپر حملہ ہوا اوسکو اونکے توپخانہ نے پرے ہٹایا ہندوستانی سپاہ جتنی مغلوں کے نزدیک آتی تھی اوتنی وہ حملہ کرنے میں بیدل ہوتی جاتی تھی اُنکی صفیں کی صفیں آپسمیں ب کر تیروں سے چھدتی جاتی تھیں نہ وہ آگے بڑہ سکتی تھیں نہ پیچھے ہٹ سکتی تھیں اونکا ہجوم ہی اُنکے حق میں زہر ہوا۔ اور وہ گڈ بڈ خلط ملط ہوکر بے ترتیب ہوگئیں ابراہیم اور اوسکے منتخب آدمیوں نے بے فائدہ لڑائی کے سنبھالنے میں سعی کی سلطان کو اوسکے ایک مصاحب نے سمجھایا کہ ابھی وقت ہے کہ مہلکہ سے باہر نکل جائیے لیکن مغلوں کے سوار آگے تھے پیچھے تیر انداز تھے اسلئے ابراہیم نے باہر جانے سے انکار کیا۔ اور اپنے ہوا خواہ ملازموں کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ یہاں پانچ چھ ہزار ہندوستانیوں کی لاشیں اپنے سلطان کو ساتھ لئے ہوئے پڑی تھیں بابر کے حساب کے موافق پندرہ ہزار کا خون ہوا۔ ایک ہی معرکہ میں ہندوستان کے فرمانروا بدل گئے

اب پھر طبقات بابری سے نقل کرتے ہیں ۔

جس روز میں نے ہمایوں مرزا اور افسروں کو مقرر کیا تھا کہ جریدہ جاکر آگرہ پر قبضہ کریں خواجہ مہدی و محمد سلطان مرزا اور امرا کو مقرر کیا کہ پرتل سے جدا ہوکر ایلغار کرکے قلعہ دہلی میں جاکر خزانوں کی احتیاط کریں میں نے خود دوسرے روز صبح ایک کوس کوچ کرکے دریائے جمن پر قیام کیا کہ گھوڑے تازہ دم ہوجائیں دو منزل درمیان کرکے سہ شنبہ کو مزار شیخ نظام الدین اولیا کا طواف کیا اور دہلی کے پار جمنا کے کنارہ پر اُترا۔ شب چہار شنبہ کو قلعہ دہلی کی سیر کی اور رات کو یہاں رہا صبح کو قلعہ دہلی سے خواجہ قطب الدین کا طواف کیا مقبرہ و عمارات سلطان غیاث الدین بلبن و

سلطان علاءالدین خلجی دینار و حوض شمسی و حوض خاص و مقابر و باغات سلطان بہلول
کی سیر کی اور لشکر میں واپس آیا - ایک کشتی میں سوار ہوا اور غرق ہوا - دہلی کی شقداری کا منصب
ولی بیگ قزل کو دیا اور دولت بیگ کو دیوان دہلی مقرر کیا اور خزانوں پر مہر کر کے اونکو حوالہ کیے
روز پنجشنبہ کو کوچ کر کے تغلق آباد کی برابر جمنا کے کنارہ پر قیام کیا روز جمعہ کو یہاں توقف کیا
مولانا محمود و شیخ زین اور امیر دہلی ملنے آئے - اور جمعہ کی نماز میں میرے نام کا خطبہ پڑھا گیا
اور فقرا میں کچھ روپیہ تقسیم کیا - پھر وہ اولٹے آئے ہم نے ہفتہ کو اپنے قیام گاہ سے سفر کیا
اور کوچ بر کوچ کر کے آگرہ میں پہنچے - اور سلیمان فرملی کے مکان میں ٹھہرے مگر یہ مکان
قلعہ سے دور تھا - اسلئے دوسرے روز جلال خاں جگہت کی جاگیر میں اترا - ہمایوں یہاں
پہلے سے آیا تھا - اہل قلعہ نے غدر کر کے اوسکو اندر آنے نہیں دیا تھا - ہمایوں نے دیکھا کہ قلعہ میں
آدمی بے سرے ہیں خزانوں کو نہ لوٹ لیں اسلئے خزانوں کے برآمد کی راہ بند کی
اور میرے آنے تک چپکا بیٹھا رہا -

بکرماجیت ہندو کہ گوالیار کا راجہ تھا سو برس سے زیادہ ولایت گوالیار میں اوسکے
باپ دادا راج کرتے چلے آتے تھے سکندر کئی سال تک ہاں گوالیار کی فتح میں کوشش
کرتا رہا - بعد ازاں سلطان ابراہیم کی سلطنت میں اعظم ہمایوں شروانی نے کچھ مدت تک اسکا
محاصرہ کیا اور اوس پر کئی حملے کئے آخر کو صلح کر کے اوسکو لے لیا شمس آباد بکرماجیت کو دیا گیا
وہ سلطان ابراہیم کے ہمراہ ہو کر بابر سے لڑا اور مارا گیا - اوسکے اہل و عیال و خیلخانہ آگرہ میں تھا
جب ہمایوں آیا تو بکرماجیت کے آدمیوں نے بھاگنے کا ارادہ کیا - مگر ہمایوں کے آدمیوں نے
اونکو گرفتار کر لیا - ہمایوں نے اونکے لوٹنے کی اجازت نہیں دی - اونہوں نے اپنی خوشی سے
بہت سے جواہر پیشکش میں دیے اونمیں ایک نامور ہیرا تھا جسکو سلطان علاءالدین لایا تھا
ایسا مشہور ہے کہ ایک جوہری نے اوسکی قیمت کا تخمینہ کیا تھا کہ جتنا روپیہ سارے عالم کا
ایک روز کے خرچ میں صرف ہوتا ہے اوسے آدھی اوسکی قیمت ہے - اوسکا وزن آٹھ مثقال
کا تھا - ہمایوں نے میری نذر کیا میں نے اوسے ہی پھر دیدیا - یہ ہیرا کوہ نور ہے جسنے بہت

اپنے مالکوں کو تباہ کیا ہے۔ اب وہ جناب قیصر ہند کے تاج میں چمکتا ہے۔ اوٹیلے ورنیر نے اسکی
قیمت کا تخمینہ ......۰ پونڈ کیا ہے)

قلعہ کے اندر جو سپاہی تھے اونمیں دو نامردیہ تھے ملک داد کرانی بین سور۔ فیروز خاں
میواتی اونہوں نے کچھ حیلے حوالے کئے تھے اونکی سیاست کے واسطے آدمی بھیجے گئے۔ ملک داد کرانی
اور بعض امروں نے مجھسے ملنے کی استدعا کی چار پانچ روز کے اندر میں نے اونکی استدعا کے موافق
عنایت و شفقت کی اور سب قصور اونکے معاف کردیے۔ ابراہیم کی ماکو سات لاکھ ٹنکہ کی جاگیر
دی۔ اوسکے ہمراہی امرا میں سے ہر ایک کو پرگنے دیئے۔ آگرہ سے ایک کوس پر ایک محل میں اسکو
بھجوا دیا۔ دوشنبہ ۲۸ رجب کو آگرہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور سلطان ابراہیم کے محل میں اترا
جب میں نے سنہ ۹۱۰ھ میں ولایت کابل کو فتح کیا تھا تب سے ہندوستان کے فتح کرنے میں ہر دن
میرا خیال لگا رہتا تھا کبھی امیروں کی سست رائی اور کبھی بھائیوں کی ہمتائی سے ہندوستان
پر یورش میسر ہوئی نہ اوسکے ممالک مسخر ہوئے۔ آخر کو یہ سب موانع دفع ہوئے۔ کوئی چھوٹا بڑا امیر
ایسا نہ رہا کہ میرے اس مقصود کے خلاف کوئی بات کہتا۔ سنہ ۹۲۵ھ میں لشکر کشی کرکے قلعہ
بحضور کو دو تین گھڑی میں فتح کرلیا۔ قلعہ کے آدمیوں کا قتل عام کیا۔ بھیرہ میں آیا۔ اس کو
تاخت و تاراج نہیں کیا۔ نقد و جنس چار لاکھ شاہرخی کا وہاں کے آدمیوں سے لیکر لشکر میں تقسیم کردیا
اور کابل میں رجعت کی۔ اس تاریخ سے تاریخ سنہ ۹۳۲ھ تک سات آٹھ سال میں پانچ دفعہ
ہندوستان پر لشکر کشی۔ پانچویں دفعہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلطان ابراہیم جیسے
غنیم کو ابتر و مقہور کیا۔ ہندوستان جیسا ملک مسخر و میسر ہوا۔ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد سے اس تاریخ تک اس طرف کے بادشاہوں میں سے تین بادشاہ ولایت
ہندوستان پر مسلط ہوئے ہیں اور اونہوں نے سلطنت کی ہے۔ ایک سلطان محمود غزنوی ہے اور اوسکی
اولاد ہندوستان کی مملکت کے تخت پر مدت مدید تک بیٹھی رہی۔ دوم سلطان شہاب الدین
غوری اور اوسکے غلاموں اور توابع نے بہت برسوں اس ملک میں بادشاہی کی ہے۔ سوم میں ہوں
مگر میرا کام ان بادشاہوں کے کاموں سے مشابہت نہیں رکھتا اسلئے کہ سلطان محمود نے جب

ہندوستان کو مسخر کیا تو خراسان کا تخت اوسکے تحت میں تھا سلاطین خوارزم و دارالملک
اوسکے مطیع و منقاد تھے۔ سمرقند کا بادشاہ اسکا زیردست تھا اگر اسکا لشکر دو لاکھ نہ تھا۔ تو
ایک لاکھ ضرور تھا۔ اس ملک میں راے راجہ بہت سے راج کرتے تھے۔ تمام ہندوستان کا ایک
بادشاہ تھا۔ دوم سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ خراسان کی سلطنت نہ رکھتا تھا۔ مگر اس کا
بڑا بھائی سلطان غیاث الدین غوری یہ سلطنت رکھتا تھا۔ طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ وہ
ایک دفعہ ایک لاکھ بیس ہزار لشکر لیکر آیا۔ اسکے غنیم یہیں کے راے راجہ تھے۔ تمام ہندوستان
میں ایک بادشاہ نہ تھا۔ میں جب بھیرہ میں آیا تو پندرہ سو غایت دو ہزار آدمی میرے ساتھ تھے
۔ پانچویں دفعہ میں جو سلطان ابراہیم کو میں نے زیر کیا اور ممالک ہندوستان کو فتح کیا تو میرے ہمراہ
جو لشکر تھا اوسمیں نوکر و سوداگر و چاکر سب ملکر کل بارہ ہزار قلم بند ہوئے تھے۔ کبھی ہندوستان کے
فتح کرنے کو اسقدر کم لشکر نہیں آیا۔ میرے پاس جو ملک تھا وہ بدخشان و قندہار و کابل و قندز
تھا اور انسے کوئی نفع معتد بہ نہیں ہوتا تھا بلکہ اونکی مدد عظیم کرنی لازم تھی غنیم بالفعل میں موجود تھا
ماوراء النہر کی تمام ولایات اوزبک خوانین و سلاطین کے تصرف میں تھیں جنکے لشکر کا تخمینہ ایک
لاکھ ہوتا تھا۔ وہ میرے قدیمی دشمن تھے۔ مملکت ہندوستان بھیرہ سے لیکر بہار تک افغان بادشاہ
کے تصرف میں تھی اوسکا بادشاہ سلطان ابراہیم تھا جسکے لشکر کا حساب پانچ لاکھ آدمیوں کا
کرنا چاہئے۔ اسوقت بعض امراء پورب اسکی مخالفت کر رہے تھے اسکا حاضر لشکر کا تخمینہ ایک لاکھ
تھا۔ خود اور اوسکے امراء کے ہاتھی ہزار کے قریب تھے۔ میں نے توکل کرکے اوزبک جیسی لاکھ پرانے
باغی پس پشت چھوڑے اور سلطان ابراہیم جیسے صاحب لشکر اور مالک ملک سلیمان کے روبرو آیا
اس توکل کے سبب سے خدا تعالی نے میری محنت و مشقت کو ضایع نہیں کیا غنیم کو جو بڑا تھا
مغلوب کر لیا اور ہندوستان جیسی وسیع مملکت کو مفتوح۔ یہ دولت مجھے اپنی قوت و زور سے
نہیں حاصل ہوئی اور یہ سعادت اپنی سعی و ہمت سے نہیں ملی بلکہ محض عنایت و کرم الہی سے
ملی ہے۔ غرض بابر نے اپنی اس فتح کا حال اسطرح بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
اسکو سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی فتوح سے بہتر سمجھتا تھا۔ اگرچہ ان چند ابتدا

صوبوں کی فتح کو جو سلطان ابراہیم کے قبضے میں تھے. سارے ہندوستان کی فتح سمجھنا یا سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین کی فتح کی برابر جاننا بیجا نہیں معلوم ہوتا۔ مگر جب اس فتح کی خصوصیات پر غور کیجائے وہ ایک کار عظیم معلوم ہوتا ہے اور اوسکے نتائج پہلے فتوح سے زیادہ عظمت و وقعت رکھتے ہیں۔ یہ فتوح ایسے بادشاہوں کی سلطنت کی بانی مبانی ہوئی کہ جنکے عہد میں ہندوستان کا ملک غایت شادابی اور نہایت آبادی کو پہنچا۔ گو جس قدر حکومتیں آج کل ہندوستان میں قائم ہیں وہ انہیں بادشاہوں کی تباہی کے نتیجے اور بربادی کے نمونے ہیں +

حدود

بابر لکھتا ہے کہ ہندوستان کے ممالک وسیع و پر مردم و پر حاصل ہیں مشرقی و جنوبی بلکہ غربی حدود دریاے محیط پر ختم ہوتی ہیں اوسکے شمال میں ایک پہاڑ ہے جیسے کوہ ہندوکش و کافرستان و کوہستان کشمیر پیوستہ ہیں۔ مغرب و شمال میں اوسکے کابل و غزنی و قندہار واقع ہیں پایہ تخت اسکا دہلی ہے۔ سلطان شہاب الدین غوری کے عہد سے سلطان فیروز شاہ کے عہد تک اکثر سلاطین دہلی کے تحت و تصرف میں ہندوستان رہا اور اس تاریخ (یعنی) ہندوستان فتح کیا پانچ مسلمان بادشاہ اور دو ہندو راجہ ہندوستان میں سلطنت کرتے تھے۔ اگرچہ اور راے راجہ چھوٹے چھوٹے بہت سے پہاڑوں اور جنگلوں میں راج کرتے تھے۔ مگر انہیں معتبر و مستقل سات ہی تھے۔ اول ان سلطنتوں میں سے افغانوں کی بادشاہت تھی انکی حکومت بھیرہ سے بہار تک تھی اور اسمیں دار السلطنت دہلی شامل تھا۔ افغانوں سے پہلے جونپور سلطان حسین شرقی قابض تھا۔ اوسکے باپ دادا فیروز شاہ تغلق اور اور تغلق بادشاہوں کے ہاں ساقی تھے فیروز شاہ کے بعد اس ملک پر قابض ہوئے جس وقت کہ دہلی میں سلطان علاء الدین بادشاہ تھا۔ وہ سیدوں کے خاندان میں تھا جسکے باپ دادا کو امیر تیمور نے دہلی کی سلطنت عنایت کی تھی اوسنے سلطان بہلول و سلطان سکندر کے پایہ تخت دہلی سے پایہ تخت جونپور تک قبضہ کر لیا اور دونو سلطنتوں کو ایک کر دیا انکا بادشاہ ایک سمجھنے لگا۔ دوم گجرات اسمیں سلطان مظفر بادشاہ تھا۔ وہ سلطان ابراہیم کی

ہندوستان کی سلطنتوں کی کیفیت +

شکست سے کچھ دنوں پہلے اس دنیا سے چل بسا تھا۔ وہ طالب علم تھا۔ حدیث پڑھا کرتا تھا۔ قرآن شریف لکھا کرتا تھا۔ اس کے خاندان کو تانک کہتے ہیں۔ اُس کے باپ دادا سلطان فیروز شاہ اور اوسکے خاندان کے شراب دار تھے۔ فیروز شاہ کے بعد وہ ولایت گجرات پر قابض ہوگئے تھے۔ سوم دکن میں بہمنوں کا خاندان فرمانروائی کرتا تھا۔ اس زمانہ میں سلاطین دکن کے ہاتھ میں اختیار اور اقتدار نہیں رہا تھا۔ اونکی ولایتوں کو اونکے امرا دبا بیٹھے تھے۔ یہاں بادشاہ ہر کام میں ان امیروں کے محتاج ہوگئے تھے۔

چہارم مالوہ جسے مانڈو بھی کہتے ہیں۔ یہاں سلطان محمود بادشاہ تھا جسکے خاندان کا نام خلجی تھا۔ اس کے باپ دادا بھی سلطان فیروز شاہ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ اسکے بعد وہ ولایت مالوہ پر قابض ہوگئے تھے۔ اس وقت اُنمیں ضعف آگیا تھا۔ رانا سنگا نے اسکا ملک بہت دبا لیا تھا۔ پنجم بنگالہ اسمیں نصرت شاہ بادشاہ تھا جسکو سلطنت وراثت میں ہاتھ آئی تھی۔ اسکا باپ بنگالہ میں بادشاہ ہوا تھا۔ وہ سید تھا اور اوسکا لقب سلطان علاء الدین تھا۔ بنگالہ میں یہ عجیب رسم ہے کہ سلطنت میراث میں کمتر ملتی ہے۔ بادشاہ کے واسطے ایک تخت اور امرا و وزرا و صاحب منصبوں میں سے ہر شخص کے لئے ایک جگہہ مقرر ہے۔ اہل بنگالہ اس تخت اور جگہہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ ہر جگہہ کے واسطے نوکر چاکروں کی ایک جماعت معین ہے۔ جب بادشاہ کسی عہدہ دار کا عزل نصب کرتا ہے تو سب نوکر چاکر تابعین کا وہ عہدہ دار ہی مختار ہوتا ہے۔ بادشاہ کے تخت میں بھی یہ خاصیت ہے کہ جب کوئی شخص بادشاہ کو مار کر تخت پر بیٹھتا ہے اوس کو سب بادشاہ مانتے ہیں امرا و وزرا سپاہ و رعیت سب اسکی اطاعت کرتے ہیں اور اوسکو سابق بادشاہ کی طرح فرمانروا جانتے ہیں اہل بنگالہ کا قول ہے کہ ہم تخت کے نمک حلال ہوا خواہ ہیں جو شخص تخت پر بیٹھتا ہے ہم اوسکے مطیع و منقاد ہوتے ہیں جیسے کہ سلطان علاء الدین پدر نصرت شاہ سے پہلے ایک حبشی (مظفر شاہ حبشی) بادشاہ کو مار کر بادشاہ ہوا تھا۔ اُسنے مدت تک سلطنت کی۔ اس حبشی کو سلطان علاء الدین مار کر بنگالہ کا بادشاہ ہوگیا۔ اب اسکا بیٹا بادشاہ بطریق ارث بادشاہ ہوا ہے۔ ایک اور بنگالہ میں یہ رسم ہے کہ جو نیا بادشاہ ہو وہ ضرور ہے ایک نیا خزانہ جمع کرے۔ بادشاہ کا خزانہ جمع کرنا اوسکے فخر و مباہات کا سبب جانتا ہے۔ ایک اور رسم یہ ہے کہ پائگاہ (اصطبل) خزانہ کل میتات سلاطین کے خرچ اٹھانے کے لئے قدیم زمانہ سے پرگنے مقرر ہیں اونکی آمدنی انکو کسی اور طرح سے انکا خرچ

نہیں اٹھایا جاتا ۔ یہ پانچ بادشاہ جو اوپر بیان ہوئے ہیں بڑے صاحب لشکر اور معتبر مسلمان ہیں ہندوؤں میں باعتبار ملک اور لشکر کے دو بڑے راجہ ہیں ایک راجہ بیجانگر ہے دوسرا رانا سنگا جو زمانہ حال میں اپنی جرأت و شمشیر کے زور سے بڑا صاحب قدرت راجہ ہو گیا ہے اصل ولایت اوسکی چتوڑ ہے جب سلاطین اسلام کی سلطنت میں خلل پڑا ہے تو اوسنے مانڈو کی سلطنت میں سے بہت سے ملک دبا لئے جیسے کہ رنتھنبور سارنگ پور بھیلسا چندیری سنہ ۹۳۴ھ میں عنایت الہٰی سے میں نے دو گھڑی میں چندیری کو بزور لے لیا ۔ وہاں کے کافروں کو قتل عام کیا اور اوسکو دار الاسلام بنایا اسکا مفصل ذکر آگے آئیگا چند سال سے چندیری دار الحرب ہوئی تھی اور وہاں میدنی رائے راج کرتا تھا جو رانا سنگا کے نہایت معتبر اور معزز امیروں میں سے تھا ۔ ملک ہندوستان کی جانب اور اطراف میں بہت سے راجا اور راے ہیں بعض اونمیں سے مطیع الاسلام ہیں اور بعض اون میں سے اسلام کے بادشاہوں کے مطیع اس سبب نہیں ہیں کہ اونکے ملک دشوار گذار اور نہایت بعید فاصلہ پر واقع ہیں بہیرہ سے بہار تک جو ملک کہ میرے قبضہ و تصرف میں تھا اوسکا سالانہ خراج یعنی آمدنی زمین باون کروڑ تنگہ تھی جسکی تفصیل ذیل میں ہے اس آمدنی میں سے یہاں کے راے اور راجاؤں اور راناؤں کو پہلے بادشاہوں نے مدت سے انکی اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب سے آٹھ نو کروڑ تنگہ کی جاگیریں دے رکھی تھیں ۔ اگرچہ تزک بابری کے فارسی ترجمہ میں یہ نقشہ آمدنی نہیں ہے لیکن چغتائی ترجمہ میں یہ لکھا ہے کہ دریاے سندھ کے اس طرف جو ملک بابر کی حکومت کے اندر ہیں اونکی آمدنی یہ ہے

	نام ملک	آمدنی تنکوں میں
۱	سرکار جو ستلج سے اس طرف ہے ۔ بہیرہ ۔ لاہور سیالکوٹ دیپالپور اور بعض اور ملک	۲۶۲۱۵۹۸۰
۲	سرہند مع مضافات	۱۲۹۳۱۹۸۵
۳	حصار فیروزہ	۱۳۰۷۵۱۰۴
۴	دار الملک دہلی کے ممالک و دوآبہ	۳۶۹۵۰۲۵۴
۵	میوات جو سکندر لودی کے زمانہ میں سلطنت کا حصہ نہ تھا	۱۴۹۸۱۰۰۰

نام ملک	آمدنی تنکوں میں
۶ بیانہ	۱۲۲۱۴۹۲۰
۷ آگرہ	۲۹۷۶۹۱۹
۸ (میاں ولایت) (شاید دوآبہ کے کسی حصہ سے مراد ہو)	۲۹۱۱۹۰۰۰
۹ گوالیار	۴۲۲۵۷۴۵۰
۱۰ کالپی۔ستہندہ۔گررا	۴۲۸۵۵۹۵۰
۱۱ قنوج۔	۱۳۹۶۳۲۵۸
۱۲ سنبھل	۱۳۸۴۴۰۰۰
۱۳ لکھنو و لکھسر	۱۳۹۸۲۴۳۲
۱۴ خیرآباد	۱۲۶۵۰۰۰
۱۵ اودہ و بہرائچ	۱۱۷۲۱۳۶۹
۱۶ جونپور	۴۰۰۸۸۳۳۳
۱۷ کڑا مانک پور	۱۸۳۲۷۲۰۰
۱۸ بہار	۴۰۵۹۰۰۰۰
۱۹ سروہی	۱۵۵۱۷۵۰۶
۲۰ ساران	۱۱۰۱۸۹۷۹
۲۱ جرپارہ (چنپارن)	۱۹۰۸۹۸۹۰۹
۲۲ گونڈہ	۴۴۳۰۳۰۰
۔ راجہ مثانہ۔راجہ ادب برن (نرائن) چاندی کا تنکہ	۲۵۵۰۰
سیاہ تنکہ	۲۷ لاکھ پچاس ہزار
مشتبہ	۲۰۰۰۰۰۰

ناگور۔راجہ بکرماجیت ستھنبور۔راجہ کلنجری۔راجہ سنگھ دیو۔راجہ بکرم دیو۔راجہ بکھو چند

جو دو قبیلے پہلے تھے وہ مشتبہ ہیں

۲۳ ترہت خدمتانہ راجہ ترہت ۲۵۰۰۰۰ ٹنکہ نقرہ و ۲۷۵۰۰۰۰ ٹنکہ سیاہ

۲۴ رنتھنبور ۲۰۰۰۰۰۹

۲۵ ناگور ۱۲۰۰۰۰۰۰

۲۶ راجہ بکرماجیت راٹھور | یہ سب ملکر ۲۷۵۰۲۳۳۷۴۴۴ ½ ٹنکہ دیتے تھے
۲۷ راجہ کالنجری | ترہت کی سیاہ ٹنکہ ۲۷۵۰۰۰۰
| کل ۴۴۶۵۳۳۴۵۷ ½ ٹنکہ

۲۸ راجہ نرسنگہ دیو
۲۹ راجہ بھیکم دیو | اسکے علاوہ ۲۵۰۰۰۰ نقرہ ٹنکہ ترہتی خدمتانہ ہے اور بہت سے
۳۰ راجہ بھیکم چند | راجاؤں کا خراج نا معلوم ہے

طبقات بابری میں ہندوستان کا جغرافیہ بابر نے نہایت عمدہ لکھا ہے اور اوسمیں ہندوستان کی بہت چیزوں کا بیان ہے مگر اوسنے ترکی زبان میں اپنے اہل ملک کی فہمایش کے لئے لکھا تھا۔ انمیں سے بہت سی چیزوں کا بیان کرنا ضرور نہیں ہے اسلئے کہ ہم اونکو روز دیکھتے ہیں جیسے کہ رہٹھہ کا چلنا گھڑی پر چرسونکا کھینچنا۔ چرندوں پرندوں۔ درندوں کی صورتیں و عادتیں ہم صرف وہی باتیں لکھتے ہیں جو اوسنے ہندوستان کی نسبت وہ لکھی ہیں جنکے پڑھنے سے ہمکو دلچسپ آگاہی ہو۔ وہ لکھتا ہے کہ ہندوستان عجب جگہ واقع ہے کہ چاروں اقلیم اول و دوم و سوم و چہارم میں اپنا حصہ رکھتا ہے۔ کشمیر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتا ہے کہ کوہستان کشمیر میں جو لوگ رہتے ہیں اونکو کھسیا کہتے ہیں اور میر سنسکرت میں پہاڑ کو کہتے ہیں پس کھسیا کا کش ہو گیا اور میر باقی رہا جسکے معنی یہ ہوئے کہ وہ پہاڑ جسپر کھسیا رہیں وہ لکھتا ہے کہ اس ملک کا عالم ہمارے ملک کے عالم سے ہی نرالا ہے کوہ و دریا و جنگل و صحرا و حیوانات و نباتات و مردم و زبان و باد و باران اسکے اور ہی رنگ ڈھنگ رکھتے ہیں۔ کابل کے توابع میں سے گرمسیر ہندوستان سے بعض چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے اور بعض میں نہیں آب سندھ سے گذرتے ہی آب و صنعت و ملک و ایلات اور اوس کی رواہ و رسم تمام اوسکی طرح ہندوستانی ہے پہاڑوں

ہندوستان کا جغرافیہ جو بابر نے طبقات بابری میں لکھا ہے +

دریاؤں کا بیان اسنے ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ آجکل جغرافیوں میں لکھا جاتا ہے۔ وہ ایسا
ملک میں یہ عیب بتاتا ہے کہ سوا دریاؤں کے اور آب رواں یعنے نہریں نہیں ہیں ہندوستان میں
ولایتیں اور شہر بے صفا ہیں۔ تمام زمینیں ایک ہی وضع کی ہیں اوسکے باغوں میں دیوار نہیں ہوتی
اس میں اکثر میدان چٹیل ہیں اور بعض میدانوں میں گھاس ہے۔ دریا و ندیاں برسات
کے مینہ سے بھر جاتی ہیں کہ ہر جگہ عبور و مرور متعذر ہوتا ہے۔ شہر کے آدمی تالابوں سے
جنہیں برسات میں پانی بھر جاتا ہے اور کنوؤں سے پانی پیتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ
ہندوستان میں دہات و شہروں کا آباد اور ویران ہونا تھوڑے سے عرصہ میں واقع ہوتا ہے
بڑے بڑے شہر جو مدتوں سے آباد ہیں جب انمیں بھگڑ پڑ جاتی ہے تو ایک آدھ روز میں
ایسے ویران ہو جاتے ہیں کہ کوئی آثار و علامت اونکی باقی نہیں رہتی اگر وہ پھر آباد
ہوتے ہیں تو کسی نہری کھودنے اور بندھ باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کوئی حوض یا
کنواں کھود لیا۔ بانس پھونس اور لکڑیوں کے مکان بنا لئے۔ درختوں کی کثرت ہے
لکڑیاں آسانی سے ملتی ہیں یوں فوراً شہر اور گانو آباد ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کے
مخصوص جانوروں میں سے اوسنے ہاتھی کا بیان دلچسپ لکھا ہے جس ارابہ کو
چار پانچ سو آدمی کھینچیں اوسکو ایک دو ہاتھی آسانی سے کھینچ سکتے ہیں۔ پھر گینڈے کی
کیفیت لکھی ہے پھر اور جانوروں کا حال لکھا ہے جسکو ہم سب بغیر پڑھے جانتے ہیں۔ پھر
نباتات کا ذکر کرتا ہے جسمیں آموں کا بیان خوب لکھا۔ ہندوستان کی فصلوں کا اور اونکی
پیداوار کا ذکر کیا ہے۔ یہاں کی اوقات و اعداد کا بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اکثر
ہندو مسلہ تناسخ کے قائل ہیں اور اپنی اپنی قبیلہ کا نام جدا جدا رکھتے ہیں۔ اہل حرفہ
اپنے باپ دادا ہی کا کام کرتے ہیں۔ ہندوستان میں لطافت کم ہے اوسکے آدمیوں
میں حسن نہیں حسن اختلاط و آمیزش آمد و رفت نہیں ادراک نہیں ادب نہیں کرم و مروت
نہیں شہروں اور گانوں میں سیاق نہیں گلی کوچوں میں صفائی نہیں گھوڑا خوب نہیں
گوشت اچھا نہیں انگور و خربزہ و میوے خوب نہیں۔ یخ و آب سرد نہیں بازاروں میں

نہ طعام خوب ہے نہ نان خوب نہ حمام نہ مدرسہ نہ شمع نہ مشعل نہ شمعدان۔ دیوٹ ہوتا ہے اوسکو
چراغدان کی بجائے رکھتے ہیں اور بتی جلاتے ہیں اور کپی سے اُس میں تیل ڈالتے ہیں یہ دیوٹ
سیکڑوں ہوتے ہیں بجائے شمع و مشعل کے کام میں لاتے ہیں بادشاہوں اور امیروں کو اگر
رات کو کام شمع سے پڑے تو اونکے سامنے بھی یہی دیوٹ چیکٹ بھرا آتا ہے عمارتوں اور باغوں
میں آبہائے رواں نہیں اونکی عمارت میں نہ صفائی ہے نہ ہوا کا سماق اچھا ہے۔ رعیت اور
چھوٹے آدمی سب ننگے پاؤں پھرتے ہیں لنگوٹی و لنگوٹہ باندھتے ہیں عورتیں دھوتی آدھی ٹانگوں
میں اور آدھی سر پر اوڑھتی ہیں پس ہندوستان کی یہی لطافت ہے کہ بڑی ولایت ہے
طلا و نقرہ بہت ہے ہوا برشکال میں اونکی خوب ہوتی ہے (بابر شراب پیتا تھا اسلئے اوس کو
برسات کی ہوا خوب معلوم ہوتی ہوگی) مینہ خوب برستے ہیں جہاں پانی نہیں ہوتا وہاں بھی
پانی کی سیلیں بہنے لگتی ہیں بارش میں ہوائیں خوب ہوتی ہیں اونمیں اعتدال اور لطافت
ہوتی ہے۔ انمیں عیب یہ ہوتا ہے کہ وہ تر و نم ایسی ہوتی ہیں کہ ہماری ولایت کی کمان کبھی تیر
اس موسم میں نہیں چھوٹ سکتا۔ کمان ہی کا حال یہ نہیں ہوتا بلکہ جبہ و کتاب درخت وسلاح
میں اسکا اثر ہوتا ہے عمارت بھی بہت دیرپا نہیں ہوتی سوائے برسات کے جاڑے اور گرمی میں
اچھی ہوائیں چلتی ہیں مگر آندھیاں بھی آتی ہیں جنمیں وہ خاک ہوتی ہے کہ ایک آدمی دوسرے
آدمی کو نہیں دیکھ سکتا۔ دوسری لطافت اس ملک میں یہ ہے کہ ہر صنعت و ہر حرفہ کے آدمی بے حد
نہایت موجود ہیں ہر کار و ہر چیز کے واسطے آدمی معین ہیں کہ وہ باپ دادا سے ایک ہی کام کرتے
چلے آتے ہیں۔ چنانچہ ملا یزدی نے ظفر نامہ میں لکھا ہے کہ آذربائیجان و فارس و ہندوستان
اور ممالک کے سنگتراش دو سو سمرقند کی مسجد میں کام بناتے تھے۔ اب یہاں آگرہ میں محض
میری عمارت چھ سو اسی سنگتراش بناتے ہیں یہی حال ہر پیشہ و حرفہ کا ہے بابر
کو یہاں تین چیزیں بہت ناپسند تھیں گرمی۔ گرد۔ آندھی۔ آب رواں کا نہ ہونا۔ اسلئے اسنے
آگرہ میں جا بجا باغ لگائے تھے اور نہریں جاری کی تھیں جو مدتوں تک اسکی یاد دلاتے رہے۔
ابوالفضل لکھتا ہے کہ ۹۳۵ھ میں جب بابر کو اطراف کے دیکھنے بھالنے کا انتظام ہوا ایلچی کو

ستر لاکھ خزانہ سے دئے گئے اور لکھا ہے کہ امر خزانہ جسکا روپیہ تحقیق نہیں کہ کتنا تھا ہمایوں کو انعام مرحمت دیدیا۔ کسی امیر کو دس لاکھ تنکہ کسی کو آٹھ لاکھ کسی کو سات لاکھ کسی کو چھ لاکھ دئے۔ اور لشکر کے آدمیوں میں سے افغانوں و اہل ہزارہ و عرب و بلوچ اور ہر جماعت کو حسب حیثیت اوسکے خزانے سے نقد انعام دیا گیا۔ ہر سوداگر و ہر طالب علم کو بلکہ ہر شخص کو کہ اس لشکر میں ہمراہ تھا انعام و بخشش دی گئی۔ کامران کو ۱۷ لاکھ محمد زمان مرزا کو ۱۵ لاکھ عسکری و ہندال بلکہ جمیع خویشوں و عزیزوں چھوٹے بڑوں کو بہت سی اشرفیاں و روپئے و اسباب جواہر و بردہ و سوغاتیں دی گئیں۔ سپاہیوں نے بھی روپیہ پاکر بہت سوغاتیں سمرقند و خراسان و کاشغر و عراق کو اپنے خویشوں و عزیزوں کے پاس بھیجیں خراسان و سمرقند میں جو مشایخ تھے اونکو نذریں بھیجی گئیں بلکہ لاکھ بدریاں روانہ ہوئیں۔ ولایت کابل و جہندہ و رشک میں ہر مرد و زن و بندہ و آزاد و بالغ و نابالغ کو ایک شاہرخی دی گئی (بعض مورخ لکھتے ہیں جو سلطان ابراہیم نے اپنی جسنے اور اور بادشاہوں نے برسوں میں جمع کیا تھا وہ بابر نے ایک دن کی مجلس میں بانٹ جونٹ برابر کیا اور سبکو معلوم ہوگیا کہ بابر کا لقب قلندر اسی سبب ہے کہ وہ کچھ دولت و خزانہ کی پروا نہیں کرتا۔ ادہر تیغ سے لیا اودہر بیدریغ دیا)

بابر کا لقب قلندر

بابر لکھتا ہے کہ جب میں آگرہ میں آیا تو میرے آدمیوں اور ہندوستانیوں میں عجب مغایرت و منافرت تھی میرے آدمیوں کی آواز سے رعیت و سپاہی دور دور بھاگتے تھے۔ بعد ازاں سوا دہلی و آگرہ کے باقی سب جگہ کے قلعہ داروں نے اپنے قلعوں کو خوب مضبوط کیا اور اطاعت نہ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ قاسم خان نے حصار سنبھل سنبھالا۔ نظام خاں نے بیانہ میں بنا استحکام جمایا راجہ حسن خان نے میوات میں علم مخاصمت بلند کیا۔ یہ مردود ملحد کل شروں و فسادوں کی جڑ تھا دھولپور میں محمد زیتون نے منار مخالفت اختیار کی۔ گوالیار کو تاتار خاں سارنگ خانی نے مستحکم کیا رابری میں حسین خاں لوحانی نے اور اٹاوہ میں قطب خاں نے کالپی میں عالم خان (عالی خانی) مخالفت کی۔ قنوج اور دریائے گنگ اس طرف کا ملک مخالف افغانوں کے پاس تھا مثل ناصر خاں لوحانی معروف فرملی اور امرا اور بھی جو سلطان ابراہیم کے مرنے سے دو تین

جو ان سے پہلے باغی ہو رہے تھے جب شیخ ابراہیم کو زیر کیا تو انہوں نے اس طرف کا اور ملک بھی دبا لیا تھا۔ اور قنوج سے دریا کے پار کچھ ادھر ادھر ہو بیٹھے۔ بہار خاں لوہانی دریا خاں کو اپنا بادشاہ بنایا۔ سلطان محمد خطاب دیا۔ جہاں جہاں سلطان ابراہیم کا غلام مرعوب مالک بن رہا تھا۔ اگرچہ جمعیت قریب تھا مگر چند مدت تک میرے پاس نہ آیا۔ جب میں آگرہ میں آیا تو گرمی کا موسم تھا خلقت کو ایسا توہم عام ہوا کہ وہ سب بھاگ گئی۔ اب یہاں سپاہیوں کو اجناس کھانے پینے کو نہیں ملتی۔ خصوصاً گھوڑوں کو دانہ گھاس ملتا۔ مغایرت و منافرت کے سبب دہقین نے راہزنی و دزدی اختیار کی۔ اس لوٹ مار سے راہیں بند ہو گئیں۔ خزانہ تقسیم کرنے کے بعد مجھے اتنی فرصت نہ ملی کہ پرگنات اور مقامات میں مضبوط آدمی انتظام کے لئے متعین کرتا۔ یہ مصیبتیں تو تھیں ہی۔ ان پر یہ اور اضافہ ہوا کہ گرمی بڑی شدت کی پڑی اور میرے بہت سے آدمی لوؤں سے مر گئے۔ اس سبب سے بہت اچھے اچھے امرا اور جوانوں کے دل چھوٹ گئے اور وہ ہندوستان کے رہنے پر راضی نہ ہوئے اور واپس جانے کی تیاری کی۔ اگر امرائے کہن سال اور تجربہ کار باتیں بناتے تو کچھ عجب نہ تھا مگر وہ چھوٹے چھوٹے آدمی طنز آمیز باتیں بنانے لگے کہ جنہیں عقل و ہوش اتنا نہ تھا کہ تقریر کرنے کے بعد وہ اپنی فلاح و فساد میں اور نیک و بد میں فرق کر سکتے۔ ایک بھیڑ یا چال تھی جو ایک نے کہا دوسرے نے اوسکا اعادہ کیا جسمیں کچھ مزا نہ تھا۔ ان چھوٹے آدمیوں کی رائیں بے مزہ اور بے وجہ تھیں اور تعجب تھا کہ اس دفعہ جو میں کابل سے روانہ ہوا تھا اور بہت سے چھوٹے چھوٹے آدمی میرے ساتھ تھے جنمیں سے میں نے چند کو امارت پر پہنچا دیا تھا اور مجھے اونسے امید یہ تھی کہ اگر میں آب و آتش میں جاؤں گا تو میرے ساتھ جائینگے اور جب میں اُٹھ نکلوں گا تو میرے ہمراہ نکلینگے۔ اور میں جس طرف ہوں گا اوس طرف وہ ہونگے۔ وہی آدمی میرے مقصد کے خلاف باتیں کرتے تھے۔ میں نے ہر کار اور ہر مہم کو مشورہ و اتفاق سے کیا۔ مگر اب وہ سب اپنی باتوں سے پھر گئے۔ احمدی پروانچی اور ولی خازن کا حال سب میں بدتر تھا۔ ابراہیم کے زیر کرنے میں اور آگرہ کے لینے میں خواجہ کلاں نے خوب کام کئے۔ مردانہ باتیں کہتا تھا اور صاحب ہمت و تو نگی سی رائے دیتا تھا۔ لیکن آگرہ کے لینے کے بعد چند روز

اوس کی ساری رائیں کچھ اور ہی ہوگئیں سب سے زیادہ وہی جانے پر بجد تھا جب مجھ کو ان کی یہ بددلی معلوم ہوئی تو مجلس شورہ کو جمع کر کے میں نے کہا کہ جہانگیری و سلطنت کے لئے اسباب و آلات کے ہاتھ نہیں لگتی۔ بادشاہی و امیری بے نوکر اور ولایت کے ممکن نہیں کتنے برسوں محنت اٹھائی کن مشقتوں سے مدار راہ کو طے کیا۔ لشکر کشیوں میں اپنے تئیں اور لشکروں کو حرب و قتال کے مخاطروں میں ڈالا عنایت الٰہی سے اس قدر باغیوں کو زیر کیا۔ ایسے وسیع ولایتوں اور ملکوں کو مسخر کیا۔ اب کونسی ایسی مصیبت اور آفت ہم پر آئی کہ ان ممالک مقبوضہ کو جنپر ہزاروں جانیں ہم نے کھوئی ہیں چھوڑکر کابل میں چلے جائیں اور تنگدستی کی بلا میں مبتلا ہوں۔ پس جو شخص دوست خواہ ہو وہ ایسی باتیں پھر نہ کہے۔ جس شخص میں یہاں رہنے کی طاقت نہ ہو اور وہ جانے کا ارادہ کرچکا ہو وہ چلا جائے۔ یہ معقول اور بوجہ باتیں میں نے اونکے خاطرنشین کیں تو خواہی نخواہی اونکے دل سے وغدغہ جاتا رہا۔ خواجہ کلاں کا دل یہاں رہنے کو نہیں چاہتا تھا اسلئے یہ ٹھیرا کہ اوسکو بہت سی عنایتیں دی جائیں اور بہت آدمی اوسکے ساتھ جائیں اور وہ غزنی و گردیز و ہزارہ کا جاکر انتظام کرے وہاں کوئی منتظم نہیں ہے یہ سب ولایتیں اوسکو میں نے دیدیں اور ہندوستان میں پرگنہ کہرام میں کہ جسکی جمع تین چار لاکھ ہے اوسکو دی اور خواجہ میر میراں کو اوسکے ساتھ کیا۔ خواجہ ہندوستان سے ایسا متنفر تھا کہ چلنے کے وقت دہلی کی عمارتوں کی دیوار پر یہ شعر لکھ گیا ؎

اگر بخیر و سلامت گذر ز سند کنم | سیاہ روے شوم گر ہواے ہند کنم

جب تک میں ہندستان میں ہوں اس ظرافت آمیز بیت کے کہنے اور لکھنے سے کیا فائدہ تھا۔ اسکے جانے سے میرے دل میں ایک کدورت پیدا ہوئی تہی اور اس طرح کی ظرافت سے اسکی اور کدورت پیدا ہوئی۔ میں نے بھی ایک رباعی بدیہہ کہی۔

الفنسٹن صاحب لکھتے ہیں کہ بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر جیسا کہ اوسکے دوستوں پر ہوا۔ ایسا ہی اوسکے دشمنوں پر بھی اثر ہوا یعنی وہ دشمن جو اس امید پر مخالف ہوئے تھے کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جائیگا۔ اب دشمنوں نے اسکا جماؤ دیکھ لیا تو وہ بابر پاس آنے شروع ہوئے۔ اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضہ میں تہا وہ اوس

اور اوسکے سوا وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جونپور کی سلطنت سمیت بابر کے قبضہ میں آ گئے جسکا بیان آگے طبقات بابری نقل ہوتا ہے ۔ مُلّا اباق کہ پہلے کمتر درجہ کا آدمی تھا اوسنے دو تین سال ہوئے کہ اپنے بھائی بندونکو جمع کرکے جمعیت بہم پہنچائی تھی اوسکو اور کرزئی اور بعض افغانوں کو ساتھ کرکے کول بھیجا اور اس نواح کے ترکش بندوں اور سپاہیوں کی استمالت کے فرمان لکھکر بھیجے ۔ شیخ گورن نے (شیخ گھورن) اخلاص و اعتقاد کے ساتھ ملازمت کی اور میان دوآب کے ترکش بندوں میں سے دو تین ہزار آدمیونکو نوکر رکھا دیا ہمایوں سے یونس علی سبب او بھول کر جدا ہوا تھا تو اوسنے پیر علی خاں و فرملی اور اوسکے خویش دہلی اور آگرہ کے درمیان مقابل ہوئے ۔ یونس علی نے کچھ لڑکر اونکو زیر کیا ابو علی خاں کے بیٹونکو قید کرلیا ۔ اس تقریب سے پسر دولت قدم مرزا مغول کو مقید بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو ساتھ کرکے علیخان پاس بھیجا اور وہ ان ایام فتور میں میوات میں آگیا تھا اور اس پاس فرمان استمالت بھی بھیجا گیا وہ چلا آیا اسکی میں نے پرورش کی کہ اس جگہ کے پرگنے پچیس لاکھ کے اوسکو دیدیئے ۔ سلطان ابراہیم نے مصطفیٰ فرملی اور فیروز خاں سارنگ خانی کو چند امرا کے ساتھ پورب کے باغیوں سے لڑنے کے لئے بھیجا ۔ ان امرا باغی سے مصطفیٰ نے خوب خوب حرب و ضرب کی اور چند مرتبہ باغیوں کو زیر کرکے شکست دی ۔ ابراہیم و مصطفیٰ مرگئے مصطفیٰ کے چھوٹے بھائی بایزید نے اپنے بھائی کے آدمیونکو سربراہ کیا ۔ سرفراز خان و شیخ بایزید و محمود خاں لوحانی اور قاضی ضیا نے میری بندگی اختیار کی ۔ اونکی بھی میں نے انکے مدعا سے زیادہ رعایت کی ۔ جونپور میں سے ایک کروڑ کی جاگیر فیروز خاں کو اور ایک کروڑ کی شیخ بایزید کو اور تیس لاکھ کی قاضی ضیا کو اور غازیپور میں سے پونے دو لاکھ کی محمود خاں کو عنایت کی عید شوال کے بعد چند روز حرم سرا کے گنبد ایوان ستون سنگ میں بڑی مجلس ہوئی اور ہمایوں اور امرا کو امارات عنایت ہوئے ۔ محمد گوکل تاش کو سامانہ عنایت ہوا ۔ ہندو بیگ کتہ بیگ و ملک قاسم بابا قاقشال کو مع اوسکے بھائیوں اور خویشوں کے اور ملا آپاق کو میان دوآب کے ترکشوں کے ہمراہ بطور ایلغار کے سنبھل بھیجا ۔ قاسم سنبلی نے تین چار دفعہ آدمی بھیجکر اطلاع

دی تھی کہ بِبَن نے سنبل کو قتل کیا اور ہمکو عاجز کیا ایلغار کے طور پر آئے تو بہتر ہوگا بِبَن نے
اس شق میں اپنی اس ہیارت گری سے بھاگ کر دامنہ کوہ کو گھیر لیا تھا اور پریشان اور
گریختہ افغانوں کو جمع کر کے اور ان فتور وکے زمانہ میں میدان خالی دیکھکر سنبھل کو قتل کیا۔
ہندو بیگ کتہ بیگ جو بطور ایلغار گئے تھے وہ گھاٹوں سے اُترتے تھے۔ ملک قاسم اور بابا قشقہ
مع اپنے بھائیوں کے آگے جدا ہو کر چلا گیا تھا جب وہ دریا سے گذرا تو سو ڈیڑھ سو آدمیوں کے
ساتھ تیز چلکر ظہر کی نماز کے وقت سنبل میں پہنچا۔ بِبَن بھی درست ہو کر لشکر سمیت لڑنے آیا
ملک قاسم قلعہ کو پس پشت رکھ کر جنگ میں مشغول ہوا۔ بِبَن اوسکے سامنے نہ ٹھہر سکا
بھاگ گیا۔ ایک جماعت نے اوسکے آدمیوں کو مار کر سر کاٹ لئے بتھوڑے ہاتھی بہت سے
گھوڑے اور اسباب غنیمت میں ہاتھ لگا صبح کو اور امرا بھی آئے۔ قاسم سنبلی اُنسے ملا
اوسکو قلعہ سپرد کرنا ناگوار تھا۔ اوسکے دینے میں حیلے حوالے کئے۔ ایک دن شیخ گورن نے
ہندو بیگ سے باتیں کر کے ایک بہانہ سے قاسم سنبلی کو ان امرا کے آگے بلایا اور اپنے آدمیوں کو
قلعہ سنبل میں داخل کیا قاسم سنبلی کی جورو اور متعلقوں کو سلامت و سالم نکال کر
بھیجدیا۔ بیانہ میں قلندر پیادہ کو بھیجا اور وعدہ وعید کے فرمان اوسکے ہاتھ نظام خان پاس
بھیجے اور یہ قطعہ بھی بدیہہ کہہ کر روانہ کیا۔ قطعہ

با ترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ — چالاکی و مردانگی ترک عیان است
گر زود نیائی و نصیحت نکنی گوش — آنرا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان است

ہندوستان کے مشہور قلعوں میں سے قلعہ بیانہ ہے نظام خان نے اپنے قلعہ کی مضبوطی پر تکیہ کر کے
اپنے حوصلہ سے زیادہ استدعا کی۔ اوسنے جو آدمی بھیجا تھا اوسکو خوب جواب باصواب نہ
دیا گیا قلعہ گیری کی تیاری کی۔ محمد زیتون (ملکم و ہو لبید) پاس وعدہ وعید کے
فرمان بابا قلی کے ہاتھ بھیجے گئے اُسنے بھی حیلے وعذر کئے۔ میں جب کابل میں تھا تو
راناسانگا نے ایلچی بھیجا تھا اور دولتخواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ اس
طرف سے نزدیک دہلی تک آئیگا تو میں آگرہ پر روانہ ہونگا میں نے دہلی کو زیر کر لیا اور آگرہ کو لے لیا

اس وقت تک رانانے کوئی حرکت نہ کی بعد ازیں اُسنے آنکر گندھار (مضبوط قلعہ رنتھنبور سے شرق سے چند میل پر ہے) کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن پسر مکن کے تصرف میں تھا حسن مکن نے چند مرتبہ آدمی میرے پاس بھیجے تھے لیکن مجھسے ابھی ملا نہ تھا۔ گرد کے قلعے مثل اٹاوہ و دہولپور وگوالیار و بیانہ میرے قبضے میں ابھی تک نہیں آئے تھے۔ شرق کی طرف پوربیوں نے سرکشی و عناد پر کمر باندھ رکھی تھی۔ قنوج سے دو تین منزل آگرہ کی طرف آگئے تھے اور یہاں لشکرگاہ اپنا بنایا تھا میں اپنے ملک سے خاطر جمع نہ تھا حسن مکن کی اعانت و کمک کے لئے کیسے سپاہ کو جدا کر سکتا تھا۔ دو تین مہینے کے بعد حسن کو کچھ بن نہ پڑا عہد کرکے قلعہ گندھار دیدیا (رانا سنگا نے جو بابر کے ساتھ خط و کتابت کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلی کے بادشاہوں کے ساتھ قاطبتہً دشمنی رکھتا تھا جب دلی کا بادشاہ سلطان ابراہیم تھا تو وہ اوسکی بیخ کنی میں ساعی تھا اور [illegible] دلی کا [illegible] بادشاہ بابر ہوا اوسکی جان کا عدو ہوا)

رابری میں حسین خان لوحانی بیٹھا [illegible] تو وہم ہوا کہ وہ رابری چھوڑکر چلا گیا محمد علی جنگ جنگ کو رابری پر [illegible]۔ اٹاوہ [illegible] تھا کئی بار اسکو وعدہ وعید کے فرمان بھیجے گئے کہ آنکر ملازمت [illegible] قلعہ اٹاوہ کو چھوڑکر نکل آیا میں نے اٹاوہ مہدی خواجہ کو عنایت کیا اور محمد سلطان [illegible] دولدی کے ہمراہ محمد علی جنگ جنگ و عبدالعزیز میر آخور اور [illegible] قنوج سلطان محمد دولدی کو دی اور فیروز خاں و محمود خان [illegible] ہمراہی امرا کو بہت رعایت کے ساتھ پورب کی طرف پرگنہ [illegible] کیا۔ دہولپور میں محمد زیتون بیٹھا ہوا حیلے کر رہا تھا اور آیا نہ تھا [illegible] دہولپور سلطان [illegible] کو عنایت کیا اور عادل سلطان۔ محمدی کوکلتاش شاہ منصور [illegible] قتلق شاہ حسین بارکی کو تعین کیا کہ دہولپور کو بزور لیکر سلطان [illegible] کیا اور پھر بیانہ جائیں ان سپاہیوں کے متعین کرنے کے بعد امرائے ترک و امرائے ہند کو طلب کرکے مشورہ کیا گیا کہ پورب میں امرا باغی نصیر خاں لوحانی و معروف فرملی [illegible] پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ دریائے گنگ سے

گذر کر قنوج کے اس طرف دو تین منزل آگئے ہیں رانا سنگا نے گندہار کو فتح کر لیا اور فتنہ و فساد مچا رہا ہے اور اب برسات بھی ختم ہونے کو ہے اب کیا کرنا واجب و لازم ہے باغیوں کے سر پر جانا یا کافر کے سر پر چڑہنا۔ گرد و نواح کے قلعوں کا کام سہل ہے۔ ان غنیموں کے دفع کرنیکے بعد اور غنیم کہاں جائینگے۔ رانا سنگا کا قصور باغیونکے برابر نہیں ہے۔ سب نے متفق الکلمہ ہو کر عرض کیا کہ رانا سنگا بہت دور ہے معلوم نہیں کہ نزدیک آ سکے۔ یہ باغی سب نزدیک ہیں انکا دفع کرنا اولیٰ ہے۔ میں ان دشمنوں سے لڑنے کے لئے سوار ہوتا تہا کہ ہمایوں نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے سوار ہونے کی حاجت کیا ہے اس خدمت کو میں بجا لاتا ہوں۔ یہ بات سبکو پسند آئی۔ امرائے ترک و ہند نے بھی اس رائے کو پسند کیا۔ ہمایوں کو پورب میں متعین کیا جو لشکر کہ دھول پور روانہ ہوئے تہے اونکو کابلی احمد قاسم کو دوڑا کر حکم بھیجا کہ وہ چند واڑ میں ہمایوں کے ہمراہ ہوں اور مہدی خواجہ و محمد سلطان جو اٹاوہ لشکر لیکر گئے تھے اونکو بھی حکم ہوا کہ ہمایوں کے ہمراہ ہوں روز پنجشنبہ ۱۳۔ ذیقعد ۹۳۲ھ کو ہمایوں سفر کر کے جلیسر میں آیا۔ یہ ایک گانو آگرہ سے ۳۰ کوس ہے۔ وہاں ایک روز توقف کیا۔ پہر وہاں سے کوچ بہ کوچ کیا جب ہمایوں سوار ہوا ہے تو جاج مئو میں نصیر خاں لوحانی و معروف فرملی و امرائے باغی کی جمعیت جمع تھی ہمایوں نے پندرہ کوس سے مومن اتکہ کو خبر کے لئے بہیجا جب باغیوں کو مومن اتکہ کی خبر ہوئی تو باغی وہانسے بہاگ گئے۔ جب اسکی خبر ہمایوں پاس آئی تو اوسنے جا کر جاج مئو کو لے لیا۔ جب وہ نواحی دہلی میں آیا تو فتح خاں شروانی ہمایوں سے ملنے آیا۔ اوسنے مہدی خواجہ و محمد سلطان کے ہمراہ میرے پاس بھیجدیا جب وہ میرے پاس آیا تو اوسکے باپ اعظم ہمایوں کی جاگیر میں نے دیدی اور اوسپر اور ولایتونکی زیادتی ہوئی۔ ایک کروڑ ساٹہہ لاکہہ کی جاگیر اوسکو عنایت کی ہندوستان میں جن امرا کے ساتہہ بڑی رعایت کی جاتی ہے۔ اونکے خطاب بھی مقرری ہوتے ہیں ایک خطاب اعظم ہمایوں دوسرا خانجہاں تیسرا خانجاناں ہے۔ میں فتح خان کو اوسکے باپ کا خطاب اعظم ہمایوں تو دے نہیں سکتا تہا اسلئے ہمایوں خود موجود تہا میں نے خانجہاں کا خطاب اوسکو دیا۔ ۹ صفر ۹۳۳ھ کو ایک دن بار میں خطاب دیکر اوسکو اپنی دولت

میں رخصت کیا اور یہ قرار پایا کہ اسکا بیٹا محمود خاں ہمیشہ بادشاہ کی ملازمت میں ہے۔ ہمایوں نے
پورب میں باغیوں کے سربرآوردہ کے جونپور کو فتح کرلیا اور غازیپور میں وہ نصیر خاں سے لڑنے گیا
وہ آب سرو (گھاگرہ) سے پار اتر گیا۔ سپاہ جو آگے بڑھی وہ ملک کو لوٹ مار کر الٹی چلی آئی۔ میں نے
جو ہمایوں کو انتظام بتایا تہا وہ کیا۔ شاہ میر حسین و سلطان جنید کو خوب جوانوں کی ایک جمعیت کے
ساتھ جونپور میں معین کیا شیخ بایزید اور قاضی ضیا کو بھی یہاں مقرر کیا۔ ہمایوں مہمات کا ضبط و
سرانجام کرکے کڑہ و مانکپور کی نواح میں ہوکر گنگا پار ہوکر کالپی میں آیا۔ عالم خاں۔ جلال خاں
جگہت کالپی میں تھے۔ اونکی عرضداشتیں آتی تھیں جب ہمایوں کالپی کی برابر آیا تو اوسنے انکا عذر
دور کیا اور ہمراہ لیکر روز یکشنبہ ۳۔ ربیع الاول ۹۳۳ھ کو باغ ہشت بہشت میں میری خدمت میں آیا +
روز چہارشنبہ ۴۔ محرم کو محمد علی حیدر رکابدار کو ہمایوں پاس اس غرض کے لئے بھیجا کہ
باغیوں کے لشکر کو جونپور میں شکست ہو گئی ہے وہاں چند مناسب امیروں کو مقرر کرکے خود لشکر لیکر
میرے پاس آؤ کہ رانا سنگا نزدیک آگیا ہے

جب لشکر پورب بھیجا تھا تو اوسکے بعد تردی بیگ قوچ بیگ اور اوسکے چھوٹے بھائی شیر افگن کو
اور بعض اور امیروں کو بھیجا تھا کہ وہ بیانہ کی نواح میں جاکر ملک کو تاراج کریں اور اگر قلعہ کے اندر
کے آدمیوں کو وعدہ و استمالت سے میرے پاس لا سکیں تو لائیں ورنہ تاخت و تاراج کرکے غنیم کو عاجز
کریں نظام خاں حاکم بیانہ کا بڑا بھائی عالم خاں قلعہ تہنگر میں تہا اوسکے آدمی بار بار آکر بندگی اور
دولت خواہی کا اظہار کرتے تھے۔ عالم خاں نے اپنے ذمہ یہ کام لیا کہ بادشاہ ایک فوج تعین کردے
بیانہ کے تمام سرکش ہندوؤں کو وعدہ و استمالت سے قلعہ بیانہ لے آنا میرا کام ہے۔ ان جوانوں کو کہ
تردی بیگ کے ہمراہ گئے تھے حکم ہوا کہ عالم خاں مرد زمیندار ہے اور اس طرح کی بندگی اور خدمتگاری
کو اپنے ذمہ لیتا ہے۔ بیانہ کے لئے بھی مصلحت ہے کہ اوسکی صلاح و صوابدید پر عمل ہو ہندوستان کے
آدمی شمشیر زنی کہتے ہیں مگر سپاہ گری و قائم و قتل کی راہ و روش سے عاری و بے بہرہ ہیں عالم خاں
بڑی جماعت یلغار کے ہمراہ ہوا اور کسی کی بات کو نہ سنا اور نیک و بد کا ملاحظہ نہ کیا۔ وہ اس سپاہ
یلغار کو بیانہ کے نزدیک لے گیا میرے لشکر میں ترک ڈھائی سو کے قریب تھے اور ہندوستانی اوسکے

نہیں ہے بابر نامہ میں +

اطرافی لشکر دو ہزار سے کچھہ زیادہ تھا نظام خان کے پاس افغان اور سپاہی بیانہ کے چار ہزار سے
زیادہ اور پیادہ دو ہزار سے زیادہ تھے میرے اسقدر سوار و پیادہ دیکھہ کر دیدہ و دانستہ ان پر
نظام خان چڑھ آیا۔ اگرچہ وہ بہت آدمی تھے مگر لشکر ایلغار نے تیر پھینک کر اور گھوڑے دوڑا کر
اونکو بھگا دیا۔ عالم خان تہنکری نے اوتر کر پانچ چھہ آدمی گرفتار کرکے اور ہرتال کا ایک حصہ لے لیا
باوجود اس حرکت و حدہ استمالت کرکے نظام خان کے سابق و لاحق جرائم میں نے معاف کر دیے
او فرمان بھیجے جب اوسنے رانا سنگا کے آنے کی خبر سنی تو کچھہ اوسکو چارہ نہ تھا سید رفیع کو طلب کرکے
اوسکے توسط سے قلعہ میرے آدمیوں کے حوالہ کیا اور سید کے ساتھہ میرے پاس آیا۔ میں نے دو آب میں
بیس لاکھہ کی جاگیر اُس کو عنایت کی۔ دوست ایشک آقا کو بیانہ میں چار روز کا بھیجدیا۔ بعد ازاں مہدی خواجہ
کو بیانہ عنایت کیا ستر لاکھہ کی جاگیر دیکر اوسکو بیانہ روانہ کیا۔

تاتار خاں سارنگ خانی کہ گوالیار میں تھا ہمیشہ اُسکا آدمی آکر بندگی اور دولت خواہی کا اظہار کرتے
تھے جب رانا سنگا نے گندہار لے لیا اور بیانہ کے نزدیک آگیا تو گوالیار کے راجاؤں میں ایک لجہ درمنگت
دو بکر خان جہاں گوالیار کی نواح میں آکر قلعہ کی طمع میں گفتگو و فتنہ انگیزی کرنے لگے
تاتار خاں نے تنگ آکر قلعہ کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ امراء مقرب و اکثر خوب جوان تمام لشکروں
میں ہر طرف ایلغار کو گئے ہوئے تھے۔ میں نے رحیم داد خاں کے ساتھہ بہیرہ کی اور لاہور کی جماعت کو
گوالیار اور اوسکے پرگنوں میں متعین کیا اور شیخ گورن کو بھیجا کہ وہ گوالیار میں رحیم داد خاں کو بٹھا
کے چلا آئے۔ جب یہ لوگ گوالیار کے نزدیک پہونچے تو تاتار خاں کی رائے بدل گئی۔ اُس نے
اونکو قلعہ کے اندر نہ آنے دیا۔ اس اثنا میں شیخ محمد غوث کہ بڑے درویش تھے اور اونکے مرید
اور اصحاب بھی بہت تھے اونہوں نے قلعہ کے اندر سے اپنا آدمی رحیم داد خاں پاس بھیجکر اطلاع دی کہ
تم سے جسطرح سے ہوسکے اپنے گروہ کو قلعہ کے اندر داخل کرو تاتار خاں نے اپنی پہلی رائے کو بدل ڈالا
ہے اور خیال فاسد رکھتا ہے جب رحیم داد خاں پاس یہ خبر آئی تو اوسنے آدمی بھیجکر تاتار خاں سے کہا
مجھے قلعہ سے باہر کافروں کا بہت خطرہ ہے مجھے چند ہمراہیوں کے ساتھہ قلعہ کے اندر آنے دیجیے
باقی اور سب آدمی قلعہ سے باہر رہینگے۔ بہت مبالغہ کے بعد تاتار خاں اس پر راضی ہوا۔ جب شیخ غوث سے

آدمی قلعہ کے اندر آگئے تو اوسنے کہا کہ ایک دروازہ بھی مجھے دو کہ میں اپنے آدمی اوسپر مقرر کر دوں۔ ہتیاپول کا دروازہ اوسکو حوالہ کیا گیا۔ اس رات کو اس دروازے سے اوسنے اپنے سب آدمیونکو بھی قلعہ کے اندر داخل کیا۔ صبح کو جب تاتار خاں نے یہ حال دیکھا تو اوسکو اور کچھہ نہ بن پڑا خواہی نخواہی قلعہ رحیم داد خاں کو سپرد کر کے وہ آگرہ میں میرے پاس آیا بیس لاکھہ کا پرگنہ اوسکو جاگیر میں دیا محمد زیتون کو بھی کوئی اور چارہ اوسکے سوا رنہ بنا کہ دہولپور اوسنے حوالہ کیا اور میری ملازمت کے لئے آیا دہولپور کو خالصہ کر کے اوسکی شقداری ابوالفتح ترکمان کو دیکر اوسکو وہاں بھیجدیا +

نواحی حصار فیروزہ میں حمید خاں سارنگ خانی نے اور بنی افغانوں اور اور افغانوں نے پانچ چار ہزار آدمیوں کی جمعیت بہم پہنچا کر ایک فتنہ و شور مچایا۔ روز چہارشنبہ ۱۵ صفر کو چین تیمور سلطان احمدی اور امیروں کو ان افغانوں کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اونہوں نے جا کر ان افغانوں کو خوب زیر کیا اور اونکے بہت سے آدمیوں کو مار کر اکثر کے سر میرے پاس بھیجے +

روز جمعہ ۱۶ ماہ ربیع الاول کو عجب واقعہ پیش آیا جسکو مفصل خط میں لکھہ کر کابل بھیجا تھا اوسکو میں یہاں نقل کرتا ہوں۔ ابراہیم لودی کی ماں نے سنا تھا کہ میں ہندوستانیوں کے ہاتھہ کی پکائی ہوئی چیزیں کھاتا ہوں وسکا حال یہ تھا کہ اس تاریخ سے تین چار مہینے پیشتر اس سبب سے کہ میں نے ہندوستانی آشیں نہیں دیکھی تھیں ابراہیم کے باورچیوں کو بلایا اور ۵۰ باورچیوں میں سے چار کو نوکر رکھا احمد چاشنی گیر دکاول تھا اس کیفیت کو ابراہیم کی ماں نے سنکر احمد چاشنی گیر کو اٹاوہ آدمی بھیجکر اپنے پاس بلایا۔ اور ایک لونڈی کے ہاتھہ کاغذ کی چار پڑیوں میں ایک تولہ زہر بند کر کے احمد چاشنی گیر اور ہد ہد احمد باورچی کے پاس بھیجا اور چار پرگنوں کے دینے کا وعدہ کیا کہ جس طرح سے ہو سکے میرے طعام میں زہر کو ڈالدیں پیچھے ایک اور لونڈی کو اوسنے اس خبر کے لئے بھیجا کہ وہ مجھے زہر دیتا ہے یا نہیں یہ خوب ہوا کہ اوسنے زہر دیگ میں نہیں ڈالا بلکہ میری رکابی میں ڈالا۔ اور دیگ میں اس سبب سے نہیں ڈال سکا کہ بکاولوں کو میں نے تاکید کر دی تھی کہ جو ہندوستانی حاضر ہوں اونکو کھانے پکانے کے بعد دیگ میں سے کھانا چکہایا جایا کرے جسوقت کھانا چنا گیا تو میرے بدنصیب بکاول غافل ہو گئے کہ قلیہ خرگوش و خشکہ کے اوپر زہر ڈالدیا۔ اور جمعہ کو

حصار فیروزہ کی بغاوت کا فرو ہونا +

+ [illegible]

ظہر کی نماز کے بعد میں کھانا کھانے بیٹھا تو کھانا بدمزہ معلوم ہوا قی ایکدفعہ آنے کو ہوئی مگر رک گئی پہر دل گھبرایا اور قی آنے کو ہوئی میں گھبرا کر آب خانہ میں گیا وہاں بہت دفعہ قی آئی مجھے کھانے کے بعد کبھی قی نہیں آئی تہی بلکہ شراب پینے میں بہی میں قی نہیں کرتا تہا اس سبب سے میرے دل میں شبہ ہوا۔ باورچی کو پہرہ میں رکھا۔ یہ کھانا کتے کو دیا ایک پہر تک کتا بے حال رہا ہر چند اوسکو مارا مگر اوسنے ذرا حرکت نہ کی اور وہ منہ اٹھا دوپہر تک حال رہا۔ بعد ازاں وہ زمرا جیتا اٹھا۔ دو ایک اور آدمیوں نے بہی یہ کھانا کھایا تہا تو اونکا بہی قیوں کے مارے برا حال ہوا

مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اللہ تعالیٰ نے مجھے از سر نو جان دی اور اس دنیا سے پھر آیا۔ ماں نے ابھی مجھے جنا - ترکی شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے - ۵

من خستہ مردہ بودم زندہ شدم قدر جان با بعد حالا دانستم

سلطان احمد بخشی کو حکم ہوا کہ باورچی پر خوب پہرہ رکھے - روز دوشنبہ کو دیوان (کچہری) فرمایا اکابر و اشراف و امراء وزرا دیوان میں حاضر ہوئے۔ ان دو مردوں اور دو عورتوں سے حال پوچھا گیا اونہوں نے بیان واقع شرح و بسط سے کہا میں نے چاشنی گیر کے پرزے اوڑوائے۔ باورچی کی زندہ کھال کھچوائی۔ ایک عورت کو تفنگ سے مروایا دوسری کو جلوایا - مجھے معلوم نہ تھا کہ جان اسقدر عزیز ہوتی ہے جو مرنے کے قریب ہوتا ہے وہ جان کی قدر جانتا ہے جسوقت یہ ہولناک واقعہ میرے دل میں آتا ہے بے اختیار میرا حال متغیر ہو جاتا ہے۔ یہ عنایت الہی تہی کہ از سر نو خدا نے مجھے جان بخشی۔ اسکا شکر کس زبان سے ادا کروں ابراہیم کی ماں نے یہ بڑا جرم کیا تہا اسلئے یونس علی خواجہ نے اوسکو گرفتار کیا اور نقد و جنس مع غلام و لونڈی کی چھین کر اوسکو عبدالرحیم کے سپرد کیا کہ اوسکو خوب احتیاط سے رکھے۔ پسر ابراہیم کو یہاں رکھا بعد اس جرم کے مناسب معلوم ہوا اوسکو کابل میں مرزا کامران کے ہمراہ بھجوا دیا۔

انہیں دنوں میں مہدی خواجہ آدمی پے در پے میرے پاس آنکر کہتے کہ رانا سنگا کا آنا تحقیق ہے حسن خان میواتی بھی رانا سے مل گیا ہے اسکی فکر کرنی چاہئے۔ پہلے اس سے کہ لشکر یہاں آئے کمک کے طور پر بیانہ میں ایک جماعت آجائے۔ تو میں نے لشکر کے بھیجنے کا عزم جزم کیا۔ اگر

محمد سلطان مرزا - یونس علی شاہ منصور برلاس کتہ بیگ بطریق ایلغار کے بیانہ بہیجا جنگ کے اہتمام
میں حسن خان میواتی کا بیٹا طاہر خاں ہاتھ آگیا تھا اوسکو بطریق گروگان (اول) کے اپنے
پاس رکھا تھا اس سبب اوسکا باپ حسن خان ظاہر میں آمد و رفت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنے بیٹے
کو طلب کرتا تھا میرے بعض امرا کے دل میں آیا کہ حسن خاں کی استمالت کے لئے اگر اوسکے بیٹے کو
میں بہیجدوں تو وہ استمالت ہوکر خدمتگاری بجا لائیگا - طاہر خاں کو خلعت پہنا کر اور اوسکے
باپ سے وعدہ کرکے میں نے رخصت کیا جوں ہی حسن خاں نے بیٹے کے رخصت کی خبر سنی پہلے اس
کے کہ وہ اوس پاس پہنچا اور سے نکلکر راناسنگا سے جا ملا - اسوقت اوسکے بیٹے کا رخصت کرنا بے موقع
تھا - انہیں دنوں میں بارش خوب ہوئی خوب شراب کی صحبتیں ہوئیں ہمایوں جسکو شراب سے نفرت تھی
شراب پلائی گئی - روز دوشنبہ ۹ جمادی الاول ۹۳۳ھ کو میں نے راناسنگا سے لڑنے کے قصد سے
سفر کیا محلوں سے نکل کر میدان میں آیا تین چار روز لشکر یکجا جمع کرنے کے ... اور توزک کے واسطے
قیام کیا چونکہ ہندوستانی آدمیوں پر چنداں اعتماد نہ تھا اسلئے امرائے ہندوستان کو ہر طرف کے
فرمان بہیجے گئے - گوالیار میں عالم خاں کو حکم بہیجا گیا کہ جا کر رحیم داد کی کمک کرے - مکن و قاسم
سنبلی و حامد اور اوسکے بھائیوں اور محمد زیتون کو سنبہل میں احکام بہیجے گئے - انہیں دنوں میں خبر
آئی کہ راناسنگا مع تمام اپنے لشکر کے بیانہ کے نزدیک آگیا ہی اور تاخت و تاراج کرتا ہے جو فوج
پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہنچ سکی بلکہ اپنے آنے کی خبر تک قلعہ میں نہ پہنچا سکی قلعہ
کے آدمی باہر نکل کر قلعہ سے دور بیہودہ طور پر جا پڑے بہت جلد غنیم نے اونکو شکست دیدی
اور زیر کیا - سنگر خان جنجوعہ شہید ہوا - کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی میں پھر وہ شریک نہ ہوسکا - قسمی
و شاہ منصور برلاس و ہر شخص جو بیانہ سے آتا تہا میں نہیں جانتا تھا، وہ خود ڈر کے مارے
آتا ہے یا اور آدمیوں کو خوف دلانے کے لئے آتا ہے - دشمن کے لشکر کی خبر کہ کہاں ہے لایا ہادی
اوسکی بہت ستایش و تعریف ہوئی - اس منزل سے میں نے سفر کیا قاسم میر آخور کو بیلداروں کے ساتھ
بھیجا کہ پرگنہ مندھاکر میں جہاں لشکر اوترے گا بہت سے کنوئیں کھودے - ۱۱ جمادی الاول
روز چہارشنبہ کو نواحی آگرہ سے کوچ کرکے اوس منزل میں پہنچا جہاں کنوئے کھدوائے گئے تھے

صبح کو یہاں سے بھی کوچ کیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اس نواح میں ایسی جگہ جہاں پانی بہت ہو
اور وہ لشکر کو کفایت کرے سوا سیکری کے کوئی اور جگہ نہیں ہے۔ یہ احتمال ہے کہ رانا اس جگہ کو
نہ لے لیا ہو۔ اسلئے میں برانغار و جرانغار قول لیساول کو درست کر کے سیکری کی طرف چلا۔
درویش محمد ساربان کو درویش کے ساتھ جو بیانہ میں گیا تھا اور ہر طرف اسکی دیدہ و دانستہ تھی
پہلے سے کول سیکری کے کنارے پر بھیجا اور پہنچے منزل میں اتر کر مہدی خواجہ وجماعت کو کہ بیانہ
میں تھی آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ بے توقف آکر ہمراہ ہو۔ ہمایوں بیگ کا نوکر بیرک مغول چند جوانوں
کے ساتھ رانا کے لشکر کی خبر لینے کے لئے بھیجا۔ وہ رات کو جا کر صبح یہ خبر لایا کہ غنیم کا لشکر
بیساور سے ایک کوس آگے بڑھا ہے۔ آج ہی مہدی سلطان سلطان مرزا و مردم ایلغار کر بیانہ گئے
تھے آنکر ہمراہ ہوئے۔ میں نے حکم دیا کہ قراولی کا اہتمام باری باری مختلف امرا کریں۔ عبدالعزیز کی
باری کا روز تھا۔ اُسنے آگا دیکھا نہ پیچھا کنواھہ (خانوہ) میں کہ سیکری سے پانچ کوس ہے آگے
بڑھ گیا۔ رانا کا لشکر آگے بڑھ آیا تھا جب وسکو میری سپاہ کے بے طور آنے کی خبر ہوئی تو اوسنے
چار پانچ ہزار آدمیوں کا لشکر بھیجا۔ اس لشکر کے آتے ہی عبدالعزیز و ملا اپاق کے لشکر کو جسمیں
پندرہ سو آدمی تخمیناً ہونگے آنکر گھیر لیا۔ عبدالعزیز نے غنیم کے لشکر کا کچھ تخمینہ نہ کیا اور جنگ
میں مشغول ہوا۔ اول ہی حملہ میں رانا کا لشکر بہت سے آدمی قید کر کے لے گیا۔ جب میرے
پاس یہ خبر آئی تو میں نے کمکوں کا ایک تار باندھ دیا۔ محبت علی خلیفہ کو مع اوسکے نوکروں کے
بھیجا اوسکے پیچھے ملا حسین اور بعض اور امیروں کو بعد ازاں محمد علی جنگ جنگ کو بھیجا۔ مگر پہلی کمک کے
جسمیں محبت علی خلیفہ اور اوسکے نوکر تھے پہنچتے پہنچتے عبدالعزیز اور اوسکے ہمراہی بے دست و پا
ہو گئے تھے۔ توغ انکا چھن گیا تھا۔ وہ خود اور ملا نعمت و ملا داؤد و ملا اپاق کا چھوٹا بھائی
قید ہو کر قتل ہوئے۔ بمجرد پہلی کمک پہنچنے کے طاہر بری مغائی محب علی نے تاخت کی مگر
اوسکو کمک نہ پہنچ سکی وہ دشمنوں میں جا کر پھنس گیا۔ محب علی بھی جنگ میں گرا مگر بالتو نے
پیچھے سے حملہ کر کے اوسکو باہر نکالا۔ دشمن نے ایک کوس تک انکا تعاقب کیا مگر جب اوسکو
محمد علی جنگ جنگ کی سپاہ دکھائی دی تو وہ پھر آگے نہ بڑھا +

میرے پاس پیاپے خبر آئی کہ غنیم کی سپاہ نزدیک آگئی ہے میں نے بھی جیبہ پہنا اور گھوڑوں پر پاکھر ڈالا اور ہتیار باندھے اور سوار ہوا اور حکم دیا کہ ارابوں کو کھینچ کر لائیں ایک کوس میں آیا مگر غنیم کا لشکر اولٹا چلا گیا تھا ہمارے پہلو میں ایک بڑا کول تھا ملے سلئے پانی کی مصلحت کے سبب سے یہیں مقیم اُترے۔ ارابوں کو پہلے سے مضبوط کر کے زنجیروں سے مربوط کیا تھا۔ دو ارابوں کے بیچ میں سات آٹھ گز کا فاصلہ تہا وہ زنجیرہ کر کے بھیجے گئے مصطفےٰ رومی نے بدستور روم ارابوں کو لگایا تھا وہ بہت چست چالاک ہوشیار اور توپخانہ کے انتظام سے ماہر تھا۔ اوستاد علی قلی اس سے ضد وحسد رکھتا تھا اسواسطے مصطفےٰ کو برانغار میں آگے ہمایوں کے متعین کیا جس جگہ ارابے نہیں پہنچ سکتے تھے خراسانی و ہندوستانی بیلداروں سے خندق کندہ کرائی۔ ان کے اسطرح تیز وتند آنے سے اور بیانہ کی جنگ اور بیانہ سے آنکر شاہ منصور اور قسمتی نے جو اوسکے لشکر کی تعریفیں کیں ان سب باتوں نے میرے لشکر کے آدمیوں میں بیدلی پیدا کی۔ اور عبد العزیز کے زیر ہونے سے سپاہ میں خود سری پھیلی۔ آدمیوں کے اطمینان خاطر کے لئے اور لشکر کے استحکام ظاہری کے واسطے جن جگہوں پر ارابے نہیں پہونچتے تھے وہاں لکڑی کے سہ پائے لگوا کے اونمیں سات آٹھ گز کا فاصلہ رکھا اور اونکو گائے کے چمڑے کے رسوں سے مضبوط و مربوط کرا دیا۔ ان اسباب آلات کے مہیا و مکمل ہونے میں پچیس روز لگے انہیں ایام میں کابل سے ایک ایک و دو دو آدمی کر کے پانچسو آدمی آئے ہونگے جب ہمراہ محمد شریف منجم شوم نفس بھی آیا۔ بابا دوست سرچی بھی جو شراب کے لئے کابل گیا تھا آیا تین قطار اونٹ کی شراب بوجہ غزنی کی لایا۔ اس حال میں کہ پریشان باتوں سے جنکا اوپر مذکور ہوا لشکر کو بہت تردد و توہم بہت تھا محمد شریف منجم جس شخص سے ملاقات ہوتی یہ مبالغہ کے ساتھ کہتا کہ ان ایام میں مریخ مغرب میں ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کریگا مغلوب ہوگا اگرچہ اس کا یارا ایسا نہ تھا کہ میرے سامنے یہ بات کہتا۔ مگر اوروں کے سامنے اس کہنے سے لشکر اور زیادہ بیدل ہوا۔ میں نے ایسی پریشان باتوں کو کچھ نہ سنا جو کام کرنے کے لائق تھے وہ میں نے کئے مہم جنگ میں تصفیہ کرنے میں مستعد ہو کر روز یکشنبہ ۲۳ کو شیخ جمال کو بھیجا کہ دو آب و

دہلی کے ترکش بندوں میں ہے۔ جسقدر آدمی جمع کرسکے جمع کرکے مواضع میوات کو تاخت و تاراج کرے۔ جبتک اس طرف کوئی خدشہ ہو لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھائے۔ ملا ترک علی بھی کابل سے آیا تھا اوسکو بھی فرمان ہوا کہ شیخ جمالی کے ہمراہ ہو کر میوات ویران کرنے اور تاراج کرنے میں تقصیر نہ کرے۔

روز سہ شنبہ جمادی الاول ۹۳۳ھ کو میں سیر کرنے کے لئے سوار ہوا تھا اثنائے سیر میں میرے دل میں آیا کہ مجھے توبہ کا دغدغہ ہمیشہ رہتا تھا امر نامشروع کے کرنے سے میرا دل مکدر ہوتا تھا میں نے کہا کہ ای نفس کبتک گناہ کریگا۔ مرنا آنکھوں کے سامنے ہے۔ جو شخص اپنے مرنے کا جرم کریگا وہ اس حال میں تو جانتا ہے کب ہے گا بیت

دور ساز از جملہ مناہی خود را   پاک ساز از ہمہ گناہے خود را

اس خیال سے خوش ہو کر میں نے شراب پینے سے توبہ کی اور سونے چاندی کی صراحی و پیالہ و تمام آلات مجلس شراب اس وقت منگا کر سب کو توڑ ڈالا۔ اور اوسکو مستحقوں اور درویشوں پر تقسیم کر دیا۔ اور شراب کو چھوڑ کر دل کو آسودہ کیا۔ اس توبہ کی موافقت میں میرے ساتھ اول عسس تھا اوسنے ڈاڑھی منڈانے اور رکھنے میں بھی میرے ساتھ موافقت کی تھی اس رات اور صبح میں امرا اور مقربوں میں سے اور سپاہیوں و غیر سپاہیوں میں سے تین سو آدمیوں نے توبہ کی۔ جو شراب موجود تھی اوسے پھینک دیا۔ بابا دوست جو شراب لایا تھا اوسکو حکم دیا کہ نمک ڈالکر سرکہ بنا دے۔ جسجگہ شراب پھینکی گئی تھی وہ کھودی جائے اور پتھر لگاکے وہ جگہ اونچی کی جائے اور اوسپر کچھ کھودا جائے میں نے یہ منت مانی تھی کہ اگر رانا سنگا پر ظفر پاؤنگا تو مسلمانوں کو تمغا بخش دونگا (تمغا سوار زمین کے محصول کو اور تمام محصولوں کو کہتے ہیں) جب میں تین ماہ بعد ۹۳۵ھ میں گوالیار کی سیر کرکے دہولپور کی راہ سے سیکری میں آیا تھا کہ امیر و جہاں شراب کے دبانیکی جگہ پتھر لگائے گئے تھے تو درویش محمد ساربان و شیخ زین نے تمغا کی بخشش کو بات تھے خوب یاد دلائی میں نے منشیوں کو بلا کر حکم دیا کہ ان دو واقعہ عظیم الشان کے لیے جو دل میں آتے ہیں فرمان لکھے جائیں شیخ زین نے اپنی قلم سے فرمان لکھے اور تمام قلمرو میں بھیجے فرمان کی عبارت کا مختصر ترجمہ یہ ہے

فرمان ظہیر الدین محمد بابر اللہ عجیب التوابین ویحب المتطہرین والشکر ہادی المومنین ویغفر المستغفرین والصلوٰۃ علی
خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ارباب الرائے جو صور اسباب کے محاسن وصدق وصواب کو خوب سمجھتے
ہیں وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ طبیعت انسانی بمقتضائے فطرت لذات نفسانی پر
مائل ہے اور منہیات کا ترک کرنا توفیق یزدانی وتائید آسمانی پر موقوف ہے نفس بشر
کا شر سے میل کرنا کچھ دور نہیں ہے غرض اس مقال کی تصویر اور اس مقولہ کی تقریر
سے یہ ہے کہ بمقتضائے بشریت بادشاہوں کی مراسم اور بادشاہی لوازم کے موافق اور
صاحب جاہوں کی عادت کے مطابق خواہ وہ بادشاہ ہوں یا سپاہ عنفوان ایام شباب
میں بعض مناہی وملاہی کا میں مرتکب ہوا بعد چند روز کے مجھے اس سے ندامت وحسرت
حاصل ہوئی ان مناہی میں سے میں نے ایک ایک کو ترک کیا اور توبہ نصوح سے اوسکی طرف
رجوع کا دروازہ بند ہوا مگر شراب کی توبہ کا اسم مطالب اس مقصد کا اور اعظم مآرب اس
مقصود کا ہے لا امور مرہون باوقاتہا کے حجاب میں ایسا محجوب ہا کہ اپنا منہ نہیں دکھاتا تھا۔
یہانتک ان مبارک اوقات اور ساعات میں کہ جہد تمام سے جہاد کا احرام کر کے عساکر اسلام کے
ساتھ کفار کے مقابلہ میں مقاتلہ کے لئے بیٹھا ملہم غیبی وہاتف لاریبی سے میں نے اسباب معصیت
کو مٹایا توبہ کا دامن پکڑا کفار کے ساتھ جہاد کا آغاز جہاد اکبر سے کیا جسکے معنی مخالفت
نفس ہیں شراب کی توبہ کا میرے دل میں بہت نوع سے ارادہ تھا اب میں نے اوسکو پورا کیا
اور صراحی وجام وتمام آلات نقرہ کہ میری مجلس کو ایسی زینت دیتے تھے جیسے کہ آسمان کو
کواکب انکو زمین پر ذلت وخواری کے ساتھ دے پٹکا اور انشاء اللہ تعالیٰ جیسے کہ توبہ
کے توڑنے کا ارادہ ہے اونکو پارہ پارہ کیا اور ہر پارہ ایک مسکین بیچارہ کو دیدیا۔ اس میری
انابت قریب الاجابت کے سبب سے میرے بہت مقربوں نے بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم توبہ
کی اور شرب وخمر کو مطلق چھوڑا اور ابھی بہت سے آدمی اوامر ونواہی کے مطیع ہو کر سعادتمند
ہوتے جاتے ہیں امید ہے کہ بمقتضائے الدال علی الخیر کفاعلہ اس توبہ کا ثواب میرے اعمال میں
لکھا جائیگا اسعد بن فرمان جاری کرنے کے لئے میں نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص شراب نہ پئے اور اوسکی

تحصیل میں کوشش کرے نہ شراب بنا نہ بیچے نہ خریدے نہ رکھے اور میں نے جمیع ممالک میں مسلمانوں کو تمغا معاف کردیا جسکا حاصل بہت ہی کچھ تہا۔ باوجودیکہ سلاطین سابق ضوابط شریعت کے خلاف مدتوں سے اُسے لیتے تھے یہی فرمان صادر کیا کہ کسی شہر و بلدہ میں اہ گذر و معبر پر تمغا کسی مسلمان سے نہ لیں اور اس حکم میں تغیر و تبدل کو راہ نہ دیں اور میرے حکم کی تعمیل کریں ۲

انہیں ایام میں اتفاقات گذشتہ جنکا اوپر مذکور ہوا لشکر کے چھوٹے بڑے گھبرا کر عالم تحیر میں ڈوب گئے سارے لشکر میں ایک آدمی ایسا نہ تہا جسکے منہ سے کوئی بات مردانہ اور کوئی رائے دلیرانہ سننے میں آتی۔ مقرر وزیر و مدبّر امیر جنہوں نے اس ملک کی دولت کے مزے اڑائے تھے نہ اونکی باتیں مردانہ تہیں ورنہ اونکی تدبیر تقریر صاحب ہمتانہ تہیں اس یورش میں خلیفہ نے خوب خوب کام کئے تھے اور اونے ضبط و استحکام میں اور جد و اہتمام میں کوئی تقصیر نہیں کی جب میں نے آدمیونکی یہ بیدلی اور اس طرح کی سستی دیکھی تو میرے دل میں یہ تدبیر آئی کہ میں نے امرا اور جوانوں کو طلب کرکے کہا کہ ای امرا و جوانو

ہر کہ آمد بجہاں نا اہل فنا خواہد بود آنکہ پاینده و باقی است خدا خواہد بود

جو شخص مجلس حیات میں آتا ہے وہ آخر کو پیمانۂ اجل پیتا ہے اور جو زندگی کی منزل میں آتا ہے وہ دنیا کے غم خانہ سے باہر جاتا ہے۔ بدنامی کے جینے سے نیکنامی کے ساتھ مرنا بہتر ہے

بنام نکو گر بمیرم رواست مرا نام باید کہ تن مرگ راست

خداتعالیٰ نے یہ سعادت ہمکو نصیب کی ہے اور ایسی دولت قریب کی ہے کہ جو مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور جو مارتا ہے وہ غازی ہوتا ہے سب کو کلام الٰہی پر قسم کھانی چاہئے کہ کوئی شخص قتال سے روگردانی کا خیال نہ کریگا اور جب تک جان تن سے مفارقت نہ کرے وہ اس محاربہ و مقابلہ سے جدا نہ ہو یہ تحسین صاحب و نوکر خورد و کلاں سب نے رغبت سے قرآن شریف کو ہاتھ میں لیا سب نے عہد و پیمان اوسکے مضمون کے موافق کئے یہ میری تدبیر اس طور کی تھی کہ دور کے آدمی سننے سے اور پاس کے آدمی دیکھنے سے دوست دشمن سب کو پسند آئی انہیں نوں میں سب جگہ ایک آفت و شورش برپا ہوئی حسین خان نے آنکر رابری کو لے لیا

(یہ ایک قلعہ دوآبہ میں چندوار سے نیچے ہے) قطب خاں نے اوسیوقت چندوار کو دبالیا اور یہ قلعہ آگرہ کے نیچے جمنا پر واقع ہے، رستم خاں نے دوآبہ کے ترکش داروں کو جمع کرکے کول کو آکر لے لیا کچک علی کو قید کرلیا۔ شاہد خان مجبوری سنبہل کو چہوڑکر میرے پاس چلا آیا۔ سلطان محمد لودی قنوج کو چہوڑ چلا آیا۔ گوالیار کے قلعہ کو اس نواح کے ہندوں نے گہیر لیا۔ اس قلعہ کے بچانے کے لئے عالم خاں کو بہیجا گیا تہا وہ اپنی ولایت کو گوالیار سے پہر کر چلا گیا ہر روز میرے پاس ہر طرف سے ایک نیا خوفناک خبر آتی تہی لشکر سے بعض ہندوستانی بہاگنے لگے ہیبت خاں کرگ انداز سنبہل کو بہاگ گیا۔ حسن خاں باری دال دشمنوں سے جاملا ہم نے اونکی کچہہ پروانہ کی فقط اپنی سپاہ پر بہروسہ کرکے کانوار پر متوجہ ہوا۔ ارابوں اور سرپائے غلطک دار کو اور اس تمام اسباب آلات کو جو تیار کیا تہا لیکر روز سہ شنبہ جمادی الآخر سنہ ۹۳۳ کو نوروز کے روز کوچ کیا جرانغار و قول و یسال کو درست کیا اپنے آگے ارابے و سرپائے غلطک دار روانہ کئے اونکے پیچہے علی قلی کو اور تمام تفنگ اندازوں کو تعین کیا کہ وہ پیادوں کو ارابوں کے عقب سے جدا نہ ہونے دیں تاکہ یسال بستہ رواں ہو جب یسال آگیا اور ہر شخص اپنی جگہ پر قایم ہوا تو میں نے امرا اور قول و برانغار و جرانغار کے جوانوں کی دلدہی کی اور بتایا کہ ہر جماعت کو یہاں کہڑا رہنا چاہیئے اور کسی دشمن کو کس طرح سے مارنا کس طریقہ سے لڑنا چاہیئے غرض سب کے واسطے یہ باتیں معین و مقرر کیں میں ایک کوس چلکر اترا۔ رانا کا لشکر بھی میرے لشکر کی حرکت سے واقف ہوا اور اوس نے جماعتیں درست کیں اور مقابلہ کے لئے سامنے آیا لشکر کے آنے کے بعد ارابہ و خندق لشکر کے آگے درست کی گئیں۔ اس دن لڑائی کا کچہہ خیال نہ تہا تہوڑے سے آدمی آگے بڑہ کر غنیم سے لڑے اور لڑائی کا شگون کیا چند ہندوؤں کو پکڑا اور اونکا سر کاٹ کر لائے۔ ملک قاسم چند سر کاٹ کر لایا تہا اوس نے یہ خوب کیا۔ اس سے لشکر کے آدمیونکا دل قوی ہوا اور اونکو اپنے اوپر بہروسہ ہوا صبح یہاں سے کوچ کرکے لڑائی کا خیال تہا کہ خلیفہ نے اور بعض دولتخواہوں نے مجہسے عرض کیا کہ جو منزل لشکر کے اترنے کے لئے مقرر ہوئی وہ نزدیک ہے اسلئے خندق کندہ کرکے مضبوط کرکے کوچ کیا جائے تو مناسب ہے۔ اس خندق کے بنانے کے لئے خلیفہ سوار ہوا اور ...

خندق کی کئی جگہوں پر بیلدار اور اونکے منتظم مقرر کئے اور پھر وہ ہم سے آن ملا۔

روز شنبہ ۱۲۔ جمادی الاخری کو ارابوں کو آگے کھینچکر برانغار و جرانغار و قول و بیسال ایک کوس کے قریب آئے اور منزل مقررہ میں اترے بعضے خیمے کھڑے ہو گئے تھے اور بعض کھڑے ہو رہے تھے کہ خبر آئی کہ غنیم کی سپاہ دکھائی دے رہی ہے۔ فی الحال میں نے سوار ہو کر حکم دیا کہ برانغار میں برانغار اور جرانغار میں جرانغار اور ہر شخص اپنی جگہ پر جاکر ارابوں اور لشکر کو مضبوط و مرتب کرے۔ بابر لکھتا ہے کہ زین الدین نے جو اس لڑائی کا فتحنامہ لکھا ہے اس سے لشکر اسلام کی کیفیت و خیل کفار کی کمیت و صفوں و یسالوں کا کھڑا ہونا اور اہل اسلام و ہنود کی لڑائی کا حال مشخص و معلوم ہوتا ہے۔ اس سبب سے میں نے زین خاں کے فتحنامہ کو بغیر گھٹانے بڑھانے کے اپنی تزک بابری میں نقل کر دیا ہے وہ یہ ہے۔

جب بابر نے ممالک دہلی و آگرہ و جونپور و بہار وغیرہ تک کو فتح کر لیا تو اکثر طوائف اقوام ہنود و اسلام نے اطاعت اختیار کی مگر ان لوگوں نے سرکشی کی۔ ولایت ہند میں رانا سانگا کا استیلا ایسا ہوا کہ بڑے بڑے راجاؤں نے اسکے مدارا و مواساکری اور بلاد اسلام میں قریب دو سو شہروں کے اوسکا علم ایسا بلند ہوا کہ اوسنے مساجد معابد کو خراب کرکے ان شہروں کے مسلمانوں کے عیال واطفال کو اسیر کیا۔ دس بڑے بڑے نامی ہندو اوسکے طرفدار تھے جنکی سپاہ کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) صلاح الدین ۳۰ ہزار سوار (۲) راول ادوے سنگہ باگری ۱۲ ہزار سوار (۳) میدنی رائے بارہ ہزار سوار (۴) حسن خاں میواتی بارہ ہزار سوار (۵) بارمل اندری ۴ ہزار (۶) نربت ہارا سات ہزار (۷) سروی چچی ۶ ہزار سوار (۸) بیرم دیو ۴ ہزار سوار (۹) برسنگ دیو ۴ ہزار (۱۰) محمود خاں ولد سکندر یا اس اگرچہ کوئی ولایت و پرگنہ نہ تھا مگر تخمیناً دس ہزار سوار وہ اس امید پر جمع کئے تھے کہ میں سردار ہو جاؤنگا غرض ولایت و پرگنہ کے قاعدہ کے موافق اس باغی و لاکھ ایک ہزار سوار تھے۔ اور ۱۳۔ جمادی الاخری ۹۳۳ھ کو موضع خانوہ (کانوہ) میں بادشاہی لشکر آیا غنیم نے لشکر اسلام سے لڑنے کے لئے ہاتھی بھی بہت سے جمع کئے تھے۔ وہ اعدائے اسلام مقابلہ و کارزار میں آگئے۔ لشکر اسلام نے بھی اپنی صف بندی کی

اور ترکوں نے سر اپنے خود ون کو چمکایا اور بطریق غزات روم تفنگچیوں اور رعد اندازوں کی
پناہ کے لئے سپاہ کے آگے ارابوں کی صفیں مرتب ہوئیں میدان جنگ میں طرفین کے
لشکر شائستہ آئین کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ بابر نے حکم دیا کہ کوئی شخص بے حکم اپنی جا سے حرکت
نہ کرے اور بے اجازت میدان جنگ میں قدم نہ رکھے پہر دن تک آتش جنگ مشتعل ہوئی
برانغار و جرانغار میں بہت آدمی قتل ہوئے اور مخالف کے جرانغار نے بادشاہ کے برانغار کی
طرف جنبش کرکے خسرو کوکلتاش و ملک قاسم و بابا قشقہ پر حملہ کیا۔ بابر نے چین تیمور سلطان کو
اوسکی کمک کو بھیجا اوس نے مردانہ دستبرد کرکے مخالفوں کو اونکے قول کے عقب کے قریب
پہنچایا جسکے جلدو میں فتح اونکے نام پر لکھی گئی۔ مصطفے رومی نے بادشاہ کے لشکر میں سے
ارابوں کو آگے لاکر تفنگ و ضربزن ایسے مخالفوں کی صفوں پر لگائے کہ اونکو توڑ دیا اور بہت سے
مخالفین کو ہلاک کرکے خاک میں ملایا۔ دشمنوں کی سپاہ پے در پے نئی آتی تھی۔ بابر بھی متواتر
چیدہ چیدہ سپاہ کمک کے لئے بھیجتا تھا۔ ایک دفعہ قاسم حسین سلطان و احمد یوسف و قوام بیگ
کو حکم ہوا۔ دوسری دفعہ ہندو بیگ قوچین مامور ہوا۔ تیسری دفعہ محمدی کوکلتاش و خواجگی
اسد کو فرمان ہوا۔ بعد ازاں یونس علی و شاہ منصور برلاس و عبد اللہ کتابدار اُنکے پیچھے
دوست ایشک آقا و محمد خلیل اختہ بیگی کمک کے لئے مامور ہوئے۔ مخالف کے برانغار نے بار بار
بادشاہ کے لشکر جرانغار پر حملہ کیا۔ کبھی تیروں سے کبھی خنجر و شمشیر سے طرفین کے آدمی کام آئے
بادشاہ کے حکم سے مومن اتکہ رستم ترکمان دشمن کی سپاہ کے پیچھے جاکر حملہ آور ہوئے خواجہ
خلیفہ کے ملازم ملا محمود و علی اتکہ یاشین اونکی کمک کو گئے۔ محمد سلطان مرزا عادل سلطان
عبد العزیز میر آخور قتلق قدم قراول محمد علی جنگ جنگ و شاہ حسین یاریگی مغول غانچی نے
محاربہ میں دست کشائی کرکے پائے ثبات مستحکم کیا۔ اور خواجہ حسین۔ نوآئینوں کی ایک جماعت
لے کر انکی کمک کو گیا۔ طرفین کے بہادروں نے جانستانی میں جانفشانی کی جب کارزار میں
دیر ہوئی تو بادشاہ نے اپنے خاص ملازموں کو جو ارابوں کے پیچھے ایسے بیٹھے تھے جیسے کہ شیر زنجیر
میں ہوتا ہے حکم دیا کہ راست چپ قول سے باہر آئیں اور تفنگچیوں کی جگہ بیچ میں

چھوڑ دیں اور دونوں طرف سے لڑائی شروع کریں غرض انہوں نے داد دلاوری اور دلیری
دی تلواروں کی چکا چک اور تیروں کی شپاشپ کا آوازہ بلند ہوا سنا اور العصر علی قلی مع اپنے
توپوں کے لشکر کے آگے کھڑا تھا سنگ اندازی اور ضرب نی تفنگ چلانے میں کارنامہ دکھلا
رہا تھا۔ اس اثنا میں بابر نے حکم دیا کہ قول کے ارابے آگے روانہ ہوں اور وہ خود لڑائی میں
مصروف ہوا اور ایک دفعہ دشمن پر حملہ کیا جب دن چھپنے کو ہوا تو قتال و جدال کی آگ نے
خوب اشتعال پایا اور بادشاہ کے میمنہ و میسرہ نے دشمن کے میمنہ و میسرہ کو پرے ہٹایا دشمن نے قول شاہی کی جانب
راست پر حملہ کیا اور اسکے بہت قریب آگیا۔ غرض بادشاہ کی سپاہ نے دشمنوں پر ایسا دلاوری
سے حملہ کیا کہ انکا قدم میدان جنگ سے اکھڑ گیا۔ اور وہ بھاگ گئے حسن خان میواتی تفنگ کی
ضرب سے فنا ہوا۔ راول اودے سنگھ والی ڈونگر پورہ ٹانک چند چوہان رائے چندر بھان و
دلپت رائے و کنکو کرم سنگھ ڈونگر اور بہت بڑے بڑے نامی سردار راناسنگا کے مارے گئے
اور کئی ہزار آدمی زخمی ہوئے۔ بادشاہ نے محمد علی کوکلتاش و عبدالعزیز میر آخور و علی خان اور
بعض اور امیر کو راناسنگا کے تعاقب میں بھیجا۔

بابر نے مخالفوں کو جنگ گاہ سے بھگا کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اتنے میں رات ہو گئی
جو دشمنوں کے لئے روز سیاہ تھا اور دوستوں کے لیے شبستان عشرت تھی۔ بابر اپنی منزل گاہ میں آیا
اس فتح کی تاریخ شیخ زین صدر نے "فتح بادشاہ اسلام" کہی ہے ایک اور شاعر کو بھی اس تاریخ کا
توارد ہوا۔ بعد اس فتح کے طغرا میں بابر کے نام کے ساتھ غازی لکھا گیا۔ زین خان کے فتحنامہ کے
نیچے بابر نے ترکی زبان میں ایک رباعی لکھی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے واسطے میں صحرا میں
آوارہ ہوا کفار و ہنود سے لڑا میں نے تو عزم جزم یہ کیا تھا کہ شہید ہوں مگر میں غازی ہوا۔

دشمنوں کا لشکر میرے لشکر سے دو کوس تھا میں نے دشمن کے تعاقب میں محمدی و عبدالعزیز و
علیخان اور امیروں کو بھیجا مگر مجھے کسی اور پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے تھا بلکہ خود جانا چاہیے تھا
محمد شریف منجم بھی جو کیسی بدفالیاں کرتا تھا فتح کی مبارکباد دینے آیا میں نے اسکو بہت گالیاں
دیکر دل کی بھڑاس نکالی۔ اگرچہ وہ کافر وش و شوم نفس اور بہت مغرور و سرکش تھا۔ مگر قدیمی

نوکر تھا ایک لاکھ تنکہ انعام دیکر میں نے رخصت کیا اور حکم دیا کہ میری قلمرو میں جو ہے یہ لڑائی
ایک پہاڑی کے پاس ہوئی تھی میں نے وہاں ہنوز کی کھوپریوں کا مینار یادگار بنوایا جب مجھے فتح
ہوئی تو میں نے محمد علی جنگ جنگ و شیخ گوزن اور افسروں کے ساتھ بڑا لشکر الیاس خاں کے فساد
کو مٹانے کے لئے دو آبہ کو روانہ کیا - اس الیاس خاں نے دو آبہ میں غدر و شور مچا رکھا تھا
کول پر قبضہ کیا کچک علی کو قید کیا جب میرا لشکر پہنچا تو الیاس خان نے جانا کہ اس لشکر کا سامنا
نہو سکے گا جار و ناچار فرار کی راہ لی - کوئی ادہر گیا کوئی ادہر تہوڑے دنوں بعد جب میں آگرہ میں آیا
تو الیاس خاں پکڑا ہوا آیا میں نے اوسکی زندہ کھال کھچوائی - میوات کا ملک دہلی کے قریب
ہے اور اوسکی آمدنی تین چار کروڑ تنکہ کی تھی حسن خاں میواتی کو ریاست یہاں کی وراثت
میں ہاتھ لگی تھی اسی خاندان میں حکومت دو سو برس سے چلی آتی تھی وہ شاہ دہلی کا سکہ برائے
نام تھا سلاطین ہند کو کبھی پوری حکومت ملک میوات پر میسر نہ ہوئی اسکا سبب ہوا ہوگا کہ
میوات کا ملک فراخ تھا - پہاڑ اوسمیں بہت تھے - ان پہاڑوں میں میواتیوں کو پناہ لینے کا خوب
موقع ملتا تھا جب میں نے ملک ہند کو فتح کیا تو سلاطین سابق کے موافق حسن خاں پر میں نے بھی
نہایت عنایت کی مگر اس کافر نعمت نا احسان مند نے میری اس مروت و عنایت کا کچھ خیال
نکیا اوسکا دل ہندؤں کی طرف راغب تھا جتنے فساد برپا ہوے سب کا بانی مبانی وہی تھا اسلئے
میں نے ہندؤں کا ملک چھوڑدیا - اور اس ملک کی نظم و نسق کا ارادہ کیا - میں چار پانچ کوچ کرکے قلعہ الور
پاس پہنچا یہ میواتیوں کا دار القرار تھا حسن خاں کے باپ دادا کا دار السلطنت تجارا تھا - ایک
شخص کرم چند جو حسن خاں کے سرداروں میں تھا اور وہ اوس وقت بھی آگرہ میں آیا تھا کہ حسن خاں
کا بیٹا طاہر خاں قید تھا - اب اوس نے اس طاہر خاں کی طرف سے مراحم شاہانہ کی التجا کی میں نے
اوسکے ساتھ عبد الرحیم کو بھیجا اور خطوط لکھدیے جس سے طاہر خاں کے دل کو تسلی اور
تسکین ہو - اور خوف جاتا رہے اوسیوقت وہ میرے پاس چلا آیا اور میں نے اوسپر عنایت کی اور اسکو
ایک پرگنہ لاکھ تنکہ کا جاگیر میں دیا اور حسین تیمور سلطان کو شہر تجارا دیدیا - پھر میں قلعہ الور میں گیا
اور وہاں ایک شب رہا غرض میوات کا انتظام پہلے سے اچھا ہو گیا اور الور کے پاس

ممالک کابل کے انتظام کے واسطے شہزادہ ہمایوں کو روانہ کیا۔ وہاں خان مرزا کا انتقال ہو گیا تھا اوسکے ساتھ وہ فریق بھی تھا جنہوں نے کابل جانے کی رخصت اس لڑائی سے پہلے چاہی تھی اور بہت سا خزانہ اور لشکر ساتھ کر دیا۔ محمد علی جنگ جنگ اور سرداروں کو اس کام متعین کیا کہ حسن خان دریاخاں افغان نے جو چندوار اور راپری میں اور قطب خاں نے جو اٹاوہ میں بغاوت اختیار کی ہے اوسکا انسداد کریں حسن خاں تو بے لڑے میدان سے بھاگا دریا پار جاتا تھا کہ راہ ہی میں دریا میں غرق ڈوب گیا۔ دریاخاں کہیں آوارہ ہو کر چلا گیا۔ بتن کا فساد دور کرنیکے واسطے محمد سلطان مرزا قنوج کو روانہ ہوا۔ وہ خیرآباد کی طرف بھاگ گیا۔ ۲۹ ذیحجہ ۹۳۴ھ (۱۵۲۸) کو بادشاہ کول و سنبھل میں شکار کھیلنے گیا پھر یہ سیر تماشا دیکھ کر آگرہ میں آیا غرض جن صوبوں کا انتظام لڑائی کے سبب بگڑ گیا تھا چھ مہینہ میں سب درست ہو گیا۔ برس دن کے اندر اندر گنگا پار کے ملکوں میں صوبہ اودھ کے سوا بابر کی سلطنت قائم ہو گئی۔ فقط صوبہ اودھ میں ایک گروہ افغانوں کا باقی تھا۔ اوسکی سرکوبی کیواسطے فوج روانہ کی گئی +

چندیری کی لڑائی

۹۳۴ھ (۱۵۲۸) میں بابر نے چندیری پر چڑھائی کی وہ اپنی واقعات میں لکھتا ہے کہ ربیع الاول کی چودھویں تاریخ دوشنبہ کے دن چندیری فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور جلیسر اور کچھوہ ہوتا ہوا چندیری سے تین کوس پر خیمہ ڈالا حصار چندیری پہاڑ پر واقع ہے اور سارا شہر اور یہ قلعہ پہاڑ کی ڈھلان پر بنا ہوا ہے پھر آگے بڑھ کر تمام لڑائی اور مورچوں کی تیاری کی اور قلعہ فتح کرنیکا سب سامان جمع کیا چندیری پہلے مانڈو (مالوہ) سے علاقہ رکھتی تھی سلطان نصیر الدین کی وفات کے بعد اوسکا ایک بیٹا سلطان محمود مانڈو کا مالک ہوا اور اوسکا دوسرا بیٹا محمد شاہ چندیری پر قابض ہوا اور سلطان سکندر لودی کی حمایت کا طالب ہوا سلطان سکندر نے اپنے لشکر کو بھیجکر اوسکی حمایت کی۔ پھر سلطان ابراہیم کے وقت میں محمد شاہ مر گیا اور ایک کم عمر بیٹا احمد شاہ چھوڑ گیا سلطان ابراہیم نے اس احمد شاہ کا کام تمام کر کے ایک اپنا آدمی وہاں حاکم بنایا جب رانا سانگا ابراہیم سے لڑنے کے واسطے دھولپور تک آیا۔ تو اوس شاہزادہ کے امرا

اوسکے خلاف ہوگئی۔ غرض رانا سنگا کے ہاتھہ چندیری آگئی اوسنے میدنی رائے کو یہاں کا
راج دیدیا۔ اب اس وقت وہ یہاں راجہ تھا اور پانچ ہزار سپاہ پاس رکھتا تھا۔ مینے اوس پاس پیغام
بھیجا کہ چندیری میرے حوالہ کردے۔ اور اوسکے عوض میں شمس آباد لے۔ مگر اوسکے دو تین
صلاح کاروں نے اس صلح کو نہ ہونے دیا۔ غرض مینے چندیری کا محاصرہ کیا۔ دوسرے دن محصور
مایوس ہوگئے۔ اور وہی کام جو مایوسی کی حالت میں رجپوت کیا کرتے ہیں کیا کہ اپنے جورو بچوں
کو قتل کیا اور برہنہ ہو جان لڑانے کے واسطے دوڑے۔ جو مسلمان فصیل پر چڑھے ہوئے تھے
اونکے سامنے آئے اونکو مارکر بھگا دیا۔ اور فصیل سے کود کر خوب دل کھولکر لڑے۔ اور
آخر کو مغلوب ہوکر سب پائمال ہوگئے۔ دو تین سو راجپوت میدنی راؤ کے گھر میں گھس گئے۔ اور
آپسمیں اسطرح قتل ہوگئے کہ ایک آدمی تلوار ہاتھہ میں لیکر کھڑا ہوا اور اوسکے گرد سب راجپوت
جمع ہوئے اور خوشی خوشی اپنی گردن اوسکی تلوار کے آگے جھکاتے گئے اور سر اوڑواتے گئے۔
اور میدنی رائے بھی اسی طرح قتل ہوگیا۔ دو تین گھڑی میں یہ مشہور قلعہ خدا کی عنایت سے
ہاتھہ لگ گیا۔ فتح دار الحرب اسکی تاریخ ہوئی۔ یہاں بھی ایک منارہ ہندوؤں کی کھوپریوں کا
پہاڑ پر قایم کیا۔ دوسرے دن قلعہ کی باہر سے سیر کی۔ اور بلوخاں کو یہ قلعہ سپرد کیا۔ اور یہ ارادہ ہوا
کہ بھیلسہ اور چنوٹہ کو فتح کیجئے مگر یہ ارادہ اس سبب سے فسخ ہوا کہ جب چندیری کا محاصرہ ہو رہا تھا تو
خلیفہ نے دو ایک خط دئے۔ اونکا مضمون یہ تھا کہ پورب کو جو سپاہ روانہ ہوئی تھی وہ بے ترتیب
کوچ کر رہی تھی ادہر افغانوں نے حملہ کیا اور شکست دیکر پریشان اور منتشر کردیا۔ وہ لکھنو کو چھوڑ کر
قنوج میں چلی آئی ہے جب چندیری فتح ہو چکی تو بادشاہ نے اس باب میں صلاح اور مشورہ
کیا۔ سب کی مرضی ہوئی کہ پہلے سرکشوں کا سر کاٹنا چاہئے۔ اسلئے وہ سب صوبے ممالک محروسہ کے
فتح کئے چھوڑ دئے۔ اور چندیری احمد شاہ کو جو سلطان ناصر الدین کا پوتا تھا سپرد کی اور اوس
اقرار لیا کہ پچاس لاکھہ تنکہ خزانہ شاہی میں سالانہ داخل کیا کرے۔ اور جمادی الاول کی
گیارہویں تاریخ اتوار کے دن اس مہم پر بادشاہ روانہ ہوا اور وہاں پہنچا جہاں جمنا اور چنبل ملتے
ہیں یہاں لودہی کی یہ خبر آئی کہ جو فوج قنوج میں رکھی تھی وہ راپری میں ہے اور شمس آباد کا قلعہ

افغانوں کے غلبہ کا بیان +

جسمیں ابو محمد نیزہ باز کی فوج تھی دشمنوں نے حملہ کرکے لے لیا ہے۔ اس خبر کو سنکر بابر شاہ جب یہ دریا کو عبور کرکے قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ اور آگے فوج کو دشمنوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ دو تین منزل پر تھا تو اوسکے پاس یہ خبر آئی کہ بِبَن اور شیخ بایزید اور معروف افغانوں کے سردار اوسکے آنے کی خبر سنکر قنوج سے گنگا پار اوتر گئے ہیں اور مشرقی کنارہ پر گنگا کے اونھوں نے پڑاو ڈالا ہے۔ غرض بابر بھی قنوج میں پہنچا۔ یہاں تیس چالیس کشتیاں جا بجا سے جمع کرکے گنگا کا پُل باندھنا شروع کیا۔ اور اوستاد علی قلی نے بھی اپنے توپخانہ کو چلانا شروع کیا۔ اور ایک توپ بھی جسکا نام دیگ غازی تھا وہ بھی چلائی گئی۔ غرض اس توپخانہ کی توپیں پہلے دن آٹھ دفعہ اور دوسرے دن سولہ دفعہ چلیں اور اسی طرح پانچ چھہ روز تک وہ چلتی رہیں۔ اور پُل بنتا رہا جب پُل تیار ہوگیا تو سپاہ نے عبور کیا۔ یہاں بابر نوروز اور ایام کے مسعود اور منحوس ہونے کے حساب میں رہا نہیں وہ دشمنوں کا جلد کام تمام کرتا۔ افغان بھی اپنی صفیں باندھ کے اور ہاتھیوں کو سامنے کرکے لڑائی کے میدان میں آئے اور لڑائی ہوئی اور افغان میدان سے بھاگے۔ اور چین تیمور سلطان اونکے تعاقب میں گیا۔ مگر جو سپاہ اس تعاقب میں گئی اوس نے کچھہ کام نہ کیا۔ بابر خود بھی لکھنو میں پہنچا اور گومتی کے پار اوترا۔ اور اجودھیا سے دو تین کوس تک پہنچا۔ شیخ بایزید بھی کہیں یہیں تھا۔ بابر کی فوج اوسکے پیچھے روانہ ہوئی تو وہ جنگل میں بھاگ گیا۔ بابر یہاں چند روز مقیم رہا اور اودہ کا خاطر خواہ بندوبست کیا۔ غرض دشمنوں کو گھاگرا پار اتار دیا۔ اس سال کا باقی حال واقعات بابری میں نہیں پایا جاتا۔ اب بابر بادشاہ کا ارادہ گوالیار کی سیر کا ہوا جسکا بیان ہوگا۔ قلعہ آگرہ میں آیا۔ اور یہاں اس کو بخار آنا شروع ہوا۔ اور اس حالت مرض میں اوس نے خواجہ عبد اللہ احرار کے رسالہ والدیہ کو نظم کیا۔ پھر غسل صحت ہوا اور اوسکا ایک جشن عالیشان ہوا۔ اوسکی عادت تھی کہ مصیبت کے دنوں کو ایسی ایسی دل لگیوں اور شغلوں میں کاٹتا۔

بابر لکھتا ہے رانا سانگا کا ایک بیٹا رانی پدماوتی سے بکرماجیت تھا۔ وہ رنتھنبور میں رہتا تھا۔ ایک بڑا معتبر سردار اوسکا اسوک نامی میرے پاس پیغام لایا کہ راجہ حضور کی فرمانبرداری کے واسطے اور ستر لاکھہ ٹنکہ نذرانہ دینے کے لئے موجود ہے بیٹے نے یہ کہا کہ مجھکو یہ امر منظور ہے۔ وہ قلعہ رنتھنبور میرے حوالے

[illegible]

میں اوسکو اوسی قدر جاگیر دیدونگا جسقدر وہ مانگتا ہے۔ یہ پیغام لیکر ایلچی واپس گئے۔ اور جب گوالیار میں آیا تو ایکدن ملاقات کا بکرماجیت کے آدمیوں کے ساتھہ مقرر کیا۔ مگر اوس روز معین پر کوئی آدمی حاضر نہ ہوا۔ بعد چند روز کے بہر اسو کا آیا اوسنے بکرماجیت اور اوسکی ماں کو خود جا کر جو کچھہ حال گذرا تہا سنایا۔ یہ ماں بیٹے دونو بابر کی اطاعت پر راضی ہوگئے جب رانا سنگا نے سلطان محمود کو شکست دی تھی اور قید کیا تھا اوس پاس ایک تاج اور کمر بند بڑا گرانبہا تھا۔ رانا نے جب اوس قیدی کو رہا کیا تو یہ دونو چیزیں اوس سے لیلی تہیں اب وہ بکرماجیت پاس تہیں دونو بیش بہا تحفے میری پیشکش میں آدمی کے ہاتھہ بہیجے اور رنتھنبور کے عوض میں بیانہ مانگا۔ بکر شمس آباد میں نے اوسکو دیا۔

بہار و بنگال کی لڑائیوں کا بیان +

میں شکار کھیل رہا تہا کہ آگرہ سے خلیفہ نے خط بہیجے اونمیں لکہا تھا کہ شاہ سکندر لودی کے بیٹے محمود نے بہار کو فتح کرلیا (یہ محمود وہی ہے جو رانا سنگا کے ساتھہ بابر سے لڑا تھا) اس خط کو پڑہتے ہی میں ایکدن میں آگرہ کے اندر آگیا اور مشورہ سے یہ امر قرار پایا کہ ممالک شرقیہ کی فتح کیواسطے میں خود جاؤں غرض سب سپاہ کا سامان تیار کرکے ۹۳۵ھ (۱۵۲۸و۲۹) میں میں روانہ ہوا دکدکی میں پہنچا یہ مقام پرگنہ کرہ میں ہے یہاں متواتر خبر آئی کہ سلطان محمود پاس ایک لاکھہ لشکر جمع ہوگیا ہے اور اوسنے شیخ بایزید اور ببن کو بہت سا لشکر دیکر سروار کی طرف روانہ کیا ہے اور وہ خود اور فتح خاں گنگا کے کنارہ پر پڑا ہے اور چنار گڈہ پر حملہ کرنے کا ارادہ ہے۔ اور شیر خاں کو جسپر مینے بہت سے احسان کئے تہے اور بہت سے پرگنے جاگیر میں دئے تہے۔ اور اس اطراف میں اوسکو حاکم بنایا تھا وہ بھی افغانوں کے ساتھہ شریک ہوگیا غرض یہ سب جمگھٹ بنارس کی طرف آیا سلطان جلال الدین کے آدمی بنارس کو ان دشمنوں سے نہ بچا سکے بنارس کو چھوڑ کر چلدئے اور یہ بہانہ بنایا کہ وہاں قلعہ میں ہم آدمی اپنے چھوڑ آئے ہیں کہ وہ اوس کی حفاظت کیواسطے کافی ہیں اور ہم آگے گنگا کے کنارہ پر لڑنے کے لئے چلے آئے ہیں تھوڑے دنوں بعد محمد بخشی کشتی میں سوار ہوکر دوسری طرف سے گنگا کے آیا۔ اور یہ خبر لایا کہ محمود خاں پسر سلطان سکندر لودی جسکو افغانوں نے محمود شاہ بنایا تھا اوسکا حال یہ ہوا کہ جب لشکر نے چنار گڈہ کا محاصرہ کیا

اور اونکو میرے پاس جانیکی خبر پہونچی تو اونکے ہوش اوڑ گئے اور گھبرا کر ادہر اودہر تتر بتر ہو گئے اور چنار کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور بنارس پر جو افغان بڑہ آئے تھے وہ بھی اولٹے اپنے سر و پا بھاگے کہ دریا میں دو کشتیاں اونکی ڈوب گئیں۔ اور بہت سے آدمی اونکے دریا میں خاک کے اندر مل گئے۔ پھر میں نے جمنا کے کنارہ سے کوچ کیا۔ اور چنار کے قلعہ کی سیر کی۔ یہاں باقی خاں خبر لایا کہ محمود خاں دریاے سون کے کنارہ پر پڑا ہوا ہے — میں نے امیروں سے صلاح و مشورہ کیا تو یہ امر قرار پایا کہ کوچ بر کوچ کر کے جلد غنیم کی خبر لینی چاہئے۔ اسمیں توقف نہ کرنا چاہئے۔ غرض میں غازیپور میں پہنچا اور چوسہ (چوسر) میں مقام کیا۔ اور اور لشکر نے کرمناسا پر خیمے ڈالے۔ پورب میں اس وقت لوحانی اور لودی افغانوں میں آپسمیں لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے بہت سے طرفدار جلال خاں لوحانی پسر محمد شاہ لوحانی کے ہو رہے تھے۔ اس جلال خاں نے بابر پاس پیغام بھیجا کہ میں حاضر ہوتا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغانوں کے ہاتھ سے اوسنے صدمہ اوٹھایا تھا۔ اور وہاں سے بھاگ کر بابر پاس آیا تھا۔ ان باہمی فسادوں ہی نے افغانوں کی قوم کو تباہ کر دیا۔ اب بہار گنگا کے جنوب میں بابر کے تصرف میں تھا اور شمال میں شاہ بنگال کے قبضہ میں۔ اس بادشاہ پاس بہت سی فوج اب بھی تھی۔ اس کا ارادہ تہا کہ سلطنت دہلی میں سے جسقدر ملک اوسکے قبضہ میں تھا اُسی پر اکتفا کرے۔ اور باقی ملک پر جو لوگ قابض ہیں اونسے لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اس نیت سے اوسکا سفیر اسمعیل متا بابر کے پاس رہتا تہا۔ بابر نے اس سفیر کو اور ایک اپنے آدمی کو شاہ بنگال پاس بھیجا اور یہ لکھا کہ وہ اپنی تمام فوج کو اس ملک سے جسمیں وہ کوچ کر رہا ہے اپنے پاس بلالے۔ اور یہ بھی صدقی کہا کہ اس سپاہ کو خیر و عافیت سے تمک اوس پاس پہنچا دیں گے اور کچھہ اونکو راہ میں تکلیف نہ ہوگی۔ مگر اس امر سے شاہ بنگال انکار کریگا تو خود اپنے پانوں میں کلہاڑی ماریگا۔ اور جو آفت اوسپر پڑے گی وہ اپنے ہاتھہ سے اوسپر آئیگی غرض اس بات کا جواب نہ آیا۔ اور بابر سے صبر نہ ہو سکا وہ گنگا سے اوتر کر بنگالیوں سے لڑنے لگا۔ اگرچہ بابر گنگا پار اوتر گیا تہا۔ مگر گھاگرا اوترنا باقی رہا تہا۔ غنیم وہاں پڑا تہا جہاں گھاگرا اور گنگا یہ دونو دریا ملتے ہیں۔ مگر بابر پاس کشتیوں کا سامان ایسا اچھا تھا کہ اونسے بنگالیوں کی کشتیوں کو مار پیٹ کر بھگا دیا۔

اگر یہ صورت پیش نہ آتی تو وہی کشتیاں بابر کے حق میں سنگ راہ ہوتیں بنگالیوں نے بابر کو
اوپر سے روکا۔ بنگالی توپ چلانے میں بڑے اوستاد مشہور تھے اس طرف بھی استاد علی قلی توپچی موجود تھا
غرض دونوں طرف سے توپوں کی مار شروع ہوئی۔ دریا کے پار جاکر لڑائیاں شروع ہوئیں بابر
کی فوج نے بنگالیوں کی فوج کو مار کر بھگا دیا۔ اور بہت سے سپاہیوں کو قید کر لیا۔ پھر شاہ بنگال سے
صلح ہو گئی۔ اور جب بابر کا ارادہ آگرہ کا ہوا تو اوس کو یہ خبر ملی کہ بِبن اور بایزید بنگال سے فوج جمع
کرکر گھاگرہ پار اوتر گئے ہیں اور لکھنو پر قبضہ کر لیا ہے یہاں کے قلعہ میں گھاس ایک جگہہ بہت سی جمع
تھی اوسمیں آگ لگ گئی۔ اس آگ کی گرمی سے قلعہ تنور ہو گیا۔ اور اوسکی فصیل پر کھڑے رہکر لڑنا
دشوار ہو گیا۔ اور اونکے پیچھے جو لشکر روانہ ہوا اوسنے اونکو بندیل کھنڈ میں گنگا جمنا وار پار
پراگندہ کر دیا۔ اب برسات آگئی۔ بادشاہ آگرہ میں آگیا۔ اور باغ بہشت میں مزے اوڑانے لگا
اور بنگالہ سلطان جنید برلاس کے سپرد کر دیا۔ اب آگے اس سے واقعات بابری میں کچھہ نہیں لکھا۔
اسی بیان پر اوسکا خاتمہ ہو گیا۔

اب اس گل کی بھی خزاں آگئی۔ مرنے سے پندرہ مہینے پیشتر پیشتر مزاج کچھہ نہ کچھہ
مرض میں مبتلا رہتا تھا۔ اپنی واقعات میں بھی اس زمانہ کا کچھہ حال نہیں لکھا ہے جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ قلم کا زور بھی ہاتھہ سے جاتا رہا تھا۔ اور سستی اور کاہلی نے چستی و چالاکی کی
جگہہ لے لی تھی۔ ہمایوں بغیر اوسکی اجازت کے کابل سے چلا آیا۔ ہمایوں کا حال یہ ہے کہ
کہ بابر ممالک کابل و بدخشاں کے انتظام و استحکام کو اپنے اوپر واجب جانتا تھا۔ اسنے ۹۲۶ھ میں ہمایوں کا بدخشاں سے آنا +
جب خان مرزا کا انتقال ہو گیا تو ہمایوں کو بدخشاں مرحمت کیا اور اوسکو بہت ملازموں کے ہمراہ
۹ رجب کو ۹۲۶ھ کو وہاں روانہ کیا۔ جب ۹۳۶ھ میں بدخشاں سے قاصد خبر لائے کہ ہمایوں نے چالیس
پچاس ہزار سپاہ جمع کرکے سمرقند کے فتح کرنیکا ارادہ کیا ہے اور حرف صلح بھی درمیان ہے۔ بابر نے
اوسی وقت ہمایوں کو منشور لکھا کہ اگر کار مصالحت سے باہر نہ ہو گیا ہو تو جب تک ہم ہندوستان
صاف نہ ہو صلح رکھنی چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالے کار ہندوستان جو قریب الاختتام ہے
تمام کرکے میں خود وہاں آونگا +

ہمایوں ایک سال تک بدخشاں میں عشرت پیرا رہا کہ یکبارگی باپ کے دیکھنے کا شوق از یاد ہنگیز ہوا کہ بدخشاں پر سلطان ویس کو جسکا داماد میرزا سلیمان تہا حوالہ کرکے قبلہ و کعبہ کی طرف چلا ایک روز میں کابل آیا میرزا کامراں قندہار سے کابل میں آیا ہوا تھا عیدگاہ میں دونو بھائیوں میں ملاقات ہوئی میرزا کامراں نے حیران ہوکر بھائی سے پوچھا کہ کیوں جاتے ہو۔ فرمایا کہ باپ کا اشتیاق کشاں کشاں مجھے لئے جاتا ہے مرزا ہندال کو کابل سے بدخشاں کی حراست کے لئے بہیجا۔ اور تہوڑے دنوں میں باپ کے پاس دارالخلافت آگرہ میں پہنچا۔ مرزا حیدر نے اپنی تاریخ رشیدی میں لکھا ہے کہ ۹۳۵ھ میں بابر نے ہمایوں مرزا کو طلب کیا۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ مرزا خان ابن سلطان محمود مرزا ابن ابوسعید مرزا نے جو بدخشاں میں تہا وفات پائی تو اوسکا ایک بیٹا سلیمان تھا اوسکو بابر نے اپنے پاس بلا لیا اور اپنے سب سے بڑے بیٹے ہمایوں مرزا کو بدخشاں ۹۲۶ھ سے ۹۳۵ھ تک ہمایوں مرزا بدخشاں میں باپ کے ساتھ تھا جب ہندوستان فتح ہوا تو اوسوقت بادشاہ کے دو بیٹے حد شباب کو پہنچے تھے اونمیں سے ایک ہمایوں مرزا کو اپنے پاس بلا لیا اسلئے کہ فرزندوں میں سے ایک اپنے پاس ہے اگر واقعہ ناگزیر پیش آئے گے تو جانشین پاس ہو اس وجہ سے بادشاہ نے ہمایوں مرزا کو ہندوستان میں طلب کیا اہل بدخشاں نے ہمایوں مرزا سے عرض کیا کہ بدخشاں کے پیچھے اوزبک لگے ہوئے ہیں اور قدیم کینہ ہم سے رکھتے ہیں آپ تو ہندوستان جاتے ہیں بدخشاں کی حفاظت امراء سے نہیں ہوسکے گی۔ ہمایوں مرزا نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہے مگر میں باپ کے حکم سے تجاوز نہیں کرسکتا میں بہت جلد کسی اپنے بھائی کو بھیجدیتا ہوں۔ آدمیوں کو اسلحہ تسلی دیکر اوسنے ہندوستان کی راہ لی۔ اہل بدخشاں مایوس ہوئے۔ ہمایوں ہندوستان میں آیا فقیر علی کو بدخشاں میں اوسنے مقرر کیا۔ ہمایوں باپ کے پاس مدتوں تک رہا تہا اور بابر اوسکے ساتھ مصاحبانہ سلوک کرتا تہا اور بارہا کہا کرتا تہا کہ ہمایوں مصاحب بے بدل ہے۔ جب ہمایوں بدخشاں سے چلا آیا تو سلطان سعید خاں کا شغر کے خوانین میں سے تہا اور نسبت خویشی کی بابر سے ساتھہ رکھتا تھا رشید خاں کو یارکند میں چھوڑ کر بدخشاں کی طرف متوجہ ہوا سلطان ویس کو طلب کیا۔ پہلے اس کے کہ وہ بدخشاں میں پہنچے مرزا ہندال

بدخشاں میں آگیا تہا اور قلعہ ظفر کو اپنا عشرتکدہ بنایا تھا ملک میں امن امان تہا سعید خاں نے تین مہینہ قلعہ کا محاصرہ کیا مگر بے بہرہ کاشغر کو الٹا گیا تہا ہندوستان میں بابر سے یہ کہا گیا کہ کاشغر یوں نے بدخشاں لے لیا - بابر نے بدخشاں کی مہام کے انتظام کے لیے خواجہ خلیفہ کو جانے حکم دیا خواجہ نے اپنے معاملہ نافہمی سے جانے میں تقاعد کیا - بادشاہ نے ہمایوں سے کہا کہ تم جانے میں اپنی کیا اصلاح جانتے ہو تو اوسنے عرض کیا کہ جب حضور کی ملازمت سے دور ہوا تہا مجھے اسقدر آزار دگزند پہنچا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنے اختیار سے حضور کی قدموں سے جدا نہ ہونگا آگے حضور مالک ہیں بندہ فرمانبردار ہے اسواسطے مرزا سلیمان کو بدخشاں اوسنے رخصت کیا اور سلطان سعید خان کو لکھا کہ ہم مرزا سلیمان کو بھیجتے ہیں اسکو مناسب ہے کہ بدخشان حوالہ کردے ہم نے وارث کو میراث سپرد کی ہے آیندہ تمکو اختیار ہے - ہمنے پہلے لکھا تہا کہ بدخشاں میں امن امان ہوگیا تہا مرزا ہندال نے مرزا سلیمان کو بدخشان حوالہ کردیا اور خود ہندوستان کیطرف چلا بابر نے کچھہ دنوں بعد ہمایوں کو سنبھل میں کہ اوسکی جاگیر تھا بھیجدیا تہا چھہ مہینے تک وہ یہاں عیش و عشرت میں مصروف رہا کہ یکایک بخار چڑھا - رفتہ رفتہ وہ بڑھتا گیا جب بادشاہ کو یہ خبر جانکاہ پہنچی تو اوسنے بیقرار و بے تاب ہوکر حکم دیا کہ ہمایوں کو دہلی لے جائیں اور وہاں سے کشتی میں بٹھا کر آگرہ روانہ کریں تاکہ میری آنکھوں کے سامنے حاذق طبیب معالجہ کریں اور اطبا کی جماعت کثیر جو میرے پاس ہے وہ اوسکے علاج میں صحیح تدبیرات کریں دریا کی راہ سے تہوڑے دنوں میں ہمایوں آگرہ میں آگیا - ہر چند اطبا نے علاج میں سر مارا اور صحیح تدبیرات کیں مگر کچھہ افاقہ و صحت کی صورت نظر نہ آئی جب ساری طبابت ختم ہوچکی تو ایک روز جمنا کے کنارہ پر بادشاہ بیٹھا بیٹھا طبیبوں کے ساتھہ معالجہ کے باب میں اندیشہ کر رہا تہا کہ میر ابوالبقا کہ اس زمانہ کے اعاظم افاضل میں سے تہا اوسنے عرض کیا کہ پہلے عاقل بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اسطرح کے امور میں جب اطبا ظاہری معالجہ میں عاجز ہوں تو چارہ کار یہ ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ بہتر اور عزیز ہو اوس کو تصدق کرتے ہیں اور خدا سے دعا مانگتے ہیں - اوسوقت بابر نے فرمایا کہ میرے لخت جگر ہمایوں کے نزدیک سب سے بہتر و عزیز شے میں ہوں اور اوسکے پاس کوئی چیز مجھ سے زیادہ بہتر و عزیز نہ تہی

ہمایوں کی بیماری

نہیں ہے بیں اپنے تئیں اوسپر فدا کرتا ہوں خدا قبول کرے خواجہ خلیفہ اور اور مقربین درگاہ نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا فرماتے ہیں ہمایوں عنایت الٰہی سے صحت عاجل پائیگا اور عمر طبعی کو پہنچیگا جو پہلے بزرگوں نے صدقہ کے باب میں ارشاد کیا ہے اوسکا مطلب ہے کہ مال دنیا میں جو بہتر ہو وہ تصدق کیجئے پس وہ الماس بیش بہا جو جنگ ابراہیم میں ہاتھ لگا ہے وہ ہمایوں کو دیدیجے کہ اپنے اوپر سے صدقہ اوتاریں اوسپر بابر نے فرمایا کہ دنیا کا مال کیا وقعت رکھتا ہے اور وہ ہمایوں کا عوض کس طرح ہو سکتا ہے میں خود اپنے تئیں اوسپر فدا کرتا ہوں اوسکا حال ایسا غیر ہو گیا ہے کہ میں اوس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ بعد ازاں اوس نے خلوت میں جا کر اپنے خاص طریقہ سے مناجات کی اور تین دفعہ ہمایوں کے گرد صدقہ پھرا۔ اوسکی دعا قبول ہوئی۔ طبیعت پر گرانی شروع ہوئی تو اوسنے کہا کہ میں نے ہمایوں کی بلا نے لی لے لی۔ فی الفور بادشاہ کو بخار چڑھ آیا اور ہمایوں کے بخار میں خفت شروع ہوئی اور تھوڑے دنوں میں صحت کامل عطا ہوئی۔ اور بابر کی طبیعت اور زیادہ بگڑنی شروع ہوئی۔ اوسکے حال سے رحلت و انتقال کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ تو بابر نے ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلایا۔ ہمایوں کے ہاتھ پر اونسے بیعت خلافت کرائی اور اپنا جانشین اور ولیعہد مقرر کیا اور تخت خلافت پر اوسکو بٹھایا اور خود پائے تخت کے نیچے صاحب فراش پڑا رہا۔ خواجہ خلیفہ و قنبر علی بیگ و تردی بیگ و ہندو بیگ اور ایک جماعت اوسوقت موجود تھی۔ اونکے روبرو ہمایوں کو نصائح فرمائیں کہ داد و دہش عدل و احسان تحصیل رضائے الٰہی۔ رعایت رعایا۔ نگہبانی خلایق تقصیر وارونکا عذر قبول کرنا۔ گنہگاروں کے جرائم کا بخشنا کار آگہوں کے جرم کی رعایت کرنی سرکشوں کو پامال کرنا ستمگاروں کو ہدایت کرنا۔ ان سب باتوں میں اہتمام کرنا۔ اور سب سے زیادہ یہ میری نصیحت یاد رکھنا کہ بھائیوں کا قصد نہ کرنا گو وہ اوس کے سزاوار ہوں۔ ہمایوں نے باپ کی اس نصیحت و وصیت پر پورا پورا عمل کیا۔ بھائیوں نے کیا کیا جفائیں اوسپر کیں مگر اوس نے کبھی انتقام لینے کا قصد نہیں کیا + مگر اسوقت خلیفہ نظام الدین کو دل میں ہمایوں کی طرف سے کچھ وہم اور خوف پیدا ہوا اوس نے اپنی کوتاہ اندیشی سے یہ چاہا کہ مہدی خواجہ بادشاہ کا داماد بادشاہ ہو۔ یہ بات لوگوں کو معلوم ہو گئی تھی اور مدبار اوسکا

[illegible]

لگنے لگا تھا اور خواجہ مہدی کو بھی کو یقین اپنے بادشاہ ہونے کا ہو گیا تھا۔ یہ شاہزادہ نوجوان مزاج کا
لاابالی تھا اسلئے میر خلیفہ جانتا تھا کہ وہ میرا ہمیشہ محکوم رہے گا اور میں سلطنت کے مزے اڑاؤں گا
مگر خواجہ مہدی سے ایک کام ایسا سرزد ہوا کہ وزیر اپنی امید سے ناامید ہوا اور اوسکا حال طبقات
اکبری میں یوں لکھا ہے کہ ایک روز خواجہ مہدی کے مکان پر خلیفہ ملنے گیا اور محمد مقیم مصنف
طبقات اکبری کا باپ اوسکے ہمراہ تھا کہ اتنے میں اوسکے لئے آدمی دوڑے آئے کہ چلو بادشاہ
کا دم ہونٹوں پر ہے خلیفہ جب اٹھا تو مہدی خواجہ تعظیماً دروازہ تک پہنچانے گیا اور محمد مقیم
پیچھے رہ گیا التعظیم کے سبب آگے تقدیم نہ کر سکا خلیفہ جب در سے نکل گیا تو مہدی خواجہ اپنے آپ
بڑبڑانے لگا کہ خدا چاہے تو عنقریب اس پیر نا بالغ کی کھال کھنچواتا ہوں مگر جب اوسنے
منہ موڑا تو محمد مقیم کو دیکھا کہ وہ دروازہ سے نکل رہا تھا تو اوسکے اوسان خطا ہوئے۔ مگر
اوسنے محمد مقیم کے کان پکڑ کر خوب اینٹھے اور بے ساختہ یہ مصرع پڑھا کہ ع زبان سرخ سر سبز میدہد برباد
محمد مقیم نے یہ داستان خلیفہ کو سنائی اور سمجھایا کہ اے خلیفہ یہ کیا تیری ناعاقبت اندیشی ہے
کہ تو ہمایوں جیسے دانشمند تجربہ کار اور اوسکے لائق بھائیوں کو چھوڑ کر اس سفلہ مزاج کا حامی ہوتا
ہے اور سلطنت کو بابر کی نسل سے دوسرے خاندان میں منتقل کرتا ہے۔ اس فہمائش پر وہ اپنے
خیال باطل سے باز آیا۔ اور راہ راست پر آیا۔ اور ہمایوں کا دوست بنا اور خواجہ کے واسطے
بادشاہ کے نام سے حکم دیدیا کہ وہ دربار میں آنے نہ پائے اور نہ کوئی اوس پاس جائے۔ غرض
۵۔ جمادی الاول ۹۳۷ھ کو اوسی باغ میں جسکو بابر نے جمنا کے کنارہ پر لگایا تھا اوسکی پچاس
۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء
عمر آخر ہوئی اور وصیت کے موافق لاش کابل بھیجی گئی۔ اوس پر ایک عالیشان مقبرہ جہانگیر نے
بنوایا ہے کہ اب بھی سیاح دنیا کی بے نظیر عمارتوں میں شمار کرتے ہیں۔ بہشت روزی باد تاریخ وفات
ہمایوں بود وارث ملک وے + ہمایوں کے جلوس کی تاریخ ہے۔ بابر کی عمر پچاس برس کی تھی
اور اڑتیس برس اوسنے سلطنت کی۔ خدا کی قدرت سے یہ امر بعید نہیں ہے کہ بابر کی دعا اور التجا جناب
الٰہی میں مقبول ہوئی ہو جو لوگ تاثیر دعا کے قائل ہیں وہ بابر ہی کی طرح یہ عقیدہ رکھتے ہیں
کہ اوسنے دعا کے لئے کیا ہاتھ اٹھایا تھا گویا جان ہی ہاتھ اٹھایا تھا۔ مگر جو فقط عقل کے پابند ہیں وہ اس رائے کی قدر نہیں

بابر کی وفات

سنگدلی کرتے ہیں کہ مے نوشی کی کثرت نے بابر کو جلد ضعیف کر دیا۔ آخر عمر میں اکثر بعض شیخے جب اس حالت ضعیف میں اپنے لخت جگر کا یہ حال متغیر دیکھا تو ولبر الباصتہ پہنچا کہ زندہ رہ سکا

خواجہ مہدی عرف نظام الدین +

یہ خلیفہ بابر کے قدیمی رفیقوں میں تھا۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ بابر جیسے دانشمند بادشاہ کے روبرو اور ہمایوں جیسے تجربہ کار وارث کے سامنے اوسکو یہ قدرت اور جرأت پیدا ہوئی کہ خواجہ مہدی کے بادشاہ بنانیکا ارادہ کیا۔ اب اس تعجب پر تعجب ہے کہ آگے چلکر کہیں تاریخ میں خلیفہ کا نام بھی نہیں آتا نہ اکبرنامہ کچھ اوسکے باب میں بولتا ہے نہ فرشتہ کچھ کہتا ہے معلوم نہیں بیچ میں کون فرشتہ اوسکو کھا گیا۔

بابر کی سلطنت کی وسعت +

بابر نے سلطنت کو اتنا بڑا کر دیا ہے آگے قدم بڑھایا کہ ہندوکش سے پرے بدخشاں اور قندز تک اور دریا سیحوں کے تمام جنوبی اضلاع بلخ کی سرحد تک اور ہندوکش کے جنوب کی طرف کابل غزنیں قندہار۔ ہندوستان میں پنجاب اور کوہ ہمالہ اور راجپوتانہ کے درمیان کا حصہ اور بہار کا بڑا حصہ سوا اوسکے افغانستان کے بہت سے کوہستانی اضلاع ایسے تھے کہ جنکے اندر اوسکی سلطنت برائے نام تھی +

بابر کا جو کچھ حال ہمنے لکھا ہے اوسے عادتیں اور خصلتیں اوسکی سمجھدار سمجھ جاوینگے مگر جبتک واقعات بابری کا بیان زبان پر نہ آوے۔ بابر کے کمالات اور فضائل پردہ کے اندر ہی رہتے ہیں اس کتاب میں اوسنے سوانح عمری اپنی ٩٣٦ھ ١٥٢٩ء تک سچی سچی ٹھیٹھہ ترکی زبان میں لکھی ہے کہیں کہیں غوطہ بھی لگ گیا ہے ٩٠٨ھ سے ٩٢٥ھ ١٥١٩ء تک کچھ حال نہیں لکھا۔ اور سوا اوسکے کہیں بعد بھی کسی کسی زمانہ کا حال چھوڑ گیا ہے۔ اکبر کے ٣٤ سنہ جلوس مطابق

واقعات بابری +

٩٩٨ھ ١٥٩٠ء میں مرزا خانخاناں نے فارسی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اوسمیں نہ توزک تیموری کی سی بناوٹ نہ توزک جہانگیری کی سی طمطراق پائی جاتی ہے۔ واقعات کا ایک بے تکلف بیان سادہ اور سچا کرتا جاتا ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ عجیب غریب کتاب بے نظیر ہے زبان کی فصاحت بیانکی بلاغت لوگوں کی اہل زبان کے نزدیک مسلم ہے۔ زبان اوسکی ٹھیٹھہ ترکی ہے عربی فارسی الفاظ کا خرچ اوسمیں زیادہ نہیں طرز ادا اور انداز بیان وہ

غضب کا ہی کہ اگر اوسکو کھول کر پڑھیے تو کہیں افسانہ کا مزہ آتا ہے کہیں تاریخ کا فائدہ حاصل
ہوتا ہے کہیں یہ معلوم ہوتا ہی کہ آج کل کے کسی بڑے محقق جغرافیہ داں کا جغرافیہ پڑھ رہا
ہیں جو کبھی کسی ایشیا والے کو لکھنا نصیب نہیں ہوا جن ملکوں میں وہ رہا سہا لڑا بھڑا
اونکا حال تو ایسا لکھا ہے کہ تصویر اوسکی آئینہ کے اندر نظر آتی ہے۔ پہاڑ ونکا بیان اونپر
برف گرنے کا تذکرہ۔ اونپر سے پیرونکو رکھ رکھ کر کھسلنا۔ سبزہ زار ونکا لہلہانا۔ نہر ونکا لہرانا۔ دریاؤں کا
بہنا جنگلوں کا گھنا گھنا ہونا غرض کسی بات کو چھوڑا نہیں نباتات اور حیوانات کا حال جو
لکھا ہے اور اوسمیں ایک ملک کے میووں کی پود دوسرے ملک میں لگانیکی جو کمتیں اور ایسی ہی
اجنبی ملکوں میں جو جانوروں کی پرورش کی ترکیبیں لکھی ہیں اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو
ایک عجیب قدرت خداداد قدرتی اشیا کے بیان کرنے کی حاصل تھی۔ خدا نے اوسکو طبیعت
ایسی رنگین اور شگفتہ بنائی تھی کہ باوجود زمانہ نے اوسکو اس قدر نشیب و فراز دکھائے ہیں
کبھی تخت پر بٹھایا اور کبھی بوریا بیٹھنے کو نہ دیا مگر اوسکا مزاج اس شاہی اور گدائی میں ایک
ہی طرح کا رہا جس حال میں رہا خوش رہا جسوقت کہ سمرقند کی سلطنت سے محروم ہوا اور جتنے کہ
زمین اوس پاس نہ رہی تو وہ لکھتا ہی کہ آج میں نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور نیند بھر کے
سویا۔ اگر رزم کا بیان ہی تو دلچسپ ہے اور اگر بزم کا ذکر ہے تو دل کش ہے۔ وہ اپنی شراب
جلسوں کا ذکر جا بجا کرتا ہے وہ لکھتا ہی کہ پہلے پہل شراب ہرات میں چچا زاد بھائیوں نے بڑی
منت سے پلائی۔ پھر اوسکا چسکا ایسا لگا کہ کوئی جگہہ ایسی نہ تھی جہاں اوسکا لطف نہ اوٹھا
یاروں کے جلسے جاتا اور خوب شرابیں اوڑاتا۔ ایک سنگ مرمر کا حوض بنوایا۔ اور اوس
شراب سے لبالب بھروایا اور اوسکے کنارہ پر یہ شعر کندہ کرایا۔

نوروز و نوبہار و مے و دل بر خوش است ✣ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

دوستونکو ساتھ لیکر کبھی باغوں کی سیر کرتا کبھی سبزہ پہاڑ ونپر چڑھتا کبھی کشتیونمیں بیٹھتا
اور عالم آب کی سیر کرتا کشتیوں کو دوڑاتا۔ آپ گاتا اور اوروں کو گواتا۔ رباب پر ترکی تان
گوا اوڑاتا۔ شراب خود پیتا اور اوروں کو منتیں کر کے پلاتا کبھی کوئی نشہ میں لڑکھڑاتا

اور یاروں کے ہاتھ اوسے گھر بھجواتا یاروں کی ساتھ دھول دھپا کرتا خود اونکو کچھ کہتا اور آپ
کچھ سُنتا غرض کس کس بات کا بیان کیجیے۔ وہ جن عیبوں کو کرتا ایسے ہنر کے ساتھ کرتا کہ وہ
عیب عیب نہ معلوم ہوتے۔ بُرے کاموں میں شہد کی مکھی نہ بنتا کہ جب نکلنے کا قصد کرے پر ٹوٹ کر
وہیں رہ جائے۔ بلکہ وہ مصری کی مکھی بنتا کہ مزا اُڑاتا اور جب چاہتا اُڑ جاتا۔ ایک جگہ وہ لکھتا
ہے کہ نیت ہی چالیس برس کی عمر کے بعد شراب سے توبہ کروں اور پھر اوسے منہ نہ لگاؤں اسلیے
اونتالیسویں برس میں بہت سی شراب پیتا ہوں۔ مگر یہ عہد اوسکا پورا نہ ہوا ۹۳۳ھ میں اوسنے
شراب سے توبہ کی ہے۔ وہ اس بادشاہی پر عمر گذشتہ کا تاسف کیا کرتا تھا اپنے لڑکپن کے دوستوں
کی یاد میں پہروں رویا کرتا تھا۔ ماں بہنوں اور عزیزوں اقارب کا تذکرہ اس طرح کرتا کہ گویا وہ انکی
بغل میں بیٹھا ہوا تھا۔ دوست آشناؤں کے سب سے بھلے کاموں کو بے تکلف بیان کرتا
خواجہ کلاں اوسکا بڑا دوست تھا کابل میں اوسکی نیابت کا کام کرتا تھا۔ اوسے ایک خط میں
اول کچھ کاروبار سلطنت کا ذکر لکھا ہے۔ پھر یہ لکھا ہے کہ اب میں نے شراب سے توبہ کی ہے۔
تم بھی توبہ کر لو شراب پینے کا جب ہی تک لطف تھا کہ ہم سب اپنے یار ایک جگہ بیٹھ کر پیتے
تھے۔ تنہا شراب پینے میں کیا خاک مزہ ہے صرف دو قدیمی یار حیدر قلی اور شیر احمد ہمارے
پاس باقی رہ گئے ہیں۔ ہائے مجھے کیا رشک آتا ہے کہ تم کابل کے مزے اوڑاتے ہو۔
اتفاق سے ایک تربوز میرے پاس آیا۔ اوسے جب کاٹا تو مجھے اپنی تنہائی پر کیا افسوس آیا
قلے تربوز کے منہ میں رکھتا جاتا اور آنکھ آنکھ آنسو روتا جاتا تھا۔ یہ سب زمانے کی باتیں لکھکر
اوسنے معذرت میں یہ فقرہ لکھا کہ میری اس تحریر سے تم مجھے احمق نہ سمجھنا جس عمر میں لوگ کے
ذ کے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اوس عمر میں وہ شہسوار بن کر میدان جنگ میں وہ ہتھیاروں
کے کام کرتا کہ عقل حیران ہوتی تھی گو لڑکپن ہی سے وہ بڑا سپاہی تھا مگر عمدہ سپہ سالار جب ہی بنا
کہ بہت سی شکستیں کھائیں اور دیں ہندوستان کے میدانوں میں جو لڑائیاں لڑا اوسے معلوم ہوتا
ہے کہ اوسکو سپہ سالاری کے کام میں بھی پرلے درجہ کا کمال حاصل ہو گیا تھا وہ آزاد منش اور
رحم دل تھا بعض مثالیں اوسکی رحم دلی کی واقعات میں قابل یاد رکھنے کے ہیں ایکدفعہ کا ذکر ہے

کہ اوس کا ایک دوست شراب کی مجلس میں گر کر مر گیا۔ اوسکے غم میں دس دن تک گھر سے باہر نہ نکلا
نہ تھا جانوں کی بڑی حفاظت کرتا جن دشمنوں نے اوسکے ساتھ دغا اور فریب بھی کیا
اونکا قصور اوس حالت میں معاف کر دیا کہ انتقام لینا اوسکے ہاتھ میں تھا۔ ابراہیم کی ماں کا
بیان پڑھ آئے ہو کہ اس زہر دینے والی عورت کو اوسنے چھوڑ دیا۔ مگر کبھی کبھی تیموری اور چنگیز خانی
رگ بھی چڑھ آتی تھی۔ افغانستان اور ہندوستان کی لڑائیوں میں اوسنے قیدیوں کو بڑی
بیرحمی سے قتل کیا۔ اور کھوپریوں کے مینار کس خوشی اور مسرت سے اپنی آنکھوں کے سامنے چنوائے
ایکدفعہ اسقدر قیدی قتل کرائے کہ اونکا خون اتنا بہا کہ تین دفعہ خیمہ بادشاہی اس اندیشہ سے
اکھیڑا گیا کہ خون آلودہ نہ ہو۔ اوسکا یہ دستور تھا کہ وہ ایک جگہہ پر ۲ ماہ رہتا عرصے سے تھوڑے
دنوں پہلے لکھتا ہی کہ گیارہ برس کی عمر سے دو رمضان ایک جگہہ نہیں ہوئے کیوں ہوتے
جب لڑائی بھڑائی سے فرصت نصیب ہوتی تو سیر و شکار سے رخصت نہ ملتی۔ باوجود علالت
مزاج فقط تفریح طبع کے واسطے دو دن میں کالپی سے آگرہ (۱۶۰ میل) گھوڑے پر اوڑ گیا۔ دو دفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ کشتیاں موجود تھیں مگر وہ گنگا جیسے دریا کو کپڑے اوتارا ور ننگی تلوار
ہاتھہ میں لیے تیر کر پار اوتر گیا۔ وہ لکھتا ہے کہ جو دریا راہ میں آتا اوسے تیر کر پار اوترتا +
الحاصل جیسی خدا نے اوسکو جہانبانی اور کشورستانی کے لئے عقل مناسب و ہمت بلند عطا کی تھی ایسی ہی
اور کاموں کے واسطے فہم اور سمجھہ عنایت کی تھی۔ عمدہ عمدہ باغ لگوائے۔ نہریں تالاب بڑے
فائدہ مند کھدوائے۔ بیگانہ ملکوں کے پھول پھلواری میوہ دار درخت لگوائے۔ یہ اوسی کا کام
تھا کہ یہ کام اوسوقت کرتا کہ زمانہ اوسکو نیچے گراتا اور مصیبتوں اور آفتوں کو اوسکے سر پر چڑھاتا
وہ ان گل بوٹوں اور شعر غزل سے دل بہلاتا۔ سوا اس واقعات بابری کے اوسکی اور تصنیفات بھی
ہیں۔ ایک ترکی زبان میں دیوان ہے متانت اور بلاغت اوسکی مشہور ہے۔ مثنوی مبین اوسکی ایسی مثنوی
ہے جسکو علما استاد مستند گنتے ہیں۔ ترجمہ رسالہ والدیہ خواجہ احرار کا مطبوع خاص و عام ہے۔ اس تمام
تصنیفات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربی فارسی۔ ترکی۔ ہندی زبانوں
سے ماہر تھا۔ واقعہ شاعر شیریں کلام تھا۔ علم عروض و قوافی سے بہرہ کافی رکھتا تھا

وہ اپنی طبقات میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ ۹۲۵ھ میں جب ہندوستان کو آتا تھا ایک دن میں کشتی میں تھا اور اس میں بعض شاعر بھی میرے ساتھ تھے جیسے کہ شیخ ابوالوجد و شیخ زین ملا علی تردی بیگ اور بعض اور بھی تھے۔ اس صحبت میں محمد صالح کی اس بیت کا مذکور ہوا ؎

محبوبے ہر عشوہ گرے راچہ کند کس   جائے کہ تو باشی دگرے راچہ کند کس

میں نے کہا کہ اس زمین میں اشعار کہیں صاحب طبع اس میں مصروف ہوئے۔ ملا علی خاں کے ساتھ تھا کے طور پر بطریق مطایبہ میں نے یہ بیت کہی ؎

مانند تو مدہوش گرے راچہ کند کس   نر گاو کسے مادہ خرے راچہ کند کس

اس سے پہلے نیک و بد وجد و ہزل جو دل میں آتا تھا بطریق مطایبہ کے کہتا تھا۔ ان ایام میں مبین کو نظم کرتا تھا میری خاطر فاتر ملول و دل حزین میں آیا کہ حیف ہے کہ جس زبان سے میں ایسے الفاظ کو درج کروں پھر اپنا فکر ایسے قبیح سخنوں میں خرچ کروں اور افسوس ہے کہ جس دل میں ایسے معانی ظہور میں آئیں پھر اوسکے خیال میں زشت مضامین سمائیں۔ پھر اس دن سے میں نے شعر و نظم ہزل و ہجو کو چھوڑ دیا۔ مگر بیت مذکور کے کہنے کے وقت مجھے اس اپنی پہلی بات کا خیال نہ رہا۔ بعد ایک دو روز کے جب میں بگرام (پیشور) میں آیا تو لرزہ سے بخار آیا پھر کھانسی ہوئی اسمیں خون آنے لگا تو میں نے جانا کہ یہ تنبیہ کیوں ہوئی ہے۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیم۔ اشعار ترکی لکھے ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے کہ اے زبان میں تیرا کیا کروں تیرے سبب سے میرا دل تمام خون ہو رہا ہے تو کب تک اس طرح کے شعر کہے گی کہ جنمیں سے ایک فحش ہے اور ایک ونمیں سے دروغ ہے اگر تو یہی کہے تو اس غصہ سے اپنی باگ موڑ پھر میں نے از سر نو استغفار مانگی اور اعتذار کیا اور پھر اس اندیشہ باطل کے سوچ سے اور اس پیشۂ زائل سے دلکو سرد کر قلم کو توڑا۔

بابر ہی تھا کہ جسنے ہندوستان میں خاندان مغلیہ کی سلطنت کی بنیاد جمائی تیمور اوسکا دادا اور چنگیز خاں نانا تھا ۸۸۸ھ میں پیدا ہوا ۹۳۷ھ میں مر گیا۔ گیارہ برس کی عمر میں فرغانہ میں بادشاہ ہوا اڑتیس برس بادشاہ رہا۔ اس چھوٹی سی ریاست کو وراثت میں پاکر اپنا سلطنت کو وسیع کیا

کہ ہندوستان کا مالک ہوا۔ دس برس بھائی بندوں سے اور دشمنوں سے لڑتا بھڑتا رہا۔ اوسا تنی تھوڑی مدت میں وہ آفتیں اٹھائیں اور مصیبتیں جھیلیں کہ شاید کسی بادشاہ نے کئی کئی پشتوں میں اوٹھائی ہونگی کبھی سر پر تاج شاہی ہوتا کبھی قدم رکھنے کو جگہہ نہ ملتی جیسا دل کا سخت اور طبیعت کا مصیبت پسند تھا ایسا ہی مزاج کا رنگین تھا۔ رنج اور مصیبت میں عیش و عشرت کرنا اُسی کا کام تھا کوئی مصیبت اوسکے دل کو نہ ہرا سکی ایک ملکہ خداداد اوسکو قدرتی اور فطرتی تماشونکے سمجھنے کا تھا عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی زبانوں سے خوب ماہر تھا۔ شعر خوب کہتا تھا دشمنوں کے ساتھہ سلوک کرنے میں فیاض اور رحم دل تھا۔ اگرچہ کبھی کبھی ایسی حرکتیں کرتا تھا کہ جس سے وہ تیمور کا پوتا معلوم ہوتا تھا مگر ایسے کاموں کا کرنا اس زمانہ میں بادشاہوں کو سزاوار تھا۔ وطن میں مصیبتوں کے ہاتھہ سے تنگ ہو کر بے وطن ہوا اور کابل کا بادشاہ بنا۔ اسوقت ہندوستان میں افغانوں کی سلطنت آپس کی نا اتفاقی سے خراب خستہ ہو رہی تھی۔ اوس کو آنکر لے لیا۔ وہ اہل ہند کے ساتھہ موانست اور الفت و محبت پیدا کر کے سلطنت قائم کرنے کے لئے آیا تھا جب اونسے بادشاہ اور حاکم ہو کر محکوموں کے ساتھہ محبت پیدا کی تو پھر اوسکا اوکھڑنا اور ہندوستان سے نکالنا دشمنوں کی حد اختیار سے باہر ہو گیا۔ ایک بڑے زبردست راجہ سے بھی لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پھر اپنے عقیدہ کے موافق اپنے بیٹے ہمایوں کی جان کے عوض جان دی۔ الحاصل الفنسٹن صاحب کی یہ تعریف واقعی ہے جو سب سے زیادہ تعریف کے لایق ایشیا میں بادشاہ گذرا ہے وہ بابر ہے۔ واقعات بابری خود اونسے ایسی لکھی ہے کہ بادشاہوں کا دستور العمل اور ابتدائے شباب سے درست اور فکر ہائے صحیح کی تعلیم کا قانون ہے یہی بادشاہ ہے جسکی نسل میں پانچ متواتر بادشاہ ہمایوں۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہاں اورنگزیب ایسے ہوئے کہ کبھی ایسے اچھے بادشاہ ایشیا کے کسی ملک میں متواتر نہیں ہوئے اکثر جگہہ میں نے اختصار کی نظر سے اس بادشاہ کا نام فقط بابر لکھا ہے جسکا دل چاہے وہ بابر کی جگہہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی پڑھا کریں ؁

فقط

شگرف نامۂ ہمایوں

باب سوم

حضرت جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

بابر کی جگہہ بادشاہ ہونے کا جو جھگڑا اٹھا تھا اوسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں خلیفہ نظام الدین کی معاونت سے دار الخلافہ آگرہ میں ہمایوں جو بیس برس کی عمر میں پنجم جمادی الاول ۹۳۷ھ مطابق ۲۹ جنوری سنہ ۱۵۳۰ع کو تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا اور تاریخ جلوس خیر الملوک ہوئی۔ چند روز بعد بادشاہ نے دریا کی سیر کی اور جشن اڑایا اور اُس دن زر سے پُر ایک کشتی انعام دی اور اس موج بخشش کی تاریخ کشتی زر ہوئی۔

اس بادشاہ کے تین بھائی تھے۔ اُنکا نام مرزا کامراں ۔ مرزا ہندال ۔ مرزا عسکری تھا اور اوسکا بہنوئی محمد زماں مرزا ابن بدیع الزماں مرزا تھا۔ ہمایوں نے باپ کی وصیت کے موافق تقسیم مملکت اس طرح کی کہ کابل و قندھار مرزا جہانگیر مرزا کامراں کو اور سرکار سنبھل مرزا عسکری کو اور سرکار الور مرزا ہندال کو عنایت کی اور مرزا سلیمان کو بدخشاں مرحمت کیا۔ اس طرح سارا ملک بانٹ بونٹ اپنے واسطے فقط تھوڑا سا وہ ملک رہنے دیا جو ابھی فتح ہوا تھا۔ اور ملکوں کے دینے سے تو برا حرج نہیں ہوا مگر کابل و قندھار کا ملک کیا ہاتھہ سے گیا بہادر جوانمرد سپاہیوں کا کھیت قبضہ سے نکل گیا یہیں کے سپاہی تھے جنسے سارا ملک فتح ہوا تھا اور انھیں کی امداد پر آیندہ فتح کا مدار تھا مگر اس سبب کہ ابھی بابر کی سپاہ جنگ جو اور تجربہ کار زندہ موجود تھی اسلئے اول اول یہاں اوسکے برے آثار ظہور میں نہیں آئے مگر جب انسپاہی مرنے لگے اور اونکی جگہہ نئے عمر نو

سپاہی میسر نہ ہوئے تو اوسوقت حقیقت عملی کر اس تقسیم سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوئیں +

۹۳۸ھ میں پانچ چھ مہینے کے قلعہ کالنجر کے محاصرہ میں بادشاہ مصروف ہوا۔ اس قلعہ کا محاصرہ ایک مہینہ رہا تہا کہ اہل قلعہ تنگ ہوگئے اور حاکم کالنجر نے اطاعت اختیار کی۔ بارہ من سونا اور بہت سا اسباب دیکر صلح کر لی۔

قلعہ کالنجر کا بادشاہ محاصرہ کر ہی رہا تہا کہ سلطان محمود دلپسر سلطان سکندر لودی نے ملک بین اور بایزید افغانوں سے اتفاق کرکے جونپور پر قبضہ کر لیا اور اس ملک میں ایک فساد عظیم برپا کیا۔ ناچار ہمایوں نے راجہ کالنجر سے جھٹ پٹ پیش کش لیکر صلح کر لی اور جونپور کی طرف متوجہ ہوا۔ او ان افغانوں کو سخت شکست دی اور سلطان محمود پٹنے کی طرف بھاگ گیا اور پھر سلطنت کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور ۹۴۹ھ میں اپنی موت مر گیا۔ بایزید بھی مارا گیا۔ غرض جونپور پر ہمایوں کا قبضہ ہوگیا اور بدستور سابق جنید برلاس کو وہ سپرد ہوا۔ بادشاہ نے جو آگرہ کو مراجعت کی ور ایک جشن عظیم کیا جسمیں بارہ ہزار آدمیوں کو خلعت اور انعام ملے اور دو ہزار آدمیوں کو بالا پوش عنایت کیے جنمیں مرصع تکمے لگے تھے۔ قلعہ چنار گڈہ شیر خاں پاس تہا (یہ شیر خاں وہ ہی جسنے ہمایوں کو ہندوستان سے نکال کر اپنے تئیں شیر شاہ بنایا۔ اوسکا ذکر آگے آئیگا) اسنے قلعہ دینے سے انکار کیا اس سبب بادشاہ لشکر لیکر قلعہ پر چڑھ آیا مگر اس شرط پر صلح ہوگئی شیر خاں پاس قلعہ چنار گڑھ رہے اور اوس کا بیٹا عبد الرشید عرف قطب خاں بادشاہ کی ملازمت میں رہے +

اس سنہ میں سلطان بہادر فرمانروا گجرات نے دانشمند ایلچیوں کے ہاتھ بادشاہ پاس تحفے اور ہدیے بہیجے جنکو بادشاہ نے منظور کیا اور اپنے فرمان اور منشور سے اوسکا اطمینان کیا۔

اس سنہ میں دار الملک دہلی میں جمنا کے کنارہ پر بادشاہ نے ایک شہر کی بنیاد رکھی اور اوسکا نام دین پناہ رکھا۔ ایک فاضل نے اوسکی تاریخ شہر بادشاہ دین پناہ لکہی۔

جب مرزا کامراں نے باپ کے مرنے کی خبر اور بھائی کے بادشاہ ہونے کی خبر سُنی تو اوسکے بیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ قندہار مرزا عسکری کو سپرد کرکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا کہ شاید شاہی کا حصہ پائے ان دنوں میں ہمایوں کی طرف سے لاہور میں میر یونس علی حاکم تھا مرزا کامراں مکر اور فریب کی چال چلا

اوسنے قراجہ بیگ کو علی الاعلان خوب گالیاں دیں۔ دوسرے دن قراجہ بیگ اپنے سپاہیوں سمیت مرزا کامراں کے لشکر سے بھاگ کر لاہور گیا۔ میر یونس علی نے اوسکے ساتھ نہایت مروت کی اور اوسمیں بہت بری اکثر اوقات اوسکو اپنے گھر بلاتا اور دوستانہ جلسے اوسکے ساتھ ہوتے۔ قراجہ بیگ گھات میں لگا رہتا تھا کہ کب موقع ملے کہ دغا کروں۔ ایک دن مجلس شراب میں جس وقت یونس علی کے عمدہ سپاہی جاگیروں پر گئے ہوئے تھے اوسکو پکڑ کر بند کر دیا اور قلعہ لاہور کے دروازوں پر اپنے آدمی بٹھائے اور جلدی سے مرزا کامراں کو بلایا وہ اوسکا منتظر بیٹھا ہی تھا۔ ایلغار کرکے لاہور میں داخل ہوا اور شہر پر متصرف ہوا اور میر یونس علی کو بند سے آزاد کرکے عذر خواہی کی اور کہا کہ تم یہاں رہو تو میں تمکو لاہور کا حاکم مقرر کر دونگا۔ میر یونس علی نے اوسکی خدمت کو قبول نہ کیا۔ رخصت لیکر ہمایوں کی خدمت میں چلا آیا۔ مرزا کامراں نے سرکار پنجاب کے پرگنوں میں اپنے آدمی مقرر کر دیئے اور ستلج تک ملک پر قبضہ کر لیا۔ مکاری یہ کی کہ بادشاہ پاس دانا ایلچی بھیجے اور اوسنے استدعا کی کہ یہ ملک مجھے عنایت ہو۔ ہمایوں کو تو اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرنا تھا کہ بھائیوں سے نہ بگاڑنا۔ یہ ملک اوسے دیدیا۔ مرزا کامران نے اس عنایت کا شکریہ ادا کیا اور ہمیشہ رسل و رسائل بھیجتا رہا اور ہمایوں کی مدح کرتا رہا۔ یہ ایک غزل اوسنے لکھکر بھیجی۔

حسن تو دمبدم افزوں بادا — طالعت فرخ و ہمایوں بادا
ہر غبارے کہ زراہت خیزد — نور چشم من محزوں بادا
گرد کان از رہ لیلے آید — جائے او دیدۂ مجنوں بادا
ہر کہ گرد تو چو پرگار نگشت — او زمیں دائرہ بیروں بادا
کامراں تا کہ جہاں راست بقا — خسرو دہر ہمایوں بادا

اس غزل کے صلہ میں بادشاہ نے حصار فیروزہ اوسکو عنایت کیا۔ مرزا کامراں ظاہرا فرمان برداری کرتا رہا اور ہمایوں اوسپر عنایت کرتا رہا۔

محمد زمان مرزا کی بغاوت

محمد زمان مرزا و محمد سلطان مرزا اور اوسکے بیٹے رفیع مرزا نے بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ اس گروہ کی تنبیہ کرنے کے لئے بادشاہ بھوجپور کی نواح میں گنگا کے کنارہ پر آیا۔ اور یادگار ناصر مرزا

کو لشکر دیکر بھیجا یا وہ گنگا پار ان سرکشوں کے سر پر پہنچا۔ وہ لوگ ران پر ظفر ہوا اور محمد زماں مرزا اور محمد سلطان مرزا اور ولی خوب مرزا کو گرفتار کر لیا۔ محمد زماں مرزا کو مقید کر کے بیانہ بھجوا دیا اور باقی دو مرزاؤں کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی محمد زماں مرزا قید سے نکل کر گجرات میں سلطان بہادر پاس چلا گیا۔

بادشاہ نے سنہ ۹۴۱ھ میں یار شرقی کا عزم۔ اور ممالک بنگالہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ حدود کالپی میں قصبہ کنار تک وہ آیا تھا کہ اوسنے سنا کہ قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ سلطان بہادر نے کیا سلطان علاء الدین کے بیٹے تاتار خاں کے پاس ایک جمع کثیر ہے اور فساد برپا کر رہی ہے گجرات کی سلطنت دہلی سے علیحدہ ہو کر ایک بڑی زبردست سلطنت بن گئی تھی۔ اب اس میں بڑا اولو العزم اور صاحب حوصلہ و بلند بادشاہ بہادر شاہ ہوا۔ اوسنے اپنے زور بازو سے اصل سلطنت کو وسعت دی اور خاندیس و احمد نگر و برار کے بادشاہوں نے اُس سے یہ اقرار کر لیا تھا کہ اگر وہ اونکے ملک کا خواہاں نہ ہوگا تو سب اوسکے ہوا خواہ رہینگے۔ اسکے سوا مالوہ کی سلطنت کو اُسنے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا غرض وہ اور ہمایوں برابر کی ٹکر کے تھیں بہادر شاہ نے تو بابر کی لڑائی ابراہیم کے ساتھ دیکھی تھی وہ اس خاندان کے ساتھ لڑنے سے جھجکتا تھا مگر تاتار خاں وسکو پٹیاں پڑھایا کرتا تھا کہ بادشاہ کی سپاہ کو عیش اور آرام کی خو ہو گئی ہے اوسسے لڑنا کچھ مشکل نہیں ایک دن بہادر شاہ نے تاتار خاں سے یہ بات کہدی کہ لشکر گجرات بادشاہ کی سپاہ کا حریف نہیں ہو سکتا۔ مگر اوسکو میں تدبیر و حیل سے اپنا تابع بناؤنگا اور اسی سبب اُسنے خزانہ کا منہ کھول رکھا تھا جسکے سبب سے اوسکے دس ہزار ملازم ہوگئے تھے اسی اثنا میں الغ دگار طغائی کے نوکر وں سے جنکی حراست میں محمد زماں مرزا قید تھا سازش کر کے وہ بھاگ آیا جسکو بہادر شاہ نے بہت غنیمت جانا۔ ہمایوں نے بہادر شاہ کو لکھا کہ جو ہمارے حقوق خدمت کو ترک کر کے آپ کی طرف بھاگتے ہیں انکو پکڑ کر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے باہر نکال دو تاکہ آپکی اور ہماری یکجہتی میں فرق نہ آئے سلطان بہادر نے اوسکا جواب یہ دیا کہ اگر ہماری پناہ میں کوئی بزرگزادہ آئے اور اوسکے ساتھ ہم کسی قدر رعایت کریں تو وہ ہمارے اور آپکی محبت و اخلاص کو منافی نہیں ہے۔ اور عہود و مواثیق میں وہ مضرت نہیں پہنچاتا

چنانچہ سکندر لودی اور سلطان مظفر کے درمیان موافقت تھی مگر اوسکے بھائی سلطان علاءالدین
نے کبھی اور سلاطین اودن کے گجرات کے آنے سے اور اونکے ساتھہ یہاں رعایت اور مروت کرنے
سے اونکی مودت میں خلل نہیں پڑا۔ ہمایوں نے اسکا جواب دیا کہ عہد و پیمان کے رسوخ اور ثبات
کی علامت سوا اسکے اور نہیں ہے کہ کوئی امر وہ ظہور میں آئے جو صداقت میں خلل ڈالے اور یہ
دو بیتیں بھی لکھیں ؎

اے آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق است | طوبیٰ لک از زبان تو با دل موافق است
درخت دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد | نہال دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد

اب میری نصیحت کو گوش ہوش سے سنئے کہ مرزا کو میرے حوالہ کیجئے یا اوسکو اپنے ملک سے نکالئے
علاءالدین کا قصہ اور تہا اور یہ اور معاملہ ہے اسپر قیاس کرنا یہ قیاس مع الفارق ہے۔ بہادر شاہ
نے ہمایوں کی مرضی کے موافق جواب نہ دیا۔ بہادر شاہ سے تاتار خان نے کہا کہ بادشاہ نے
ممالک محروسہ میں مجھے بھجوائے۔ سلطان بہادر نے بھی اوسکی روانگی کا سامان تیار کیا۔ اور خزانہ
زر قدیم گجرات کہ چالیس کروڑ دہلی کے روپیہ کے برابر ہوتے ہیں قلعہ رنتھنبور میں بھیجا کہ تاتار خان
سپاہیوں کی تنخواہ میں تقسیم کرے سلطان علاءالدین پدر تاتار خان کو ایک فوج عظیم کالنجر
جانے کے لئے دی کہ یہاں فساد برپا کرے۔ برہان الملک بنانی اور گجراتیوں کے ایک غول کو
اسلئے مقرر کیا کہ ناگور میں جاکر پنجاب کو تسخیر کریں۔ اور ہمایوں کے لشکر کے سراسیمہ کرنے کے لئے
اپنے لشکر کو جا بجا بھیجدیا۔ اگرچہ لوگوں نے سمجھایا کہ ایک جگہ لشکر کو رہنے دیجے مگر اوسنے کچھہ سنا
اور پیماں شکنی کا کچھہ خیال نہ کیا۔ ابراہیم شاہ لودی بادشاہ دہلی اسکی معاونت کر چکا تھا اسکے
عوض میں وہ لودیوں کی اعانت فرض سمجھتا تھا اور اونکے دعوی سلطنت کو حق جانتا تھا خود تو
چتوڑ کے محاصرہ میں مصروف ہوا اور فتنہ انگیزی کے لئے امیروں کو ادہر اودہر بھیجدیا۔ تاتار خان
دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ یہ یاد رہے کہ سلطان علاءالدین کا نام عالم خان تھا۔ وہ سکندر لودی کا
بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا۔ سلطان سکندر کے مرنے کے بعد سلطان ابراہیم سے
سلطان علاءالدین نے مخالفت کی اور سرہند کی حدود میں دعوی سلطنت کیا اور سلطان

علاء الدین اپنا خطاب رکھا اور افغانوں کو جمع کرکے سلطان ابراہیم سے لڑنے کا قصد کیا۔ دونوں لشکر موضع دہلی کے نزدیک آئے علاء الدین مقابلہ نہ کر سکا۔ شبخون مارا جسمیں ہزیمت پائی۔ کابل گیا پھر بابر کے ساتھ ہو کر ابراہیم سے لڑا جسکا حال تم نے پہلے پڑھا ہے ہندوستان کے فتح ہونے کے بعد بابر نے اوسکو بدخشاں دیدیا۔ وہاں سے افغان سوداگروں کی دستگیری سے بھاگا اور افغانستان و بلوچستان میں ہوتا ہوا گجرات میں آیا۔ تاتار خاں بھاگ کر پہلے ہی گجرات میں آگیا تھا جب فوجیں روانہ ہوئیں تاتار خاں نے اپنے خزانہ سے چالیس ہزار سپاہ افغانوں وغیرہ کی جمع کرلی اور ملک بیانہ کو لے لیا۔ بادشاہ جو ممالک شرقیہ کی فتح کو جاتا تھا وہ فوراً اُلٹا آگرہ میں آیا مرزا عسکری مرزا ہندال۔ یادگار ناصر مرزا اور اور امرا کو اٹھارہ ہزار سپاہ دیکر دشمن کی اوس سپاہ کے برباد کرنے کے لیے بھیجا جسکا رُخ دہلی کی طرف تھا وہ جانتا تھا کہ اس سپاہ کے برباد ہونے سے باقی اور دو فوجیں جمع ہیں وہ خود برباد ہو جائینگی جب سپاہ دشمن کے لشکر کے قریب پہنچے تو اوسکے خوف سے مخالف کا لشکر بھاگنا شروع ہوا اور تین ہزار آدمی رہ گئے مندرائل میں ایک معرکہ اس سے ہوا ہر چند اونہوں نے ہاتھ پاؤں مارے مگر بے دست و پا ہو کر ہارے جب لشکر پراگندہ ہوا اوسکے ساتھ وہ دونوں اور لشکر فتنہ انگیزی کے لیئے آمادہ تھے خود بخود تتر بتر ہو گئے۔ اس سے بیانہ اور اوسکے مضافات پر ہمایوں کا قبضہ ہو گیا۔

اس شکست سے بہادر شاہ شکستہ دل ہوا اور ہمایوں کا حوصلہ بڑھا اب ہمایوں کا ارادہ مصمم ہوا کہ بہادر شاہ کو نقش عہد کی خوب سزا دے ۔ وہ جمادی الاولیٰ ۹۴۱ھ کو تسخیر گجرات کے لیئے روانہ ہوا جب لے سین کے قلعہ کے قریب پہنچا تو اہل قلعہ نے عرایض مع پیشکش کے بھیجیں کہ قلعہ حضور کا ہے ہم بادشاہ کے غلام ہیں بادشاہ کا قصد گجرات کا تھا اوسنے اس قلعہ پر توجہ کی اور مالوہ کی طرف چلا۔ سارنگپور میں پہونچا تو سلطان بہادر شاہ چیتوڑ کی محاصرہ میں ہمہ تن مصروف تھا۔ بادشاہ نے یہ قطعہ بہادر شاہ پاس بھیجا +

اے کہ ہستی غنیم شہر چیتوڑ ۔۔۔ کافران را چہ طور مے گیری

بادشاہے رسید بر سر تو　　　تو نشستہ چیتوڑ مے گیری

اِس قطعہ کے جواب میں بہادر شاہ نے یہ قطعہ لکھا۔

منکہ ہستم غنیم شہر چیتوڑ　　　کافراں را بہ جور مے گیرم

ہر کہ کند حمایت چیتوڑ　　　تو بہ بیں کش چہ طور مے گیرم

اب بہادر شاہ نے اپنے امیروں کے ساتھ مشورہ کیا۔ ایک جماعت نے مشورہ یہ دیا کہ قلعہ کی مہم سخت ہے اور اہلِ قلعہ سے کچھہ ضرر بھی نہیں پہنچتا مناسب یہی ہے کہ مہم قلعہ کو موقوف کر کے بادشاہ کے لشکر کے روبرو ہو جیئے۔ صدر خاں جو اہل علم و فضل کا صدر تھا اور سپاہ میں صاحب منصب الاعلیٰ تھا اوسنے اپنی اصابت رائے سے یہ کہا کہ محاصرہ مدت سے ہو رہا ہے تھوڑے دنوں کا کام اس میں باقی ہے اول اوس کو ختم کرنا مصلحت ہے ہمایوں دیندار بادشاہ ہی جبتک ہم کفار سے لڑتے ہیں وہ ہم سے لڑنے نہیں آئیگا اگر آئے گا تو ہمارے لئے ترک جہاد کا عذر معقول میسر ہو گا۔ سلطان بہادر کو یہ رائے پسند آئی اور اُس پر عمل کیا جب ہمایوں کے کان میں یہ خبر پہونچی وہ بہادر شاہ سے جبتک کچھہ نہ بولا کہ ۳ رمضان ۹۴۱ / ۱۵۳۴ کو اوسنے قلعہ چیتوڑ فتح کیا اس سبب کیا اُس کا تامل تہا یا اسلام کا پاس تھا قلعہ میں بہادر شاہ کو بہت دولت ہاتھہ آئی اور اوسنے وہ سب سپاہیوں میں تقسیم کر دی۔ پھر وہ بادشاہ کے خیمہ گاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جس میں بادشاہ کا مقام تہا یہاں کے جلد تر وہ مندسور میں پہنچا جو مالوہ کے مضافات میں سے ہے ایک تالاب ہے جو چوڑائی اور لمبائی میں دریا کی برابر تھا دونو لشکر اوسکی دو جانبوں میں فروکش ہوئے۔ دونو بادشاہوں کے بہادروں میں لڑائی ہوئی بادشاہ کی طرف بیجک بہادر تھا اور بہادر شاہ کی طرف سید علی خاں اور مرزا مقیم تھے۔ بہادر شاہ کی طرف شکست ہوئی جس سے وہ شکستہ دل ہوا۔ تاج خاں اور صدر خاں نے جو نہایت ممتاز افسر بہادر شاہ کے تھے اوسپر زور دیا کہ ہماری سپاہ نے ابھی قلعہ چیتوڑ فتح کیا ہے دل اوسکا بڑہا ہوا ہے مغلوں کی داد و دہش اور حرب و ضرب کا تجربہ اسکو نہیں ہوا ہے بہتر یہی ہے کہ فی الفور دشمن پر حملہ کیا جائے مگر رومی خاں جو توپخانہ کا افسر تھا اور بہادر شاہ کا بڑا معتبر تھا اوسکی رائے اوسکے برخلاف تھی

اوسکے پاس تین سو ترکی گولہ انداز اور سات سو پرتگیزی اور فرانسیسی گولہ انداز تھے جنکا افسر سان جے گو
تھا جو ہندی پرتگیز تھا اور فرنگی خان اوسکا خطاب تھا۔ رومی خان قسطنطنیہ کا رہنے والا عثمانی
ترک تھا۔ اپنے فن کو وطن میں سیکھ کر یہاں آیا تھا۔ وہ توپخانہ کا اہتمام خوب جانتا تھا اوسکا تجربہ
جیتو ڑا اور رائے سین کے قلعوں پر ہو چکا تھا اور ساحل بحر پر اوسنے بہت پرتگیزوں کے جہاز
چھین لئے تھے۔ وہ بہادر شاہ سے کہا کرتا تھا کہ میں نے آپکا توپخانہ ایسا تیار کر دیا ہے کہ قیصر روم کے
توپخانہ کے بعد یہی ہے۔ اوسنے کہا کہ جب آتش باری کا سامان ہمارے پاس ہے تو پھر تلوار سے
لڑنے کی کیا ضرورت ہے مناسب یہی ہے کہ ہم ملکوں کا حصار بنائیں اور اوسکے گرد
خندق کھدوائیں اور پھر ان پر توپیں لگائیں مغل جب ہم پر دوڑ کر آئیں تو اونکے ٹکڑے اڑا دیں
اور ایسا انکو گھٹائیں کہ وہ بھاگ جائیں یوں سلاح دو دست کام جانے نہ دیں شمشیر اور تیر کی
جنگ بجائے خود ہے۔ آخر رومی خاں کی صلاح پر بادشاہ نے عمل کیا مگر یہ ہنر ہندی کسی کام
نہ آئی۔ ہمایوں کو اسکی خبر ہو گئی۔ اوسنے اپنی سپاہ کو حکم سنا دیا کہ خبردار توپخانہ کی ہوا پاس بھی
نہ جانا۔ اور پانچ چار ہزار تیر انداز مقرر کئے کہ چاروں طرف سے دشمنوں کی رسد کو لوٹا کریں۔
قاعدہ ہے کہ کھلے میدانوں میں اس قسم کی قلعہ بندی کچھ کام نہیں آتی۔ اس قلعہ بندی سے دشمنوں
کو چاروں طرف اپنے تاخت تاراج کا موقع ملتا ہے ہمیشہ ایسے قلعہ نشینوں کو شکست ہوتی ہے
ایک دن کا ذکر ہے کہ چالیس پچاس بہادروں کے جوانوں کی بادہ پیمائی گرم ہوئی اسمیں ہر ایک اپنی
بہادری کی شیخی بگھارتا تھا۔ ایک مست بولا کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا غنیم روبرو ہے اپنے عیار کا رکو ظاہر
کیجئے پچھلی کہانیاں بنانے سے فائدہ کیا ہے لشکر کے ہوشیاروں کو خبر بھی نہ ہوئی کہ یہ بدمست کہ
اوسکے قریب دشمنوں پر جا پڑے۔ ایک گجراتی سردار اونسے پانچ چار ہزار سواروں کی خوب لڑا مگر
پھر انہوں کو شکست ہوئی اور وہ اپنے لشکر میں بھاگ گئے۔ یہ اپنے لشکر میں آئے۔ اور اس لڑائی کا
[illegible] سلطان بہادر کے لشکروں میں دلیری اور دلاوری سے ہل چل پڑی مغل
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہندی [illegible] تنگ نہیں کے لئے عالی [illegible] پادشاہ [illegible]

جانوروں کے لئے گھاس چارے کو بھی - چار یا پانچ ٹنکہ سیر اناج بکتا تھا۔ گھوڑوں کے گوشت سے لشکر
پیٹ بھرتا تھا اور کوئی اور خوراک نہیں ملتی تھی - بادشاہی تیراندازوں نے سب طرف سے
ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ جو رسد کی تلاش میں باہر نکلتا طعمہ اجل ہوتا - عید رمضان کے دن
محمد زماں میرزا پانچ چھ سو آدمیوں کو ساتھ لیکر لڑنے کے لئے نکلا - اس طرف سے بھی ایک
جماعت لڑنے کو کھڑی ہوئی - گجراتیوں نے دو تین دفعہ تیر مارے اور پھر وہ بھاگ گئے
اس حیلے سے لشکر جو اونکے پیچھے گیا وہ توپخانہ کی زد میں آیا - توپیں دفعۃً چھوڑی گئیں بادشاہی آدمی
زخمی اور ہلاک ہوئے - سترہ روز بعد بادشاہ نے ایک ساعت مقرر کی تھی کہ سلطان بہادر کے
لشکر پر حملہ کیا جائے اس [illegible] تو انکا حال تنگ ہوا جاتا تھا - الغرض ایک دن
ام شوال کو بہادر شاہ نے کل توپوں اور ضربزنوں میں بارود بھروا کے اونکی رنجکیں اوڑا دیا
جس سے سب توپیں پھٹ گئیں پھر بہادر شاہ نے دکھلایا تو یہ کہ وہ آگرہ جاتا ہے مگر وہ منڈو کو
روانہ ہوا صدر خاں و عماد الملک بیس ہزار سوار لیکر سیدھے رستے سے منڈو کو روانہ ہوئے۔
محمد زماں مرزا فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے لاہور روانہ ہوا گجراتیوں کے لشکر میں اُس دن
ایک عجیب شور و غل غوغا مچا حقیقت حال بادشاہ کو معلوم نہ ہوئی وہ تیس ہزار سپاہ کو مسلح
لئے ہوئے رات بھر کھڑا رہا جب پہر دن چڑھا تو معلوم ہوا کہ سلطان بہادر منڈو کی طرف
بھاگ گیا بادشاہ کے لشکر نے گجراتیوں کے لشکرگاہ کو خوب لوٹا اسباب اموال ہاتھی گھوڑے
خوب ہاتھ لگے - خداوند خاں جو سلطان مظفر کا اوستاد اور وزیر تھا وہ بادشاہ پاس آ گیا اوسپر
بادشاہ نے بڑی نوازش کی اور یادگار ناصر مرزا و قاسم سلطان و میر ہندو بیگ کو دشمن کے
لشکر کے پیچھے روانہ کیا قلعہ منڈو میں صدر خاں و عماد الملک پہونچے - بادشاہ بھی اونکے پیچھے آیا
اور قلعہ کے گرد خیمے ڈالے لشکر مخالف سے رومی خاں بھی بھاگ کر بادشاہ پاس آیا اور شاہی خلعت
سے سرافراز ہوا کوئی کہتا ہے کہ سلطان بہادر نے ایک افسر کو حکم دیا تھا کہ رومی خاں کو مار ڈالے اس
افسر نے رومی خاں کو اس حکم سے اطلاع دی اسلئے وہ بادشاہ پاس چلا آیا اور کوئی کہتا ہے
[illegible] نے صد ہا [illegible] سازش کرکے بلا لیا - بہادر شاہ یہاں چند روز ٹھیرا اسکی بے صلاحی [illegible]

صلح اس طرح ہوجاے کہ منڈو اور اوسکی حدود تو بادشاہ پاس رہیں اور گجرات اور چتوڑ اوس پاس
رہیں یہ صلح طرفین کو منظور ہوئی سلطان بہادر کی طرف سے صدر خاں اور بادشاہ کی طرف سے
مولانا محمد پیر علی صلحنامہ کو مرتب کرنے بیٹھے۔ اسی رات کی آخر میں قلعہ کے نگہبان محنت سے
مارے تھکے ہوے تھے کہ قلعہ کے عقب میں بادشاہ کے دوسو سپاہی کچھ زینے چڑھا کر اور کچھ
رسیاں لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھ آئے اور قلعہ کے دروازہ کو جو پاس تھا کھول کر اپنے
گھوڑے منگا کر سوار ہوے اور سپاہیوں نے نکواپنے دروازہ پر بلا لیا قلعہ کا صاحب مع چیل
ملوخاں تھا کہ قادر شاہ اوسکا خطاب تھا جب اون کو خبر ہوئی تو گھوڑے پر سوار ہو کر سلطان
بہادر پاس گیا وہ ابھی سوتا تھا کہ قادر شاہ کی آواز سے بیدار ہوا اور خواب بیداری میں
بھاگا پانچ چار آدمی اوسکے ساتھ تھے۔ اثناء راہ میں کچھ بیس آدمی سپاہی کہ اوسکی اہل
مجلس میں سے تھا بیس سواروں کے ساتھ اوس سے آن ملا اور بیس سوار اور اوس سے آن کر ملے
جب وہ میدان میں آیا تو بادشاہ کے دوسو آدمی اوسکے مقابل آگئے جس پر سلطان بہادر نے
خود حملہ کیا اور اونکے اندر سے وہ صاف نکل گیا اور گجرات کی طرف چلا کہ بوری کی فرزند
نے جو اسکا پہلے نوکر تھا اور اب قاسم حسین خاں پاس تھا اوسے پہچان لیا۔ قاسم خاں سے
کہا کہ یہ سلطان جاتا ہے مگر قاسم خاں نے اوسکے کہنے کو کچھ نہ سنا سلطان سلامت جان لیکے گیا
چانپانیر پہنچنے تک اوس پاس پندرہ سو آدمی ہوگئے جب وہ یہاں کے قلعہ میں آیا تو یہاں کے
خزانے اور نفائس جتنے لے جاسکا اونکو بندر دیپ میں بھیجدیا۔
بادشاہ کو اپنے بہادروں کی اس تیز دستی کی خبر دوسرے روز دو گھنٹے دن چڑھے ہوئی
وہ اسی وقت سوار قلعہ میں دہلی دروازہ سے داخل ہوا۔ صدر خاں یہاں لڑ رہا تھا اگرچہ زخمی
ہوگیا تھا مگر پائے ثبات محکم تھا۔ آخر کو بعض افراد اوسکو سونگر میں لے گئے۔ اور منڈو سے بھاگ
کر بہت آدمی اوسکے ساتھ جا کر اس قلعہ میں متحصن ہوگئے۔ اور سلطان عالم بھی اوس پاس چلا گیا۔
یہاں بادشاہ کی سپاہ تین روز تک دشمنوں کے گھروں کو لوٹتی رہی پھر بادشاہ نے سپاہ کو
لوٹ سے منع کردیا۔ سلطان عالم خاں اور صدر خاں پاس اپنے معتمد بھیجے اور اونکو مطمئن کیا تحصن سے

امان دی اور وہ بادشاہ کی خدمت میں آگئے سلطان عالم چند دفعہ فتنہ برپا کر چکا تھا اسلئے اوسکی
کوچیں کاٹ کر چھوڑ دیا صدر خاں پر اشفاق خسروانہ ہوگیا ۔ بادشاہ دس ہزار سوار ونکے ساتھ
گجرات کی طرف جلد ایلغار متوجہ ہوا اور باقی لشکر کو حکم دیا کہ منزل منزل سفر کرے عقب بادشاہ
کا لشکر جانپانیر میں پہنچا تو اوسکی خبر سلطان بہادر کو ہوئی تو وہ دوسرے دروازہ سے کمبایت کی
طرف بھاگ گیا اور شہر میں آگ لگانے کا اشارہ کر گیا بادشاہ شہر میں آیا تو اوسنے اِس آگ کو
بجھایا ۔ اور میر ہندو بیگ اور ایک اور جماعت کو جانپانیر کی حدود میں منتظم مقرر کیا اور خود
ایک ہزار سوار ساتھ لیکر بطور ایلغار کے سلطان بہادر کے پیچھے پڑا سلطان کمبایت میں پہونچکر
دیپ (دیو) چلا گیا ۔ اور سو غراب جنگی کو جو اہل فرنگ کے حیلہ سے بنائے تھے آگ لگا دی کہ
مبادا وہ بادشاہ کے ہاتھ آجائیں اور وہ اوسکا تعاقب کرے بادشاہ نے کمبایت میں سمندر کے
کنارہ پر قیام کیا ۔ اور سلطان کے تعاقب میں لشکر کو دیو روانہ کیا سلطان دیو میں پہنچ گیا
اور بادشاہ کا لشکر بہت کچھ غنائم دیو کے پاس سے لیکر کمبایت میں آیا سنہ ۹۴۲ھ میں چانپانیر
اور گجرات فتح ہوئے ۔

بادشاہ کے ساتھ کمبایت میں کم آدمی تھے ۔ ملک احمد لاڈ اور رکن داؤد سلطان بہادر خاص
کے اعیان میں سے تھے ۔ اور کولی واڑہ کے پاس رہتے تھے اس سرزمین کے کولیوں اور گنواروں
کو مطلع کیا کہ بادشاہ کے ساتھ آدمی کم ہیں فرصت پاکر اوس پر شبخون مارو ۔ وہ مستعد ہو گئے ۔
ایک بڑھیا بادشاہ کے خیمہ کے پاس آئی اور بادشاہ کے مقربوں میں سے ایک سے کہا کہ مجھے خاص
بادشاہ سے ایک بات کہنی ہے اس بڑھیا کی باتیں ایسی سچی معلوم ہوئیں کہ بادشاہ نے
اپنے پاس آنے کی اجازت دی اوسنے بادشاہ کو شبخون کی خبر دی ۔ بادشاہ نے بڑھیا سے
کہا کہ تجھے کس سبب سے اس خیر خواہی کی سوجھی ۔ اوسنے کہا کہ میرا بیٹا بادشاہ کی قید میں ہے
اگر میری بات سچ ہو تو اس دولت خواہی کے انعام میں وہ رہا ہو اور اگر وہ جھوٹ ہو
تو مجھ کو بیٹے سمیت سیاست ہو ۔ بادشاہ نے دونوں کو پہرہ میں رکھا اور رات بھر ہوشیار رہا ۔
رات تو تھوڑی سے گذری مگر سحر کو پانچ چھ ہزار کولی اور گنوار بادشاہ کے خیمہ گاہ پر جہاں پہلے

ارادۂ سلطان برشبخون بادشاہ

اور سب مال اسباب لوٹ لے گئے اس لوٹ میں اکثر کتب نفیسہ کہ مصاحب معنوی تہیں اور ساتھ رہتی تہیں وہ بہی لٹ گئیں انہیں ایک تیمور نامہ بہی تہا جو ملا سلطان علی کے ہاتھ کا لکہا ہوا تہا اور استاد بہزاد کے ہاتھ کی تصویریں اُس میں بنی ہوئی تہیں جب دن ہوا تو بادشاہی لشکر ان لٹیروں کے پیچھے پڑا اور تیروں سے ان سب کو متفرق اور منہزم کیا یہ زن برخرد ہوئی اور اوسکی مقصد برآری ہوئی۔ بادشاہ ایسا غضبناک ہوا کہ دستے کمبایت کے لوٹنے اور جلانے کا حکم دیدیا سلطان بہادر کے تعاقب سے قطع نظر کرکے وہ چانپانیر میں آیا +

اختیار خان کہ سلطان بہادر کا معتمد کاردان تہا اس قلعہ کا محافظ تہا اور اوسکی نگہداشت میں بہت کوشش کرتا تہا۔ باوجود اس محافظت و حفاظت کے کبھی کبھی دور کے کوہ سے جہاں درختوں اور خارزاروں کی کثرت سے پیادہ کا گذر دشواری سے ہوتا تہا یہ جا کہ سپاہ کا بعض ہیزم کش کوہ نوردوں نے اپنے منافع کے لئے ایک منفذ پیدا کیا تہا کہ غلہ اور روغن گراں بیچنے کے لئے قلعہ کے نیچے لاتے اور قلعہ کے آدمی رسیاں لٹکا کر غلہ اوپر کھینچتے اور قیمت کو نیچے لٹکاتے۔ جب مدت محاصرہ دراز ہوئی تو ایک روز بادشاہ اطراف قلعہ کی سیر کرتا تہا اور لشکر کے اندر جانے کی راہ تلاش کرتا تہا کہ ایک جماعت اوسکو نظر پڑی وہ غلہ اور روغن بیچکر جنگل سے نکلتی تہی حکم ہوا کہ تحقیق کرو کہ یہ جماعت کیا کام کرتی ہے۔ اس جماعت نے ہیزم کشی پر بہانہ کیا مگر آلات ہیزم کشی تبر و تیشہ ان پاس نہ تہے اسلئے ان کا کہنا سچ معلوم نہ ہوا حکم ہوا۔ کہ جب تک سچ بات نہ بتائیں سیاست سے نجات نہ پائیں ناچار اونہوں نے اصل حال بتلادیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جائے کو لوگ جا کر دیکہیں تو دیکہنے سے معلوم ہوا کہ یہ جگہ ساٹھ ستر گز اونچی ہموار بلند ہے اسپر چڑہنا دشوار ہے حکم بادشاہی سے فولادی میخیں لگائی گئیں اور وہ چوب راست گز گز کے فاصلہ پر دیوار کوہ میں ٹہونکی گئیں اور جوانوں کو حکم ہوا کہ کہ اس عروج مردانگی پر چڑہیں اونتالیس آدمی چڑہے تہے کہ پہر بادشاہ نے خود چڑہنے کا قصد کیا مگر بیرام خان نے عرض کیا کہ اتنا توقف کیجیے کہ درمیان کے آدمی اوپر چڑہ جائیں یہ کہکے وہ پہلے خود چڑہا اور پہر بادشاہ کا اکتالیسواں نمبر چڑہنے والوں میں تہا۔ خود بادشاہ

کھڑے رہکر تین سو آدمیونکو اس فولادی تھنبے پر چڑھایا - پھر حکم دیا کہ جلو میں جو سپاہ متعین ہے وہ قلعہ پر حملہ کرے کہ قلعہ کے اندر کے آدمی باہر کے آدمیوں سے لڑنے میں ایسے مشغول ہوں کہ وہ بادشاہ کے اندر آنے سے غافل رہیں - کنگر [illegible] باہر نکال کر [illegible] باہر کے آدمیوں سے روبرو لڑتے ہیں تبہے کہ ان تین سو جوانوں نے اندر کو [illegible] اٹھالیے [illegible] دست [illegible] کیا مخالف سوا خواب میں جیسے [illegible] انتہا رحال [illegible] گئے [illegible] دوسرے روز امان دی کر بادشاہ نے بلا لیا - وہ بہادر [illegible] کی سربراہی میں دانشمند تہا [illegible] سوا علوم حکمت [illegible] خوب ماہر تہا اور شعر معما سے بہرہ مند تہا بادشاہ [illegible] ہوا اوسکو بیٹھنے کی اجازت ملی اور خطوت خسروانہ سے وہ ممتاز ہوا اور [illegible] سلطانی میں [illegible] ہوا - اس واقعہ کے تاریخ کسی فاضل نے اول ہفتہ ماہ صفر کہی ہے

جب روز یہ فتح ہوئی ہے سلطان بہادر کا ایک نامی سردار عالم خان بادشاہ پاس آیا - بادشاہ نے اوسے سلطان کے خزانوں کا حال بہت پوچھا مگر اوسنے کچھہ نہ بتلایا تو بعض امیروں نے عرض کیا کہ یہ بہادر شاہ کا بڑا معتمد سردار ہے اسے ضرور خزانوں کا حال معلوم ہوگا وہ یوں نہیں بتاتا تو اوسکو خوب مار دیجیئے وہ سب بتلادیگا - بادشاہ نے کہا کہ وہ ہمارے پاس خود آیا اوسکو مارنا پیٹنا مناسب نہیں ہے

چو کارے برآید بلطف و خوشی چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی

اوسکو کسی مجلس میں خوب شراب پلاؤ اور سارا حال پوچھہ لو - یہی کیا گیا کہ ایک مجلس میں پیالہ محبت پلایا گیا جب وہ اوسکے نشہ میں مست ہوا تو اوس سے کہا کہ سلطان بہادر کے خزانے تہہ نہیں آتے تو اوسنے کہا کہ اگر ان خزانوں کو چاہتے ہو تو اس حوض کے اندر میں جس میں تم بیٹھے ہو - اسی وقت حوض دو دن سے خالی ہونا شروع ہوا تو عالم خان نے کہا کہ حوض یوں نہیں خالی ہوگا - اسکی بدرو کھول دو اس بدرو کے کھولنے سے حوض سے پانی پاک ہو گیا تو خزانہ کی جگہہ اوسنے بتلادی وہاں سے وہ خزانہ نکلا کہ سپاہ میں سپروں میں بھر بھر کر تقسیم ہوا - ایک کنواں بھی خزانہ سے بھرا ہوا معلوم ہوگیا تہا - ہمایوں اپنی فتوح سے متمتع نہوا

بلکہ عیش و نشاط میں محو ہو گیا جس سے برے نتائج پیدا ہوئے عقلمندی کی شرط عظیم میں
یہ ہے کہ خاص ملازموں و مقربین خدمتگاروں کے واسطے چند ضابطے مقرر ہوں
اور ان میں سے ہر گروہ پر ایک خردمند اور احتیاط اندیش افسر مقرر ہو تاکہ وہ ہمیشہ
اونکی نشست و برخاست و ماند و بود و آمد و رفت کی خبر رکھے اور صحبت بد سے جو برے
خیالات کی مائی باپ ہے بچائے علی الخصوص اس وقت کہ کثرت مشاغل سے بادشاہ سے
جزئیات امور مخفی رہتے ہوں اور اس پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ منہیان راست گفتار درست
کردار مقرر کئے جائیں کہ ہمیشہ حقیقت احوال و منتز مقاصد سے بادشاہ کو مطلع کرتے رہیں
ورنہ بہت سے تنگ حوصلہ دوام صحبت کے سبب سے سطوت بادشاہی کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے
بادشاہ کے تقرب کے سبب سے وہ ایسے بدمست ہو جاتے ہیں کہ لغزشیں کرنے لگتے ہیں اور اس
بدمستی سے بڑے فساد برپا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان دنوں میں یہی سانحہ پیش آیا کہ ان
فتوحات غیبی کی شادمانی میں بادشاہ کی بزم مے میں ایسے کم حوصلہ اور ناقص نہاد شامل
کتابدار و سلحدار و دواتدار اور شامل اونکے شریک ہو باغستان بالول یا ماہول میں جب
بزم صراحی و جام مرتب ہوئی اور عالم مستی میں کہ عقل و ہوش برجا نہیں ہوتے یہ بدمست
ظفرنامہ میں پڑھنے لگے کہ جب امیر تیمور کی سلطنت کی ابتدا تھی اور چالیس شخص یار اوسکے
ساتھ تھے اونسے دو دو تیر لیکر بادشاہ نے ایک مٹھی میں باندھے اور ہر شخص سے کہا کہ توڑو
ہر ایک نے زانو پر رکھ کر زور کیا مگر وہ نہ ٹوٹے اور جب کھول کر الگ الگ تیر دیے تو
ہر ایک نے آسانی سے اوسکو توڑ ڈالا پھر امیر تیمور نے فرمایا کہ ہم چالیس آدمی ہیں اگر اس مشت
تیر کی طرح یک دل رہیں تو جہاں جائینگے تو فتح و ظفر پائینگے۔ اب بے خبر بے خردوں نے
اس سرگذشت کو پڑھ کر یہ خیال کیا کہ ہم چار سو آدمی ہیں اگر ایک دل رہینگے تو ملک دکن
کو فتح کرینگے۔ یہ سوچکر چلدیئے۔ بادشاہ کو دو تین روز ان نزدیکوں کا پتا نہ لگا۔ ان کے
پکڑنے کے واسطے ایک ہزار آدمی متعین کئے۔ وہ ان سب کی گردن پکڑ کر بادشاہ پاس لائے
بادشاہ نے سرخ کپڑے مریخ کے رنگ کے پہنے اور کرسی قہر و غضب پر بیٹھا اور گناہگاروں کے

گجرات کی بدنظمی اور بہادر شاہ کی طرف سے عماد الملک تحصیل خراج کے لئے جانا

گروہ کے گروہ اوسکے روبرو پیش ہوئے ہر ایک گروہ کو اسطرح سزا دی کہ بعض کے ہاتھ باندھ ہاتھیوں کے پانوں تلے ڈالا۔ اور بعض کو جنہوں نے خدا اوسے سر باہر رکھا تھا اونکے بدن کو سر کے بوجھ سے ہلکا کیا۔ جس جماعت نے خیال فاسد میں دست درازی کی تھی اونکو بے دست و پا کیا۔ جس فرقہ نے خود بینی سے بادشاہی حکموں پر کان نہیں لگایا تھا اونکے گوش و بینی القطع کیے۔ جس طائفہ نے سر انگشت عزیمت حرف خطا پر رکھا تھا اونکی مشت میں انگشت باقی نہ رکھی۔ جب یہ قصہ فیصلہ ہو چکا تو شام کی نماز میں امام جو کھڑا ہوا تو اوسنے سورہ الم ترکیف پڑھی۔ جب بادشاہ نے سلام پھیرا تو حکم دیا کہ امام نے سورہ فیل پڑھ کر بد فالی کی ہے اور مجھ پر کنایہ اعتراض کیا ہے وہ ہاتھی کے پانوں تلے ڈالا جائے۔ مولانا محمد میر علی نے ہر چند سفارش کی کہ امام سورت کے معنی نہیں جانتا مگر بادشاہ کی سورت غضب نے کچھہ نہ سنا۔ امام بیچارہ مارا گیا۔ مگر جب بادشاہ ہوش میں آیا اور امام کی سادہ لوحی کا یقین ہوا تو نہایت تاسف کیا اور ساری رات روتا رہا۔ ولایت گجرات آب مہندری کے شمال میں ہمایوں کے قبضہ میں تھی مگر بادشاہ کو قلعہ چنپانیر کی فتح سے وہ اموال و اسباب فراواں ہاتھ لگا تھا کہ بزم خسروانی سے اشتغال تھا اور لب جیحون پر دونو طرف جشن اوٹھتے تھے اور بزم رنگین جمتی تھی۔ ملک کے خراج کی تحصیل کا خیال بھی نہ تھا کہ حاکم مقرر ہوتے اور وہ انتظام کر کے خراج وصول کرتے۔ اس شورش میں بہادر شاہ کے بھی ملکی اور جنگی افسر چلے گئے تھے۔ زمینداروں اور رعایا نے اپنے تئیں بے سر دیکھ کر بہادر شاہ سے جس سے ابتک اونکو موانست تھی عرضداشت بھیجی کہ کسی عاقل کو آپ مقرر فرمائیں کہ محصول کی تحصیل کے لئے قیام کرے تو رعایا ادائے مال سے سبکدوش ہو۔ سلطان نے امیروں کو بلا کر رعایا کی عرضداشت پڑھی اور پوچھا کہ کون احمد آباد جا کر تحصیل مال کرنے پر راضی ہوتا ہے۔ سب خاموش رہے مگر عماد الملک نے جرأت کر کے اس خدمت کی التماس کی مگر یہ شرط ٹھیرائی کہ مجھکو بالکل اختیار دیا جائے کہ بر آمد کار کے لئے جتنا خراج چاہے معاف کرے جتنا چاہے مانگے جسکو چاہے جاگیر دے جسکو چاہے نقد روپیہ دے

بازپرس نہ کیجائے۔ بہادر شاہ نے یہ درخواست منظور کی اور وہ دو سو سواروں کے ساتھ احمد آباد روانہ ہوا۔

عماد الملک کی سپاہ کا بڑھنا +

راہ میں وہ تحصیل مال کے لئے محصل مقرر کرتا گیا اور جن آدمیوں کو وہ اپنے نزدیک معتمد جانتا تھا اور ملک میں وہ معزز تھے انکو جاگیریں اور مواجب مقرر کرتا تھا۔ وہ مع اپنے ساتھیوں کے اوسکے ہمراہ ہوتے جاتے تھے سورت اور کاٹھیاواڑ کے زمیندار اسقدر اوسکے ساتھ ہوگئے کہ احمد آباد میں پہنچنے تک دس ہزار سوار اس پاس جمع ہوگئے۔ وہ جو محصول جمع کرتا اوسکو فیاضی سے لوگوں میں تقسیم کرتا اسلئے اوسکی سپاہ تیس ہزار ہوگئی اور مجاہد خاں حاکم جوناگڈہ دس ہزار سواروں کے ساتھ اس سے آن ملا۔

ہمایوں کا عماد الملک سے لڑنے کے لئے آمادہ ہونا +

جب ہمایوں کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے اپنی مستانہ نوشی چھوڑی اور ہوش میں آیا۔ تردی بیگ کو چانپانیر میں چھوڑا اور خود احمد آباد کی طرف چلا اور لشکر کو بہت غنیمت کا روپیہ تقسیم کیا اور آب مہندری کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ عماد الملک بھی دلیری کر کے آگے آیا بادشاہ کے ہر کوچ پر وہ بھی کوچ کرتا تھا۔ اس پاس سپاہ پچاس ہزار تھی۔ مرزا عسکری چند منزل بادشاہ سے آگے بڑہ اول لشکر کے ساتھ تھا۔ اسپر زباد اور محمود آباد کے درمیان دوپہر کو نہایت سخت گرمی میں گجراتیوں نے یکا یک حملہ کیا اور مرزا کو شکست دی مگر یادگار ناصر مرزا اور ہندو بیگ جو مرزا کے دائیں بائیں طرف ایک میل میں لشکر لئے موجود تھے وہ اوسکی حمایت کو آگئے۔ بادشاہ کے لشکر آنے کی خبر دشمنوں کو معلوم ہوئی یادگار ناصر کا لشکر آگے تھا اسسے پہلے لڑائی ہوئی۔ دوسری جانب عالم خاں لودی اور چند اور امیروں نے کوشش کی۔ مگر عماد الملک بھاگ نکل گیا طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ مرزا عسکری کے لشکر پر گجراتیوں نے ایسا جلد حملہ کیا کہ اوسکو فرصت لشکر کے آراستہ کرنے کی نہ ملی وہ چند ہمراہیوں کو ساتھ لے کر چارہندہ قوم میں چلا گیا گجراتی کچھ مرزا کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بلکہ لوٹ پر مائل ہوئے اور غنیمت کو لیکر پراگندہ ہوگئے۔ اس وقت مرزا یادگار ناصر و میر ہندو بیگ اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے آئے تو پھر گجراتیوں کو شکست ہوئی اور مرزا عسکری نے بھی چارہندہ سے باہر

بادشاہ کا احمد آباد میں ورود

اپنا نقارہ بجایا۔ اور گجراتیوں کا تعاقب احمد آباد تک کیا۔ دو ہزار آدمی اس معرکہ میں قتل ہوئے مگر اکبر نامہ میں لکھا ہے کہ تین ہزار سے زیادہ اور چار ہزار سے کم مخالفوں کے آدمی مارے گئے بادشاہ بھی یہاں آگیا۔ اوسنے خداوندخان سے پوچھا کہ اب آیندہ احتمال جنگ ہے یا نہیں اوسنے جواب دیا کہ وہ غلام مبروص عماد الملک اس جنگ میں موجود تہا تو جنگ آخر ہے اور اگر وہ نہیں تہا تو پھر اوسکے لڑنے کا احتمال ہے مگر دو زخمیوں کی زبانی تحقیق ہوا کہ اس جنگ کا مہتمم وہی تہا۔ بادشاہ نے کوچ کر کے احمد آباد کے نزدیک کانکریہ میں خیمے ڈیرے ڈالے اور مرزا عسکری کو احمد آباد مع توابع عنایت کیا مرزا نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر سارا لشکر شہر میں آئیگا تو عموماً خلایق کو آزار پہونچیگا۔ بادشاہ نے دروازوں پر پہرے بٹھا دیے کہ سوا مرزا عسکری اور اوسکے آدمیوں کے کسی کو اندر نہ جانے دیں۔ بادشاہ سرکیج میں آیا۔ کہ معمورہ دلکش تہا۔ شہر کی سیر کو گیا۔ اور گجرات کے ملک کا یہ انتظام کیا کہ مرزا یادگار ناصر کو پٹن عنایت کیا اور قاسم حسین خان سلطان کو بڑوچ و نوساری و بندر سورت دیا۔ اور دوست بیگ آقا کو کمبائت و بڑودہ اور میر موحکبہ بہادر کو محمود آباد مرحمت کیا۔ ہندو بیگ کو بہت سا لشکر دیا کہ وہ جسکو ملک کی ضرورت ہو اوسکی مدد کرے +

بادشاہ کو ہندو بیگ کی صلاح +

ہندو بیگ و بعض اور ارکان دولت نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ کو فتح و نصرت میسر ہوئی۔ سلطان بہادر بھاگتا پھرتا ہے وہ حضور کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ بندر سورت میں خراب خستہ پڑا ہے پس یہ مناسب ہے کہ جو خزانے ہاتھ لگے ہیں وہیں سے ایک دو سال کی تنخواہ سپاہیوں کو دیجائے اور باقی بطریق امانت رکھی جائے اور ولایت گجرات سلطان بہادر کو اپنی طرف سے عنایت کی جائے تاکہ آپ کی نیک نامی صفحہ روزگار پر یادگار رہے۔ قولہ تعالیٰ۔ احسن کما احسن اللہ الیک ان اللہ یحب المحسنین اور خود بدولت آگرہ کو تشریف فرما ہوں کہ وہاں سے پریشان خبریں آرہی ہیں۔ یہ صلاح بڑی ٹھیک ہوتی اگر اوس پر عمل ہوتا مگر بادشاہ اس صلاح کو سنکر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ جس ولایت کو ضرب شمشیر سے فتح کیا ہو اوسکو رائگان کھونا نہیں چاہیے۔ اس ملک کا انتظام میں کرونگا اور لودھیوں کا بھی +

جب گجرات کا بادشاہ نے انتظام کردیا تو وہ مندو یعنی (مالوہ) کی طرف جہاں بہادر شاہ
تھا چلا جاتا ہوا آتا ہے تیس کوس پر مندو قصبہ سے گذرا تھا کہ دار الخلافہ سے دولت خواہوں
کی عرائض آئیں کہ حضور دار الخلافہ سے بہت دور چلے گئے یہاں متمردوں نے تمرد اختیار
کیا افغانوں نے بہار میں سر اٹھایا ہے محمد سلطان مرزا نے اپنے بیٹوں الغ خان و
شاہ مرزا کی مدد سے قنوج سے جونپور تک ملک لیا ہے اور خطبہ اپنے نام پڑھوایا ہے جمنا
کے کنارہ پر جو اضلاع ہیں وہیں بعد آگرہ میں بھی سرکشی کے آثار نمودار ہوتے جاتے ہیں
مالوہ کی مختلف طرفوں سے اسی طرح کی خبریں بہت جلد پہنچیں کہ سکندر خان اور ملو خان
نے سر اوٹھایا ہے اور سرکار ہنڈیہ کے جاگیردار مہتر زنبور کے سر پر چڑھ گئے۔ وہ اپنے اموال
کو لیکر اجین میں چلا آیا اور اس نواح میں جو بادشاہ کی سپاہ جا بجا متعین تھیں وہ سب
اجین میں فراہم ہے اور فتنہ پردازوں کی جماعت کثیر نے اس شہر کا محاصرہ کیا اور درویش علی
کتاب دار حاکم اوجین کو بندوق سے زخمی کیا جس سے وہ مرگیا باقی اہل قلعہ نے امان طلب کی
بادشاہ پاس جب یہ پریشان خبریں آئیں تو صلاح یہ ٹھیرا اوسنے قرار دیا کہ مالوہ میں جاکر
مندو میں مقیم ہو جسے ملک مالوہ بھی اہل فساد سے پاک ہو اور گجرات بھی جو ابھی فتح ہوا ہے
انتظام پائے اور دار السلطنت کے قریب جو فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے وہ بجھ جائے
اوسنے گجرات کو مرزا عسکری اور ایک گروہ امرا کو حوالہ کیا اور خود بڑوچ سورت و سیر
میں ہوتا ہوا برہانپور میں آیا اور یہاں سات روز قیام کیا قلعہ آسیر کے پہلو میں سے گذر کر
مندو میں آیا۔ بادشاہ کی معاودت کی خبر سنکر فتنہ پرداز کونوں میں چھپ گئے۔ بادشاہ کو مالوہ
کی آب و ہوا ایسی طبع و مزاج ہوئی کہ اوسنے اپنے معتمدین کو یہاں جاگیریں دیدیں۔
پھر اوسپر کاہلی اور کام نخسپی کے دروازہ کہل گئے۔
گجرات میں ہمایون بادشاہ کے اقبال کی ہوا ایسی بگڑی گجراتی ان فتح کرنے والوں
کو اجنبی اور بیگانہ جانتے تھے سابھی بادشاہ نے گجرات کی طرف پیٹھ کی تھی کہ وہاں
سرکشی کا ہنگامہ ہوا بہادر شاہ نے پرتگیزوں سے صلح کرلی اونہوں نے اوسکی کمک کی

وعدہ کیا اور اوسنے پانچ چھ ہزار حبشیونکا لشکر جمع کر لیا اور اوسکا بہت سامان جنگ میں تیار ہو گئے۔ رومی خاں صفر جسنے سورت کے قلعہ کو بنایا تھا اوسکے اندر ہو بیٹھا اور چاروں طرف سے اوسے بند کر لیا ملک اوراف نے دریا تپتی کے دہانہ پر نوساری کے قریب ایک مستحکم حصار میں قیام کیا۔ اور گجراتی جہازوں کی مدد سے اس مقام کو حملہ آوروں کے ہاتھ سے بچایا۔ ان افسروں نے خان جہاں شیرازی کے ساتھ اتفاق کر کے عبدالسبحان حاکم ولایت نوساری کو یہاں سے نکال دیا اور سورت پر قبضہ کیا عبداللہ خاں قاسم حسین خان اوزبک کا خویش تھا اور وہ اوسکی دارالخلافت بڑوچ میں چلا گیا۔ خانجہاں نے خشکی کی راہ سے بڑوچ کی طرف کوچ کیا اور رومی خاں نے دریا نربدا کی راہ سے جا پہلے خشکی میں توپ تفنگ لگا کر بڑوچ پر چڑھائی کی یہ دیکھ کر قاسم حسین خان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ بھاگ کر چانپانیر میں آیا۔ اور یہاں سے احمد آباد میں گیا اور مرزا عسکری اور ہندو بیگ سے کمک کا طالب ہوا سید اسحاق نے جسکو بہادر شاہ کی طرف سے جانی کا خطاب ملا تھا کمبائت پر تصرف کیا۔ اور سارا ملک گجرات لڑنے پر تیار ہو گیا مرزا عسکری نے یہ حال دیکھ یادگار ناصر مرزا کو پٹن سے احمد آباد میں بلا لیا۔ دریا خاں حافظ خاں جو راہ سپین سے سپاہ لئے بہادر شاہ پاس دیو جاتے تھے جب انہوں نے پٹن کو بادشاہ کی سپاہ سے خالی دیکھا تو اوس پر قبضہ کر لیا اور پھر تو یہ حال ہو گیا کہ امراء شاہی اپنے پانوں میں آپ کلہاڑی مارنے لگے۔ اپنی تنگ حوصلگی سے تھوڑی سی کامیابی پر فاسد اندیشی کرنے لگے اور آپس میں ناشائستہ مخالفت کرنے لگے اور نفاق سے دل مکدر رکھنے لگے۔ تین مہینہ کا عرصہ گذرا تھا کہ ایک دن مرزا عسکری شراب پیئے مجلس میں بیٹھا تھا کہنے لگا کہ میں بادشاہ ظل اللہ ہوں۔ اوسپر غضنفر اوسکے کوکا نے چپکے سے کہا کہ ہستی اما خویش نیستی۔ یہ سنکر بیہودہ نے قہقہہ لگایا مرزا نے پوچھا کہ کیا ہے تو غضنفر کا کہنا معلوم ہوا۔ اوسنے غصہ ہو کر اوسکو قیدخانہ میں بھیج دیا۔ وہ اس بند سے نکل کر بندہ بن کے بہادر شاہ پاس پہونچا اور تین سو سواروں کو ساتھ لے گیا اور ... مغلوں سے کیا ... [illegible]

غضنفر کا مارا جانا

آمادہ کیا اوسکو کہا کہ وہ بہاگنے کے لئے پا برکاب بیٹھے ہیں مگر کسی بہانہ کے منتظر ہیں۔ اس امر پر
اس قدر اصرار کیا کہ آپ مجھے قید رکھئے اگر میری بات میں سچائی برابر جہوٹ ہو تو سزا دیجئے
اس کہنے سے بہادر شاہ احمد آباد کی طرف چلا۔ سارا ملک اوسکے ساتہہ تہا۔ لشکر اس کا بہت
بڑہ گیا اور وہ احمد آباد کے مقابل سرکیج میں خیمہ زن ہوا۔ اس نازک وقت میں بادشاہ کی سپاہ
خطرناک حالت میں تھی۔ سارا ملک اوس کا دشمن تھا۔ ہمایوں کی سپاہ نے سارے شہر سوا و
جانپانیر کے چھوڑ دئے تھے سب آنکر مرزا عسکری پاس جمع ہو گئے تھے۔ ہندو بیگ یادگار
ناصر مرزا۔ قاسم حسین سلطان اوزبک اور اور امرائے عظیم سرکیج میں نزدیک ساول کے حوالی
احمد آباد میں سابرمتی کے بائیں کنارہ پر جمع تھے اور بیس ہزار سوار اُن پاس تھے۔ یہاں
مرزا عسکری کو ہندو بیگ نے یہ سمجھایا کہ گجرات پر قبضہ و تصرف رکھنے کا طریقہ سوا اس کے
نہیں ہے کہ اب اپنے نام کا خطبہ پڑھوائیے اور سکہ چلایئے تاکہ اہل ملک آپ کو بادشاہ
جانیں اور آپ کی اطاعت کریں اور سپاہ آپ کو بادشاہ جان کے خوب جان لڑا کر لڑائی لڑے
اور میدان جنگ میں بہادری دکھائے اُس پر مرزا عسکری نے ہندو بیگ کو لعنت ملامت کی مگر اصل
حال یہ تہا کہ من چاہے اور منڈیا ہلائے۔ بہادر شاہ کا لشکر بھی سامنے تہا اتفاقاً مرزا عسکری کے
خیمہ سے اوسکے خیمہ پر ایک گولہ آنکر لگا اور خیمہ گر پڑا یہ دیکھ کر وہ بہت گھبرایا اور غضنفر کو بلایا کہ
اوسکی سیاست کرے مگر اوسنے کہا کہ جب تک صف آرائی نہ ہو لللہ میری سزا سے باز رہئے یقینی آج
رات کو مرزا عسکری بہاگ جائیگا۔ تین روز دونو لشکر مقابلہ میں پڑے رہے۔ آخر کو مرزا عسکری بغیر
لڑے جانپانیر کو بہاگا۔ اور ایسا بے سر و پا بہاگا کہ اپنے خیمے اور بہاری اسباب کو وہیں چھوڑ گیا
کوئی کہتا ہے کہ وہ اسطرح سوار ہوا کہ لڑائی کو جاتا ہے مگر وہ بہاگنے کا سامان تہا۔
سلطان بہادر نے جسکو سو طرح کے اندیشے تھے دلیر ہو کر اوسکا تعاقب کیا سلطان کی ہراول
سید مبارک تہا وہ بادشاہی لشکر کے قریب پہنچا۔ ناصر مرزا چنداول تھا مرزا بیگ غضنفر نے
[illegible] سلطان کی ہراول کے بہت آدمیوں کو قتل کیا مرزا کے ساتہہ [illegible]
[illegible] ناصر مرزا [illegible] لشکر میں [illegible] مرزا عسکری [illegible]

بادشاہی [illegible] مرزا عسکری اور [illegible] +

مرزاؤں کا جانپانیر کو جانا اور تردی بیگ کا خزانہ دینے سے انکار کرنا ٭

کہ راہ میں تھا ایسا مضطربانہ عبور کیا کہ بہت سپاہی اوسکے دریا میں ڈوب کر مر گئے سلطان بھی اوسکے پیچھے آب مہندی تک آیا جب مرزا عسکری جانپانیر میں پہنچا تو تردی بیگ نے لوازم مہمانداری کا حق ادا کیا اور قلعہ میں چلا گیا۔ دوسرے روز مرزاؤں کے بیٹوں کی نسبت میں مشاورہ آیا اور اونہوں نے تردی بیگ کو پیغام بھیجا کہ ہم پریشان احوال آئے ہیں اور لشکر کا برا حال ہے قلعہ کے خزانوں سے کچھہ روپیہ بطور مساعدت کے ملے کہ ہم لشکر کو دیں اور اوسکا سامان درست کر کے دشمن کے دفع کرنے پر مبادرت کریں چھہ روز میں منڈو قاصد پہونچتا ہے عرایض بھیجے ہیں یقین ہے کہ بادشاہ خزانہ ملنے کا حکم دیدیگا۔ تردی بیگ نے اونکی درخواست کو نامنظور کیا مرزاؤں نے آپس میں مشورہ کیا کہ تردی بیگ کو گرفتار کریں اور تمام خزانوں پر متصرف ہوں اور سلطنت مرزا عسکری کے نام پر مقرر کر دیں اگر بہادر پر ہم فتح پائیں تو بہتر ورنہ بادشاہ کو تو منڈو کی آب و ہوا پسند ہے اور دار الخلافہ آگرہ کی حدود خالی ہیں اس طرف متوجہ ہوں تردی بیگ قلعہ سے نکل کر مرزاؤں کی خدمت میں جاتا تہا کہ اثناء راہ میں اوسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ الٹا قلعہ کو چلا گیا اور مرزاؤں کے پاس آدمی بھیجا کہ آپکا میری توپوں کی زد میں ٹھیرنا مناسب نہیں مرزاؤں نے جواب دیا کہ ہم جاتے ہیں تم خدا ہم سے مل جاؤ کچھہ باتیں کہنی ہیں وہ اونکے منصوبے پر مطلع تہا کب آتا تہا مناسب جب اب یا مرزاؤں نے اپنے خیمے نہیں اٹھائے تہے اسلیئے اونکے دہمکانے کے لئے تردی بیگ نے صبح کو توپیں اونپر ماریں تو مرزاؤں نے وہاں سے کوچ کیا۔ گہات کرجی کی راہ سے دار الخلافہ آگرہ کی طرف بخیال فاسد رواں ہوئے۔ بادشاہ کا لشکر جب تک جانپانیر میں رہا بہادر نے آب مہندی سے جو جانپانیر سے پندرہ کروہ تہا عبور نہیں کیا جب اوسکو آگرہ کی طرف مرزاؤں کے چلے جانے کی اور اونکے خیالات واہیہ کی خبر پہونچی تو وہ دریا سے عبور کر کے جانپانیر میں آیا۔ باوجودیکہ قلعہ مستحکم تہا اور تمام قلعہ داری کے لوازم موجود تہے مگر حالتیں ایسی تہیں کہ بہادر شاہ سے تردی بیگ لڑتا تو قلعہ بہی جاتا اور اوسکا سارا خزانہ بہی اب اوسنے قلعہ حوالہ کر دیا اور خود بسلامت نکل آیا اور خزانہ جسقدر لے سکا اپنے ساتھ لیا اور بادشاہ کے پاس منڈو پہونچا اور مرزاؤں کے فساد کا حال عرض کیا بادشاہ کو ... [illegible]

اس خیال سے بطور ایلغار کے چتوڑ سے روانہ ہوا کہ آگرہ میں مرزا پہلے سے نہ پہونچ جائیں
اتفاقات حسنہ سے یہ تہلکہ راہ کے درمیان چتوڑ کی نواح میں اوسکو دور ہو گئے۔ ناچار
وہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے۔ بادشاہ نے اپنی عطوفت ذاتی اور عفو جبلی سے
اونکے اعمال ناپسندیدہ پر نظر نہ کی اور اپنے لطف عمیم سے اونکے گناہ معاف کردیئے اور
عفو کا ضمیمہ فیض احسان کو بنایا اور اونپر عنایت شاہانہ کیں۔

اس ملک سے آگرہ میں بادشاہ کے جانے کا ایک اور سبب بھی تھا کہ محمد سلطان مرزا اور
اوسکے بیٹے الغ مرزا نے جو ہمیشہ باغی رہتے تھے ان دنوں میں شورش برپا کی۔ پہلے ہم لکھ چکے
ہیں کہ بادشاہ نے اونکے نابینا کرنے کا حکم دیا تھا مگر جو لوگ اونکے اندھا کرنے کے لئے مقرر
تھے شرائط احتیاط نہ بجالائے اور اونکی آنکھیں سلامت رہیں اب انہوں نے قید سے نکل کر پرگنہ
بلگرام پر تاخت کی اور قنوج میں گئے خسرو کوکلتاش کے بیٹے یہاں تھے اونہوں نے امان
لیکر قنوج اونکو دیدیا اور قنوج کے سامنے بلگرام کو محمد سلطان نے اپنا دار السلطنت بنایا اور یہاں
سے اپنے بیٹے الغ مرزا کو بڑی سپاہ کے ساتھ جونپور کے محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دوسرے بیٹے
شاہ مرزا کو کڑہ مانکپور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

مرزا ہندال جسکو بادشاہ نے آگرہ میں حاکم مقرر کیا تھا اس سرکشی کے فرو کرنے کے لئے
ہوا اور اوسنے فوراً قنوج کو لے لیا جب محمد سلطان مرزا نے سنا کہ مرزا ہندال قریب آگیا
تو اوسنے جہاں جہاں فوج بھیجی تھی وہاں سے بلالی شاہ مرزا اوس آن ملا اور الغ مرزا
نے لکھا کہ جبتک میں نہ آملوں دشمن سے لڑائی نہ لڑنا۔ سلطان مرزا اور شاہ مرزا دونوں
کے کنارہ پر بادشاہی لشکر کو دریا سے اترنے نہیں دیتے تھے مرزا ہندال یہ چاہتا تھا کہ
سلطان جتنا جلد ہو سکے الغ بیگ سے آملے لڑائی لڑے وہ قنوج دس کروہ آ
[illegible] جہاں وہ ہو یا تب سے لشکر کو اوسکے [illegible] سامنے ہوا۔ دونوں لشکر
[illegible]
[illegible] ہو گیا تھا۔ بادشاہی لشکر [illegible]

محمد سلطان مرزا کا حال

مرزا ہندال کی [illegible]

اور آندہی کی گرد نے دشمنوں کو ایسا گھیر لیا کہ وہ غنیم کے لشکر کو نہ اپنے لشکر کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے شکست پائی جونپور کی طرف الغ مرزا روانہ ہوا مرزا ہندال نے پرگنہ بگرام کلاں بیگ کو سپرد کیا اور خود مرزا الغ بیگ کے تعاقب میں روانہ ہوا اودہ میں اوس کو جا لیا یہاں محمد سلطان اور اوسکے بیٹوں کا لشکر آ کے مل گیا تھا۔ اوسکے روکنے کے لئے مرزا ہندال کا لشکر آیا۔ دونو لشکر دو مہینے تک آمنے سامنے بیٹھے رہے مرزا ہندال لڑنے کے لئے بے صبری کرتا تھا مگر شیخ پھول کہتا تھا کہ تحمل کر دیں دعوت اسم کر رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ دشمن خود پریشان ہو جائینگے مرزا ہندال اس نوید سے خوشحال ہوتا تھا۔ اس اثناء میں مرزا محمد سلطان کو خبر پہونچی کہ بادشاہ دار الخلافہ آگرہ میں آگیا ہے۔ اسلئے اوسنے فوراً مرزا ہندال پر چڑہائی کی مرزا ہندال نے شیخ پھول سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے تو اوسنے کہا کہ جب دشمن سر پر آن کھڑا ہوا تو ضرور لڑنا چاہئے۔ غرض دونو لشکروں میں لڑائی ہوئی مرزا ہندال کو فتح و فیروزی ہوئی۔ مرزا محمد سلطان تینوں بیٹوں سمیت کوچ بہار کو جو پورنیا کے متصل سرحد بنگالہ پر ہے بھاگ گیا مرزا ہندال نے جونپور تک تعاقب کیا اور یہاں ٹھیر گیا وہ چاہتا تھا کہ جونپور کو تقسیم کرے کہ اوسکو خبر معلوم ہوئی کہ بادشاہ گجرات سے آگرہ میں آگیا۔ تو وہ سپاہ کو چھوڑ کر بہائی سے ملنے آگرہ چلا آیا۔

جب بادشاہ آگرہ کی طرف چلا تو تمام گرد و نواح کے ملک میں اسکی خبر ہوئی کہ بادشاہ اٹھا جاتا ہے تو بہوپال رائے حاکم بیجاگڑھ نے یہ دیکھا کہ قلعہ منڈو خالی پڑا ہے تو وہ دلیرانہ اس میں آ بیٹھا۔ ملو خاں و سکن ملا اور یہاں کے تخت پر بیٹھ کر اوسنے اپنا لقب بادشاہ رکھا اور میراں محمد فاروقی برہانپور سے یہاں آیا۔ بادشاہ کی فوج تو یہاں موجود تھی کہ لڑائی ہوتی غرض تمام ملک پر انکا قبضہ ہو گیا خلاصہ اوپر کے تمام جھگڑے کا یہ ہے ۹۴۲ھ سے ۹۴۳ھ میں بہادر شاہ کو اپنا سارا ملک گجرات و مالوہ دونو ہاتھ لگ گئے۔ ہمایوں دونو ملک کس محنت اور مشقت سے ہاتھ آئے تھے وہ مفت ہاتھ سے نکل گئے۔ آگے میں ہم باقی حال بہادر شاہ کا لکھینگے +

۱۰۹۵ھ بادشاہ کے آگرہ سے جانے کا بیان +

جب بادشاہ گجرات اور مالوہ چھوڑ کر آگرہ میں آیا تو اوسنے ملک کا حال دگرگوں پایا۔ سارے کام ابتر و پریشان ہو گئے تھے جب وہ بادشاہ ہوا تھا اوسکی سلطنت کے نئی تھی بہت سے ایسے خوف خطر درپیش ہوئے کہ اونکے دفع کرنے کے لئے بڑی مردانگی اور فرزانگی کی ضرورت تھی۔ باپ کے زمانہ کے جو امرا ترکی و چغتائی اوسکے ساتھ تھے اُن کی خیر خواہی اور دولت خواہی ڈھل مل ہو رہی تھی۔ محمد زماں مرزا ایسے ہی محمد سلطان مرزا اور اوسکے بیٹے گو شکست پا چکے تھے مگر وہ لڑنے کو مستعد تھے اور وہ ایسے ملک میں چلے گئے تھے کہ اونکا مقام اونکے ارادوں کا استحکام کرتا تھا کیونکہ یہ ملک بھی فتح ہوا تھا اور ملک کے فاتح بالکل اجنبی لگتے تھے۔ مملکت دہلی چھوٹی چھوٹی ولایتوں میں منقسم تھی جو کم و بیش آزاد تھیں انمیں انتظام رکھنا آسان نہ تھا۔ دوآب اور آگرہ کے ہمسایہ میں بڑے بڑے سرکشوں کے گروہ موجود تھے جنکا حال یہ تہا کہ جہاں ذراسی بھی غفلت انہوں نے بادشاہ کی طرف دیکھی تو لوٹ مار انہوں نے شروع کی۔ مالوہ اور گجرات میں ہمایوں کا جانا تہا کہ اونہوں نے شورش اور لوٹ مار مچا دی۔ ایسی حالتوں پڑے جو امر بادشاہ کا کام تہا کہ وہ سلطنت کو سنبھالتا

ملک کی حالت جب ہمایوں آگرہ میں آیا +

آگرہ میں برس روز تک ہمایوں رہا۔ یہ زمانہ اوسنے عجب طرح بسر کیا۔ کس شان و شکوہ سے اوسنے ملکوں کو فتح کیا تہا مگر وہ سب اسکے ہاتھ سے نکل گئے تو اوسکا دل افسردہ ہوگیا + اور اوسکا اثر اوسکے دل و دماغ پر ہوا۔ اب اوسنے دل کی شگفتہ کرنے کا علاج یہی سوچا کہ محل میں مست پڑا رہتا۔ دربار میں کبھی نہیں آتا کسی سے کچھ صلاح و مشورہ نہ کرتا۔ ملک کی بدنظمیوں کا علاج کچھ نہ کرتا۔ افیون کی پینکوں سے کام تہا اور کسی سے کچھ سروکار نہ تھا +

ہمایوں کا حال آگرہ میں +

سنہ ۹۴۳ھ (۱۵۳۶) کو امیر جنید برلاس حاکم جونپور مر گیا۔ یہ امیر اپنی حکمت اور تدبیر اور زور شمشیر سے افغانان شرقیہ کی سرکوبی کرتا رہتا۔ گجرات اور مالوہ کی مہمات میں بادشاہ مصروف ہوا۔ اس عرصہ میں شیر خان افغان نے بہار، جونپور، قلعہ چنار پر تصرف کر لیا بہت کچھ سامان جنگ اور لشکر بہم پہنچا لیا۔ بنارس کو تاخت و تاراج کیا۔ گورکھپور کا محاصرہ مدتوں تک کیا۔

شیر خان کا حال +

جب ہمایوں کو شیر خاں کی ان چال کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی [illegible] بیدار ہوا اور اوس نے بنگالہ
کی تسخیر کا ارادہ کیا اور اوس پر حملہ کرنے کے لیے لشکر کی تیاری کا حکم دیا شیر خاں کا مفصل حال کہ
آیندہ اوسکی تاریخ میں لکھینگے) اول بادشاہ کا ارادہ گجرات پر یورش کرنے کا اسلیے کہ برہان
نظام شاہ بادشاہ احمد نگر پر اوسکے دکہنی ہمسایہ والوں نے حملہ کیا تہا تو اوس نے ہمایوں کو لکھا تہا کہ اگر
آپ گجرات پر حملہ کریں تو میں اس حدود میں آپ کا معاون ہونگا۔ مگر بادشاہ کو شیر خاں کا بہت
خوف تھا اسلئے اوس نے مہم بنگالہ کو مقدم جانا۔ دار الخلافہ آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کو کہ معتمدین میں
سے تھا سپرد کی اور محمد یادگار ناصر مرزا اپنے چچا زاد بہائی کو کالپی جو اوسکی جاگیر تہی حوالہ کی اور
اوسکو رخصت کیا کہ وہاں جاکر انتظام کرے نور الدین محمد مرزا کو جسکو اوسکی بہن گلرنگ بیگم
بیاہی تھی قنوج اور اوسکے نواح کی حراست حوالہ ہوئی اور ۹۴۳ھ کو خود کشتی میں سوار ہو کر
مشرق کی طرف کوچ کیا مرزا عسکری اور مرزا ہندال و بیرام خان اور اور امراء عالی قدر ہمراہ
تہے لشکر بحر و بر کی راہ سے چلتا تہا اور خود کبہی کشتی میں سوار ہوتا کبہی گہوڑے پر۔ اسطرح بادشاہ
چنارگڈہ پہنچا چنارگڈہ کے قریب مرزا محمد زماں گجرات سے چلکر ہمایوں سے آن ملا اس
واقعہ کا حال یہ ہے کہ مرزا نے پہلے اپنے آنے سے اپنی ہمشیرہ عزیزہ معصومہ سلطان بیگم کی
معرفت بادشاہ سے عفو تقصیر کی درخواست بہیجی تھی۔ بادشاہ نے اوسکے جرموں کو معاف
کر دیا تہا اور اوسکو بلایا تہا جب مرزا لشکر بادشاہی کے قریب آیا تو بادشاہ نے اوس کی
بڑی خاطرداری اور تواضع کی خلعت خاصہ و کمر بند و اسپ و شمشیر عنایت کیا۔ ہمایوں کی صفت
ذاتی یہ تہی کہ وہ سیات کی مکافات حسنات سے کیا کرتا تہا۔ جتنا کسی کا جرم و اثم زیادہ ہوتا
تہا اوتنا ہی اوسپر لطف و کرم زیادہ کرتا۔ یہ صفت بادشاہوں میں کمتر ہوتی ہے شیر خاں
بڑا عاقبت اندیش تہا اور وہ ان سب خطروں سے جو اوسکے آگے پیش آتے تہے پہلے سے
واقف ہو جاتا تھا اور اونکی روک تھام کے واسطے ایسی معقول تدبیریں سوچتا اور عمدہ
تجویزیں کرتا کہ اوسکی نظیر ہندوستان میں نہیں پائی جاتی۔ جب اوسکو ہمایوں کے آنے کی
خبر پہنچی تو اوس نے قلعہ چنارگڈہ کو مستحکم کیا اور قطب خاں اپنے بیٹے کو اوسکی حفاظت پر

اور صدر جہاں کو [illegible] کیا۔ قطب خاں کو اوسنے مقرر کیا کہ وہ محاصرین کو باہر جانے
اور قاضی خاں سور کو قلعہ کے اندر مقرر کیا کہ دشمنوں سے لڑے۔ ہمایوں نے چنار گڑھ
کے پاس مقام کیا اور اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ محاصرہ کا اہتمام رومی خاں کے
سپرد کیا۔ یہ رومی خاں وہی ہے جو مندسور کی لڑائی میں بہادر شاہ بادشاہ گجرات سے
جدا ہو کر بادشاہ ہمایوں کی خدمت میں آیا تھا اور سپہ سالار آتشی کے عہدہ پر سرافراز ہوا
تھا۔ اوسکو قلعوں کی فتح میں کمال تھا۔ اوسنے قلعہ کا محاصرہ شروع کیا اور کئی مہینے
اس محاصرہ میں لگ گئے۔ توپوں نے وہ کام محاصرہ میں نہیں کیا جسکی امید تھی تو رومی خاں
نے اس امر کے دریافت کرنے کے لئے کہ قلعہ کی کونسی طرف ضعیف ہے یہ تدبیر کی کہ اپنے
حبشی غلام ملک الماس کو ایسا مار پیٹا کہ اوسکے سارے بدن پر بدھیاں پڑ گئیں وہ رات کو
بھاگا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور سب یہاں رومی خاں کے ظلم و ستم کا بیان کیا کہ مجھے ناحق
ایسا مار پیٹا ہے کہ دیکھ لو کہ کوڑوں کے نشان میرے سارے بدن پر موجود ہیں افغانوں نے
اوسکے زخموں کا علاج کیا اور جب اچھا ہو گیا تو اوسنے کہا کہ میں رومی خاں جیسے اُستاد کا
شاگرد ہوں میں آپ کو ایسے مقامات بتا سکتا ہوں کہ جہاں سے محاصرین کو آپ لوگ
بہت حیران و پریشان کر سکتے ہیں غرض اپنی صداقت اور ہنرمندی کا یقین اہل قلعہ کو
ایسا دلایا کہ انہوں نے اپنے قلعہ کے سارے مقامات دکھا دئے۔ یہ غلام چند روز وہاں
رہ کر اور سب کچھ دیکھ بھال کر پھر رومی خاں پاس بھاگ آیا اور سارا حال بیان کر دیا
جسکے موافق رومی خاں نے عمل کیا۔ رومی خاں نے کشتیوں کے ساباط (مورچے) بنائے تھے
اور انہیں تختہ پر قطعات تختہ ایسے سطح لگائے تھے کہ انکو دیکھ کر ہنرمندوں کی عقل دنگ
ہوتی تھی۔ اور سرنگیں وہ لگائیں جنکے اڑنے سے زمین کے ٹکڑے ہوتے تھے۔ یہ مورچہ سوا
دریا کی طرف کے قلعہ کے پاس گیا اور پھر قلعہ پہاڑ کی طرف سے مورچہ اور قلعہ کی ایک دیوار
گر گئی جس میں سے محاصرین نے قلعہ کے اندر جانے کا ارادہ کیا مگر محصورین نے بچا لیا
[illegible] ایک سات محاصرین کو قتل کیا اور صدر جہاں بھی توپوں سے آدھا اُڑا دیا گیا

صبح کو کارگیروں نے سودیجہ رواں کی حرکت کی اور ازسرِنو حملہ کا ارادہ کیا جب اہلِ قلعہ نے دیکھا کہ بادشاہ کسی طرح قلعہ کو بغیر فتح کئے نہیں چھوڑے گا تو اونہوں نے جان کی امان مانگ اپنے تئیں حوالہ کر دیا۔ اور بادشاہ نے بھی رومی خاں کے کہنے سے اونکو جان کی امان دیدی مگر سوید بیگ مدری نے دشمن کے تین سو گولہ اندازوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور جھوٹ موٹ کہدیا کہ یہ بادشاہ کے حکم کے موافق کام کیا ہے۔ رومی خاں نے بادشاہ سے اس سنگدلی کی شکایت کی جبہر بادشاہ نے سوید بیگ کو بڑی لعنت ملامت کی۔ بادشاہ نے رومی خاں سے پوچھا کہ یہ قلعہ کس امیر کو دیا جاسکے یہاں وہ تیرے ساتھ کام کرے تو اوسنے کہا کہ ان امیروں میں سے تو کوئی اس قلعہ کے لائق میں نہیں دیکھتا۔ بادشاہ نے رومی خاں کو یہ قلعہ حوالہ کیا مگر اس کہنے سے امیر اوسکے ایسے ناراض ہوگئے کہ سب نے متفق ہو کر اوسکو زہر کا پیالہ پلا دیا کہ جسے پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوا۔ اس محاصرہ کا حال جوہر نے واقعات ہمایونی اور طبقات اکبری اور اکبرنامہ اور تاریخ فرشتہ میں اور منتخبات اللباب خافی خاں میں ایسا مختلف لکھا ہے کہ اونمیں مطابقت کرنی دشوار ہے +

ہمایوں کو چنار کی تسخیر میں چھ مہینے لگے شیر خاں کو یہ فرصت کا وقت خوب ہاتھ لگا کہ اپنے کام کرنے کے لئے مل گیا اوسنے بنگالہ کو لے لیا اور گوڑ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ کبھی وہ خود اور کبھی اوس کا بیٹا جلال خان اور کبھی اوس کا سپہ سالار خواص خان لشکر سے کام لیتا۔ ہمایوں چنار کو فتح کر کے بنارس میں آیا۔ یہاں اوس کو معلوم ہوا کہ گوڑ کا محاصرہ کر رہا ہے اور کل مملکت پر وہ قابض ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے بنگال میں جا کر شیر خاں کی ترقی کو روکنا چاہا وہ دریا سون کے کنارہ پر پہونچا جہاں اسکو یہ معلوم ہوا کہ شیر خاں نے گوڑ کو لے لیا۔

بہت مہینوں تک شہر گوڑ کا محاصرہ رہا تو وہاں قحط پڑا۔ سید محمود شاہ بادشاہ گوڑ نے دیکھا کہ اب شہر کے بچنے کی امید دشمنوں سے کچھ نہیں ہے تو ایک کشتی میں سوار ہوکر حاجی پور آیا اور تعاقب شیر خاں کے لشکر نے کیا۔ اور اوسکے متعلقین پریشان کئے اور

بنگالہ میں شیر خاں کا عمل بنارس میں ہمایوں +

اور اسکو جو رنجیدہ کیا تو محمود شاہ بادشاہ بنگالہ نے بادشاہ ہمایوں کی خدمت میں استغاثہ کرنے کا قصد کیا شیر خاں نے گوڑ کو فتح کرکے ملک بنگال اور بہار کے بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا سید محمود شاہ کے زخمی ہونے نے اور اوسکے ملک بنگال کے چھوڑنے نے بادشاہ کے ارادہ کو بنگالہ کی تسخیر پر اور زیادہ آمادہ کیا اور اسنے اور زیادہ اوس پر توجہ کی کہ وہ زرخیز ملک بنگالہ شیر شاہ کی حکومت کو جمنے نہ دے اسلئے اوسنے قبل حسین ترکمان کو ایلچی بناکے شیر شاہ پاس یہ فرمان دیکر بھیجا کہ چتر و تخت و خزانے ہمارے پاس بھیجدے اور بنگالہ اور بہار کو خالی کرکے ہمارے بندگان درگاہ کو سپرد کردے۔ اسکے عوض میں قلعہ چنار گڈہ اور جونپور یا کوئی اور جگہ جو اسکو اچھی معلوم ہو جاگیر میں لے لے شیر خاں نے بادشاہ کے اس حکم کو قبول نہیں کیا۔ اور کہا کہ مین نے پانچ سال محنت کرکے بنگالہ کو اپنی تلوار کے زور سے لیا ہے اور اسمیں اکثر میرے سپاہیوں نے جان دی ہے بھلا وہ میں کیسے دے سکتا ہوں۔ قبل حسین چند روز رہکر واپس آیا اور اوسنے یہ کہا کہ شیر خان نے بادشاہ کا حکم نہیں مانا اور وہ گوڑ سے رہتاس اور کوہستانی ملک کو گیا ہے اور شاہی دولت جو اوسکے ہاتھ لگی تھی اپنے ساتھ لے گیا ہے کہ وہ ان پہاڑوں میں اوسکو محفوظ رکھے +

بادشاہ نے جونپور کو اور اوسکی حدود کو ہندو بیگ کو کہ امراء کبار میں سے تھا۔ اور چنار گڈہ کو میر بیگ نیرک کو عنایت کیا کہ وہ اس طرف کے ملک میں انتظام کریں اور خود اوسنے لشکر کو بحر و بر کی راہ سے جنبش دی۔ آرہ اور دیناپور کے درمیان ایک قصبہ مونیر ہے جو گنگا اور سون کے ملنے کے مقام سے قریب ہے وہاں سید محمود شاہ معزول بادشاہ بنگال جسکے زخم ہرے تھے بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اسکو تسلی دی کہ میں تیرا ملک تجھکو جلد دلائے دیتا ہوں۔ جب بادشاہ پٹنے میں پہنچا تو دولت خواہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ موسم برسات سر پر ہے اگر حضور بنگالہ پر حملہ کرنے کو اس موسم کے آخر ہونے تک ملتوی کریں تو ... [illegible]

قریب تر ہوگا بنگال میں اس موسم میں لشکر کو چلنا نہایت دشوار ہے اور سپاہ کا وہاں جانا ویران اور تباہ کرتا ہے لیکن والی بنگالہ کو اپنی اغراض پر نظر تھی اوسنے بادشاہ سے یہ عرض کیا کہ بنگالہ میں شیر شاہ کے ابھی قدم نہیں جمے ہیں اوسکے سر پر جلد چڑھنے سے اوسکا استیصال سہل ہوگا۔ وہاں سب طرح کا سامان رسد لشکر کیلئے موجود ہے بادشاہ نے اس ستم رسیدہ کی خاطرداری اور صلاح کی معقولیت پر خیال کرکے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ بادشاہ کو اس مہم کا شوق اس سبب سے بھی تھا کہ جیسا ایک بڑا ملک ہاتھ سے گیا ہے ایسا ہی دوسرا ملک ہاتھ آئیگا تو نقصان کا معاوضہ فائدہ سے ہو جائیگا +

جب شیر خان نے سنا کہ بادشاہ کا لشکر آتا ہے تو اوسنے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہ کی اس فوج عظیم سے اس سال نہ لڑئے اور برسات میں اوسکو حیران کیجے اسلئے وہ خود تو جھار کھنڈ کو چلا گیا کہ جب بادشاہ کا لشکر بنگالہ میں آئے تو خود اس راہ سے بہار میں جائے اور وہاں شورش اور فساد مچائے اور مال بنگالہ جو اوس کے پاس ہے اوسکو کسی امن میں پہنچائے اپنے بیٹے جلال خان اور اپنے سپہ سالار خواص خان کو گڑھی ترائی (تلیا گڑھی) کی قریب مقرر کیا اور کہدیا کہ جب لشکر شاہی یہاں پاس آ جائے اور میں شیر پور میں پہنچوں تو تم ایلغار کرکے میرے پاس چلے آنا اور جنگ کے اقدام پر دلیری نہ کرنا۔ بادشاہ نے مغل امیروں سے ابراہیم بیگ چابوق اور جہانگیر قلی بیگ و بیرم بیگ و نہال بیگ و روشن بیگ و مرگ علی بیگ و بجکہ بہادر اور ایک جماعت کثیر پانچ چھہ ہزار سپاہ کو روانہ کیا جب لشکر شاہی نواحی گڑھی میں پہنچا تو جلال خان باپ کے حکم کے برخلاف فوج کو آراستہ کرکے لشکر شاہی پر چڑھ آیا۔ ابھی لشکر نے کمر بھی سیدھی نہیں کی تھی کہ اوسپر یہ آفت آئی اوس سے نہ جنگ کا انتظام ہو سکا نہ ترتیب افواج قائم ہوئی لشکر مخالف بہت تھا۔ یہاں سپاہ کا قصد جنگ تھا۔ جلال خان نے جھنڈ لشکر اس طرح لڑایا کہ دشمن کے لشکر کا منہ پھیر دیا مگر فوج شاہی جیسی ترتیب سے لڑنی تھی ویسی نہ لڑی اوسکو کمک نے پہنچی اور حسب دلخواہ کام نہ بنا اور لشکر شاہی کو شکست ہوئی [illegible]

شہید ہوئے جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو خود اونے سرعت کے ساتھ بھونت کی بیاہ میں
جہلکام میں کشتی جو بادشاہ کی خاص سواری کی تہی ڈوب گئی۔ یہاں بادشاہ سے امراء
شکست یافتہ آن ملے لشکر سفر کر رہا تہا کہ کئی گھنٹے بارش ہوئی۔ خیمے ڈیرے وسرا پردے
سب کھڑے تھے کہ بادشاہ نے حاجی محمد بیگ کو بہیجا کہ گڈھی کی خبر لائے کہ جلال خاں کہاں
ہے۔ حاجی محمد جا کر وہاں سے خبر لایا کہ جلال خاں گڈھی میں ہے شیر خاں نے اوسے لکھا ہے
کہ میں نے مال اسباب رہتاس میں پہنچا دیا ہے تو جہارکھنڈ (جھرکھنڈ) کی راہ سے میرے پاس چلا آ
جب بادشاہ بنگالہ پہ بسلط ہو گا تو جو تدبیر کرنی ہو گی وہ کی جائے گی جب جلال خاں کو
شیر خاں کی رہتاس میں پہنچنے کی خبر پہونچی تو وہ رات کو باپ پاس چلا گیا اور اسکی خبر
بادشاہ پاس آ گئی کہ اب گڈھی میں جلال خاں نہیں ہے۔ بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ سنگ راہ
خود بخود کیوں اٹھ گیا۔ جتنے بنگالہ کا رستہ صاف ہو گیا۔ یہ گڈھی بہار اور بنگالہ کے درمیان
بنگالہ کا دروازہ گنا جاتا ہے۔ اسی لئے جلال خاں نے پندرہ ہزار سپاہ روکا تھا کہ بادشاہ کو
بنگالہ کے اندر نہ جانے دے اور شیر خاں کو اتنی فرصت ملجائے کہ وہ بنگال کی غنیمت کو
رہتاس میں لیجائے جب رہتاس شیر خاں کے ہاتھ لگا تو جلال خان اُس پاس چلا گیا اور شیر خاں
کو اپنے منصوبوں کے موافق کھلے ہوئے ملکوں کے بندوبست کا موقع مل گیا۔ اب بادشاہ
بنگال میں داخل ہوا اور گوڑ پہ بغیر مقابلہ اور مقاتلہ کے اسکا قبضہ ہو گیا۔ افغانوں کے ظلم سے
ملک بنگالہ خراب خستہ و پریشان حال ہو گیا تھا۔ گوڑ میں ہر طرف مردے پڑے ہوئے
تھے اور کوچے بازاروں میں اونکی بدبو پھیل رہی تھی۔ بادشاہ کے یہاں آنے سے یہہ
تباہی و بدبو اور بربادی کی نشانیاں معدوم ہوئیں سارے صوبہ بنگال پر ایک سال میں ۹۴۵ھ میں
بادشاہ کا بالکل قبضہ ہو گیا اوسنے اپنے بھائی مرزا ہندال کو ترہت اور پورنیہ کو جاگیر میں دیا
اور حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی جاگیر میں جا کر لائق سامان بنگالہ کے اس طرف بہیجے لائے۔
بادشاہ کو ملک بنگال کی شادابی اور آب و ہوا ایسی خوش معلوم ہوئی کہ گوڑ کا نام
جنت آباد رکھا اور یہاں جب عیش و عشرت میں لگا ایک عرصہ تک بادشاہ کی صحت اچھی

بادشاہ کا بنگال میں داخل ہونا اور گوڑ میں [illegible] + [illegible] + [illegible]

نہیں دیکھی محل میں خلوت میں پڑا رہا فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا اسلئے اس وسیع ملک کا انتظام کیا رعیت کی خبرگیری کی امرا نے بہی اپنے بادشاہ کی عیش اڑانے میں تقلید کی۔ اب کوئی لکھتا ہی کہ اس حال میں بادشاہ بنگالہ میں نو مہینے رہا۔ کوئی لکھتا ہے کہ وہ گور میں تین مہینے رہا کوئی چھہ مہینے لکھتا ہے۔ غرض خواہ کچھہ ہی عرصہ ہو نہ اوس کو نہ اوسکے امرا کو حال کا فکر نہ آئندہ کا تردد ہوا۔ اس زمانہ میں مرزا ہندال نے اہل نفاق سے اتفاق کیکے اور ارباب فتنہ کے تباہ اندیشیوں کو دل میں جگہ دیکے بادشاہ کی اجازت بغیر عین برسات کے موسم میں دار الخلافہ آگرہ کی راہ لی۔ یہاں وہ چند روز میں آگیا شور و فساد برپا کیا اور خود شہریار بننے کا ارادہ کیا۔ ہر چند بادشاہ نے اوسکو نصیحت نامے لکھے مگر وہ کچھہ سودمند نہ ہوئے اسوقت بادشاہ پاس کوئی نئی کمک آتی نہ کوئی رسد پہونچی۔ پہلے جو خبریں کچھہ آتی تہیں اب وہ بہی آنی بند ہوگئیں اگر ساری ملک کی بربادی کی خبریں بادشاہ کے کان میں پہنچتیں تو ضرور وہ ہوشیار ہوکر تدابیر ملکی کرتا مگر جو لوگ اسوقت اوسکے ساتھہ تہے وہ ایسی متوحش خبروں کو اس تک نہیں پہنچنے دیتے تہے کہ اوسکے عیش کو تلخ کریں +

مگر ایک خبر متوحش ایسی متواتر بادشاہ کے ہمراہیوں پاس پہنچی کہ وہ اوسکو کسی طرح چھپا ہی نہیں سکتے تہے بادشاہ جن راہوں سے اس ملک میں گیا تہا انہیں پر شیر خاں قابض نہیں ہوا بلکہ کل ملک پر جس میں بادشاہ گیا تہا۔ وہ بادشاہ کے جانے کی راہوں میں سد راہ نہیں ہوا۔ بادشاہ کو جنوب بنگال میں اوسنے داخل ہونے دیا اور وہ پہاڑوں کی راہ سے دوسری طرف سے بہار میں داخل ہوا اور پہاڑوں کے شمال میں اوسنے اپنا لشکر پہیلا دیا جو اوسکے زور کا مرکز تہا۔ وہ کل صوبے بہار کا مالک ہوگیا۔ اور اوسنے وہ تمام راہیں بند کردیں کہ جنسے بادشاہ کو بہاں کی کمک پہنچ سکے یا کوئی اس پاس بنگال جا سکے اس طرح اوسنے اپنی ملک [illegible] کو اپنے ساتھہ [illegible] سلسلہ رسائل [illegible]

بنارس کا محاصرہ کیا اور تہوڑے دنوں میں اوسنے تسخیر کر لیا اور یہاں کے حاکم شیر قلی کو
قتل کیا۔ وہانسے جونپور گیا۔ یہاں ہندو بیگ کے مرنے کے بعد بابا بیگ جلائر کو بادشاہ
نے حاکم مقرر کیا تہا اوسنے اپنے مقام کو استحکام دیا تہا۔ یوسف بیگ پسر ابراہیم بیگ چابوق
اودہ سے اس ارادہ سے آتا تہا کہ بنگالہ میں بادشاہ پاس جائے وہ ہمیشہ اطراف و جوانب
میں قراولی بہیجتا تہا اور نبرد اور پیکار کا طالب گار رہتا تہا۔ جلال خاں یہ خبر سنکر دو تین ہزار
آدمیوں سے ایلغار کر کے اُس پاس آ پہنچا۔ یوسف بیگ لشکر کے سپاہی کو دیکہہ مستعد جنگ ہوا
ہر چند ہمراہیوں نے سمجہایا کہ ہم تہوڑے ہیں اور مخالف بہت ہیں مگر اوسنے کچہہ نہ سُنا اور
لڑا اور جو ہنر کی نواح میں مردانہ وار شربت شہادت پیا۔ مخالفوں نے دوسرے روز آن کر
جونپور کو گھیرا۔ بابا بیگ جلائر نے نگاہبانی میں داد مردانگی و کاردانی دی اور مرزاؤں سے
اور امیروں کو حقیقت احوال لکہا۔ اور بادشاہ پاس عرایض متواتر بہیجیں میر فقیر علی دہلی
دارالخلافہ آگرہ میں آیا اور اوسنے مرزا ہندال کو نصایح ارجمند کر کے جمنا پار بہیجا اور محمد بخشی کو
سمجہایا کہ میرزا کی مدد کیلئے جلد جونپور اسکو بہیجا دے۔ میر فقیر علی آگرہ سے کالپی گیا اور یہاں
ناصر مرزا کو سمجہایا کہ وہ لشکر کو تیار کرے اور آگرہ کی حدود پر مرزا سے متفق ہو کر جلد جونپور
روانہ ہوں۔ اسی زمانہ میں خسرو بیگ کوکلتاش و حاجی محمد بابا قشقہ و زاہد بیگ و میرزا نظر
اور اور جماعت امرا یہ سب اپنی ناہنجاری اور شورانگیزی کے سبب سے بنگالہ سے بھاگ کر قنوج میں
مرزا نورالدین محمد جہانگیر پاس آئے۔ اس مرزا نے ان امرا کے آنے کا حال مرزا ہندال کو لکہا
اور اوسنے انکی استمالت کی استدعا کی۔ مرزا ہندال نے الطاف نامی اُن پاس اپنے ایک معتمد
محمد غازی توغبائی کے ہاتہہ بہیجے اور یادگار ناصر مرزا اور میر فقیر علی کو بہی ان امرا کے
نام لکہہ بہیجے۔ مرزا نورالدین جہانگیر پاس ابہی مرزا ہندال کا جواب نہیں آیا تہا کہ وہ کول گئے
جو مرزا زاہد بیگ کے سر جب میں تہے آئے۔ مرزا ہندال کے فرستادہ کو جب کول میں ان کے آنے کی
خبر ہوئی تو یہاں وہ اُن پاس پہنچا۔ ان نمک حراموں نے صاف صاف کہدیا کہ اب ہم بادشاہ کی
اطاعت نہیں کرینگے۔ اگر مرزا ہندال جیسا کہ انکا خیال ہے اپنے نام کا خطبہ پڑہوائے

جونپور پر جلال خاں کا مارا جانا +

ہم اوسکی ملازمت کرنے کو تیار ہیں اور نہیں تو ہم مرزا کامران پاس جاتے ہیں فی الحال کاری
کام روائی خوب ہوجائے گی محمد غازی توغبائی نے آکر مرزا ہندال کو یہ پیغام مخفی پہنچایا
اور کہا کہ دو کاموں میں سے ایک کام کرنا ناگزیر ہے کہ کیا اپنے نام کا خطبہ پڑھوائے اور
اور ان امرا کو بلوا کر اونپر نوازش فرمائے یا کسی بہانہ سے اونکو بلا کر قید فرمائیے مرزا ہندال
کو اپنے تئیں بادشاہ بنانے کا خیال ہمیشہ تھا اوسنے امرا کے پیغام کو مغتنمات سے شمار کیا
اور اونکو بلا کر لطف و کرم کے وعدہ کئے اور آپ بادشاہ بننے کا ارادہ مصمم کیا جب بادشاہ
کو بنارس اور جونپور اور اوسکی حدود کے تفرقہ کا اور مرزا ہندال کی بغاوت کا حال
معلوم ہوا تو شیخ بہلول کو بنگالہ سے رخصت کیا کہ وہ دارالخلافہ میں بہت جلد اپنے تئیں
پہنچائے اور مفسدوں کو خستہ کرکے خیالات فاسدہ سے باز رکھے اور افغانوں کے
استیصال کے لئے اونکو یکدل و یک زبان بنائے شیخ صاحب ہندوستان کے اعیان مشایخ
میں سے تھے اور بادشاہ اونکا معتقد تھا شیخ اس وقت آگرہ میں پہنچا کہ امرا نادرست اندیشی
اور ناسودمند فکر کرکے مرزا ہندال کو بہکا کر بادشاہ بناتے تھے مرزا ہندال شیخ کے
استیصال کو گیا شیخ نے دولت خواہانہ باتیں اوسکو سمجھائیں اور مرزا کو بادشاہ کی خدمت
پر ثابت قدم کیا۔ دوسرے روز محمد بخشی کو بلایا کہ لشکر کے لئے جو کچھہ سامان چاہیے اوسکا
سرانجام کرے۔ زر و اشتر و اسب و اسلحہ جنگ کا سامان کرے۔ محمد بخشی نے یہ معذرت کی
کہ خزانہ تو ہے نہیں کہ سپاہ کو دیا جائے مگر اسباب و اجناس بہت ہیں سب حسب دلخواہ
سرانجام کرتا ہوں۔ اس بات پر چار پانچ روز نہ گذرے تھے کہ مرزا نورالدین محمد قنوج
سے ایلغار کرکے آیا اوسکے آنے سے اس ارادہ میں کہ امرا نے ملکر کیا تھا بڑی تقویت
ہوئی مرزا ہندال نے دوسری دفعہ محمد غازی توغبائی کو امرا کے پاس بھیجا امرا نے
جو پہلے کہا تھا وہی کہا اور اوس پر یہہ اور اضافہ کیا کہ شیخ بہلول کو جو بادشاہ کا
فرستادہ ہے اور ہمارے کاموں کی صلاح کو بگاڑتا ہے مرزا ہندال علانیہ قتل کروا لے
تاکہ ہم سب کو یقین ہوجائے کہ وہ بادشاہ سے یکسو ہو گیا اور امرا نے ہماری بات مان لیا

تو ہم خاطر جمع سے اوسکی ملازمت کریں سفر اور لشکر کا سامان شیخ درست کر رہا تھا کہ مرزا نور الدین محمد نے شیخ کو اوسکے گھر سے پکڑوا کر در باغ چہار باغ میں گردن اڑوا دی اور مرزا ہندال کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور آگے کوچ کیا۔ ہرچند مرزا ہندال کی ماں غنچہ بیگم اور اور بیگموں نے سمجھایا کہ یہ تو کیا کرتا ہے گھر میں آگ لگاتا ہے مگر اصلا فائدہ نہ ہوا ؎

باد است نصیحت کساں در گوشم　اما باد یکہ آتشم تیز کند

جب مرزا اپنے نام کا خطبہ پڑھوا کے اپنی ماں کے پاس گیا تو وہ ماتمی لباس پہنے ہوئے تھی۔ مرزا نے ماں سے کہا کہ ایسی شادمانی میں یہ ماتمی لباس کیوں پہنا ہے۔ دوراندیش ماں نے کہا کہ تیرے ماتم میں یہ لباس پہنا ہے تو خردسال ہے فتنہ سازوں اور نا عاقبت اندیشوں کی باتوں میں آکر راہ صواب سے گمراہ ہوا ہے اور اپنے تئیں ہلاک کرنے پر کمر باندھی ہے۔ محمد بخشی نے آنکر کہا کہ آپ نے شیخ کو مارا اب میرے مارنے میں کیوں توقف کرتے ہیں۔ مرزا نے اوسکی استمالت کی اور ہمراہ لیا۔ میر فقیر علی اور یادگار ناصر مرزا اس ناگوار قضیہ کو سنکر گوالیار کی راہ سے ایلغار کرکے دار الملک دہلی میں آئے اور شہر کے استحکام اور قلعہ داری کے اہتمام میں لگے۔ مرزا ہندال فیروز آباد کے نزدیک حمید پور میں تھا کہ اوسکو خبر لگی کہ یادگار ناصر مرزا اور فقیر علی نے دہلی کی جانب ایلغار کیا۔ مرزا اور امرا نے مشورہ کرکے دہلی پر متصرف ہونے کا ارادہ کیا۔ کوچ پر کوچ کرکے دہلی کا محاصرہ کیا۔ یادگار ناصر مرزا اور فقیر علی نے قلعہ داری ... ... چست کی۔ مرزا کامراں کو صورت واقعہ لکھ کر التماس کی کہ فتنہ و فساد دور کرنے کے لئے دہلی تشریف لائیے۔ مرزا کامراں فوراً دہلی کی طرف دوڑا جب وہ قصبہ سنیت میں آیا تو مرزا ہندال نے اپنا کام ناتمام چھوڑ کر دار الخلافہ آگرہ میں مراجعت کی۔ مرزا کامراں جب دہلی کے قریب آیا تو اوسکے ملاقات کرنے میر فقیر علی گیا۔ یادگار ناصر مرزا بدستور سابق قلعہ کے استحکام میں مشغول رہا۔ میر فقیر علی نے مرزا کامراں کو مقدمات ہوش افزا سمجھائے کہ دہلی میں یادگار ناصر مرزا ہے اگر اوس پر آپ حملہ کیجئے گا تو وہ ہمایوں کی طرف اوسکی حفاظت کریگا۔ اچھا یہ ہے کہ آپ مرزا ہندال کے پیچھے آگرہ کی طرف جائیے کہ وہ

وہاں قلعہ نہ پائے اور آگرہ پر تصرف کیجئے جب آپ پاس آگرہ ہوگا تو دہلی خود بخود آپ کے ہاتھ
لگ جائیگی ناصر مرزا اوسکے حوالہ کرنے میں کوئی حیلہ نہ کریگا مرزا کامران مسلح سپاہ لیکے
آگرہ روانہ ہوا۔ ناصر یادگار مرزا کو اپنے قلعہ داری کے استحکام کے لیے فرصت ملی۔ مرزا
کامران آگرہ کے قریب پہنچا تو مرزا ہندال نے دیکھا کہ میں بھائی کی ٹکر کا نہیں ہوں تو
وہ الور کو جو میوات کا دارالحکومت تھا پانچ ہزار سوار لیکر چلا گیا۔ مرزا کامران آگرہ میں آیا
تو اوسنے اغاچہ بیگم والدہ مرزا ہندال سے درخواست کرکے مرزا ہندال کو آگرہ میں بلوایا
وہ الور سے آیا دونو بھائیوں میں ملاقات اچھی طرح ہوئی۔ اور امرا فتنہ انگیز کو بلا کر قصور معاف
کیا اور مرزاؤں اور امیروں نے اتفاق کرکے جمنا سے عبور کیا کہ شیر خاں کے فتنے
کو دور کریں مرزا کامران خود کوتاہ اندیش تھا اور امرا جو بھاگ گئے تھے اوسکے ہمراہ
تھے وہ ایسے فتنہ پرداز تھے کہ انہوں نے اوسکو ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ بھائیوں میں اور
زیادہ نفاق بڑھا انہوں نے اوسکو یقین دلایا کہ شیر خاں دشمن کو تباہ کرنا اور ہمایوں کو مصیبت سے
بچانا اپنے پانوں میں کلہاڑی مارنی ہے۔ ہمایوں کے سامنے انکا چراغ نہیں روشن ہوگا۔
مگر جب اسکا چراغ گل ہو جائیگا تو پھر شیر خاں سے سمجھنا کیا بڑی بات ہے غرض کامران جو
آہستہ آہستہ شیر خاں کی طرف کوچ کر رہا تھا اوسکو اوسنے موقوف کیا اور یہ صلاح ٹھیری
کہ اولٹے چلیے اور تمام ذخیروں اور اسباب جنگ کو محفوظ رکھیے کہ لشکر اپنے گھر آرام سے
پہونچ جائے اور نئی جنگ کا سامان اس پاس موجود ہے اگر بادشاہ ہمایوں کو شیر خاں
نے شکست دی تو اوس سے مقابلہ کے لیے ہم تیار ہیں اور اگر شیر خان کو شکست ہو تو بادشاہ سے
ہم مسلح ہو کر مصالحت جن شرطوں پر چاہیں گے نصیر الدین غرض برسات کی ابتدا میں مرزا کامران اثنا
آگرہ میں چلا آیا اور ہمایوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ بادشاہ اور اوسکے اولیاے دولت جنکو
اس ملک میں جاگیریں ملی تھیں عیش و عشرت کے سامان کے مہیا کرنے میں مصروف تھے
غفلت کا جھنڈا اونکا ہوا تھا۔ ارکان سلطنت انتظام ملکی کی طرف کم مصروف تھے
فتنہ خوابیدہ اپنی آنکھیں کو کھول رہا تھا۔ ایسی خبریں گرم تھیں کہ بادشاہ کے لشکر میں

پہونچتی نہ تھیں مگر بادشاہ کے کسی مقرب کو بہت باتوں میں سے کوئی بات معلوم ہوتی تھی تو اوسکا مقدور نہ تھا کہ بادشاہ سے کہتا۔ یہ خوف تھا کہ کسی چیز نا ملایم سے بادشاہ کا عیش منغص ہو۔ مگر دولت خواہ حقیقی بھی موجود تھے جنکی نظر اپنی غرض پر نہیں ہوتی بلکہ بادشاہ کی بہبود پر ہوتی ہے اونہوں نے سارا حال بادشاہ کو سنایا۔ بادشاہ نے سُنکر بنگالہ سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اسوقت برسات سے ساری زمین سیلاب ہو رہی تہی اور دریاؤں میں طوفان آرہا تھا مگر صلاح وقت اسکی مقتضی ہوئی کہ مراجعت کیجئے۔ ملک بنگالہ مرزا زاہد بیگ کو حوالہ کرنے کے لئے کہا تو اوسنے کہا کہ بنگالہ کے سوا میرے مارنے کے لئے کوئی اور جگہ نہ تہی اس جواب پر بادشاہ بہت خفا ہوا اور فرمایا کہ اس مردک کو مارنا چاہیئے وہ مجلس سے اوٹھکر باہر گیا۔ زاہد بیگ کی بیوی ہمایوں کی لاڈلی بیوی ہگیہ بیگم کی بہن تھی اس بیگم نے بادشاہ سے ہر چند منت سماجت کی کہ بادشاہ اسکا قصور معاف کر دے مگر جب بادشاہ نے نہیں مانا تو زاہد بیگ بھاگ کر مرزا ہندال پاس چلا آیا اور اوسکو باغی بنایا۔ بادشاہ نے جہانگیر قلی کو بنگالہ حوالہ کیا اور لشکر اور بعض امرا اوسکے ماتحت مقرر کئے۔

جب بادشاہ بنگالہ سے چلا تو اوسنے خانخاناں لودی کو آگے بہیجا کہ وہ مونگیر میں جبتک ٹھہرے کہ لشکر وہاں پہونچے۔ وہ مونگیر میں آنکر مقیم ہوا۔ بادشاہ مونگیر کو آتا تہا کہ اوسنے سُنا کہ شیر خاں کا سپہ سالار خواص خاں ایلغار کر کے مونگیر میں آیا اور اوسکے دروازوں کو آگ سے جلادیا اور خانخاناں کو قید کر کے شیر خاں پاس بہجوا دیا۔ بادشاہ اس خبر کے سننے سے متردد ہوا اس سے ہمایوں کی اور خطرناک حالت ہوگئی۔ بنگال اور بہار کو جو آب نا جدا کرتے ہیں اُنسے گذرنا اور بھی مشکل تھا۔ سپاہ کو کیچڑ پانی میں سفر کرنا پڑتا تھا بہت اسباب اُسکے ساتھ نہیں چل سکتے تھے گھوڑے مرے جاتے تھے سپاہ میں بیماری نے آفت مچا رکھی تھی ہمایوں نے مرزا عسکری کو بلایا جسکی سپاہ سارے لشکر میں کارگزار بھی جاتی تھی اوس سے بادشاہ نے کہا کہ تو مجھے ان آفتوں سے بچا میں تجھے چار چیزیں دونگا جو تو مانگے گا۔ مرزا عسکری نے امرا کو بلا کر پوچھا کہ بادشاہ نے یہ کہا ہے تم سے کونسی چار چیزیں مانگوں۔

ہمایوں کی بنگالہ سے مراجعت

یروں نے کہا کہ آپ کونسی چیزیں اوس سے مانگنی چاہتے ہیں اوسنے کہا کہ میرا ارادہ ہے
بادشاہ سے روپیہ و احباس اور اسباب قماش بنگالہ و چند باتریں و چند نفر خواجہ سرا
نگوں اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا عسکری کیسا کوتہ اندیش اور نفس پرور تھا امرا نے
سنکر بڑا تعجب کیا تو مرزا نے اونکا تعجب دیکھہ کر کہا کہ اب تم بتاؤ کہ کیا مانگوں تو انہوں نے
ہا کہ یہ وقت شیر خاں سے مقابلہ و مجادلہ کرنے کا اور جاں نثاری اور سپاہ گری کا ہے
دشاہ سے بہادر سپاہی دلاور جاں نثار و مردان کار اور سپاہ کی تنخواہ کے اضافے اور
فسروں کے لئے بڑے درجے مانگنے چاہئیں اور عرض کرنا چاہئے کہ حضور مجھے اس مہم
پر سپرد فرمائیں میں جانوں اور شیر خاں مرزا عسکری نے امرا کی رائے کو پسند کیا اور اسکو بادشاہ سے
عرض کیا۔ بادشاہ نے روپیہ بہت عنایت کیا اور چند امرا نامی کو اوسکی خدمت میں بھیجا
شیر خاں سے لڑیں اور حکم دیا کہ مرزا عسکری چند منزل گڑھی سے آگے بڑھ کر کہل گرام
میں میرے آنے تک قیام کرے اور شیر خاں کی جو خبر اسکو معلوم ہو اوس سے مجھے مطلع کرے
جب مرزا عسکری کہل گرام میں آیا تو معلوم ہوا کہ شیر خاں نے جونپور اور چنار کا محاصرہ
کر رکھا ہے اور قنوج تک ملک کو تسخیر کر لیا ہے اور ایسا مطلق العنان ہو گیا ہے کہ
اپنے تئیں بادشاہ شیر شاہ بنایا ہے اور اب وہ رہتاس میں سپاہ جمع کر رہا ہے۔ بادشاہ گنگا کے
بائیں کنارہ پر سفر کر کے منگیر میں آیا۔ یہاں مرزا عسکری سے جو پہلے چلا تھا ملا۔ محمد زماں میرزا نے
تحقیق خبر بادشاہ پاس بھیجی کہ شیر خاں دور نہیں ہے۔ وہ بادشاہ کے لشکر کی خبر فوراً مخفی
دریافت کرتا ہے۔ اگر بادشاہ گنگ کے کسی کنارہ پر چلا جاتا تو وہ راہ میں بہت سی سپاہ اپنی کمک
کے لئے جمع کر لیتا اور اوسکو راہ میں اس قدر خوف و خطر بھی پیش نہ آتے جیسے کہ اس غلطی کے
سبب پیش آئے کہ اوسنے کہا کہ شیر خاں یہ ڈینگ ماریگا کہ بادشاہ نے میرے خوف سے سیدھی
جنوبی راہ کو چھوڑ کر شمال کی راہ اختیار کی اسلئے اوسنے دائیں کنارہ کی طرف عبور کرنے کا قصد
کیا۔ بادشاہ کے بڑے بڑے لایق افسروں نے اوس کو سمجھایا کہ لشکر لڑنے کے لئے تیار نہیں ہے
غنیم کی طرف منہ کرنا اور عرصہ قتال میں استعجال کرنا مصلحت سے دور ہے لشکر کو دریا کے

پاس پہنچا اور ماندہ ہو رہا ہے۔ اس پاس اسباب جنگ موجود نہیں ہے۔ مگر اسکو کنارہ پر پہنچنا چاہئے اور وہاں توقف کرنا چاہئے جب تک دہلی سے سامان جنگ کمک آئے اور برسات ختم ہو جائے۔ مو بیگ نے بادشاہ کی رائے کی تائید کی کہ اگر بادشاہ وہاں پار نہ جائیگا تو شیر خاں اور دلیر ہو جائیگا کہ بادشاہ اوسکی لڑائی کے خوف سے نہیں آتا۔ غرض بادشاہ نے کسی کا کہنا نہ مانا اور وہ پٹنہ سے گذرا اور مونگیر میں جہاں سون اور گنگا ملتی ہیں پہونچا۔

ابتک دشمن گو دور نہ تہا مگر نظر سے غائب تہا۔ اب پیچھے پیچھے اسکا لشکر کثیر نظر آنے لگا۔ بادشاہ نے لشکر کو لڑنے کی تیاری کا حکم دیا۔ سامنے کچھ افغانوں کا لشکر بھی آگیا تھا۔ لشکر نے کوچ کیا دوسرے روز تیر و تفنگ سے لشکروں میں چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ دوسرے روز لشکر سفر کرنیکو تہا کہ خبر آئی کہ افغانوں نے اس کشتی کو پکڑ لیا جسمیں توپ کو ڈھکن بھی۔ اور وہ چنار کی فتح کے کام میں آئی تھی۔ سپاہ دریاے سون پار اتری اور چوتھے روز مخالف سے کچھ چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی بجونسہ میں پہونچی اس مقام کے قریب دریاے کرمناسا دریاے گنگ سے ملتا ہے۔

شیر خاں نے جب سنا کہ مرزاؤں اور بادشاہ کے لشکر نے دار الخلافہ آگرہ کی طرف سفر شروع کیا تو وہ جونپور سے دست بردار ہو کر رہتاس کو چلا گیا۔ اور اوس نے یہ منصوبہ کیا کہ اگر بادشاہ اس سے لڑنے آئیگا تو وہ جنگ سے یکسو ہو کر راہ جھارکھنڈ سے جس سے آیا تھا پھر مراجعت کر کے بنگالہ کا قصد کریگا اور اگر بادشاہ دار الخلافہ کی طرف گیا تو عقب میں آ کر اوسکے اسباب اور رسد کو لوٹیگا اور شبخون مارنے کا موقع ملے گا جب بادشاہ کا لشکر زحمت میں آگیا تو شیر خاں کو بادشاہ کے لشکر کی کمی اور بے سرانجامی معلوم ہوئی تو وہ دلیر ہو گیا۔ اور سپاہ تیار کر کے اوس نے پیشقدمی کی اور بادشاہی لشکر کے نزدیک نزدیک وہ اپنا قابو ڈھونڈھتا تھا اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ غنیم کی نیرنگستانی سے واقف ہوتا۔

بادشاہ کا لشکر بیرون چوسہ میں پہنچا ہے کہ مشرق کی جانب سے بہت گرد و غبار نظر آیا۔ بادشاہ نے اوسکی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ شیر خاں کا لشکر بھاگا بھاگ چلا آتا ہے۔ بادشاہ نے امراء سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہئے تو قاسم حسین خاں نے کہا کہ شیر خاں کا لشکر ہے

اونمیں سے گروہ کی منزل طے کرسکتا یا ہوا سکے کہ [illegible] پھلے دن کی نسبت ہمارے

گھوڑے تازہ دم ہیں اسلئے آج ہی حملہ کرنا چاہیے۔ آگے جو خدا کی مرضی مصرعہ

تا درمیان خواستۂ کردگار چیست + بادشاہ نے منظور کرلیا مگر یدبیگ نے کہا کہ لڑائی

میں اضطراب نہیں چاہیے تساہل چاہیے۔ بادشاہ نے اس لئے کو پسند کیا تو ملا اوس چاہ

کا دل آزردہ ہوا۔ گرم نا سا کا پل بندھا اوسکے پار لشکر شاہی بغیر لڑے اُترا۔ ساتوں رات

شیرخاں نے اپنے تمام لشکر کے گرد خندقیں کھودلیں اور مورچے بنالیئے۔

اب ہمایوں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس پاس سپاہ تھوڑی اور بے سامانی بہت۔

بیماری اور خرابی راہوں کی تکان سے سپاہ بہت ضعیف ہوگئی تھی۔ بہت سی باربرداری کے

جانور مرگئے تھے۔ گھوڑوں کے مرنے سے سوار پیادے ہوگئے۔ دونو لشکروں کے قراولوں

میں لڑائیاں ہوتیں جنمیں بادشاہی لشکر کو غلبہ رہتا۔ اسی حال میں دونو لشکر دو مہینے تک

پڑے رہے اِس حالت میں۔ بادشاہ نے بھائیوں کو خط بہ خوشامد سماجت سے لکھے کہ اے

برادران عزیز اسوقت شیرخاں ہمارا زبردست مخالف ہے۔ ہم سب پر واجب ہے کہ متفق ہوکر

اس شیرخاں کے پنجے سے ملک چھڑائیں۔ دیکھو باپ نے کیا جان کھپا کر یہ ملک لیا ہے

اب ہماری نااتفاقیوں سے وہ مفت ہاتھ سے جاتا ہے۔ خاندان کا نام ونشان مٹا

جاتا ہے۔ اِس بلا سے نجات پاؤ اور پھر مرضی کے موافق ملک کو آپس میں بانٹ لوگر

ان کمبخت بھائیوں نے ایک نہ سنی۔ اُن کے آہنی دلوں میں اِن نصائح کا نقش نہ جما۔

اور اُلٹی یہ سمجھے کہ ہماری فرمانروائی اور شاہی کا سد راہ ہمایوں ہی ہو رہا ہے غرض یہ

بھائی جو ایک اقلیم کو فتح کرسکتے تھے کوتاہ بینی ایسے دوراز کار اندیشے رکھتے کہ اتفاق کی

سعادت سے محروم رہے +

چوسہ میں بادشاہ دو ڈھائی مہینے تک پڑا رہا اور آفتیں جھیلتا رہا۔ شیرخاں نے

اپنی سپاہ کے مورچے ایسی توپوں سے آراستہ کئے تھے کہ بادشاہ اسکے لشکر کو کھلے

میدان میں لڑنے کے لئے نہیں لا سکتا تھا اور نہ دشمن کے سامنے رو برو گنگا کے پار ہوسکتا تھا

چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں جو بادشاہ کو فتحیابی ہوئی وہ کچھ کام نہ آئی وہ دشمنوں کے گھیرے میں پڑا ہوا تھا اور گنگا پار قنوج تک ملک کو افغان تاخت و تاراج کر رہے تھے بھائی جو ہر طرح کی مدد بادشاہ کی کرسکتے تھے اونکا حال اوپر بیان ہوچکا ہے۔ اب ماہ محرم ۹۴۶ھ ۱۵۳۹ء میں یہ ایک بلا آسمانی آئی کہ بارش کی شدت نے کمک اور رسد کی راہ بند کی شیرخاں کے قلعہ کا ایک حصہ بالکل پانی میں ڈوب گیا وہ بلند مقام پر اوپر تین چار کوس چلا گیا اور قلعہ میں سپاہ کا ایک حصہ چھوڑ گیا۔ توپ خانہ اوسکا یہیں ہا لڑائیاں جاری رہیں +

بادشاہ ایسا عاجز ہوا کہ اوسنے مصالحت میں اپنی مصلحت جانی اور ملا محمد برغیز کو جو شیرخان کو جانتا تھا اس پاس بھیجا کہ صلح و آشتی کی گفتگو کرے اس ایلچی نے پہنچکر دیکھا کہ گرمی میں بنا بادشاہ شیرشاہ کدال ہاتھ میں لئے سپاہیوں کے ساتھ خندق کھود رہا ہے بادشاہ کے ایلچی کو دیکھکر اوسنے ہاتھ دہوئے اور زمین پر بیٹھکر ایلچی سے باتیں کیں جب ملا نے بادشاہ کا پیغام دیا تو شیرشاہ نے یہ جواب دیا کہ میری طرف سے ہمایوں سے کہو کہ وہ لڑنا چاہتا ہے مگر اسکا لشکر لڑنا نہیں چاہتا اور میں لڑنا نہیں چاہتا مگر میرا لشکر لڑنا چاہتا ہے۔ مگر اوسنے اپنے مرشد شیخ خلیل کو جو حضرت شیخ فرید شکر گنج کی اولاد میں سے تہا ہمایوں پاس بھیجا کہ شرائط صلح ٹھیرائے +

ان دونو لشکروں میں ایلچیوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور شرائط صلح پر مباحثہ ہوا جنگ ملتوی ہوئی۔ دونو لشکروں میں دوستانہ ملاقاتیں ہوئیں شیرخاں نے اس عرصہ میں اپنے سپہ سالار خواص خاں کو کئی ہزار سوار دیکر چپکے چپکے بھیجا کہ وہ راجہ مہرتہ کو دھمکائے اس راجہ نے بادشاہ کی مدد سواروں اور پیادوں سے کی تھی اور شیرشاہ کی سپاہ کی رسد لوٹی تھی۔ شیرخان نے اس راجہ کو سمجھایا تھا کہ اگر تو کسی طرف نہ بولے گا تو تجھے انعام دیا جائے گا اور اگر بادشاہ کی طرف بولے گا تو انتقام لیا جائیگا۔ راجہ نے خواص خاں کا مقابلہ کیا مگر اوسنے شکست پائی خواص خاں نے اوسکا سر کاٹکر شیرشاہ پاس بھیجدیا +
صلح کا ان شرائط پر فیصلہ ہوا کہ کل ملک بنگال مع بہار میں جو اوسکی جاگیر تھی وہ شیرخاں کو

دی جائے اور وہ ہمایوں کو اپنا بادشاہ مانے اور اپنے ملک میں اوسکے نام کا خطبہ پڑہوا سکے۔ شیرخاں نے جنار کے لیئے بہت تکرار کی بادشاہ نے اس شرط کو بہی گو اوسکو ناگوار تہی مان لیا مورخوں کا ان شرائط کے باب میں اختلاف ہے۔ ابوالفضل نے تو فقط یہ لکہا ہے کہ شیرخان نے روباہ بازی کر کے معتبر آدمیوں کو بادشاہ پاس صلح کے لئے بہیجا۔ طبقات اکبری اور تاریخ بدایونی میں لکہا ہے کہ شرائط صلح یہ تہیں کہ ہمایوں سلامت اپنے گہر جائے۔ شیرخاں پاس بنگال گڈہی تک ہے اور اس بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑہا جائے جو سہرنے یہ شرط لکہی ہے کہ جنار غیرخاں کو دیا جائے گو بادشاہ کو یہ شرط ناگوار خاطر تہی مگر اوسنے مان لی نصائح نامہ میں لکہا ہی کہ بنگال گڈہی تک شیرخاں کو دی جاوے۔ تاریخ فرشتہ میں لکہا ہی کہ بنگال اور بہار شیرخاں کو دیا جائے اور شیرخاں کچہہ خراج دیا کرے۔ ان شرائط پر طرفین سے قسما قسمی ہوگئی۔ اس عہد و پیمان کے بعد دونوں لشکروں نے سفر کرنا شروع کیا۔ شیرشاہ نے کرم ناسا پر پل بنا کے اپنی سپاہ دو تین منزل بنگال میں بہیجدی۔ ہمایوں نے اپنے مورچے اٹہیرڈالے لشکرگاہ میں لشکر پراگندہ ہونے لگا اور اپنے اسباب باندہنے اور کہانے پینے کے سامان کرنے میں مصروف ہوا۔ اور گنگا کنارہ پر کشتیوں کا پل بنانے لگا کہ اپنے گہر اٹہا جائے۔ لشکر میں خوشی کے مارے چہل پہل ہو رہی تہی +

جب شیرشاہ نے دیکہا کہ ہمایوں اور اوسکے سپہ سالاروں نے اپنا پہرہ چوکی موقوف کیا تو اوسکو یقین ہوا کہ یہی وہ وقت ہے جسکا میں منتظر رہتا تہا کہ اسمیں بادشاہ پر حملہ کرنے سے انکا فیصلہ اور خاندان بابری کا خاتمہ ہوجائیگا۔ اوسوقت شیرخاں نے جو عہد و پیمان قرآن اوٹہا کر کئے تہے اونکا کچہہ خیال نہیں کیا یا یہ عہد و پیمان دراصل اسطرح ہوئے ہی نتہے اوسنے اپنی سپاہ کو چہپے چہپے جنبش دی اوسنے اپنی سپاہ کے تین توپ (گروہ) بنائے ایک اپنے پاس رکہا دوسرا اپنے بیٹے جلال خاں کو اور تیسرا اپنے سپہ سالار خواص خاں کو دیا۔ خواص خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی سپاہ کو لیکر بادشاہ کے لشکر کے گرد ہوکے اوسکو دریا کی طرف چلا کے کشتی توڑ دے جو دریا میں ہوں اونکو لے لے اور جو آدمی راہ میں آتے ملیں

لیا کہ صبا کی وقت بالاتفاق بادشاہ کے لشکر پر مختلف مقامات پر حملہ کریں۔ کہتے ہیں
شیخ خلیل نے بادشاہ کو اطلاع دی تھی کہ وہ ہوشیار ہوجائیں سپیر حملہ ہو سکیگا ہے خواص خان
بعد ظہر کی نماز کے قوی لشکر لے کر اوسکے لشکر پر حملہ کرنے کو ہے مگر بادشاہ نے اسکی پروا نہ کی
محمد زماں خاں کا یہ کام تہا کہ رات کو لشکر کی حفاظت کرے مگر اس نے بڑی غفلت
کی لشکر کے عقب میں دریا کی طرف غل شور ہوا تھوڑی دیر بعد تمام لشکرگاہ کی عورتیں اور
باہیر بنگاہ کے آدمی پریشان ہوگئے افغان لشکر میں گھس آئے اور جو سامنے آیا
اُسے قتل کیا کچھ رحم نہیں کیا بہت سے سوتے ہوئے سپاہیوں کو مار کر ایسا سلایا کہ قیامت
ہی کو اُٹھینگے کوئی کہتا ہے کہ ہمایوں اُسوقت سوتا تھا کوئی کہتا ہے کہ قرآن پڑہتا تھا
جب اوسنے یہ حال دیکھا تو فوج کی تیاری کا نقارہ بجوایا تین سو سوار اوسکے پاس آئے
وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہی تہا کہ تردی بیگ کوچ بیگ۔ بابا جلائر آدستے آن ملے
اونکو حکم دیا کہ حاجی بیگم کو جس طرح بنے لاؤ۔ اس حکم کی تعمیل میں اُنکی جان گئی غرض جو وفادار
نوکر بیگم صاحب کو لینے گیا وہ جان سے گیا۔ بہت سی جانیں گئیں مگر بیگم صاحب افغانوں کے
ہاتھوں میں اسیر ہوئیں شیر خاں نے اپنے خواجہ سراؤں اور مسلح سپاہیوں کو حکم دیا کہ بیگم کے
خیمے پر پہرہ دیں اور کسی کو حرم سرا کے گرد نہ آنے دیں۔ افسروں اور مردہ سپاہیوں کی عورتیں
اس مامن میں چلی آئیں۔ جب ہمایوں اپنی سپاہ جمع کر رہا تھا تو دشمنوں کے کچھ سپاہیوں نے
ایک ہاتھی کو ہمایوں کے اوپر پیلا۔ ہمایوں نے اپنے ملازم سے نیزہ لیکر ہاتھی کے مستک پر ایسا
مارا کہ وہ اوسکے اندر ایسا گھس گیا کہ پھر کھینچنے سے بھی نہ نکلا۔ بادشاہ نے نیزہ کو چھوڑ دیا ایک تیر انداز
نے ہاتھی کے ہودہ پر سے بادشاہ کے بھی تیر ایسا مارا کہ بازو زخمی ہوا۔ زخمی ہوکر بادشاہ پھرا
اور اوسنے اپنے پاس والوں کو پکارا کہ حملہ کرنے میں شریک ہوں مگر اوسنے کچھ نہ سُنا اور یہ کہا
کہ دسترخوان اوٹھ گیا پھر کھانے کا انتظار کیوں کیا جائے۔ یہ وقت درنگ کرنیکا نہیں ہے
بادشاہ نے تو لڑنے مرنے کا قصد کیا مگر امرا اوسکے گھوڑے کی باگ موڑ کر دریا کی طرف
کشاں کشاں لے گئے ؎ چو بینی کہ یاران نہ باشند یار + ہزیمت ز میداں غنیمت شمار

ہمایوں کی فوج کا قتل ۹۴۶ھ

جب بادشاہ پل پر آیا تو اوسے شکستہ پایا اوس وقت میر جان کا اندیشہ تھا اوس نے
دریا میں ڈالدیا۔ مگر گھوڑا ران کے تلے سے نکل گیا۔ بادشاہ بھی ڈبکیاں کھانے لگا
دشاہ کا ہشتی مشک کے اندر ہوا بھر کر تیرتا جاتا تھا وہ بادشاہ کا خضر راہ بنا۔ اوسنے بادشاہ
شک پر بٹھا کر دریا پار اوتار دیا۔ دریا پر اوتر کر بادشاہ نے سقہ سے پوچھا کہ تیرا نام کیا
، تو اوسنے کہا کہ نظام تو بادشاہ نے فرمایا کہ تو نظام اولیا ہے۔ اور اوس سے وعدہ فرمایا
لرمیں بسلامت تخت سلطنت پر بیٹھونگا تو دو پہر کی بادشاہی تجھکو دونگا جب بادشاہ
یہ نوبت ہوئی تو لشکر کا کیا ذکر ہے جسکے جدہر سینگ سمایا اودہر چلا گیا۔ بہت سے
اہی مارے گئے۔ کچھ کیچڑ میں پھنس پھنس کر دریا کی دلدل سے چھوٹے۔ کچھ دریا میں
نہنگ کے اجل ہوئے آٹھ ہزار سپاہی اور بڑے بڑے افسر بابر کے زمانہ کے مرزا محمد زماں
محمد میر علی۔ مولانا قاسم علی صدر مولانا جلال ٹٹوی اور بہت سے اور امرا بحر فنا میں
ہوئے یہ واقعہ ۹ صفر ۹۴۶ھ مطابق ۲۷ جون ۱۵۳۹ء کو آب گنگ پر گذر
ہ پر واقع ہوا۔

شیر شاہ نے بادشاہ کو شکست کامل دی۔ لشکر گاہ پر سب طرف سے حملہ ہو گیا۔ دریا
ڑ دیا تھا۔ کشتیاں ادہر اودہر رواں تھیں۔ ہندو مجی نیزہ بازی میں مٹی دی انہوں نے جو پایا
آیا سب کو مار ڈالا تمام خیمے اسباب توپخانہ غلہ کا ذخیرہ۔ خزانہ جو کچھہ باقی رہا تھا
ب شیر خان کے ہاتھہ آیا۔ اور بادشاہ کی ساری تاتاری فوج کام میں آگئی۔
دشمن کی سپاہ کو شیر شاہ بالکل تباہ کرکے اپنے شاہانہ خیمے میں گیا اور نہایت عجز
دوگانہ شکر الہی ادا کیا۔ ایک اپنے خواب کا ذکر کیا کہ میں و ہمایوں دونو آنحضرت کے
پیش ہوئے تو آنحضرت نے ہمایوں سے سلطنت لیکر مجھے اس شرط سے دی کہ ہمیشہ
ہا۔ شیر خاں نے پھر قیدی ملکہ کے پاس نہایت خوش اخلاقی کے ساتھہ پیغام
ب ہمایوں کے گروہ پہنچے کہ آپکو بخیر و عافیت آگرہ پہنچا دونگا۔ اس وعدہ کو
ں سے کیا۔ اس نے حکم دیا کہ اہل حرم کو دشمن کی سپاہ تباہ نہ کرے

ادا کرنا دوگانہ شکر کا شیر شاہ کا اور ہمایوں کا ملک بادشاہی ہاتھہ سے جانا +

وہاں ملتے تہیں جو اونکو پہلے سے ملتے تہے۔ وہ قیدی نہ سمجہے جائیں اور اگر اونکی خوشی ہو تو اپنے گہر چلے جائیں یہ کام شیر شاہ نے بڑی انسانیت اور مردمی کا کیا +

گنگا کے باہیں کنارہ پیچہے نوں ہمایوں نے توقف کیا اور فوج کے آدمی جو ادہر اودہر پراگندہ ہوگئے تہے اونکو جمع کیا اور مرزا عسکری اور بعض اور امرا سے جو آگرہ کو جاتے تہے ملا۔ مگر ابہی اوسکو دشمن کے ہاتہہ سے فراغت نہیں ہوئی۔ وہ آگرہ آتا تہا کہ اوسکو خبر ملی کہ میر فرید غور ایک افغان اوسکے پیچہے چلا آتا ہے اور شاہ محمد افغان آگے راہ روکے ہوئے کہڑا ہے اس خبر کو سنکر بادشاہ کے آدمی بڑے متردد ہوئے اور خوف کے مارے اونکے ہاتہہ پاؤں پہول گئے۔ اس وقت میں راجہ پرتہجان ایک رجپوت راجہ مع اپنی سپاہ کے بادشاہ کی امداد کو کہڑا ہوگیا اور عرض کیا کہ میں میر فرید غور کو جو پیچہے آتا ہے روکتا ہوں اور حضور اپنی تمام سپاہ سے شاہ محمد افغان پر جو سر راہ کہڑا ہے حملہ کرکے آگے چلے جائیے۔ بادشاہ نے یہی کیا کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتہہ افغانوں کے اس لشکر کے جو سامنے تہا مقابلہ میں آیا افغانوں کا لشکر اپنے مقام سے چلا گیا۔ بادشاہ کے لئے رستہ صاف ہوگیا۔ بادشاہ کالپی کی راہ سے آگرہ میں آیا +

شیر شاہ نے اپنی فتوح کے بڑہانے میں وقت نہیں کہویا۔ وہ جلد بنگال میں لشکر لیکر گیا۔ اور اپنے بیٹے جلال خاں کو ساتہہ لیتا گیا۔ اور جہانگیر قلی کو جسکو پانچ چہہ ہزار سوار کے ساتہہ بنگال میں بادشاہ چہوڑ آیا تہا حملہ کرکے متواتر شکستیں دیں اس دلاور نے جب دیکہا کہ میں باوجود کوشش و کشش کے دشمن کے سامنے میدان جنگ میں نہیں ٹہیر سکتا تو میدان سے بہاگ کر بنا میں چلا گیا اور وہاں دشمن سے سخت مقابلہ کیا مگر آخر کو وہ اور اوسکا لشکر مغلوب ہوا اور افغانوں کے لشکر کی کثرت نے اوسکو اور اوسکی تمام سپاہ کو فنا کیا فقط دو لیش مقصود بنگالی مشہور اوسیوں میں سے بچا۔ اب شیر شاہ نے اپنے منشیوں کو حکم دیا کہ اس فتح کی مبارکبادی کے خطوط احباب کو لکہے جائیں۔ اسپر امیروں نے عرض کیا کہ حضور خطوط کیا لکہتے ہیں فرمان جاری فرمائیے اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوائیے اور سکہ جاری کیجیے شیر خاں نے

ایت کو قبول کیا اور شیر شاہ اپنا خطاب رکھا بالکل بادشاہ بن گیا۔ اب اس کے بادشاہ ہونے
کوئی کسر باقی نہ تھی۔

جو لسنکی فتح عظیم کے اثر کچھ بنگال ہی پر مقصور نہ تھے بلکہ وہ ہر طرف پھیلے۔ بہار کا
ق العنان مالک شیر شاہ ہو گیا۔ وہ گنگا کے پار جونپور کے محاصرہ کے لئے آیا اور بنارس
وسکی مضافات کے کچھ تھوڑے ہی مقابلہ سے تسخیر کر لیا اور اسی طرح گنگا کے مشرق
قنوج تک ملک پر مسلط ہو گیا اور اس فتح پر قناعت نہیں کی بلکہ دوآبہ میں بہت سے لشکر
ساتھ اپنے بیٹے قطب خاں کو بھیجا کہ وہ کالپی اور اٹاوہ کے شہروں کو فتح کرے۔ اب ہمایوں
وسیع سلطنت ایسی تنگ ہو گئی تھی کہ آگرہ اور دہلی کی فصیلوں کے اندر اوسکی حد رہ گئی
اور ان شہروں کی رعایا بھی محفوظ نہ تھی۔

جب آگرہ میں ہمایوں مع معدودے چند اور مرزا عسکری کے دوڑا دوڑ آیا تو مرزا کامراں
بوسی سے سرفراز ہوا بادشاہ نے اوسے گلے لگایا۔ مرزا کامراں اور اوسکی والدہ کی
رش سے مرزا ہندال کا قصور بادشاہ نے معاف کیا وہ بھی شرمندہ سر افگندہ بادشاہ
لازمت میں آیا۔ اسے پوچھا گیا کہ تو کیوں باغی ہوا اور بادشاہ کی مدد سے روگرداں
تو اوسنے شرمندہ ہو کر جواب دیا کہ میں خردسال تھا امیروں کے بہکانے میں آگیا۔ میں
گناہ کا قائل ہوں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ آیندہ ایسے گناہ سے توبہ کرو۔ پھر بادشاہ نے
یا کہ گذشت آنچہ گذشت۔ اب شیر خاں کے دفع کی تدبیر کرنی چاہیے وہ گنگا پر قنوج تک قابض
لیا ہے تو مرزاؤں اور امیروں نے کہا کہ ابکی دفعہ بعنایت الہی و اقبال شاہی ہم ایسی
دری اور جان سپاری کرینگے کہ دشمن کا نام نہیں چھوڑینگے اسپر فاتحہ خیر پڑھی گئی +

اس اثنا میں پاک سرشت سقا نظام جو بادشاہ کے لئے آب حیات بنا تھا جان بچال
جاد دیتا ہوا تخت کے پایہ سے آن لگا۔ بادشاہ نے اس سقے کو دور سے دیکھا تو پہچان لیا
پنے وعدہ کو پورا کیا کہ دو پہر کے واسطے اوسکو تخت پر بٹھا دیا اور بعض احکام اور ما
شاہی جسکی اوسکے ظرف میں گنجایش نہ تھی مستثنے کرکے اوس کو حکم رانی کا اختیار دیا

میں بعد تخت شاہی پر بیٹھنے نے جو حکم دئے وہ جاری ہوئے مشہور ہے کہ اوسنے شکلیں سقہ ڈالکر حمام کے دام چلائے۔ اونپر ملمع کرایا اور اپنا نام اور اپنی سلطنت کا سکہ اوس پر نقش کرایا۔ بادشاہ کی اس علو ہمت کو مرزا کامراں دیکھکر پیچ و تاب کہاتا۔ اور شکایت کی اوسکی خاطر آزار جو کو یہ بھی ایک بہانہ ہاتہہ آیا۔

جب بھائیوں کا اجتماع ہوا تو ہمایوں ہر روز مجلس شورہ منعقد کرتا۔ بھائیوں کو بلاتا اور سب نشیب و فراز سمجھاتا اور کہتا کہ اگر خدانخواستہ شیر خاں قوی پنجہ ہوگیا تو ہم سب کا کہیں پتا نہ لگے گا۔ بادشاہ ہر چند بھائیوں کے زنگار نفاق کو مصقل مواعظ سے چھیلتا مگر کسی طرح وفاق جلا نہ پاتا اور مرزا کامراں کی خاطر سے زلال نصائح سے غبار کدورت دہوتا مگر صفائی نہ پیدا ہوتی۔ بادشاہ نے سپاہ کے جمع کرنے میں اہتمام کیا بھائیوں اور عزیزوں کی پریشان دلی دور کرنے میں کوشش کی گو ظاہر میں بھائیوں میں کچھہ عرصہ تک نفاق معلوم ہوا مگر اونکے باطن میں نفاق تہا۔ اس عرصہ میں سپاہ بھی جمع ہوگئی بہت سے امرا اپنی اپنی جاگیر سے سپاہ لیکر بادشاہ سے آن ملے انمیں محمد سلطان مرزا اور اوسکے بیٹے بھی تھے اونھوں نے دیکہا کہ افغان ایسے غالب دشمن ہوگئے ہیں کہ خاندان تیمور کی ایک شاخ تہا اونکے ہاتھہ سے نہیں بچ سکتی اسلئے اونھوں نے اپنی تقصیر کو معاف کرایا اور اوسکے ساتھہ شریک ہوئے اسطرح سے بادشاہ کی سپاہ تعداد میں زیادہ ہوگئی مگر استعداد میں کم تھی بھائیوں میں بعض تو بڑے بڑے مشورے ہوتے کہ تدبیریں کیا کیا کرنی چاہئیں مگر اس سبب سے کہ دلوں میں نفاق تھا کچھہ کام انسے نہ نکلتا۔ کامراں نے ہمایوں سے درخواست باصرار کی کہ وہ اگرہ میں رہے اور یہ خدمت مجھے سپرد فرمایئے کہ میں اوسکو بجا لاؤں میرے پاس بیس ہزار سپاہ پنجاب کی نازودم موجود ہے جو شیر شاہ سے خوب سمجھہ لیگی مگر بادشاہ نے فرمایا کہ افغانوں نے مجھے دغا سے شکست دی ہے مجھے اونسے انتقام لینا چاہئے۔ یہاں مرزا کامراں کو بڑا توقف ہوگیا تہا وہ بادشاہ ساتہہ کسی بات میں متفق الرائے نہ تھا۔ اوسکو لاہور جانیکی دھن لگی اور اونے بادشاہ سے جانیکی بار بار درخواست کی مگر اوسکی اور درخواستیں سوا اس

ست بادشاہ منظور کر لیتا۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ میرے پاس بہت کمک وہاں تھا تم
یری حاضری وہاں ضروری ہے غرض کئی مہینے تک بادشاہ سے یہی درخواست کرتا رہا
لیکن حاصل ہوا اسلئے معلوم ہوا کہ بنگال کی فتح سے شیر شاہ نے فراغت پاکر ایک لشکر جرار
جمع کیا ہے اور وہ ان بھائیوں پر حملہ کرنے آتا ہے۔
دکھلانے کے لئے بھائیوں میں اتفاق دشمن کے دفع کرنے کے لئے ہو گیا تھا مگر
مراں دل سے اپنے بھائی کے تسلط و سطوت بڑھنے کا خواہاں نہ تھا اور وہ اوسکو اپنے حق کا
بیٹا تھا اور شمال میں جانے کے لئے بے صبر تھا لو سیر مرض نے سخت حملہ کیا۔
ہندوستان کی آب و ہوا اوسکو موافق نہ آئی دو تین مہینے کے اندر اوس کو ضعیف سا بخار
لگا جس سے وہ ضعیف ہو گیا اور امراض متضاد میں مبتلا ہوا۔ علاج کا اثر اوسکے مرض
پر نہ ہوا تو ارباب غرض نے یہ سمجھایا کہ بادشاہ کے کہنے سے بہشتی نے زہر دیدیا ہے۔ اول
مرزا کلاں بیگ کو جو بابر کے زمانہ کا عمدہ سپہ سالار چغتائی تھا روانہ کیا۔ بادشاہ نے
کامراں کو سمجھایا کہ اگر تجھکو توفیق میرے ہمراہ ہونے کی نہیں ہے تو اپنے آدمیوں کو میرے
ساتھ کر مرزا بادشاہ کی خواہش کے برعکس اس اندیشہ میں ہوا کہ بادشاہ کے آدمیوں کو
لیکے اپنے ہمراہ لے جائے مرزا حیدر دوغلات بن محمد حسین گورکان کو کہ خالہ زاد
بابر کا تھا اور مرزا کامراں کے ساتھ اکبر دار الخلافت آگرہ میں بادشاہ کی خدمت سے
ممتاز ہوا تھا اوسکو اپنے ساتھ مرزا کامراں نے لیجانا چاہا تو اوسنے بادشاہ
کی خدمت چاہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر نسبت خویشی پر خیال ہے تو طرفین سے
برابر ہے اگر ارادت و اخلاص بندی کا خیال ہے تو وہ ہمارے ساتھ تونے زیادہ ظاہر
کیا اور اگر ناموس و مردانگی کی تلاش ہے تو ہمارے ہمراہ ہونا چاہئے کہ ہم دشمن سے
لڑنے جاتے ہیں مرزا کامراں اپنی بیماری کے سبب تجھکو ساتھ لے جانا چاہتا ہے
حالانکہ بعد اوسکے شناس نہیں ہے کہ ساتھ جاتا ہے مرزا جو لاہور کو مامن تصور کرتا ہے
اوسکا فاسد ہے اب یہ یورش جو ہم کرتے ہیں وہ حال سے خالی نہیں اگر ہم کو

فتح ہوئی تو پہر تمہارا کیا منہ ہوگا جو ہمارے روبرو آؤگے شرمندگی کے مارے جینا
سے بدتر ہوگا اگر عیاذاً باللہ اوسکے خلاف حال ہوا تو تمہارا کیا مجال ہے جو لا
رہ سکو حیدر مرزا کو یہ مشورہ دیا ہے کہ اس ہنگامۂ جنگ میں لاہور میں رہنا بے خوف
ہے اوس کے دماغ میں خلل ہے یا وہ خاین ہے کہ حق کو چہپاتا ہے اور خوشامد کرتا
مرزا حیدر پر کامراں کو بڑا اعتبار تہا جسوقت وہ قندہار فتح کرنے گیا تہا تو اُسکو ا
لاہور میں مقرر کر گیا تہا اسلئے مرزا نے اوسے سمجہایا کہ تو میرے ساتھ چل اور ا
یاد دلایا کہ جب تو جلاوطن ہوکر آیا تہا تو میں نے تجھے اپنے دربار میں ہمیشہ بھا
طرح رکھا اور سب سے زیادہ تجہکو معتبر سمجہا اور اپنے معاملات عظیم تیرے سپرد کئے ہیں ایسی
کہ توہی دشمن کو دہمکا رہا ہوا اور میں بیمار ہوں تجھے یہاں چہوڑنا پسند نہیں کرتا۔ اگر
جائیگا تو ناحق شناس ٹہیریگا غرض دونو بہائیوں نے حیدر مرزا کو فہمایش کی ا
ہوتا ہے کہ کیا اونکے دلوں میں تہا مرزا حیدر نے بادشاہ کے سمجہانے سے اپنے
کے ارادہ کو فسخ کیا حیدر مرزا کی یہ رائے تہی کہ مرزا کامراں کے جانے ہی سے خاندا
کا زوال آیا۔ مرزا کامراں پاس فوج بہت تہی اوسنے تین ہزار آدمی بسرداری
مغل مرزا حیدر کے ہمراہ کردے مگر خود اوسکو توفیق خدمت نہ ہوئی۔ مرزا کامرا
سے بادشاہ کے دوستوں کو مضرت و شکست اور دشمنوں کو منفعت و قوت ہوئی۔
میں شیر خاں گنگا پار اوترا اور اپنے چہوٹے بیٹے قطب خاں کو دوآبہ میں بہیجا کہ
اٹاوہ پر حملہ کرے کہ وہ دار السلطنت کے قریب ہے۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو ا
یادگار ناصر مرزا و قاسم حسین خاں اوزبک جو اس حدود میں جاگیردار تہے اور ا
کو جو مرزا کامراں کی جانب سے سرکار کالپی کے بعض محال کا اہتمام رکھتا تہا حکم د
اسّے لڑنے جائیں اونہوں نے بادشاہ کے کہنے پر عمل کیا اور دونو لشکروں میں
عظیم ہوئی اور دشمن کو شکست ہوئی او قطب خان اس لڑائی میں میدان
مارا گیا جسکا سر کاٹ کے آگرہ میں بادشاہ پاس بہیجا گیا۔ ان فتحمند سپہ سالاروں نے

وہ خود لڑنیکے لیے چلے چنانچہ وہ آگرہ سے گنگا کی طرف شیرشاہ سے لڑنے گیا تو [illegible]
آگرہ میں باغ زرفشاں میں خیمہ زن تہا۔ بادشاہ کی شکستوں کا اور بہائیونکی نااتفاقی کا
لشکر میں پھیلا ہوا تہا۔ اعلیٰ درجہ کے امیر اور خصوصاً چغتائی سب لوٹنیں ناراض تہے سپاہ میں نئی
لے سپاہی تہی جنہوں نے کبہی لڑائی کا میدان نہیں دیکہا تہا جو سپاہ تجربہ کار و دلیر شجاع تہی اسکا
بنگال کی مہم میں کام آچکا تہا۔ لشکر میں تمام ناتوانی اور بے مہری پہیل رہی تہی نہ افسروں میں
تہی نہ سپاہ میں مستعدی جب بادشاہ بہوجپور میں آیا تو شیرشاہ لشکر لیکر دریا کے اس طرف
اکر بادشاہ کو اُترنے نہ دے۔ بادشاہ نے تہوڑے دنوں میں بہوجپور کے گہاٹ پر پل باندہا اور
رنیکا ارادہ کیا کہ دیڑہ سو جوانان یکہ تاز بے زین کے گہوڑوں پر بیٹہکر دریا میں تیر کر پار گئے
دشمنوں کو مار کر مراجعت کی۔ پل کے قریب آئے تو افغانوں نے پل کو اسطرح توڑ ڈالا کہ ایک ہی
ام گرد بار تہا اور وہ شیرشاہ کو جنگ جو سے میں ہاتہ لگا تہا اُسکو پل توڑنیکے لیے کہڑا
دنوں پل کے پاؤنکو ڈہا دیا۔ بادشاہ کے لشکر نے ایک توپ اوسکے ایسی لگائی کہ فیل کے پاؤں ہی ٹوٹ
ر کا زور تہی پل پر کم ہوگیا اور جو جوان پار اُتر گئے وہ سلامت چلے آئے۔ اب صلاح یہ ہوئی کہ دریا کے
نارے قنوج کو سفر کیجیے۔ یہ کوچ آہستہ آہستہ ہوتا تہا کہ مخالفوں کی طرف سے کشتیاں نمودار ہوئیں کہ وہ
لشکر کے سد راہ ہوں۔ بادشاہی لشکر نے ایک توپ ایسی ماری کہ مخالفوں کی سب سے بڑی کشتی شکستہ
زیر و زبر ہوگئی۔ اب ہم آگے حال تاریخ رشیدی سے مختصر کرکے لکہتے ہیں اوسکو زیادہ معتبر اس سبب سے
کہ مصنف اسکا حیدر مرزا جسکا حال اوپر بیان ہوا اوسمیں خود شریک تہا۔ جب بہائی جمع
ور حادثہ میں صلاح و مشورہ ہونے لگا اور گفت و شنید بہت طول کے ساتہہ ہوئی مگر کوئی مقصود کے
نہ ہوئی بلکہ کوئی بات ایسی پیش ہوئی جو اس موقع کے لئے مناسب تہی عقلا نے کہا ہے کہ جب روز تیرہ آتا ہے
خیرہ کرتا ہے۔ مرزا کامران کو واپس جانیکی دہن لگی ہوئی تہی۔ بادشاہ مرزا کامران کی نسبت خوش تو
کرتا مگر واپس جانیکی اجازت نہ دیتا۔ غرض سات مہینے اس تعین میں پیش رہے کہ شیرشاہ گنگ کے کنارہ پر
ارادہ سے آموجود ہوا۔

مرگ آمدہ و نشستہ در پیش — تو در پے این و آن افتادہ
در غفلت و قلت تجارب — مثل تو کسے ندیدہ سادہ

میں مرزا کامران امراض متضادہ میں مبتلا ہوا۔ ہندوستان کی آب و ہوا سے اُس کو
کے امراض عارض ہوگئے جب اُس مرض کا امتداد دو تین مہینے رہا تو پاؤں حرکت

تھیں کہ جکے تھے اور ضعف کے سبب ایسا دُبلا ہوگیا تھا کہ بدن کی رگیں پیدا ہو تو اسکو
پوست و استخوان باقی رہا۔ اگرچہ حکیم ابو القاسم نے اوسکے علاج میں بہت جد و جہد کیا مگر
اشتداد مرض کی وجہ سے لاعلاج ہو جانے کا خوف معلوم کیا اور کابل سے بہ تاخیر زمان کا
جینا چاہوں ہم [illegible] بادشاہ [illegible] تو بھی کمک کے لئے بیمار
[illegible] اپنے ہمراہ۔
[illegible] قتل تھا [illegible]
[illegible] پیچھے پیچھے روانہ کیا اور خود بھی اوسکے پیچھے
[illegible] قطب
تھیا [illegible] حسین سلطان جو مرا
[illegible] سلطان مرزا
کابل [illegible] کے واسطے اپنی
اوسے [illegible] کے مقابل اور اوسکو مار ڈالا
خوب [illegible] بادشاہ [illegible] کی طرف شیر خان کے مقابلے کے
ہوا [illegible] مرزا نے اپنے [illegible] تمام [illegible] کمال [illegible] حیدر مرزا [illegible] کرے
تو میرے ساتھ [illegible] کابل سے چلا آیا۔ وہاں تو
[illegible] اپنے [illegible] کرایا تھا
امور [illegible] کوئی تقصیر ہوئی تو کہیں اوسکا تدارک کر دوں۔ اب اس حال پر
پر دشمن غالب ہے اور میں مرض میں مبتلا ہوں [illegible] شفقت مجھ پر بہر گران دونوں
خلاص [illegible] مجھے اوس وقت انقلاب میں دوست [illegible] زیادہ دیکھا۔
اوسے کسی اور عزیز کو نہیں لکھے تب اب بادشاہ مجھے یہ سمجھا تا تھا کہ مرزا کامران حواشت
کی وجہ سے اپنے ساتھ مجھے لیجانا چاہتا ہو تو کوئی طبیب نہیں ہے کہ اوسکے مرض کی د
جسکے سبب تیرا جانا منظور ہو۔ اگر تو اپنے سبب جاتا ہو تو تیرا رشتہ مجھ سے اور کامران سے

میں جو کہتا ہوں تو انصاف سے ملاحظہ کر کہ بابر شاہ کے تمام فرزندوں کا اور کل ہندوستان کا
کاروبار اس لڑائی پر موقوف ہے کہ مجھ میں اور شیر خاں میں ہوتی ہے تیرا کامران کے ساتھ
لاہور جانا تو دو باتوں پر محمول ہوگا۔ اول یہ کہ مرزا کامران کا بہانہ بنا کے خود ہی جان بچا کر
سلامت لے گیا۔ دوم یہ کہ تو بابر بادشاہ کا فرزند ہے سب ساتھ خویشی برابر رکھتا ہے سلوک
تجھے لوگ کہینگے کہ ایسے غموں کے ہجوم میں آپ ہی کے ساتھ [illegible] نہیں ہوا اور [illegible] سلامت
بھاگ گیا اور وہاں [illegible] اور خوشی میں [illegible]
تو اس مصاف میں مجھے اکیلا چھوڑتا ہے۔ دو [illegible] بابر کی [illegible] اس لڑائی میں
تجھ پر لازم ہے مرزا کامران کا [illegible] اگر [illegible] شکست ہوئی
تو لاہور بطریق اولیٰ ویران ہوگا اور شیر خاں کی تیغ ہوگا [illegible]
کہ مرزا کامران کی بغیر اجازت میں بادشاہ پاس [illegible] کامران مرزا نے اسکندر سلطان
کو تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ کمک کے [illegible] آدمی [illegible]
اپنے [illegible] ہوکر روانہ ہوا [illegible] اپنے دشمن کو قوی کیا دوستوں کو شکستہ
[illegible] لشکر [illegible] دریائے گنگ کے کنارے پہنچا ایک مہینے کے قریب [illegible]
بادشاہ [illegible] شیر خاں کا لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہتے
لشکر [illegible] زیادہ آدمی [illegible] ہندوستان میں بابر بادشاہ کی خدمت میں
[illegible] خراسان کے بادشاہ سلطان حسین مرزا کا [illegible] تھا۔ بابر بادشاہ نے
[illegible] شاہ [illegible] سے اوس [illegible] بعد ہمایوں بادشاہ سے اونے بار بار
[illegible] کچھ نہ حاصل ہوا۔ وہ بادشاہ کے روبرو اور تقصیرات تھا
کرائیں۔ بادشاہ نے معاف کردیں تعجب ہے کہ یہ احمق جو بھاگتے تھے وہ شیر خاں پاس
نہیں جاتے تھے کہ اوس سے عنایت کی توقع رکھتے وہ یہ کہتے تھے کہ لشکر میں ہوا آرام سے ہم کو
جانے دو اور اپنے مقاموں میں آرام کرنے دو مرزا کامران کا لشکر جو بطور کمک کے یہاں آیا تھا
اسمیں اکثر آدمی لاہور کو بھاگ گئے اب تمام اسباب بادشاہ کی ملازمت میں تھا [illegible]

جنمیں سے ہر ایک کو بیلوں کی چار جوڑیاں کھینچتی تھیں اور ہر گردوں میں ایک ضرب زن تھا کہ جسمیں سے پانچسو مثقال کا گولہ چھوٹتا تھا۔ اِن دنوں میں بار ہا میں نے دیکھا کہ یہ ضرب زن بلندی پر سے جو ہوا میں کچھہ کچھہ دکھائی دیتے ہوئے جاتے تھے اور بے خطا نشانہ مارتے تھے اور اہم گردوں ایسے تھے کہ اُنکو بیلوں کی آٹھ جوڑیاں کھینچتی تھیں انسے پتھروں کے گولے نہیں مارے جاتے تھے بلکہ ہفت جوش (گلی ہوئی پیتل وغیرہ) کا گولہ چھوڑا جاتا تھا جسکا وزن پانچ ہزار مثقال اور جسکی قیمت دوسو مثقال نقرہ ہوتی تھی - وہ اُس چیز پر ناک لگاتے تھے جو ایک فرسخ سے نظر آتی تھی جب لشکر نے بھاگنا شروع کیا تو اس خوف سے بغیر لڑائی کے لشکر ویران نہ ہو جائے یہ مصلحت معلوم ہوئی کہ ایک فوج جنگ کیجائے۔ اگر لڑائی ہو بھی جائیگی تو خلق یہ طعون تو نہیں کرے گی کہ ملک ہندوستان جیسے کو بغیر ہاتھہ ہلائے ہاتھہ سے دیدیا اور یہ فائدہ بھی سمجھہ میں آیا کہ اگر دریا پار چلے جائینگے تو سپاہ پھر نہیں بھاگ سکیگی - ان وجوہ سے دریا سے لشکر پار اترا - دونو طرف کے لشکروں نے اپنے گرد خندقیں بنائیں ہر روز طرفین کے اوباش اور بے ایمان دیہوں میں لڑائیاں ہوتیں - اس حال میں برسات کا مینہ ایسا برسا کہ بادشاہ کا سارا لشکرگاہ پانی میں ڈوب گیا - اسلئے یہاں سے کوچ کرنا لازم ہوا - اہل الرائے کہتے تھے کہ اگر ایک دو ایسا مینہ برسا تو سیلاب کے امواج کا تلاطم تمام لشکر کو گرداب اضطراب میں سرگردان کریگا تجویز ہوئی کہ کسی ایسی اونچی جگہ پر لشکر کا مقام ہو کہ وہاں برسات کا سیلاب اثر نہ کرے اور مخالف سے مقابلہ بخوبی ہو سکے میں ایسی مقام کی تلاش میں گیا اور ایک مقام اس کام کے لئے تجویز کیا کہ وہاں لشکر کوچ کرکے جائے میں نے عرض کیا کہ کوچ کے وقت مصاف خلاف عقل ہے اسلئے کوچ کے وقت مقابلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ دشمن کی توجہ کو ہٹا کر اوسکو امتحان میں یوں لانا چاہئے کہ کل روز عاشورہ ہے ہم اپنے لشکر کو خوب ضبط کریں و ربط دیں ور کے نہ بڑھیں دشمنوں کو دیکھیں کہ اگر وہ خندق سے باہر آتے ہیں اور ہم سے جنگ میں پیشقدمی کرتے ہیں تو آخر کو ہمارے اور دشمن کے درمیان ایک مصاف و جنگ ہوگی مناسب تدبیر یہ ہے

ہم دیگوں (توپوں) اور ضرب زنون کو مقابلہ میں کہیں اور تفنگچیوں کو کہ قریب پانچ ہزار کے ہیں تو پوں پر مقرر کریں۔ اگر دشمن ہم پلہ حملہ کرنے باہر آئے تو کوئی محل اور وقت اس سے زیادہ بہتر مصاف کے لئے نہیں ہوگا اور اگر دشمن خندق سے باہر نہ آیا تو دو پہر تک ہم صف کش ہیں اور پھر اپنے مقام میں آ جائیں اور پھر دوسرے دن بھی وہی کام کریں جو پہلے دن کیا تہا یعنی نئے مقام میں اپنا اسباب جنگ پہنچائیں اور اوسکے بعد ہم خود کوچ کرکے وہاں چلے جائیں۔ یہ رائے سب کو پسند آئی +

۱۰ محرم سنہ ۹۳۲ھ کو اسی ارادہ سے ہم سوار اور صف آرا ہوئے۔ بلکہ یہ صفیں اونکے دل کی طرح متزلزل اور ناراست تہیں یہ ٹہیری کہ گردوں اور دیگ اور تپکچیاں بیچ میں رہیں جو اونکا اہتمام محمد خاں رومی اور اوستاد علی قلی خاں کے بیٹوں اور اوستاد احمد رومی اور حسن خلیفہ کو سپرد ہوا۔ اونہوں نے گردونوں اور ضرب زنوں کو اونکے مناسب مقاموں پر نصب کیا۔ اور قانون مقررہ کے موافق اونہیں زنجیر کہینچا۔ یعنی زنجیریں اونکے درمیان ڈال دیں۔ باقی سپاہ میں امیر اسم بے مسمی تھے۔ بڑی بڑی جاگیریں اور خزانے رکھتے تہے مگر انہیں رائے و رویت و ہمت و غیرت و شجاعت ذرہ بہی نہ تھی امیر وہی حقیقت میں ہوتا ہے جنمیں یہہ صفات ہوں۔ بادشاہ نے مجھے اپنے بائیں پہلو کی طرف اس طرح مقرر کیا تہا کہ وہاں پہلو میرا بادشاہ کے بائیں پہلو سے ملا ہوا تہا اس مقام پر اپنی منتخب فوج کو کھڑا کیا بائیں طرف میرے تمام ملازم کھڑے تہے میں نے چار سو آدمی انتخاب کئے تہے وہ سب تجربہ کار اور جنگ پروردہ تھے سب تپچاق کے گھوڑوں پر سوار اور جیبہ پوش تھے میرے اور جوبیار کے درمیان ۲۷ امیر تہے جنکے علم توغ تہے۔ ایسے ہی جرانغار کے دوسری طرف پر بہی قیاس کرنا چاہئے جب مصاف میں شیر خاں اپنی سپاہ کو توپ میں مرتب کرکے لایا تو امرائے عظام نے ان ستائیس توغوں کو اس وہم سے پنہاں کر دیا تہا کہ کہیں دشمن اون کو دیکھ کر ہمیں پر نہ پل پڑیں۔ بس اونکی اس حرکت سے اونکی شجاعت اور دلاوری پر قیاس کر لینا چاہئے۔

[illegible] پانچ جوق کئے تھا اور ہر جوق میں ایک ہزار آدمی تھے تین ہزار آدمی اونکے
[illegible] کیا تھا اگر شیر خاں کی سپاہ میں پندرہ ہزار سے کم ہو اور چغتائی لشکر
میں چالیس ہزار آدمی ہونگے بادشاہی لشکر میں سب تپچاق سوار اور جبہ پوش تھے
وہ دریا کی طرح اوج موج کر رہے تھے مگر انکے امرا کا حال وہی تھا جو اوپر بیان کیا
جب شیر خاں کی سپاہ خندق سے باہر آئی تو اوسکے دو جوق جو کثرت میں اور تمام جوقوں سے
ممتاز تھے وہ خندق کے آگے کھڑے ہوئے اور تین جوق اوسکے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے
بادشاہ کی طرف سے بھی ہمنے قول کو حرکت دی اور اوس جگہ پہ لے گیا جو پہلے اوسکے
کھڑے رہنے کے لیے انتخاب کی تھی مگر جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں قیام نہ ہو سکا [illegible]
اسلئے کہ لشکر چغتائی کے سب امیر و وزیر اور غنی سے فقیر تک غلام تھے امیر جب اوپر بیان کیے
ہیں امین جس امیر پاس سو نوکر تھے تو اوسکے نوکروں پاس پانچسو غلام ہونگے یہ غلام لڑائی
کے دن نہ اپنے آقا کی کچھہ مدد کرتے ہیں اور نہ خود اپنے اختیار میں ہوتے ہیں یہ بھاگ لڑائی
تھی وہاں ان غلاموں پر انکے مالکوں کا بس کچھہ نہیں چلتا تھا جب انکے سر پر ان کا
خواجہ نہیں رہتا تو وہ شتر بے مہار بنجاتے ہیں یا اوس شکاری پرند کی طرح ہو جاتے ہیں
کہ جس کے سر سے ٹوپی اوٹھہ جائے اور وہ [illegible] وہ جلد جا لگتے تھے دوڑ کر
ہو کر بھاگنے کے لئے دھکا پیل کرتے تھے جسکے سبب ہم کو اپنی جگہہ قائم رہنا ممکن نہ تھا قول
کو دشمن نے عقب سے دبا کر دونوں کے زنجیرہ سے باہر کر دیا پھر تو یہ حال ہوا [illegible]
وہ اپنے سپر گرنے لگا اور اس آیت کے معنی سمجھہ میں آنے لگے کہ [illegible] دکا دکا اپنے ہی غلام
جو آدمیوں کے پیچھے تھے وہ اپنے آگے کے آدمیوں کو آگے نکالتے تھے نئی جگہ سے زنجیرہ
ٹوٹ گیا اور جو آدمی زنجیرہ کے پاس تھے وہ اس سے باہر نکل گئے اور جو باہر نہ نکل سکے
وہ اندہی درماندہ ہو گئے تمام صفوف ابتر و پریشان ہو گئے یہہ تو اس قول کا حال ہوا جو مرکز میں تھا
دائیں طرف شیر خاں صف آرا ہو کر حملہ آور ہوا جس صف پاس وہ جاتا پہلے اس سے کہ ایک تیر
وہ پہنچے اسطرح وہ تیروں کے آگے جاتے تھے جیسے کہ صرصر میں گھاس یہ سب اپنی صفوں کو

توپکر قول میں پہنچیں غلام جنکبا رنکے افسروں نے پیچھے سے بلا کر آگے کرنا چاہا تھا دو بار عقب سے ایسے بھاگے کہ وہ گردونوں کے پاس پہنچے جنمیں سے کچھ گردونوں سے نکل گئے اور ہم اونکے پیچھے رہے ۔ او صفیں ایسی درہم برہم ہوگئیں کہ امیر نوکر سے جدا اور نوکر امیر سے جدا ہوگئے اور اس حال میں ہمیں طرف کی سپاہ بھاگ کر قول میں آ گئی۔ پہلے اس سے کہ ایک تیر غنیم کی جانب چلایا جائے وہ متفرق ہوگئی اور یکبارگی ہزیمت ہوگئی لشکر چغتائی جسکا تخمینہ میں نے چالیس ہزار کا کیا تھا شیر خاں کے دس ہزار لشکر سے بھاگا بعضے دوست دشمن میں سے کوئی ایک زخمی ہوا تھا کو خدا اور چغتائیوں کو شکست ہوگئی [illegible] نہ گولہ چھوٹا نہ ایک ضرب زن میں تیر لگی کہ سارے گروہ [illegible] معطل ہوگئے ۔

جہاں سے چغتائی بھاگے ہیں وہاں سے دریائے گنگ تک ایک فرسنگ کا فاصلہ تھا سپاہی امیر اور جوان دشمن سے ایک بھی زخمی نہیں ہوا تھا جان بچانے کے لئے دریا کی طرف بھاگے دشمن نے تعاقب کیا اسلئے چغتائیوں کو اتنی فرصت بھی نہیں لینے دی کہ وہ اپنے زرہ بکتر اور ہتیاروں کو تو اتارتے وہ دریا میں جا پڑے اور اپنے ہی ہتیاروں کے بوجھ سے ڈوب گئے دریا کا پاٹ پانچ تیر پرتاب کا ہوگا۔ بڑے بڑے نامی امیر بہادر نامراد دریا، نامرادی میں ڈوبے جو بچے اونکا جہاں جی چاہا چلے گئے جب ہم دریا سے نکلے ہیں تو وہ بادشاہ جسکے کارخانوں میں دو پہر سے پہلے سترہ ہزار شاگرد پیشہ کام کرتے تھے وہ ننگے سر ننگے پاؤں ایک گھوڑے پر سوار تھا جو اوسکو تردی بیگ نے مستعار دیا تھا بقا بقائے خداست و ملک ملک خداست بادشاہ کے سات ہزار آدمی تھے جنمیں سے ساٹھ آدمی دریا میں سے زندہ نکلے باقی سب غرقاب عدم ہوئے اس سے کل آدمیوں کی جانوں کا قیاس کرلو۔

یہ حال تو مرزا حیدر نے اپنی تاریخ رشیدی میں چشم دید لکھا ہے مگر ابوالفضل نے اکبرنامہ میں لکھا ہے کہ مرزا ہندال کے روبرو شیر خاں کے لشکر میں سے جلال خان و مست خاں اور تمام سپاہی افغان آئے اور یادگار ناصر مرزا اور قاسم حسین خاں کے مواجہ میں مبارز خان و بہادر خاں و رائے حسین جلوانی اور مجاہد کرارانی آئے اور مرزا عسکری کے سامنے خواص خاں [illegible]

اور ایک بعد جماعت آئی مرزا ہندال اور جلال خاں کے درمیان اول لڑائی ہوئی اور
محبت قلشیں ہوئیں جلال خاں گھوڑے سے گرا جرانغار شاہی نے اپنے غنیم کے قول
پر حملہ کیا جب فیروز خاں نے یہ دیکھا تو بہت سا لشکر لیکر اوسپر چڑھ گیا اور خواص خاں اور
اوسکے ہمراہیوں نے بھی مرزا عسکری پر حملہ کیا۔ جونہیں حملہ ہوا تو اکثر امرا بھاگ گئے اور
ذرا کارزار میں ہاتھ نہ ہلایا۔ بادشاہ خود دو دفعہ لشکر مخالف پر چڑھ کر گیا اور اوس کے
دو نیزے شکستہ ہوئے۔ گو قانون نہیں ہے کہ بادشاہ خود مرتکب جنگ ہو۔ لیکن وقت
مرد آزمائی میں جودت جلادت وحدت شجاعت کب بادشاہ کو روک سکتی تھی اور قانون پر
عمل کرنے دیتی تھی مگر افسوس کہ امراؤں نے برادری کا حق نہ ادا کیا۔ جنگ میں ثابت قدم
نہ رہے اور بادشاہ پر اس صدمے کے پڑنے کو اونہوں نے روا رکھا۔ یہ لشکر کثیر جو نفاق سے
پر اور اخلاص سے خالی تھا بادشاہ کے ساتھ تھا اوس کے شکست پانے سے بادشاہ کو
ایسی غیرت آئی کہ ان دشمنان دوست نما کے ساتھ مدارا کرنے سے اور نفاق کے نیچے اُن سے
موافقت رکھنے سے اور حریفان کج باز کے ساتھ نرد رد و بدل کھیلنے سے منزل فنا میں
جانے کو بہتر سمجھا۔ اور اپنے نفس نفیس سے ایسے اس طور سے حملہ کیا کہ جس سے اوسکا ارادہ
ظاہر ہو گیا۔ مگر بعض دولت خواہ اوسکے سامنے گڑگڑائے اور اوسکے گھوڑے کی باگ کو
موڑ لائے۔ بادشاہ دریا کے کنارے متردد تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں اپنے ایک بوڑھے
ہاتھی پر اوسکی نظر جا پڑی فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی لا۔ وہ ہاتھی لایا بادشاہ اوسپر بیٹھا۔
اس میں ایک خواجہ سرا کافور نامی بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے فیلبان سے کہا کہ ہاتھی کو
دریا میں ڈال تو اوسنے کہا کہ دریا میں ہاتھی ڈوب جائے گا خواجہ سرا نے پیچھے سے سنکر بادشاہ
کے کان میں کہا کہیں یہ نمک حرام حضور کو دشمنوں میں جا کر نہ پھنسا دے۔ بہتر ہے کہ اس
موذی کا سر اڑا دیجیے میں ہاتھی ہانک لونگا مجھے ہانکنا آتا ہے۔ بادشاہ نے فیلبان کا
تلوار سے سر اڑا کر نیچے پھینک دیا خواجہ سرا فیلبان بنا اور بادشاہ کو دریا کے کنارہ پہ لا کر
اوتار دیا اتفاق سے یہاں کرارہ بلند تھا اوسپر بادشاہ کا چڑھنا دشوار تھا۔ وہاں چند مغل

اوپر بیٹھے تھے انہوں نے پگڑیوں کے سرے کو ملا کر اور بٹ کر بادشاہ کی ہاتھ میں ایک سرا دیکر
اوپر کھینچ لیا۔ ابوالفضل نے لکھا ہو کہ ایک شخص نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑکر اوپر چڑھا دیا۔
بادشاہ نے جب نام اوسکا پوچھا تو شمس الدین محمد اپنا نام اور غزنی اپنا وطن بتلایا اور
کہ مرزا کامران کا نوکر ہوں۔ اس اثنا میں مقدم بیگ نے جو اعیان مرزا کامران میں سے تھا
بادشاہ کو پہچانا اور اپنے گھوڑے کو پیشکش کیا۔ بادشاہ نے ان آدمیوں کے ساتھ
سلوک شاہانہ کیا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۹۴۷ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۵۴۰ء کو ہوا۔

اب ہمایوں آگرہ کی طرف چلا آتا اور راہ میں مرزا عسکری اور مرزا ہندال اور مرزا
بھی مل گئے۔ بچی کھچی۔ رہی سہی فوج بھی اکٹھی ہو گئی جب بھنگا پور شائد (بھوگانو) میں
پہنچے تو اس قصبہ کے آدمیوں نے بادشاہی آدمیوں کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دی اور
ناہنجاری اختیار کی کہ جو بادشاہ کا آدمی اونکے ہاتھ پڑ جاتا تو اوسکی جان لینے کا قصد
کرتے جب بادشاہ کو یہ حقیقت معلوم ہوئی تو مرزا عسکری و یادگار ناصر مرزا و مرزا ہندال
کو حکم ہوا کہ ان سرکشوں کی فہمایش تادیب کریں تیس ہزار کے قریب گنوار پیادہ و سوار
جمع ہو گئے تھے جب حکم شاہی ان مرزاؤں پاس پہنچا تو مرزا عسکری نے جانے سے انکار کیا
یادگار ناصر مرزا نے اسکو دو چار پھبتیاں لگا کر کہا کہ تمھاری نااتفاقی سے یہ حال تو ہو گیا ہے
اسپر متنبہ نہیں ہوتے۔ یادگار ناصر مرزا اور مرزا ہندال نے فرمانبرداری کی کہ ان گنواروں
پر چڑھ کر گئے اور جنگ عظیم ہوئی اور گنواروں کی جماعت کثیر قتل ہوئی۔ اونکو تنبیہ کر کے
مرزاؤں نے مراجعت کی اور مرزا عسکری کی شکایت ناک تہلکا عتاب ہوا۔ اس پھبتی بازی
کی حکایت جوہر نے اپنے تاریخ ہمایوں میں یہ لکھی ہے کہ اتفاقاً یادگار ناصر مرزا کے تیر
لگا اوسنے مرزا عسکری سے کہا کہ آپ ذرا ان گنواروں کی طرف متوجہ ہو جیے تا کہ میں اپنے
زخم کو باندھ لوں۔ مرزا کو اسکا یہ کہنا ایسا ناگوار ہوا کہ اوسنے ناصر یادگار مرزا کو بے نقط
سنائیں اوسکے جواب میں گالیاں سنیں تو غصہ میں آ کر ناصر یادگار نے تین پھبتیاں ایسی چاہیں
ایسے یہ پھبتیاں کہہ کے ناصر یادگار نے بھی مرزا عسکری کے پاؤں میں چند پھبتیاں لگائیں

[illegible] ہی تو اوسنے کہا کہ بہتر ہوتا کہ یہ چالاک آپس میں لڑاتے بلکہ جو عقل بیہودہ رکھتے تھے۔
[illegible] سے بادشاہ ایلغار کر کے اگرہ میں آیا اطراف ممالک کو درہم برہم پایا اور طرف فتنہ
[illegible] دیکھا۔ بادشاہ دوسرے دن صبح کو قدوۃ الاکابر مرزا رفیع کے مکان میں اترا۔ میر صاحب سادات
صفوی میں سے تھے۔ اور عقل و علم میں کمال رکھتے تھے۔ بادشاہ اونکی برابر کسی کی تعظیم نہیں کرتا تھا
اونسے مشورت کرنے کے بعد آخر الامر یہ رائے قرار پائی کہ پنجاب کی جانب کوچ کیا جائے اگر مرزا
کامران کو عقل یاوری اور سعادت یاوری کرے تو وہ تلافی اور تدارک [illegible] ہو کر
بادشاہ کی خدمت کرے جس سے البتہ رخنۂ فتنہ و فساد بند ہو جائیگا۔ مرزا ہندال کو
حکم ہوا کہ وہ قلعہ کے اندر جائے وہاں سے بادشاہ کی ماں بہنوں اور اور اہل و عیال و خدمتگاروں کو
لائے اور خزانہ اور جواہر جتنا لاسکے لے آئے۔ خود بادشاہ سیکری میں آیا۔ راہ میں مرزا
ہندال بھی مع اہل و عیال مل گیا۔ سیکری میں چند روز بادشاہ بابر کے باغ میں رہا تھا۔ ایکدن
صبح کو کوہ سیکری کی طرف سے ایک تیر اوسکی بغل میں آن کر پڑا۔ میرزا حیدر اور ایک افسر تیر انداز
کی تلاش میں نکلے تو وہ بھی زخمی ہو کر واپس آئے۔ بادشاہ نے جانا کہ یہاں دال میں کچھ کالا
ہے وہ دہلی کی طرف چلا۔ وہ نہایت خستہ حال ہو رہا تھا چند امیر اوسکے ساتھ تھے انمیں
ایک فقیر [illegible] تھا جب وہ اوسے آگے چلنے لگا تو بادشاہ نے اوسکو غصہ سے بلایا اور کہا کہ
تیرے ہی کہنے سے میں گنگا پار اترا تھا۔ اچھا ہوتا کہ تو وہیں مرگیا ہوتا کہ آج ہم سے جدا ہو کر
نہ چلتا۔ فقیر علی اولٹا آیا اور اثنائے راہ میں ۵ ۔ ۴ صفر ۹۴۷ھ کو دنیا سے سفر کر گیا۔
اب بادشاہ کو سفر میں فکر سے نجات نہ ہوئی اول ہی منزل میں وہ بجود میں پہنچا تھا کہ
مرزا عسکری نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ میر فرید گور (برہ زیر) جو شیر شاہ نے بادشاہ کی تلاش
میں بھیجا تھا وہ جلد نزدیک آنیوالا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ یہاں سے جلد کوچ فرمائیے پیچھے
آدمی آن رہینگے۔ اس کی صلاح کے موافق بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا لشکر بھی وہاں [illegible]
ہر شخص حیران تھا کہ میں کیا کروں۔ ایک دوسرے کو دیکھتا تھا [illegible]
[illegible] ایک شخص [illegible] اس پاس [illegible] اب اس

[illegible]

جب بادشاہ نے [illegible] دیکھا کہ [illegible] سپاہ بے دل [illegible]

روک کر کھڑا ہوا اور صاف فرمایا کہ روم شام عراق اور ہر جانب کے آدمی جو ہمارے ساتھ تھے

انہیں سے کچھ جنگ چوسہ میں کچھ جنگ قنوج میں مارے گئے۔ اب جو باقی رہیں وہ بھی ہلاک

ہوتے ہیں میں اپنے مرنے پر راضی ہوں مگر مجھے اپنے آدمیوں کی مصیبت نہیں دیکھی جاتی

ایسا مضطرب اور بیدل نہ ہونا چاہئے تحمل کے ساتھ ایک طرح چلنا چاہئے۔ اوسنے فوج کے

تین حصے کئے دست راست کی سپاہ مرزا ہندال کو اور دست چپ کی سپاہ یادگار ناصر مرزا

کو اور عقب کی سپاہ اور امیروں کو دی اور حکم سنا دیا کہ جو بادشاہ کے آگے جائیگا وہ سزا

پائیگا اور اوسکا گھر لٹ جائیگا۔ جو یئہ بہادر نے ایک مغل کا گھوڑا چھین لیا تھا۔ اوسکو حکم ہوا

کہ گھوڑا واپس دے تو اوسنے نہ مانا بادشاہ نے اوسکا سر اوڑوا دیا اس سیاست سے آیندہ انتظام

ہوگیا۔ بادشاہ اسطرح ۱۸ محرم ۹۴۷ھ کو دہلی پہنچا یہاں قاسم حسین سلطان اوزبک اور بعض

امیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہندال اور عسکری نے اپنی جاگیروں پر جانے

کی لئے رخصت لی۔ ایک الور گیا دوسرا سنبھل۔ ۲۰ محرم کو اس شہر سے بھی سفر کیا۔ ۲۴ صفر کو

رہتک پہنچا۔ یہاں مرزا ہندال بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوسرے روز بادشاہ

نے قیام کیا۔ اہل قلعہ نے جو شہر کا دروازہ بند کیا تہا اونکو تنبیہ کی۔ دس بارہ کروہ کی منزلیں

روز بادشاہ طے کرتا ہوا ۱۷ صفر کو سرہند میں (سہرند) میں پہنچا۔ مرزا ہندال کو بادشاہ نے

یہیں چھوڑا اور خود ستلج کے کنارہ پر ماچھیواڑہ میں پہونچا۔ دریا چڑھا

ہوا تہا مگر وہ اوس سے پار اوتر گیا۔ شیرشاہ بھی دہلی آگیا۔ ان

دونو بادشاہوں میں پچاس کروہ کا فاصلہ تھا۔ بادشاہ اور مرزا ہندال

جالندھر میں آئے۔ شیرشاہ کی سپاہ سرہند میں آئی۔ بادشاہ خود

لاہور روانہ ہوا اور مرزا ہندال کو جالندھر میں چھوڑا اور

مظفر بیگ ترکمان کو اوس کی اعانت کے لئے [illegible]

... جی مغربی کنارہ پر کندہ ڈل میں تھا کہ شیر شاہ کی سپاہ بھی کنارہ پر سامنے آگئی۔
جب بادشاہ لاہور میں قریب حجرہ دولتخاں کے پہنچا تو خواجہ دولت کے باغ میں اترا۔
مرزا ہندال باغ خواجہ غازی میں اترا پھر سنبھل سے مرزا عسکری بھی آگیا وہ امیر ولی بیگ
کے گھر میں اترا اور ان دنوں شمس الدین محمد نجومی جو بادشاہ کے ساتھ قنوج کی لڑائی میں تھا
وہ بھی آگیا غرہ ربیع الاول ۹۴۷ھ کو لاہور میں سب بھائی اور امراء گرامی اور اونکے ملازم
جمع ہوئے باوجودیکہ ان عزیزوں کو تنبیہات آسمانی ہوئی تھیں مگر کوئی صداقت پر کمر بستہ نہوتا تھا
اب بھائیوں میں اتفاق کا ہونا اور دلوں کا صاف ہونا ایک خواب وخیال تھا۔ بادشاہ کے
پاس آنکر بہت دفعہ مجلسیں جمیں اور انمیں صلاحیں اور اتفاق اور یکجہتی پر عہد و پیمان ہوے
اور اکابر و معارف مثل خواجہ خاوند محمود ولی جو سب کے پیر و مرشد تھے اور میر ابو البقا کہ اعلم العلما
تھے گواہ ہوئے اور سب مرزاؤں اور اعیان دولت و اکابر نے جمع ہوکر اتفاق و یکجہتی کا
عہد نامہ لکھا اور اوسپر سب نے مہریں کردیں جب یہ محضر عہد و پیمان تیار ہو گیا تو اب نصایح شروع
ہوئیں۔ بادشاہ نے سمجھایا کہ بھائیوں دیکھو کہ باپ نے کس محنت و جانفشانی سے یہ وسیع
سلطنت ہندوستان حاصل کی۔ اگر وہ ہماری نا اتفاقی سے ہاتھ سے جاتی رہے گی
تو تم خاص و عوام میں مطعون و ملوم ہو گے۔ اب تم کو فکر کرنا اور غیرت پکڑنی چاہیے
تاکہ خلائق کے درمیان سربلندی اور رضاے ایزدی ہو مگر ارباب عہد و پیمان واصحاب
مواثیق و ایمان اپنے عہد قریب کو بھول گئے اور اپنی ہوا و ہوس کے موافق باتیں کہنے لگے
مرزا کامراں نے کہا کہ میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ بادشاہ اور تمام مرزا جریدہ چندروزہ کے لیے
پہاڑ میں یا کشمیر میں چلے جائیں اور تمام اہل و عیال میرے سپرد کردیں کہ میں اونکو لیکر کابل
چلا جاؤں اور اونکو وہاں امن میں پہنچا کر پھر چلا آؤں۔ کامراں کی یہ بات سنکر سب حیران ہوگئے
کہ اس وقت میں کہ اتفاق پر سوگند ہوئی یہ کیا بات اوسنے کہی یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اہل و عیال
کو تو اوسکے ساتھ کابل بھیجدے گا اور خود جریدہ لاہور سے کابل تک پہاڑوں میں پڑا پھرے گا
اور رہزنوں سے اپنے تئیں لٹوائے گا +

مرزا کامران کی دغا بازی

مرزا ہندال اور یادگار ناصر مرزا نے کہا کہ اب ہم افغانوں سے نہیں لڑ سکتے مناسب یہ ہے کہ حدود بکر میں چلے جائیں اور اس ولایت کو لے لیں اور اوسکی قوت سے گجرات کو تسخیر کریں جب یہ دو ملک حاصل ہو جائیں اور کام کا انتظام ہو جائے تو پھر اس ملک کو اچھی طرح سے دشمن سے لے سکینگے۔ مرزا حیدر نے کہا کہ کل مرزا کوہ شہرند (سرہند) سے کوہ سارنگ تک دامن کوہ کو مستحکم کریں میں اوسکا ذمہ وار ہوں کہ تھوڑی تقویت سے دو مہینے میں کشمیر کو لے لونگا اور جب کشمیر لینے کی خبر پہونچے تو ہر شخص اپنے متعلقین کو کشمیر بھیجدے کہ کوئی مامن اس سے زیادہ محفوظ نہیں ہے چار مہینے چاہیئے کہ شیر خاں وہاں پہنچے اونکو اعتضاد و قوت محاربہ میں اپنی توپوں و ضرب زنوں پر ہے جنکے بارکش گردوں ہیں جو کسی طرح پہاڑ میں نہیں آ سکتے وہ تو انکو لا نہیں سکتا اسکی کثرتِ لشکر میں قلت ہوگی اور واپس جانے پر مجبور ہوگا چونکہ زبانیں دلوں کے ساتھ موافق نہ تھیں اسلئے مجلس تمام ہوگئی اور اصل بات ناتمام رہی۔ مرزا کامران بادشاہ کا زیادہ تر حریف تھا نہ مطیع نہ دوست ظاہر میں وہ بادشاہ کے ساتھ موافقت کرتا اور کہتا کہ کہیں ساعت مسعود میں نکلتا ہوں اور مخالف سے یک دل و یک رنگی کے ساتھ پیکار پر تیار ہوتا ہوں۔ مگر اس ظاہری موافقت کی جگہ باطنی مخالفت کو وہ بڑھاتا جاتا تھا مرزا کامران سخت متردد تھا کہ میں بھائی اور شیر شاہ کے خوفوں میں سے کس خوف کو زیادہ سمجھوں بھائی تخت ورثہ کے سبب مجھے میری وسیع سلطنت سے جو ایران خراسان۔ ہیلمند سے بلخ اور حصار فیروزہ تک پھیلتی ہے محروم کر سکتا ہے۔ مگر شیر خاں کی غایت فیروزمندی یہ ہے کہ وہ پنجاب کو مجھ سے لے لے اور کابل و قندھار و غزنی کو وہ انگلی نہ لگا سکے اسلئے وہ ایسی حکمتیں کرتا تھا کہ ہر ایک کا مجمع منتشر ہو جائے اور وہ خود کابل میں جا کر گوشہ عشرت کو غنیمت جانے غرض یہ سارے منصوبے و مشورے یوں ہی خالی گئے اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی کہ سب بھائی ملکر کسی کام کو کرتے۔ ہمایوں میں وہ صفات نہ تھیں کہ جس سے وہ بھائیوں میں اپنی اطاعت اور ادب کو پیدا کرتا ہر مرزا خود سر ہوگیا جو مخالفت میں آمادہ کرتا۔ بابر کی ذہانت و ہوشمندی کسی بیٹے کے حصہ میں ورثہ میں نہ آئی تھی مرزا کامران پر کام کا مدار سارا تھا سو وہ اپنے سلطنت میں کسی رقیب کے آنے کا روادار نہ تھا اس وقت کہ دوسرے

[illegible] کے لئے محمی قاضی عبداللہ صدر کو شیر شاہ پاس بہیجا کہ اوسکو مواد کو مستحکم کرے اور بیان محبت بانسے اور اپنے کام کو دشمن کی مدد سے نکالے اور مکتوب اوسکو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر شیر شاہ واسطے پنجاب میں بدستور سابق قائم رکھے تو وہ تھوڑے زمانہ میں اوسکے کار ہائے شائستہ بجالائے +

شیر شاہ دہلی میں آگیا تہا مگر اسسے آگے قدم نہ بڑہاتا تہا اور اس فتح کو اپنی مساعدت بخت گنتا تہا اور اوسکو اندیشہ تہا کہ اگر میں آگے جاؤں تو مبادا کہیں میرا کام بہتر نہ ہوجائے اور لاہور میں مرزاؤں کی جمعیت ہو رہی تھی اسکے وہم سے بڑا ہراس اوسکو تہا کہ اس اثنا میں کامراں کے قاضی صدر اس پاس آیا تو اوسنے اوسکی بڑی تعظیم کی اور بہائیوں کی نا اتفاقی کا حال سنکر وہ ایک دل سے ہزار دل ہوگیا اور کامراں کے مکتوب کا جواب اوسکے مدعا کے موافق لکہا۔ قاضی اوسپر متقاضی ہوا کہ وہ جلد آگے بڑہے شیر شاہ نے اپنا ایلچی قاضی کے ساتہہ کیا تاکہ وہ حقیقت معاملہ پر آگاہ ہوکر چلا آئے۔ مرزا کامراں نے شیر شاہ کے فرستادہ کو باغ لاہور میں بلایا بڑا جشن کیا اور سات برس کی عمر سے لیکر ستر برس کی عمر تک والوں کو بلایا۔ ہمایوں کو بھی شریک کیا مگر اصل مطلب کی باتیں رات کو ایلچی کے ساتہہ کیں اور قاضی صدر کو پہر شیر شاہ پاس بہیجا اس اثنا میں شیر شاہ دلی سے آگے بڑہ کر دریاے بیاس کے کنارہ پر سلطان پور میں آگیا تہا۔ قاضی بھی یہیں اُس پاس آیا۔ اور شیر شاہ کو دریا پار جانے پر دلیر کیا۔ اس اثنا میں مظفر ترکمان جسکو دریا پر سلطان پور میں بادشاہ نے شیر شاہ کے روکنے کے لئے متعین کیا تہا وہ لاہور میں آیا اور اوسنے بیان کیا کہ میں شیر شاہ کا مقابلہ نہ کرسکا کہ اوسکے لشکر کو روکتا اب وہ دریا پار آگیا ہے اور وہ جلد لاہور کے سامنے آتا ہے اور میرا بھتیجا جنید بیگ مقابلہ میں مارا گیا

اب بادشاہ کو توقف کا محل نہ رہا۔ یہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ مرزا کامراں نے خود شیر شاہ کو پنجاب خود حوالہ کرنے کا وعدہ کرلیا تہا یا شیر شاہ کا خوف اسپر ایسا طاری ہوگیا تہا کہ بغیر لڑے پنجاب حوالہ کردیا غرض شیر شاہ کے مقابلہ کی کوئی تدبیر نہیں کی گئی فوراً لاہور سے بادشاہ اور مرزاؤں نے چناب کی طرف کوچ کیا۔ مرزا کامراں نے اپنے ملازموں اور اسباب

کشتیوں میں اتارا - اسوقت ان مرزاؤں میں باہم وہ تعلق تہا کہ ہمایوں کے بعض صلاح کاروں
نے اوسکو صلاح دی کہ لشکر کے ایک دل و یک جہت ہونیکی تدبیر کوئی اس سے بہتر نہیں ہے
کہ مرزا کامراں کا کام تمام کرے - بادشاہ کے معزول کرنے کی سلئے وہ سازشیں کر رہا ہے
اسپر ہمایوں نے کہا کہ میں اس ناپائدار دنیا رفانی کے لئے اپنے بہائی کو بے جان نہ کرونگا
اوسکے خون میں اپنے ہاتھ نہیں سانونگا - میں ہمیشہ اپنے باپ فردوس مکانی کی نصیحت
جو آخر وقت میں مرنے کی یاد رکہونگا - اونے مجہسے کہا تہا کہ اے ہمایوں زنہار ہزار زنہار
بہائیوں کے درمیان کشاکش نہ کرنا اور بدنیت نہ ہونا - یہ الفاظ اوسکے میرے دل پر پتہر
کی لکیر ہیں جو کسی طرح مٹائے نہیں مٹنے کے - اِس نازک وقت میں ہمایوں نے اس تدبیر کو جو
مرزا حیدر نے تجویز کی تہی کشمیر کی فتح پر ارادہ مصمم کیا اور مرزا حیدر کو ایک جماعت ساڑہے چار سو
آدمیونکی ہمراہ کرکے اپنے سے پہلے کشمیر کی طرف روانہ کیا -

بادشاہ کوچ بکوچ یکم رجب کو ہزارہ میں پہنچا - یہاں اوسکو معلوم ہوا کہ مرزا کامراں با جمعیت
و سپاہ بادشاہ پاس آتا ہے - بادشاہ کے ملازمین نے عرض کیا کہ حکم ہو تو ہم بہی ہتیار
لگا کر تیار ہوں بادشاہ نے کہا کہ کچہہ ضرورت نہیں - مرزا کامراں آیا اور بادشاہ کے پاس
بیٹہا - اور ایک گہنٹے تک باتیں کرتا رہا اوسنے کہا کہ جب سے کابل سے بندہ ہندوستان میں
آیا ہے تو مشاغل کی کثرت سے کبہی آرام کرنے کی فرصت نہیں ملی - میں اور میرے ملازم سب
تہک گئے ہیں اسلئے مجہے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے کاموں کی اصلاح میں کوشش کرونگا
اور اپنی سپاہ میں نئے آدمی بہرتی کروں اب بادشاہ سے کابل جانے کی اجازت مانگتا ہوں کہ
وہاں جاکر اپنے سب کاموں کو درست کرکے اور سامان بہم پہنچا کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ہوں بادشاہ نے فاتحہ پڑہ کر بہائی کو رخصت کیا - ہمایوں نے آگے کوچ کیا - رجب سنہ ۹۴۷ میں
ہم نے اوپر لکہا ہے کہ میرزا حیدر کو بادشاہ نے کشمیر کو بہیجا تہا اسلئے ضرور ہے کہ ہم کشمیر کا حال کہیں
کہ اسوقت کیا تہا جب مرزا کامراں سام مرزا سے لڑنے قندہار گیا تہا تو لاہور میں اپنی جگہ سے
مرزا حیدر کو حاکم مقرر کر گیا تہا - والی کشمیر سے خواجہ حاجی وابدال ماکری - رنگی چک اور کہچی

جماعت امرائے کشمیر مخالفت کرکے کوہپایہ ہند میں آ گئے انہوں نے مرزا حیدر سے التجا کی اسکے ذریعہ
وہ چاہتے کہ مرزا کامران انکے ساتھ لشکر کردے جسکی اعانت سے وہ والی کشمیر کو تخت سے
اتار دیں اور جس ملک سے وہ جلا وطن ہوئے ہیں اوسکو اپنے تصرف میں لائیں۔ مرزا حیدر
کشمیر میں پہلے رہ چکا تھا اسلئے وہ اوسکے معاملات میں بہت توجہ کرتا تھا۔ اوسنے ان
جلا وطن امیروں کی تدبیر کو مان لیا اور اوسنے بہت کوشش کی کہ لشکر اونکی امداد کیلئے
مرزا کامران حوالہ کرے۔ مگر حالات ایسے پیش آتے رہے کہ جبتک مرزا کامران لاہور میں رہا
یہ مقصد نہ حاصل ہوا جب مرزا ہندال نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور ایک فتنہ اٹھایا اور مرزا
کامران آگرہ میں آیا تو یہاں بہت کوشش کرکے ان جلا وطنوں کی مدد کے واسطے مرزا
کامران سے لشکر لیا جسکا افسر باباچوچک کامران کے امرائے عظام میں سے تھا مقرر ہوا کہ وہ
جاکر کشمیر کو فتح کرے مگر باباچوچک نے سفر میں ایسا تاہل کیا کہ بادشاہ کی شکست کی خبر جو
چوسہ میں ہوئی عام ہوگئی اسلئے اوسنے فسخ عزیمت کی اور امرائے کشمیر حدود نوسہرہ و راجوری کی
میں کشمیر اور پنجاب کے پہاڑوں میں شغلب ہیں لگ گئے تھے اور منتظر وقت رہتے تھے اور مرزا حیدر کو خطوط
لکھکر تسخیر کشمیر کی ترغیب دیتے تھے۔ مرزا حیدر ان خطوط کو بادشاہ ہمایوں کی خدمت میں
پیش کرتا جسے اوسکو دربرو زملک دلکشائے کشمیر کی سیر کا شوق زیادہ ہوتا تھا۔ ان دنوں
میں بادشاہ کو کوئی تدبیر کشمیر کی تسخیر کے سوا سود مند نہ معلوم ہوتی تھی۔ اسلئے یہہ تجویز ہوئی
کہ مرزا حیدر اول نوشہرہ میں جائے کہ ملوک کشمیر اس سے ملیں اور اوسکے متعاقب سکندر توبچی
نوشہرہ میں اس سے ملے اور پھر دونو تیہ عقبہ کشمیر میں جا ملیں اور امیر خواجہ کلاں نوشہرہ میں آئے
اور جب مرزا حیدر کشمیر میں جائے تو خواجہ کلاں تیہ عقبہ کشمیر میں آئے اور بادشاہ نوشہرہ
میں فروکش ہو۔ مرزا حیدر جب نوشہرہ میں آیا تو تمام ملوک کشمیر آکر اوس سے ملے اسکندر
توبچی ایک روزہ راہ پر نوشہرہ میں آ موجود خواجہ کلاں سیالکوٹ میں آیا جبکہ مرزا حیدر نے
سکندر توبچی کے بلانے کو آدمی بھیجا خبر آئی کہ تمام آدمی لاہور سے چلے آئے۔ مرزا حیدر نے
جلد روانہ ہوا اور تیہ عقبہ کشمیر میں پہنچا کاجی چک دوسری راہ سے آیا اور دیدو منافقہ وقوع

غرض وہ وہاں پہونچ گئے جب لاہور کی ویرانی کی خبر سکندر توپچی و امیر خواجہ کلاں کو
پہنچی تو اسکندر توپچی سارنگ کی طرف التجا لے گیا اور امیر خواجہ کلاں سیالکوٹ سے
جاکر اہل قوت سے ملحق ہوا۔ بادشاہ نے ہرچند چاہا کہ وہ کشمیر کی طرف آئے مگر کسی نے
اوسکی ہمراہی نہیں کی۔ یہ بیان تاریخ رشیدی سے نقل کیا ہے۔ ابوالفضل نے یہ حال
لکھا ہے کہ اسوقت ہمایوں دریاے چناب کے کنارہ پر تہا کہ مرزا عسکری و مرزا کامراں معہ خواجہ
عبدالحق و خواجہ خاوند محمود کے کابل کو روانہ ہوئے محمد سلطان مرزا و الغ بیگ مرزا
و شاہ مرزا نے حدود ملتان میں اس تفرقہ کی خبر سنی تو وہ دریاے سندہ کے کنارہ پر جاکر
مرزا کامراں سے جا ملے غرہ رجب ۹۴۷ھ کو ہمایوں کو جسنے کشمیر جانے کا ارادہ مصمم کیا تہا
مرزا ہندال و یادگار ناصر مرزا و قاسم حسین سلطان اصرار کرکے سندہ کی طرف لیگئے خواجہ کلاں بیگ
جسنے بادشاہ کے ہمراہ ہونے کا قصد کیا تہا وہ سیالکوٹ سے جاکر مرزا کامراں کے
ہمراہ ہو گیا۔ جواہر واقعات ہمایونی میں یہ لکھتا ہے کہ خواجہ کلاں بیگ مقام بہرہ میں
حکمراں تہا۔ اوسنے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بہیجی کہ اگر حضور بہرہ میں تشریف
فرما ہوں تو بندہ خدمتگاری اور جاں سپاری کے لئے حاضر ہے اسی مضمون کی عرضدا
اوسنے مرزا کامراں کو بہی لکہی تہی۔ جب اوسنے سنا کہ لاہور سے تیس کوس کے اندر افغان
آگئے ہیں تو بادشاہ اور کامراں دونو بہرہ کی طرف فرار ہوئے تو وہ سیالکوٹ سے
جہاں وہ تہا بہرہ میں آگیا ہمایوں کو خواجہ کلاں کی ملاقات کا بڑا شوق تہا اسلئے اوسنے
بہرہ جانے کا قصد کیا۔ ظہر کی نماز کے وقت وہ دریاے جہلم پر آیا۔ دریا بڑے زور شور سے
چڑہا ہوا تہا۔ بادشاہ پار جانے کے لئے بیتاب تہا اوسنے تردی بیگ کو کہا کہ گہوڑے
کو دریا میں ڈال کر رستہ بنائے گہوڑا تیرا مگر اودہر اودہر چکر کہانے لگا تو اوسنے ایک
ہاتہی کو دریا میں رواں کیا اور اوسکے پیچہے گہوڑے پر سوار ہوکر دریا میں چلا عصر کی
نماز تک چالیس آدمی دریا کے پار گئے پہر رات بہر چلکر صبح کو بہرہ میں پہنچے تو یہاں
معلوم ہوا کہ کامراں پیش قدمی کرکے خواجہ کلاں کے گہر آیا اور اوسکو اپنی خدمت میں

ساتھ لے کیا جبار قلی قورچی نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مرزا کامران پر دست اندازی کی جائے۔ فرمایا کہ لاہور میں جب مرزا ہندال نے مجھے کہا تھا کہ ایسے ماردالوں تو میں راضی نہیں ہوا تھا اب کیوں راضی ہوں بہتر ہوگا کہ میں خوشاب میں چل کر حسین تمر سلطان اور اوسکے بیٹوں سے ملاقات کروں بادشاہ یہاں سے بغیر کسی مقام کے خوشاب میں ظہر کے وقت پہونچا حسین تمر سلطان یہاں کا حاکم مع بیٹوں کے بادشاہ کا رکاب بوس ہوا۔ بادشاہ نے اوسکو بڑا دلاسا دیا اور پوچھا کہ اگر اسوقت مرزا کامراں آجائے تو کیا کرے اوسنے عرض کیا کہ میں بادشاہ کا غلام ہوں۔ کارزار میں جاں سپاری کے لئے حاضر ہوں بادشاہ نے اونکو حکم دیا کہ وہ اپنا اسباب تیار کرکے ہمارے لشکر کے ساتھ چلے اوسنے حکم کی تعمیل کی بادشاہ لے ساتھ ہولیا۔

بادشاہ ان واقعات سے ایسا حیران پریشان ہوا کہ اوسنے کشمیر کا ارادہ ترک کیا اور ہندال و یادگار مرزا کے ساتھ بھکر کی مہم میں شریک ہونے کا ارادہ کیا۔ حیدر مرزا سکندر توپچی اور مرزا کلاں بیگ کی کمکوں سے محروم رہا مگر وہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہا۔ اور تین ہفتے کے بعد کشمیر کے دارالسلطنت میں بغیر لڑائی بھڑائی کے فرماں روا ہوگیا۔

بادشاہ حسین تمر سلطان کے ساتھ خوشاب سے جہد کردہ چلا تھا کہ ایک ایسا راستہ آیا کہ اسمیں دو لشکر ساتھ نہیں چل سکتے تھے۔ اس راستے آگے دو راہیں تھیں ایک ملتان کو جاتی تھی دوسری کابل کو۔ اس تنگ راہ میں دونو کامراں اور ہمایوں کے لشکر آئے۔ ہمایوں پہلے جانا چاہتا تھا۔ کامراں جو بادشاہ کی نافرمانی ظاہر کرتا تھا وہ اول جانا چاہتا تھا۔ غرض جب اول جانے کی تکرار بڑہی تو میر ابو البقا نے جو ایک مرد بزرگ کامراں کے لشکر میں تھا اوسنے مرزا کامراں کو سمجھا کر بادشاہ کے اول جانے پر راضی کردیا اور بادشاہ اس راہ سے نکل کر ملتان روانہ ہوا۔ بعد اس کے کامراں کابل کو گیا۔ بادشاہ کا سندھ کو روانہ ہونا

* چناب و سندھ کے درمیان جنگل کو طے کرکے چند روز میں بادشاہ گل بلوچ میں پہونچا رجب ۹۴۷ھ میں ہندال مرزا و یادگار ناصر مرزا بے تاحل بیگ ک کے اغوا سے بادشاہ

سے جدا ہوکر اسی راہ پر بادشاہ سے پہلے گئے تھے۔ انکو بلوچوں نے روکا اور اونپر حملہ کیا۔
بلوچ سارے ملک میں پھیلے ہوئے تھے وہ سخت جفاکش تھے۔ وہ مرزاؤں کو اس آنے
نہ دیتے تھے۔ بادشاہ چند روز گل بلوچ میں ٹھیرا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان
مرزاؤں نے لاہور سے کوچ کر کے راوی کو بادشاہ کے ساتھہ عبور کیا تھا اور ہزارہ کے
قریب اوسے جدا ہو گئے تھے تو اونہوں نے ملتان کے ملک میں کوچ کیا تھا۔ اِس
اثناء میں قاضی عبداللہ (صدر مرزا کامراں) مع چند افغانوں کے اوپر آتا تھا کہ مرزا ہندال
کے قراولوں کے ہاتھہ وہ آگیا۔ انہوں نے مرزا ہندال پاس انکو بھیجدیا۔ اونے افغانوں
کو قتل کیا اور بابا دوست کی شفاعت سے عبداللہ نے سیاست سے نجات پائی غالباً یہ صدر
کوئی مخفی پیغام افغانوں کے لشکر کو لے گیا تھا اور وہاں اپنے آقا پاس اِس راہ سے
جاتا تھا کہ اوسپر یہہ آفت آئی۔ اس مغربی صحرا میں یہہ مرزا چند روز تک سرگردان اور حیران
تھے کہ کیا کریں۔ بلوچوں کا یہاں غلبہ تھا اور اونکے پاس مستحکم مقامات تھے۔ انہوں نے
ان آوارہ گردوں کا کھانا پینا بند کر دیا اور اونکو گجرات نہ جانے دیا واپس جانے پر مجبور کیا
بادشاہ بھی دشت میں اس شکل سے راہ چلتا تھا۔ آب نایاب غلہ کسی جگہہ نہیں بدرقہ تحمل و زادِ
توکل کے بھروسہ پر طے منازل و قطع مراحل کرتا تھا کہ ایک دن اوس نے نقارہ کی آواز
سنی بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ دو تین گروہ یہ مرزا ہندال و یادگار ناصر مرزا بڑے ہوئے
ہیں۔ میر ابو البقا مرزا کامراں سے جدا ہو کر بادشاہ کے ہمراہ ہو گیا تھا اونکو بادشاہ نے
مرزاؤں کے پاس بھیجا کہ وہ بادشاہ کی فرودگاہ سے اونکو اطلاع دے اور سعادت بخش
خرد افزا باتیں اونکو سنا کر بادشاہ پاس لے آئے۔ میر ابو البقا مرزاؤں کے پاس گیا اور
اونکو پند پذیر بنا کر بادشاہ کی ملازمت میں لایا اور اب یہہ متفق ہو کر ولایت بکر کی
ابھی مرزاؤں کے ساتھہ بادشاہ گل بلوچ سے نہیں چلا تھا کہ یہ خبر متوحش آئی کہ
خواص خان افغان سپہ سالار بادشاہ کے تعاقب میں بھیجا گیا ہے اور وہ نہیں کروہ
آن پہنچا ہے۔ ہمایوں پاس گو لشکر تھوڑا تھا مگر وہ لڑائی کے لئے تیار ہوا کہ اسے میں

آگئی کہ خواص خاں نے قیام کیا اور بادشاہ کا تعاقب چھوڑا۔ یہ دانشمند سپہ سالار
ملتان میں آیا اور اوسنے دشمن کو سراسر پریشان دیکہا اور بادشاہ اور مرزاؤں کا نشا
تو وہ اپنے افغانوں کی سپاہ عظیم سے جاملا مگر اسکی ہمسایگی کے خوف نے بادشاہ کو جلد
آمادہ کرایا اور اوچہ کی طرف سفر کیا۔ راہ میں بھوک پیاس سے بہت تکلیف اُٹھاکر
چناب کے کنارہ خیمہ زن ہوا۔ اس دریا میں جہاں ستلج اور بیاس ملتے ہیں اسے آ
اوسکو گارا کہتے ہیں آخر شعبان میں یہاں وہ پہنچا۔

بادشاہ بخشو، لنگاہ کے ملک کے قریب آیا وہ اِن حدود میں بڑا ذی اقتدار
اوسکی قوم میں سے ملتان میں بادشاہ ہوتے تہے ملتان کے بادشاہ کا خطاب
بادشاہ نے اس خیال سے کہ مبادا وہ سدراہ ہو - بیگ محمد بکاول اور کچک بیگ
ہاتھ فرمان بھیجا کہ اسکو خطاب خانجہان کا عنایت ہوا اور اوسکے ساتھ خلعت
اور توغ اور سپر۔ نقارہ اور چار ہاتھی بھیجے۔ اور اوسے درخواست کی کہ لشکر کے
غلہ اور دریا سے اوسکے اُترنے کے لئے کشتیاں بھیجدے۔ اگرچہ وہ خود تو بادشاہ پاس
مگر اوسنے بادشاہ کے آدمیونکا استقبال کیا اور بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی کہ سوداگر
حکم دیا کہ وہ لشکر شاہی میں اقسام اجناس پہنچائیں اور بہت کشتیاں تیار کردیں کہ با
دریاے گارا سے پار اُترجائے۔ بادشاہ اِن کشتیوں میں دریا پار اوترکر ۲۰ رمضان
حدود بکر (بھکر) میں پہنچا اور دریاے سندھ کے کنارہ پر جو بھکر کے سامنے ہے قصبہ لہری
باغ کے اندر خیمہ زن ہوا۔

اب ہمایوں کے لئے چند سال کا زمانہ ایسا آیا کہ ہندوستان میں اوسنے کوئی کا
اپنا نہ دکہایا۔ وہ ہندوستان سے بالکل ایسا خارج ہوا کہ کوئی اسکا داخل ہونا نہیں چا
بلکہ مہمان تک بنانے کا روادار نہ تہا۔ اوسکے چھوٹے بھائی پاس ایک وسیع سلطنت
جسمیں وہ بہی ایک طرح کا حق رکہتا تہا۔ تخت سلطنت پر دس برس تک وہ بیٹھا
زمانہ نے اوسکو عجیب و غریب انقلابات دکھائے۔ اول اول اوسکا جہاں خیمہ گیا

اوسکے ساتھ گئی - مالوہ و گجرات اوسنے کس جانفشانی اور جوانمردی اور سلیقہ مندی سے
فتح کیا - اونکی فتح میں کیسے کیسے سردار اوسکے روبرو پیش آئے مگر اوسنے اپنی مردانہ ہمت
سے اونکو دور پھینکدیا - مگر آخر کو دونو ملک ہاتھ سے نکل گئے - بنگال کو فتح کیا مگر آخر کار
اوسکے چھوڑنے پر مجبور ہوا غرض جو فتح اپنی بلند ہمتی و دلاوری سے حاصل کی اوسکے
ثمر سے متمتع ہونا نصیب ہوا - اوسکی ترکی و مغلی سپاہ نے اپنی دلیری جوانمردی ہنرمندی
ہوشمندی سے فتوح حاصل کیں - مگر اس سبب سے کہ لشکروں میں یکدلی و یکجہتی سے جنگ
کے منصوبے نہ ہوتے تھے بڑے بڑے شجاع تجربہ کار افسروں کی جانیں تلف ہوتی تھیں
فتحمند سپاہ کی کافی حمایت نہ کسی کمک سے ہوتی نہ کسی نئی سپاہ کی بھرتی سے اسلیے وہ
لڑتے تباہ ہوئی ملکی انتظام جنگی تھا سپاہ پر وہ موقوف تھا جبھی کوئی آفت سپاہ پر آئی سلطنت تباہ ہوئی
افغانوں کے ہاتھ سے سلطنت نکلکر ترکوں کے ہاتھ لگی تھی اوسکے انتظام کے واسطے نہایت
فرزانگی و مردانگی و حکمت عملی کی ضرورت تھی - مگر یہاں حقیقت میں کوئی ملکی انتظام نہ تھا
اور آپسمیں ذرا اتحاد نہ تھا اسکا رنگ بادشاہ کے ڈھنگ کے ساتھ بدلتا تھا اسوقت سلطنت
کے انتظام کے لیے کامل مدبر و عاقل منتظم درکار تھا اضلاع میں کوئی انتظام قوانین اور
آئین کے موافق نہ تھا سلطنت کے افسروں کے لیے کوئی قاعدہ و ضابطہ نہ تھا کہ وہ اونکو باہم
معاونت کے لیے مجبور کرتا تھا بادشاہ کے خصائل میں وہ قوت اور قدرت نہ تھی
کہ افسروں میں اپنا رعب داب خوف و ادب پیدا کرتا - جا بجا سرکشوں نے سر اوٹھایا - فقط
ان افغانوں ہی میں ان سرکشیوں کا بازار گرم نہ تھا بلکہ خود دربار شاہی کے افسروں میں
وبا پھیل رہی تھی - افغانوں کے ہاتھ سے اپنی سلطنت لی تھی گئی ہوئی سلطنت پھر حاصل
کرنے کے لیے وہ کوشش کرتے تھے - اپنی ذلت کے مکافات عزت حاصل کرنے سے کرتے
تھے - ہمایوں کے بھائی اور امرا جو سرکشی کرتے تھے وہ بابر کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے
برباد کرتے تھے - امراء عظام کا یہ عقیدہ تھا کہ ہمارا بادشاہ جوانمرد اور کاہل ہے مگر اپنی
آخر شکست کے پہلے ہی وہ ایسا بیدل ہو گیا ہے کہ اب وہ قابل اعتماد نہیں رہا - اسلیے

پندرہ برس کا عرصہ گذرا تھا کہ ابراہیم شاہ سے شکست پانے سے ہندوستان میں افغانوں کا دوبار آیا اور خاندان تیمور کا اقبال چمکا اس عرصہ میں پانچ سال تو بابر کی سلطنت نہایت شان و شوکت و جاہ و جلال کے ساتھ رہی اور اسکے بیٹے نے سلطنت دس برس کی سلطنت میں کوئی انتظام کا ڈھنگ درست نہ ہوا اس خاندان کی قوت سلطنت جنگی تھی فتوحات میں ادھر چپہ چپہ کا کام تمام ہوا ادھر ہندوستان میں اس سلطنت کا نام و نشان نمایاں ہوا بات یہی ہے کہ ابھی اتنی مدت بھی نہیں گذری تھی کہ اس میں استحکام سلطنت ہوتا ❊

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ بادشاہ قصبہ لہری میں باغ میں اترا۔ لہری کو اب روڑی کہتے ہیں اور لکھو پہلے ہی زمانہ میں لہری بکر مشہور تھے اب روڑی بکھر مشہور ہیں۔ روڑی دریای سندھ کے بائیں کنارے پر سنگ چقماق کی پہاڑی پر واقع ہے اور مشہور قلعہ بکھر اسکے سامنے ہے دریا کے وسط میں ایک پہاڑی جزیرہ ہے اس میں یہ قلعہ بنا ہوا ہے۔ مرزا شاہ بیگ نے جسکا مفصل حال تاریخ سندھ میں پڑھو گے کچھ برسوں پہلے اس جزیرہ کو خوب مستحکم کیا تھا مگر اب اس کو غلے کے ذخیروں اور اسباب و آلات جنگ سے ایسا معمور کیا تھا کہ وہ مدتوں تک غنیم کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ سلطان محمود بکری کہ مرزا شاہ حسین بیگ ارغونی کے توابع میں سے تھا اس قلعہ کی قلعہ داری کرتا تھا اسنے ملک بکر کو ویران کر کے استحکام قلعہ کیا اور دریای سندھ کی اس طرف سے ساری کشتیاں لے گیا اور قلعہ کے نیچے انکا لنگر ڈالا۔ مرزا شاہ حسین بیگ ابن مرزا شاہ بیگ ارغون کا بھائی کہ جب بابر اسے قندھار زبردستی لے لیا تو اسنے یہاں آکر دریای سندھ کے زیرین و بالا ملک یعنے بھکر اور روڑی پر قبضہ کر لیا۔ ہمایوں جس باغ میں اترا تھا وہ روڑی سے چار میل تھا اس باغ کا نام چار باغ بابرلو تھا۔ وہ لطافت میں بے نظیر تھا عمارات دلکش جو وہاں تعمیر ہوئی تھیں انکو بادشاہ نے بذات خاص رونق دی اور ہمسایہ میں لشکر کو اس زمین میں اتارا جس میں راستہ قصبہ کو جاتا تھا یہاں لشکر کو سفر میں آفتوں کے اٹھانے کے بعد آرام ملا ❊

ان ایام میں بھی ہمایوں کو آرام نصیب نہ ہوا اسکو اپنے لشکر و ملازموں کے لیئے غلہ منگوا

سکے لئے تردد کرنا پڑا چند روز بعد مرزا شاہ حسین اپنے لشکر کے چار پانچ کوس جاکر مقیم ہوا
اور دریا پار اُتر کر داہنی طرف قیام کیا یادگار ناصر مرزا ابھی دریا کے پار جاکر مقیم ہوا
کچھ دنوں بعد انکو ضرورت ہوئی کہ اپنی قیام گاہ کو فراخ کریں اور غلہ و آذوقہ زیادہ
بہم پہونچائیں تو مرزا ہندال سفر کرکے پاتر میں چلا گیا جو شاد آب ضلع سیہوان میں تہا اور
یادگار مرزا دراہیلا میں چلا گیا روڑی سے سندھ پچاس کروہ پر تہا اور دوسرا امیر دوسرا
جب بادشاہ قصبہ لہری میں اُترا تو اُسنے سلطان محمود کو فرمان بہیجا کہ وہ آستان
بوس ہو اور قلعہ ہمارے ملازموں کے حوالہ کرے اُسنے عرض کیا کہ میں مرزا شاہ حسین کا ملازم
ہوں جب تک وہ بادشاہ کی ملازمت میں یہاں نہ آئے میرا آنا آئین نمک حلالی میں پسندیدہ
نہیں ہے اور اسکی اجازت بغیر قلعہ حوالہ کرنا بھی سزاوار نہیں اور اسی طرح کی اور باتیں
کہنا میں بادشاہ نے اسکے عذر کو مان کر معتمد ملازموں میر طاہر صدر و میر سمندر کو مرزا شاہ حسین
پاس جو ٹھٹھہ میں تہا بہیجا اور انکو سمجھایا کہ جسطرح ہوسکے اسکو ہماری طرف مائل کریں
اور اسکو بیان کریں کہ بادشاہ کا ٹھٹھہ میں آنا اختیاری نہیں ہے یہاں آنے سے اُسکی غرض یہ نہیں ہے
کہ وہ ملک سندھ میں شاہ حسین کی حکومت میں خلل انداز ہو بلکہ آگے جاکر گجرات کے
فتح کرنے کا ارادہ ہے اسلئے تجہہ کو یہاں نے تکلیف دیتا ہے کہ اس مہم میں جو کام کرے وہ تیری
صلاح و مشورہ سے کرے +

مرزا شاہ حسین بادشاہ کے فرستادوں کے ساتھ با ادب پیش آیا اور کالی کندہ سے
ملک کا خراج بادشاہ کو پیشکش لئے بہجوا دیا کہ جس سے بادشاہ کے خرچ کا کام چلے۔
مگر جو اس سالت کا اصل مقصد تہا اس میں آج کل بالے بتاتے۔ اور ایسی بناوٹ کی باتیں بنائیں
کہ جس سے بادشاہ مایوس نہ ہو جب پانچ چھ مہینے گذر گئے اور کچھ اصل حال نہیں معلوم
ہوا تو بادشاہ نے ایلچیوں کے نام فرمان صادر کیا کہ کیا وہ فوراً واپس چلے آئیں
یا مجھے اطلاع دیں کہ وہاں کامیابی کی اُمید کیا ہے ایلچیوں نے جواب لکھا کہ کچھ دنوں یہاں
اور رہنے دو امید ہے کہ خاطر خواہ مطلب حاصل ہو جائیگا مگر پھر اور زیادہ عرصہ گذرا

... خبر نہ آئی اور یہاں بادشاہ کی مشکلات روز بروز زیادہ ہوتی گئیں تو اونے ایلچیوں کو حکم بھیجا کہ اگر شاہ حسین آنے سے انکار کرے تو تم خود جلد چلے آؤ +

جب یہ احکام پہنچے تو میر سمندر روڑی چھننے کو تیار ہوا کہ اب مرزا نے دیکھا کہ زیادہ التوا نہیں کر سکتا اور بادشاہ کا لشکر بھی قحط اور بیماری سے پراگندہ اور پریشان نہیں ہوا تو وہ ایک اور چال چلا کہ بادشاہ کو سندھ سے نکال دے۔ اُسنے میر سمندر کے ساتھ شیخ مرک کو اپنا ایلچی بنا کے بھیجا۔ یہ شیخ شیخ پوران کی اولاد میں سے تھا جسکے خاندان کا معتقد خاندان ارغون تھا۔ اور لایق پیشکش بھی اوسکے ہمراہ کی اور یہ عرضداشت لکھی کہ ولایت بھکر کا محصول کم ہے اور ولایت جاچکان معموری و آبادی زراعت اور غلہ کی کثرت میں ممتاز ہے۔ بادشاہ کے لئے مناسب ہے کہ اس طرف تشریف لیجائیں اور اوسکو تصرف میں لائیں جس سے بادشاہ کی سپاہ کو فراغت نصیب ہوگی میں بھی خدمت کے لئے نزدیک ہو جاؤنگا میری بڑی سعادت ہے کہ حضور نے ان حدود میں نزول اجلال فرمایا اور بتدریج اپنے دل کے سارے دغدغوں کو دور کرکے رکاب بوس ہونگا اور یہ بھی معروض کیا کہ جب میں حضور کا بساط بوس ہونگا تو بادشاہ کی تھوڑی توجہ سے ملک گجرات حضور کے تصرف میں آ جائیگا اور اس ملک کی دولت کے ذریعہ سے تمام ممالک ہندوستان کو حضور اپنے تصرف میں کر لینگے۔

ایلچی نے آکر جب بادشاہ سے فتوح کے لئے یہ باتیں عرض کیں تو وہ اوسکو اچھی پسند آئیں کہ اوسنے انکو منظور کر لیا۔ مگر ارکان سلطنت نے اس عرضداشت کو اور ہی نظر سے دیکھا کہ جاچکان کا ملک دریائے سندھ سے مشرق میں ہے جسکے باشندے بڑے بہادر ہیں انکو شاہ حسین مطیع نہیں کر سکا اسلئے اوسنے بادشاہ کے ذریعہ سے انکو مغلوب کرنا چاہا۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ ملک شاداب و سرسبز ہے اور اوسکے دیہات بڑے آباد ہیں۔ وہ سندھ کی شاخوں سے سیراب ہیں مگر اس میں کوئی قلعہ نہیں ہے کہ جسمیں اسوقت کہ گجرات کی فتح کو جائیں تو اہل و عیال اور لشکر کے بھاری اسباب کو وہاں چھوڑ جائیں کہ شیر

شاہ حسین کا بادشاہ کو سندھ سے نکلنے کی ترغیب دینا +

اور نیز شاہ حسین مرزا کے اور ہمسایہ کی قوموں کے حملوں سے محفوظ رہیں۔ انہوں نے یہ خیال کہ شاہ حسین مرزا نے مکر و تزویر سے ایسی دروغ باتیں راست نما بنائی ہیں۔ اگر شاہ حسین کو بادشاہ کی خدمت کرنی حقیقت میں منظور ہوتی تو وہ اپنے مستحکم قلعوں میں بادشاہ کو آنے دیتا۔ میر سمندر شاہ حسین مرزا کی خصلت کو خوب جانچ پڑتال کر کے آیا تھا۔ اُسنے بھی یہ کہا کہ میری رائے میں بادشاہ کی خدمت میں شاہ حسین نہیں حاضر ہوگا۔ اس رائے کو ہمایوں نے بھی مان لیا۔ قلعہ بھکر کا محاصرہ شروع کیا۔ جب شاہ حسین کو خبر ہوئی کہ بادشاہ نے بھکر اور سیہوان کا محاصرہ کیا تو اسنے ان دونوں قلعوں کو اور زیادہ مستحکم کیا اور یہ کہا کہ بھلا ہمایوں باغ نزہت آئین کو جسمیں وہ رہتا ہے کب چھوڑ کر اس لشکر میں جائیگا کہ بھکر کو محاصرہ کر رہا ہے اور اوسکے امیر وہاں کب قیام کرینگے۔ یہ پیشین گوئی اوسکی پوری ہوئی روڑی میں جسوقت سے بادشاہ کا لشکر آیا تھا مختلف مقامات سے ایک خلقت اُس سے ملنے چلی آتی تھی۔ ہندوستان میں ہمایوں اور شیر شاہ میں جھگڑا نہیں ہوا تھا بلکہ دو مختلف قوموں افغانوں اور ترکوں میں جب ہندوستان سے بادشاہ اور اوسکا خاندان نکالا گیا تو اس ملک میں بادشاہ کے ہم وطنوں اور متعلقین کے لئے کوئی مامن نہ تھا کوئی لکھتا ہے کہ عورت مرد بچے سب ملکر اوسکے لشکر گاہ کے گرد دو لاکھ کے قریب جمع ہو گئے تھے مگر اس تعداد میں مبالغہ ہے۔ اس ملک کا پیداوار تھوڑا زراعت قلیل۔ پھر اس آفت پر ایک اور آفت کہ شاہ حسین نے تمام غلے کو غارت کر دیا تھا اور بادشاہ کے لشکر میں غلے کے جانے کی راہ کو روک رکھا تھا۔ موسم خراب تھا۔ ان سببوں سے اناج جو پہلے گراں تھا اور زیادہ گراں ہو گیا۔ ایک دمڑی ایک مثقال کو آتی تھی قحط پڑا اور بھکر کے گرد فاقوں کے مارے آدمیوں کا مرنا شروع ہوا۔ بادشاہ نے اپنے تابعین کے لئے خزانہ کا منہ کھولا۔ مگر ہر چیز پہلے سے زیادہ گراں ہو گئی +

ہمایوں نے اپنا بڑا عزیز وقت اس میں ضایع کیا کہ شاہ حسین سے اپنا مطلب [illegible] مرزا ہندال نے بار بار درخواست کی کہ ضلع سیہوان کو جو نہایت [illegible]

دوسرے ... ہمایوں نے اوسکو یہ جواب دیا کہ شاہ حسین سے عہد و پیمان ہو رہے ہیں جبتک اسکا
فیصلہ ہو یہ کام نہیں کرنا چاہیے - اب شاہ حسین کا جھگڑا آگیا تو مرزا ہندال کو حکم ہوا کہ ذ
سیہوان کو فتح کرے شاہ حسین نے یہاں بھی وہی تدبیر اختیار کی جو بکھر میں کی تھی قلعہ سیہوان
کو مستحکم کیا اور اوسکے گرد سارے ملک کو ویران کر دیا - اب ہمایوں کو یہ خبر لگی کہ مرزا ہندال
کا ارادہ اوسکا چھوڑ کر قندھار جانے کا ہے تو اوسنے باہر لوکے باغوں کو چھوڑا جنمیں وہ پانچ
چھ مہینے سے رہتا تھا اور لشکر کو بدستور حکم دیا کہ وہ قلعہ بکھر کا محاصرہ رکھے اور خود دا... بیلا کو
گیا اور یادگار ناصر مرزا سے ملا اور دو دن یہاں ٹھیرا - تیسرے روز وہ پاتر میں آیا جو
دریاء سندھ سے ۲۰ میل پر ہے اور یہاں اپنے بھائی ہندال سے ملا
بادشاہ کا پاتر میں آنا اسلئے زیادہ ذکر کے قابل ہے کہ یہاں اسکا وہ نکاح ہوا
جسنے اکبر جیسا شہنشاہ پیدا ہوا - بادشاہ کی دعوتیں ہو رہی تہیں کہ مرزا ہندال کی والدہ
دلدار بیگم نے بادشاہ کی دعوت کی اور سب بیگمات کو بلایا - انمیں حمیدہ بیگم بھی مہمان تھی
جسکی عمر چودہ ۱۴ سال کی تھی - وہ ہندال کے استاد شیخ علی اکبر جامی کی بیٹی تہی - بادشاہ
اوسکی صورت کو دیکھکر دل و جان سے فریفتہ ہوا - اسنے پوچھا کہ وہ کسی جگہ نامزد تو
نہیں ہوئی جواب ملا کہ اسکی منگنی تو ہو گئی ہے مگر نکاح نہیں ہوا بادشاہ نے کہا کہ میں
اس سے نکاح کرونگا - اسپر مرزا ہندال بہت خفا ہوا اور اوسنے کہا کہ میں تو سمجھا تھا کہ
بادشاہ میری عزت افزائی کے واسطے یہاں آیا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ ایک نوجوان لڑکی سے
وہ نکاح کرنے کے لئے آیا تھا - اگر بادشاہ یہ ناشایستہ کام کریگا تو میں اوسکی خدمت سے جدا
ہو جاؤنگا جب دلدار بیگم نے بیٹے کی یہ باتیں سنیں تو اوسنے بیٹے کو لعنت ملامت کی اور
کہا کہ بادشاہ سے تو معذرت کر جسپر اوسنے انکار کیا تو بادشاہ خفا ہو کر کشتی میں سوار ہو
مگر دلدار بیگم اسے منا کر اپنے گھر لے آئی اور بیٹے کو بھی راضی کر دیا ۹۴۸ھ میں نکاح ہو گیا
چند روز بعد مرزا ہندال کے لشکر میں جلدی جلدی آدمی مرنے لگے بادشاہ اپنی بیگم مریم
... بیگم بانو کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا

مدت سے بادشاہ عہدہ و کمر بستہ تمام ہیتا تھا گرانی غلہ اور بیماری سے ولایت اور لشکر
کا حال خستہ ہورہا تھا مرزا جو بادشاہ کے ہمرکاب ہم عنان تھے ان کے دلوں
میں وہ سست اندیشی اور نادرست فکر آ گئے تھے جو منافقوں کے مشرب میں گوارا
اور مطبوع ہوتے ہیں۔ قراچہ خاں مرزا کامراں کی طرف سے قندھار میں حکمراں تہا اوسنے
مرزا ہندال کو خط لکہا کہ یہاں چلے آؤ اور اس میں سلطنت کرو۔ یادگار ناصر مرزا بھی
بادشاہ کے ساتھہ باطن میں مخالفت رکھتا تھا مرزا ہندال کو اغوا کیا کہ قندھار کو چلے آؤ
ہندال اپنے لشکر کو جمع کر کے قندھار روانہ ہوا اور اپنا آدمی یادگار ناصر مرزا پاس بھیجکر
اپنے جانے کی اطلاع دی اور اوسکے بلانے کی درخواست کی کہ راہ میں اوس سے ملجائے
جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو سہ شنبہ تاریخ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۹۴۷ھ کو بادشاہ
میر ابوالبقا پاس گیا اور اوسکو باعزاز تمام یادگار ناصر مرزا پاس برسم رسالت بھیجا کہ مرزا
کو خطا کی طرف جانے سے باز رکھے اور راہ صواب پر لائے مرزا پاس میر گیا اور سعادت آموز اور
نصیحت آمیز باتیں کر کے مرزا کو مخالفت سے پہیر کر موافقت کی راہ پر لایا اور یہ مقرر ہوا
کہ مرزا دریا سے عبور کر کے بادشاہ پاس آئے اور خدمت گاری اور جاں سپاری میں ثابت قدم
رہے۔ اسکے ساتھہ یہہ شرطیں ٹھیریں کہ جب ہندوستان فتح ہو تو تہائی اوس کو دیا جائے
اور جب بادشاہ کابل میں جائے تو غزنی چرخ۔ موضع لوہگر کہ بابر نے مرزا کی ماں کو دیکر
دئے تھے اُسکے متعلق کئے جائیں۔ چہار شنبہ کو میر اپنے گھر مراجعت کرتا تھا کہ قلعہ بھکر کے
آدمیوں کو اوسکے جانے کی خبر ہوئی۔ ایک جماعت نے کشتی کے پاس آنکر میر پر تیروں کا مینہ
برسایا۔ اُسکے کئی زخم کاری لگے دوسرے دن میر بقا عالم فانی سے ملک بقا میں رخصت ہوا
بادشاہ کو اس بزرگ کے مرنے کا افسوس ہوا کہ اوسنے یہ فرمایا کہ بہائیوں کی مخالفت دشمنی
نمک پروردوں کے حق ناشناسی یاروں و دوستوں کی دم بازی ملک ہندوستان
سلطنت کا جانا اور اوسکے عوض غربت پر غربت آنا یہ سب ایک طرف اور واقعہ میر ... ایک طرف
اس واقعہ کے ساتھ ... یادگار ناصر مرزا دریا سے ... کے ...

میر ابوالبقا کا یادگار ناصر مرزا پاس جانا

شاہ حسین کے ایلچی کا رخصت کرنا اور بادشاہ کا سیہوان جانا +

اسی اثنا میں حاکم ٹھٹہ کے فرستادہ شیخ میرک کو رخصت کیا اور حاکم ٹھٹہ کو یہ فرمان لکھا کہ
جو کچھ تم نے التماس کیا تھا اوسکو ہم نے قبول کیا بشرطیکہ تم از روئے عقیدہ کے ہماری
ملازمت میں حاضر ہو۔ والی ٹھٹہ نے مدتوں تک آنے کے وعدے کئے مگر کبھی وہ پورے نہیں ہوئے
اب بادشاہ کو تباہی سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر شافی اسّے بہتر نہ سوجھی کہ ٹھٹہ پر حملہ آور ہو
یادگار ناصر مرزا کو بالائے سندھ کی یعنی بھکر کی مملکت سپرد کی۔ اور ہدایت کی کہ قلعہ بھکر کا محاصرہ
کرے اور خود غرہ جمادی الاولی ۹۴۷ھ کو ٹھٹہ کی طرف کوچ کیا ضلع سیہوان کو مورخان
سیوستان یا سوستان بھی لکھتے ہیں اسکے مشرق میں دریاء سندھ ہے مغرب میں بلوچ کوہستان
ہے جنوب میں سلسلہ کوہ لکی ہے جو دریاء سندھ کے کنارہ پر ہے۔ اسمیں دریاء سندھ کی
ایک شاخ سے جسکو ارل کہتے ہیں آب پاشی ہوتی ہے اور اس شاخ سے انہار متقاطع
تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہیں اور بہت سی ندیاں پہاڑوں سے آتی ہیں غرض یہ
چھوٹا سا ضلع نہایت سیراب و شاداب و سرسبز و سیر حاصل ہے۔ اس میں شہر سیہوان
ایک اونچی زمین پر ارل کے کنارے پر ہے۔ ایک قلعہ ساٹھ فیٹ اونچی زمین پر بنا ہوا ہے
اوسکی دیوار اینٹ کی نہایت مضبوط ہے۔ لکی کوہستان سمندر کی تازی ہوا کو روکتا
ہے اسلئے یہاں امس بھی ہے +

قلعہ سیہوان کے نزدیک تفضیل بیگ برادر مرزا منعم خان۔ ترش بیگ برادر بزرگ
شاہمخان اور جماعت قریب بیس آدمیوں کے کشتی میں سوار ہوکے جاتے تھے کہ قلعہ سے
ایک جماعت نے نکل کر اس جماعت کا قصد کیا۔ یہ بھی سب متفق ہوکر کشتی سے باہر آئے
اور جانب مخالف پر حملہ آور ہوئے مخالفوں کو ایسا بھگایا کہ وہ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے
بعضوں نے ان میں سے بھی قلعہ کے اندر مردانگی کرکے جا پہونچے مگر کمک کی امید نہ تھی اسلئے
بادشاہ کے لشکر میں واپس چلے آئے۔ اس جماعت نے بادشاہ سے عرض کی کہ اس
شہر کا تسخیر کر لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے اسکے لے لینے سے گرد کے ملک پر ہماری
حکومت ہو جائیگی بادشاہ کو انکی رائے پسند آئی اور اسی کو اختیار کیا اور ٹھٹہ کے قصد کو

شاہ حسین کا ملک ویران کرنا +

ملتوی کیا۔ ۱۰۔ رجب کو قلعہ سیہوان کا محاصرہ کیا بادشاہ کو امید تھی کہ چند روز میں قلعہ ہاتھ لگ جائیگا۔ مگر شاہ حسین نے یہاں بھی وہی اپنی حکمت کی قلعہ میں سپاہ اور چند عمدہ افسر لڑنے کے لئے مقرر کئے اور گرد کے ملک سے مویشی اور باشندوں کو نکال کر بالکل ویران کر دیا پہلے اس سے کہ لشکر ہمایوں قلعہ کے گرد پہونچے محافظان حصار نے قلعہ کے حوالی میں باغوں اور عمارتوں کو ویران کر دیا۔ حملہ آوروں نے توپ خانے لگائے اور ایسے لڑے کہ وہ نہایت تنگ آ گئے۔ مرزا حسین شاہ نے جب دیکھا کہ اوسکی دار السلطنت پر آفت آنے والی ہے تو وہ نہایت مستعدی سے کام کرنے لگا ٹھٹھہ سے چلکر سین میں آیا۔ یہ شہر دریاے سندہ کے دائیں کنارہ پر تھا اور بادشاہ کے لشکر سے بہت دور نہ تھا اور یہاں اوسنے گرد خندق بنائی اور غرابوں اور کشتیوں کا بیڑا اکٹھا کیا۔ میر علیکہ ارغون کو سیہوان کا حاکم مقرر کیا۔ میر علیکہ قابو پاکر بادشاہ کے لشکرگاہ کے اندر بازار کے قریب گیا اور دشمنوں کو اسکا حال نہیں معلوم ہوا کہ وہ قلعہ میں چلا گیا۔ ہمایوں نے ایک سرنگ بہت جلد قلعہ تک بنوائی اور اوسے اڑایا تو قلعہ کی دیوار گری۔ محاصرین نے جب اس دیوار شکستہ کے اندر جانیکا

محاصرہ کی تکلیفات +

ارادہ کیا تو اوسکے اندر ایک اور دیوار نظر آئی جسے اونکو نہایت مایوسی ہوئی شاہ حسین نے سب طرف راہیں ایسی بند کر دیں تہیں کہ بادشاہ کے لشکر میں غلہ کسی طرح نہیں پہنچ سکتا تھا اسکی سپاہ چاروں طرف ملک میں پہیلی ہوئی تہی۔ اب ہمایوں کے لشکر کو معلوم ہوا کہ ارغون کی قوم بڑی بہادر ہے اور وہ سب طرح کا اسباب جنگ رکھتی ہے اور خوب مسلح ہے ہمایوں کے لشکر کا حال یہ تھا کہ بارود کی کمی ہوئی اسلئے محاصرہ کے لئے جن ہتیاروں کا چلانا ضرور تھا نہیں چلا سکتے تہے۔ برخلاف انکی امید کے کئی مہینے اس محاصرہ میں لگ گئے اور یہ بلا بر بلا آئی کہ دریا میں طغیانی ہوئی سارے ملک میں پانی پہیل گیا۔ بیماری کا زور شور ہوا سپاہیوں کو روٹی نہیں ملتی تہی۔ لشکر کی باربرداری کے جانوروں کو ذبح کرتے اور اونسے پیٹ بہرتے اونہوں نے دیکھا کہ اسطرح یہ مصیبت کے دن کاٹے نہیں کٹینگے تو گروہ گروہ انمیں بہاگنے شروع ہوئے۔ چند تھوڑا سوار کم رسی غلہ سے فرمایہ آدمیوں ہی نے لشکر بہت کی بیانیں(?)

بعضی مغل جو مرزا کامران کے ملازم تھے اونہوں نے بھی بے صبری سے بھاگنا شروع کیا چنانچہ میر طاہر صدر و میر محسن
و خواجہ غیاث الدین جامی و مولانا عبد الباقی حاکم ٹھٹہ کے لشکر میں چلے گئے میر برکہ مرزا
و مظفر علی ولد فقیر علی بیگ و خواجہ محب علی بخشی یاد گار ناصر مرزا پاس جا پہنچے اور اوسکو
پا جانے کے لئے اغوا کیا اور بادشاہ نے یہ بھی سنا کہ منعم خاں او فضیل بیگ و ایک اور
جماعت متفق ہو کر کنارہ کشی کرنی چاہتی ہے بادشاہ نے احتیاطاً منعم خاں کو جو سب کا
سرزار تھا مقید کیا +
اس سے پہلے علی بیگ جلائر نے جو ایک پرانا ترک افسر تھا بادشاہ سے عرض کیا
کہ شاہ حسین ٹھٹہ سے چلکر دریا سے پار ہو کر بند رہ کر وہ اس طرف آیا ہی بندہ کے ہمراہ
پانچ سو سوار کیجئے تو میں شب و روز سفر کر کے غنیم کے لشکر پر دفعتہً جا پڑوں اور اوسکے لشکر کو
تکما کر دوں - بادشاہ نے اس درخواست کو منظور کیا - مگر یہ بہادرانہ کام بیدل سپاہ کب ہو سکتا
تھا - بادشاہ نے دیکھ لیا کہ کوئی افسر اس کام میں شریک نہیں ہوتا - بادشاہ نے ناصر یادگار
مرزا کو بھکر کے قلعہ کے محاصرہ کے لئے چھوڑا تھا - اوسنے قلعہ کا محاصرہ ایسا تو کیا نہیں کہ
محصورین قلعہ کے اندر بند ہو جاتے وہ ایسا غافل تھا کہ دو دفعہ اہل قلعہ نے اوسپر حملہ کیا
اور اوسکے سپاہیوں اور افسروں کو قتل کیا - تیسری دفعہ کشتیوں سے دلیرانہ باہر آ کر ریتی میں
صف جنگ آراستہ کی - اس دفعہ مرزا کے آدمیوں نے ایسی دستبردی کی کہ تین چار سو
آدمی اونکے قتل کئے اور پیاسی ریتی کو اونکے خون سے سیراب کیا اور ایسا اونکو ڈرایا
کہ پھر اونھوں نے پیشدستی کا ارادہ نہیں کیا +
شاہ حسین نے یہ روباہ بازی کی کہ وہ ناصر مرزا کی الوالعزمی سے واقف تھا اور جانتا
تھا کہ بادشاہ تو خستہ حال ہو چکا ہی جو کچھ ہے مرزا ہی ہے اوسکو بادشاہ سے جدا کرنے کی یہہ
تدبیر کی کہ اوسنے بابر قلی مہردار کو مرزا پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ میں بڈھا ہو گیا ہوں کوئی
فرزند نہیں - اپنی بیٹی کی نسبت تجھسے کرتا ہوں - تمام خزانے تجھے دیتا ہوں حیات مستعار
میں سے جو چند روز باقی ہیں اون کو رائگاں ہاتھ سے نہیں دیتا - تیرے ساتھ

اتفاق کرکے گجرات کو تسخیر کرونگا غرض اس سے یہی کہ شاہ حسین اپنی زندگی [illegible]
کا بادشاہ اوسکو بنا جگا اور اوسکے مرنیکے بعد ملک ٹھٹہ کا مالک وہ ہوگا - یادگار مرزا نے اس [illegible]
کو بڑی خوشی سے قبول کرلیا - جب بادشاہ نے اپنے لشکر کی عسرت دیکھی تو یادگار ناصر مرزا پاس [illegible]
بھیجا کہ خود حاکم ٹھٹہ پر جلد چڑہ جا کہ اوسنے راہ بند کر رکھی ہے غلہ و رسد لشکر کو نہیں پہنچنے دیتا تاکہ لشکر
کی جان ضیق سے نکلے شاہ حسین میدان میں تو مجھ سے نہیں لڑ سکنے کا - میں خود لڑنے اسلئے نہیں
جاتا کہ میرے جانے سے قلعہ محصور میں سامان غلہ وغیرہ کا پہونچ جاے گا
محاصرین کی ساری محنت برباد جائیگی - بادشاہ کی اس درخواست کے موافق اوسنے
۱۵۰ سوار تردی بیگ کے ہمراہ بھیجدے - مگر یہہ لشکر اتنی دیر کرآیا کہ وہ کچھہ کام نہ آیا
مرزا اگرچہ دل میں بادشاہ سے برگشتہ تھا - مگر بادشاہ کی ظاہرداری جی جاتی
تھی اوسنے اپنا پیشخانہ باہر نکالا لیکن روانگی میں اپنی خام خیالی سے تعلل اور التوا کرتا تھا
اس اثنا میں بادشاہ نے شیخ عبدالغفور کو کہ ترکستان کے مشایخ کی نسل سے تھا اور بادشاہ
کے مقربوں میں تھا مرزا پاس روانہ کیا کہ اہتمام کرکے جلد اوسکو لاے مگر اس بے سعادت
نے جیسے لکھا ہے کہیں رہ کر تو میرو یہ ترکستان ہست + کجروی اختیار کی اور مدعا کے
برعکس ایسی ناشائستہ باتیں مرزا کے خاطر نشان کیں کہ بادشاہ کی سپاہ میں اب کچھہ دم باقی
نہیں ہے جسکے سبب مرزا کے دل سے بادشاہ کا خوف بالکل جاتا رہا اور ہیر ظاہرداری
میں بھی خلل پڑا پیشخانہ کہ باہر نکالا تھا اوٹھا منگا لیا اور عذر ناموجہ لکھہ کر بادشاہ پاس بھیجدیا
اس حال میں مرزا نے یہ حرکت نہایت ناشائستہ یا جی پنے کی کی کہ حاکم ٹھٹہ کے اغوا سے
اوسنے ایک کشتی کو جس میں گیہوں اور غلہ بھرا ہوا بادشاہ کے لشکر کے لئے جاتا تھا پکڑ لا کر
شاہ حسین کے حوالہ کیا جسنے کشتی بانوں کو جو بادشاہ کے دولتخواہ تھے اور اوس کے
لشکر کے لئے کشتیاں اور غلہ بہم پہنچاتے تھے قتل کرڈالا +
جب بادشاہ نے دیکھا کہ روزگار ناسازگار ہے لشکر کی جان تنگی میں آرہی ہے
اب مناسب وقت یہی ہے کہ خالی قلعہ میں رہے تو ذیقعدہ کو اوسنے سکر سے [illegible]

کی طرف سے اب شاہ حسین شاہ کو اب یادگار ناصر مرزا کی طرف سے تو خوف نہیں رہا تھا اب
بالکل بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا یہ خبر آئی کہ ارغون کشتیوں کا بیڑا لئے چلا آتا ہے اور
اوس میں بہت سی سپاہ سوار ہے۔ اوسکی غرض یہ ہے کہ بادشاہ کو اولٹا نہ جانے دے اس
خبر کے بعد یہ خبر اور اڑی کہ غنیم نے بادشاہ کی وہ ساری کشتیاں پکڑ لیں جنمیں کچھ تھوڑا سا
غلہ لشکر کے لئے باقی تھا اور وہ لشکر کے قریب تھیں۔ ایسا جلد اس خبر کا اثر پھیلا کہ بعض
عورتیں جو کشتیوں میں تھیں وہ ننگے سر ننگے پانو بادشاہ کے لشکرگاہ میں دوڑی آئیں
یہ خبر بھی اڑی کہ بادشاہ گھوڑے سے گر پڑا اور اوس کے ہاتھ پانو میں چوٹ لگی یہ خبریں
سنکر قلعہ کا محاصرہ سپاہ نے چھوڑ دیا اور ایسی بے سر و پا ہو کر بھکر کی طرف بھاگی
کہ تمام خیمے ڈیرے سارا اسباب پرتل بنگاہ چھوڑ گئی محاصرہ سات مہینے تک رہا۔ ان اتفاقات
سے کچھ دنوں پہلے شاہ حسین نے ایک ایلچی بادشاہ پاس بھیجا تھا۔ مگر بادشاہ کے لشکر کے
آدمیوں نے اوسے لوٹ لیا اور مار ڈالا۔ بادشاہ نے مرزا منعم بیگ کو شاہ حسین پاس بھیجا کہ وہ
اس ایلچی کے قتل ہونے کی معذرت کرے اور اوس سے کہے کہ بادشاہ کا تعاقب چھوڑے
اور اس مصیبت میں اپنے بادشاہ کے ساتھ مہربانی کرے مگر شاہ حسین ایسا غصہ میں
بیٹھا ہوا تھا کہ اوسنے بادشاہ کے ایلچی کو اپنے سامنے تک نہ بلایا اور اوسے لکھ بھیجا کہ بادشاہ
نے اوسپر اور اوسکے خاندان پر کونسی مہربانی و شفقت کی ہے کہ میں اوسکے مصائب کا لحاظ
کروں۔ اس اثنا میں بادشاہ نے اپنا سفر جاری رکھا مگر وہ ایسا اضطرار کے ساتھ تھا کہ
بہت سے آدمی پیچھے رہ گئے اور دشمنوں کے ہاتھ میں پڑ کر قتل ہو گئے کچھ بھاگ گئے جس وقت
بھکر میں بادشاہ پہنچا ہے تو چند ملازم اوسکے ساتھ تھے۔ یہاں بادشاہ کو ایک اور دشواری
پیش آئی کہ اوس نے ناصر یادگار مرزا پاس پہلے سے ہرکارے بھیجے تھے کہ وہ دریا کے
کنارہ پر کشتیوں کو تیار رکھے کہ دریا کے پار روڑی میں جانا آسان ہو۔ مگر جب بادشاہ
آیا تو کشتیاں یہاں موجود نہ تھیں۔ یادگار ناصر مرزا نے پوشیدہ آدمی بھیجکر افغانوں کو
بلایا کہ رات کو وہ تمام کشتیاں بھکر کے قریب جوار سے لے گئے۔ اب بادشاہ کے لئے جو آبی

ہمایوں کا شاہ حسین پاس ایلچی بھیجنا

رہ گئے تہے اونہوں نے کہاکہ اب اس دریاے عظیم سے پار ہونا مشکل ہے بہتر ہوگا کہ آپ قندہار تشریف لے چلئے اوسپر بادشاہ نے کہاکہ پہر کوئی نہایت ہی سخت آفت پڑے گی تو میں اپنے نامہربان و نااحسانمند بھائیوں کے ملک میں جاؤنگا۔ یا اونکے ملک میں پناہ لونگا۔ کچھ آدمی روشن بیگ کے ہمراہ کئے اور حکم دیا کہ دہاٹ سے جو دس بارہ کوس پر ہو اونکی گائیں اور بہینسیں پکڑ لاؤ کہ اونکی کھالوں کی مشکیں بنا کر دریا سے پار اتر جائیں ان گایوں اور بہینسونکی کی کھالونکی مشکیں بنیں اوسکے سوا زمینداروں نے دو ڈوبی ہوئی کشتیاں بھی بتلادیں جو نکالی گئیں۔ دریاے سندہ کے کنارہ پر ان کاموں میں کئی روز لگ گئے۔ شاہ حسین کا بیٹا ابھی ادہر چڑہا چلا آتا تھا مگر دریا کا چڑہاؤ ایسا تہا کہ اسپر کشتیوں کا چڑہاؤ نہایت آہستہ تہا کھالوں کی مشکیں بن رہی تہیں بادشاہ کے دلخستہ گروہ سے دو کروہ پر حسین شاہ آگیا پس جو شخص ایک کروہ سے زیادہ اپنے لشکر سے آگے نکل جاتا وہ شاہ حسین کے ہاتہ میں آتا۔ اسلئے بادشاہ کے ملازموں کو دریا سے اترنا اور زیادہ دشوار ہوگیا۔ تردی بیگ نے ایک کشتی اسلئے لی کہ اپنے اہل وعیال کو اس میں بٹھاکر پار اوترے۔ بادشاہ کے ایشک آقا میر غزنگ نے تردی بیگ سے کہاکہ اس کشتی میں سے اپنا اسباب اتار لو اس میں پہلے بادشاہ کے اہل وعیال پار جائینگے پہر کوئی اور جائیگا۔ اس گستاخانہ گفتگو پر تردی بیگ نے کہاکہ مردک کیا بکتا ہے۔ میر نے اسکا جواب دیا کہ جو شخص کسی کو مردک کہتا ہے وہ مردک ہوتا ہے۔ اسپر تردی بیگ نے اوسکے ایک چابک جڑا۔ اُسنے تلوار میان سے سونت کر بیگ پر چلائی جسسے اُسکے گھوڑے کا زین کٹ گیا اور وہ بچ گیا۔ پہر آدمیوں نے بیچ میں آکر اُنکو الگ الگ کردیا۔ بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو بادشاہ نے تردی بیگ کی امارت کے سبب یہ حکم دیا کہ میر کے ہاتہ رومال سے باندہ کر تردی بیگ پاس اوسکو لے جائیں۔ جب میر دست بستہ تردی پاس آیا تو فوراً اوسکے ہاتہ کھلوائے اور قصور معاف کیا اور پاس بٹھایا اور گھوڑا اور جوڑا انعام دیا۔

بادشاہ سندہ کے اس کنارہ سے اتر گیا مگر یہاں ... [illegible]

جب یادگار مرزا کو بادشاہ کے عبور کی خبر ہوئی تو نہایت متحیر اور شرمندہ ہوا اسا بھی حالات کے شانے کے لیے اور بادشاہ کی خیر خواہی جتلانے کے لئے شاہ حسین کے آدمی جہاں دریا کے کنارہ پر اترے ہوئے تھے وہاں گیا اور اونہیں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور ایک جماعت کو اسیر کیا او ر سعادت کی اور بادشاہ کی خدمت میں شرمسار حاضر ہوا اور مخالفوں کے سر اونکو بادشاہ کے قدموں میں رکھا بادشاہ نے پہر اسکا قصور معاف کر دیا شاہ حسین نے دریا کے کنارہ پر قیام کیا بادشاہ کے حالات کا نگران رہا۔ یادگار مرزا بادشاہ کی تعظیم و تکریم بظاہر کرتا تھا اور کوئی شکایت نہیں کرتا تھا اور اپنی حالت میں جو انقلاب ہوا تھا اُسے ظاہر نہیں کرتا تھا۔ شاہ حسین سے وہ پوشیدہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ شاہ حسین نے مرزا سے ان دو زمینداروں کو طلب کیا جنہوں نے بادشاہ کو کشتیاں تبلائی تہیں اِن زمینداروں کو جب یہ اطلاع ہوئی تو وہ بادشاہ کے لشکر میں چلے گئے۔ مرزا نے بادشاہ پاس آدمی بھیجکر عرض کیا کہ ولایت بھکر جو حضور نے مجھے جاگیر میں عنایت کی ہیں اونکے مال کی بابت کچھہ معاملات اُن زمینداروں کے ساتھہ ہیں اونکو بھیجدیجے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ میرے چند آدمی زمینداروں کے ساتھہ جائیں اور جب معاملہ کی تنقیح ہو جائے تو پہر اُنکو میرے لشکر میں لے آئیں جب مرزا پاس یہ زمیندار گئے تو اونکے دیکھتے ہی اوسنے بادشاہی آدمیوں سے اونکو چہین کر شاہ حسین پاس بہجوادیا اور پہر شاہ سے مخالفت کی اور اوس کی خدمت میں نہیں حاضر ہوا۔

ہمایوں کے لشکر پاس غلہ کچھہ نہ تھا۔ ملک میں قحط پڑ رہا تھا بڑی مشکل سے یادگار ناصر مرزا سے کچھہ غلہ لیا گیا وہ خرچ ہوگیا تھا مجبور ہو کر بادشاہ نے تردی بیگ اور امرا افسروں کو محمود بکری پاس بھیجا جو بھکر کا قلعہ دار تھا اور جس سے لڑائی ہوئی تہی کہ ہماری مدد غلہ سے کرے لہٰذا سنے اِن بادشاہی آدمیوں کی بڑی خاطرداری کی اونکو روپیہ اور غلہ دیا اور مجلس شوریٰ کو جمع کیا اسمیں یہ تجویز ہوا کہ بادشاہ پاس تین سو خروار غلہ کے بھیجے جائیں یہ غلہ بادشاہ کے لشکر میں آیا مگر اس سے بھی لشکر کو سیری نہ ہوئی۔

ہمیں آیا ہوا غلہ بھی خرچ ہوگیا بازار کے آدمیوں اور سپاہیوں سے جب سب ملکوں
انہوں نے بھاگنا شروع کیا ایسی ہی بادشاہی سپاہی بھی یادگار ناصر مرزا پاس بھاگنے
شروع ہوئے یہانکی لشکریاں ملک میں ادہر اودہر غلہ کی تلاش میں پھرنے لگیں اس پریشان حالی
میں ان پر حملے ہوتے اس ملک کے باشندے انکو ہلاک کرتے - ان میں سے جو لڑنے کو تیار
ہو جاتے تو غنیموں کو مغلوب کرتے مگر بھوک پیاس انہیں مارے ڈالتی تھی اور بھکر کے میدانوں
کو ان کی ہڈیوں سے سفید بنائی تھی بعض ایسے بھی خوش نصیب بھی تھے کہ اس نواح
کے ملکوں میں جاکر خوشحال ہو گئے - بادشاہ کے اعلیٰ درجہ کے امیر بھی بھاگنے لگے
جیسے کہ قاسم حسین سلطان اوزبک یادگار ناصر مرزا پاس چلا گیا فضائل بیگ بھی اس پاس
چلا گیا اس مرزا نے کوئی تہدید و ترغیب باقی نہیں رکھی جو آدمیوں کو بادشاہ کے چھوڑنے کے لئے
نہیں دی - جب بادشاہ کے آدمیوں کو نہایت خستہ حال دیکھا تو ان پاس ایک پیام نوشتہ بھیجا
اگر وہ صبح تک بادشاہ کو چھوڑ کر نہ بھاگ جائینگے تو ان کا خون انکی گردن پر ہوگا - اب وہ
ایسی کھلی مخالفت اختیار کی تھی +

بادشاہ پاس خبر آئی کہ فضائل بیگ جو پہلے روز بھاگ گیا تھا وہ اپنے بھائی منعم بیگ
کو بھی بادشاہی لشکر سے بھگانا چاہتا ہے تو بادشاہ نے کہا کہ اگر بھاگے گا تو خراب ہوگا
پھر بادشاہ نے سنا کہ تردی بیگ اور منعم بیگ بھی بھاگتے ہیں - بادشاہ ان دونو کی نگہبانی
لئے رات بھر جاگتا رہا جب صبح ہوئی بادشاہ طہارت کے لئے گیا اونکو حکم دے گیا
تم یہیں ہو مگر ادہر بادشاہ طہارت کو گیا ادہر وہ اپنے گھوڑوں کی طرف گئے روشن بیگ
نے بادشاہ کو اونکے بھاگنے کی خبر پہنچائی تو بادشاہ نے فرمایا کہ اونکو بلاؤ - ہر چند
ان کو بلایا مگر انہوں نے کچھ نہ سنا کہ کسکو بلاتے ہو - تو بادشاہ خود ان کو
لینے گیا تو ناچار وہ اوسکے ساتھ آئے - بادشاہ نے حکم دیا کہ منعم بیگ کو نگاہ رکھیں
تردی بیگ خود مجبور ہو کر رہ گیا -

ہمایوں کے لئے ایسی حالت میں رہنا ناممکن تھا - روز بروز دلگیر یادگار ناصر مرزا

سے موافقت کھلتی جاتی تھی مگر مشکل یہ تھی کہ بادشاہ جانتا تھا کہ مرزا کی سپاہ کی معاونت بغیر کوئی کام پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ بادشاہ پاس سپاہ کا توڑا تھا مرزا کے خیالات ہی کچھ اور تھے بادشاہ سے موافقت کرنے کا خیال ہرا اوسکے دل میں سے اُٹھ گیا تھا۔ ایک دفعہ وہ رونڑی سے جو اوسکے قبضہ میں تھا اسلئے باہر آیا کہ بادشاہ کے لشکر پر حملہ کرکے اس قضیہ کو پاک کر دے جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو فی الفور لڑنے کے لیئے سوار ہوا۔ ہاشم بیگ کو جو مرزا کے خیر اندیش معتمدوں میں سے تھا جب مرزا کی اس حرکت شنیع کی خبر ہوئی تو وہ جلدی سے مرزا پاس پہونچا اور اوسکے گھوڑے کی باگ کو پکڑ لیا اور طرح طرح سرزنش و نکوہش کی اور تلخ و درشت کہا کہ عالم سے راہ و رسم مروت و شرم و آداب و ادب آزرم اُٹھ گئی تجھ جیسی سبکسری اور اپنے ولی نعمت سے برابری کرتا ہے۔ وہ کس مذہب و ملت میں و کس قانون و حکمت میں روا ہے۔

نیکو مثلے زد آں سپہدار | کاندازۂ کار خود نگہدار
بر پایہ قدر خویش نہ پائے | تا بر سر آسماں کنی جائے
ہر مرد کہ شغل خویش بگذاشت | برخورد ز ہرچہ در جہاں کاشت

اس طرح کی ہوش افزا باتیں بنا کے مرزا کو رونڑی میں وہ اُٹھا لایا +

ارادۂ گوشہ نشینی

حکمت الٰہی اور مصلحت ازلی کی دقایق میں سے یہ امر ہے کہ ہر نامرادی میں اسباب مراد سرانجام پاتے ہیں جب بادشاہ نے دیکھا کہ دیار سند میں نقش مراد نہ بیٹھا اور ... کی نامردی کا جوہر عیار پر کسا گیا لشکر کی بے اخلاصی بھائیوں کی بدمددی اقربا کی بے خردی۔ زمانہ کی ناسماعدی مشاہدہ میں آئی تو یہ آرزو ہوئی کہ لباس تجرید و تفرید میں قدم شوق راہ خدا کے رہرووں کے دشت میں رکھے اور اسے مراد اور مقصود اپنا حاصل کرے کنج عزلت میں بیٹھے اور اخوان زماں کے دیکھنے سے فراغت اختیار کرے اور اور اس پر آسیب جہاں اور پر فریب اہل جہاں سے کنارہ پکڑے مگر بادشاہ کے خیر اندیش جماعت نے جو اس سختی اور مصیبت کے زمانہ میں بھی اوسکے ہمراہ تھی بہت عجز و انکسار کے ساتھ

اس ارادہ کے ترک کرنے کی درخواست کی کہ ان دنوں میں حضور مالدیو کی ولایت میں تشریف لے چلیں اسنے بارہا حضور کی خدمت میں اپنی عبودیت کی عرضیاں بھیجی ہیں اس پاس بہت لشکر و سامان موجود ہے۔ بادشاہ نے اپنے اخلاصمندوں کی خاطرداری سے اس طرف کا قصد کیا اور آخر دفعہ سعی کی کہ ناصر مرزا سے پہر موافقت ہو جائے ایک منشور میں نصایح دولت افزا لکھکر ابراہیم ایشک آقا کے ہاتھ اس پاس بھیجا کہ شاید اوسکو اپنی بدافعالی پر وقوف اور ندامت ہو اور منی لغت سے باز آکر موافقت کرے اور آخر میں اس فرمان میں یہ شعر لکھا

اے برحسار چومہ چشم و چراغ دگراں سوختم چند شوی مرہم و داغ دگراں

مگر مرزا پر اس نصیحت نے کچھہ اثر نہ کیا۔ خام طمعی سے بیوفائی اختیار کرکے جب وہ لہری میں پڑا رہا اب بادشاہ نے دیکہا کہ میں ملک سندہ میں خیر و عافیت سے ساتھہ نہیں رہ سکتا تو وہ مالدیو کے ملک کی طرف چلا جسنے اوسکو بہت دفعہ بلایا تہا۔ وہ جودہ پور (مارواڑ) کا راجا تھا جودہ پور کی راہ بہکر کی طرف سے دشوار گذار تھی اسلئے بادشاہ نے چکردار راہ اچہہ کی اختیار کی ۱۱ محرم ۹۴۹ھ کو وہ اچہہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایک دہ آرونام میں پہونچا وہ سرراہ تہا وہاں کاروان جیسلمیر اور اوسکی نواح سے غلہ اور اجناس وغیرہ لائے تھے جب کاروانیوں نے سنا کہ بادشاہ کی سپاہ قحط زدہ بھوکی چلی آتی ہے تو اونہوں نے فوراً اپنا اسباب اور غلہ اونٹوں پر لادا اور جنگل میں چلے گئے مگر غلہ اور اور چیزیں اپنی چھوڑ بھی گئے وہ بادشاہ کے آدمیوں کے ہاتھہ آئیں جسکو وہ بڑی غنیمت سمجھے اور اس منزل میں مقام کرکے بڑی آسودگی سے وقت گذرا۔ ظہر کی نماز کے بعد یہاں سے اچہہ کی طرف کوچ ہوا منزل بمنزل بے توشہ و زاد راہ مصیبتیں اٹھاتے ہوئے چلے جاتے تھے تو میں پہنچا جو پرگنہ بہکر کی سرحد پر تہا۔ یہاں سے پہر ایسی جگہہ گئے کہ وہاں جانی ڈہونڈا نہیں ملتا تہا بادشاہ کی صراحی پانی سے خالی ہوئی بادشاہ نے اپنے آفتابچی جوہر سے کہا کہ تیرے پاس آفتابہ میں پانی ہے جوہر نے کہا کہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اس پانی کو میری طرف

والی حصے جوہر نے جب پانی صراحی میں ڈالا تو آفتابہ خالی ہوگیا جوہر نے عرض کیا کہ
پانی اچھا آتا ہے اس بات کو سفر ہوتا ہے اگر میں حضور سے دور ہوگیا تو پیاسا مرجاؤنگا
بادشاہ نے خود اپنی صراحی سے کچھ پانی آفتابہ میں اولینڈ دیا اور فرمایا کہ اسقدر
پانی سے تیرا کام چل جائیگا پھر بادشاہ ایک تالاب پر پہونچا۔ ایک ہرن لشکر میں آگیا
ہر چند آدمیوں نے اوسکے مارنے کا قصد کیا مگر وہ زندہ بچکر بھاگ گیا۔ پھر ایک آدمی
کو آواز دیکر ہرن کو اولٹا پھرایا۔ وہ تالاب میں آیا۔ بادشاہ کا آفتابچی جوہر اوسکے پکڑنے کو
گیا اور اوسنے کہا کہ اس ہرن کی چوتھائی میری ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تین چوتھائی
میری ہے۔ غرض ہرن پکڑا آیا۔ ذبح ہوا چوتھائی جوہر کو ملی دو چوتھائی بادشاہی
باورچی خانہ میں گئی اور ایک چوتھائی مریم مکانی حمیدہ بیگم پاس گئی۔ ان حکایتوں کو
مورخوں نے اسطرح لکھا ہے کہ گویا وہ ہمایوں کی سلطنت کے واقعات عظیم میں ہیں۔ بادشاہ
منزل بمنزل کوچ کرکے اچھہ میں پہونچا اور راہ میں صحرا نوردی میں سب چیزوں کی کمیابی سے
خاصکر بے آبی سے بہت تکلیف اوٹھائی۔ بادشاہ نے اس ملک کے حاکم بخشو لنگاہ کو جسکو
پہلی دفعہ یہاں آنکر خانجہاں کا خطاب دیا حکم بھیجا کہ خود آئیے یا غلہ رسد وغیرہ لشکر میں بھیجے
مگر اوسنے ایسا امر داختیار کیا کہ نہ خود آیا نہ غلہ بھجوایا بلکہ بادشاہ کے آدمی جو غلہ وغیرہ خرید
کرکے لاتے تو اوسکو زبردستی چھینوا لیتا۔ یہاں ڈیڑھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور غلہ کی
نایابی سے نوبت یہانتک پہونچی کہ جھاڑی بوٹی کے بیروں اور شکروں کو کھا کر لشکر جیتا
جب یہ بیر اور سنکر بھی ختم ہوئے تو ایک درویش نے جنگل میں پھرتے پھرتے ایک قلعہ
دیکھا یہ قلعہ مالدیو کی ولایت جیسلمیر کی سرحد پر تھا اوسکا نام دیوراول تھا۔ بادشاہ اس قلعہ کی نواح میں
ربیع الاول کو گیا وہاں غلہ اور پانی میسر ہوا تین روز یہاں قیام ہوا شیخ علی بیگ نے کہا کہ اس قلعہ کو فتح کر لیجئے
بادشاہ نے کہا کہ اگر میں اس قلعہ کی فتح سے روے زمین کا بادشاہ ہوجاؤں تو بھی اسکو
فتح کرکے مالدیو کی خاطر آزردہ نہ کردوں۔ یہاں سے بادشاہ نے کوچ کیا تو نوبت تک کہیں پانی
نہ ملا۔ تشنہ سینہ ہاے پیاسوں کے مارے لبوں پہ دم تھا کہ نہایت جستجو سے ایک حوض پانی سے

قلعہ دیوراول

بالب ملا بادشاہ خود اترا اور خدا کا شکر بجالایا اور یہاں مقام کیا اور پہاڑوں کو پانی
بھر کر اپنے گھوڑوں پر رکھ کر خود چلا کر پیاسے جو پڑے ہوئے تھے ماہی بے آب کی طرح
میں تڑپ رہے ہیں انکو پانی پلا کر لشکر میں لے آئے اور جو مر گئے تھے اونکو گور گڑھ
دے آئے۔ بادشاہ واپس آتا تھا کہ ایک مغل سر راہ پیاسا پڑا جان توڑ رہا تھا اور
اوسکا قرضدار تھا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ اگر اپنا سارا قرض جو ہم پر ہے چھوڑ دے
تو پانی پلاتا ہوں۔ مغل نے کہا کہ مجھے اس وقت ایک پانی کا پیالہ ساری دنیا کی دولت
سے زیادہ قیمتی معلوم ہوتا ہے میں نے قرض چھوڑا خدا کے لئے پانی پلاؤ۔ بادشاہ
نے اس قرض کی معافی کے تین گواہ کئے اور اوسکو پانی پلایا اور اوس کو اپنے لشکر میں
لایا۔ یہ مقام بیکانیر کے علاقہ میں واصل ہو معلوم ہوتا ہے جہاں بادشاہ ۲ ربیع الاول
میں پہنچا اور ۱۸ ربیع الآخر کو بیکانیر سے بارہ کوس پر وہ پہنچا۔ اثناء راہ میں جو بادشاہ
کے ساتھ دوربین تھے وہ مالدیو کے مکر و غدر سے اندیشہ مند تھے اور حزم و احتیاط کی
باتوں سے بادشاہ کو آگاہ کرتے تھے۔ بادشاہ کے حکم سے میر سمندر جو نہایت ہوشمند
تھا مالدیو کے پاس گیا اور اوسکے دل کی تمام باتوں کو دریافت کر کے بادشاہ پاس پھر آیا
اور عرض کیا کہ راجہ نے جو اخلاص کی تمہیدیں کیں تھیں وہ سچی نہ تھیں اسوقت راجہ
نے کچھ میوہ بادشاہ پاس بھیج دیا۔ اب اس راجہ کی بیوفائی اور باتوں میں بھی ظاہر ہونے
لگی جب بادشاہ کا لشکر راجہ کی راجدھانی کے پاس آیا تو سنگا ناگوری کہ مالدیو کے معتمدوں
میں سے تھا بادشاہ کے لشکر میں بطور سوداگروں کے آیا اور اس جستجو میں ہوا کہ کوئی الماس
گراں بہا ہو تو خرید وں۔ اوسکی اوضاع سے خیر نہیں معلوم ہوتی تھی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس
مشتری کے خاطر نشان یہ بات کر دو کہ ایسے جواہر گراں بہا خریدنے سے میسر نہیں ہوتے
جو ہر شمشیر آبدار سے ہاتھ آتے ہیں جب اوسکے ساتھ کسی بادشاہ کی رائے بہی ہو یا خدا
کی عنایت سے میسر ہوتے ہیں۔ اس مرد کے آنے سے اندیشہ زیادہ تر ہو گیا اور
کی دریافت پر بادشاہ نے تحقیق کی جو بہرنے یہ بہی لکھا ہے کہ بادشاہ کے نمک حرام دو

راجہ پاس گئے اور اونہوں نے راجہ کو کہا کہ بادشاہ پاس لعل و گوہر بڑے بیش قیمت ہیں وہ اون سے طلب کرے۔ شاید اس کی تصدیق کے لئے اونے سنگا کو بہیجا ہو۔

تنگدستی کے وقت بادشاہوں میں حزم زیادہ ہو جاتا ہے اسلئے ہمایوں نے شمس الدین اتکہ کو راجہ کے پاس بہیجا از روے حزم و احتیاط رائے مل سونی کو بہیجا کہ جلد وہان جائے اور اپنی فراست سے وہاں کا حال دریافت کرکے اطلاع دے۔ اگر وہاں سے لکھہ کر اطلاع نہ دے سکے تو اشارت معہود میں آگاہ کرے۔ مالدیو کی وفا و وفاق کی علامت یہ ٹہیری کہ وہ اپنے قاصد کو کہے کہ بادشاہ پاس جاکر اپنی پانچوں انگلیوں کو ملا کر پکڑے اور خلاف و نفاق کی اشارت یہ کہ فقط چہوٹی انگلی کو ہاتہہ میں پکڑے۔ اب بادشاہ کا لشکر قصبہ پہلودی سے کہ راجہ کے موطن جودہ پور سے تیس کوس پر تہا دو تین منزلیں طے کرکے کول جوگی کے کنارہ پر فرو کش ہوا۔ رائے مل سونی کا قاصد آیا۔ اور چہوٹی انگلی کو اونے پکڑا۔ اس اشارے کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ راجہ کا ارادہ مکر و غدر کا ہے۔ اونے ایک جماعت کثیر کو بادشاہ کے استقبال کے لئے بہیجا جسکا ارادہ کچہہ اور ہی تہا۔ مالدیو پر دغا بازی کا شبہ اس سے اور بہی زیادہ ہو گیا کہ بادشاہ کا ایک کتابدار ہندوستان سے کسی شکست میں بہاگ گیا تہا اور مالدیو پاس جاکر اوسکا نوکر ہو گیا تہا اوسنے بادشاہ کو لکہا کہ خدا کے واسطے آپ یہاں سے جسقدر جلد ممکن ہو تشریف لے جائیے مالدیو کا یہ فاسد ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار کرکے شیر شاہ کے حوالہ کرے۔ ہمایوں بادشاہ کا ایلچی شمس الدین اتکہ مالدیو پاس تہا راجہ نے اوسکے لئے ایسا انتظام کر رکہا تہا کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح خط و کتابت نہ کر سکے گویا اوسکو آزاد قیدی بنا رکہا ہے مگر یہ تحقیق اوسکو ہو گئی نہ اتکا جب مالدیو کی نیت میں اوسنے فساد دیکہا تو وہ چہپ کر بادشاہ پاس چلا آیا اور اوسنے وہاں کا سارا حال عرض کیا جس سے بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ میں خطرناک حالت میں ہوں۔ اوسنے بے تامل پہلودی کی طرف کوچ کر دیا جیسلمیر کی راہ سے امر کوٹ جانے کا ارادہ کیا +

[illegible] +

ابو الفضل نے لکھا ہے کہ ایک گروہ تواریخ دانوں کا یہ کہتا ہے کہ مالدیو ابتدا میں بادشاہ کا خیر خواہ
تھا. مگر آخر کو جب اوسنے بادشاہ کی سپاہ کی بے سامانی اور قلت دیکھی تو اوسکی نیت میں
فساد آگیا یا شیرخاں نے مواعید خداع آمیز اوس سے کئے اور اوسنے اوسکا استیلا دیکھا یا
شیرخاں نے اوسکو بادشاہ کی اعانت خدمت کرنے سے ڈرایا پھر تقدیر وہ راہ ہدایت
وسعادت سے پھرا اور ورق اخلاص کو اولٹ دیا. ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ابتدا سے
انتہا تک اظہار بندگی کرنا اور عرائض عبودیت بھیجنا بالکل نفاق پر مبنی تھا. نظام الدین احمد
نے اپنی تاریخ طبقات اکبری میں مالدیو کی نسبت لکھا ہے کہ جب ہندوستان سے ہمایوں
خارج ہوا اور شیرشاہ کی فتح نے اپنے چاروں طرف پانوں پھیلا تو افغانوں اور جیپوتوں
کے درمیان جھگڑے ہونے لگے - مالدیو نے ہمایوں کو اسلئے بلایا تھا کہ اوسکے سہارے سے
وہ اپنی قوی دشمن شیرشاہ کا مقابلہ کرسکے. مگر جب وہ اوسکے ملک میں بادشاہ آگیا اور اوسکو
معلوم ہوگیا کہ بادشاہ پاس سپاہ نہایت قلیل ہے اور وہ بھی خستہ حال پریشان
ہے اور اوس میں کوئی قابلیت اوسکی امداد کی نہیں ہے اور شیرشاہ کی سپاہ ضلع ناگور
میں جو اوسکی مملکت کی سرحد پر ہے دھمکیاں دے رہی ہے اور شیرشاہ نے ایلچی بھیجکر بہت سے
وعدے وعید کئے تو اوس نے کمال بے مروتی سے یہ امر قرار دیا کہ بادشاہ کو جس طرح
ہوسکے گرفتار کرکے شیرشاہ کے حوالہ کرے - خلاصہ یہ ہے کہ راجہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے ساتھ
ہونا شیرشاہ سے جھگڑا مول لینا ہے - شیرشاہ کو وہ ایسا زبردست جانتا تھا کہ اپنی
ہستی اوسکے سامنے نہ گنتا تھا - بادشاہ کے آنے سے اوسکو یہ اندیشہ بھی تھا کہ
کہیں اوسکے پکڑنے کو شیرشاہ سارا لشکر لیکر اوسکے ملک پر نہ چڑھ آئے - غرض ایسے
ایسے اندیشوں سے اوسنے شیرشاہ سے وعدہ کرلیا کہ ہمایوں کو پکڑکر اوسکے حوالہ
کردے گا - جب لشکر نے مراجعت کے لئے حرکت کی تو بادشاہ نے روشن بیگ اور شمس الدین
اتکہ کو بھیجا کہ وہ اس ملک کے رہنے والوں بہیروں کو لائیں - وہ دو آدمیوں کو انکے
اونٹوں سمیت پکڑکر بادشاہ پاس لائے - بادشاہ نے کہا کہ اونٹ طویلے میں باندھ

اونکی تلواریں بہرہ میں رہیں - قاضی مہدی علی جو اونکی زبان جانتا تھا اونکو
ہدایت کرے کہ اگر وہ رہبری اچھی طرح کر دینگے تو انعام و وظیفہ پائینگے - انہوں نے کہا
کہ ہم گنوار ہیں امرکوٹ کا رستہ ہم کیا جانیں - وہ گرفتار رہے اور اونسے کہا گیا کہ تم
جاسوس ہو یا تم رستہ جانتے ہو مگر شرارت سے نہیں بتلاتے اب تمہاری گردن اڑا دی
جائیگی - ان آدمیوں نے زندگی سے مایوس ہو کر قیدخانہ سے اپنی خلاصی کی طرح
کرنی چاہی کہ بہرہ والوں سے ایک خنجر اور ایک چہرا چھینا اور بے خبر لوگوں پر حملہ کیا
ترسوں بیگ کو جسکی حراست میں وہ تھے قتل کیا علوبلیہ میں جاکر اپنے اونٹوں کے
چہرے مارے اور اور جانوروں کو زخمی کیا جنمیں بادشاہ کا خاصہ کا گھوڑا اور ایک
خچر تھا پہلے اسسے کہ بادشاہ کے آدمیوں نے اونکو قتل کیا اونہوں نے بہت سے آدمیوں عورتوں اور
جانوروں کو زخمی اور قتل کیا بعض نے لکھا ہے کہ آدمیوں کو مارا طبقات اکبری میں لکھا ہے
کہ ہندوؤں میں سے جاسوسی کے لیے دو آدمی آئے تھے وہ گرفتار ہوئے - بادشاہ کے روبرو
پیش ہوئے باتوں کے پوچھنے سے حقیقت حال معلوم ہوئی ایک کو قتل کا حکم ہوا کہ دوسرا
دہشت میں آنکر اصل حال بتلائے - مگر ان دونوں نے اپنے تئیں اسطرح خلاص کیا کہ دو شخصوں سے جو
اونکے نزدیک کھڑے تھے کارد اور خنجر چھین کر سترہ جاندار آدمی اور گھوڑے زخمی کر کے قتل کئے
اور خود بھی مارے گئے - بادشاہ کے خاصہ کا گھوڑا جو مارا گیا تو بادشاہ کے اصطبل میں دو
گھوڑے اور خچر باقی رہے اس واقعہ سے لشکر میں ایسا تفرقہ پڑا کہ لوگ بھاگنے لگے تو
بادشاہ نے سمجھایا کہ تم مجھے چھوڑ کر کہاں جاؤ گے تمہارے بچنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے
مگر اسپر بھی تین امیر بھاگ کر مالدیو سے جا ملے - بادشاہ کے خاصہ کا گھوڑا مارا گیا تھا اور کوئی گھوڑا
اوسکی سواری کے لیے نہیں ہاتھا - اوسکے نوکروں نے تردی بیگ سے ہر چند گھوڑے اور اونٹ
طلب کئے مگر اوسنے بے مروتی کر کے اونکے دینے میں مضایقہ کیا - ناچار بادشاہ اونٹ پر سوار ہوا
ندیم کوکہ جو پیادہ تھا اوسکے گھوڑے پر اوسکی ماں سوار تھی اوسنے یہ گھوڑا بادشاہ کی نذر کیا
اور اپنی ماں کو اونٹ پر سوار کیا +

اسوقت بادشاہ جو کام کرتا تہا اسکا انتظام نہ ہوتا تہا جس جگہ اوسکا چھوٹا سا لشکر ہوتا
وہاں شرارت اور بدی ظہور میں آتی۔ سپاہ ناسزا کی زبان درازی کی حد تجربہ میں آئی اور بد
نادرست اندیشوں کا غدر بادشاہ کی نظر کے سامنے آیا تو اوسنے تردی بیگ و منعم خاں اور
ملازموں کی ایک اور جماعت کو حکم دیا کہ وہ لشکر کے پیچھے رہیں بد اندیشوں کو سر راہ نہ گذرنے دیں
کہ لشکر کو جرأت کرکے ضرر پہنچائیں۔ ساری راہ میں وہ اسی بات کا ملاحظہ کریں اور اگر قابو پائیں
تو دشمن پر دست بردی کریں۔ بادشاہ کے ساتھ معدودے چند جاں سپار اور بیگمات تھیں۔
بہادر سپاہیوں میں سے شیخ علی بیگ جلائر و ترسون بیگ ولد بابا جلائر و فضیل بیگ اور کچھ
اور آدمی تھے جنکی تعداد بیس نفر تھی اور بعض اور غلامان خاص اور شاگرد پیشوں میں مُلّا
تاج الدین اور مولانا چاند منجم ساتھ تھے۔ یہ گروہ پہلودی سے چلکر ساتلمیر میں پہنچا جو
جیسلمیر کے ملک میں تہا۔ بادشاہ اس وضع سے چلا جاتا تہا کہ صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ لشکر
کے پیچھے سے تین فوجیں سواروں کی چلی آتی ہیں مورخ قیاس کرتا ہے ہر فوج کی تعداد پانچ پانچ سو
کی بتاتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ جو امیر پیچھے گئے تہے وہ کہاں ہیں عرض کیا کہ وہ اندھیری
رات میں راہ بھول گئے تو اوسنے حکم دیا کہ دریافت کرو کہ یہ سپاہ دشمنونکی ہے یا دوست کی
جب یہ تحقیق ہوگیا کہ دشمن کی سپاہ ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ گھوڑوں پر جو اسباب لدا ہے
وہ اُتار کر اونٹوں پر لادا جائے اور سپاہی جو پیادہ پا چل رہے ہیں وہ گھوڑوں پر سوار ہوں
اس طرح سولہ سواروں کا لشکر تیار ہوا شیخ علی بیگ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے اوسنے
کہا کہ یہ وقت وہ ہے جو حضرت امام حسین پر آیا تہا۔ کوشش کرنی چاہیے۔ غایت یہ ہے
کہ میں شہید ہو جاؤنگا اوسنے اپنا حق نمک بادشاہ سے معاف کرایا اور اپنا حق خدمت بادشاہ
کو معاف کیا۔ شیخ علی بیگ اور درویش کوکہ اور روشن بیگ اور ایک اور جماعت کل بائیس
آدمی دشمنوں کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ جسوقت وہ پہونچے تو ہندو ایک
تنگ راہ میں آگئے تہے اور شیخ علی نے اول ہی تیر میں مخالفوں کے سردار کو ہلاک کیا اور ہر
جو تیر شست سے نکلا مخالفوں میں سے ایک ایک کو خاک ہلاکت پر گرایا۔ دشمنوں میں طاقت مقاومت کی نہ رہی

اور تہوڑے لشکر نے بڑے لشکر کو بھگا دیا اور بہت سے آدمیوں کو قید کیا۔ شیخ علی نے بہبود جوہر
کو کہا کہ بادشاہ کو اس فتح کا مژدہ سنا۔ بہبود نے دشمنوں کے سر کاٹ کے فتراک میں باندہے
اس بہبود نے بہبودی کی خبر بادشاہ کو سنائی اور مخالفوں کے سر بادشاہ کے قدموں میں پہینکے
بادشاہ نے مراسم شکر گذاری ادا کیے۔ وہاں جہاں پانی تہا قیام کیا وہ گروہ بہی جو رات کو
راہ بہول گیا تہا بادشاہ سے آن ملا۔ وہ اپنے ساتہہ جیسلمیر کے ملک کی گائیں اور بہینسیں پکڑ
لایا تہا اسلیئے یہ دن بڑی خوشحالی کے ساتہہ گذرا۔

راجہ جیسلمیر نے جو دو ایلچی بہیجے تہے وہ یہاں بادشاہ پاس آئے اور انہوں نے
یہ شکایت کی کہ بادشاہ مسلح سپاہ کے ساتہہ اس ملک میں بغیر بلائے چلا آیا۔ راجہ کے ملک میں
گائے ذبح نہیں ہوتی۔ بادشاہ کے آدمیوں نے اس مقدس جانور کو پکڑ کر حلال کیا۔ اب
بادشاہ کا لشکر راجہ کی رعایا کے ہاتہہ سے بچکر کہاں جائیگا۔ بادشاہ نے امراسے مشورہ کیا
کہ کیا کرنا چاہیئے انہوں نے کہا کہ ملائمت سے تو کام چلنے کا نہیں لب شمشیر سے حکم فرمایئے کہ
ان ایلچیوں کو مقید کیجئے۔ بادشاہ نے انکو مقید کر دیا اور کچھ جواب نہ دیا اور آگے چلا۔
اور جیسلمیر میں غرہ جمادی الاولی کو بادشاہ پہنچا۔ رائے جیسلمیر کہ اسکا نام رائے لونکرن تہا
وہ بادشاہ کے آنے سے ناراض ہوا اور شہر کے باہر جو تالاب (کول آب) تہا اوسکی محافظت
کی تا کہ لشکر شاہی کہ محنت اٹھا کر سراب اس مرحلہ میں آیا ہے بے آب ہونے سے آزار پائے
مگر بادشاہ کے شیروں نے دستبردی کی اور گروہ کو تالاب کے کنارہ پر شکست دی۔ وہ بہاگ کر قلعہ
میں چلے گئے۔ بادشاہ کو آگے چار کوس چلکر ایک گاؤں ملا کہ جسمیں پانی غلہ بہت تہا مگر کوئی
آدمی نہ تہا+

اب بادشاہ کا گذر ایسے صحرا بے آب میں ہوا کہ ابتک نہ ہوا تہا۔ اور اس مصیبت پر
ایک اور آفت آئی کہ راجہ جیسلمیر نے اپنے بیٹے کو جو اسکا ہم نام مالدیو تہا حکم دیا کہ جہاں جہاں
کنواں ہو اس میں ریت بہر دے۔ باپ کا حکم بیٹا بجالایا۔ بادشاہ کے لشکر کو تین روز تک پانی
نہ ملا راہ میں جس کنوئیں میں ڈول ڈالا وہ ریت سے بہرا نکلا۔ ناچار آگے کوچ کیا پہر مغرب کے

درمیان ایک کنوئے پر گذر ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہاں قیام ہو خواہ کنوئے میں پانی ہو یا نہ ہو۔ اس چھوٹے سے لشکر کے گرد اونٹوں کا حصار بنا اور آدمی مقرر ہوئے کہ رات کو اسکے گرد وہ گشت کریں۔ بادشاہ خود بھی اس گشت کرنے میں شریک تھا مگر جب شیخ علی کو معلوم ہوا تو وہ خود آیا اور بادشاہ کو سونے کے لئے بھیجا اور خود گشت کیا۔ بادشاہ نے اپنی بارگاہ میں جاکر آرام کیا کہ شیر شاہ کا بھیجا ہوا ایک چور بادشاہ کے خیمے میں گھس گیا اور اوسنے بادشاہ کی بغل میں جو تلوار تھی وہ آدہی نکالی تھی کہ اوسکو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا وہ آدہی تلوار نکلی ہوئی چھوڑکر بھاگ گیا۔ صبح کو بادشاہ نے میان سے آدہی تلوار باہر نکلی دیکھی مگر وہ تحقیق نہ کرسکا کہ کسنے یہ کام کیا۔

پانی کی نہایت دقت اور کمیابی

اب پھر یہاں سے صحرا بے آب میں سفر کیا۔ چوتھے روز چار چاہ پر پہنچا جنمیں سے تین چاہ میں پانی تہا اور ایک خشک تہا۔ بادشاہ نے ایک کنواں اپنے خرچ کے لئے رکہا دوسرا تردی بیگ کو اور تیسرا خالد بیگ کو دیا۔ کوئی ڈول پاس نہ تہا اسلئے اوسکی جگہ دیگچی کنوے میں ڈالی کنوے میں پانی چہہ سو فیٹ نیچا تہا جب اونٹ یا بیل رسی لیکر چلتا اور ڈول لب چاہ پر آتا تو ڈہول بجایا جاتا تو اونٹ ہکانے والا اونٹ کو پھیر لاتا تو ڈول باہر نکلتا۔ جب پہلا ڈول باہر نکلا تو پانچ چار آدمی پیاس کے مارے ایسے دیوانے ہو رہے تہے کہ وہ اوس پر جا گرے جس سے رسی ٹوٹ گئی اور ڈول پھر کنوئے میں جا پڑا۔ اس سے بعض آدمیوں کو ایسی مایوسی ہوئی کہ وہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے کنوئے میں گر پڑے اور پیاس کے عذاب سے قیامت تک چھوٹ گئے۔ غرض پانی نے بڑے بڑے جوانمردوں کی آنکھوں سے پانی کا دریا رواں کر دیا کنوئے سے بڑی محنت سے تو ایک ڈول نکلتا پھر اوسپر جھگڑا ایسا ہوتا کہ پانی فراغت سے کسی کو نہ ملتا۔ بادشاہ کی شاگرد پیشہ کی جماعت نے جنکے لئے ایک کنواں مقرر ہوا تہا بادشاہ سے جاکر یہ شکایت کی کہ تردی بیگ کے گہوڑے اور اونٹ تک پانی پیتے ہیں اور ہمکو پانی نہیں ملتا بادشاہ اسے منع کریں نہیں ہم اسے لڑینگے غایت یہ ہے کہ ہم مارے جائینگے۔ اب بھی تو پانی مرے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے تردی بیگ سے اوسکی ترکی زبان میں کہا کہ تم ایک مشک

پانی اپنے ... کا اونسے یہ علم ہی نیا غرض پانی کی حقیقت بیان نہیں ہو سکتی بہت آدمی پیاس کے مارے مر گئے ایک بوند پانی مرتے وقت تک بھی اون کے حلق میں نہ پہنچا

اس وقت راجہ کا بیٹا سفید علم ہاتھ میں لئے نمودار ہوا اوسنے بادشاہ پاس آدمی بھیجکر یہ عرض کیا کہ حضور اس ملک میں دشمنوں کی طرح آئے اور گائے کشی کی جو ہندوؤں کے دہرم میں نہایت ممنوع ہے۔ اگر حضور یہاں اطلاع کر کے آتے تو مہمانداری آپ کی راجہ کی طرف موافق اس قاعدہ کے ہوتی جو راجاؤں اور زمینداروں میں مروج ہے اگر چند روز قیام کا ارادہ یہاں ہو تو میں بیل اور ڈول بھیجکر حوض کو پر کردوں کہ بادشاہ کے لشکر کے آدمی اور مویشی اچھی طرح پانی پئیں۔ میرے ایلچیوں کو جو حضور نے بے قصور قید کر رکھا ہے خلاص فرمائیے۔ بادشاہ نے تردی بیگ کی سفارش سے ان ایلچیوں کو چھوڑ دیا +

بادشاہ جانتا تھا کہ یہاں کے آدمی بد ہیں اور آگے کی منزل میں ایک کنواں ہے اسلئے اوس نے اپنے لشکر کے تین حصے کئے اور حکم دیا کہ ایک دن درمیان کوچ کریں تاکہ باری باری سے پانی سب کو میسر ہو۔ اول حصہ میں بادشاہ اور تردی بیگ اور ایشان تیمور سلطان تھا دوسرے حصہ میں منعم بیگ اور تیسرے حصے میں شیخ علی تھا۔ مگر اس طرح جانے میں بھی بہت آدمی پیاس کی شدت کے مارے مر گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک گروہ ان تین گروہوں میں سے دوسرے کو پانی کے تالاب پر پہنچا۔ گھوڑے اور اونٹ کئی دن کے پیاسے تھے وہ پانی کو دیکھ کر کب رک سکتے تھے وہ اسپر ٹوٹ پڑے اور اسقدر پانی پی گئے کہ پیٹ تن تن کر پھٹ گیا۔

اب بادشاہ امرکوٹ سے دس کوس کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں کے رانا کا استقبال کرنا مشتبہ تھا مصائب کی شدت نے چھوٹے بڑے کا ادب آداب کچھ باقی نہ رکھا۔ دلوں میں معمولی اخلاق کا بھی پاس نہ رہا تھا۔ روشن بیگ کا گھوڑا سفر سے ماندہ ہو گیا تو وہ بادشاہ کی حاملہ بیوی پاس گیا اور اپنا گھوڑا جو اوسنے مستعار دیا تھا مانگ لیا جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے اپنا گھوڑا اپنی بیوی پاس بھیج دیا اور خود پیادہ پا چلا اور پھر آفتاب چاشت سے

اونٹ منگا کر سوار ہوا۔ یوں وہ ایک گروہ چلا تہا کہ خالد بیگ نے خبر کیا با گہوڑا بادشاہ کو دیا دسویں جمادی الاولیٰ کو بادشاہ قلعہ امرکوٹ میں داخل ہوا۔ سات سوار بادشاہ کے ساتھ تھے باقی ایک ایک دو دو تین تین کرکے فنا ہوئے۔ یہاں کے حاکم کا نام رانا پرشاد تہا۔ بہت سے

امرکوٹ کے رانا کا دوستانہ برتاؤ بادشاہ کے ساتھ +

اسباب ایسے جمع ہوئے تھے کہ یہ رانا بادشاہ کا خیرخواہ ہو گیا تہا وہ ہمایوں کے ساتھ اس بے سامانی کے عالم میں ایسی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ کوئی بڑے بادشاہ کے ساتھ پیش آتا ہے جسوقت بادشاہ آیا اُسی وقت استقبال کے لئے بہائی کو بہیجا اور اپنے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ آج مابدولت کے لئے مہورت مبارک نہ تہا کل حاضر ہونگا۔ دوسرے دن بادشاہ پاس آیا اور عرض کیا کہ میری ریاست چہوٹی سی ہے اسکی زمین بنجر ہے لیکن اس پاس دو ہزار سوار اپنی قوم سودہا کے ہیں اور پانچہزار سوار اسکے ہمسایہ دوستوں کے ہیں جنکو وہ جمع کر سکتا ہے یہ دونو ملکر حضور کی خدمت کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔ اس لشکر سے حضور بہٹے اور بہکر کے کل ملک کو فتح کر سکتے ہیں۔ بادشاہ نے اوسکی اس دولت خواہی کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا کہ اس مصیبت کے وقت میں میرے پاس روپیہ نہیں ہے کہ میں تمہارے دوستوں کی لشکر کو بلاؤں اور اوسکی تنخواہ ادا کروں مگر مجھے امید ہے کہ میں لشکر کے لئے روپیہ جلد بہم پہنچا لونگا۔

حکایت +

بادشاہ کے مزاج کی بے پروائی اور زندہ دلی عجب طرح کی اس حکایت سے معلوم ہوتی ہے کہ اس نے کپڑے اُتار کر دہونے کو دئے تہے اور حمام کے کپڑے پہنے بیٹہا تہا کہ ایک پرند اُڑتا ہوا خیمہ میں چلا آیا اُسے پکڑا اور قینچی سے اوسکے پر کترے اور مصور سے تصویر کہنچوائی اور اوسے چہوڑ دیا +

روپیہ کا سراغ ملنا +

بادشاہ نے جب اپنے پاس روپے نہ ہونے کا ذکر کیا تہا تو شاہ محمد خراسانی نے بادشاہ سے عرض کیا کہ امیروں کے پاس روپیہ ہے اور اونہوں نے جہاں جہاں روپیہ چہپا کر رکہا ہے وہ مجہے معلوم ہے۔ پس بادشاہ نے امیروں کو بلایا اور شاہ محمد کے ساتھ اپنے ملازم بہیجے کہ امیروں کے خیموں میں سے سارا اسباب قیمتی اور روپیہ تلاش کرکے میرے سامنے لائیں

بچانے کی حکمت ادہم کو وہیں چہوڑا انہیں حسب الحکم وہ گئے اور امیروں کے مال و دولت اور
اسباب کے صندوقچوں کو تلاشی کرکے بادشاہ کے روبرو لائے۔ ایک بڑہیا نے ایسا صندوقچہ
بچانے کے واسطے حسین یوزچی کو دیا تہا مگر وہ آدمیوں نے پکڑ لیا اس میں تین خشت
زر سرخ اور چالیس اشرفیاں و زیور مرصع نکلا۔ بادشاہ نے کافور کو حکم دیا کہ حسین یوزچی کی
کانوں کی لوئیں کتر دے اوسنے یوزچی کے سارے کان کتر کر بوچا بنا دیا۔ مگر بادشاہ نے پھر
اوسکے کان جڑوا دے۔ امیروں کا جو روپیہ اور اسباب جمع ہوا تہا اوسمیں سے آدہا تو اونکے
مالکوں کو دیدیا اور آدہا ملازموں اور شاگرد پیشہ میں تقسیم کر دیا۔ اور پارچے جو جمع ہوئے
تھے اونمیں سے دو تہائی مالکوں کو دے دئے اور ایک تہائی حرم سرا میں بہیجدے غرض یوں
امیروں کا دل دکہا کر اور ایک حرکت جو شان شاہی سے بعید تہی کرکے خنجر ہائے مرصع اور کچھہ
روپیہ رانا کے بیٹوں پاس بہیجا۔ یہ واقعہ جوہر کے واقعات ہمایوں سے نقل کیا ہے مگر طبقات
اکبری میں یہ لکہا ہے۔ بادشاہ پاس جو خزانہ تہا وہ لشکریوں کو تقسیم کر دیا۔ اور اوسنے تردی بیگ
اور اوروں سے روپیہ کی مدد لیکر رانا اور اوسکے فرزندوں کو نیکو خدمتی کے انعام میں پا
اور زر و کمر و خنجر سے سرافراز کیا۔ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں لکہا ہے کہ تردی بیگ خاں اور
ایک اور جماعت پاس بادشاہ کی بدولت بہت مال و منال و اسباب تہا مگر ایسی عسرت و
مصیبت میں بادشاہ کی طلب کے باوجود وہ اونکے دینے میں دریغ کرتے تھے۔ بادشاہ نے
باتفاق رائے امرکوٹ اونسے یہ مال لے لیا۔ بادشاہ نے کمال مروت و فتوت ذاتی
و غایت مہربانی و انصاف سے کچھہ اس مال میں سے مدد خرچ کے طور پر ملازموں میں تقسیم کر دیا
اور زیادہ تر مال انہیں پست فطرتوں اور تنگ حوصلوں کو دیدیا۔ یہ بھی کیا وقت تہا امرائے
عظام و اہل کار کو۔ بادشاہ کے ساتھہ ادنی درجہ کا بہی اخلاص نہیں رہا تہا وہی مال
جو بادشاہ کی عنایت سے حاصل ہوا تہا اوسکے دینے میں خست کرتے تہے۔ سات مہینے کے قریب
امرکوٹ میں ہمایوں رہا۔ اور اپنے درماندہ ملازموں کو تازہ دم کیا۔ رانا نے اپنے مقدور کے موافق
اوسکی خدمت کی۔ بادشاہ نے اس عرصہ میں خوسند کے تازہ حالات دریافت کئے

پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ شاہ حسین مرزا نے بادشاہ کو ایسا مجبور کیا کہ [illegible]
کا محاصرہ اوٹھانا پڑا۔ مگر وہ بادشاہ کو چلے جانے سے روک نہ سکا جب تک [illegible]
کا خوف رہا وہ یادگار ناصر مرزا کا دل یوں بڑھاتا رہا کہ وہ ملک سندہ میں اوس کا جانشین
ہوگا اوسکا داماد بنے گا اور اوس کو گجرات اور دہلی کے تخت پر بٹھائیگا۔ یادگار ناصر مرزا ان
بہلاووں میں آن کر بادشاہ سے بالکل مخالف ہوگیا اور محرم کے وسط میں دریا پار ہوکر
لشکر میں جو دریا کے داہیں کنارے پر ہے گیا اور بھکر کے قلعہ میں اپنی توپیں اور
بندوقیں رکھوادیں۔ ہمایوں مجبور ہو کر ۱۲ محرم کو روہڑی سے روانہ ہوا تھا اور ۲۴ محرم
کو شاہ حسین بھکر میں یہ تحقیق کر کے کہ بادشاہ اچھہ کو جاتا ہے آیا۔ یہاں اس ہوشیار
اور تیز رائے نے اپنی آنکھوں سے ہر چیز کو اور ہر کارخانہ کو دیکھا۔ اوس نے سلطان
محمود بکری کو ایسی تنبیہ کی کہ اوس نے دشمنوں کو کھلا کر غلہ برباد کیا۔ اس اشراف امیر کو تو وہ
سزا دینی نہیں چاہتا تھا مگر اوس نے غلہ کے داروغہ محمود کو دروازہ پر سولی پر چڑھا دیا۔
ان زمینداروں کی زندہ کھال اتروائی جنہوں نے ہمایوں کو دریائے سندہ میں ڈوبی ہوئی
کشتیاں بتلائی تھیں اور یادگار ناصر مرزا نے انکو بادشاہ سے لیکر اوس پاس
بھجوا دیا تھا۔ بادشاہ کے چلے جانے کے بعد اوس کے لشکر کے بہیر کے اور ہر قسم کے
آدمی جو اوسکے ساتھ نہ جاسکے وہ سارے ملک میں مارے مارے پھرتے تھے +

یادگار ناصر مرزا جو حاکم بھکر کے فریب فسوں میں آن کر بادشاہ سے منحرف ہوا تھا
لوہری میں توقف کیا اور بادشاہ کی روانگی کے بعد دو مہینے تک پڑا رہا آخر کو اوسپر
ظاہر ہوا کہ حاکم بھکر شاہ حسین مرزا کے حرف حکایت میں صدق و صفا نہ تھا۔ اور
مقدمات حیلہ ہوئے۔ اوسکے کذب سفاہت پر مبنی تھے۔ ناچار قندھار کو روانہ ہوا [illegible]
تو یہ لکھا کہ وہ ایسی رسوائی سے باہر نکالا گیا کہ اوسکے ہر آدمی سے ایک شاہرخی اور [illegible]
پر پانچ شاہرخی اور شتر پر سات شاہرخی حسین شاہ نے لیکر اوسکا [illegible]
ہر خیمہ [illegible] ناصر مرزا کا دولت خواہ [illegible]

یادگار ناصر مرزا کا قندھار [illegible]

کہا کالا بہتاہ کو جیہدکو مرزا کامراں پاس جانا مصلحت نہیں ہر سوچ لینا چاہیے کہ
دنیا جانے مکافات ہے۔ یا مرتا جت ہے کہ جس شخص کا ادبار آتا ہے اوسکی عقل تیرہ ہو جاتی
ہے اور اپنے ولی نعمت کے آزار کے درپے ہوتا ہے۔ خیر اندیشونکی نصیحت کو باور ہوا سمجھ کر
کان میں نہیں لاتا۔ دانشمندونکی سنجیدہ باتوں کو افسانہ افسوں جانتا ہے۔ وہ قندھار کی
طرف متوجہ ہوا۔ اور اوس وقت وہاں پہنچا کہ مرزا کامراں نے مرزا ہندال کا قندھار میں قافیہ
تنگ کر رکھا اور محاصرہ وہ تنگ ہو رہا تھا۔ یہاں سے وہ مرزا کامراں کے ساتھ کابل گیا۔
مرزا کامراں نے شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ کو بار آدمی بھیجا کہ شہر بانو بیگم اور اوسکے بیٹے مرزا
سنجر کو جو یادگار ناصر مرزا سے ملک دیگر میں جدا رہ گئے ہیں بھیجدو۔ حاکم ٹھٹھہ نے اسکو
اس جماعت کثیر کے ساتھ کہ بادشاہ سے جدا ہو کر اس کے ملک میں آوارہ پھر رہے تھے
بآئین مناسب روانہ کیا۔ اس سے یہ خطا ہوئی یا عمداً اوس نے یہ کیا کہ اس قافلہ کو اس
بیابان کی راہ سے اوس نے روانہ کیا کہ بے آب و علف تھا۔ ایک جماعت کثیر راہ میں تلف
ہوئی یہ قافلہ موضع شال میں پہنچا تو آدمیوں میں ایسی تپ پھیلی کہ شہر بانو بیگم نے انتقال
کیا اور دو تین ہزار سرگردان آدمیوں میں سے تھوڑے زندہ سلامت رہے۔ شاہ حسین ورپی
میں ربیع الثانی تک رہا اور سیہون کو درست کیا قلعہ سیہوان جاکر اوسکی شکست و ریخت
کی مرمت کرائی۔ پھر بیس میں گیا

جب بادشاہ امرکوٹ میں تھا تو وہ صلاح و مشورہ لیتا تھا کہ اب کیا تدبیر کرنی
چاہیے۔ یہ معلوم ہوتا کہ رانا پرشاد کا عمل دخل اپنے ملک پر اچھی طرح سے نہیں رہا تھا۔
جانی بیگ نے اوسکو بے دخل کر دیا تھا اور شاہ حسین نے اوسکے باپ کو مار ڈالا تھا اسلئے
وہ اس سے انتقام لینا چاہتا۔ ہمایوں کی مدد سے وہ اپنے دو کام بنانے چاہتا تھا اسلئے
اسنے بادشاہ پاس یہ سامان جمع کر دیا تھا۔ اور بادشاہ کو یہ صلاح دیتا تھا کہ ملک ٹھٹھہ پر جو
امرکوٹ سے سو کوس تھا حملہ کیجئے۔ اول جون پر پیش قدمی کیجئے۔ یہاں کے باشندے لوگ جون
سے ناراض ہیں وہ بادشاہ سے آن ملینگے۔ امرکوٹ ایک چھوٹا سا ضلع کم حاصل تھا

شاہزادہ اکبر کا پیدا ہونا

بادشاہ کی اقامت دوام کے لئے مناسب تہا اسلئے بادشاہ نے یہ ارادہ مصمم کیا کہ لشکر رانا کو ساتہہ لیکر جون کی طرف چلئے - راجہ نے بہی اپنے لشکر کو بہمراہ لیکر ۷ رجب کو امرکوٹ سے نکالا بادشاہ نے حمیدہ بیگم بانو اور اہل و عیال کو امرکوٹ میں چہوڑا اور بیگم کے بہائی خواجہ معظم کو گہر کا منتظم مقرر کیا - ۳ روز بعد یعنی ۵ - رجب ۹۴۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو حمیدہ بیگم بانو کا وضع حمل ہوا - اور شاہزادہ اکبر پیدا ہوا جو آیندہ ہندوستان کا شہنشاہ اور اپنے خاندان کا سرتاج ہوا - بادشاہ امرکوٹ سے بارہ کوس پر ایک حوض پر مقیم تہا کہ تردی بیگ نے یہ مژدہ سنایا - بادشاہ اس مژدہ جان بخش سے ایک دل سے ہزار دل ہوا خدا کی درگاہ میں شکر بجالایا جو خارستان نامرادی میں گل مراد کھلاتا ہے اور ناکامی کی تہی دستی میں ہزاروں کام بناتا ہے - اوسکے دل پر جو کلفت کے زخم تہے وہ اس مرہم سے اچہے ہو گئے امرا مبارکبادی کے لئے جمع ہوئے - بادشاہ نے اپنے آفتابچی جوہر کو حکم دیا کہ جو تیرے پاس میری امانت ہو اُسے لا - جوہر نے عرض کیا کہ میرے پاس حضور کی امانت دو سو شاہرخی دو دستانہ نقرہ اور ایک نافہ مشک تہا سو وہ نہیں ہے اول دو چیزیں تو حضور نے اُن کے مالکوں کو دلا دیں - نافہ مشک موجود ہے - بادشاہ نے نافہ مشک منگایا اور ایک چینی کی رکابی میں مشک کو نکال کر رکہا اور اوسکی چٹکی چٹکی امیروں [illegible] غنچہ تہا مشک کی بو کی طرح اوسکی شمیم اقبال تمام جہان میں پہیل گئی - [illegible] جلال الدین محمد اکبر نام اوسکا رکہا +

بادشاہ نے اس خوشخبری کو سنکر [illegible] جغتائی خیر خواہ اور امرکوٹ کے رانا کے آدمی تہے - [illegible] قریب بادشاہ پہنچا - رن کے شمال مغرب میں جاجکان کی مغربی [illegible] وہ دریاے سندہ کی ایک مشرقی شاخ کے قریب ہے اور یہ شاخ جنگل کو قطع کرتی ہوئی کہچہ کی مغربی سرحد بنی ہے - اس ضلع میں بہت سے دریا کے شعبے چہوٹے چہوٹے بہتے ہیں جن سے یہ ضلع بہت سے چہوٹے چہوٹے جزیروں اور قطعات میں تقسیم ہو گیا ہے - اس زمانہ میں

یہاں نہایت خوب پہلی تھی اور ملتان کی ما یحتاج کی افراط تھی اسکے آم بڑے پر مزا اور دل کشا تھے۔ یہ قصبہ بکثرت حدائق و انہار و لطافت فواکہ دلفگار میں ملتان و سندھ میں ممتاز تہا جب اس سرزمین میں یہ خواص ہوں اور وہاں قدرتی ندی نالوں اور مصنوعی نہروں سے سیرابی و شادابی ہو اور باشندے بہادر ہوں تو وہاں کے باشندوں کو آزادی کی نعمتیں ایسی ہی حاصل رہیں جیسے کہ اوسکے ہمسایہ کے ملک جاجکان کے وحشی باشندوں کو حاصل تہیں +

جب ہمایوں اس مقام پر آیا تو جانی بیگ جس پاس پہلے امرکوٹ تہا اور اس نواح میں وہ مشہور قزاق تہا جس میں وہ بہت سواروں کے ساتھ موجود تھا۔ بادشاہ نے شیخ علی بیگ کے سوار پرانے تجربہ کار رفادار مغل اور درانا کے پانچ سو سو دہا سوار آگے روانہ کئے اور پیچھے اونکے کمک کے لئے خود چلا۔ شیخ علی خود بہی بہادر تہا اور بادشاہ کی کمک کا بہی سہارا لگا ہوا تہا۔ وسنے آتے ہی دشمن کے لشکر پر حملہ کیا اور بادشاہ کے آنے سے پہلے اوسکو ہزیمت دیکر پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ بادشاہ نے آتے ہی سارے اسیروں کے قتل کا حکم دیا۔ ان قیدیوں میں وہ زخمی مغل بہی تہا جسکو مرزا قلی نے بیش کرکے ترکی زبان میں کہا کہ انکے بادشاہ کو بہت گالیاں دیں ہیں بادشاہ نے کہا کہ اسے چھوڑ دو وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ پہر بادشاہ میدان جنگ سے چون میں آیا اور ایک بڑے باغ میں خیمہ لگایا اور اپنے لشکر کے گرد ایک گہری خندق کہودی۔ خاصہ ایک حصار متین اوسکے لشکر کے گرد تیار ہو گیا اور آس پاس کے تمام راجاؤں اور رئیسوں کو اوسنے بلایا سودہاؤں کے اور کچھہ سماجاؤں کے رئیس اوس پاس آئے اور جام کے سرخیل جن پاس پہلے ملک ججکر تہا وہ بھی حاضر ہوئے اسطرح اس پاس پندرہ سولہ ہزار سواروں کی جمعیت ہو گئی۔ جن میں دو آدمی گرفتار ہوئے جنکا حال قابل لکھنے کے ہے جب بادشاہ نے قلعہ سیہوان کا محاصرہ کیا تہا تو اس قلعہ میں ایک تفنگ انداز ایسا تہا کہ نشانہ بے خطا لگاتا تہا بادشاہ نے فرمایا تہا کہ مجھے امید ہے اسے ایکدن گرفتار کرونگا اور بعض دفعہ یہ بہی ارشاد کیا تہا کہ جس چھنے میری تلوار

آدھی میان سے نکال کر پھر رکھ لی وہ بھی پھر سے اچھا کیا جب بادشاہ نے جون پور فتح کیا تو یہ دونو آدمی ایک بوزہ فروش کی دکان پر اپنی اپنی بہادریوں کی داستان کر رہے تھے کہ بادشاہ کے آدمیوں نے اونکی یہ باتیں سن لیں اور اونکو گرفتار کر کے بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے تفنگ انداز کو قتل کرنے کا حکم دیا چوبدار کو معاف کیا اور ایک تحفہ اوس کو دیا۔

یہاں بادشاہ نے شعبان کے آخر میں امرکوٹ سے مریم مکانی اور شاہزادہ اکبر کو بلایا ۳۵ دن بعد روز ولادت سے اپنے نور چشم کو دیکھ کر آنکھوں کو روشن کیا۔

شاہ حسین کا فریب دینا +

جسوقت شاہ حسین نے سنا کہ چھ مہینے بھی نہیں گذرے کہ ہمایوں اسکے ملک کی ایک جانب سے نکلا تھا اب وہ دوسری جانب میں آ گیا تو اوسنے جانا کہ خطرناک بلا نازل ہونیوالی ہے وہ ایک سپاہ جرار کے ساتھ دریا کی اس شاخ پر کہ جون کے قریب بھی چارکوس کے مقابل کنارہ پر خیمہ زن ہوا اس مقام میں دونو لشکروں میں روز چھیڑ چھاڑ اور لڑائی ہوتی تھی مگر یہ مقابلہ برابر کا نہ تھا۔ مرزا شاہ حسین کا ملک تھا اوسکے پاس سارے مخازن ملک موجود تھے جو نقصان ہوتا اوسکو وہ پورا کر لیتا مگر بادشاہ کے خیر خواہوں میں سے جنپر اوسکی ساری قوت کا مدار تھا۔ کوئی ایک مارا جاتا تو اسکا عوض اوسکو میسر نہیں ہوتا تھا مرزا نے اپنی قوت مکر و حیلہ کا اور اضافہ کیا۔ اوسنے بادشاہ سے اوسکے دوستوں کو جو اوسکی کمک کے لئے آ گئے تھے جدا کرنا چاہا۔ اوسنے پوشیدہ ایک ایلچی سراپا و کمر و خنجر و تحائف دیگر رانا پاس بھیجا کہ بادشاہ کی دولت خواہی چھوڑو اور ہمارے خیر خواہ ہو۔ رانا اس سراپا کو بادشاہ پاس لے گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کتے کو یہ سراپا پہنا کر اوسکی کمر میں خنجر و ٹیکا لگا کر بھیجدو جس سے اوسکی کمال حقارت ہو چنانچہ یہی ہوا تو حسین شاہ دل میں بہت جلا اور شرمندہ ہوا۔

مسلمانوں کی اس عادت نے کہ وہ ہندوؤنکو ہمیشہ نظر حقارت سے دیکھتے تھے شاہ حسین کا کام بنا دیا۔

[illegible] نے مرزا بیگ ... سے ایسی نامناسب گفتگو کی کہ وہ ناراض ہوکر مع لشکر
بادشاہ کے پاس سے چلا گیا۔ اور اوس نے کہا کہ مغلوں کے ساتھہ رفاقت کرنی عبث ہے۔ اوسکے
جاتے ہی ... حسین بھی چلے گئے۔ ہرچند بادشاہ نے دلاسے اونکو دئے مگر کچھہ اثر نہ ہوا
اور وہ اس پاس سے پھرے۔ اب بادشاہ پاس وہی اوسکے قدیمی خیرخواہ رفیق رہ گئے
جو تعداد میں تھوڑے تھے مگر بہادری میں بڑے تھے۔ انہیں سے بھی شاہ حسین پاس
منعم بیگ بھاگ گیا۔ اور اوس سے جاکر کہا کہ بادشاہ میدان میں بے پناہ پڑا ہے۔ یہہ خبر
بادشاہ کو ہوگئی اوس نے حکم دیا کہ حصار و قلعہ بنایا جائے اور اوسکے گرد خندق کھودی جائے۔ خود
عصا ہاتھہ میں لیکر ہر گروہ کو بتادیا کہ قلعہ میں یہاں کام کرے۔ تین روز میں قلعہ تیار ہوگیا جب
شاہ حسین چڑھ کر آیا تو اوس نے یہ قلعہ دیکھا اور منعم بیگ سے کہا کہ تو نے مجھہ سے خلاف بیانی کی۔
شاہ حسین نے ہرچند قلعہ کی فتح میں کوشش کی مگر ناکام رہا۔ بادشاہ کی طرف بہی نقصان ہوا
محمود گرد باز مارا گیا۔

بادشاہ کا دل سرد ہو رہا تہا کہ اس حال میں، محرم ۹۶۲ھ کو صدر گجرات سے بیرم خان اکیلا
بادشاہ کے پاس آیا اور بادشاہ کی خاطر افسردہ کو شگفتہ کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب بیرم خاں
لشکر گاہ میں آیا تو اول گذر اوسکا جنگ گاہ پر ہوا۔ پہلے اسے کہ وہ بادشاہ کی خدمت میں آئے
اور لوگ اوسکو جانیں اوس نے مردانہ کارزار شروع کی۔ اور بادشاہ کی سپاہ اوسکی بہادری کو
دیکھہ کر متحیر ہوگئی اور اوس نے جانا کہ وہ جنود غیبی سے ہے اور جب معلوم ہوا کہ وہ بیرم خان
ہے تو اہل مصاف نے خوشی کا نعرہ مارا اور بادشاہ اوسکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور اوس
تقریب سے چند روز یہاں توقف ہوا۔

بیرم خاں ترک تہا۔ بدخشاں میں پیدا ہوا بلخ میں تعلیم پائی سولہ برس کی عمر میں ہمایوں
کی سپاہ میں داخل ہوا۔ قنوج کی لڑائی میں شریک ہوا۔ جب شکست ہوئی تو سنبہل کی طرف
... پاس جو اس سرزمین کے معتبر زمینداروں میں سے تہا چلا گیا۔ مدتوں اوسکی حمایت
میں رہا ... اوسکو بلا بہیجا۔ ... مجبور ہوکر اوسے بہیجدیا

مالوہ کی راہ میں شیر شاہ کی خدمت میں وہ پیش ہوا۔ شیر شاہ نے بھی اوسکی تعظیم دی اور دیر تک اُس سے دلفریب باتیں کرتا رہا۔ باتوں باتوں میں یہ بھی فرمایا کہ ہر کہ اخلاص دارد خطا نمیکند۔ بیرام خان نے اوسکی تصدیق کی۔ اور کہا کہ ہر کہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد۔ برہانپور کے پاس سے یہ اور ابو القاسم حاکم گوالیار نہایت بیقرار ہو کر شیر شاہ کے لشکر سے گجرات کی طرف فرار ہوئے۔ راہ میں گجرات سے شیر شاہ کا ایلچی آتا تہا۔ اوسکو جب یہ خبر ہوئی کہ تو اوس نے ابو القاسم کو کہ جسم و صورت میں نمود رکھتا تھا پکڑ لیا۔ اوسکو بیرام خان سمجہا۔ اب بیرام خان کی نیک ذاتی اور جوانمردی دیکھئے کہ خود اوسنے جا کر مبالغہ سے کہا کہ میں بیرام خان ہوں اور یہ ابو القاسم ہے۔ ابو القاسم کی مردمی دیکھئے کہ خود اوسنے کہا کہ میں بیرام خاں ہوں اور یہ میرا ملازم ہے وہ مجہپر اپنی جان فدا کرنی چاہتا ہے غرض یہ معاملہ مصرع مرا مگذار در دست یار من گیر + مگر وجاہت صورت نے ابو القاسم کو گرفتار کرایا۔ وہ شیر شاہ کے روبرو آیا۔ ناشناسی سے اوسنے اس معدن مروت کو شہادت کے درجہ پر پہنچایا۔ شیر شاہ بار بار یہ کہا کرتا تہا کہ جس مجلس میں بیرام خان نے یہ کہا تہا کہ ہر کہ اخلاص دارد خطا نمیکند۔ میں جب ہی سمجہہ گیا تہا کہ وہ ہمارے ساتہہ اخلاص نہیں کریگا۔ اب بیرام خاں گجرات میں سلطان محمود پاس جو اس وقت یہاں بادشاہ تہا پہنچا۔ اوسنے بہت منت سماجت کی کہ آپ یہیں رہئے مگر اوسکو ہمایوں کی لو ایسی لگی ہوئی تہی کہ وہ یہاں کب تہا تہا۔ سفر حجاز کے لئے رخصت لیکر بندر سورت میں آیا۔ یہاں سے ملک ازدواڑ میں گیا۔ وہاں اپنے بادشاہ کی خدمت میں جون میں آپہنچا +

بادشاہ کے لشکر میں روز بروز غلہ کی تنگی زیادہ ہوتی جاتی تہی گو اوسکے لشکر کا نظام ایسا تہا کہ دشمن اُسپر حملہ نہیں کر سکتا تہا مگر اوسکی رسد کو چاروں طرف سے بند کر سکتا تہا۔ مشکل جب تک نہ پڑتی کہ صحرائی قومیں اوسکی مددست تہیں مگر جب وہ اوسکو چھوڑ کر چلی گئیں تو وہ اپنے بہت سے ملازموں کو بہت دور دور بھیجتا تو وہ لشکر کے احتیاج کو بہم کر کے لشکر میں لاتے تھے جتنے ذخیرے غلہ وغیرہ پاس تھے وہ سب خالی ہو گئے لیں منزوں تک عسرت لشکر کی نوبت

[illegible] لئے حضرت جہانبانی بہت [illegible] آسانی سے فتح ہوسکتا ہے
[illegible] کو یہ خدمت سپرد ہوئی۔ اس افسر کو اس کام میں ایسی کامیابی ہوئی کہ
[illegible] بادشاہ کے لشکر میں بہت رسد پہنچی لیکن جب شاہ حسین کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالاروں میں سے عیسیٰ ترکمان کو حکم دیا کہ وہ جاکر بادشاہ کے اس لشکر پر حملہ کرے اور
بادشاہ کے لشکرگاہ تک رسد کو نہ پہنچنے دے۔ مگر اس سپہ سالار نے اس کام میں مساہلت کی تو
اُسنے سلطان محمود بکری (بھکری) کو یہ خدمت حوالہ کی سلطان محمود پر اتابک مرزا کی نظر
نامہربانی چلی جاتی تھی۔ اس سبب سے وہ ذلیل حالت میں رہتا تھا اوسنے اس خدمت کی
بجا آوری میں کمر ہمت ایسی چست کی کہ مرزا اوسپہ مہربان ہوجائے اور گئی ہوئی عزت
پھر حاصل ہوجائے۔ اس طرف سے بادشاہ کی توجہ ہٹانے کے لئے خود بادشاہ پر بہت سپاہ لیکر
بحر و بر کی طرف سے ہر روز چھیڑ چھاڑ پہلے سے زیادہ شروع کی۔ بادشاہ کو جب یہ خبر ہوئی
کہ شیخ علی کی سپاہ پر حملہ کرنے کے لئے شاہ حسین نے سپاہ بھیجی ہے تو اوسنے الیشان تیمور سلطان
کو حکم دیا کہ وہ شیخ علی کی کمک کرے۔ مگر شیخ علی کو اسکا آنا حد نا گوار ہوا۔ دونو افسروں میں
ناحق جھگڑا کھڑا ہوا۔ ہمایوں اپنے مورچوں میں چاروں طرف سے گھر جانے سے پڑے
پڑے اُکتا گیا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ ان مورچوں کی جنگ محفوظ سے کوئی کام نہیں نکلنے کا
بہتر ہے کہ باہر نکلکر ایک جنگ عظیم کیجیے۔ اس عرصہ میں شاہ حسین تین چار دفعہ بادشاہ سے
لڑائی کے لئے پیش قدمی کرچکا تھا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ اب کی دفعہ وہ لڑنے آئے تو میں
مورچوں سے باہر نکل کر اوسپر حملہ کرونگا۔ اس نیت پر فاتحہ پڑھی اور جن آدمیوں پاس برے
گھوڑے تھے اونکو اچھے گھوڑے دئیے۔ یہ قرار پایا تھا کہ کل لڑائی ہوگی۔ رمضان کا مہینا تھا
افطار روزہ پر ایک پہر گذرا تھا کہ ایک شخص دریا کے کنارہ پر سے آیا اور اوسنے کہا کہ ایک آدمی
کشتی مانگتا ہے۔ بادشاہ نے اس آدمی کا نام پوچھوایا جب معلوم ہوا کہ وہ الیشان تیمور ہے تو بادشاہ
نے فرمایا کہ خدا خیر کرے کشتی میں الیشان تیمور بادشاہ پاس آیا اُسنے شیخ علی کے مرنے کا اور اپنی
شکست پانے کا حال سنایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود نے انکو اس پاس کی قوموں

شاہ حسین اور ہمایوں کا صلح ہونا

جمع کرکے اپنا موقع دیکھکر صبح کے وقت بادشاہ کی سپاہ شیخ علی پر حملہ کیا تردی بیگ جوانان
تیموری طرف سے کام کرتا تہا۔ جنگ میں ساہلت کی شیخ علی نے ثابت قدم رہ کر عرصۂ رزم
میں جو شیر مردوں کے لئے نشاط بزم ہوتی ہے شگفتہ دلی کے ساتھ شربت شہادت پیا
طرفین سے جانوں کا زیان ہوا مگر ہمایوں کی طرف زیادہ نقصان ہوا۔ بادشاہ اپنے اس
مخلص کے واقعہ سے نہایت خستہ دل ہوا جس صبح کو بادشاہ کا ارادہ لڑنے کا تہا اوسکی رات
میں ایسا بیقرار رہا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ شاہ حسین مرزا لشکر اپنا سلح و تیار کرکے لڑائی
کے لئے سوار ہونے کو تہا کہ محمد محسین نے بادشاہ کے لشکر سے بہاگ کر اوسکو خبر دی کہ شیخ
علی بیگ مارا گیا عالیشان تمویبلطان نے ہزیمت پائی۔ بادشاہ کا ارادہ ہے کہ آج قلعہ سے
باہر ہوکر میدان میں تجہسے لڑے تو کہاں لڑنے کو جاتا ہے۔ بادشاہ بڑی جرات سے
لڑیگا تو اوسکے سامنے نہیں ٹہیر سکے گا بہتر ہے کہ صلح کرلے۔ شاہ حسین نے بہی سوچا
کہ جب آدمی مایوس ہوتا ہے تو جان لڑا کر لڑتا ہے۔ بادشاہ آخر کو صلح کرلے گا اسلئے
وہ تین روز تک بادشاہ سے لڑنے کے لئے اپنے دستور کے موافق نہیں نکلا چند روز
بعد شاہ حسین نے بابر قلی اپنے معتمد افسر کو بادشاہ پاس بہیجا۔ بادشاہ کا قدمبوس ہوا قند و
میوہ نذر کیا۔ شاہ حسین کی طرف سے عرض کیا کہ وہ شرمندگی کے مارے حضور میں نہیں حاضر
ہوا اسکی تقصیرات کی عذر خواہی کی۔ بادشاہ نے بابر قلی کو رخصت کیا اور کہا کہ اب
میں ملک سندہ سے کوچ کرکے قندہار کو جاتا ہوں غرض ان دونو میں مصالحت ان
شرائط پر ہوگئی کہ بادشاہ تو شاہ حسین کے ملک کو بالکل چہوڑدے اور شاہ حسین بادشاہ
کو تیس کشتیاں اور ایک لاکہ مثقال نقد اور دو ہزار خروار غلہ اور تین سو اونٹ موضع نائی
میں حوالہ کرے تاکہ بادشاہ دریائے سندہ سے پار ہوکر قندہار کی راہ پر چلا جائے جب کہ
طرفین سے یہ شرائط منظور ہوگئیں تو شاہ حسین نے دریا پر کشتیوں کا پل باندہ دیا تاکہ وہ جلد
میں اس دریا کے پار و بہے سے گذر جائے ۔ ربیع الاول سنہ ٩٥٠ھ مطابق ١٠ جولائی سنہ ١٥٤٣ع
دو روز میں مع اپنے لشکر کے دریا پار اتر گیا۔ عہد و پیمان کی شرائط کا ایفا طرفین سے ہوگیا۔

اور وہی حصہ روانی میں چلا گیا یہاں سے لشکر سیہوان میں گیا یہاں سندھ کے باہر جانے کے لئے تیاری کی ملک سندھ میں اور اوسکی نواح میں بادشاہ ڈہائی برس تک رہا +

جب بادشاہ کو بالکل مایوسی ہوئی کہ وہ ملک سندھ سے لشکر جمع کرکے دوبارہ ہندوستان میں نہیں جا سکتا تو قندھار کی طرف جانے کا ارادہ کیا جو اوسکے بھائی مرزا کامراں کی سلطنت میں تھا۔ اسوقت افغانستان کا حال یہ تھا کہ مرزا کامراں بھائی کو چھوڑ کر اور پنجاب شیر شاہ کو حوالہ کرکے خوشاب میں گیا کابل میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا۔ جیسے اوسنے بھائی کی سلطنت برائے نام بھی نہ رکھی۔ مرزا عسکری اسکا بھائی کابل اسکے ساتھ گیا تھا غزنی اور اوسکی حدود کی حکمرانی اوسکو حوالہ کی۔ قندھار میں قراچہ بیگ حاکم تھا شاہ حسین حاکم سندھ نے مرزا کامراں کی اطاعت اختیار کرلی تھی۔ مرزا اسے چاہتا تھا کہ اتحاد و وداد کا پیوند استوار ہو جائے اسلئے امیر الله دوست کو کہ فضلائے عصر میں تھا اور مرزا کی وکالت اوسکے سپرد تھی اور شیخ عبد الوہاب کو کہ شیخ پوران کی اولاد میں سے تھا مرزا کامراں نے شاہ حسین بیگ ارغون پاس بھیجا۔ جب بادشاہ سندھ سے پار اُتر کر قندھار کو جاتا تھا تو اوسنے سیہوان کے قریب آنکر سنا کہ یہ ایلچی اوس سے دور نہیں ان ایلچیوں نے یہ سنکر کہ بادشاہ قریب ہے وہ قلعہ سیہوان میں متحصن ہوئے۔ بادشاہ نے امیر الله دوست کو فرمان لکھا کہ وہ حاضر ہو مگر اوسنے یہ عذر لکھا کہ اہل قلعہ مجھے چھوڑتے نہیں اسلئے نہیں آسکتا +

سیہوان سے بادشاہ کوچ کرکے دو شب درمیان فتح پور گنداوہ میں پہنچا۔ بادشاہ کو رہبر شاہ حسین نے دئے تھے جو اوسکے اشارہ سے یہ نہیں چاہتے تھے کہ بادشاہ اس ملک سے واقف ہو اسلئے وہ شیریں چاہ و چشمہ نہ بتلاتے اور بادشاہ کے لشکر کو پیاسا رکھتے یا کھاری پانی پلاتے۔ بادشاہ یہاں سے دو شب درمیان سفر کرکے شیریں و تلخ چشموں پر گذرا۔ جب اوسنے پوچھا کہ چشمۂ شیریں کونسا ہے تو رہبر دنے جواب دیا کہ چشمۂ شیریں تو سات کوس ہے بادشاہ پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ بادشاہ نے لشکر کو تو چشمۂ تلخ پر چھوڑا اور خود تھوڑے سے دیکر

افغانستان کی حالت موجودہ +

شنبہ شہر میں پہونچا یا اور خود بانی پیا اور آدمیوں کے لئے پانی بہرا اور لشکر کو دعوت دی
اور یہاں قیام کیا اور پہر عصر کے وقت کوچ کیا یہ ایک بڑی مصیبت تہی کہ راہ میں تمام
قزاق پہیلے ہوئے تہے اکثر وہ بلوچی تہے جو ہمیشہ یہی کام کیا کرتے تہے کہ وہ تنہا یا
گروہ باندہ کر مسافروں کو لوٹا کرتے تہے جوہر لکہتا ہے کہ آفتابچانہ کا شتر تہک گیا تہا
اسلئے وہ لشکر سے پیچہے رہ گیا تہا آگے چل نہیں سکتا تہا۔ قزاقوں نے اوسپر حملہ کیا جوہر کو
زخمی کیا اور شلیتہ میں سے سارا اسباب وہ لیگئے۔ یہاں سے کوچ لیسے دشت میں ہوا کہ جسکی
زمین کی تاثیر یہ تہی کہ موسم گرما میں ایسی وہ لوئیں چلتی تہیں کہ آدمی کے اعضا کا ٹکڑا بنا دیتی
تہیں۔ اور جاڑے میں ایسی سرد ہوائیں چلتی تہیں کہ اگر آگ پر سے پتیلی اتار کر شوربہ کو رکابی
میں نکالے تو وہ یخ بن جاتا تہا۔ بڑے بڑے آدمیوں پاس ایسے کپڑے نہ تہے کہ وہ
اس سردی سے بچتے۔ اسکی ایک مثال ہے کہ بادشاہ پاس ایک پوستین تہا۔ اوس کو
اودہیڑ کر پوستین تو بیرام خاں کو دیا کہ وہ سردی کہاتا تہا اور استر اسکا ایک ملازم کو
عنایت کیا۔ سفر کی نہایت مصائب اٹہا کر وہ درۂ بولان سے گذر گیا۔ اور ضلع
شال مستنگ میں پہونچا جو بلوچستان کی شمالی سرحد ہے اور قندہار سے تین فرسخ
ہے اور اوسکے تابع ہے +
اب یہاں ایک مشکل پر دوسری اور مشکل پیش آئی کہ جلال الدین بیگ اعیان مرزا کامران
میں تہا ان حدود میں جاگیر رکہتا تہا اوسنے اپنے جاسوس چہوڑ رکہے تہے وہ بادشاہ کے
دو ملازموں کو جو ایک چشمہ پر پہلے بہیجے گئے تہے دستگیر کرکے لیگئے۔ ان دو میں سے ایک آدمی
نے فرصت پاکر ان جاسوسوں کے ہاتہہ سے خلاصی پائی اور ان بدمعاشوں کی حقیقت
کچہہ قراین احوال سے کچہہ اس جماعت کی گفتگو سے دریافت کرکے بادشاہ کو آگاہ کیا
بادشاہ نے جانا کہ یہاں انکو میرا آنا معلوم ہو گیا ہے وہ اپنی عادت کے بموجب [illegible]
اونے قندہار کے جانیکا ارادہ موقوف کیا اور مستنگ کی طرف [illegible]
بعض آدمیوں نے [illegible]

بہائی کو اپنے ہاتھ سے خط لکھکر بھیجا جسکا عنوان یہ تھا کہ برادر کم مہر بے ارادت معلوم کرے
جتنے نصایح وعظ کی تھیں مگر گوش حق شنو اور دل دانا سے درست فہم اس بات کی ہاں
تھا کہ ان نصایح کا اثر ہوتا۔ان نصایح سے پہلے سے زیادہ اور عداوت پر مستعد ہوا

جب ہمایوں سندھ چھوڑ کر قندھار جانے کو تھا تو شاہ حسین نے اپنے کاموں کی خوش اسلوبی
کے لئے مرزا کامران پاس آدمی بھیجکر ہمایوں کے حال سے مطلع کیا تھا تو مرزا کامران نے مرزا
عسکری کو لکھا کہ شہر کو استحکام دے اور جسطرح بن سکے ہمایوں کو گرفتار کرے عسکری نے شہر کو
درست کیا اور بادشاہ کی گرفتاری کو چلا۔قاسم حسین سلطان و مہدی قاسم خاں اور ایک اور
جماعت ملازموں نے مرزا عسکری کو جانے سے منع کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ مضطر ہو کر
فرط ضرورت کے سبب سے عراق کی طرف متوجہ ہو جسسے حوادث عظیم رونما ہوں۔ابو الخیر اور ایک اور
اور جماعت نے یہ شرارت کی کہ مرزا عسکری کو جانے کی صلاح دی۔وہ دوسرے روز صبح کو ستنگ
کی جانب سے روانہ ہوا۔ایک دو کوس چلا تھا کہ اوسنے آدمیوں سے پوچھا کہ کوئی اس راہ کو
بھی جانتا ہے۔قاسم حسین سلطان کا نوکر جی بہادر ازبک تھا جوان مرزا عسکری کا نوکر
ہوا تھا۔اوسنے کہا کہ میں اس راہ کو خوب جانتا ہوں بار بار آیا گیا ہوں مرزا نے اوس سے
کہا کہ تو سچ کہتا ہے۔تو ان حدود میں جاگیردار رہا ہے۔مرزا نے اوسکو حکم دیا کہ آگے چل کر
راہ کی خبر لا۔اوسنے کہا کہ میرا یابو کم رو ہے۔مرزا نے ترسوں برلاس کو اشارہ کیا کہ اپنا تیز رو
اور چالاک گھوڑا اوسکو دیدے۔برلاس کو یہ حکم ناگوار ہوا تو مرزا نے اوسپر تشدد کیا تب
گھوڑا اوسنے دیا۔جی لی بہادر یا جی بہادر ہندوستان میں پہلے بادشاہ کا ملازم رہ چکا تھا
وہ تیز رو گھوڑے پر سوار ہوا اور درہ پیکہ تک اوسکو قدم بقدم چلایا۔مگر جب لوگوں کی نگاہ
سے غائب ہوا تو گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر بادشاہ کے لشکرگاہ میں بیرام خاں کے خیمہ پر
پہنچا۔اور اوسکو حقیقت حال پر مطلع کیا کہ سر پر بلا آنے والی ہے۔بیرم خاں بے تامل اوسکو ساتھ
لیکر بادشاہ کی سراپردہ کے پاس آیا اور قنات پردہ کے پیچھے سے اوسنے بادشاہ سے کہا کہ حق ناشناس
یہ عزم نادرست کر رہے ہیں۔بادشاہ نے تردی بیگ و امیروں پاس آدمی بھیجے کہ سوار ہو

بہیجیں مگران تنگ چشم امیروں نے بادشاہ کے حکم کو نہ مانا تو اوسنے ارادہ کیا کہ خود سوار ہوکر مخالفوں کی تادیب سے اور اونکے کردار کی سزا دے مگر بیرام خاں نے عرض کیا کہ وقت تنگ ہے۔ توقف کی فرصت نہیں سوا اسکے عسکری پاس لشکر بہت ہے۔ یہاں سے چلے جانے میں سلامتی ہے۔ بادشاہ نے غصہ سے فرمایا کہ قندہار اور کابل پر میرا اور میرے نالایق بہائیوں کا جھگڑا رہتا ہے وہ یہ کہہ کر اپنے مخلصان جان سپار کو جو تہوڑے سے ساتھ تہے لیکر جنگل میں چلا گیا اور حجاز کا قصد عراق کی راہ سے کیا۔ خواجہ معظم۔ ندیم کوکلتاش و میر غزنوی و خواجہ عنبر کو حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے وہ مریم مکانی کو یہاں لے آئیں ان سعادتمندوں نے اس کام کو جلد کر دیا۔ شاہزادہ اکبر کی عمر ایک سال کی تہی وہ صحرا نوردی کا کب متحمل ہوتا اسلئے اسکو یہیں نوکروں کی حفاظت میں چہوڑا۔ اور حمیدہ بیگم کو گہوڑے پر بٹہایا۔ اسوقت ہمایوں کے ساتہ چالیس آدمی تہے جنمیں بائیس امیر تہے اور دو عورتیں تہیں باقی سبکو مع خیموں اور پرتل کے یہیں چہوڑ دیا +

جوہر نے اپنے واقعات ہمایونی میں اس واقعہ کو اس طرح لکہا ہے کہ شال ہوشنگ میں پہنچنے سے ایک رات پہلے بادشاہ ایک باغ میں پہنچا تو ایک شخص نے اُسکو سلام کرکے پوچہا کہ حضور کو مرزا عسکری کی بہی کچہہ خبر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے کچہہ خبر نہیں اگر تجھکو کوئی خبر معلوم ہے تو میں اُسکو سنکر خوش ہونگا۔ اوسنے کہا کہ میں خلوت میں کچہہ عرض کرنا چاہتا ہوں سوا جوہر کے جو ایک لڑکا تہا بادشاہ نے سب لوگ علیحدہ کر دیے تو اوسنے کہا کہ میرا بیٹا مرزا عسکری کا نوکر ہے وہ اوسکو کوہستان میں بکیہ میں جو یہاں سے پانچ کوس پرے ہے چہوڑ کر ابہی اکیلا آیا ہے وہ کہتا ہے کہ دو پہر سے پہلے مرزا عسکری حضور کو گرفتار کرنے آئیگا۔ اس خبر کو سنکر بادشاہ باغ سے اٹہہ کر لشکرگاہ میں آگیا۔ بادشاہ نے روزہ افطار کیا اور سحری کو آش کہائی صبح کی نماز پڑہی درازی سفر سے تہک رہا تہا وہ لیٹتے ہی سو گیا اسکے ملازم ادہر اُدہر اپنے کاموں میں لگ گئے دوپہر کو جنگلوں میں سے ایک شخص سرپٹ گہوڑا دوڑاتا ہوا لشکرگاہ میں آیا اور بادشاہ کو پوچہا۔ وہ نہایت ہی بیقرار تہا۔ ملازموں نے کہا کہ گہوڑا یہیں چہوڑ دو اور اندر جاؤ۔ مگر اوسنے

مرزا نے جہہ بہادر کو بلاکر کہا بہیرہ مرشد کے خیمہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ سوتا تہا اوسکو جگایا
اوسنے پوچھا کہ کچھہ پیغام لایا ہے اوس نے کہا کہ نہیں بلکہ اوسکے اوسنے کہا کہ مرزا عسکری
حضور کے دشمنوں کو آزار دینے کے لئے آتا ہے بادشاہ نے اوسکا نام پوچھا تو اوس نے
جہہ بہادر اوزبک فرستادہ قاسم حسین سلطان بتایا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ سچ کہتا ہے
اوسنے بیرم خان کو بلاکر پوچھا کہ کیا کرنا چاہئے اوسنے کہا کہ یہاں سے چلا جانا مصلحت ہے
بادشاہ نے کہا کہ جنگ کرنا چاہئے بیرم خان نے کہا کہ ہم تہوڑے ہیں دشمن بہت ہیں بہتر
یہی ہوگا کہ یہاں سے باہر چلے جائیں۔

مرزا عسکری نے میر ابوالحسن صدر کو آگے بہیجا کہ بادشاہ کا قصد آگے جانے کا
ہو تو اوسے ایسی باتیں بنائے کہ وہ نہ جائے۔ بادشاہ جسوقت سوار ہوتا تہا اوسوقت
میر صاحب آئے اور چاہا کہ مرزا عسکری کی طرف سے چند پیغام پہنچائے جس سے توقف ہو
مگر بادشاہ نے اوسکی واہی باتیں نہ سنیں اور آگے چلا گیا۔ مرزا عسکری کچھہ دیر کے بعد آیا
شاہ ولد۔ ابوالخیر و ایک جماعت کثیر کو متعین کیا کہ لشکر کی محافظت کرے اور کسی شخص کو
لشکر سے باہر نہ جانے دے مرزا کو جب معلوم ہوا کہ جہہ لی بہادر نے بادشاہ کو اوسکے آنے
سے مطلع کردیا اور بادشاہ جنگل کو نکل گیا تو بہت افسوس ہوا۔ میر غزنوی جو شاہزادہ اکبر کا
محافظ تہا جب مرزا عسکری پاس آیا تو اوسنے کہا میں فقط اپنے بہائی سے ملنے کو اور سب طرح
کی خدمت کرنے کو آیا تہا وہ کسواسطے بہاگ گیا شاید کچھہ اور بات سمجہا۔ پہر اوس سے پوچھا کہ
مرزا اکبر کہاں ہے میر غزنوی نے کہا کہ خیمہ میں۔ تو مرزا عسکری نے حکم دیا کہ رکابخانہ سے
ایک اونٹ میوہ کا مرزا کے لئے بہیجا جائے میں بہی آتا ہوں۔ غلام کو بادشاہی خیموں کے
اور لونکے اندر کی چیزوں کو اوسنے دیکہا اور رکہوایا۔ اس اسباب میں ایک صندوق تہا
جسمیں رنگ برنگ کے پتہر بہرے ہوئے تہے اوسکو خادم طبعی سے زر جانکر کہلوایا تو پتہر نکلے
اس سے دلگیر ہوا۔ دوسرے روز بہون جرشے نقارہ بجوا کر بادشاہ کے خیمے میں آیا اور تمام
لوگوں نے آکر مجرا کیا۔ میر غزنوی کو شاہ ولد کے سپرد کیا اور سب میوہ انکو

اپنے آدمیونکی حلالت بیتی ہا۔ کچھ آدمیوں کو کلکنہ ہیں کھینچ کر ہلاک کیا اور بادشاہ کی بیگ
اکل سے بیچ چھین لیا۔ میر غزنوی اور ماہم آغا دائہ تھا مرزا اکبر کو مرزا عسکری کے رو برو لائے اور
مرزا کو بہت پیار کیا اور اس کو ۱۸۔ رمضان ۹۵۰ھ کو قندہار لے گیا اور اپنی بیوی سلطان
کو اوسکی پرورش سپرد کی جسنے اوسکو ماں کی طرح پالا۔ بادشاہ نے جو ملازم اوسکے لیئے باہم
جی جی انگہ۔ اتکہ خاں کہتے تھے وہ بدستور رہے۔ بادشاہ نے وادی توکل میں قدم رکھ کر
چول کی راہ پر خطر اختیار کی اور جو تہوڑے سے آدمی اوسکی ساتہہ تھے اونکو تعجب ہوا کہ
بادشاہ کچھ تہوڑی دور چلا تھا کہ اندہیری رات آئی بیرام خاں نے عرض کیا کہ حضور کو
مرزا عسکری کی محبت جو وہ زر و اسباب رکھتا ہے معلوم ہے اسوقت مرزا خاطر جمع
دو تین نویسندوں کے ساتہہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا مال اشیاء لشکر کو دیکھ دیکھ فہرست
لکھ رہا ہوگا۔ عنایت الہی پر تکیہ کر کے حضور ناگہاں خیمہ پر چلیے اور مرزا عسکری کا کام تمام
کیجیے جب مرزا نہ رہے گا تو ملازم اوسکے کہ حضور کے نمک پرورده ہیں ناگزیر حضور کے قدم
اگر بادشاہ جاتا تو یہی حال پاتا جو بیرام خاں نے اپنی فراست سے بتایا تھا مگر ہمایوں نے فرمایا کہ یہ
تجویز از روئے حساب معاملہ قابل تحسین ہے مگر پاک طینتی اور خیر اندیشی سے اس کام
کو نہیں کرنا چاہیے۔ اب ہم نے دور دراز سفر کا ارادہ کر لیا ہے فسخ عزیمت نہیں چاہیے
عراق کی راہ سے حجاز جانا چاہیے اگرچہ بادشاہ کا تعاقب مرزا عسکری نے نہیں کیا
مگر اوس سے بادشاہ کا خوف و خطر نہیں گیا۔ وہ سیستان کی طرف جاتا تہا۔ کئی منزل کے
بعد ایک رات کو کتے کی آواز سنی بادشاہ نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں آبادی ہوگی کہ بلوچوں نے
آنکر بادشاہ کی راہ روک لی۔ وہ اپنی زبان میں باتیں کرتے تھے جو سمجھ میں نہیں آتی تہیں مگر
بادشاہ کے لشکر میں ایک آقا حسن علی کی بیوی بلوچنی تھی وہ اونکی زبان سمجھتی تھی وہ
ترجمان مقرر ہوئی تو اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اونکا سردار ملک حسن
نے ... تھی بلوچ قافلہ سالار ... کہا ہے یہاں نہیں ہے ... اور
بادشاہ ہی اسے کہا کہ جب تک ... آئے اوس کی ...

بادشاہ کو تحمید ہو کر ٹھیرنا پڑا اسلئے اوسکو بلوچ قلعہ میں لیگئے سب لوگوں نے بادشاہ کو ادب سے سلام
کیا اور فرش بچھایا اوس پر بادشاہ اور حمیدہ بیگم کو ٹھیرایا صبح کی نماز بادشاہ پڑہ چکا تو
ملک خطہ کو آدمی بلا کر لایا چونکہ بادشاہ قلعہ میں صلح کے ساتھہ داخل ہوا تہا اسلئے قزاقوں نے اوسے
مہمان جانا بادشاہ کے آگے ملک مجرا کورنش بجالایا اور مزاج پرسی کی۔ پہر عرض کی کہ تین دن ہوئے
مرزا کامراں کا حکم آیا ہے کہ ہمایوں جسوقت یہاں آئے تو اس راہ سے اوسے گذرنے نہ دینا اور اوسے
پکڑ کر مقید کر لینا مگر بادشاہ نے مجہہ جیسے کے گہر میں تشریف لا کر سرافراز کیا ہے تو آپکے سر و چشم پر بیٹہے
مگر بہتر یہی ہوگا کہ آپ سوار ہو جیے اور میں اپنی سرحد تک آپکے ساتھہ چلونگا اور بخیریت پہنچا دونگا
ہمایوں نے خوشی سے اوسکی درخواست کو قبول کیا اوس نے اس جہل پر ہول سے باہر خیریت
کے ساتھہ ولایت گرم سیر میں پہونچا دیا جو قندہار اور خراسان درمیان تہی مرزا کامراں کی
سلطنت میں تہی سید عبدالحی یہاں کا حاکم تہا وہ خود نہیں حاضر ہوا۔ اسکا غلام جو بادشاہ کی
لوازم مہمانداری اور آداب خدمتگاری کو بجالایا تو اوسپر ایسا غصہ ہوا اسکی آنکہیں اوسنے نکلوائیں
مگر پہر بہی اوسنے بادشاہ کا یہ ادب کیا کہ کچہہ اسکو چیزیں تہوڑی بہت جیسی یہاں میسر ہو سکتی
تہیں بہجوائیں +
مرزا عسکری کی طرف سے خواجہ جلال الدین محمود اپنی ولایت کی تحصیل اموال کیلئے
آیا تہا۔ بادشاہ نے بابا جشنی کو اس پاس بہیجا وہ بادشاہ پاس آیا اور جو نقد و جنس اس پاس
تہا اوسکو بادشاہ پر نثار کیا۔ بادشاہ نے اوسپر مہربانی کرکے میر سامان سرکار خاصہ کا مقرر کیا
بادشاہ چند روز یہاں رہا اور اپنے دولت خواہوں کو جو اوسکے ہمرکاب تہے نصایح دلپذیر
اعظار حمند فرماتا تہا۔ دنیا کی بیوفائی اور سلسلہ ظاہر کی بے اعتباری کو دلائل کے ساتہہ
بیان کر کے خاطر نشان کرتا تہا۔ اصحاب تعلق کو دنیا کی تنگنا ہو سے باز رکہہ کر مقصد حقیقی اور مطلب
اصلی کی طرف لاتا تہا۔ اب بادشاہ کی ہمت اس طرف مصروف تہی کہ اسباب تجرید و مواد تفرید روز بروز
زیادہ ہوتا جاتا ہے اسلئے گوشہ میں بیٹہے اور ظاہر و باطن کو غیر سے خالی کیجیے یکتائی کے ہمت میں مشغول
ہو جیے لیکن مروت و حمیت یہ کام نہیں کرنے دیتی تہی کہ اسی فساد زمانہ کا دل انتقام کی آگ کا نہ دہ کیجیے

گرم سیر کا ملک قندہار سے تھا مگر اوسکے پاس ملک سیستان تھا جو کہ ایران کی عملداری میں تھا
سے عبور کرکے سیستان میں داخل ہوسکتا تھا اوسنے مکتوب محبت طراز دربان مرزا ایران کو جو ملک
خاندان تیمور کا تھا چوں بہادر کے ہاتھ بھیجا اور اسمیں سے اپنا حال بیان کیا یہ شعر بھی لکھا سہ
گرگذشت بر ما انچہ گذشت * چہ بدریا چہ بکہسار و چہ در دشت * کرم ہم جواب آنکے ہنت شیبا مگر عبید اللہ
اوسکو خبردار کیا کہ مرزا کامران نے ایک لشکر گراں قندہار سے روانہ کیا ہے کہ بادشاہ کو پکڑ لے
بادشاہ کو سوا اسکے چارہ نہیں تھا کہ وہ سیستان میں شاہ ایران کی سلطنت میں چلا جاوے اور وہاں شاہ
ایران کی حمایت میں خیر و عافیت سے رہے ! ب ہمایوں نے دیکھا کہ میں اپنے باپ کے ملک میں کہیں بے خوف
و خطر نہیں رہ سکتا تو وہ دریاے ہلمند سے پار اترا اور شاہ ایران کی عملداری میں ایک جبل کے کنارہ
پر مقیم ہوا جسمیں دریا گرتا تھا سیستان میں شاہ طہماسپ شاہ ایران کی طرف سے احمد سلطان حاکم
تھا۔ وہ لوازم مہمانداری بجا لایا اور ایک اسپ جسکا نام لیلۃ القدر تھا بادشاہ کی نذر کیا۔
ہمایوں نے اپنے ملک کو بڑی مجبوری اور ناخوشی سے چھوڑا اور شاہ ایران کی عملداری میں
گیا جو متعصب شیعہ تھا۔ مگر اوسکے لیے کوئی اور جگہ ایسی نہ تھی کہ وہاں وہ چین سے بیٹھتا۔ کامران
اسکا قایم مقام ہوگیا تھا اوسکی مملکت میں فقط خاندان چغتائی کی سلطنت تھی ممالک کابل
غزنی قندہار ختلان بدخشان اس پاس تھے ہندوستان میں شیر شاہ بڑی سلطنت و
شان و شوکت سے سلطنت کر رہا تھا۔ پنجاب اور دریاے سندھ کے درمیان ملک اوس نے
مرزا کامران سے چھین لیا تھا۔ بھکر اور ٹھٹھہ میں شاہ حسین فرمان روا تھا۔ اب ہمایوں
سارا اپنا ملک غیروں کے ہاتھ میں دیکھتا تھا بھائی کے ہاتھوں میں گرفتار ہونے کا خوف
ہر وقت لگا رہتا تھا اسلئے اوسنے اپنے باپ کے موروثی ملک چھوڑا اور بیگانوں کا دست نگر
ہوا جنکی دستگیری مشتبہ تھی کہ وہ کریں یا نہ کریں۔ اب ہم ہمایوں کے حال کو یہاں تک
لکھ کر چھوڑتے ہیں اور پھر اوسکے ایران میں رہنے اور ہندوستان کے دوبارہ فتح
کرنے کا ذکر کرینگے۔ اب تاریخ شیر شاہی لکھتے ہیں فقط

تمت

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رزم نامہ شیر شاہی

افغانوں کا ایک خاندان سور کہلاتا ہے اور اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سلاطین غور میں سے ایک شہزادہ سور نامی اپنا دیس چھوڑ کر ملک روہ میں چلا آیا تھا۔ اگرچہ پٹھانوں کی عادت یہ نہ تھی کہ وہ اپنی لڑکیوں کو غیر کفو میں بیاہیں۔ مگر جب انکو اس شہزادہ کا عالی نسب ہونا ثابت ہوا تو انہوں نے اپنی بیٹی سے شادی کر دی۔ اس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ افغان سور کہلائے۔ افغان سور اپنے تئیں اور سب افغانوں سے اسلئے بہتر جانتے ہیں کہ یہ سلاطین غور کی اولاد میں سے ہیں +

سلطنت خاندانِ سور

ملک دہلی میں سلطان بہلول قبیلہ ساہو خیل قوم لودی افغان بادشاہ تھا اور اُن ایام میں ہند میں اور کئی بادشاہ صاحب سکہ و خطبہ تھے۔ ملک جونپور میں سلطان ابراہیم شرقی۔ اور ملک مالوہ میں سلطان محمود خلجی اور ملک گجرات میں سلطان قطب الدین اور ملک دکن میں سلطان علاء الدین احمد شاہ۔ اور کشمیر میں سلطان زین العابدین۔ ملتان میں شیخ یوسف صاحب سجادہ غوث العالم مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا قریشی صاحب سلطنت تھے۔ اور بنگال و ٹھٹھے کے بادشاہ ہوئے جنکے نام معلوم نہیں۔ جب تک سلطان بہلول دہلی میں سریر آرائے سلطنت رہا ان میں سے کسی نے مخالفت کرنے میں جرأت نہیں کی +

رائے سہرہ لنگاہ زمیندار اسپری و رباری نے شہر ملتان سے شیخ یوسف کو نکال

ملک سلطان پر متصرف ہوا اور اپنا نام قطب الدین رکھا شیخ یوسف استمداد کے لئے
دہلی میں آیا سلطان بہلول سپاہ رزم خواہ لیکر شیخ یوسف کے ہمراہ شہر ملتان ر
سلطان محمود شرقی حاکم جونپور نے وہاں سے آکر دہلی کا محاصرہ کیا سلطان بہلول لودی دیپالپور
میں تھا کہ اوسکو دہلی کے محاصرہ کی خبر پہنچی اوسنے اپنے ارکان دولت سے فرمایا کہ مملکت ہند
وسیع اور زردار ہے اور سلاطین یہاں کے ہندی نژاد ہیں مگر میں اپنے ملک میں اپنی قوم
کے بہت قبیلے رکھتا ہوں کہ شجاعت و مردانگی میں معروف اور جلاوت و پہلوانی میں
موصوف ہیں اپنے ملک میں تنگ معاش ہیں اگر وہ ہندوستان میں آجائیں تو تنگی
وقت سے بھی نجات پائیں اور اپنی قوم کے دشمنوں پر غالب آئیں اور ملک ہند اونکے ہاتھ آجائے
میرے دشمنوں کو غارت کردیں ارکان دولت نے عرض کیا کہ حضور کی رائے نہایت مناسب
و درست ہے اور اپنی قوم کے حق میں نہایت لطف و کرم ہے مصرع

منزل مہماں نبود ہر درے   با عزیزاں نکشد ہر سرے

مناسب ہے کہ حضور ہر قبیلہ کے سردار کے نام ملک روہ میں فرامین صادر فرمائیں جسکا مضمون یہ ہو
کہ خداتعالی نے سلطنت دہلی افغانوں کو عنایت فرمائی مگر اور سلاطین ہند چاہتے ہیں کہ
ملک ہند سے افغانوں کو خارج کریں جسمیں عورتوں کی عزت بھی شامل ہوتی ہے مملکت ہند
وسیع و زردار ہے اسمیں تمام عزیزوں کی گنجائش ہے اگر اس ملک میں یہ عزیز آجائیں تو
سلطنت میرے نام پر ہو اور ہر ملک و ولایت جو ہاتھ میں ہے جو آیندہ ہاتھ آئے
اوسکو برادرانہ قسمت کرکے وہ لے لیں ان دنوں میں سلطان محمود حاکم جونپور بہت سی جمعیت
اور زمینداروں کو ساتھ لایا ہے اور شہر دہلی کو گھیر رکھا ہے اور افغانوں کے اہل عیال
اس شہر میں ہیں اگر بطریق کمک عزیز بہت سی جمعیت کیساتھ اس ملک میں تشریف لائیں تو
وقت مدد ہے ان فرامین کے پہنچتے ہی ازروے شرم و حمیت کے ٹڈی بار ہند میں چلے آئیں
اور سلطان محمود کو ہلاک کریں بعد سبب وایی گذر اوقات اچھی طرح دیکھینگے تو پہر قصد جاوے وطن
نکرینگے بہلول شاہ کے لشکر کی جمعیت بڑہ جائیگی اور ملک ہند کو اپنے تحت و تصرف میں لاسکینگے

...ہلول نے اس صلاح و مشورہ کی تحسین فرماکر قبائل افغانوں کے سرداروں سے
...زمین جاری کرائے۔ روہ کے افغانوں کے پاس یہ فرمان جونہی پہونچے وہ موسم
کی طرح سلطان بہلول کی ملازمت کے لئے دہلی کے قریب آئے۔ سلطان محمود کی جانب سے
بھی ایک فوج لڑنے کو آئی جسکا سپہ سالار فتح خاں ہروی تہا۔ اور اوسکے پاس ہاتھی بہت
تھے۔ ایک طرفۃ العین میں افغانوں نے اوسکے لشکر کو شکست دیدی فتح خاں کو مار ڈالا
سلطان محمود کو فتح خاں ہروی کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ بغیر لڑے بہاگ گیا۔ کالو خاں
محمود خیل ساہو خیل اس لڑائی میں زخمی ہوا تہا۔ سلطان بہلول نے علاج و صدقہ کے لئے
زر نقد بہیجا تو اوسنے نہ لیا اور کہا کہ میں یہاں زخم فروشی کے لئے نہیں آیا ہوں بادشاہ سے
افغانوں کے اکثر نامور سرداروں نے رخصت کی درخواست کی سلطان بہلول نے اُن کو
بہت کچھ کہا کہ تم یہاں سے نہ جاؤ تو اونہوں نے کہا کہ ہم اس دیار میں بطلب ملک کے مستورات
کے ننگ ناموس کے بچانے کے واسطے آئے تھے اب بادشاہ ہمکو رخصت کرے پہر ہم آجاوینگے
سلطان بہلول نے ہر قبیلہ کے سرداروں کو اس قدر زر نقد و اشیاء اور ہر جنس کی متاع
عنایت فرمائیں کہ جسکا سان گمان بھی افغانوں کو نہ تہا۔ اونکو پہر مایحتاج کے لئے محنت
کی ضرورت نہ رہی۔ بعض افغانوں نے ملازمت کرلی۔ اونکو جاگیریں حسب دلخواہ دیکر سلطان
نے امیر بنادیا۔ کالو خاں نے عرض کیا کہ بادشاہ مجھے انعام و اکرام سے معاف کریں میں اس
ملک میں طمع دنیوی کے لئے نہیں آیا تہا۔ جب قبائل روہ کے سرداروں کو بادشاہ رخصت
کرچکا تو اوسنے اپنے امراء کو حکم دیا کہ دیار روہ سے جو افغان ہند میں آوے اور سپہگری
کا ارادہ رکہے تو اوسکو میرے پاس لاؤ کہ مناسب حال سے زیادہ اوسکو جاگیر دونگا۔ اور
وہ تمہاری قربت و اخلاص و محنت و ملازمت اختیار کرے تو تم اوسکے دلخواہ مواجب
اگر میں یہ سنونگا کہ روہ سے ایک افغان یہاں آیا اور تنگی معاش اور بے روزگاری کے سبب
اپنے وطن کو چلا گیا تو تمہاری جاگیریں تغیر کردونگا۔ جب روہ کے افغانوں نے یہ خبر
اور سلطان کی بخشش و انعام کو دیکہا تو روز بروز و ماہ بماہ و سال بسال ہندستان میں افغان

افغان آئے ہے اور جاگیر پاتے ہے - سلطان بہلول سے ...

ہندوستان میں شیرشاہ کا دادا ابراہیم خاں سور مع بیٹے حسن خان کے جو شیر خان کا باپ تہا افغانستان کے اس مقام سے آیا جسکو افغانی زبان میں زنغری یا شرغری اور ملتانی زبان میں روہری کہتے ہیں اور یہ روہری کوہ سلیمان کا ایک پارہ ہے کہ پہاڑ سے نکلا ہوا ہے چہہ یا سات کروہ اوسکا طول ہے اور گمل کے کنارہ پر واقع ہے. مہابت خان سور داؤد ساہو خیل کا نوکر ابراہیم ہوا جسکو سلطان بہلول کے عہد میں جاگیر میں پنجاب کے اندر پرگنہ ہریانہ اور بہکل (بھکان) وغیرہ دیکر رکہا تہا اور بجوارہ میں انہوں نے سکونت اختیار کی

سلطان بہلول کے عہد میں شیر خاں پیدا ہوا اور اوسکا نام فرید خاں رکہا گیا. تاریخ خانجہاں لودہی میں لکہا ہے کہ وہ حصار فیروزہ میں پیدا ہوا تہا +

ایک مدت کے بعد مہابت خاں (مسنجاں) سے ابراہیم خاں رخصت ہوا اور حصار فیروزہ میں آیا اور جمال سارنگ خانی کا ملازم ہوا جسنے پرگنہ نارنول میں چند گانوؤں کی جاگیر بقدر چالیس سوار کے اوسکو عنایت کی یہ مسند عالی عمر خاں سروانی کلکاپوری جو خان اعظم کا خطاب رکہتا تہا اور سلطان کا مشیر مصاحب تہا اسکی نوکری میاں حسن خاں پدر فرید خاں نے کی مسند عالی تاتار خاں کی وفات کے بعد سلطان بہلول نے لاہور کی حکومت اس عمر خاں کو دی جو سرکار سرہند میں مشہور شاہ آباد - پائل پور میں جاگیر رکہتا تہا اوسنے پرگنہ شاہ آباد میں موضع بہاولی اور کئی گانوں جاگیر میں حسن خاں کو دئے - ابوالفضل نے یہ لکہا ہے کہ شیر خان کا دادا ابراہیم گہوڑوں کی سوداگری کرتا تہا اور سوداگروں میں کوئی بڑی عزت نہ رکہتا تہا - اعمال نارنول کے موضع شملہ میں متوطن ہوا اوس کے بیٹے حسن نے کچہہ رشد پیدا کیا اور سوداگری سے نکل کر سپاہ گری میں آیا - مدت تک اس سال کے دادا رائے مل کا ملازم رہا - پہر نصیر خاں لوحانی کا وہ نوکر ہوا جو سکندر لودی کے امرا میں سے تہا اور اپنی خدمت و کاروانی کے سبب سے ہمسر و نیکی ترمو اجب نصیر خاں مرگیا تو اوسکے بہائی دولت خاں پاس نوکر ہوا اوسکے پہر متین کے ملازموں میں جو سلطان سکندر لودی کے امرا بزرگ میں تہا داخل ہوا -

[illegible] کے بعد میاں حسن سے فرید نے عرض کیا کہ مسند عالی عمر خاں کی خدمت میں [illegible]
لے جاکر اون سے عرض کرے کہ فرید یہ کہتا ہے کہ میں آپ کی خدمت کرنی چاہتا ہوں [illegible]
کے لایق آپ جسے سمجھیں ویسے مقرر فرمائیں۔ میاں حسن نے فرید سے کہا کہ ابھی تو خرد سال [illegible]
کچھ روزوں توقف کر۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ فرید نے ماں کو تقاضا کیا
کہ باپ کو اس بات پر آمادہ کرے کہ اوسکو عمر خاں پاس کسی خدمت پر مامور کرنیکے
لیئے لے جائے۔ ماں نے میاں حسن سے کہا کہ فرید کا دل چاہتا ہے کہ مسند عالی عمر خاں
کو دیکھے تم اپنے ہمراہ اسے مسند عالی کے روبرو لیجاؤ شاید وہ خرد سال کی عرض
خوش ہو اور کوئی چیز اوسکو دیدے۔ میاں حسن نے بیٹے اور بیوی کی خاطر فرید کو ہمراہ لیا
مسند عالی عمر خاں کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ فرید آپ کی ملازمت چاہتا ہے عمر خاں
نے جواب دیا کہ فرید ابھی خرد سال ہے جب یہ لایق خدمت ہوگا تو میں اوسے خدمت دونگا
فی الحال میں اوسکو موضع مہادلی کا مزرعہ بلہو دیتا ہوں۔ اوسے حسن خاں اور فرید خاں
دونو خوش ہوئے اور جب فرید گھر گیا تو اوسنے ماں سے کہا کہ باپ تو مجھے نہیں لے جاتا تھا مگر
آپ کی خاطر سے لے گیا۔ عمر خاں نے مجھے پرگنہ شاہ آباد میں ایک گاؤں دیا +
چند سال بعد حسن خاں کے باپ ابراہیم خاں کا نارنول میں انتقال ہوا جب حسن خاں
کو باپ کے مرنے کی خبر ہوئی تو وہ شاہ آباد سے آنکر عمر خاں کے پاس گیا جو اسوقت
سلطان بہلول کے لشکر کے ساتھ تھا۔ اوسنے رخصت مانگی کہ وہ جاکر اپنے باپ کے
متعلقین کی تعزیت کرے۔ اور اوسنے یہ بھی کہا کہ میں ان سب متعلقین کو ساتھ لیکر
آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا میں کسی دنیاوی فائدہ و اضافہ کے واسطے آپکی
خدمت نہیں ترک کرونگا۔ عمر خاں نے حسن خان سے کہا کہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے
اپنی جاگیر میں سے تیرا حصہ دیا ہے اور زیادہ کی گنجایش میرے پاس نہیں [illegible]
باپ کے متعلقین تیرے ہمارا [illegible] ڈھونڈھتے ہیں تو اپنے باپ کی جاگیر [illegible]
ہے میں اپنی قوم کا [illegible] نہیں ہوں کہ تجھے [illegible]

جمال خاں سے تیرے باپ کی جاگیر مع اضافہ کے دلادونگا۔ امراء افغان ایسے خیرخواہ قوم ہوتے تھے کہ جب وہ دیکھتے تھے کہ جتنا فائدہ ہم افغانوں کو پہنچا سکتے ہیں اُس سے زیادہ فائدہ دوسرے حاصل کر سکتے ہیں تو وہ اونکی سفارش اس فائدہ کے لئے کردیتے تھے اونکی رنجش نہیں مانتے تھے حسن خاں اس جواب سے بہت خوش ہوا دوسرے روز مسند عالی عمر خاں نے جمال خاں کو بلا کر میاں حسن کی بہت سفارش کی اور باپ کی جاگیر پر اور چند دیہات کا اضافہ کرا کے اوسکو دلادیا اور یہ کہا کہ میاں حسن پر جو احسان تم کروگے وہ مجھہ پر ہوگا۔ حسن خان کو گھوڑا اور سرا پا عنایت کرکے اُسنے رخصت کیا حسن خاں نے جمال خان کی ایسی خدمت کی کہ وہ اوس سے راضی ہوا۔

سلطان بہلول کی وفات کے بعد سلطان سکندر نے جب اپنے بھائی باربک شاہ سے جونپور لیا ہے تو یہ صوبہ جمال خان کو حوالہ کیا۔ تو اوسکو حکم دیا کہ بارہ ہزار سوار وہ رکھے اور اونکی جاگیریں بادشاہ کی طرف سے مقرر کرے جمال خان میاں حسن کی حسن خدمات سے خوش تہا اوسکو پرگنہ سہسرام۔ حاجی پور۔ خاص پور۔ ٹانڈہ جاگیر میں دے کر پانچ سو سوار کا جاگیردار مقرر کیا +

حسن خان کے آٹھہ بیٹے تھے فرید خاں و نظام خاں تو پہلی بیوی سے تھے اور علی اور یوسف دوسری بیوی سے اور خرم خاں شادی خاں تیسری بیوی سے اور سلیمان و احمد چوتھی بیوی سے۔ سلیمان و احمد کی ماں لونڈی تھی حسن خان ایسا فریفتہ تہا کہ نہ وہ فرید خاں کی بات پوچھتا تہا نہ اوسکی ماں کے حال پر توجہ کرتا تہا۔ وہ بالکل اس لونڈی کے بس میں تھا۔ بعض اوقات فرید خاں کو نہایت سخت و سست کہہ بیٹھتا تہا۔

جاگیر دینے کے وقت حسن خاں نے فرید خاں کا کچھہ خیال نہیں کیا اور اوسکو جاگیر نہ دی۔ اس سبب سے فرید باپ سے رنجیدہ ہوکر جونپور میں جمال خان پاس چلا گیا حسن خان کو معلوم ہوا کہ فرید وہاں چلا گیا تو اوسنے جمال خاں کو عرضداشت لکہی کہ فرید مجہسے ناحق رنجیدہ خاطر ہوکر آپ پاس چلا آیا ہے آپ مکارم اخلاق سے امید ہے کہ آپ اوسے سمجہا کر میرے پاس بھیجدیں

حسن خاں کی اولاد اور فرید خاں کا [illegible]

اور اگر میرے پاس آنے کے لئے وہ راضی نہو تو آپ اوسکو اپنی خدمت میں رکہیں
اور خدمات ملوک آداب کی تعلیم دلائیں ۔

جمال خاں نے فرید کو بلا کر سب طرح سے سمجہایا کہ بیٹا باپ پاس چلے جاؤ مگر فرید نے منظور نہ کیا اور
اوسنے یہ کہا کہ تحصیل علوم اور اکتساب فنون کے واسطے سہسرام سے جونپور ہزار درجہ بہتر ہے۔ یہاں
ہر علم کے سیکڑوں عالم اور ہر فن کے صدہا ماہر موجود ہیں یہاں تکمیل علم میں مشغول ہونگا۔ جمال خاں
نے کہا اچہا۔ یہاں فرید تحصیل علوم عربیہ میں مشغول ہوا۔ کافیہ مع شروح قاضی شہاب الدین سے
اچہی طرح پڑہا۔ اور علوم ادبیہ تحصیل کئے گلستاں بوستاں سکندر نامہ بر زبان یاد کیا اور فلسفہ کی بہی
کتابیں پڑہیں اور کتب سیر ملوک ماضیہ اکثر اوقات مطالعہ کرتا تہا۔ اپنی ایام سلطنت میں جب علماء اوسکی
خدمت میں مدد معاش کے لئے حاضر ہوتے تہے تو وہ شیہ مندیہ اکثر پوچہتا تہا چند سال کے بعد
[illegible] میں جمال خاں کی خدمت میں حسن خاں آیا اور اوسکو بہائی بندوں و عزیزوں نے جمع ہوکر
اس استم پر بڑی لعنت ملامت کی کہ تو نے یہ کیا کہ ہند میں [illegible] ہے کو گہر سے نکال دیا
اس [illegible] بزرگی اوسکی ناصیہ پر نمودار ہے [illegible] فہم و عقل و فراست میں اوسکی برابر قوم
سور میں ایک شخص بہی نہیں ہے اسنے ایسی قابلیت پیدا کی ہے کہ اگر کوئی پرگنہ وغیرہ اوسکو سپرد
کرے تو وہ اوسکا خوب انتظام اور اوسکے کاروبار کو اچہی طرح سر انجام دیگا۔ میاں حسن نے
یہاں برادری کا کہا مان لیا اور کہا کہ فرید کو دلاسا دیکر میرے پاس لاؤ [illegible] آپ کہا منظور ہے
اسکے عزیزوں نے کہا کہ تو اکثر اوقات جمال خاں کی خدمت میں جونپور میں رہتا ہے۔ تو اپنے دونوں
پرگنوں کی حکومت فرید کو سپرد کردے میاں حسن نے اپنے عزیزوں کی التماس کو قبول کیا۔ یہ
عزیز خوش حال ہوکر فرید پاس آئے بعد اسکے کہا کہ ہم نے جو کچھ تیرے باب میں باپ سے کہا
اوسنے بلا عذر قبول کیا اب تجہہ سے عزیز جو کہیں وہ تو بہی قبول کر۔ فرید نے کہا کہ جو کچھ
آپ فرمائیں اسے قبول کرونگا اور ہرگز اوس سے برگشتہ نہونگا مگر میاں حسن جسوقت حسن روئے
کنیزک دیکہینگے تو جو کچھ وہ کہیگی وہ کرینگے۔ عزیزوں نے کہا کہ تو ہمارا کہنا قبول کر۔ اگر حسن
اپنے اقرار سے جو اوسنے ہمارے سامنے کیا ہی پہر جائیگا تو ہم اس کو [illegible] کرینگے۔ فرید نے

...وں کے ساتھہ باپ پاس گ...
...ب فرید کو بھی تو بیٹے نے باپ...
...کروں بیان حسن نے کہا کہ کچھہ
...ہیں اور دو نو پرگنوں میں جا گیر
...ھی کرونگا اور زیادتی زراعت و عمارت
...سے کہا ہے کہ عدل جو بہترین خصلت ہے اور
...آبادی ...

جمال خان سے تیرے باپ کی ... نے سلوک نہ کیا او
ہوتے تھے کہ جب وہ دیکھتے ... درجہ بہتر ہے یہاں
وہ کہیں اور سے ... ظلم پر مشغول ہونگا جمال خان
اونکی ... شروع قاضی شہاب الدین سے
نے جالا تھا ... ابتدا سلطنت میں ... کی بھی
اضافہ کرانے ... میں جب علما اونکی
حسن خان کو ... اور سرا عنایت ...
ایسی خدمت کی کہ ...

سلطان بہلول ... تھا چند سال کے بعد
جونپور لیا ہے ... ریزوں نے جمع ہو کر
اونکی جاگیر ... بادشاہ ... سے نکال دیا
تھا اوسکو پرگنہ سہسرام ... میں اوسکی برابر قوم
جاگیر دار مقرر کیا ... پرگنہ وغیرہ اوسکو سپرد
حسن خان کے ساتھہ تھا اپنے مرکز میں انجام دیگا ... حسن نے
منتظم نہیں ہوتا ... حاکم کہا ہے کہ وہ ... مجھکو پسند آتے ویسے بار حاکم کرے اور
خود اپنے نفس نفیس سے مظلوموں کے حال سے مطلع ہو میں جانتا ہوں کہ آپکے عزیز و مقدم ظلم و تعدی
کرتے ہیں اول میں اونکو نرمی و آشتگی کے ساتھہ ظلم و تعدی کرنے سے منع کرونگا اور اگر وہ
افغان نصیحت مانینگے تو فبہا ۔ چو کار برآید بلطف و خوشی ❊ چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی
اگر وہ ظلم سے جو اونکی طبیعت ثانیہ ہو گئی ہے باز نہ آئینگے تو میں اونکی سیاست کرونگا کہ اوروں
کو عبرت ہو اور ظالم ظلم سے باز رہیں اور فتنہ انگیزوں کو معلوم ہو کہ سیاست کی آگ گرم ہو رہی ہے
جس سے وہ بیچارے ایک کونے میں بیٹھہ جائینگے مگر کار سیاست میں کچھہ سستی و بے پروائی ہوگی تو وہ ...
تو ہزار فتنے پیدا کرینگے اور ہر طرف ایک شور اٹھائینگے حکما کا قول ہے کہ سلطنت بمنزلہ نہال کے ہے

[illegible] بہتر آپ لازم ہے کہ درخت سلطنت کی بیخ کو آب سیاست سے ایسا سینچے
جس سے ثمرہ امن و اماں حاصل ہو - ملوک پر لازم ہے کہ حقوق ذوی القربیٰ یعنے خویش
و عزیزوں کی رعایت کریں - اور ہمیشہ اونکی حال سے خبردار رہیں اور اوروں سے
زیادہ اونکا ماہیانہ مقرر کریں - اور اونکے ضروری کاموں کے اندر جیسے کہ فرزندوں
کی شادی اور مصائب سفر میں مدد کریں - خادم و حشم و عملا کے حقوق انکا نہایت
[illegible] بزرگی [illegible] نقصان [illegible]
[illegible] بخشش [illegible] دریغ [illegible]
[illegible] - اونمیں سے جنکو ضرورت اور احتیاج ہوا و سکو [illegible]
[illegible] اونمیں سے کوئی ظلم و تعدی خلق و محتاجوں [illegible]
[illegible] زندگی [illegible] قہر و تشدد کرنے [illegible]
[illegible] بیجا حفظ عزیزوں و خدم و حشم [illegible]
[illegible] سببوں حاکم دشمن ہوتا ہے خلل بہت [illegible]
[illegible] کم ہو جاتی ہے اور خلقت میں [illegible] زر کا ہلی و بے [illegible]
ہوتا ہے - دوم یہ کہ نصاحت [illegible] ہاتھ اٹھاتی ہے [illegible]
ہوتا ہے محصول کم ہو جاتا ہے خزانہ خالی ہو جاتا ہے سپاہی [illegible]
ہوتا اور جیسے و سکو زر نہیں ملتا ہے تو وہ اور جگہ جاتا ہے - خلاصہ [illegible]
سے کام کرونگا خواہ کوئی اپنا ہو یا بیگانہ ہو جان پہچان ہو یا نہو [illegible] میں سب کو
برابر جانونگا ظالموں و سرکشوں کو بغیر سزا دیے نہیں چھوڑونگا اونکی جاگیر کو بدل دونگا
میاں حسن بیٹے کی یہ باتیں سنکر بہت خوش حال ہوئے اور کہا کہ میں سپاہیوں کی جاگیر
کا عزل و نصب وغیرہ تجھے سپرد کرتا ہوں تیرا دل چاہے سو کر میں تیرے کیے ہوئے کام
میں دخل و تبدل نہ کرونگا - باپ نے فرید کو اپنی جاگیر میں بھیجدیا
جب فرید اپنے باپ کی جاگیر میں پہنچا تو اوسنے تمام مقدموں - کاشتکاروں

عمالیوں اور سپاہیوں کو بلایا۔ پہلے سپاہیوں سے یوں مخاطب ہوا کہ باپ نے تمہارے
موقوفی بحالی میرے ہاتھ میں دی ہے۔ میں ان پرگنوں کو زراعت وعمارت کی افزائش میں دل
سے سعی کرنی چاہتا ہوں اس میں میری نیکنامی اور تمہاری بھلائی ہے۔ تم کو چاہئے کہ زراعت
وعمارت میں رعیت کے ساتھ سہو اور عمل نیک کرو اور ظلم و تعدی کو چھوڑ دو۔ رعیت سے بوقت
[illegible] محصول مقرر ہوا اس قرار سے محصول لینے کے وقت بہرہ نہیں چاہئے۔ اسکے
[illegible] جائیر
سوائے [illegible] لینا چاہئے [illegible] قبول کرتے [illegible] فصلوں میں [illegible] وقت بہر
اور رعیت [illegible] میں طمع کریں تو ویرانی رعیت اور حاکم کی بدنامی کا سبب ہوگا اور سال
آئندہ میں محصول کم ہو جائیگا سپاہیوں بعد عمال کو معلوم ہو کہ جو کچھ پہلے ظلم و تعدی کرچکے وہ
اوسکو میں معاف کرتا ہوں۔ اب آئندہ وہ ظلم نہ کریں اگر میں سنونگا کہ انہوں نے رعیت سے ایک [illegible]
کا بھی ظلم سے لیا تو ایسی سیاست [illegible] کرونگا کہ اوروں کو عبرت ہو خواہ میرا کیسا ہی عزیز ہو [illegible]
[illegible] نہیں کرونگا [illegible] ظلم و خلاف عہدی [illegible] ساتھ [illegible] کیا [illegible] اوسکو سزا [illegible]
تاکہ اوروں کو عبرت ہو اور رعیت بفراغت خاطر زراعت وعمارت میں سعی کرے اور محصول
زیادہ ہو میں سپاہیوں کی [illegible] کوئی چیز نہیں ہوگا اور جو [illegible] ہوگا وہ سپاہیوں
[illegible] کے ہوگا میری غرض [illegible] حکومت کے سبب [illegible] عام کو نفع پہونچے اور
ظلم و تعدی [illegible] رعیت کی تھوڑی رعایت کرنے سے [illegible] فائدہ
پہنچتا ہے [illegible] دہقاں کن [illegible] خویش [illegible] کہ مزد [illegible]
جب سپاہیوں کی نصیحت سے فارغ ہوا تو رعیت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں تم کو اختیار دیتا ہوں
کہ جس [illegible] آئندہ [illegible] مالگذاری ادا کرو
[illegible] مقدموں نے عرض کیا کہ [illegible] قبول کیجائے یعنے پٹہ قبولیت لکھے جائیں کسی قدم
سے تعدی کا دینا کسی مقام [illegible] بتائی کرنا قبول کیا غرض سکے موافق پٹہ قبولیت لکھا گیا اور
اور جریبانہ کھیتوں کی پیمایش کی اجرت و محصلانہ یعنی تحصیلداروں کی زر مالگذاری تحصیل کرنے
کی اجرت اور جو زائد محصلات کی تعیین کی گئی اور مقدموں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ [illegible]

[illegible] سرسبزی زراعت پر موقوف ہے اور زراعت کا سارا مدار کاشتکاروں پر ہے جس [illegible]
وہ مرفہ الحال ہونگے زمین کو زرخیز کرینگے اور جسقدر وہ خستہ حال ہونگے زمین کو ویران کر [illegible]
اور پھر جو کچھ ظلم و ستم تم کرتے ہو ہمیں وہ سب خوب واقف ہوں اسلئے میں نے جو بیان و محصول [illegible]
وجوہات محصل مقرر کر دی ہیں اگر اس سے زیادہ رعیت سے ایک پھوٹی کوڑی بھی لوگے تو وہ حساب [illegible]
مجرا دونگا اور یہ بھی تم کو یاد رہے کہ ہر سال ہر حساب میرے روبرو ہوگا اور رعیت [illegible]
جو خراج واجب مقرر ہوا ہے وہی دلاونگا اصطلاحی دیوان بادشاہ کو جو خراج دیا جا [illegible]
وہ ہی میں اس طرح جمع کرونگا کہ خریف کا روپیہ خریف میں اور ربیع کا روپیہ ربیع میں
بقایا دیوان پرگنہ کی [illegible] بحالت ہے تی ہے اور عمال و رعیت میں عداوت ہوتی ہے
حاکم پر واجب ہے کہ بمطابق زمین کے [illegible] جسقدر رعایت کاشتکار کے ساتھ ممکن ہے
[illegible] کرے مگر تحصیل محصول کے وقت رعایت [illegible] نام [illegible] [illegible]
اگر روپیہ کے ادا کرنے میں کاشتکار [illegible]
ہو جو اسلئے کاشتکار [illegible] زراعت کی [illegible]
تہا [illegible] خواہ [illegible]
علاج کرونگا میں [illegible]
[illegible] زراعت میں مشغول [illegible]
باپ سے عہدہ داران [illegible]
سرسبزی و شادابی [illegible] ں دو ہمدمی اور بہبودی [illegible]
[illegible] ہے - اسلئے میں نے کاشتکاروں [illegible] خوب جمعی کر کے
رخصت لیا ہے تم اور یہ ظلم و ستم کسی طرح نہ کرنا اگر کاشتکاروں پر ظلم و ستم ہو تو پھر ان سے
زمین کا محاصل لینا بڑی ناانصافی اور بے شرمی ہے جس عایا اور کاشتکاروں کی بدولت
ہم اپنا پیٹ پالتے ہوں انکی حفاظت و حراست ہم پر فرض واجب ہے بعض [illegible]
زمیندار ایسے متمرد ہیں کہ محاصل کو حاضر نہیں ہوتے محصل [illegible]
[illegible]

عرض کیا کہ حضور تھوڑے دنوں صبر فرمائیں میاں حسن کے ساتھہ بہت سا لشکر مدت سے
گیا ہوا ہے اب عنقریب آنیوالا ہے! اسپر فرید خاں نے کہا کہ ایک لحظہ بھی میں صبر نہیں کر سکتا
کہ میرے ہوتے وہ محکمہ میں آئیں اور خلق خدا کو ستائیں۔ اب تم دیکھو کہ کس طور سے
میں تدبیر کرکے ان متمردوں کی گوشمالی کرتا ہوں کہ وہ زمانہ میں یادگار رہے۔ بابے
جندہ داروں کو حکم دیا کہ دو سو گھوڑے زین کس کر تیار کریں اور یہ تلاش کریں کہ اس
[illegible] میں کتنے جوان ہیں۔ پھر افغانوں [illegible] اروں کو جو بے جاگیر [illegible] تھے بلا کے
کہا کہ جب تک میاں حسن آئیں [illegible] پہنچا دونگا اور مفسدوں کے
لوٹنے سے جو کچھہ نقد و جنس [illegible] ہوگا میں اس میں سے
کچھہ طمع نہیں کرونگا اور جو تم میں سے مردانگی [illegible] میاں حسن سے دلوا دونگا
اور تمہاری سواری کے لئے گھوڑے [illegible] کلمات افغانوں نے
سنے تو وہ خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم جان سپاری میں کچھہ تقصیر نہیں کرینگے۔ فرید نے
اونپر طرح طرح کی مہربانیاں کیں اور اونکو کپڑے دئے اور کسی قدر نقد بھی دیا کہ یہہ
تمہارے صابون کے لئے ہے اور رعیت سے گھوڑے طلب کئے کہ عاریت چند روز کے لئے دیدیں کہ اس
مہم کے ختم ہونے کے بعد اونکو میں واپس کر دونگا۔ رعیت نے بڑی خوشی سے گھوڑے دینے
قبول کئے اور ہر گانوں سے ایک دو گھوڑے اوس پاس بھیجے۔ اونپر زین جو فرید خان نے
بنے رکھے تھے کسے گئے۔ اور ان سپاہیوں کو جن پاس گھوڑے نہ تھے یوں تقسیم کئے گئے کہ ہر
[illegible] کو وہی گھوڑا دیا گیا جو اوسکی سواری کے لایق تھا۔ ان سپاہیوں نے چند دہات کے
سرکشوں کو لوٹنا مارنا شروع کیا اور اونکی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا اور مال و جنس سب
چھین لیا۔ فرید خان نے مال اور چوپائے سپاہیوں کو دیدئے اور رعیت کے زن فرزند کو مقید کیا اور
مقدموں کو کہلا بھیجا کہ سرکاری مال گزاری کی کوڑی کوڑی ادا کرو نہیں یہ تمہارے بال بچے
بیچے جائینگے اور تم کو آباد نہیں ہونے دونگا جہاں جاؤگے وہاں میں پیچھا کرونگا اور جس
گانو میں جاؤگے وہاں کے مقدم کو حکم دونگا کہ تم کو باندھ کر میرے پاس بھیجدے اور اگر یہ

نہ ہوگا تو میں تم سے بھی جنگ کرونگا جب مقدموں نے یہ کلمات سنے تو انہوں نے کوئی
بھیجکر یہ عرض کی کہ ہماری پہلی خطا معاف ہو اگر آیندہ کوئی حرکت ناپسندیدہ سرزد ہو
تو سیاست کی جائے۔ فرید خاں نے کہا کہ حاضر ضامنی دو کہ اگر تم جرم کرکے بھاگ جاؤگے تو
ضامن تمہارا تم کو حاضر کرے۔ جن مقدموں کے اہل و عیال قید تھے اونہوں نے
حق دیوان جو باقی تہا ادا کیا اور حاضر ضامنی دی اور اہل و عیال کو اپنے آزاد کرایا۔
بعض زمیندار ایسے تھے کہ طرح طرح کے فساد برپا کرتے تھے۔ دزدی رہزنی
[illegible] دیوان [illegible] میں [illegible]
[illegible]
تھے اور اپنی جمعیت پر مغرور تھے [illegible]
فرید خاں نے اپنا لشکر جمع [illegible] رعیت [illegible]
سوار ہوکر آئے [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
[illegible]
[illegible] گانوں سے ایک کوس [illegible]
حکم دیا کہ گانوں کے گرد [illegible]
[illegible]
[illegible] گانوں میں [illegible]
نہ جاوے پیادوں کو حکم تہا کہ جنگل صاف کرو کہ سوار اونکو پہنچنے کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے
جب جنگل صاف ہو جاتا تو دوسرے گانوں کے قریب ایک قلعہ خام بنایا جاتا اور اوس میں
فروکش ہوتی۔ غرض متمرد عاجز ہوئے اور اپنا وکیل اونہوں نے بھیجا کہ اگر ہمارا قصور معاف
ہو تو ہم حاضر ہوں۔ فرید نے کہا کہ میں تمہارے آنے کو منظور نہیں کرتا۔ ہمارے تمہارے درمیان
لڑائی ہے خدا جسکو چاہے فتح دے ہر چند ان متمرد زمینداروں نے بہت روپیہ کا لالچ دیا اور
معافی قصور کے لئے ہاتھ پانوں ملے مگر فرید خاں نے ایک نہ سنی اور اونسے کہا کہ معافی [illegible]

یہ دستور ہے کہ اول حاکم کو بیچ مجبت و درشتی سے پیش آتے ہیں اگر حاکم کو کمزور دیکھتے ہیں
تو اپنے مقرر سے باز نہیں آتے اور اگر حاکم کو زبردست پاتے ہیں تو اوسے دھوکہ دیکر روپیہ دلا کر
بلا کو اپنے سر سے ٹالتے ہیں اور وقت فرصت پاکر پھر وہ دزدی ہو جاتے ہیں آپ نے پہلے
تمکو سمجھایا کہ چلے جاؤ اور حق دیوان لوا کرو اور اپنے افعال زشت سے باز آؤ تم نے قبول
نکیا۔ اب جب میں غالب ہوا تو یہ چاہتے ہو کہ مطیع ہو جاؤں اگر تمہارا عذر قبول کروں یا بازگشت
کروں انشاء اللہ تمہارے مردوں کو تہ تیغ کرونگا اور زن و بچہ کو قید کرونگا اور تمہاری زمین
پر ارعیت کو آباد کرونگا تاکہ اوروں کو عبرت ہو جب خام طمع نے ان حیلہ انگیز مفسدوں
سے روپیہ لیکر اخلاص کیا اور اپنے ملک میں بنیاد ظلم و فساد کو قائم کیا اور مظلمہ میں ونکے
ساتھ شریک ہوا اسلئے کہ جب وہ اپنے گھر کا روپیہ مال دیکر خلاص ہوتے ہیں تو پھر وہ
دزدی اور رہزنی سے پیدا کرتے ہیں اور بیچاری ضعیف رعیت سے جو اونکے پاس سکونت
رکھتی ہے ووہی زر بزور لیتے ہیں بلکہ دیوان میں اتنا روپیہ دیتے ہیں جتنا ناجائز طور
سے وہ تحصیل کرتے ہیں حاکم رعایت طمع مدہوں نظر اونکے مقدموں کو مانتے اور ریاست
میں تاخیر کرے اور رعیت کی خبرداری کرے کہ کوئی اوسپر ظلم نکرنے پاوے جبتک ان کا
گناہ ثابت نہیں ہوتا ہیچ سمجھونگا اور انشاء اللہ تعالی ان ناہمواروں کو گھوڑوں کی ٹھوکر سے لاؤنگا
اور تلوار دکھاؤنگا [illegible] ہو سکتے دیو [illegible] شجاعت پر مغرور ہیں ان کو
برباد کر دیا ہوں صبح تو الله سوار ہو کر ان گناہگار مفسدوں پر دوڑا اور متمردوں کو قتل
کیا اور اونکے زن و بچوں کو بند کیا اور اونکے جیسے کا سر دبا اور اور آدمیوں کو بلا کر اونکی
جگہ آباد کیا جب متمردوں نے دیکھا کہ یوں وہ مارے جاتے ہیں اور جلاوطن ہوتے ہیں بیوی
بچے قید ہوتے ہیں تو اونہوں نے مرد سے توبہ کی اور دزدی اور رہزنی سے باز آئے ع

پند گیر از مصائب دیگراں — تا نگیرند دیگراں ز تو پند

اگر کوئی سپاہی یا کاشتکار فریاد لاتا تو اوسیوقت اوسکی دادرسی کے لیے
ہمہ تن مصروف ہو جاتا اور مظلوم کے ظلم میں غور کرتا اور کاہلی و غفلت ہرگز نہ کرتا۔

تھوڑے عرصے میں دونوں پرگنوں کا وہ انتظام کیا کہ ساری رعایا و سپاہ مطلق خوش ہو گئی
بعد تمام مفسدوں کے گھر سے فراغ ہو گئے جب میاں حسن کو یہ خبر پہونچی تو وہ بہت خوش ہوا
اکثر مجالس میں وہ ان پرگنوں کی آبادانی کا اور اپنے بیٹے کی فرزانگی مردانگی کا اور مفسدوں
و متمردوں کی زبونی کا ذکر کرتے

فرید کی حسن تدبیر کی شہرت ولایت بہار میں ہو گئی۔ پس طرف کے سارے امیر اوسکے کام
کی تحسین کرتے تھے اور اوسکا بڑا اعتبار کرتے تھے۔ سب چیز کا زیب اوسکو عزیز رکھتے
ہے۔ مگر چند آدمی اوس سے حسد بھی کرتے تھے جیسے کہ سلیمان کی ما + بعد ایک مدت جمال خاں
کے پاس سے میاں حسن اپنے گھر آیا۔ امیر غریب رعیت سپاہی سب نے متفق ہو کر فرید کا ذکر خیر حسن خاں
کے روبرو کیا۔ وہ بھی دیکھا کہ فرید و نظام کے انتظام سے ملک آباد رعیت شاد خزانہ معمور ہے
خوشی کے مارے وہ پھولا نہ سماتا تھا۔ فرید سے جو ناخوشی تھی وہ رفع ہوئی۔ دونوں
بھائیوں پر طرح طرح کی مہربانیاں کرتا اور کہتا کہ میں اب بڈھا ہو گیا ہوں اب پرگنات
و رعایا کی تدابیر میں مجھ سے محنت و مشقت نہیں ہو سکتی۔ اب تم دونو بھائی اس کام کا انتظام کرو
میاں حسن کی یہ باتیں سلیمان اور اوسکی ما کو خوش نہ معلوم ہوئیں اب انہوں نے فرید پر
بہتان لگانے شروع کیے اور یہ جھوٹی تہمت لگائی کہ فرید خاں نے جو سلیمان کی بہن کی
شادی کے لیے روپیہ دیا تھا وہ کھوٹا تھا۔ ہر روز اوسکی شکایت حسن خاں سے ہوتی
پر وہ کچھ سنتا نہ تھا۔ جب سلیمان کی ما نے دیکھا کہ ان جھوٹی شکایتوں سے فرید سے میاں
حسن نہیں ناراض ہوا۔ بلکہ اولٹا اوس سے یہ کہنے لگا کہ تجھے مناسب نہیں ہے کہ فرید کا گلہ ہر روز
کیا کرے تیرے سوا کوئی عزیز سپاہی رعیت اوسکی شکایت نہیں کرتا۔ میں اوس کے
افعال نیک کا شاکر ہوں اور اوس سے راضی ہوں۔ دونو پرگنے اسی کے سبب سے آباد ہو گئے ہیں
میاں حسن کی زبان سے یہ بات مادر سلیمان سنکر از حد مغموم ہوئی اور اوسکے سامنے اور پیٹھ کے پیچھے جا بجا کہتی
اور میاں سے اختلاط کم کر دیا۔ کج ادائیاں شروع کیں اور پہلے تعلقات کو چھوڑ دیا۔ مگر
عشق بڑی بری بلا ہوتا ہے جب حسن نے اپنے معشوق کو دیکھا کہ وہ مگر غمزدہ ہے

ایک دن اوسنے پوچھا کہ تیرے مغموم اور کم اختلاطی کا سبب کیا ہے - مادر سلیمان نے
عرض کیا کہ میں تیری ایک کمینہ لونڈی تھی - تونے اپنی محبت و اخلاص سے سرافراز کیا تیرے
اہل و عیال نے مجھسے حسد شروع کی - میں نے اونکی خدمت میں کچھہ قصور نہیں کیا - مگر وہ مجھپر
اور میری اولاد پر عنایت کم کرتے ہیں اور اوسکو تو خود ہی جانتا ہے جب تونے عزیزوں
کی سفارش سے فرید کو جاگیر دی تھی تو میں نے پوچھا تھا کہ میرے فرزندوں کو تو کیا دیگا
تو تونے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ بڑے ہونگے اور حکومت کے لایق ہوجائینگے تو اونکو بھی
پرگنہ [illegible] اچھا ہے تیرا وہ جانشین ہوگا - اگر تو اپنی حیات میں میرے بیٹوں کو
فرید کی [illegible] سرافراز کریگا تو تیری زندگی میں اپنے [illegible] بیٹوں
[illegible] تیری زندگی میں صاحب [illegible] فرید و تیرے عزیز
بیٹوں [illegible] تیرے بعد وہ ہم کو بے حرمت کرکے پرگنات سے نکال دینگے اسلئے
تیرے سامنے [illegible] دشمنوں کے ہاتھ سے بے ناموس ہونے سے بہتر ہے -
میاں حسن تو عشق کے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے جب معشوق کی بغل میں گئے
تو عقل کہاں [illegible] کی بات کو عشق کب سننے دیتا ہے

عشق است ہزار شعلہ در تاب ۔ عقل است ہزار پایہ در آب

معشوق کی محبت کا وہ غلبہ اسیر تھا کہ اوسکے کہنے سے کب باہر جا سکتا تھا اوسنے اپنے بڑے
بیٹے سے محبت باطنی چھوڑ دی اور اوسکے درپے ہوا کہ اوسکو علیحدہ کرکے اپنے کنیزک زاد
بیٹوں کو اسکا قایم مقام کرے - مادر سلیمان نے میاں حسن سے کہا کہ تیری شفقت و لطف سے
کی امیدیں ہیں مگر تیرے عزیزوں سے خوف ہے کہ وہ فرید کو حکومت سے جدا نہ ہونے دینگے تو کمند
عشق کے اسیر نے سخت قسم کہا کر معشوق کو تسلی دی - اب حسن میاں فرید کے قصوروں کو
بلکہ بہانہ کے درپے ہوا کہ اوسکے احوال و اشغال کا تجسس شروع کیا غرض حسن نے فرید سے بیر
برتنی شروع کی کہ وہ اس سے رنجیدہ ہوگیا - اسکو معلوم ہوگیا کہ مادر سلیمان سے بدنے بہ قسم
اقرار کر لیا ہے کہ اوسکے دو بیٹوں کو دو پرگنوں کی حکومت دیگا اور اس اقرار سے جو

اوسنے اپنے عزیزوں سے کیا تھا پھر جاینگا تو اوسنے دونو پرگنوں کی حکومت شریک کے حق میں
کہ جبتک لطف و شفقت پدری مجھپر تھی میں پرگنات کی خدمت کرتا تہا مگر اب وہ نہیں ہے اسلئے آپ
جسے چاہیں پرگنات کا شقدار بنائیں بعض آدمیوں نے حسد و دشمنی سے ایسی باتیں آپکے کان تک
پہنچائی ہیں کہ آپکا دل مجھسے پھر گیا ہے اب میں آپکو بتاتا ہوں کہ میرا حال کس طرح
تحقیق کرنا چاہیے حاکم کو لازم ہے کہ عمال و رعیت کے احوال سے خفیہ خبردار رہے تاکہ کسیسے
بے دیانتی نہونے پائے اور اسیسے آبادی ملک ہوا ور نیکنامی و اطمینان خاطر ہو۔ خود غرضونکی باتیں
اوسکے دل میں دخل نہ دیں اور غرض گو کے کہنے کا اعتبار نہ کرے ؎

ز صاحب غرض راستی نشنوی + اگر کار بندی پشیمان شوی

اگر کسی غرض گو کے کہنے سے حاکم کے دل میں آئے کہ عمال نے بے دیانتی کی ہے تو عمال کو
بدل دے اور اپنے امین اور متدین خدمتگار مقرر کرے اور حکم دے کہ کاغذ خام چند دیہات
پہلے اس سے کہ مقدم کو خبر ہو وہ لے لیں۔ پھر ہر دہ کے مقدم اور پٹواری کو بلائیں پھر حاکم
ان کاغذوں پر متوجہ ہو اسلئے کہ ایسے آدمی کہ بالکل قابل اعتماد ہوں کم میسر ہوتے ہیں
اگر کوئی دیانتدار ہاتھ لگ جائے تو اوسے مقرر کرے اگر تحقیق سے بے دیانتی عمال ثابت ہو
تو سزا دے کہ اوروں کو عبرت ہو ؎ مکن صبر بر عامل ظلم دوست + کہ از فربہی بایدش کندہ پوست
اگر شقدار نہ بدلا جائیگا اور دوسرا آدمی تعین کیا جائیگا کہ کاغذ خام لے و مقدم و پٹواری کو
بلائے تو اوسکے خوف سے کاغذ خام نہیں دینگے اور پرگنہ کی حقیقت جیسی کہ چاہیے انہیں دریافت
ہوگی اور رعیت اوس مستقل شقدار سے عداوت نہیں باندھیگی پس حاکم کو چاہیے کہ شقدار قدیم کو
بدل کر نیا شقدار مقرر کرے۔ نیا شقدار جب پرانے شقدار کی بد دیانتی ثابت کرنے میں کوشش
کریگا تو پرانا شقدار نئے شقدار کو کچھ نذر دیگا اور کہیگا کہ تو رعیت کی عادت نہ بگاڑ کیونکہ آج جو میرے
لئے ہے وہ کل تیرے لئے ہوگا تو نیا شقدار رعیت کو حقیقت حال کہنے سے منع کریگا اسلئے
کہ شقدار قدیم کو بدل دے اور ایک تیسرا دیانتدار آدمی مقرر کرے کہ کاغذ خام لیکر مقدم و
پٹواری کو بلا کر تحقیق کرے تاکہ حقیقت کار معلوم ہو بلا تامل جان [illegible]

کی شقداری چھوڑ دی ہے آپ شخص ثالث کو مقرر کریں تاکہ وہ کاغذ خام و مقدم و پٹواری کو آپ پاس لائے اور خود آپ متوجہ ہو کر تحقیق کریں تاکہ حق و باطل ظاہر ہو سہ

خوش بود کہ محک تجربہ آید بمیاں　　تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد

میاں حسن نے اسکا جواب فرید خاں کو یہ کہلا بھیجا کہ مجھے تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے جب میں لشکر میں بہار کے عجم حاضر تہا تو مجھے پرگنات کی حقیقت خوب معلوم ہوئی کہ تو نے ملک کو دو چند آباد کر دیا۔ اگر تو نے کچھ تصرف بھی کیا تو اچھا کیا وہ تیرا مال اور حق تہا میں نے تجھے حکومت اسلئے دی تہی کہ میں نے تجھ میں لیاقت دیکھی تہی اور میری غرض اس سے یہ تہی کہ تو صاحب سامان ہو کہ کسی دن وہ تیرے کام آئے۔ میرے مرنے کے بعد میری ننگ کی تیرے ہی سبب سے ہوگی اور میرے پس ماندوں کی خبر گیری تو ہی کرے گا۔ تیرے ناخلف بھائی سلیمان غیرہ ہر روز مجھے تکلیف دیتے ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ اونسے ملک کا انتظام نہیں ہوگا میں نے ہر چند اونکو سمجھایا مگر اونپر کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے مجھے بے آرام کر رکھا ہے اونکی ما اپنے بیٹوں کے لئے رات دن میری جان کہاتی ہے۔ اس ضرورت کے سبب سے میں چند روز ان دونوں پرگنوں کا شقدار سلیمان اور احمد کو مقرر کرتا ہوں کہ اس شب روز کی تشویش سے نجات پاؤں جب فرید خاں نے میاں حسن کے یہ کلمات سنے تو اونسے کہلا بھیجا کہ دونوں پرگنے آپ کے ہیں اونکی حکومت جسے چاہے دیدیجئے جب عزیزوں نے سنا کہ دونوں پرگنوں کی حکومت فرید سے حسن خاں لیتا ہے اور سلیمان اور احمد کو دیتا ہے اور فرید کا ارادہ ہے کہ روزگار کے لئے آگرہ جائے۔ اونوں آگرہ دار الخلافہ تہا ہیں آدمی روزگار کے لئے جاتے تہے تو وہ جمع ہو کر میاں حسن پاس آئے اور اس سے کہا کہ یہ تو کیا کرتا ہے کہ پرگنوں کی حکومت فرید سے لیتا ہے اور سلیمان اور احمد کو دیتا ہے کہ فرید جاتا ہے اِن دو پرگنو کا انتظام جیسا فرید نے کیا ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور کوئی مقدور بھی اونسے نہیں کیا ایسے قابل فرزند کو ان ایام میں باہر جانے دیتا ہے کہ سلطان ابراہیم کی سلطنت میں خلل پڑ رہا ہے اور ہر افغان کو زمینداری رکہتا ہے ریاست اور ملک گیری کا دعوی کرتا ہے میاں حسن نے

فرید خاں کا باپ کے پاس سے جونپور کو جانا

خبر دی [illegible] ہوکر فرید حسن کا [illegible]
مجھے ہوں کہ سلیمان اور احمد کی ماں مجھے تنگ کرتی ہیں اور ایک عہد [illegible] مجھ سے
جب سلیمان خورد سال تھا تو اوس نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے حکومت دو تو لیکن اوسکی
تسلی کیلئے کہا تھا کہ جب تو بڑا ہوگا تو تجھے پرگنہ کی حکومت دونگا تو اوس نے کہا کہ اگر
آپ فرید کو پرگنہ کی حکومت دیدینگے تو کس طور سے اسکو حکومت سے جدا کرینگے تو میں نے
کہا تھا کہ میں اس سے کہدونگا کہ تو نے بہت دنوں پرگنوں میں حکومت کی اب چند روز کے لیے اپنے
چھوٹے بھائی کو حکومت کرنے دے تا کہ امور ملکی میں اسکو مہارت ہوجائے سو وہ میری اس
بات کو بار بار یاد دلاتی ہے سلیمان کی ماں پر دل و جان قربان ہے لیکن جب میں اسکو آندوہ دیکھتا
ہوں تو چین آرام مجھ پر حرام ہوجاتا ہے میں بڈھا ہوگیا ہوں مرنے کے دن قریب ہیں
میں خلاف عہد نہیں کرسکتا۔ اپنی زندگی میں ایک دفعہ اونکو پرگنات کی حکومت دیتا ہوں
اگر اونکی نیک عملی سے پرگنات کی آبادی اور رفاہیت خلق و سپاہ کی خوشحالی ظاہر ہوئی تو
وہ میری زندگی میں نیک نامی حاصل کرینگے جیسی کہ فرید نے شہرت و نیکنامی حاصل کی ہے
اور فرید سے میری خاطر جمع ہوگئی ہے کہ جہاں وہ جائیگا وہاں روزگار پائیگا۔ اور
اگر وہ اس حکومت کے قابل نہ ہونگے تو میری زندگی میں چند روز دنیا سے متمتع ہونگے
مجھے یقین ہے کہ میرے مرنیکے بعد یہ پرگنات میاں فرید پاس منتقل ہونگے کہ وہ ہی
اسکے لایق ہے اوسکی قابلیت اور لیاقت تدابیر ملکی میں مجھسے اور بھائیوں سے کہیں زیادہ ہے
اور جتنے اوسکے اقران اور ہم سن ہیں اُن سب میں وہ بہتر ہے امور مملکت میں جو بکار آمد
باتیں میں نے فرید سے سنی ہیں کسی اور کی زبان سے ہرگز نہیں سُنیں۔

جب عزیزوں نے میاں حسن کا جواب سُنا تو انہوں نے اس سے کہا کہ مناسب نہیں ہے کہ
ایک ہندو لڑکی خاطر اپنے لخت جگر کو ان ایام خلل انگیز میں جدا کرے۔ ہمارے [illegible]
اطوار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ہے۔ وگر دانی کرکے بادشاہی اپنے نام کریگا
حکما نے کہا ہے کہ عورتوں کا اعتماد نہیں کرنا چاہئے اور اپنے اسرار کو [illegible]

امور ملکی میں اونسے مشورہ نہیں کرنا چاہیے اپنے مال اور ذخائر کو اونسے پوشیدہ رکھنا چاہیے اگر
کوئی عورت کے عشق میں مبتلا ہو جائے تو اسے اپنے عشق کو مخفی رکھنا چاہیے کہ اوسکا غلبہ نہ ہو
جب عورت جانتی ہے کہ شوہر اوسکا عاشق ہے تو وہ اوسکی اطاعت نہیں کرتی اور شوہر
کو خادم جانتی ہے۔ عورتوں کی طبیعت میں حسد ہوتی ہے وہ ناقص العقل ہوتی ہیں اور جہالت
اونکے اندر ہوتی ہے۔ اونکی متابعت نہیں کرنی چاہیئے۔ مگر عشق کب ان عقل کی باتوں کو
سننے دیتا تھا۔ عزیزوں کے کہنے کا اثر اس عاشق زار پر کچھہ نہ ہوا۔

میاں حسن سے جب فرید بالکل ناامید ہوا تو وہ عزیزوں سے رخصت لیکر آگرہ کی
جانب پرگنہ کاہن پور (کانپور) کی طرف سے روانہ ہوا۔ اس پرگنہ میں اعظم ہمایوں سروانی حاکم تھا
جسکے پاس بہت آدمی تھے اس مقام میں سروانی بہت رہتے تھے جب فرید کاہن پور میں آیا تو
سروانیوں نے کہ میاں حسن سے رشتہ داری رکھتے تھے اوسکی دعوت کی اس مجلس میں شیخ اسمٰعیل بھی ہمراہ
تھا فرید نے پوچھا کہ یہ کون ہے سروانیوں نے کہا کہ وہ سروانی ہے مگر پھر یہ کہا کہ وہ تمہاری قوم کا سور ہے۔ اور ہمارا بھانجا ہے
شیخ اسمٰعیل سے فرید نے کہا کہ تمنے کیوں یہ نہ کہا کہ میں سور ہوں تو اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ میں سروانی ہوں
انہوں نے مجھے سروانی کہا تو اسمیں میرا کیا گناہ ہے۔ شیخ اسمٰعیل سے فرید نے کہا کہ میرے ہمراہ ہو جیو۔ شیخ اسمٰعیل و
ابراہیم اوسکے ساتھ ہو گئے۔ اسمٰعیل کا بیان آگے آئیگا۔ یہاں فقط اتنا ہی ذکر کرنا کافی تھا +

جب فرید خاں آگرہ میں آیا تو یہاں دولت خاں کا طوطی خوب بول رہا تھا۔ وہ بدہو کا بیٹا تھا
جو خانہ زاد اعظم ہمایوں سروانی کا تھا۔ دولت خاں بارہ ہزار سوار کا سردار تھا سلطان ابراہیم
شفقت اوسپر کرتا تھا۔ فرید خاں نے دولت خاں کا دامن پکڑا اور اوسکی خدمت ایسی بجا لایا کہ
دولت خاں اکثر کہا کرتا تھا کہ فرید خاں کے سامنے میں شرمندہ اسلئے ہوتا ہوں کہ اگر وہ اپنا مدعا مجھسے کہے
اور میں اس میں حتی الوسع کوشش نہ کروں جب فرید خاں نے جانا کہ دولت خاں مجھپر ایسی عنایت
کرتا ہے تو اونسے واجب العرض لکھی کہ میاں حسن بڈھا ہو گیا ہے اوسکے حواس میں فتور آگیا ہے
اور وہ ایک لونڈی پر فریفتہ ہے جو کچھہ وہ کہتی ہے وہ کرتا ہے۔ ملک کی تدبیرات اوسنے لونڈی کو
سپرد کی ہیں اوسکے ہاتھہ سے سب عزیز اور آدمی نالاں اور رعیت سرگرداں ہے اونکی ہجو قومی کے

فریدخاں کا آگرہ جانا اور دولت خاں کا اوسکا [illegible] ہونا +

دونو پرگنے ویران ہوتے جاتے ہیں شاہ عالم بندہ کو وہ گنے عنایت فرمائیں ہم بدل و جان
سے خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں دولت خاں نے اس واجب العرض کو سنکر اوسکو تسلی دی
کہ میں بادشاہ سے سفارش کرونگا اور دونو پرگنے کی حکومت دلادونگا مگر جب دولت خاں نے بادشاہ
سے میاں حسن اور فرید کا حال کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو بد جانتا ہوں جو باپ کا
گلہ شکوہ کرے۔ دولت خاں نے بادشاہ کا ارشاد فرید سے کہہ کر کہا تو دلگیر نہ ہو میں انشاء اللہ بادشاہ
سے تجھے دونو پرگنے دلادونگا۔ فرید اس سے اگرچہ رنجیدہ خاطر ہوا مگر دولت خاں کی تسلی کے
سبب سے اس پاس رہا۔ وہ اوسکو روپیہ اتنا دیتا تھا کہ خرچ کے بعد اوس پاس روپیہ جمع ہوتا
تھا پھر کچھہ دنوں بعد میاں حسن کا انتقال ہوا سوم کے روز سلیمان کے باپ کی پگڑی سر پر
رکھی جس مجلس میں وہ پگڑی رکھہ کر بیٹھا تھا وہاں نظام خاں مع اپنی جمعیت کے پہنچا اور
اوسکے سر پر سے دستار اوتار لی اور اوسکو سمجھایا کہ بڑے بھائی فرید کے ہوتے تجھے مناسب
نہیں ہے کہ باپ کی پگڑی سر پر رکھے خدا سے ڈر خلق سے شرم کر کہ دستور و قاعدہ کے خلاف
کام کرتا ہے کہ جس سے عداوت پیدا ہو۔ باپ کی زندگی میں اپنی ماں کے زور سے تو نے فرید کے
ساتھہ بے مروتی کی باپ کو تو کیا کہوں وگرنہ تمہارے زور و مردانگی کا حال معلوم ہی تھا
اب تجھے یہ مناسب ہے کہ گذشتہ کے برخلاف تو فرید کے ساتھہ اخلاص رکھہ بغض
چھوڑ دے بڑے بھائی کے ساتھہ لڑنا اچھا نہیں ہوگا۔ باپ نے جو اپنی زندگی میں بیٹوں کو
جاگیریں علیحدہ علیحدہ تقسیم کیں ہیں اوسپر تو قانع ہو ترک ریاست کر کہ وہ تیرے بھائی
کا حق ہے اور اگر لڑائی کو تو نہ چھوڑے گا تو اور دونکا محتاج ہو جائیگا اور کوئی تجھے اچھا
نہ کہے گا اور تو بدنام ہو جائیگا اور دونو پرگنے ویران ہو جائینگے سلیمان نے کہا کہ اگر
بھائی میرے ساتھہ اخلاص رکھینگے تو میں بھی ضرور انکی خدمت کرونگا +

میاں حسن کی وفات کے بعد تمام حالات یہاں کے میاں نظام نے فرید کو لکھے جب
اوسکو خبر ہوئی تو اوس نے باپ کی عزاداری کی اور سلیمان کا حال بھی دولت خاں
نے اوس سے کہا کہ تو کچھہ اندیشہ نہ کر دونو پرگنوں کی حکومت بادشاہ [illegible]

نے حسن کی وفات کا ذکر سلطان ابراہیم سے کہہ کر فرید خاں کے نام فرمان لکھا دیا کہ دونو پرگنوں پر اپنا تصرف کرکے پھر یہاں آجائے - جب فرید خان یہ فرمان لے کر اپنے پرگنوں میں گیا تو عزیزوں نے اس فرمان کو قبول کیا سلیمان فرید کے ساتھہ مقاومت تو کر نہیں سکتا وہ محمد خان شاہ خیل حاکم چوند کے پاس چلا گیا وہ پندرہ سو سوار کا جاگیردار تھا - اور میاں حسن سے اوس کو کلفت باطنی تھی اسلئے وہ چاہتا تہا کہ بہائیوں میں عداوت پیدا ہو تاکہ طرفین میرے محتاج ہوں اوسنے سلیمان سے کہا کہ چند روز صبر کرو - فرید پاس فرمان حکومت ہے اسوقت یہ حال ہو رہا ہے کہ سلطان ابراہیم نے سلطان بہلول اور سلطان سکندر کے امرا کی مدارات بری طرح سے کی ہے کہ وہ سب اپنی جاگیروں کو چلے گئے ہیں اور وہیں رہتے ہیں خانخاناں یوسف خیل حاکم پنجاب نے اپنے بیٹے دلاور خاں کو کابل بہیجا ہے کہ شہنشاہ بابر کو یہاں لے آئے اور مغلوں کو ساتھہ لئے چلا آتا ہے - دونوں بادشاہوں میں لڑائی ہو گی - اگر سلطان ابراہیم کو غلبہ ہوا تو اس پاس بہانا ہی ہیں تیری سفارش کی عرضداشت بادشاہ پاس بہیجدونگا کہ فرید کو میاں حسن نے اور تجہہ سے عداوت ہے اور میاں حسن نے تجھے اپنی جانشینی کے لئے ترجیح دی تہی اور حکومت کے لئے پسند کیا تہا جو تیری قسمت میں ہوگا وہ تجھے مل جائیگا - اور اگر مغل فتحمند ہوے تو میں فرید سے بزور پرگنہ چہین کر تجھے دلا دونگا سلیمان نے محمد خاں سے کہا کہ میں فرید کے خوف سے آپ پاس پناہ لیکر آیا ہوں کہ سوروں کے درمیان کوئی آپ کی برابر نہیں ہے میں نے اپنا اختیار آپ کو دیا ہے جو حکم آپ دینگے میں وہ قبول کرونگا محمد خاں نے اپنے وکیل بہیجکر فرید خاں کو یہ کہلا بہیجا کہ تم میری نصیحت سنو اور میری مداخلت کا پاس لحاظ رکھو تو میں انکو تم بہائیوں میں صلح کرادوں جس تم میں جو قرار کرادوں اگر تم نے جو پہر تو اوسپر عزیز لعنت ملامت کرینگے اسکے جواب میں فرید نے لکھا کہ بے شک آپ سپاہیوں میں بڑے اور بزرگ ہیں اور داودخیل سور کی اقوام میں برتر ہیں اسلئے قوم کی سرداری کے آپ مستحق ہیں آپ کا یہاں آنا مناسب نہیں مجھے بلا بہیجئے اور سلیمان آپ کی خدمت میں موجود

سلیمان کا محمد خاں حاکم چوند پاس جانا +

اور فقیر کا گلہ کرتا ہے آپ پر روشن ہو کہ وہ باپ کی زندگی میں میرا مخالف تھا باپ کے مرنے کے
بعد بھی اوسنے کہا کہ جو جاگیریں تینوں بھائیوں کے باپ کی زندگی میں تھیں اس سے زیادہ
اور باپ کے عہد میں عداوت جو طرفین میں تھی اوسے دور کر اور اخلاص و محبت سے باقی زندگی بسر کر

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است　　با دوستاں مروت با دشمناں مدارا

میری نصیحت نے اوس پر کچھ اثر نہ کیا سب عزیز بھائی اونہوں نے اپنی طرف سے بہت سعی کی اور مخالفت
منع کیا اوسنے قبول نہیں کیا۔ اگر خان اعظم اوسکو مخالفت سے منع کریں اور اخلاص کی طرف مائل
کریں تو میاں حسن کے خاندان کی عزت باقی رہیگی۔ میرا بھائی نظام کو خدمت میں بھیجتا ہوں
آپ سلیمان کو سمجھا کر اوسکے ساتھ بھیج دیجیے میں اوسکی خاطر خواہ دیدونگا اور جو وہ
چاہے کہ پرگنہ کی حکومت میں اوسکی شرکت ہو تو یہ آرزو اوسکی میری زندگی میں تو
بر آنے کی نہیں دو شمشیر ایک نیام میں اور دو حاکم ایک مقام میں نہیں رہ سکتے ہیں۔

در شہر مگو کہ تو باشی با من　　کاشفتہ بود کار ولایت بدو تن

جب محمد خاں کا وکیل فرید خاں کا یہ جواب سنکر گیا تو خان نے سلیمان سے کہا کہ میں جانتا ہوں
کہ فرید تمہارا حصہ آسانی سے نہیں دیگا۔ خاطر جمع رکھو میں ضرور تمہارا حصہ دلادونگا۔ جب تم بھائی کی
میرے پاس آئے ہو تو تمہارے حصہ دلانے کا پاس لحاظ مجھ پر لازم ہے سلیمان یہ سنکر خوشحال
ہو گیا۔ فرید خاں کو خبرداروں نے یہ ساری خبر سنادی تو فرید خاں نے اپنے بھائی نظام خاں
اور تمام اپنے دولت خواہوں سے مشورہ کیا کہ مصلحت یہ ہے کہ ہم بھی کسی شخص کے ساتھ
رجوع کریں کہ وہ محمد خاں کا مانع ہو اور ایسا آدمی کوئی آس پاس سوا بہار خاں بن دریا خاں
لوحانی کے نہیں ہے چند روز صبر کرنا چاہیے۔ اگر سلطان ابراہیم کی فتح ہوئی تو اوسکا فرمان
میرے پاس ہے کوئی مجھ سے کچھ نہیں کہہ سکتا اگر عیاذاً باللہ سلطان ابراہیم کو شکست
ہوئی تو میں بصورت بہار خاں کا دوست ہونگا اور اوسکی خدمت میں ہونگا۔ چند
دنوں کے بعد خبر آئی کہ دونو بادشاہوں میں پانی پت کے میدان میں جنگ [illegible]
سلطان ابراہیم شہید ہوا [illegible] سنہ ۹۳۲ھ میں [illegible]

فریدخاں کا شیرخاں خطاب پانا

سلطان ابراہیم کی وفات کے بعد بہار خاں نے سلطان محمد کا لقب اختیار کیا اور بہار میں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلوایا۔ اب فریدخاں کو بہار خاں پاس جانے کی ضرورت ہوئی اور وہ اوسکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور رات دن اوسکے کاموں میں رہنے لگا اور حسن خدمات کی وجہ سے وہ اوسکا بڑا مقرب ہوگیا اور اپنی حسن تدابیر کے سبب سے سارے بہار میں اوسکی شہرت ہوگئی۔ ایک روز سلطان کے ہمراہ شکار کو فریدخاں گیا تہا کہ ایک شیر نظر آیا اوسکو فریدخاں نے شمشیر سے شکار کیا جسکے سبب سے سلطان محمد نے فریدخاں کو شیرخاں کا خطاب دیا اور اپنے بیٹے جلال خاں کا نائب مقرر کیا۔ جلال خاں کی نیابت میں شیرخاں کام کرتا تہا۔ ایک مدت کے بعد سلطان محمد سے وہ رخصت لیکر اپنے پرگنوں میں گیا اور وہاں بہت دنوں مقیم رہا۔ شیرخاں کی یہ شکایت سلطان محمد کرتا تہا کہ وہ تہوڑے دنوں کی رخصت لیکر گیا تہا مگر بہت دن گذر گئے وہ نہیں آیا۔ یہ زمانہ ایسا پرخلل ہی کہ ایک آدمی دوسرے آدمی پہ اعتماد کلی نہیں کرسکتا تہا۔ سلطان محمد پاس محمد خاں آیا اور اوسنے شیرخاں کی شکایت کی کہ وہ سلطان محمود بیٹے سلطان سکندر کی راہ دیکھہ رہا ہی جسکے رفیق اکثر امراء افغان ہوگئے ہیں اسلئے وہ نہیں آیا۔ اگر سلطان فرمائے تو میں شیرخاں کے تنبیہ کی تدبیر عرض کردوں سلطان نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی تو محمد خاں نے کہا کہ اسکا بہائی سلیمان جو قابل ہے اور میاں حسن نے اپنی زندگی میں دونوں پرگنوں کی حکومت اُسے دی تہی شیرخاں کو اوسنے خارج کردیا تہا تو باپ کی شکایت لیکر سلطان ابراہیم پاس گیا سلطان نے اوسکو دہتکار بتائی کہ میں ایسے شخص کو بدجانتا ہوں جو اپنے باپ کی شکایت کرے مگر حسن کے مرنے کے بعد اوسنے دولت خاں بن بدہو کی وساطت سے دونوں پرگنوں کی حکومت کا فرمان سلطان ابراہیم سے لکہا لیا سلیمان کا بہی ارادہ تہا کہ باپ کے جو مرنے کے وقت اوسکے لئے سفارش نامہ لکہا سلطان کو جاکر دکھائے توبیچ میں یہ حادثہ پانی پت کی لڑائی کا پیش آگیا اوسکا وہاں جانا رہ گیا۔ اب وہ حضور کی خدمت میں استغاثہ لیکر آیا ہے اگر دونوں پرگنوں کی حکومت سلیمان کو سلطان عطا کرے تو شیرخاں جلد ملازمت میں حاضر ہوجائیگا بہت ہوئی ہے کہ سلیمان اوسکے ظلم سے بہاگ کر میرے پاس آیا ہی اگر اوسکو اپنا حق ملجائے تو بندہ بہی آپ کا ممنون احسان ہوگا

سلطان محمد نے کہا کہ شیر خاں تجھے میری بہت خدمت کی ہے پاس بیٹھنے سے مقصود یہ کہ وہ انتقام رخصت پر آیا ہے بغیر تحقیق کئے اوسکی جاگیر کا تغیر نہیں کر سکتا۔ مگر تیری خاطر سے اس قضیہ کا فیصلہ تیرے سپرد کرتا ہوں تو دونوں کی خویشی و قرابت کی نسبت برابر رکھتا ہے تو کسی کی طرفداری نہ کرنا جو حق ہو وہ کرنا کہ انہیں جو فساد و غبار اُٹھہ رہا ہے بیٹھہ جائے ؎

میا بخی چناں کن برائے صواب   کہ ہم سیخ برجا بود ہم کباب

سلطان محمد سے جب محمد خان رخصت لیکر اپنے پرگنہ میں آیا تو شیر خاں پاس شادی خان اپنے غلام کو یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تو نے جو دونو پرگنے دبا لئے ہیں اور اپنے بھائی کو محروم کر دیا ہے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے خاندان میں نزاع پیدا ہو گیا ہے اب میں شادی کو تیرے پاس بھیجتا ہوں مجھے امید ہے کہ تو اوسکے کہنے سے باہر نہ ہو گا اور مجھے ممنون کریگا تیرے بھائی مدتوں سے میرے پاس ہیں افغانوں کی رسم و راہ تجھسے مخفی نہیں ہیں شیر خاں پاس شادی خان آیا اور محمد خاں کا پیغام اوسے عرض کیا اوسکے جواب میں شیر خاں نے کہا کہ خان اعظم سے میری زبانی یہ پیغام دو کہ یہاں روہ کا ملک نہیں ہے کہ ریاست برادروار قسمت ہو یہ ملک ہند ہے۔ بادشاہ کے حکم کا وہ وابستہ ہے کہ اسمیں کسی کی مشارکت نہیں۔ خردی و بندگی و برادری کا کچھہ تعلق نہیں ہے سلطان سکندر خاں نے یہ قرار دیا ہے کہ جو افغانوں کے امیروں میں مرے اوسکا خزانہ و اشیا بطریق فرایض ورثا کے درمیان تقسیم ہوں اور پرگنات اور سپاہ جو اوسکی اولاد میں سب سے زیادہ لائق ہو اوسکو دئے جائیں اور اسمیں کسی بھائی کی شرکت نہ ہو۔ دونوں پرگنے حکومت سلطان ابراہیم نے بندہ کو عنایت کی ہے اسمیں بھائیوں کی شرکت نہیں ہے نقد جنس جو میاں حسن کے پاس تھی اوسکو سلیمان لیکر آپ پاس چلا گیا ہے اسمیں سب بھائی شریک ہیں آپ کی خاطر کے سبب سے اوسے کچھہ نہیں کہا جسوقت آپ سے وہ جدا ہو گا حسن خاں کے ورثا اوسے اپنا حصہ لینگے۔ خان اعظم کو یہ کہنا مناسب نہیں کہ سلیمان کو تا مدۂ و ملہد دیدیں میں بھی خوشی خاطر سے تو اوسکو نہیں دونگا اگر آپ جھگڑ کر مجھسے پرگنے لیکر سلیمان کو دیدینگے تو آپ حاکم ہیں اسکے سوا کچھہ اور عرض کرنے کے لئے نہیں ہے +

شیر خان سے شادی رخصت ہوکر محمد خاں پاس گیا اور سارا حال عرض کیا تو وہ بہت برآشفتہ ہوا
شادی کو حکم دیا کہ میرا تمام لشکر ہمراہ لیکر ٹانڈہ اور ملیہو کو بزور لیکر سلیمان کو دلادے۔ اگر وہاں
لڑائی [illegible] دشمن کو ہزیمت ہو تو دونو پرگنے سلیمان کو دیدے اور اپنا لشکر وہیں چھوڑ دے
[illegible] تھوڑے آدمیونکے ساتھہ دیکھہ کر دشمن اوسپر حملہ آور ہو۔
[illegible] شیر خاں کو پہنچی تو اوسنے خواص خان کے باپ سکھا کو جو اسکا غلام تھا اور
[illegible] ٹانڈہ [illegible] ملیہو کا شقدار تھا پروانہ بھیجا اور اپنے لشکر کو بھی لکھا کہ سلیمان
کو شادی [illegible] تمہاری طرف آتا [illegible] ٹانڈہ و ملیہو کو بے جنگ کے حوالہ نہ کرنا۔
انھوں نے شہر سے نکلکر شادی سے جنگ کی [illegible] آپ لڑائی میں مارا گیا اور لشکر شکست
پاکر شیر خاں پاس سہسرام میں آیا اور وہ یہاں بھی نہیں رہ سکتا تھا۔
شیر خاں کو بعض آدمیوں نے سمجھایا کہ سلطان محمد پاس وہ جائے مگر اوسنے یہ صلاح نہ مانی
اور یہ کہا کہ زمانہ بدخیلی آرہا ہے سلطان محمد میری شکست سے محمد خاں سے نہیں لڑیگا۔
بلکہ وہ صلح کرنے کے لئے سعی کریگا اور میں صلح میں اپنی مصلحت نہیں دیکھتا نظام نے
کہا کہ اگر آپ صلح میں مصلحت نہیں جانتے تو بہتر یہ ہوگا کہ ہم پٹنہ چلیں اور وہاں کے عمائد
کی سفارش کے ذریعہ سے سلطان جنید برلاس سے ملیں اور اوسکی ملازمت اختیار کریں اور اوسکی
ملازمت کے سبب سے محمد خان سے اپنا انتقام لیں اور اوسکو جونپور سے نکال دیں یہی امر قرار
پایا اور شیر خاں [illegible] جنید برلاس [illegible] ذریعہ [illegible]
[illegible] سلطان قول قرار کرے کہ کوئی آزار اوسکو نہ پہنچایگا تو میں آپکی دل و جان سے
[illegible] کروں سلطان [illegible] نے اسے قبول کر لیا شیر خاں سلطان کی
[illegible] اور بہت سے تحفے پیشکش میں دیے سلطان اس سے بہت راضی اور خوش
ہوا اور اپنا لشکر اوسکو دیا محمد خاں اور سلیمان اوس سے نہ لڑ سکے وہ کوہ رہتاس میں بھاگ گئے
اب شیر خاں نے اپنے پرگنوں پر اور محمد خاں کے پرگنہ چوند پر قبضہ و تصرف کیا بعض پرگنات
خالصہ شاہی پر قابض ہوا۔ اوسکے عزیز اور افغان جو پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے تھے

ان سب کو خطوط لکھ کر بلایا اور اونکو ترغیب دی کہ پہلے سے دو چند جاگیریں انکو دیگا بشرط مستورات و احدی کے ۔ میں نے اپنا انتقام لیا اور پرگنات پر قبضہ کیا ۔ ان خطوط کے پہنچنے پر شیر خاں کی خدمت میں اکثر افغان آگئے جب اس پاس افغان جمع ہو گئے تو مغلوں کا لشکر جو جنید برلاس نے اوسکی کمک کے لئے ساتھ کیا تھا اوسکو عمدہ پیشکش دیکر رخصت کیا محمد خاں کو عریضہ لکھا کہ خان اعظم کوئی دغدغہ دل میں نہ کریں اور سب طرح سے خاطر جمع رکھیں وہ یہاں آنکر اپنے پرگنہ چوندہ پر تصرف کریں میں نے پرگنات خالصہ شاہی کو لیا ہے مجھے اپنے عزیزوں کے ملک کی طمع دامنگیر نہیں ہے ۔ زمانہ فتنہ انگیز اور فساد پیدا ہے اور جو افغان کہ جمیعت رکھتا ہے وہ ہماری ریاست اور ملک کے لینے کی لاف مارتا ہے ۔ اس زمانہ میں اہل دولت کو اپنی قوم کا ممد و معاون ہونا چاہیئے اور سپاہ کی جمعیت بہم پہنچانی چاہیئے تاکہ اپنے ملک کی حفاظت کریں اور اوروں کے پرگنہ پر تصرف کریں پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حسد و حقد و عجب و کینے کو جو جاہلوں کے سینوں میں جمع تھا دور کریں جس سے عزیزوں کی خاطر جمع ہو اور دشمنے مرتبہ و قدر عالی اور منزلت معالی حاصل ہوں ؎

نہالِ دوستی بنشاں کہ کام دل ببار آرد　　نہالِ دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد

محمد خاں پاس جب شیر خاں کا عریضہ آیا تو وہ پہاڑ پر سے اتر کر پرگنہ چوندہ میں آیا ۔ اور اسمیں پہلی کدورت کی عذر خواہی کی ۔ شیر خاں کا محمد خاں مرہون منت ہوا ۔ محمد خاں کی طرف سے شیر خاں خاطر جمع ہو کر سلطان جنید برلاس کی خدمت میں آیا اور اوسکے ہمراہ حضرت بابر بادشاہ کی خدمت میں مہم چندیری میں پہنچا ۔ وہ مغلوں کے درمیان مدتوں رہا اور اونکے اطوار و عادات سے تدبیر ملک داری اور ارکان دولت کی روش کو دریافت کرتا رہا ۔ وہ اکثر اوقات افغانوں کی مجالس میں کہتا کہ اگر بخت مساعدت کرے اور دولت یاور ہو تو ملک ہند سے مغلوں کو بآسانی نکال سکتا ہوں جب افغان یہ باتیں اوسکی سنتے تھے تو اوس سے تمسخر کرتے تھے اور جب مجلس سے باہر جاتے تھے تو کہتے تھے کہ شیر خاں کیا لاف گزاف بکتا ہے اور شیخیاں بگھارتا ہے اور ایسی باتیں کہتا ہے جو مدلکان سے باہر ہیں جہاں خان پر لعنت شیر

لکھتا ہی کہ میں نے اپنے چچا شیخ محمد سے جسکی عمر اسی برس کی ہی سنا ہی کہ وہ یہ کہتا ہی کہ میں تہا ملازم
چندیری میں خانخاناں یوسف خیل کی ملازمت میں تہا کہ شیخ ابراہیم سروانی منزل شیرخاں میں
اوسکو لے گیا وہاں باتوں میں شیخ ابراہیم نے کہا کہ یہ ناممکن ہی کہ افغانوں کے ہاتھ میں ملک
آئے اور مغل اس ملک سے خارج ہو جائیں شیرخان نے شیخ محمد سے کہا کہ تم میرے اور شیخ ابراہیم کے
درمیان گواہ رہو کہ اگر طالع و بخت میری مدد کرے تو تہوڑی مدت میں مغلوں کو ہند سے باہر
نکال دونگا اور اوسکی وجہ یہ ہی کہ افغان جنگ و شمشیر زنی میں مغلوں سے فائق ہیں افغانوں
نے اپنے ملک ہند کی سلطنت آپ اپنی نا اتفاقی کے سبب سے کہوئی ہے میں نے مغلوں میں رہ کر
اونکی جنگ کی روش دیکہی کہ وہ میدان جنگ میں ثبات و قرار نہیں رکہتے اور اونکے بادشاہ اپنے
علو نسب و شان کے سبب سے اپنی نفس نفیس سے تدابیر ملک میں متوجہ نہیں ہوتے امور مہمات ملکی
اپنے امرا و ارکان دولت کو سپرد کر دیتے ہیں اور اونکے قول و فعل پہ اعتماد رکہتے ہیں اور یہ امرا
سپاہی سے رعیت سے آشنا و بیگانہ ہر شخص سے رشوت لیتے ہیں دولت خواہ ہو یا نا دولتخواہ
جس سے پاتے ہیں وہ جس کو چاہتے ہیں اپنے سارے کام بنا لیتا ہی اور جب پاس نہیں ہوتے خواہ کیسی ہی
دولت خواہی کیے اور سپاہی خواہ کیسی ہی شمشیر زنی کرے اوسکے کام ہونے چلنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی

۵ بہر در کہ رشوت ستاں یافتی اگر پایہ دری اماں یافتی

طمع زر کے سبب سے دوست دشمن میں حاکم تمیز نہیں کرتا اگر دولت نے میری یاوری کی تو شیخ جی
آپ دیکہہ لینگے اور سن لینگے کہ میں افغانوں کو کس طور سے اپنے ساتھ وابستہ کرتا ہوں
کہ ہرگز وہ پہر متفرق نہ ہونگے +

چندروز بعد وہ ایکدن بادشاہ پاس اوسوقت گیا کہ اوسکا دسترخوان بچہا ہوا تہا۔ یہ بہی
اوسمیں شریک ہوا اتفاقاً ماہیچہ کی قاش جسمیں اوس کے روبرو رکہی گئی وہ اوسکے کہانے کے طریقے
سے نا آشنا تہا اوسنے چہری نکالکے اوسکی قاشیں بنائیں اور بے تکلف کہانی شروع کیں بابر کی
نظر اوسپر پڑی اور اوسکی فراست پر تعجب ہوا اوسیوقت اوسنے اپنے وزیر میر خلیفہ سے سرگوشی
کی کہ تو اس شیرخاں کے حال سے غافل نہ ہو اور ہر وقت اوسکو نگاہ میں رکھ اوسکے بشرہ سے آثار

باشاہی حیاں ہیں ہیں نے شیر خاں سے بڑے بہت افغان رئیس امرا امیر دیکہے ہیں مگر ایسا طرت حشمت و شوکت کبہی کسی اور کی صورت میں نہیں دیکہی۔ جب میری نظر اوسپر پڑی ہے یہ دل اوسکے گرفتار کرنے کو چاہتا ہی۔ شیر خاں جب سلطان جنید سے رخصت ہوا تہا تو سلطان نے اپنے بڑے بہائی میر خلیفہ وزیر بابر کو اوسکی بہت سفارش کی تہی شیر خاں نے خلیفہ کو بہت تحفے تحائف پیشکش میں دئے تہے بادشاہ سے خلیفہ نے عرض کیا کہ شیر خاں بیگناہ ہے یعنی اسکے پاس نہ کچھہ جمعیت سپاہ۔ اور نہ کچھہ ساماں ہے کہ حضور کو اوسکی جانب سے کوئی وہم پیدا ہو۔ اگر حضور اس افغان کو قید میں ڈالینگے تو اور افغان جو حضور کی خدمت میں حاضر ہیں وہ حضور سے بدگمان ہو جائینگے اور اونکو بادشاہ کے قول و قرار پر اعتماد و اعتبار نہ رہیگا اور یہ تفرقہ کا سبب ہوگا۔ یہ سنکر بادشاہ چپ ہو رہا شیر خاں نے اپنی فراست سے دریافت کر لیا کہ اوسکے باب میں بادشاہ نے کچھہ کہا ہی اوسنے اپنے گھر میں آنکر لوگوں سے کہا کہ آج بادشاہ نے بری نظر سے مجھے دیکہا ہے اور خلیفہ سے میری باب میں کچھہ کہا ہے میرا یہاں رہنا خوب نہیں اور اوسی وقت سوار ہوکر لشکر سے باہر چلا آیا۔ تہوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے جو دیکہا تو وہ مجلس میں نہ تہا۔ بادشاہ نے اوسے طلب کیا۔ لوگ اوسکے گہر آئے تو وہ جا چکا تہا۔ بادشاہ نے خلیفہ سے کہا کہ اگر تو منع نہ کرتا تو میں اوسکو گرفتار کرتا وہ کچھہ نہ کچھہ ہونے والا ہے واللہ اعلم بالصواب

جب شیر خاں لشکر سے بے رخصت اپنی ریاست میں چلا آیا تو اوسنے سلطان جنید کو عمدہ پیشکش بہیجے اور عرضی لکہی کہ بسبب ضرورت کے میں بادشاہ سے بے رخصت لئے چلا آیا ہوں۔ اگر میں رخصت طلب کرتا تو وہ ملتی نہیں اور مجھے نظام بہائی نے لکہا تہا کہ محمد خاں اور سلیمان نے سلطان محمد سے عرض کیا کہ شیر خاں مغلوں کے ہمراہ ہو گیا ہی اور مغلوں کے زور سے اوسنے یہ پرگنے ہم سے لے لئے ہیں اگر حکم ہو تو ان پرگنوں کو لے لیں سلطان محمد نے اوسکا جواب کچھہ نہیں دیا جب یہ خبر مجھے پہونچی تو پہر میرا وہاں ٹہیرنا ناممکن تہا اسلئے چلا آیا میں بندہ سلطان ہوں سلطان جو خدمت مجھسے چاہے میں اوسکے بجا لانے پر مستعد ہوں۔

بعد اسکے شیر خاں نے نظام اور عزیزوں سے مشورہ کیا کہ اب نہ مجھہ پر مغلوں کی اعتماد

اور ملک مال جو اب وسکو ہاتہہ لگا تہا اوسکو نئی سپاہ کی بہرتی کرنے میں صرف کرنے لگا او
نئی سپاہ کو خاطر خواہ جاگیریں دیدیں اور لوحانیونکی بات نہ پوچھی اس سببسے وہ اور بہی
جلکر خاک ہوئے جب اس سپاہ جدیدکا انتظام ہوگیا اور اوسکو یقین ہوگیا کہ لوحانی اسکا
بال بیکا نہیں کرسکتے اور لڑائی میں غالب نہیں آسکتے تو اوسنے لوحانیونکی دشمنی کا اظہار کیا
جلال خاں شاہ بہارسے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ شاہ بنگال کا ارادہ ہے کہ آجکل ملک بہا
ر پر بڑا لشکر بہیجکر اسکو لے لے۔ لوحانی تین چار پشت سے جاگیردار چلے آتے ہیں آرام طلبی اونکی
عادت ہوگئی ہے۔ بنا ملک جو ہاتہہ آتا ہے اوسکی ہی وہ طمع کرتے ہیں لڑائی بہڑائی کے کام کے
نہیں ہے اسلئے میں نے یہ نئی سپاہ بہرتی کی ہے کہ شاہ بنگال کا حوصلہ اس کثرت سپاہ کو دیکھکر
پست ہوجائے اور وہ بہار کی طرف رخ نہ کرے۔ لوحانی مجھسے دلی بغض رکھتے ہیں میری عزت
و جان کے خواہاں ہیں اگر حضور مجھکو اپنا عزیز سمجھتے ہیں تو اونکو میری دشمنی سے منع کیجئے
اور جو کچھہ وہ میرے معاملہ میں کہیں اوسے دبا و رکیجئے نہ سنئے آپ کو معلوم ہے کہ لوحانیوں کی
قوم مجھسے کہیں زیادہ قوت و غلبہ رکہتی ہے اور افغانوں کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص کے چار بہائی
زیادہ ہوتے ہیں تو وہ اپنے سے غیر کے قتل و بے حرمت کرنے میں کچھہ خیال نہیں کرتا۔
یہ وقت بڑا نازک ہے کیا آپ خود اندیشہ و خوف نہیں رکھتے ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوحانیوں
نے میرے مارنے کے لئے کمر باندھی ہے اب میں حضور کی خدمت میں بغیر بہت سے سپاہیوں کی
ہمراہی کے حاضر نہیں ہونگا مجھے کیا تو آپ اپنے محل کے اندر بلائیں نہیں اگر ضرورت کی صورت
بلائیں تو حکم فرمائیں کہ ایک جماعت کثیر کے ساتھہ محل میں آؤں۔

جلال خاں اور لوحانیوں کو معلوم ہوگیا کہ شیر خاں کو اونکے ارادہ اور مشورہ پر اطلاع ہوگئی
اور اونکا مکر او سپر کارگر نہ ہوا۔ جلال خاں نے شیر خاں سے کہا کہ لوحانیوں کا کیا مقدور ہے
جو تیری طرف بدنظر سے دیکھہ سکیں لیکن تو جانتا ہے کہ سب افغانوں میں لوحانی زیادہ
بدزبان ہیں۔ کچھہ سوچتے سمجھتے نہیں زبان اونکے اختیار میں نہیں جو کچھہ زبان پر آتا ہے
بکدیتے ہیں اور خاک کچھہ نہیں کرتے اپنی تسکین خاطر کے لئے جسطرح تیرے جی میں آئے

میرے پاس آ۔ اور کچھ فکر و اندیشہ نہ کر جو کچھ تو کریگا میں اُسے قبول کرونگا شیر خاں کی تسلی کرکے جلال خاں نے رخصت کیا اب لوحانیوں اور شیر خاں میں آپسمیں اعتماد نہیں رہا اتحاد و اتفاق برطرف ہوا اب لوحانیوں کے دو فریق ہو گئے جس فریق نے شیر خاں کو خبر دی تھی وہ اونسے علیحدہ ہو گیا غرض لوحانیوں میں بھی اتفاق نہیں رہا۔ انہیں سے ایک جماعت کثیر نے شیر خاں کے ساتھ عہد و پیمان قسم کے ساتھ کیئے شیر خاں نے اونسے کہا کہ میں جلال خاں کی دولتخواہی کے سوا کچھ اور نہیں چاہتا۔ اسلیئے ما باپوں نے میرے حق میں احسان کیئے ہیں اور وہ خرد سال ہے اوسکی تربیت میرے سپرد ہے میں نے حتی الامکان اوسکی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے اور نہ کرونگا۔ وہ خود اس بات کو خوب جانتا ہے بعض غرض گویوں نے حسد کے سبب مجھے مار ڈالا ہوتا اگر تم خبر نہ کرتے جب تک زندہ رہونگا تمھارا احسانمند رہونگا۔ اگر آپکے نزدیک مصلحت ہو تو میں جلال خاں سے عرض کروں کہ چند لوحانی جو فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں وہ انکو اپنی خدمت سے دور کردے اور اگر وہ دور نکرے تو مجھے اپنی نیابت سے معاف کرے۔ اسلیئے کہ ایسے مخالفوں کے ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے لوحانی جو شیر خاں کے ساتھ متفق ہوئے تھے اونہوں نے عرض کیا کہ آپکی صلاح عین صواب ہے کہ ہم میں اور اُن میں عداوت جانی اور مالی ہو گئی ہے ایک جگہہ رہنا مناسب نہیں اور اونکے قول و قرار پر اعتماد نہیں چاہیئے۔ اونہوں نے جو آپ کے زوال دولت کی تدبیریں کی تھیں اُنہیں سے ایک شمہ ہم نے عرض کی ہے آپکا اقبال تھا اور زمانہ حیات باقی تھا اسلیئے جو اونہوں نے چاہا وہ نہ ہوا اب اونکے ضرر سے بچنا چاہیئے۔ شیر خاں نے اپنے دوست لوحانیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرکے جلال خاں کو یہ واجب العرض لکھی جب سلطان محمد نے مجھے آپ کی نیابت دی تو لوحانیوں کو حسد کے سبب سے وہ ناگوار گذری اور سلطان محمد کی وفات کے بعد جب آپکی مانے مجھے نائب بدستور رکھا اور امور ملکی میں مختار بنایا تو اونکی حسد زیادہ ہوئی اور ظاہر اور پوشیدہ وہ میری شکایت کرنے لگے مگر میرا دامن عصمت خیانت سے پاک صاف تھا ہر چند اونہوں نے میرے حال میں جاسوسی کی مگر میرے

کام میں کوئی رخنہ اونہوں نے ایسا نہ پایا کہ وہ مجھے نیابت سے دور کر سکتے مجھے اون کے
حال پر اطلاع تھی مگر میں نے اونکے چھپانے میں کوشش کی اور اوسکا افشا آپ کے سامنے
نہیں کیا اور میں نے اونکے اعزاز اور اکرام میں اور اونکی مہمات کے انصرام میں کوئی تقصیر
نہیں کی اور اس منازعت و مخاصمت کی مکافات میں نے جائز نہیں کہی نزوال نعمت و
وفساد دولت کا سبب مخاصمت ہوتی ہے سلطان ابراہیم سے مغلوں نے جو ملک لے لیا ہے
بزور شمشیر نہیں لیا بلکہ افغانوں کی باہمی مخالفت کے سبب لیا ہے۔ مجھے جماعت کثیر سے
معلوم ہوا ہے کہ لوحانی میرے مارنے کا قصد کرتے ہیں اور رات دن اسی فکر میں رہتے ہیں
کہ کسطرح مجھے یہاں سے نکالیں اور اپنی قوم کی کثرت پر مغرور ہیں آپ کو دو مہم درپیش
ہیں ایک حاکم بنگالہ کی دشمنی جو روبرو ہے۔ دوم ملک کی نگاہداشت اور دم بیگانہ سے
تحصین رعیت ہے۔ آپ کے لشکر کی دو جماعتیں ایسی ہو گئی ہیں کہ وہ ایک دوسرے
کی مخالف و ضد میں ونکا ایک جا جمع رہنا ممکن نہیں ان دو جماعتوں میں سے جس کو
چاہئے اپنے پاس رکھئے اور دوسری کو اپنی اپنی جاگیروں میں رخصت دیجئے۔ بضرورت یہ
عرض کیا جان سب کو عزیز ہے جب جلال خاں کو شیر خاں کے عریضہ پر اطلاع ہوئی تو اوسنے
شیر خاں کے وکیل سے کہا کہ حق شیر خاں کی جانب ہے مگر اوسنے یہ کہو کہ بعض باتیں ایسی ہیں
کہ اونکا فیصلہ جب تک نہیں ہوگا کہ میں بعد تمیز تک جاتا ہوں چند روز صبر کرو کہ دشمن قوی
سامنے ہے میں آہستگی کے ساتھ اس فتنہ کو دور کرتا ہوں اور حق و باطل کی تحقیق کرتا ہوں
شیر خاں کو جب اپنے عریضہ کا جواب معلوم ہوا تو اوسنے اپنا وکیل پھر جلال خاں پاس بھیجا
کہ حضور نے جو ارشاد فرمایا بجا ہے میں آپ کے حکم سے باہر نہیں جو حکم دیجئے گا عمل کرونگا
بعد از ان جلال خاں نے ان لوحانیوں کو بلایا جنہوں نے شیر خاں کے مارنے کا قصد
کیا تھا اونکو شیر خاں کی واجب العرض دکھائی اور فرمایا کہ بعض لوحانیوں کو اس مشورہ
کی خبر تھی اونہوں نے شیر خاں سے حقیقت حال بیان کیا اور اوسکے ساتھ متفق ہوکر یہ
عہد و پیمان بقسم کر لئے کہ ہر نیک و بد میں اوسکے ساتھی ہیں لوحانیوں نے جو جلال خاں

ساتھ متفق ہے کہا کہ ہم کو دشمن ذرا پیدا نہیں کہ شیر خاں کو تباہ کرے [illegible]
ہماری بدنصیبی ہے کہ لوحانیوں میں سے ایک جماعت اوسکے ساتھ متفق ہو گئی اور ہماری [illegible]
میں تفرقہ پڑ گیا۔ جو تدبیر ہم نے دشمن کے دفع کرنے کی سوچی تھی وہ اولٹی ہمارے ہی تفرقہ
کا سبب ہوئی۔ اب ہم اور شیر خان یکجا نہیں رہ سکتے۔ اب شیر خاں کو اپنی جاگیر میں بھیجیے
اور آپ فراغ خاطر و جمع باطن کے ساتھ بادشاہ بنگالہ پاس چلے جائیے اور بہار [illegible]
پہلے اسے کہ کوئی بہار پر قبضہ کرے۔ جلال خاں کو لوحانیوں کی رائے پسند آئی۔ شیر خان کو بلا کر
کہا کہ میری دولت خواہی کے سبب سے لوحانیوں نے تیری مخالفت کی وہ اپنی سزا جزا کو پہنچینگے
اب تم مغلوں کے پاس جاؤ اور اپنے ملک کی تدبیر کرو اور میں ملک بنگالہ پر حملہ کرنے
جاتا ہوں۔ شیر خاں نے جلال خاں کے کہنے کو قبول کیا۔ اوسیوقت جلال خاں نے گھوڑا اور
خلعت دیکر شیر خاں کو رخصت کیا۔ وہ اپنے پرگنہ سہسرام میں آیا۔ جلال خاں شاہ بنگال
پاس گیا۔ جب شیر خان نے سنا کہ جلال خان شاہ بنگال پاس گیا تو وہ بڑا خوش ہوا اور اوسنے
کہا کہ ملک بہار اب میرے ہاتھ آ جائیگا مجھے یقین تھا کہ ملک بہار کے فتح کرنے کے لئے لشکر
بنگال آئیگا اور مجھ میں اور جلال خان لوحانی کے لشکر میں عداوت ہی تو مجھے خوف تھا کہ
دشمن کو فتح ہو اسلئے کہ ہزیمت کا سبب عظیم لشکر کی باہمی مخالفت ہوتی ہے۔ اب
بادشاہ بنگال پاس لوحانی چلے گئے۔ میرے لشکر کے درمیان مخالفت باقی نہیں رہی
اور جب افغانوں کے لشکر میں تفرقہ نہ ہو تو لڑائی کے دن لشکر بنگال کی حقیقت اوسکے
سامنے کیا ہے مغلوں کا لشکر تو اوسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر بعنایت الٰہی میں نے شاہ بنگالہ
کو شکست دیدی اور میں زندہ رہا تو لوگ دیکھینگے کہ میں نے مغلوں کو کس طرح سے ہندوستان
سے خارج کر دیا۔ اب شیر خان اپنے لشکر کی استعداد میں مصروف ہوا اور نیا لشکر بھرتی کرنا شروع کیا
جس جگہ کوئی افغان تھا اوسکے پاس اپنا آدمی بھیجکر بلایا اور جو کچھ زر اوسنے مانگا وہ دیا اس
اپنی جمعیت خوب بہم پہنچائی اور سب طرح سے لشکر کو تیار کیا۔ بہار کو پس پشت [illegible]
لشکر بنگال کے روبرو آیا اور اپنے لشکر کے گرد قلعہ خام گل کا بنایا +

شاہ بنگالہ نے ابراہیم بیگ قدرتشاہ کو اپنے لشکر کا میر عسکر بنایا اور مملکت بہار فتح کرنیکے لئے
بھیجا ابراہیم پاس بنگال کا لشکر بہت تھا اور ہاتھی بہت تھے اور آتشباری کا سامان زیادہ تھا
اسپر اتنا غرور زیادہ تھا کہ شیر خاں کے لشکر کی کچھ حقیقت نہیں گنتا تھا شیر خاں نے قلعہ خام کی
پناہ میں روز دشمن سے لڑتا تھا اور ابراہیم کا لشکر ہر چند کوشش کرتا تھا مگر قلعہ خام کے سبب شیر خاں
کے لشکر کو آزار نہ پہنچا سکتا تھا اور افغان جانبازی کر کے اپنے قلعہ میں ابراہیم کے لشکر کو آنے نہ دیتے
تھے جب دشمن اونکے قلعہ پر حملہ کرتا ناکام واپس جاتا تھا۔ دونو لشکروں میں کوئی ایک غالب نہیں

شیر خاں کا بنگال کی سپاہ سے لڑنا اور فتح پانا +

ہوتا تھا۔ ابراہیم خاں کو لڑائیوں کے تجربہ سے [illegible] تھا اور سنے جاتا کہ روز مصاف میں افغانوں
کے حریف بنگالی نہیں ہو سکتے لشکر کی کثرت اور ہاتھیوں اور آتشبازی کے سبب ایک بنگالیوں
کا لشکر غنیم کے لشکر کے روبرو جما ہوا ہے اسلئے اسنے بادشاہ بنگالہ کو عرضی بھیجی کہ ایک اور لشکر
وہ بھیجے کہ شیر خاں نے زمین حصار کو اپنی پناہ بنا رکھا ہے اور اس لشکر سے میں اوسکو اپنی جگہ
سے نہیں نکال سکتا۔

جب شیر خاں کو خبر ہوئی کہ ابراہیم خاں نے اپنے بادشاہ سے دوسرے لشکر کی مدد طلب کی ہے
تو اوسنے افغانوں کو جمع کر کے کہا کہ میں نے چند روز سے لڑائی میں بنگالیوں پر سبقت نہیں کی ہے
اور حصار کو پناہ بنا رکھا ہے اور تھوڑے آدمیوں کو باہر نکال کر دشمنوں سے لڑتا تھا کہ وہ دشمن کے لشکر
کی کثرت سے ہیبت میں آجائیں اب مجکو یقین ہو گیا کہ روز جنگ میں افغانوں سے بنگالی کم ہیں
میں مدت تک حصار نشین رہا اور کوئی جنگ عظیم دشمن سے نہیں کی تو اوسکی وجہ یہ تھی کہ دونو لشکروں
کی قوتوں کا حال معلوم ہو جائے اور بنگالیوں کا غرور بڑھ جائے اور افغانوں کے دلوں سے دشمن
کی کثرت لشکر کی ہیبت دور ہو جائے۔ اب میں جنگ صف کرتا ہوں بغیر اس جنگ صف کے
دشمن ہلاک ہو کر پراگندہ نہ ہونگے۔ الحمد للہ کہ بنگالیوں اور افغانوں میں جو جنگ ہوتی ہے تو ہر بار
افغان ہی سبقت لیجاتے ہیں اور بنگالی اونکی برابری نہیں کر سکتے ہیں اب میرے دل میں یہ ارادہ ہے
کہ اگر عزیزوں کی صلاح ہو تو کل جنگ صف کروں۔ اب اس جنگ میں تاخیر کرنی مناسب نہیں دشمن
پاس امداد کمک آنیوالی ہے۔ افغانوں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کی خاطر اشرف میں آیا ہے وہ عین

صواب ہے اور اب لڑائی میں دیر کرنی مناسب نہیں ہے ہم سب دل وجان سے لڑنے کو موجود ہیں
انشاء اللہ تعالیٰ جو ابراہیم کے باپ کو فرصت مرگ نہ ملا تہا وہی بیٹے کو پہلے ملیگی۔ اور دشمن کے
لشکر کی کثرت سے ہم کچھہ غم واندیشہ نہ کرینگے مشہور ہے کہ زور را تواں زد شیر خاں نے
جب دیکھا کہ افغان بنگالیوں کے ساتھہ لڑنے میں دلیر ہیں تو اوسنے ابراہیم خاں سے کہلا بھیجا
کہ کل میرا جنگ صف کا ارادہ ہے اب تک میں نے ایسی جنگ میں توقف اسلئے کیا تہا کہ ہم اور تم میں
صلح ہوجائے گی۔ اگر آپ صلح پر راضی نہیں تو علی الصباح کل لشکر لیکر آئے۔ ابراہیم خاں نے
شیر خان کے وکیل سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہوگی اب جو کچھہ تم نے کہلا بھیجا
ہے اس میں ثابت قدم رہنا اور وعدے سے نہ ماننا میں ہی لشکر لیکر لڑنے آؤنگا۔ شیر خاں اس جواب کے
سن کر خوش ہوا۔ دوسرے روز جنگ عظیم ہوئی۔ شیر خاں کو فتح ہوئی بنگالیوں کو شکست ہوئی
پھر بھی ابراہیم خاں نے بنگالیوں سے کہا کہ پھر کر کوشش کرو افغانوں کا لشکر تہوڑا ہے۔ بھاگ کر
بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤگے۔ مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ پھر ابراہیم خاں نے کہا کہ میں خود کیا بادشاہ کو منہ
دکھاؤنگا۔ میں لڑتا ہوں فتح پاؤں گا یا میں مرونگا۔ اوسنے بہت کوشش کی عمر باقی نہ تھی اجل آگئی
جلال خاں بنگالہ کو بھاگا۔ خزانہ و ہاتھی و توپ خانہ سب شیر خان کے ہاتھہ لگے اور تمام ملک بہار
کا اور اور ملکوں کا مالک ہوگیا +

جو ملک شیر خاں کے تحت و تصرف میں آتا تہا اوسکی عمارت و زراعت میں وہ سعی کرتا تہا
تہوڑے دنوں میں اوسکی حالت سابقہ سے بہتر ہوجاتا تہا وہ اپنے نفس سے سپاہیوں کی خبر داری
کرتا تہا۔ کسی ظالم و سرکش کی خواہ اوسکا خویش و قریب عزیز ہی کیوں نہ ہو اوسکی سد رعایت کبھی
نہیں کرتا تہا۔ اگر کسی کو وہ نوکر رکھتا تو اول ہی اوسسے وہ کہہ دیتا کہ جو کچھہ تنخواہ تیری مقرر ہوئی ہے
وہ تجھکو میں دونگا اسمیں کبھی ایک پیسے و کوڑی کا فرق نہ ہوگا۔ لیکن اگر تو کسی پر ظلم و تعدی کریگا
تو میں تجھکو ایسی سزا دونگا کہ اوروں کو عبرت ہو تہوڑے دنوں میں وہ خلق [illegible] سے میں نیک نام
ہوگیا اور اوسکی شہرت ہوگئی کہ وہ سپاہیوں کا حق ادا کرتا ہے رعیت پر نہ ظلم کرتا ہے نہ اور
کسی کو ستم کرنے دیتا ہے

سلطان ابراہیم لودی نے چنار کا قلعہ تاج خاں سارنگ خانی کو سپرد کیا تہا۔ بادشاہی خزانہ بہی جمع
رہتے تھے۔ تاج خاں کی بیوی لاڈ بیگم یا لاڈ ملکہ تھی جسکے ساتھہ وہ بڑا لاڈ و پیار رکہتا اور اوسکی
محبت کے دام میں اسیر تھا اوسکو ملک و سپاہ کا اختیار دے رکھا تہا اور اوسکے نائب تین ترکمان
بھائی میر احمد اور میر داد۔ اسحاق مقرر کئے یہہ تینوں بھائی بڑے ہوشیار اور زیرک اور
تجربہ کار تھے۔ جب اونہوں نے دیکہا کہ تاج خان بالکل ایک عورت کے اختیار میں ہے تو اونہوں نے
اس عورت کے ساتھہ عہد و پیمان بقسم کر لیا کہ اوس سے مخالفت نہیں کرینگے لاڈ بیگم کے بطن سے
تاج خان کوئی اولاد نہ رکھتا تھا اور بیویوں سے اولاد تھی۔ مگر لاڈ بیگم کی محبت کے سبب سے وہ بیٹوں
اور اونکی ماؤں کو تنگ معاش ایسا رکھتا تھا کہ اونکو روٹی بھی اچھی طرح نہیں ملتی تھی۔ ہر چند
باپ کے سامنے بیٹے اپنا عرض حال کرتے مگر باپ نہ سنتا تھا۔ باپ بیٹوں میں عداوت بڑہتی گئی
تاج خاں کے بڑے بیٹے نے لاڈ بیگم کے ایک تلوار لگائی مگر کاری نہ لگی۔ خدمتگاروں نے تاج خاں سے
فریاد کی وہ تلوار لیکر بیٹے کو مارنے آیا جب بیٹے نے دیکھا کہ بیوی کی خاطر سے باپ میرا گلا کاٹنے
کو آیا ہے تو اوسنے باپ کو ایسی تلوار ماری کہ اوسکا کام تمام ہو گیا +

تاج خان کی زندگی میں بہی اور مرنے کے بعد بھی لاڈ بیگم کے ساتھہ سارا لشکر رہا۔ اوسکے
بیٹوں سے وہ نا انس تھا مگر کچھہ تھوڑے سے آدمی ایسے بھی تھے کہ تاج خاں کے نالایق بیٹوں کے
بھی ساتھہ تھے۔ میر احمد و میر داد کی معرفت لاڈ بیگم اور شیر خاں کے درمیان ایسی گفتگوئیں ہوئیں
کہ لاڈ بیگم شیر خاں کے ساتھہ نکاح کرنے پر اور قلعہ اوسکو حوالہ کرنے پر راضی ہو گئی۔ شیر خاں قلعہ میں
گیا اور لاڈ بیگم سے نکاح ہوا۔ بیگم نے ۱۵۰ عدد جواہر بیش بہا اور سات من موتی اور ۱۵۰ من سونا اور
بہت سی چاندی اور اشیاء دیں۔ احمد یادگار مورخ نے ان سب اشیا کا تخمینہ نو لاکھہ روپیہ کا کیا ہے چنار
کے گرد نواح کے پرگنے بھی شیر خاں کے قبضہ میں آ گئے۔ نصیر خاں کی بیوی گوہر گشائیں کے خزانے
سے ۶۰ من یا ۳۰۰ من سونا شیر خاں کو ہاتھہ لگا غرض شیر خان اب صاحب قلعہ و خزانہ ہو گیا
سوار و پیادوں کی جمعیت اسکی بہت زیادہ ہو گئی شہنشاہ بابر سے فتح پور سیکری میں سلطان
پسر سلطان سکندر نے شکست پائی تو وہ چنار میں آیا۔ یہاں رہا۔ مسند عالی اعظم خان ہمایوں

جسکا والد سلطان محمود تہا۔ مسند عالی عیسیٰ خاں پسر ہیبت خاں۔ پسر مسند عالی عمر خاں [illegible]
جو پہلے لاہور کا حاکم تہا۔ ابراہیم خاں پسر احمد خاں۔ پسر بہادر خاں یوسف خیل۔ احمد میاں
پسر میاں عطا ساہو خیل حاکم سرہند۔ میاں بایزید فرملی صوبہ بہار میں جمع تھے ان امیروں نے
سلطان محمود کو بلاکر پٹنہ میں بادشاہ بنایا جب سلطان محمود ان امرا کے ساتھ ملک بہار میں آیا
تو یہ ناممکن تہا کہ شیر خاں مقابلہ انکا کرسکتا۔ ان پاس بڑا لشکر تہا۔ وہ بڑے صاحب اعتبار تھے ناچار
شیر خاں بہی سلطان محمود کی خدمت میں آیا۔ ملک بہار کو افغانوں نے تقسیم کرلیا تہا مگر بادشاہ نے
شیر خاں سے کہا کہ جب میں جونپور پر قبضہ کرونگا تو میں بہار تجکو دیدونگا تو نے اوسکو اپنی تلوار
کے زور سے بنگال کے بادشاہ کو شکست دیکر فتح کیا ہے۔ تو کچھہ دل میں متفکر نہ ہو جیسے کہ سلطان
سکندر نے مملکت بہار دریا خاں کو دی تھی اسطرح میں تجھے بہار دونگا۔ شیر خاں نے بادشاہ سے
عرض کیا کہ اس باب میں فرمان عالیشان بہی عنایت ہو۔ سلطان نے فرمان اوسکو دیدیا۔ شیر خاں
یہ فرمان حاصل کرکے اور سلطان سے چند مہینے کی رخصت لشکر تیار کرنے کے لیے لیکر اپنی جاگیر میں آیا
جب سلطان محمود نے لشکر کو تیار کرکے جونپور پر کوچ کیا تو شیر خاں کو حاضری کا حکم بہیجا۔ اس کا
جواب اوسنے یہ بہیجا کہ میں لشکر کا سامان جمع کر رہا ہوں۔ جب سامان تیار ہو جائیگا حضور کی
خدمت میں حاضر ہونگا۔ اس جواب پر امیروں نے بادشاہ سے کہا کہ یہ شیر خاں بڑا روباہ باز ہے مکاری
اور حیلہ جوئی اسکا پیشہ ہے۔ مغلوں سے سازش رکہتا ہے اسلیے بہانے بتاتا ہے اسکو ضرور ہمراہ لینا چاہیے
اعظم ہمایوں سروانی نے کہا کہ اوسکے ساتھ لے چلنے کی آسان ترکیب ہے کہ ہم سب جہاں شیر خاں ہو وہاں
چلیں اوسکو اپنے نہ آنے کی سزا یوں ہی مل جائیگی کہ اوسپر ہماری مہمانی کے خرچ کا بوجہ پڑیگا سب پیشکشیں دینی
پڑینگی ناچار اوسکو ساتھہ ہونا پڑیگا۔ اس صلاح کو پسند کیا۔ سلطان محمود مع لشکر سہسرام کی طرف متوجہ ہوا
جب شیر خاں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ غمگین ہوا اور اپنے دولتخواہوں سے کہا کہ جو تدبیر میں نے سوچی تہی
وہ راست نہیں آئی۔ امراء عظام میں جو سلطان کے ہمراہ ہیں ایک اعظم ہمایوں سروانی اور دوسرا
مسند عالی عیسیٰ خاں سروانی بڑے عاقل ہوشیار اور مدبر امیر ہیں تجربہ کار ہیں یہ سب
افغانی اور عصبیت خویشی کے سبب لشکر کے ہمراہ ہوگئے ہیں مگر تم جان لو کہ اس لشکر سے کوئی کام نہ ہوگا

اوسکے امرا میں اتفاق نہیں ہے۔ اس لشکر میں میاں بتن و بایزید فرملی بے شعور ہیں اور امور ملکی میں
نارسا ہیں۔ میں نے یہ چاہا تہا کہ بطاعت بجلی انکو ٹالوں اور جب وہ میرے ملک سے باہر ہوں تو پہر
خدمت میں جاؤں۔ مگر اب سلطان خود اور یہ امیر میرے پاس آتے ہیں وہ میرے مہمان ہیں اونکی مہمانداری کی
تیاری کر دیں۔ سلطان کے استقبال کو جاتا ہوں۔ وہ بادشاہ کی خدمت میں وکلا اور بہت تحفے تحائف
اونکے ساتھ ہمراہ لایا اور سلطان اور امرا کی دعوتیں ایسی دہوم دہام سے کیں کہ بادشاہ کے دل سے
ساری کدورتیں اوسکی طرف سے رفع ہو گئیں۔ اوس نے بادشاہ کو چند روز ٹہیرا لیا۔ اوس نے لشکر کو آگے
بہیجکر لکھنؤ گڑہ مانک پور پر قبضہ کیا۔

جب ہمایوں کو یہ خبر ہوئی تو وہ آگرہ سے لکھنؤ کو روانہ ہوا۔ یہاں سلطان محمود بھی جونپور
سے آگیا تہا۔ دونو لشکر لکھنؤ کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ روز طرفین کے بہادر کارزار کرتے۔ شیر خان
جانتا تہا کہ افغانوں کے لشکر میں اتفاق نہیں ہے۔ ہر شخص خودسر ہے اوس نے ہندو بیگ کو لکھا
کہ مغلوں ہی نے مجھے خاک سے اوٹھا کر سرفراز کیا ہے۔ سلطان محمود زبردستی اپنے ساتھ پکڑ کر
مجھے لایا ہے۔ جس روز جنگ ہوگی میں نہیں لڑونگا۔ بغیر لڑائی کے چلا جاؤنگا میری حقیقت
احوال حضرت ہمایوں سے عرض کرو کہ روز جنگ میں بادشاہ کی خدمت میں یہ کرونگا اور میرے سبب سے
سلطان کے لشکر کو ہزیمت ہو جائیگی۔ جب ہندو بیگ نے ہمایوں کو شیرخاں کا عریضہ یہ سنایا تو اوس نے
شیرخاں کو لکہا کہ تو جو سلطان کے ہمراہ آیا اوسکے سبب سے کچہہ خوف وخطر نہ کر۔ عریضہ میں جو فعل لکہا ہے
اگر وہ تجہ سے ظہور میں آئیگا تو بہتر ہے تیری سرفرازی کا سبب ہوگا۔ چند روز بعد دونو لشکروں
میں جنگ کی صفیں آراستہ ہوئیں اور کارزار شروع ہوئی عین جنگ کے وقت شیرخاں بے جنگ
اپنی فوج ہمراہ لیکر رواں ہوا۔ اس سبب سے سلطان محمود کے لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ ابراہیم
یوسف خیل نے اس کارزار میں داد مردانگی دی۔ اپنے روبرو سے مغلوں کی فوج کو ہٹا دیا
مگر جب وہ مارا گیا میاں بایزید شراب کے نشہ میں بدمست ہو کر قتل ہوئے سلطان محمود اور اوسکے
امرا بہاگ کر ملک بہار میں آئے سلطان محمود کا خزانہ و ملک نہ تہا کہ اوس سے لشکر کو آراستہ کر سکتا
جن امیروں نے اسے بادشاہ بنایا تہا اکثر اونمیں سے میدان جنگ میں مارے گئے جو زندہ ہے

وہ آپکی مخالفت کے سبب سے پراگندہ ہوئے سلطان محمود کو عورتوں کے ناچ دیکھنے کا بڑا
شوق تھا اکثر اوقات اس میں مشغول رہتا بغلوں سے لڑ نہیں سکتا تھا اسلئے اوسنے شاہی
کو ترک کیا اور ملک پٹنہ میں گوشہ نشین ہوا اور پہر ہرگز بادشاہی کا ارادہ نہیں کیا اور
۹۴۹ھ میں اس دنیا سے رحلت کی۔ تاریخ خان جہان میں لکھا ہے کہ وہ ملک اڑیسہ میں
۹۴۴ھ میں مرا اور تاریخ داودی میں لکھا ہے کہ وہ یہاں ۹۴۹ھ میں مرا۔

جب سلطان محمود پر ہمایوں غالب ہوا اور اکثر مخالفوں کو قتل کیا اوسنے ہندو بیگ کو
مقرر کیا کہ شیر خان سے جاکر قلعہ چنار لے لے۔ مگر شیر خان نے اوسکو چنار نہ دیا جب ہمایوں کو
یہ معلوم ہوا تو اوسنے حکم دیا کہ قلعہ چنار کی طرف لشکر کا کوچ ہو۔ شیر خاں نے اپنے بیٹے جلال خان
کو اور جلال خاں بن جلو کو قلعہ چنار میں چھوڑا اور آپ خود اہل و عیال کو لیکر پہاڑ کنڈہ
میں چلا گیا۔ ہمایوں نے قلعہ حصار کا محاصرہ کیا۔ ہر روز لڑائی ہوتی رہی اور دونو جلال خاں
ایسی بہادری سے لڑے کہ نام ہو گیا شیر خاں کا قاعدہ یہ تھا کہ دیار میں وہ جاسوسوں
کا بہیجتا اور وہاں کی حقیقت حال کو دریافت کرتا رہتا + ۵

چه نیکو متاع الیست کار آگہی   کزیں نقد عالم مبادا تہی
بعالم کسے سر برآرد بلند   کہ درکار عالم بود ہوشمند

شیر خان جانتا تہا کہ ان حدود میں زیادہ دنوں ہمایوں نہیں رہ سکتا۔ اسکو یہ خبر معلوم ہو گئی
تہی کہ گجرات کے شاہ بہادر شاہ نے منڈو پر قبضہ کر لیا ہے اور دہلی کے لینے کا ارادہ رکھتا
ہمایوں کو بہی اسکی خبر ہو گئی تھی۔ شیر خاں نے اپنا وکیل ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں بہیجا
میں تربیت کیا ہوا جنید برلاس کا ہوں۔ جنگ لکہنو میں جو میں نے خدمت کی ہے وہ حضرت
بادشاہ کو معلوم ہے اگر مجہہ غلام قدیم کو قلعہ چنار عنایت ہو تو میں حضور کی اور خدمت بجا لاؤنگا
میں بہی حضور کی درگاہ کے خدمتگاروں میں سے ایک ہوں بندہ کو قلعہ چنار عنایت ہو اور میں اسکے
عوض میں قطب خاں اپنے بیٹے کو حضور کی خدمت میں رہنے کے لئے بہیجتا ہوں اگر ہم افغانوں سے
کوئی حرکت نامناسب نہ ہو تو ایسی سیاست فرمائیے کہ اوروں کو عبرت ہو جیسا حضرت

ہمایوں نے شیر خاں کی بڑی عظمت و شوکت دیکھی تو اوسکے وکیل سے کہا کہ میں شیر خاں کو قلعہ چنار میں
شرط سے دیتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹے جلال کو میرے ساتھ کردے شیر خاں نے اسکا یہ جواب دیا
کہ بابوں کے نزدیک سب بیٹے محبت میں برابر ہوتے ہیں قطب خاں سے جلال خاں بہتر نہیں ہے
میرے مخالف بہت ہیں اور میں اسپر آمادہ ہوں کہ ایسے مخالف کو زندہ نہ چہوڑوں جو حضور کے
ملک میں غدر کر کے آزار پہنچائے اس اثنا میں خبر آئی کہ مرزا محمد زماں جو قلعہ بیانہ میں بند تھا
ایک جعلی فرمان بناکر قید سے نکل گیا اور ملک میں فساد اوسنے برپا کیا اور سلطان بہادر شاہ
گجرات دہلی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسلئے ہمایوں نے شیر خاں کے وکیل سے کہدیا کہ شیر خاں و تحفہ جو ہے
اوسکی غرض کو قبول کرلیا قطب خاں کو میری خدمت مین بہیجدے میں نے قلعہ چنار اوسکو عنایت
شیر خاں خوش ہوگیا قطب خاں اور عیسیٰ خاں حجاب کو بادشاہ کی خدمت مین بہیجدیا۔ بادشاہ
ہمایوں نے آگرہ کو مراجعت کی سلطان بہادر کے ساتھ لڑائیوں میں مشغول ہوا شیر خاں کو فرصت ہو
اوسنے بہار میں اپنے مخالفوں میں سے ایک کو باقی نہیں رکہا۔ اوسنے افغانوں کی پرورش شروع
کی جن افغانوں نے حوادث روزگار کے سبب سے فقیری اختیار کی تہی اونکو فقیری سے نکا
سپاہیوں کے زمرہ میں داخل کیا جنہوں نے سپاہ گری نہ اختیار کی اور گدا گری اپنا شعار بنا
اونکو قتل کیا اور کہہ دیا کہ جو افغان سپاہی نہیں بنے گا اوسکو میں مار ڈالونگا۔ لڑائی میں
افغانون کی بڑی نگاہداشت رکہتا تہا۔ اور کسی کی جان کو رائیگان جانے دیتا تہا جب افغانو
نے دیکہا کہ شیر خاں کو انکی تربیت کی طرف بڑا میل ہے تو ہر طرف سے اوسکی ملازمت کے لئے
دوڑے آئے جب سلطان بہادر کو شکست ہوئی اور وہ ملک سے رت کو بہاگا تو تمام افغا
جو اوسکے نوکر تہے اور اوسکے امیر تہے شیر خاں پاس آگئے۔ افغانون کے بڑے بڑے ا
جو پہلے شیر خاں کی خدمت سے ننگ و عار رکہتے تہے جب اونہوں نے دیکہا کہ اوسکا اقبال ر
ترقی پر ہے تو اس عار کو دور کیا اور اوسکی خدمت میں چلے آئے چنانچہ مسند عالی عیسیٰ خا
مسند عالی ہیبت خاں سروانی اور میاں بین ساہوخیل و قطب خاں عجی خیل معروف
اعظم ہمایوں لپسرلاں سلطان عالم خاں ساہوخیل غرض سب ہی اعلیٰ درجہ کے افغان

شیر خاں کا افغانوں سے حسن سلوک کرنا

پاس آگئے اور اونسے اپنا خطاب حضرت اعلیٰ رکھا ۔

بی بی فتح ملکہ صاحب مخدرہ تہی اور وہ میاں محمد کالاپہاڑ کی بیٹی تھی اور میاں کالاپہاڑ سلطان
بہلول کا بھانجا تھا میاں محمد صاحب تدبیر تھا سپاہ تھوڑی رکھتا تھا خزانہ بہت جمع کرتا تھا سلطان
بہلول نے تمام سرکار اودہ اور پرگنہ اوسکو جاگیر میں دئے تھے اور باپ کا خزانہ بھی اوسکو ہاتھ لگا
سلطان بہلول و سلطان سکندر و سلطان ابراہیم کے عہد میں اوسکی جاگیر میں بھی کچھہ تغیر نہیں ہوا
تھا اس مدت میں سوا دولت جوڑنے کے اوسکو کچھہ خیال نہ تھا ثقہ آدمی کہتے ہیں کہ تین سو من
سونا اوسنے جمع کیا تہا اور طلا و جواہر کے سوا وہ کچھہ اور نہیں خریدتا تہا - سوای فتح ملکہ کے کوئی اور
اولاد اوسکی نہ تھی اور اوسکا بیاہ شیخ مصطفےٰ سے کیا جب سلطان ابراہیم کی آخر سلطنت میں میاں محمد نے
وفات پائی تو اوسکا ایک بیٹا مجہول النسب تہا جسکو بنامو کہتے تہے اوسکے مجہول النسب ہونے کی
وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ میاں محمد نے اپنی ایک حرم ایک غلام کو دی تہی جسنے ایام عدت
میں بیٹا جنا اور یہ کہا کہ میاں محمد سے میرا حمل تہا جب میاں محمد نے یہ سُنا تو اوس کنیز کو غلام سے
جدا کیا اور اپنے محل میں اس لڑکے کو فرزند بنا کے پالا - وہ قابل ہوا سلطان ابراہیم نے مصطفےٰ کو
جو میاں محمد کا داماد اور بھتیجا تہا - اوسکا قایم مقام مقرر کیا اور میاں بنامو کو بھی کچھہ خزانہ اور سرکار
اودہ میں جاگیر دیدی - زیادہ تر باپ کا خزانہ بی بی فتح ملکہ کے ہاتھ آیا - شیخ مصطفےٰ نے سلطان ابراہیم
کے عہد میں اور بعد اوسکے میدان جنگ میں اینکر کارہا نمایاں کھائے کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم
کے عہد میں میاں مصطفےٰ اور میاں معروف فرملی میں کسی ملک پر لڑائی کی ٹھیری میاں مصطفےٰ کا
قاعدہ تہا کہ جب وہ جنگ کے لئے سوار ہوتا تو پہلے شیخ محمد سلیمان جو اوسکا جد تہا اوسکی روح کے ثواب کے
لئے چند من حلوا پکوا کے فقرا کو تقسیم کرتا پہر جنگ کے لئے سوار ہوتا - میاں معروف دعاؤں کے
پڑھنے میں مشغول تہے کہ مصطفےٰ کی فوج نزدیک آگئی تو میاں معروف نے ایک خوش طبع شخص سے کہا
کہ میں شیخ محمد سلیمان کو دعائیں مانگ کر مدد کے لئے بلا رہا ہوں تو اوسنے کہا کہ اونہوں نے شیخ محمد
سلیمان حلوے کو چہوڑ کر تیری مدد کو نہیں آئیگا - اتفاقاً یہی ہوئی میاں معروف کو شکست ہوئی
جب میاں مصطفےٰ نے وفات پائی تو ایک چھوٹی جنگ لڑکی ہو سلطان [illegible]

ہوشیار عاقلہ تھی اوسنے اپنے خاوند کے چھوٹے بھائی بایزید کو خوب تربیت کرایا اور تیرے تھا کہ سپاہیوں
کی نگہداری تیری اوسد و چہ میرا۔ بایزید اس دولت کی بدولت بادے سے خوب لڑا اور لسیر کا۔ نمائے
نمایاں کئے کہ بابر کی فوج کا کئی دفعہ منہ پھیر دیا بایزید اور بتن کا نام مشہور ہوگیا۔ ان دونوں
آدمیوں کے مارے جانے کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ جب بایزید مارا گیا ہے تو بی بی فتح ملکہ بہار
میں تھی بہار کے نزدیک پہاڑوں میں اپنے خزانوں کی نگہبانی کے لئے وہ لے آئی اُس کا
ارادہ تھا کہ پٹنہ کے راجہ پاس چلی جائے۔ جو زمیندار افغانوں کے ساتھ برا سلوک کرتا تھا مگر جب بایزید
ہلاک ہوا اور سلطان محمود نے سلطنت کو ترک کیا تو راجہ پٹنہ نے جانا کہ افغانوں کا سلسلہ دولت
منقطع ہوا تو اوسنے افغانوں پر جو آس پاس بیاہے گئے تھے دست تعدی دراز کیا۔ بی بی فتح ملکہ
کو بھی خبر ہوئی تو اوسنے پٹنہ جانے کا ارادہ ترک کیا۔ جب شیر خان کو معلوم ہوا کہ اس خوف کے
مارے بی بی فتح ملکہ نے پٹنہ جانے سے توبہ کی تو وہ بہت خوش ہوا اور اوسکو یہ فکر ہوا کہ کسی طرح
سے بی بی ملکہ کو اپنے پنجہ میں لائے کہ وہ کسی اور راجہ پاس چلی جائے اور اوسکا خزانہ میرے
ہاتھ سے نکل جائے جسکی حسرت ہمیشہ دل میں باقی رہے۔ اس پاس شیر خان نے اپنا وکیل بھیجا
اور یہ عریضہ لکھا کہ سلطان بہلول اور سلطان سکندر کے سارے امرا اور امیرزادے اس دیار میں
تشریف لائے ہیں اور بندہ کو سرفراز کیا ہے اور وہ افغانوں کی حفظ ناموس کے لئے جمع ہوئے ہیں
اور میں نے بھی اونکی خدمت کے لئے کمر باندھی ہے۔ بی بی فتح ملکہ کو افغانوں کے ساتھ دو واسطے
ہیں اول یہ کہ شیخ محمد بہلول سلیمان کی اولاد میں سے ہے۔ دوم سلطان بہلول کے ساتھ نسبت فرزندی
کی ہے۔ بندہ نے کیا تقصیر کی ہے کہ اس طرف آنے میں بی بی نے توقف کیا ہے اس دیار کے
کفار کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ خدانخواستہ جس کوہستان میں بی بی بیٹھ رہی ہے کوئی آسیب اوسکو
پہنچ جائیگا تو میری ساری عمر کے لئے ناک کٹ جائیگی لوگ یہ کہینگے کہ بی بی کو شیر خاں پر اعتماد
نہ تھا اسلئے وہ اوسکے ملک میں نہ آئی۔ وکیل یہ پیغام لیکر بی بی فتح ملکہ کی خدمت میں آیا تو
اوسنے جواب لکھا کہ اگر شیر خان عہد کرے اور قسم کھائے تو میں اوس پاس آتی ہوں شیر خان
نے اوسکی درخواست کو قبول کر لیا۔ اوسنے اپنے ایک معتمد کو شیر خاں پاس بھیجا جسکے سامنے

اوسنے عہد و پیمان تقسیم کیا بی بی اس پاس چلی گئی اور کچھ مدت اوسکے ساتھ رہی بعض
مورخ لکھتے ہیں کہ اوسکے پاس چھہ سو من سونا تھا اور سوا اسکے چاندی اور بیش قیمت جواہرات تھے
جب نصیب شاہ بادشاہ بنگالہ نے وفات پائی تو امراء بنگالہ نے سلطان محمود کو بادشاہ بنایا
اسمیں سلطنت کی قابلیت خاک نہ تھی وہ بنگالہ کا انتظام نہ کرسکا اسلیئے ملک میں خلل پڑ گیا
چلا گیا۔ اسلیئے ملک بنگالہ کو فتح کرنے کے لیئے شیر خاں کا حوصلہ بڑہا اوسنے بی بی فتح الملک
سے تین سو من سونا سپاہ کی تیاری کے لیئے لیا اور اوسکی مددمعاش کے واسطے دو پرگنے
یا چند دیہات دیدئے اور زر نقد بھی اتنا دیا کہ وہ زندگی بھر کسی کی محتاج نہ ہو۔ جلال خاں نے
اوسکی بیٹی مہر سلطان سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا مگر اس بی بی نے انکار کردیا شیر خان
نے بھی بیٹے کو اس حرکت سے باز رکھا مہر سلطان کی شادی فتح الملک نے اپنے ایک عزیز سلطان سکندر
سے کی۔ یہ سکندر بڑا نالایق نکلا۔ مہر سلطان کی زندگی تک اوسکی عمر اچھی طرح بسر ہوئی شہنشاہ
اکبر کی سلطنت میں ۹۷۵ھ میں وہ سنارہ کی طرف جاتی تہی کہ پرگنہ کیٹ میں مظفر خاں کے لشکر میں
اُسکا انتقال ہوگیا۔ شیر خاں نے فتح ملکہ کی دولت سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور بنگال کی مملکت
پر گڈہی دسکری گلی (؟) اس طرف قبضہ کرلیا۔

جب ہمایوں گجرات سے آیا تو خانجہاں یوسف خیل نے اسسے عرض کیا کہ شیر خاں سے غافل
نہیں ہونا چاہیئے وہ بڑا فتنہ انگیز ہے اور ملک کی تدابیر خوب جانتا ہے سارا افغان اوس پاس
آنکر جمع ہوئے ہیں لیکن ہمایوں کو اپنی بادشاہی پر غرور ایسا تہا کہ وہ شیر خاں کی حقیقت
اپنے آگے کچھہ نہیں سمجہتا تہا۔ آگرہ میں برسات کے موسم میں وہ پڑا رہا۔ ہندو بیگ کو جونپور کی
طرف بہیجا کہ وہ شیر خاں کا حال بہ تحقیق دریافت کرکے لکھے جب شیر خاں کو معلوم ہوا
کہ بادشاہ اوسکی طرف آنا چاہتا ہے تو اوسنے ہندو بیگ حاکم جونپور کو بڑی پیشکش بہیجکر عرض کیا
کہ میں نے جو حضرت ہمایوں بادشاہ سے وعدہ کیا تہا اوسسے تجاوز نہیں کیا اُنکے ملک میں دخل
نہیں دیا آپ مہربانی فرماکر میری دولت خواہی کا اظہار بادشاہ پر کرکے اوسکو اس طرف
آنے سے باز رکہئے میں بہی اوسکے خدمتگاروں اور دولتخواہوں میں سے ایک ہوں عہد

پیش کش کو دیکھہ کر بہت خوش ہوا اور شیر خاں کے وکیل سے کہا کہ تو اسنے کہدے کہ جبتک
میں زندہ ہوں وہ سب طرح سے اور سب طرف سے اپنی خاطر جمع رکھے کوئی شخص اوسکو آزار نہیں
پہنچا سکے گا۔ اس وکیل کے روبرو ہندو بیگ نے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ حضور کے دولتخواہوں
میں سے شیر خاں بھی ایک ہے اور وہ حضرت کے نام کا خطبہ پڑھواتا ہے اور سکہ چلاتا ہے اور حضور
کے ملک کی حدود پر کوئی دست اندازی نہیں کی۔ اوس نے بادشاہ کی ناخوشی کی
بات نہیں کی حضور کا یہاں قدم رنجہ فرمانا حضور ہی کو تکلیف دیگا۔ ہندو بیگ کی اس عرضداشت
کو دیکھہ کر ہمایوں ایک سال تک اپنے سفر میں توقف کیا۔ اس عرصہ میں شیر خاں نے جلال خان
اور خواص خاں اور امیروں کو ملک بنگال کی فتح کے لیے روانہ کیا جب امرا ملک بنگال میں
داخل ہوئے تو سلطان محمود میں طاقت اوسنے مقابلہ کی نہیں تھی وہ خفیہ گور میں چلا گیا۔
گرد و نواح کا سارا ملک افغانوں کے قبضہ میں آیا اور انہوں نے قلعہ گور کو بھی محاصرہ کر لیا اور قلعہ
کے آگے ہر روز لڑائیاں شروع ہوئیں +

سال آئندہ میں ہمایوں بادشاہ نے بہار و بنگال کی طرف کوچ کیا اور قلعہ چنار کے نزدیک آیا
اپنے امرا سے پوچھا کہ اول قلعہ چنار تسخیر کرنا چاہیے یا گور کی جانب جانا چاہیے جسکو جلال خان
پسر شیر خاں نے محاصرہ کر رکھا ہے اور ابتک وہ اسکے ہاتھہ نہیں آیا ہے۔ اسکے مغل امرا نے یہہ
صلاح دی کہ اول قلعہ چنار کو لینا چاہیے پھر گور کی جانب جانا چاہیے پھر آپ پھر گئی جب ہمایوں پاس
خانخاناں یوسف خیل آیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تُنے یہ سنا ہے کہ ہمارا مغلوں نے یہ قرار دیا ہے کہ اول قلعہ چنار کو لینا چاہیے
خانخاناں یوسف خیل نے عرض کیا کہ میری رائے میں دو امر آئے ہیں دونو عرض کرتا ہوں دونوں میں
حضور جس امر کو پسند کریں اوسپر عمل کریں ایک رائے جوانا نہ یہ ہے کہ قلعہ چنار کو اول لیں پھر گور کو جائیں
دوسری رائے پیرانہ یہ ہے کہ گور میں خزانہ بہت ہے اول اوسپر قبضہ کرنا چاہیے بعد قلعہ چنار کا لے لینا
آسان ہے۔ اوسپر ہمایوں نے کہا کہ میں جوان ہوں جوانانہ رائے پسند کرتا ہوں قلعہ کو پیچھے چھوڑ کر آگے
نہیں جاتا ہوں خانخاناں جب گھر آیا تو اوسنے کہا کہ شیر خاں خوش نصیب ہے کہ گور کی طرف مغل
نہیں گئے عجب کہ یہ قلعہ چنار لینگے افغان گور کو فتح کرینگے اور خزانہ اونکے ہاتھہ آئیگا۔

شیر خاں نے چنار میں غازی خاں سور اور سلطان سروانی (سر ولی) کو کہ شقدار قلعہ چنار تہا چہوڑا
اور اپنے اہل و عیال اور افغانوں کو جو اوسکے ہمراہ تہے قلعہ بہرکندہ میں لے گیا مگر اس قلعہ میں ان سب
آدمیوں کی گنجایش نہ تہی ۔ رہتاس کا راجہ کشن اور راوسکا نائب چورامن اوسکے بڑے دوست
تہے ۔ چورامن ایک بڑا لائق عالم پنڈت تہا وہ پہلے بہی شیر خاں کے حقیقی بہائی نظام خاں
کے اہل و عیال کو اس قلعہ رہتاس میں پناہ دے چکا تہا جب کچہہ دغدغہ باقی نہ رہا تو قلعہ کو
نظام خان کے اہل و عیال نے خالی کر دیا تہا ۔ ان ایام میں بہی شیر خاں نے چورامن کو لکہا
کہ مجہے بڑی ضرورت پیش آئی ہے آپ چند روز کے لئے بطور عاریت قلعہ رہتاس عنایت فرمائیں
تو میں آپ کا ممنون منت ہونگا اور جب میرا دغدغہ دور ہو جائیگا تو قلعہ خالی کر دونگا ۔ چورامن
نے جواب میں لکہا کہ خاطر جمع رکہو میں راجہ سے قلعہ رہتاس دلا دونگا ۔ راجہ سے چورامن نے جاکر
کہا کہ شیر خاں کو ایک مشکل پیش آئی ہے وہ آپ سے التجا کرتا ہے کہ اوسکے اہل و عیال کے لئے قلعہ
بطور عاریت عنایت ہو یہ احسان کا وقت ہے ۔ راجہ نے قبول کر لیا شیر خاں اہل و عیال کو
لیکر بہرکہندہ سے چلا کہ راجہ اپنے قرار سے پہر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے جو پہلے نظام کو قلعہ
میں جگہ دیدی تہی تو وہ میں پاس جمعیت کم تہی اور میں غالب تہا اور اب اوسکی جمعیت بہت
ہے اور میں کم جمعیت رکہتا ہوں اور وہ غالب ہے اگر قلعہ رہتاس میں آ کر وہ قلعہ کو نہ دے تو
میں اوس سے بزور نہیں لے سکتا ۔ چورامن نے یہ شیر خاں کو لکہا کہ میرے بعض مخالفوں نے راجہ کی مت
بدل دی کہ اب وہ قلعہ کے دینے سے انکار کرتا ہے ۔ جب شیر خاں نے یہ بات سنی تو وہ بہت
غمگین ہوا ۔ اب چورامن اور راجہ کو لکہا کہ آپکے قول کے موافق میں اہل و عیال کو بہرکہندہ سے
لے کر چلا ہوں ۔ اگر ہمایوں کو یہ خبر ہو جائیگی تو وہ فوج کو بہیجکر افغانوں کے اہل و عیال کو
مار ڈالے گا یہ وبال آپ کی گردن پر ہوگا چہہ من سونا رشوت کے طور پر چورامن پاس
بہیجا اور اوسکو لکہا کہ کسی تدبیر سے راجہ کو سمجہا کر اہل و عیال کے لئے قلعہ دلوا دیجئے اگر وہ قلعہ
نہ دیگا تو میں ہمایوں سے صلح کر لونگا اور پہر میں اور وہ دونو ملکر راجہ کا ...
شیر خاں ... [illegible]

یہ آپ کو مناسب نہیں ہے کہ خلاف عہد کیجئے۔ اگر ہمایوں کو خبر لگے گی کہ شیر خاں کے اہل وعیال کو جگہہ
نہیں ملی تو وہ ان سبکو مار ڈالے گا یہ وبال میری اور آپ کی گردن پر ہوگا۔ شیر خاں آپ کے
اعتماد پر اہل وعیال کو لیکر چلا ہے اگر اوسکو یہ مشکل پیش آئیگی تو وہ ضرور ہمایوں سے صلح کرے گا
اور آپ سے جنگ کریگا۔ آپ اُس سے جنگ نہیں کر سکینگے۔ ناحق آپ دشمنی کرکے اپنے ملک میں خلل
ڈالتے ہیں اگر آپ قلعہ میں اوسکے اہل وعیال کو جگہ نہ دینگے تو میں زہر کھاکر مر جاؤنگا۔ راجہ نے
جب برہمن کی یہ تقریر سُنی تو اوسنے اہل وعیال کے لیے قلعہ دینا قبول کیا۔ ابھی شیر خان
نے یہ بات سُنی نہ تھی کہ خبر آئی کہ خواص گور کی خندق میں ڈوب کر مر گیا اور قلعہ چنار کو بادشاہ ہمایون نے
صلح کرکے لے لیا تو وہ حیران اور متفکر ہوا۔ خواص خان کے چھوٹے بھائی صاحب خان کو خواص خان
کا خطاب دیا اور اوسے تاکید کی کہ گور کو جلد لے لو۔ ہمایون نے چنار لے لیا ہے اور چند روز میں بنگال
میں آنے والا ہے۔ خواص خان جس روز گور میں پہنچا جلال خان سے شیر خاں کا حکم عرض کیا۔
جلال خان نے کہا کہ ایک روز تحمل کرو مگر اوسنے کہا کہ میں حکم کی تعمیل کرونگا آپ اپنے دولت خانہ
پر تشریف لے جائیں۔ جلال خاں نے کہا کہ آپ پہلے گہر تشریف لیجائیے۔ غرض خواص خان نے
دلیری کرکے پہلے اس سے کہ جلال خان بالشکر لیکر آئے حملہ کرکے گور کو فتح کرلیا۔ اسکے سبب خلقت میں
خواص خان کی شجاعت کی شہرت ایسی ہوئی کہ جہاں وہ گیا فتح اوسکے ساتھ گئی۔ شیر خاں کے لشکر
میں کوئی سخاوت و شجاعت میں اوسکی برابر نہ تھا۔ جلال خاں نے باپ کو لکھا کہ خواص خان نے قلعہ گور
فتح کرلیا۔ جب شیر خاں اہل وعیال کو لیکر قلعہ رہتاس کے پاس پہنچا تو راجہ کی بڑی منت سماجت
کی اور بہت کچھہ نقد وجنس راجہ کو دیکر وعدہ کیا کہ اگر مجھے سلطنت ہاتھہ لگے گی تو آپ کا احسانمند ہونگا
راجہ خوش ہوگیا اور اوسنے قلعہ کے اندر شیر خاں کے اہل وعیال کو آنے دیا۔ شیر خان نے اپنے آدمیوں
کو نصیحت کردی تھی کہ جو قلعہ کے اندر جائے پہر باہر نہ آئے شیر خان خود قلعہ میں گیا اور خدا تعالی کا
شکر ادا کیا کہ اوسنے قلعہ چنار کا نعم البدل اوسکو دیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے گور کے فتح ہونے کی ایسی
خوشی نہیں ہوئی جیسی کہ اس قلعہ کے ہاتھہ لگنے کی۔ پہر اوسنے قلعہ کے نگہبانوں سے کہلا بھیجا
کہ تم راجہ پاس چلے جاؤ۔ تمہارا اور افغانوں کا یہاں یکجا رہنا مناسب نہیں۔ یہ بھی کہدیا کہ اگر وہ

کہانا نہ پائیں تو ان کو مار کر نکال دو۔ غیر خاں کے آدمیوں نے جو قلعہ کے نگاہبانوں سے باہر جانے
کے لئے کہا تو انہوں نے کہا مانا نہیں۔ پھر غیر خاں کے آدمیوں نے انکو تلوار سے مار کر باہر کر دیا
اور شیر خاں نے اپنے نگہبان مقرر کر دیئے اور قلعہ کی نگاہداشت میں نہایت اہتمام کیا۔
رہتاس کی تسخیر کا بیان جو اوپر لکھا ہے وہ سب سے زیادہ معتبر تواریخ شیر شاہی اور مخزن افغانی سے
لکھا ہے جنہوں نے اپنی تاریخوں میں ان امیروں اور امیرزادوں سے واقعات کو تحقیق کر کے
لکھا ہے جو اس ہنگامہ میں شریک تھے مگر تاریخ خان جہان اور اور تاریخوں میں اس واقعہ کو
افسانہ کے طور پر بیان کر کے خواص و عوام میں مشہور کیا جسکو معتبر مورخ پایہ اعتبار سے ساقط سمجھتے
ہیں۔ بازاری گپ جانتے ہیں ہم اس افسانہ کو تاریخ خافی خاں سے نقل کرتے ہیں ◆

دہلی اور بنگالہ کا کوئی بادشاہ قلعہ رہتاس پر نہیں چڑھا شیر خان کو تدبیر کی رہنمائی
سے یہ سوجھی کہ اس قلعہ کے حاکم موروثی راجہ ہرکشن پاس پیغام بھیجا کہ مجھ پر مغلوں نے زور کیا ہے
اگر انکے ہاتھ یہ ملک آ گیا تو تیرے تصرف میں اس قلعہ کا رہنا محال ہے میرے خیال میں آیا ہے
کہ میرے پاس ناموس و خزانہ رکھنے کے واسطے کوئی جگہ نہیں ہے اسلئے میں تجھسے یہ درخواست
کروں کہ تو میرے فرزندوں و عیال کو اور زر و مال کو جسکا ساتھ لیجانا مناسب نہیں ہے اپنے
قلعہ میں جگہ دے تاکہ میں تو خاطر جمع ہو کر مغلوں کے مقابل جاؤں اور اپنے اور تیرے ملک سے
انکے فتنہ و شر کو دفع کروں اگر غالب آیا تو ساری عمر تیرا ممنون احسان رہونگا اگر خدا نخواستہ معاملہ
دگرگوں ہوا تو میرے مال اہل و عیال مغلوں کے تصرف و تملیک و تعذیب سے محفوظ رہینگے اور میرے
ناموس و مال کو تو اپنا تصور کیجیو اور اپنے ظل عافیت میں انکو رکھیو۔ راجہ نے اول انکار کیا
مگر آخر کو زر و مال کی طمع سے وہ شیر خاں کے دم میں آ گیا اور اوسکی درخواست کو مان لیا۔ سو
ہر و زر و طمع دیدہ ہوشمند۔ شیر خاں نے راجہ کو اور اوسکے کار پردازوں میں سے ہر ایک کو یہاں تک
کہ دربانوں کو بھی تحائف بھیجے اور یہ اظہار کیا کہ مہم صعب درپیش ہے معلوم نہیں کہ مآل کار کیا ہو حرم
و ناموس کو میری حیات میں اور میرے مرنے کے بعد اپنے ذمہ جانو اور انکو دنیا و دین کی امیدیں
دلائیں اور ہزار ڈولیاں آن تفاوت سے گیا [illegible]

ہر ڈولی میں دو جوان امرد عورتوں کا لباس پہنا کے بٹھائے اور چند ڈولیوں میں بڑی بوڑھیوں کو
بہت زیور پہنا کے بٹھایا اور انکو دادی۔ نانی۔ چچی۔ ماں اپنی بتایا کرا اگر پردہ کے اندر دیکھا
جائے تو اصل بات پر سے پردہ نہ اٹھ جائے۔ ہر جوان کے بالوں کے تلے تلواریں چھپا کر رکھ دیں
بیلوں اور کہاروں و مزدوروں کے کندھوں پر مصالح جنگ و قلعہ گیری کو اس خوبصورتی سے
رکھا کہ وہ لالچیوں کو روپے کی تھیلیاں معلوم ہوں۔ ان سب کو ڈولیوں کے آگے پیچھے جلو میں
رکھ کر قلعہ میں داخل کیا اور خود عورتوں کے پہنچانے اور اونسے رخصت ہونیکا بہانہ بنا کے
دروازوں پر چند سوار کار آزمودہ ہمراہ لیکر آیا۔ دربانوں نے چند بڑھیوں و امردوں کی ڈولیوں کی
تلاشی لی پھر اونکو اسپر راضی کر لیا کہ وہ اور ڈولیوں کی زیادہ کاوش نہ کریں جب ڈولیاں دوسرے
دروازہ میں پہونچیں تو جوانان سادہ کار پیکار کے حربے لیکر کہاروں کے ساتھ جو اکثر پیادہ افغان
تھے اور حمال جنکے ہاتھوں میں لکڑیاں تھیں دربانوں پر ٹوٹ پڑے اور اونکو مار کر لمحہ بھر میں دروازہ
پر قبضہ کر لیا شیر خاں کی یہ تدبیر تقدیر کے موافق ہوئی تو وہ خوشی کے مارے جامہ میں نہ سمایا۔
نقارہ بجاتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا۔ رجپوت غافل پڑے تھے اونکو مارا باندھا۔ راجہ بعد از خرابی
بسیار قلعہ کے چور دروازہ سے مع چند ہمراہیوں کے نکل کر بھاگ گیا جان سلامت لیے گیا۔ اور
حسن تدبیر سراپا تزویر سے افاغنہ کے جنگ میں بے جنگ قلعہ آگیا +

تیموری مورخ ابوالفضل نے یہ لکھا ہے کہ چھ سو ڈولیاں تھیں ہر ڈولی میں دو مسلح جوان اور
اور ڈولیوں کے ادھر ادھر لونڈیاں۔ اس حیلہ سے قلعہ میں آدمی پہنچا کر اوسے لے لیا اور عیال
اور سپاہیوں کو اس قلعہ میں چھوڑ کر فتنہ پردازی میں ہاتھ دراز کئے +

خلاصہ یہ ہے کہ قلعہ رہتاس شیر خاں کے ہاتھ لگ گیا اور وہاں اپنے بڑے بیٹے عادل خان
اور قطب خاں کو اہل و عیال سپرد کئے اور آپ کو مہار بہر وکنڈ میں آیا۔ ایک مقام سے دوسرے مقام
میں پھرا پھرا۔ احمد یادگار لکھتا ہے کہ اوسنے جھارکھنڈ بہروکنڈ کے راجہ سے لڑکر ایک سفید ہاتھی
جسکا نام سیام چند تھا حاصل کیا۔ اس ہاتھی میں صفت تھی کہ وہ کبھی اپنے سر پر خاک نہیں ڈالتا اور اوسکے
ساتھ اور غنیمت بھی ہاتھ لگی اوسکو وہ دہلی کی سلطنت ہاتھ لگنے کے لیے نیک شگون سمجھا۔

ہمایوں جب چنار فتح کرکے بنارس میں آگیا اور شیر خان کا وکیل اس غرض سے بہیجا کہ ملک بہار قبضہ میں ہو جائے بادشاہ کی اس بات سے شیر خان افغان عقاد نے بادشاہ کے وکیل سے کہا کہ میں نے قلعہ گور فتح کیا ہے اور افغانوں کا لشکر بہت بڑا جمع کیا ہے اگر بادشاہ بالکل بنگالہ سے دست بردار ہو تو میں بہار اسکو یا جسکو وہ حکم دیگا اور تمام امارت شاہی جیسے چتر و تخت وغیرہ ہیں وہ بادشاہ کی خدمت میں بہیجدونگا۔ اور بنگال سے بادشاہ کی خدمت میں دس لاکھ روپیہ سالانہ بہیجا کرونگا بشرطیکہ بادشاہ آگرہ کو تشریف فرما ہو۔ وکیل نے بادشاہ پاس آکر شیر خان نے جو کہا تہا عرض کیا۔ ہمایوں بہار کی بابت سنکر بہت خوش ہوا۔ اور شیر خان کی درخواست کو قبول کیا اور ایک خلعت اور گہوڑا اس پاس بہجوایا اور کہلا بہیجا کہ اوسکی درخواست منظور ہے۔ شیر خان پاس وکیل خلعت اور گہوڑا لایا اور بادشاہ نے جو فرمایا تہا وہ کہدیا شیر خان بہت خوش ہوگیا اور کہا کہ میں ان سب شرائط کو پورا کرونگا جو بادشاہ نے منظور فرمائی ہیں شب و روز خدا سے دعا مانگتا رہونگا کہ جب تک میں زندہ رہوں مجھہ میں اور بادشاہ میں مخالفت نہ ہو میں اسکا دولت خواہ خدمت گار رہوں +

اس پیغام پر تین روز گذرے تہے کہ سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کا وکیل ہمایوں کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ قلعہ گور کو افغانوں نے لے لیا ہے بہت سا ملک ہنوز میرے قبضہ میں ہے حضرت بادشاہ اس طرف توجہ فرمائیں ابہی افغانوں کے یہاں پیر نہیں جمے ہیں اور انکی حکومت کو قرار نہیں ہوا۔ ملک سے اونکو نکالنا آسان ہے۔ افغانوں میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ بادشاہ کے روبرو ہوسکیں میں بہی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں سلطان محمود کی التماس کے سنتے ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ بنگالہ کی طرف لشکر کا سفر ہو۔ خانخاناں یوسف خیل اور برلاس اور بعض امرا آگے روانہ ہوں اور سامان جنگ کا مہیا کرکے بہرکنڈ کے پہاڑوں میں جائیں جہاں شیر خان کے عزیز اور اہل و عیال ہیں اور میرزا ہندال کو حکم ہوا کہ وہ اپنے لشکر کو لیکر حاجی پور کی طرف جائے اور بادشاہ خود بنگالہ کو روانہ ہوا +

جب شیر خان نے سنا کہ اوسکی طرف بادشاہ متوجہ ہوا تو اوسکی عہد و پیمان کی امید بالکل منقطع ہوگئی اوسنے بادشاہ کے وکیل سے کہا کہ میں نے بادشاہ کے ادب و خدمت میں کوئی تقصیر نہیں کی اور نہ کوئی

سرحد میں کچھہ دخل نہیں دیا۔ ملک بہار لوحانیوں سے فتح کیا جب بادشاہ بنگالہ نے بہار ضبط
کرنے کا قصد کیا تو میں نے عجز و انکسار کے ساتہہ اوس سے عرض کیا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے اور بہار کے
لینے کا قصد نہ کرے مگر اوس نے اپنے خدم و حشم کی کثرت کے سبب سے قبول نہیں کیا جب اوسکی جانب سے
یہ تعدی ہوئی تو اوس پر خدا نے مجھے ظفر دی اسلئے ملک بہار کی طمع کی میں نے اوس سے بنگالہ کا ملک لے لیا
بادشاہ بنگالہ کے قول پر حضرت ہمایوں نے اعتماد کیا میری خدمتوں پر اور افغانوں کی جمعیت لشکر پر جب
بادشاہ کی خدمت کے لئے میں نے بہم پہنچائی کچھہ توجہ نہ کی اور بنگالہ کی جانب کوچ کر دیا جب بادشاہ نے
قلعہ چنار کا محاصرہ کیا تو افغانوں نے مجھہ پر جنگ کا تقاضا کیا تہا مگر میں نے اسے کہا کہ بادشاہ
صاحب قدرت ہے قلعہ کے لئے اوس سے لڑنا تمکو مناسب نہیں ہے وہ میرا ولی نعمت و مربی ہے جب اوسکو
معلوم ہوگا کہ میں نے باوجود کثرت سپاہ کے لڑنے کا قصد نہیں کیا اور اوسکا ادب کیا تو وہ مجکو
اپنا نیک خواہ خدمت گار جانے گا اور میرے اس لشکر کثیر کی پرورش کے لئے وہ مجھے ایک ملک جاگیر
میں دیگا۔ بادشاہ نے بہار مجھسے مانگا اوسکے دینے کے لئے میں تیار ہوگیا۔ یہ ملک داری کی تدبیر سے
بعید ہے کہ اس مقدار جمعیت لشکر کو اپنی خدمت سے جدا کرے اور دشمن کے قول پر اعتماد کرکے اوسکے
خوش کرنے کے لئے افغانوں کے قتل اور جلاوطن کرنے کے درپے ہو بادشاہ میری حسن خدمات
کا خیال ذرا نہیں کرتا اور عہد شکنی کرتا ہے تو اب مجھے نہ کوئی امید ہے اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے
کہ میں افغانوں کو بادشاہ کے مقابلہ کرنے سے روکوں۔ بادشاہ سن لیگا کہ افغانوں نے کیا کام
کیا اور اوسکو بنگال میں اپنے آنے سے پشیمانی اور پریشانی حاصل ہوگی اسلئے کہ اب افغانوں میں اتفاق
ہے اور اونہوں نے سب آپس کی نا اتفاقی کے جھگڑوں کو اٹہا رکہا ہے جسکے سبب سے مغلوں نے سلطنت
اسے پہلے لے لی تہی۔ یہ کہکر وکیل کو خلعت رخصت دیکر رخصت کیا اور لشکر جو اوسکے ہمراہ تہا اوسکو
رہتاس روانہ کیا اور خود چند سوار ہمراہ لیکر گور کی طرف خفیہ روانہ ہوا کہ کوئی اوسکے درپے نہ ہو وہ پھر
پہاڑوں میں جاکر ایسا مخفی ہوا کہ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گیا اور ہمایوں کے لشکر میں مخبروں کو
بھیجا کہ وہ بادشاہ کی خبر لائیں کہ کیا ارادہ رکہتا ہے۔ ہمایوں دو منزل چلا تہا کہ اوسکو معلوم ہوا
کہ شیر خان پہاڑوں میں چلا گیا ہے اسلئے وہ پھر الٹا آیا۔ خانخانان یوسف خیل اور تبری پر لاش جو

شیر خان سے لڑنے کے لئے گئے تہے وہ پرگنہ منیر شیخ یحییٰ میں مقیم تہے۔ جہاں سلطان محمود بھی بادشاہ
کو بہی آ گیا۔ یہاں بادشاہ ہمایوں بہی آ گیا۔ سلطان محمود کو بادشاہ کی خدمت میں امرا لے گئے۔
بادشاہ نے اسکا اعزاز و اکرام خاطر خواہ اوسکے نہیں کیا اسلئے سلطان محمود اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسی
غصہ و رنج میں چند روز بعد مر گیا۔ بادشاہ نے اس قصبہ منیر شیخ یحییٰ میں اپنے لشکر کو مرتب کیا۔

موید بیگ پسر سلطان محمود اور جہانگیر قلی پسر ابراہیم بایزید و میر مورکا۔ تردی بیگ بستی ہرا کی
مبارک فرملی اور اور امرا کو تیس ہزار سوار دیکر بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ بادشاہی لشکر سے منزل کوس
آگے آگے چلیں۔ جب شیر شاہ نے سنا کہ ہمایوں بنگالہ کی طرف چلا تو وہ خود جریدہ چند سواروں کے ساتھ
خفیہ روانہ ہوا۔ اور لشکر شاہی جو پیش رو تہا اوسکے قراول نے ایک گانو کے باغ میں کچھہ سوار
دیکھے اور جب اوسکو معلوم ہوا کہ شیر شاہ کے سوار ہیں تو خوف کے مارے کچھہ تحقیق نہیں کیا کہ وہ کتنے
ہیں موید بیگ سے دوڑ کر اوسکی خبر کی۔ موید بیگ نے جانا کہ شیر خان لڑنے آیا ہے اوسنے بادشاہ کو
مطلع کیا۔ بادشاہ نے خبرداروں کو بہیجا کہ وہ تحقیق کر کے خبر لائیں اونہوں نے جا کر مقدم دہ سے
دریافت کیا تو اوسنے بتلایا کہ شیر خان چند سواروں کے ساتھہ آیا تہا۔ وہ بادشاہ کے سواروں کو
دیکھہ کر منگیر کی سڑک کی طرف بہاگ گیا۔ جب خبردار بادشاہ پاس خبر لائے رات ہو گئی تہی اسلئے
یہ تعاقب موقوف ہوا۔

جب شیر خاں گڑہی کے دروازہ گذر سے گذرا تو اوسنے دیکہا کہ سیف خان اچل خیل سروانی اپنے
اہل و عیال کے لئے رہتاس کو جاتا ہے تو اوسنے کہا کہ پہر جاؤ مغلوں کا لشکر قریب ہے جب سیف خان کو
ہمایوں کے لشکر کی حقیقت معلوم ہوئی تو اوسنے شیر خاں سے کہا کہ آپکے ساتھہ تہوڑے آدمی ہیں اور
دشمن سے فاصلہ تہوڑا ہے شاید دشمن آپ کا تعاقب کرے اور پہر آپ کو پکڑ لے۔ میرے اہل و عیال کو
حضرت اعلیٰ شیر خاں صبح کو ہمراہ لیجے اور بندہ دروازہ گذر گڈہی پر کھڑا ہوتا ہے جب تک تن میں
جان باقی ہے لشکر بادشاہی کو روکوں گا تا کہ آپ کے اور دشمن کے لشکر کے درمیان فاصلہ بہت
ہو جائے سیف خان کو شیر خاں نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں اپنی جان بچا کے واسطے اپنے بہائی کی جان کو خطرہ
میں ڈالوں سیف خان نے کہا کہ آدمی سب برابر نہیں ہوتے ایک نفس کو اہل بیت کا ... کی جگہ

بادشاہ کے لشکر کا آگے بڑہنا اور شیر شاہ کا دیکہنا + [illegible] سیف خان کی باتیں اور سیف خان کا ہمایوں کے لشکر سے لڑنا +

سرحد میں کچھ دخل نہیں دیا۔ ملک بہار لوحانیوں سے فتح کیا جب بادشاہ بنگالہ نے بہار پر قبضہ
کرنے کا قصد کیا تو مدتے عجز و انکسار کے ساتھ اوس سے عرض کیا کہ مجھے اپنی حال پر چھوڑ دے اور بہار کے
لینے کا قصد نہ کر مگر اوسنے اپنے خدم و حشم کی کثرت کے سبب سے قبول نہیں کیا جب اوسکی جانب سے
یہ تعدی ہوئی تو اوسپر خدا نے مجھے ظفر دی اسلئے ملک بہار کی طمع کی بجائے اوس سے بنگالہ کا ملک لے لیا
بادشاہ بنگالہ کے قول پر حضرت ہمایون بادشاہ نے اعتماد کیا میری خدمتوں پر اور افغانوں کی جمعیت لشکر پر جب
بادشاہ کی خدمت کے لئے میں نے بہم پہنچائی کچھ توجہ نکی اور بنگالہ کی جانب کوچ کر دیا جب بادشاہ
قلعہ چنار کا محاصرہ کیا تو افغانوں نے مجھ پر جنگ کا تقاضا کیا تہا مگر میں نے اسے کہا کہ بادشاہ
صاحب قدرت قلعہ کے لئے اوس سے لڑنا تمکو مناسب نہیں ہے وہ ہمارا ولی نعمت و مربی ہے جب اوسکو
معلوم ہوگا کہ میں نے باوجود کثرت سپاہ کے لڑنے کا قصد نہیں کیا اور اوسکا ادب کیا تو وہ محکوم
اپنا نیک خواہ خدمت گار جانے گا اور میرے اس لشکر کثیر کی پرورش کے لئے وہ مجھے ایک ملک جاگیر
میں دیگا۔ بادشاہ نے بہار مجھسے مانگا اوسکے دینے کے لئے میں تیار ہو گیا۔ یہ ملک داری کی تدبیر سے
بعید ہے کہ اس مقدار جمعیت لشکر کو اپنی خدمت سے جدا کرے اور دشمن کے قول پر اعتماد کرکے اوسکے
خوش کرنے کے لئے افغانوں کے قتل و جلا وطن کرنے کے درپے ہو بادشاہ میری حسن خدمات
کا خیال ذرا نہیں کرتا اور عہد شکنی کرتا ہے تو اب مجھے نہ کوئی امید ہے اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے
کہ میں افغانوں کو بادشاہ کے مقابلہ کرنے سے روکوں۔ بادشاہ سُن لیگا کہ افغانوں نے کیا کام
کیا۔ اور اوسکو بنگال میں اپنے آنے سے پشیمانی اور پریشانی حاصل ہوگی اسلئے کہ اب افغانوں میں اتفاق
ہے اور اونہوں نے سب آپس کی نااتفاقی کے جھگڑوں کو اوٹھا رکہا ہے جسکے سبب سے مغلوں نے سلطنت
اسے پہلے لے لی تہی۔ یہ کہکر وکیل کو خلعت رخصت دیکر رخصت کیا اور لشکر جو اوسکے ہمراہ تہا اوسکو
رہتاس روانہ کیا اور خود چند سوار ہمراہ لیکر گور کی طرف خفیہ روانہ ہوا کہ کوئی اوسکے درپے نہ ہو پھر وہ
پہاڑوں میں جا کر ایسا مخفی ہوا کہ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گیا اور ہمایوں کے لشکر میں مخبروں کو
بھیجا کہ وہ بادشاہ کی خبر لائیں کہ کیا ارادہ رکھتا ہے۔ ہمایوں دو منزل چلا تہا کہ اوسکو معلوم ہوا
کہ شیر خان پہاڑوں میں چلا گیا ہے اسلئے وہ پھر اُلٹا آیا۔ خانخانان یوسف خیل و در تبری پر لاش جمع

شیرخان سے لڑنے کے لئے گئے تھے وہ پرگنہ منیر شیخ یحیی میں مقیم تھے۔ جہاں سلطان محمود بری بادشاہ
کو بہی آگیا۔ یہاں بادشاہ ہمایون بہی آگیا سلطان محمود کو بادشاہ کی خدمت میں امرا لے گئے۔
بادشاہ نے اسکا اعزاز واکرام خاطر خواہ اوسکے نہیں کیا اسلئے سلطان محمود اپنے آنیسے پشیمان ہوا اور اسی
غصہ و رنج میں چند روز بعد مرگیا۔ بادشاہ نے اس قصبہ منیر شیخ یحیی میں اپنے لشکر کو مرتب کیا۔

موید بیگ پسر سلطان محمود اور جہانگیر قلی پسر ابراہیم بایزید و میر مورکا۔ تردی بیگ بہتی برلاس
مبارک فرملی اور امرا کو تیس ہزار سوار دیکر بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ بادشاہی لشکر سے سات کوس
آگے آگے چلیں۔ جب شیرشاہ نے سنا کہ ہمایون بنگالہ کی طرف چلا تو وہ خود جریدہ چند سواروں کے ساتھ
نفیہ روانہ ہوا۔ اور لشکر شاہی جو پیش رو تہا اوسکے قراول نے ایک گانوکے باغ میں کچھہ سوار
دیکہے اور جب اوسکو معلوم ہوا کہ شیرشاہ کے سوار ہیں تو خوف کے مارے کچہہ تحقیق نہیں کیا کہ وہ کتنے
ہیں موید بیگ سے دوڑا اوسکی خبر کی۔ موید بیگ نے جانا کہ شیرخان لڑنے آیا ہے اوسنے بادشاہ کو
مطلع کیا۔ بادشاہ نے خبرداروں کو بہیجا کہ وہ تحقیق کرکے خبر لائیں اونہوں نے جاکر مقام وہ سے
دریافت کیا تو اوسنے بتلایا کہ شیرخان چند سواروں کے ساتھہ آیا تہا۔ وہ بادشاہ کے سواروں کو
دیکھہ کر منگیر کی سڑک کی طرف بہاگ گیا جب خبردار بادشاہ پاس خبر لائے رات ہوگئی تہی اسلئے
یہ تعاقب موقوف ہوا۔

جب شیرخاں گڑہی کے دروازہ گذرا تو اوسنے دیکہا کہ سیف خاں اچل خیل سروانی اپنے
اہل وعیال کے لئے رہتاس کو جاتا ہے تو اوسنے کہا کہ پہر جاؤ مغلوں کا لشکر قریب ہے جب سیف خاں کو
ہمایوں کے لشکر کی حقیقت معلوم ہوئی تو اوسنے شیرخاں سے کہا کہ آپکے ساتھہ تہوڑے آدمی ہیں اور
دشمن سے فاصلہ تہوڑا ہے شاید دشمن آپ کا تعاقب کرے اور پہر آپکو پکڑ لے میرے اہل وعیال کو
حضرت اعلی شیرخاں صبح کو ہمراہ لیجئے اور بندہ دروازہ گڈ گڈہی پر کھڑا ہوتا ہی جب تک تن میں
جان باقی ہے لشکر بادشاہی کو روکونگا تاکہ آپکے اور دشمن کے لشکر کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ
ہوجائے سیف خاں سے شیرخاں نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں اپنی جان بچانے کے واسطے اپنے بہائی کی جان کو در خطر
میں ڈالوں سیف خاں نے کہا کہ آدمی سب برابر نہیں ہوتے ایک نفس کو اہل بیت کیلئے اور ایک اہل بیت کو ایک قبیلہ

اُسکے لئے اور ایک قبیلہ کو ایک شہر کے واسطے اور ایک شہر کو اپنی ذات کی ایک صاحب کے لئے فدا کرنا چاہئے۔ اسلئے
کہ ایک صاحب اقبال و دولت کی ذات سے ہفت اقلیم کو فائدہ پہنچ سکتی ہے سپاہی کے واسطے کوئی چیز اس سے بہتر نہیں
ہے کہ وہ اپنے صاحب کی ذات کی حفاظت و حمایت میں اپنی جان فدا کرے۔ میرے اقبال کا ستارہ چمک جائے کہ میری
جان اور میرے سپاہیوں کی جان آپکے کام آئے۔ ہر چند شیر خاں نے مبالغہ کیا کہ میرے ہمراہ چل کہ میرے کام
آئے مگر سیف خاں نے [illegible] قبول نہیں کیا اور [illegible] اہل و عیال کو شیر خاں کے ہمراہ کیا صبح کے وقت
سیف خاں نے اپنے [illegible] دوستوں سے کہا کہ غسل کر کے مرنے کے لئے تیار ہو اور کچھ دغدغہ نہ کرو اجل
لازم الوقوع ہے [illegible] کو وقت جار نہیں صاحب جو سپاہی کو دولت دیتا ہے اور اوسکے تمام
رنج و الام میں رہا [illegible] ہے وہ اسلئے کرتا ہے کہ سپاہی اپنے ولی نعمت کی مہمات میں اپنی جان پر
کھیل جائے کہ ایسی [illegible] پسندیدہ بنی آدم کے کام آتی ہیں اور سعادت دارین حاصل ہوتی ہے سیف
سیف خاں کے بھائی نے کہا کہ جو کام آپ نے اختیار کیا او سپر ہم زر و جان سے فدا ہیں یہ کار کا وقت
ہے گفتار کا نہیں جو کچھ ہم سے ہو سکے گا اوسکے کرنے میں تقصیر نہیں کرینگے۔ سیف خاں مستعد ہو کر
گڑھی کے دروازہ پر [illegible] ہوا اسکے ساتھ بھائی بھی آیا وہ کھڑے ہوئے جسوقت انہوں نے
بادشاہ کے لشکر کے [illegible] کو دیکھا تو کہنے لگا ہم بھوکے شیر [illegible] کی طرح نکل کر دشمن پر جا پڑے سمندر
کی طوفانی موجوں کی [illegible] جا چڑھے اور دونکا چھوڑا [illegible] سامنے کھڑا ہو گیا اور
جبتک بادشاہ [illegible] ہی میں [illegible] مردانہ وار جان سے
گئے اور خود اوسکو [illegible] زخم لگے سیف خاں بے ہوش تھا [illegible] پاس پکڑ کر لیگئے
بادشاہ نے اوسکی تحسین کر کے فرمایا کہ ہر وفادار سپاہی کو اسی طرح اپنے آقا کی خدمت کرنی چاہئے
بیت [illegible] کی [illegible] جان کے فدا کرنے میں نہ اپنی سپاہ کی قلت پر اور بادشاہی سپاہ کی
کثرت پر خیال کیا پھر اوسنے سیف خاں کو اختیار دیا چاہے ہمارے پاس رہے چاہے چلا جائے
اوسنے عرض کیا کہ شیر خاں کے ساتھ میرے اہل و عیال ہیں میں وہاں جاؤں گا۔ بادشاہ نے
فرمایا کہ ہم نے تیری جان بخشی کی جہاں چاہے جا۔ [illegible] اسے کہتے ہیں وہ مونگیر کی نواح میں
شیر شاہ سے جا ملا۔ یہاں سیف خاں نیازی حاکم تھا شیر خاں نے اوسکو حکم دیا کہ سیف خاں کے

اہل وعیال کو ہمراہ لیکر قلعہ گڑہی میں لیجا کے اور خود ایک تیز رو کشتی میں سوار ہو کر گور کی طرف روانہ ہوا۔ دو راتوں کے بعد یہاں آیا تو اوسنے جلال خان اور حاجی خان دو امرا کو دس ہزار سوار دیکر دروازہ گذر گڑہی کی حفاظت کے لئے بہیجا۔ ممالک گور اور بنگال کی راہ فقط اس گڑہی میں سے تھی اور ان ملکوں میں کسی اور رستے سے جانا ممکن نہ تھا۔ ان دونوا افسروں کو تاکیدی حکم دیدیا تہا کہ اس تنگ راہ کو وہ مسدود رکہیں اور بلندیوں پہ توپیں لگائیں جنسے وہ ہمایوں کی سپاہ کو خوف و خطر میں رکہیں تا کہ وہ خود اس فرصت میں گور میں جو خزانے تہے اونکو رہتاس میں لیجائے۔ اور ان افسروں کو یہ ہدایت بہی دی تہی کہ وہ اپنے مقام کو کسی حال میں نہ چہوڑیں اور نہ مغلوں سے لڑیں کیونکہ شیر خاں پاس سوقت جانا پڑیگا کہ وہ اپنا منصوبہ پورا کر چکے گا۔

ہمایوں کا مقدمۃ الجیش سات حصوں میں بڑے لشکر سے جدا ہو کر سفر کر رہا تہا۔ اسنے گڑہی سے تین میل کے فاصلہ پر خیمے لگائے ہر صبح کو وہ گہوڑے دوڑاتے ہوئے اس گذر پر آتے اور تیر لگا کر اور اولتے چلے جاتے۔ انمیں سے ایک گروہ نے آکر بڑے غل شور سے جلال خان کو کہنا شروع کیا کہ تو بڑا نامرد ہے کہ ہیجڑوں کی طرح ایک تنگ گذرگاہ میں پڑا رہتا ہے۔ اگر مرد ہے اور مرد کا بچہ ہے تو میدان جنگ میں سامنے آ کہ معلوم ہو کون شجاع ہے۔ ایک اسکو مغلوں سے میدان جنگ میں پالا نہیں پڑا ہے! افغان ہر روز دشمنوں کی آتش باری سے ہلاک ہوتے جلال خان ایک دن حاجی خاں پاس گیا اور اوسنے یہ شکایت کی کہ مغل ہر روز ہم کو ستاتے ہیں اور اپنی آتشباری سے نقصان پہنچاتے ہیں اور مجہے گالیاں سناتے ہیں اسکی اب مجہہ کو برداشت نہیں ہے میں اکیلا تو کچہہ مغلوں کا نہیں کر سکتا لیکن اگر اور افسر میرے ساتہہ شریک ہوں تو لشکر کو بنا سکتا ہوں اس پردہ لشاہل کے اندر پڑے رہنے سے کوئی بہلائی نہیں پیدا ہو گی۔ حاجی خان نے کہا کہ یہ امر آپ کے باپ کے حکم کے برخلاف قطعی ہے تو جلال خان نے کہا کہ اگر میری درخواست آپ منظور نہیں کرتے تو مجہے کہنا حرام ہے اسپر حاجی خان نے کہا کہ اگر آپ کو اس امر میں ایسا ہی اصرار ہے تو مجہے منظور ہے جو نامرد میدان جنگ سے زندہ بہاگ کر آئے گا وہ شیر خاں کے ہاتہہ سے سزا جسکا مستحق وہ ہو گا پائیگا لیکن اگر فتح ہوئی تو تمہارے ہی ہم کے سر پہ تاج رکہا جائیگا

اور سب کچھ ہلا ہو جائیگا۔ اور یہ الحمد پڑھی گئی۔

حسب ستور دوسرے روز صبح کو مغل گھوڑے دوڑاتے ہوئے افغانوں کے لشکر پر آئے اور اپنے خیموں کو اوٹے چلے گئے ہتیار اتار کر کچھ دا گھوڑوں کے زین کھول یے سپاہی دانہ چارہ علوفہ کی تلاش میں چلے گئے اوروں نے کمر کھول کے آرام کیا۔ دوپہر کے قریب افغانوں نے [illegible] اور چھ ہزار سوار لشکر باہر نکلے اور مغلوں پر حملہ کیا چند مغل [illegible] سوار ہوئے مگر [illegible] نکالنے کے لئے تیار نہ ہو سکا۔ وہ [illegible] نگاہ اور مغلوں کے بڑے بڑے [illegible] کل لشکر [illegible] اسباب گھوڑے اونٹ ہاتھی وغیرہ افغانوں [illegible] جان بچا کر بھاگے ہونگے وہ سب قتل ہوگئے یہ کہتے ہیں کہ کوئی [illegible] بہت صندوق [illegible] قیمت اشیا [illegible]

[illegible] کے لئے جانور کو [illegible] جمع [illegible] روزی کے لئے کیا [illegible] اونٹ بیل حسقدر [illegible] نے [illegible] میں اپنے خزانوں کو [illegible] ایک دفعہ بھاگ جاتا [illegible] دوپانی میں [illegible] پہنچا تو اس نے [illegible] خبر ہوئی کہ گڑھی خالی پڑی ہے [illegible] کے محل کو پہلے ہی سے [illegible] سے بنا کر کہا تھا وہ ہمایوں [illegible] عیش و نشاط میں [illegible] خبر نہ ہوئی کہ کیا ہو رہا [illegible]

بنارس اور قنوج و سنبھل تک افغانوں کے قبضہ میں ملک آنا +

اس زمانہ میں شیر خاں کو فرصت ملی کہ بنارس کی فتح کا موقع ہاتھ آیا جلال خان بن جالو سور کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ غنیم کے لشکر کے قریب جا کر گور میں چارہ و علوفہ و آذوقہ کی جانے کی راہ کو بند کر دے اس راہ کے بند ہونے سے سارے ملک میں گرانی ہو گی۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر یعقوب بیگ اور بیرام خاں کو بھیجا کہ جلال خاں کو جا کر ڈرائے اس زمانہ میں بیرام خان منصب عالی نہ رکھتا تھا وہ یعقوب بیگ کے ماتحت تھا یعقوب لڑا اور شکست پائی۔ شیر خاں نے خواص خان کو منگیر میں بھیجا اور بادشاہ نے وہاں جو خانخاناں یوسف خیل کو حاکم مقرر کیا ہے اوس سے قلعہ منگیر لے لے اور اوسے قید کر کے میرے پاس بھیجدے یہی خانخاناں بابر کو کابل سے ہندوستان میں لایا تھا خواص خاں رات کو شہر کے اندر گھس گیا اور خانخاناں کو باندہ کر شیر خاں پاس لایا جو بنارس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ خواص خاں کے آنے سے بنارس بھی فتح ہو گیا اور محصورین مغل قتل ہو گئے

شیر خاں نے ہیبت خاں نیازی۔ جلال خان جالو کو ایک لشکر بڑا بہادر دیکر اودہ و لکھنؤ و بہرایچ کی طرف بھیجا۔ ان بہادروں نے ہمایوں کے افسروں کو ان ملکوں سے بزور شمشیر نکال دیا اور سنبھل تک پہونچے اس شہر کو مسخر کر لیا اور لوٹا اور اوسکے باشندوں کو غلام بنایا۔ ایک اور لشکر قطب خان نصیب خان اور حاجی خاں کے ساتھ جونپور کو روانہ ہوا جسکا حاکم قتل کیا گیا اور شہر خود بخود افغانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ پھر یہ لشکر کڑہ مانکپور گیا جہاں کے حاکم نے لڑکر اپنی جان گنوائی اور افغانوں کی مملکت میں قنوج اور مانکپور اور زیادہ ہوئے۔ غرض یہ لشکر آگرہ کی طرف روانہ ہوا۔ کل ملک میں ہمایوں کی طرف سے جس حاکم نے مقابلہ کیا وہ قتل ہوا یا شکست پا کر ملک سے بھاگ گیا اور تمام ملک قنوج تک اور سنبھل تک افغانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ شیر خاں نے خواص خاں کو بھیجا کہ وہ مہارتہ چیرو زمیندار ضلع بہار کو قید کرے اور اوسکے جنگل کو صاف کر دے غرض سال بھر تک افغان بغیر کسی مشکل کے ملکوں کو فتح کرتے رہے اور اونہوں نے ان ملکوں کے خریف و ربیع کا محصول وصول کیا +

جب ہمایوں کو خبر ہوئی کہ مرزا ہندال نے شیخ بہلول کو مار ڈالا اور ولایت آگرہ میں وہ فتنہ برپا کر رہا ہے اور گرمی بھی کم ہو گئی ہے تو اوسنے بنگالہ سے آگرہ کی طرف جانے کا قصد کیا —

شیر خاں نے اپنے لشکر کو چاروں طرف سے بلا کر ایک جگہ جمع کیا۔ مگر خواص خاں کو جو بہارشہ جورو زمیندار سے لڑنے گیا تھا نہیں بلایا۔ اسکا سبب تھا کہ جسوقت شیر خاں بعض سخت مہمات میں مصروف تھا اور دشمن اوسکو دبا رہے تھے تو اس زمیندار نے پہاڑوں اور جنگلوں سے نکل کے پرگنات بہار کے کسانوں کو بہت ستایا۔ اور رہزنی کرنے لگا اور گور بنگال کے مسافروں کو لوٹنے لگا اور جب اوسکو موقع ملتا تو شیر خاں کی سپاہ کے گھوڑے۔ اونٹ اور مویشی لوٹ لے جاتا۔ اسلئے اول اوسکا استیصال بہت ضروری تھا۔

جب تمام سپاہ کا لشکر جمع ہوا تو وہ پچاس ہزار تھا اور پانچ سو جنگی ہاتھی تھے +

جب گور بنگالہ میں شیر خاں تھا کہ ہمایوں شہنشاہ اوسکے آگے سے گذرا تو شیر خاں نے اپنے امرا سکندر و ابراہیم کو جمع کیا اور اونسے کہا کہ ہمایوں بادشاہ کا لشکر بڑا بدحال ہے ولایت آگرہ میں اوسکے بھائیوں نے فساد برپا کیا اوس نے میرا پیچھا چھوڑا۔ اپنے آگرہ جاتا ہے اگر عزیزوں کی صلاحت ہو تو بخت آزمائی کروں میرا لشکر استعداد تمام رکھتا ہے بنگالہ میں آنے سے پہلے میں نے بہت عجز و زاری اوسکے آگے کی اور یہ ہر سال زر دینے کا وعدہ کیا کہ بادشاہ مجھے ولایت بنگالہ عنایت کرے میں یہ نہیں چاہتا کہ خدانخواستہ مجھ میں اور میرے ولینعمت بادشاہ میں مخالفت ہو حضرت بادشاہ نے ولایت بنگالہ دینا قبول بھی کیا مگر بادشاہ بنگال سلطان محمود کا وکیل جب اس پاس گیا تو اپنے قول و قرار سے پھر گیا۔ اس سبب بادشاہ سے مخالفت کرنی ناگزیر ہوئی میں ولایت بہار اور جونپور پر جنمیں بادشاہ کی سپاہ بھی متصرف ہوا اسلئے اب صلح کی راہ مسدود ہے۔ عظیم ہمایوں سروانی نے جو سلطان سکندر کے امرا اعظام میں سے تھا عرض کیا کہ مغلوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آپ سلطان بہلول اور سکندر کے امرا سے تو صلاح و مشورہ لیجئے نہیں اس سبب کہ جو تدبیر انہوں نے کی وہ اونکی کم طالعی سے راست آئی اور جب مغلوں سے انہوں نے جنگ کی اپنے ہی امرا کی مخالفت سے انہوں نے شکست پائی آپکا نصیبہ یاور ہے اور افغان آپکے ساتھ تہ دل و جان سے متفق ہیں اور مغلوں کے ساتھ لڑنے میں دلیر ہو گئے ہیں عقلاء زمانہ نے مجھسے کہا ہے کہ شمشیرزنی میں مغلوں سے افغان کم نہیں ہیں مگر یہ سبب آپس کی

مخالفت سکے اونسے ہزیمت پاتے ہیں ہندوستان سے مغلوں کو اسوقت نکال لینگے کہ افغانوں کا سردار ایک شخص ہوگا اور افغانوں کی قوم اوسکے ساتھہ متفق ہوگی پس وہ سردار صاحب دولت اور اکا تو ہی ہے تو اپنے امرا سے اس بات میں صلاح مشورہ پوچھہ اور جو کچھہ وہ کہویں اوسپر عمل کر کہ فتح آپ کی یار ہو جب اعظم ہمایوں سروانی کی یہ باتیں سنیں تو اپنے امرا سے پوچھا جنکے نام یہ ہیں قطب خاں ہیبت خاں نیازی جلال خان بن جلو سور شجاعت خاں و سرمست خاں سروانی اور اور امرا تو ان سب نے متفق اللفظ والمعنی عرض کیا کہ جنگ کرنی چاہیے پہر ایسا وقت ہاتہہ آئیگا جب شیر خاں کو تحقیق ہوگیا کہ مغلوں کے ساتھہ جنگ کرنے پر افغان سب متفق ہیں اور اونپر دلیر ہیں تو وہ پہاڑوں سے باہر آیا اور ہمایوں کے لشکر کی طرف چلا ہر منزل میں قلعہ گلی بناتا اور آہستگی کے ساتھہ کوچ کرتا جب بادشاہ کو شیر خاں کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ بہی شیر خاں کے لشکر کی جانب مڑا جب شیر خاں کو ہمایوں بادشاہ کے پہرنے کا حال معلوم ہوا تو اوسنے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بہیجی کہ اگر بادشاہ ملک بنگالہ آیندہ کو عنایت کرے تو بادشاہ کے نام کا سکہ و خطبہ رہے گا اور بندہ بہی حضور کے ملازموں سے ایک پروردہ دولت ہوگا شیر خاں نے آگے کوچ کرکے اپنے خیمے بادشاہی خیموں کے سامنے چھوسا (چونسہ) بکسر کے درمیان قریہ شمسیا میں لگائے۔ یہ دونوں خیمہ گاہ گنگا کے ایک ہی کنارہ پہ تھے اونکے درمیان گنگا کی دہار پچیس گز چوڑی بہتی تہی اسکے کنارے ایسے ڈہلواں تھے کہ گہاٹ بغیر عبور نہیں ہوسکتا تہا اور اوسکے قعر میں کیچڑ اور دلدل ایسی تہی کہ آدمی اور گہوڑے اسمیں پہنس کر رہ جاتے تہے شیر خاں نے خواص خاں کو بہی جو مہارتہ بہیجا گیا تہا بلا بہیجا کہ جلد آوے جب بادشاہ پاس شیر خاں کا عریضہ بہیجا تو اوسنے ملک بنگال دینا ان شرائط کے ساتھہ قبول کیا کہ شیر خاں جو اپنی حد سے تجاوز کرکے بادشاہ کے روبرو پڑا ہے اور اوسکے اور بادشاہ کے درمیان آب حائل ہے تو وہ آداب بادشاہی کا لحاظ کرکے الٹا چلا جائے اور گذر آب بالکل چہوڑ دے کہ بادشاہ اس آب سے گذر کرے اور شیر خاں کے پیچہے دو تین منزل جاوے اور بعد ازاں مراجعت کرے (یہ ایک حجر تھا تعاقب ظاہر میں دکھانے کے لئے تہا) شیر خاں نے

ان شرائط کو قبول کر لیا اور دریا کے گذر کو چھوڑ دیا اور اولٹا چلا گیا۔ بادشاہ نے پل بنایا اور سب
ست مع اہل وعیال اور بعض لشکر کے عبور کیا اور دریا کے دوسری طرف خیمہ زن ہوا +

شیخ خلیل فرزند قطب شیخ عالم فرید شکر گنج کو بادشاہ نے شیر خاں پاس برسم رسالت بھیجا کہ
وہ شیر خاں سے کہے کہ وہ کچھ ملک نہیں رکھتا ہے چلا جائے اور بیچ میں کہیں توقف نہ کرے اور بادشاہ
چند منزل اسکے پیچھے جائے اور بعید تابعت کرے اور بعد اوسکے بنگالہ کی جاگیر کا حکم حسب وعدہ
شیر خاں کے بحال کو دیا۔ جب شیخ خلیل نے شیر خاں پاس آکر ہمایوں کا پیغام سنایا تو شیر خاں نے
ابتدا میں حکم بادشاہی کو قبول کیا اور شیخ کی مہمانداری اور تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہیں کیا۔ دوسرے روز شیخ خلیل نے بادشاہی آدمیوں کے روبرو جو اوسکے ساتھ آئے تھے صلح
کے باب میں پند و وعظ کا دفتر کھولا اور

اگر ایمنی دوری از شیر جنگ + به نزدیک آیت ز صلح بهتر ز جنگ

اثنائے سخن میں شیخ خلیل کی زبان سے نکل گیا کہ اگر تو صلح نہیں کرتا تو اتفاقاً ظفر جو بے جنگ کر شیر خاں
نے کہا کہ حضرت کا قول میرے لئے فال نیک ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں جنگ کرونگا بعد ازاں شیخ کو
نقد و جنس و بنگال و مالدہ کے اقمشہ بہت نذر دئے اور افغانوں کی خصوصیات اوسکے ساتھ
بتلائیں غرض شیخ کو احسان کے دام میں پھنسا لیا۔ پھر دوسرے روز تنہا خلوت میں بلایا اور اوس کے
سامنے افغانوں کی خصوصیات جو خاندان فرید شکر گنج کے ساتھ تھیں بیان کیں کہ حضرت
اور افغان ہم ولایت ہیں اور اوس سے حسب دلخواہ وعدے کر کے اوس سے کہا کہ میں حضرت سے
ہمایوں کے ساتھ صلح و جنگ ... اب میں مشورہ پوچھتا ہوں کہ حکما نے فرمایا ہے کہ اہل حکمت
دور اندیش و دوربین خردمندوں سے مشورہ لینا چاہئے حضرت میں تو یہ صفات موجود ہیں
میری بہبود کے لئے جو حضور کی ضمیر منیر میں آئے اوسکو بے کم و کاست ارشاد فرمائیں
کہ بادشاہ ہمایوں سے صلح بہتر ہے یا جنگ شیخ صاحب نے تامل و مراقبہ کے بعد شیر خاں سے
کہا کہ آپ کے مشورہ طلب کرنے سے مجھے دو مشکلیں پیش آئیں ایک یہ کہ مجھے یہاں بادشاہ نے اپنا
ایلچی بنا کے بھیجا ہے مجھے مناسب نہیں ہے کہ سوا اوسکی دولت خواہی کے کوئی اور بات کہوں

دوم یہ کہ آپنے ایک امر مشورہ کے طور پر مجھسے پوچھا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ اگر دشمن بھی
مشاورت کرے تو جو امر واقعی ہو اوسکو کہے۔ افغان میرے آبا و اجداد کے محب و اخلاص مند برابر
چلے آتے ہیں اگر میں اپنی رائے کے خلاف مشورہ دون تو حدیث المستشار موتمن کے خلاف
ہوتا ہے اسلئے میں امر واقعی کہتا ہوں کہ بادشاہ ہمایوں کے ساتھہ صلح سے جنگ بہتر ہے کیونکہ اوسکے
سپاہی کمال پریشانی میں ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ اور مویشی اور اوسکے بھائی اوسکی مخالفت
کرتے ہیں بادشاہ اس وقت صلح مجھسے بضرورت کرتا ہے آخر کار یہ صلح برقرار نہیں رہیگی اسوقت
کو غنیمت جانیے پھر ایسا وقت جنگ کے لئے نہیں ہاتھہ آئیگا۔ پہلے شیر خاں صلح و جنگ کے
باب میں متردد و مذبذب تھا اب شیخ خلیل کے کہنے سے کہ صلح نہیں کرنی چاہیے اوسنے آشتی کا
خیال بالکل دل سے دور کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہوا خواص خاں کو پہلے اسنے بلایا تھا جب
وہ آگیا تو اوسنے حکم دیا کہ میرے جاسوس خبر لائے ہیں کہ مہارتہ ابھی دور ہے۔ دوسرے روز تیار
ہو کر چند کوس جا کر چلے تا کہ مہارتہ آج بھی نہیں آیا آدھی رات سے کچھہ پہلے اوسنے امرا کو بلا کر یہ
فرمایا کہ میں نے بادشاہ ہمایوں سے صلح قرار دی تھی جب میں نے اپنی خدمات سابقہ پیش کیں
بادشاہ کی بہی خواہی بیان کیا تو معلوم ہوا کہ انکا کوئی نیک نتیجہ نہیں ہوا اول میں نے بادشاہ
کی خیر خواہی وہ کی تہی جسکے سبب سلطان محمود شاہ جونپور کو اور اوسکے لشکر کو ہزیمت ہوئی
جب بادشاہ اسطرح خاطر جمع ہوئی تو اوسنے مجھسے قلعہ چنار طلب کیا جب میں نے قلعہ نہ دیا تو لشکر
اوسکے لینے کے لئے مقرر کیا لشکر قلعہ کو نہ لے سکا تو خود آیا کہ قلعہ کو بزور مجھسے لے لے جب
اوسکو خبر ہوئی کہ مرزا محمد زماں قید سے نکلکر ملک میں خلل انداز ہے اور سلطان بہادر بادشاہ
گجرات دہلی لینے کے لئے چلا آتا ہے تو اوسکو ضرورت ہوئی کہ اولٹا چلا جائے تب میں نے قطب خان
بیٹے کو پانچ ہزار سوار کے ساتھہ (پانچسو) اوسکی خدمت میں مہم گجرات میں بہیجا اوس وقت مجھے یہ
دست رس تہی کہ اوسکا ملک جونپور وغیرہ کو اپنے تحت و تصرف میں لے لیتا مگر میں نے مخالفت
کا اظہار اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ بڑا شہنشاہ ہے میں نے باوجود دست رس ہونے کے کوئی
برائی نہیں کی تو وہ مجھے اپنا خاص خدمتگار جانیگا اور میرے آزار کے درپے نہیں ہوگا۔

مگر جب وہ گجرات سے واپس آیا۔ تو میری دولت خواہی پر کچھہ خیال نہیں کیا اور لشکر کو تیار کرکے
میرے اخراج کے درپے ہوا میرا اقبال یاور تھا جو اوسنے میرا حال کرنا چاہا تھا وہ نہ کرسکا پھر جب
میں نے عجز و انکسار و خدمت آوری کا اظہار کیا مگر کچھہ فایدہ نہ ہوا۔ جب وہ بنگالہ پر حملہ آور ہوا
میں اوسکے احسان سے نا امید ہوا اور اوسکی بدی سے مجھے اندیشہ ہوا اس سبب سے ناچار ہو کر
مخالفت کے اظہار کی ضرورت ہوئی میں نے اوسکے تمام امرا کو سنبھل تک نکال دیا اور ملک کو لوٹا اور
وہاں کسی مغل کو زندہ نہیں چھوڑا۔ اب میں اس سے کس امید پر صلح کروں۔ اس سبب سے کہ اوسکے لشکر
میں نزاع ہے اور گھوڑے و مویشی اور سامان موجود نہیں ہے اور اوسکے بھائی اوسکے مخالف
ہو رہے ہیں محبت و صلح کرتا ہے اور مجھے دہوکہ دیتا ہے آخر کار اس صلح پر قایم نہیں رہے گا۔
اگر وہ پھر جب بھائیوں کی مخالفت کو دفع کریگا تو سامان لشکر تیار کرکے پھر میرے قلع و قمع میں
تقصیر نہ کریگا [illegible] بارہا آزمایا ہے کہ افغانوں کا لشکر مغلوں کے
لشکر سے زیادہ دلیر و مردانہ ہے۔ افغانوں کی باہم مخالفت کے سبب سے مغلوں نے ملک لیا ہے
اگر عزیزوں کی مصلحت ہو تو میں صلح کو فسخ کردوں [illegible] افغانوں نے عرض کیا کہ
حضرت اعلی کے ساتھہ جان سپاری اور مردانگی میں حتی المقدور تقصیر نہ کرینگے آپ نے جو صلح کے
فسخ کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ عین مصلحت ہے شیر خاں نے کہا کہ میں نے صلح کو فسخ کیا اور خدا کے فضل پر
تکیہ کرکے بادشاہ سے لڑنے کا ارادہ کیا ؎

زمانہ چو عاجز نوازی کند … بہ تند اژدہا مور بازی کند

اوسنے امرا کو رخصت کرکے کہا کہ وہ جاکر اپنے لشکر کو مسلح کریں مجھے محاربہ کا خوف لگ رہا ہے
جب پہر رات باقی رہی لشکر تیار ہوکر ڈہائی کوس محاربہ کی طرف چلا تو شیر خاں کھڑا ہوا۔ اور
اوسنے افغانوں کو بلایا اور اونسے یہ کہا کہ میں جو روز سوار ہوتا تھا تو میری غرض یہ تھی کہ
بادشاہ ہمایوں کو غافل کروں کہ وہ یہ جانے کہ میں کسی اور غنیم سے لڑنے جاتا ہوں اور اوسکو
یہ شبہہ ہو کہ میرا لشکر اوسکی طرف آتا ہے اب تم پھر واپس بادشاہ کی طرف رخ کرو اور افغانوں کی
عزت کو ہاتھہ سے نہ جانے دو اور اپنی دلیری اور بہادری دکھانے میں تقصیر نہ کرو آج ہماری

قوم کے لئے ہندوستان کی فتح کا روز ہے افغانوں نے عرض کیا کہ حضرت اعلیٰ ہماری طرف سے
کچھہ دغدغہ دل میں نہ لائیں ہم سب متفق ہو کر خوب لڑینگے غرض افغانوں کے لشکر نے
بادشاہ کے لشکر کی طرف بہت جلد کوچ کیا اوسکے نزدیک پہنچے تو شہنشاہ ہمایوں
کو خبر ہوئی کہ شیر خاں کا لشکر آن پہنچا اوسنے اپنے لشکر کو مقابلہ کا حکم دیا اور کہا کہ میں ابہی
وضو کر کے آتا ہوں بادشاہ جلادت وصولت میں شیر تہا غرور جوانی میں مست تہا اپنے
بے نظیر بہادر خدم و حشم کی کثرت پر مغرور تہا افغانوں کی لشکر کی جمعیت کو نظر حقارت سے
دیکہتا تہا اور لوازم حرب پر نظر نہیں رکہتا تہا وہ یہ نہیں سمجہتا تہا کہ اسکا لشکر بے سامان ہے۔ ولایت
بنگالہ کی آب و ہوا نے ضعیف و ابتر کر دیا ہے شیر خاں حرب کے حیلہ و مکر و فریب خداع کی انواع
جانتا تہا و جنگ کے مخارج و مداخل دیکہے ہوئے تہا۔ زمانہ کے نشیب و فراز سے آگاہ تہا۔ ابہی مغل
اپنی لشکرگاہ سے باہر نہ نکلے تہے کہ افغان اونپر ٹوٹ پڑے اور طرفۃ العین میں اونکو شکست
دیدی۔ بادشاہ وضو سے فارغ ہوا تہا کہ لشکر شکست کہا کر پراگندہ ہو گیا۔ بادشاہ آگرہ کو بہاگا
اہل و عیال کو بہی ہمراہ لینے کی فرصت نصیب ہوئی۔ بیگم مع حرم محترم حضرت ہمایوں کی
عورتوں کی فوج کے ساتہہ پردہ سے باہر نکلیں کہ شیر شاہ کی آنکہہ اونپر پڑی۔ وہ گہوڑے سے نیچے اترا
سب عورتوں کو تسلی دی اور وضو کیا اور خدا تعالیٰ کا دوگانہ شکر ادا کیا اور نہایت عجز و زاری
کے ساتہہ اوسنے یہ کہا کہ الہ العالمین بزرگی و قدرت تیرے ہی لئے سزاوار ہے اسمیں نقصان و
زوال کو راہ نہیں تو نے مجہہ سے کمینہ بندہ کو سرافراز کیا اور ہمایوں جیسے بادشاہ کے لشکر کو
پامال کیا اور اوسکے اہل و عیال کو میرا اسیر بنایا۔ پہر اوسنے نقیبوں کو حکم دیا کہ سارے لشکر
میں پکار دیں کہ کوئی شخص مغلوں کے زن و فرزند کو اسیر نہ کرے اور سب کو حفاظت کے ساتہہ بیگم
کے سراپردہ میں پہنچا دے۔ اسکے حکم کی ہیبت یہ تہی کہ کسی افغان کا مقدور نہ تہا کہ اس حکم
کے خلاف کام کرتا۔ کہتے ہیں کہ چار ہزار مغلوں کی عورتیں بیگم کے سراپردہ میں جمع ہوئیں
ہر عورت کی خوراک اسکے درخور مقرر کی اور چند روز بعد بیگم کو بیرام سال حسین خاں تہمک کے
ساتہہ رہتاس بہیجدیا اور باقی عورتوں کو عزت کے ساتہہ سواریوں میں سوار کر کے اور خرچ راہ دیکر

آگیا ... روانہ کیا ۔ باقی حال ہمایوں کی سلطنت کے ذکر میں پڑھو یہ واقعہ محرم [illegible] میں واقع ہوا
جب کہ شیر خاں کا کوکب ظفر افق سعادت سے طلوع ہوا تھا تو شیر خاں نے اپنا خطاب حضرت عالی
رکھا تھا ۔ اونے اپنے منشیوں کو حکم دیا کہ خطوط جنمیں اوسکی فتح کا حال ہو لکھہ کر چاروں طرف بھیجو
مسند عالی [illegible] خاں اعظم تھا اور سلطان بہلول کے عہد میں اوسکو تاتار خاں
یوسف خیل [illegible] ملی تھی [illegible] کیا [illegible] فرمان کے
[illegible] شیر خاں نے [illegible] سلطان بہلول [illegible] سلطان سکندر [illegible]
[illegible] قوم افغانوں کی [illegible] کیا مجھے مناسب [illegible]
[illegible] خود تخت پر بیٹھوں [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] جب کہ [illegible]
تخت [illegible] عرض کیا کہ سلطان [illegible] سلطان سکندر [illegible]
[illegible] تخت پر [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] سے سرفراز و ممتاز
[illegible] سلاطین [illegible] اور اوسکی تعظیم و تکریم
[illegible] کہ ملک کسی کی میراث
[illegible] آپ کی ذات
[illegible] نکل گیا
[illegible] تو وہ
[illegible] کیونکہ [illegible]
[illegible] دیا [illegible] بادشاہ ہوا [illegible]
[illegible] جاتے تو [illegible] آپس میں لڑکر اپنے ملک کو
[illegible] افغان جو متفرق تھے وہ مجتمع
ہوئے جو [illegible] متفق ہوئے [illegible] پیچھے پھرا [illegible] سبب جو قوم اپنی تو دہ

بادشاہ نہیں رہتے وہ جان نہیں رکھتا ہے۔ بعد ازان اعظم خاں سروانی نے عرض کیا کہ مغل اپنے
بادشاہ کی پشت پناہ رہتے ہیں کہ کشورستانی و ملک گیری کا جامہ انہیں کے بدن پر سیا گیا ہے
انواع فنون تیر اندازی و نیزہ بازی سے ماہر ہیں تداخل و مخارج جنگ کو و صنوف حیل و خداع کو
جو حرب میں [illegible] ہیں جانتے ہیں اور افغانوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور روز
جنگ میں کبھی [illegible] تعریف نہیں سمجھتے ہیں۔ آپ کی حسن تدبیر اور دولت ملک گیری کے
سبب سے مغلوں کی کساد بازاری ہوئی۔ ہر جنگ میں آپ نے مغلوں کو شکست دی اب آیندہ مغلوں
کا منہ نہیں رہا کہ وہ افغانوں پر شمشیر زنی میں لاف زنی کریں۔ اب ساری خلقت کہنے لگی کہ
مغل و افغان [illegible] ایک ادالہی ہے جسکو چاہے دیدے۔ اگر اس نعمت کی شکر میں
تیر سے تخت کو [illegible] اپنے سر پر دھرائیں تو بجا ہے میاں بیر امرا افغانوں نے متفق اللفظ
یہ کہا کہ عیسی خاں سروانی اور اعظم ہمایوں سروانی کی برابر کوئی افغانوں کے لشکر میں نہیں ہے
انہوں نے [illegible] عین صواب ہے۔ بادشاہ بننے میں تاخیر مناسب نہیں اس تقریر سے شیر خاں
خوش ہوا اور [illegible] کہا کہ اگرچہ امر بادشاہی امر عظیم ہے اور مشکلوں سے خالی نہیں مگر جب سب
[illegible] بادشاہ بنانے کی ہے تو میں نے قبول کیا۔ نجوموں سے ٹھیک ساعت پوچھ
کر [illegible] خطاب شیر شاہ رکھا اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور شاہ عالم کا
لقب [illegible] زیادہ کیا عیسی سروانی اوس کے خطبہ و سکہ کا سبب ہوا تھا شیر خاں
نے [illegible] اوسکے ہاتھ سے لکھوایا اور منشیوں کو دیدیا کہ اسکی نقلیں اطراف ملک میں
[illegible] تخت نشینی کی خوشی میں سات روز تک شادمانی کے نقارے بجے اور افغانوں
کے ہر قبیلہ کی فوج آتی تھی اور افغانوں کی رسم کے موافق رقص کرتی تھی اور مطربوں کو
انعام دیتی تھی اور [illegible] رقاص کے سر پر بادشاہ کے خدمتگار زعفران و مشک و گلاب
وغیرہ ڈالتے تھے۔ اور لذیذ کھانے اور مزے دار شیرینیاں و حلوے کھائے جاتے تھے
اور شراب طہور پیتے تھے +

خود شیر شاہ ہمایوں کے تعاقب میں گیا اور کل ملک پر کالپی اور قنوج تک قبضہ کیا

خواص خان کو بہ بہانہ سے لڑنے کے لئے بہیجا کہ اوسکو بالکل غارت و تباہ کردے - جلال خان

جالوی اور حاجی خاں بٹنی کو بنگال بہیجا کہ وہ جہانگیر قلی کو جسکو چھہ ہزار سواروں کے ساتھہ ہمایوں

نے بنگالہ میں متعین کیا تہا یہاں سے نکال دے - اوسکو انہوں نے لڑکر شکست دی اور مار ڈالا

ملک بنگال دوبارہ بالکل افغانوں کے قبضہ میں آگیا - اور اکابر ہند کو جو سپاہ ہمایوں کے ساتھہ

بنگال میں تہے اونکو رخصت کیا شیخ خلیل کو اپنے پاس رکہا اور اوسکو اپنے مخلصوں کاروں اور مشورہ

میں داخل کیا - مسند عالی عیسی خاں سروانی کو گجرات اور مندو کی طرف بہیجا اور اس دیار کے حکام کو

کہا کہ میں اس نوارح میں اپنے بیٹے کو اسلئے بہیجونگا کہ جب قنوج کی جانب ہمایوں بادشاہ متوجہ ہو

تو تم اس بیٹے کے ساتہہ مالک دہلی و آگرہ و سندو کو تاخت و تاراج کرنا ان دنوں میں ملک مالوہ

کے اضلاع میں جدا جدا فرمانروا تہے ایک شخص نامی ملو خاں نے اپنے تئیں ملک مندو و اجین

سارنگ پور کا بادشاہ بنایا تہا اور اپنا نام قادر شاہ رکہا تہا اور داعیہ سلطنت رکہتا تہا - رائسین

اور چندیری میں پورن مل حکومت کرتا تہا وہ راجہ پرتاب سنگہ بن بہوپت کا نائب تہا -

میواس میں سکندر خان حکومت رکہتا تہا - رنتہنبور گڑہ اور جہوہر کا راجہ بہوپال تہا - یا بہوپال کا راجہ مہیشر

تہا حکام مندو نے شیر شاہ کو جواب میں خطوط لکہے کہ جسوقت آپ کا بیٹا ان حدود میں آئے گا

تو ہم اوسکی خدمت گذاری میں تقصیر نہیں کرینگے ملو خاں نے اپنی حماقت سے اپنے رتبہ شاہی

دکہانے کے لئے باوجودیکہ اوسکے امرا نے منع کیا اپنے خط کی پیشانی پر مہر لگائی جب شیر شاہ

پاس یہ خط آیا تو اوسنے مہر کتر کر اپنی دستار میں رکہ لی جسکے معنی یہ تہے کہ اس گستاخی کے عوض میں

اوسکا ایکدن سر کتر اجائیگا جب عیسی خاں گجرات میں آیا تو سلطان محمود خرد سال تہا اوسکے وزیر

دریا خاں نے لکہا کہ ہمارا بادشاہ خرد سال ہے اور امرا آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور لشکر

گجرات بہ سبب بعد مسافت دہلی کی طرف جانے سے متعذر عیسی خاں اپنی مراجعت کے

وقت افغانوں کو جو مندو و گجرات میں تہے ترغیب دیکر اپنے ساتہہ لے آیا جب مسند عالی عیسی خاں

گجرات سے آیا تو شیر خاں نے پوچہا کہ خانخاناں یوسف خیل کے لئے کیا کرنا مناسب ہے عیسی خاں نے

کہا کہ افغانوں کو جو مغلوں سے ضرر پہنچا ہے وہ اسی کے سبب سے پہنچا ہے - وہ شہنشاہ بابر

شیر خان کا بنگالہ پر تسلط و قبضہ اور ملک مالوہ کی حالت +

خانخاناں لودی معزول کا قتل +

کابل سے ہندوستان میں لایا۔ ہمایوں بادشاہ کو گجرات سے وہ ان حدود میں لایا مگر ہمایوں بادشاہ خانخاناں کے کہے پر عمل کرتا تو تجھکو وہ غارت کرتا اور یہ حسرت اسکو نہ ہوتی۔ مگر تیرا اقبال یاور تہا کہ بادشاہ نے خانخاناں کی رائے کے موافق کام نہیں کیا اسلئے اوسکو قتل کرنا چاہیے اوسکو منگیر میں قید رکھنا مصلحت نہیں ہے شیرشاہ نے کہا کہ میں نے جب افغان اوسکے باب میں پوچھا تو اونے یہ کہا کہ یہ ایک بڑا افغان ہے اسکی جان لینی مناسب نہیں ہے مگر میری رائے عیسی خاں کے ساتھ متفق ہے۔ خانخاناں روز گرفتاری سے منگیر میں قید تہا اور آدہ سیر خام جو اوسکو روزینہ ملتا تہا وہ قتل کیا گیا +

قطب خاں کا لڑائی میں مارا جانا +

جب بادشاہ ہمایوں نے قنوج کی طرف کوچ کیا تو شیرشاہ نے اپنے بیٹے قطب خاں کو ملک منڈو کی طرف رخصت کیا کہ وہ حکام منڈو کو ہمراہ لیکر آگرہ اور دہلی کی نواح میں خلل انداز ہوا ور ملک کو تاراج و ویران کرے جب ہمایوں نے سُنا کہ شیرشاہ نے اپنے بیٹے کو چندیری کی طرف بہیجا ہے کہ وہ ان حدود میں خلل انداز ہو تو اُسنے اپنے دونو بھائیوں مرزا ہندال اور مرزا عسکری کو اور امراکو اس طرف روانہ کیا جب مالوہ کے حکام نے سنا کہ ہمایوں کے دو بہائی قطب خاں سے لڑنے آتے ہیں تو اونہوں نے قطب خاں کے ساتھ ہونے سے پہلو تہی کی چندیری جو ندہا کی طرف قطب خان گیا اور یہاں مغلوں سے لڑا اور قتل ہوا مرزا ہندال اور مرزا عسکری فتح پاکر آگرہ میں بادشاہ پاس آگئے۔ اس مہم کا حال پہلے لکہا گیا۔

جب شیرشاہ نے سنا کہ حکام منڈو نے اوسکے بیٹے کے ساتھ موافقت نہ کی اور اسکا بیٹا قطب خاں کشتہ ہوا تو غم و غصہ سے بہت غمگین اور پریشان ہوا مگر اوسکی اوضاع میں ظاہرا تغیر نہیں ہوا حکام منڈو سے کینہ اسکے سینہ میں مخفی جمع رہا۔ اس فتح سے مغل بڑے مغرور ہوگئے اور اونکے اپنے ملک کسی بہی فوج بہت سی آگئی۔ ہمایوں لشکر کو آراستہ کرکے قنوج میں ذیقعدہ ۹۴۶ھ میں مطابق اپریل ۱۵۴۰ع میں آیا۔ شیرشاہ نے بہی دریاے گنگ پر اوسکے مقابل اپنا سپاہ کے گرد حصار بنایا۔ اسی اثناء میں خبر آئی کہ خواص خاں نے مہارتہ کو مار ڈالا۔ اسسے افغانوں کی لشکر میں بڑی خوشی ہوئی شیرشاہ نے خواص خاں کو لکہا کہ جلد یہاں آؤ میں اور تیرے دوست سب چشم براہ ہیں

کر نو آئے تو ہم غنیم سے لڑائی شروع کریں جب شیر شاہ نے سنا کہ خواص خاں قریب آگیا ہے تو اُسنے بادشاہ ہمایوں پاس ایلچی بہیجا کہ یہ کہے دونوں یہاں مورچے جمائے ہیں اب بادشاہ کو اختیار ہے کہ وہ دریا عبور کرکے مجہسے دریا اسطرف لڑے یا مجہسے کہے کہ میں دریا کے پار جاکر لڑوں - ایلچی نے ہمایوں بادشاہ پاس آکر شیر شاہ کا پیغام پہنچایا تو نہایت حقارت کے ساتہہ ہمایوں نے ایلچی کو یہ جواب دیا کہ شیر خاں سے جاکر کہو کہ اگر وہ دریا سے چند کوس پرے ہٹ جائے تو میں دریا سے عبور کرکے اُسسے لڑنے آتا ہوں ایلچی نے شیر شاہ پاس آکر یہ ہمایوں کا پیغام عرض کیا تو دریا کے کنارہ سے شیر شاہ چند کوس پرے ہٹ گیا حمید خاں کاکر نے جو شیر شاہ کے امرا میں سے ایک تہا اوسنے کہا کہ حضور مغلوں کے لشکر پر حملہ پہلے اسسے کریں کہ وہ کل دریا سے عبور کرے شیر شاہ نے جواب دیا کہ اس سے پہلے مجہے دست رس نہ تہی اسلئے میں جنگ میں مکر و خداع کرتا تہا اب خدا کے لطف و کرم سے میرا لشکر ہمایوں کے لشکر سے کم نہیں ہے - باوجود اپنی دست رس کے میں عہد شکنی نکروں گا جب اوس دوبہہ ہوگی تو میں صفیں آراستہ کرکے بے مکر و خداع کے جنگ کرونگا جو ارادہ الہی ہوگا وہ ظہور میں آئے گا جب شیر شاہ کو معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کا تمام لشکر دریا سے اُتر آیا تو اوس نے اپنی عادت کے موافق قلعہ خام بادشاہ کی فوج کے سامنے تیار کیا اور اوس کے نزدیک وہ خیمہ زن ہوا +

چند روز کے بعد خواص خاں جسدن شیر شاہ کے لشکر میں آیا اوسی روز سوار ہوکر ہمایوں کے لشکر میں آیا اور تین سو خچر و شتر اور بہت سے بیل لوٹ کر شیر شاہ کے لشکر میں لایا - ۱۰ محرم روز عاشورہ ۹۴۷ھ دونو لشکر جنگ کے لیے آراستہ ہوئے شیر شاہ نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ قلب میں شیر شاہ ہیبت خاں نیازی جسکا لقب اعظم ہمایوں ۹۵۰ھ میں ہوا مسند عالی عیسی خاں سروانی قطب خاں لودی حاجی خاں جلوی بلند خاں پسر سیف خاں سروانی — بجلی خاں سرمست خاں میمنہ میں جلال خاں پسر شیر شاہ جو شیر شاہ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوا اور اسلام شاہ اُسکا خطاب ہوا تاج خاں سلیمان خان کررانی جلال خاں جلوی اور اور امرا میسرہ میں - عادل خان پسر شیر شاہ قطب خاں - رائے حسین جلوانی اور

دوام جب شیر شاہ نے اپنی سپاہ کو اس طرح آراستہ کیا تو افغانوں سے کہا کہ میں نے بہت سعی
کر کے تمکو جمع کیا ہے اور تمہاری تربیت میں حتی المقدور قصور نہیں کیا۔ آج ہی کے دن کے لئے تمہاری
نگاہداشت کی ہے آج ہی کار و زامتحان کا ہے۔ آج ہی کے دن جو میدان حرب میں غالب ہوگا
اسکا رتبہ بڑہائیگا۔ ایسی کوشش کرو کہ وقت کارزار میں سب افغان یکدل و یکزبان ہوں
افغانوں کی سپاہ میں اتفاق ہو تو کوئی شمشیر زنی میں انکی برابر نہیں۔ میں اپنے عزیزوں سے
التماس کرتا ہوں کہ حسد و خصومت و اختلاف کو جانے دو۔ سلطان ابراہیم کے عہد میں یہ
مخاصمت و اختلاف ہی غالب تھا جس سے افغان مغلوب ہوئے جسکا مزہ انہوں نے خوب
چکہا۔ سپاہ کو فیروزمندی بلندی اوسکے یکدلی سے ہوتی ہے۔ اے عزیزو تمکو یہ معلوم رہے کہ میں نے
عزم جزم کر لیا ہے کہ اس رزمگاہ سے اسوقت زندہ نکلونگا کہ فتح و نصرت ہو ورنہ میرا سر دشمنوں کے
گھوڑوں کے سموں میں مسلا جائیگا۔ مرنا مسلم ہے بہتر ہے کہ ایسے کام میں مریں کہ نیکنام ہوں۔ ای
عزیزو تم ڈرو نہیں۔ رزمگاہ میں اس طرح جاؤ کہ سر کے ساتھ پاسبانی کلاہ رکھو۔ سپاہ کو اس سے
زیادہ کوئی بدنامی اور شرمندگی نہیں ہے کہ اوسکا صاحب مارا جائے اور سپاہی اور خدمتگار
اوسکے زندہ رہیں۔ اس جنگ میں ثبات قدم کے لئے تحریص کرتا ہوں کہ ملک ہند کا ہاتھ
آنا اور اہل و عیال کا مغلوں کے ہاتھ سے رہائی پانا اسی پر موقوف ہے۔ میں بڈہا ہو گیا ہوں۔
ہزاروں تردّدوں سے افغانوں کو جمع کیا ہے اگر خدانخواستہ اس معرکہ میں یہ لشکر شکست
پاکر پراگندہ ہو گیا تو پھر اسکا دوبارہ جمع ہونا محال ہے۔ ہوا سے جو کلیاں درخت سے جھڑ جاتی
ہیں پھر وہ شاخسار پر جمع نہیں ہوتیں + یہ سنکر افغانوں نے عرض کیا کہ حضرت اعلی نے ہماری
تربیت میں نہایت شفقت کی ہے اب یہ وقت خدمتگاری اور جانسپاری کا ہے۔
شیر شاہ نے امرا کو رخصت کیکے فرمایا کہ فوج میں اپنی اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہوا اور پھر وہ خود آیا
اور فوج کو مرتب کر کے روانہ کیا۔
ہمایوں کے مقدمۃ الجیش کو خواص خان کے لشکر نے شکست دی اور شیر شاہ کے میمنہ نے حسین جلال خان افغان
تہا شکست پائی لیکن ان چار آدمیوں نے میدان نہیں چھوڑا جلال خان میان ایوب وانی

غازی بجلی محمد گکبو جب شیر شاہ نے دیکھا کہ اسکی سپاہ میمنہ نے شکست پائی تو اوس نے
مدد کرنے کا ارادہ کیا کہ قطب خاں لودی ساہو خیل نے عرض کیا کہ حضور اپنی جگہ کو نہ چھوڑیں
جس سے لوگ نہ جانیں کہ قلب سپاہ کو بھی شکست ہوگئی بلکہ دشمنوں کے درمیان گھس جائیں
جب شیر شاہ کی سپاہ سیدھی ہمایوں بادشاہ کے لشکر کی طرف چلی تو اوسنے اس سپاہ کو
شکست دی جسنے پہلے اسکی میمنہ سپاہ کو شکست دی تھی۔ اور وہ بھاگ کر قلب سپاہ ہمایوں
میں چلی گئی۔ میمنہ شیر شاہ شکست یافتہ نے پھر کر ہمایوں بادشاہ کو گھیر لیا اور شیر خاں کے
بیٹوں اور امرا افغان نے مردانگی کر کے مغلوں کی فوج کو شکست دی ہیبت خاں نیازی
خواص خاں کی شمشیر آبدار اور سنان جاں گداز نے اس جنگ میں بڑا کام کیا۔ ہمایوں بادشاہ
بذات خود رزم گاہ میں پہاڑ کی طرح استوار کھڑا رہا اور داد شجاعت دیتا رہا مگر جب اسکو یہ
معلوم ہوا کہ مردان غیب شیر شاہ کی طرف سے لڑ رہے ہیں تو امر الہی پر انقیاد کر کے مردان غیب
کی رزم سے عنان کو موڑ کر آگرہ کی طرف گیا۔ اسکی ذات کو کوئی آسیب نہیں پہنچا صحیح سلامت
وہ آگرہ میں پہونچ گیا۔ اس لڑائی کا حال ہمایوں کی سلطنت کے ذکر میں بھی دیکھو۔
کی فوج کا بڑا حصہ گنگا میں ڈوب گیا دریا کا پل سپاہ کے بوجھ سے شکستہ ہوگیا
جب مغلوں کی کارزار سے شیر شاہ کی خاطر جمع ہوئی تو اوسنے شجاعت خاں
ملک بہار و رہتاس میں فوجدار تھا لکھا کہ قلعہ گوالیار کو آکر محاصرہ کرے اور فرمان لیجانے
والے کو کہہ دیا کہ شجاعت خاں جب تک رہتاس کو نہ چھوڑے اوس سے یہ نہ کہنا کہ اوسکا
بیٹا محمود خاں اس لڑائی میں مارا گیا۔ مبادا بیٹے کی وفات سنکر وہ وہاں سے چلنے میں ڈھیل
ڈھال کرے شجاعت خاں پاس جوہی شیر شاہ کا فرمان پہنچا وہ ہی اوسنے چلکر قلعہ گوالیار
کا محاصرہ کیا۔ قنوج سے شیر شاہ نے برمزید گور کو ایک لشکر کثیر کے ساتھ آگے بھیجا اور کہدیا
کہ ہمایوں بادشاہ سے لڑنا نہیں اور ایک اور سپاہ ناصر خاں کو دیکر سنبھل کو روانہ کیا
کہ بہت جلد اس ملک کا انتظام کرے وہ خود آگرہ کی طرف چلا (تاریخ خان جہاں میں یہ لکھا ہے
کہ دو برس کے بعد ہمایوں بادشاہ نے آگرہ میں آکر امیر سید رفیع الدین سے کہا کہ اوسکی سپاہ کو

[illegible]

افغانوں نے شکست نہیں دی بلکہ ہیمو نے یہ دیکھا کہ مردان عیسٰی وسکی سپاہ سے لڑتے تھے اور اونکے گھوڑوں کی باگیں موڑتے تھے جب وہ سرہند میں آیا تو وہاں یہی داستان اوسنے مجدالدین سرہندی سے کہی۔ جب شیر شاہ آگرہ کے پاس آیا تو ہمایوں بادشاہ آگرہ میں نہیں رہ سکتا تھا وہ لاہور کی جانب متوجہ ہوا۔ برمزید گور آگرہ میں آیا اوسنے اکثر مغلوں کو جو آگرہ میں رہ گئے تھے قتل کیا۔ اس کی یہ حرکت شیر شاہ کو پسند نہ آئی اسکو بڑی ملامت کی شیر شاہ خود آگرہ میں آیا اور یہاں چندروز توقف کیا خواص خاں برمزید گور کو افغانوں کی ایک جماعت کثیر کے ساتھہ ہمایوں بادشاہ کے تعاقب میں بھیجا اور حکم دیدیا کہ اوس سے پچاس کوس کے فاصلہ پر رہے کیونکہ اس تعاقب سے ہمایوں کا ہندوستان سے نکالنا بے جنگ کے منظور تھا جب شیر شاہ دہلی میں آیا تو سنبھل کے مخادیم ورعیت نے آنکر استغاثہ کیا کہ نصیر خاں نے اوسکے حق میں طرح طرح کے ظلم وستم برپا کر رکھے ہیں شیر شاہ نے اوسکی جگہ مسند عالی عیسٰی خاں پسر گکبور کو مقرر کر دیا اور سرکار سنبھل کے علاوہ کانٹ وگولہ اوسکے اہل وعیال کی پرورش کے لئے اوسکو دیدیا اور حکم دیا کہ پانچ ہزار سوار وہ اپنے پاس رکھے اور نصیر خاں اوسکی خدمت میں رہے جب سنبھل جانے کے لئے عیسٰی خاں کو شیر شاہ نے روانہ کیا تو اوسنے یہ کہا کہ دہلی سے لکھنو تک ملک سے اب میری خاطر جمع ہوئی جب عیسٰی خاں سنبھل میں آیا تو اوسنے دیکھا کہ نصیر خاں نے بیرم بیگ مہردار ہمایوں بادشاہ کو پکڑ رکھا ہے یہ بیرم بیگ (بیرام خاں) وہی ہے جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد میں خانخاناں کا خطاب ملا تھا سنبھل میں بیرم بیگ کے آنے کا سبب تھا کہ جب ہمایوں کے لشکر کو قنوج میں شکست ہوئی اور اوسکے لشکر میں تفرقہ پڑا تو بیرم بیگ میاں عبدالوہاب پسر میاں عزیز اللہ خاں میر سنبھل کے پاس سنبھل میں آیا۔ میاں عبدالوہاب نصیر خاں کے خوف سے اوسکو سنبھل میں نہیں رکھہ سکتا تھا اسلئے اوسنے لکھنہ کے راجہ متر سین پاس بیرم بیگ کو بھیجدیا کہ چندروز اوسکو اپنے پاس رکھے۔ راجہ نے چندروز تک اپنے ملک کے شمالی حصہ میں جسکے اندر جنگل تھا رکھا نصیر خاں کو خبر ہوئی کہ وہ راجہ متر سین پاس ہے اوسنے راجہ کو لکھا کہ وہ بیرم بیگ کو لیکر حاضر ہو

شیر شاہ کے خوف و دہشت کے سبب سے بیرم بیگ کو اپنے پاس راجہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اوسنے
نصیر خاں کے حوالہ کیا۔ نصیر خاں نے اوسکے مارنے کا قصد کیا۔ تو میاں عبد الوہاب جو سکندر لودی
کے زمانہ سے مسند عالی عیسیٰ خاں کے آشنا تھے اس پاس گئے اور عرض کیا کہ نصیر خاں ظالم بیرم بیگ
کے مارنے کا قصد رکھتا ہے آپ اوسکو اس ظالم کے پھندے سے نکالئے۔ عیسیٰ خاں نے نصیر خاں
سے بیرم بیگ کو خلاص کیا اور اپنے گھر میں چند روز رکھا اور راجہ متر سین اس امر کی ضمانت
لی کہ جب میں شیر شاہ پاس جاؤں تو بیرم بیگ و [illegible] ہمراہ جائے ✦

جب مسند عالی عیسیٰ خاں مہم منڈو و اجین میں شیر شاہ کی خدمت [illegible] آیا تو بیرم بیگ کو ہمراہ
لے گیا اور شہر اجین میں اوسکو شیر شاہ کی خدمت میں [illegible] شیر شاہ نے [illegible] پوچھا
کہ اتنے دنوں کہاں رہا تو عیسیٰ خاں نے عرض کیا کہ [illegible] کے گھر [illegible] شیر شاہ نے کہا
کہ افغانوں کی قوم میں یہ امر قرار پا گیا ہے کہ جو گنہگار [illegible] گھر میں پناہ لے اوسکا قصور
معاف کیا جائے میں نے بھی بیرم بیگ کا گناہ [illegible] خاں نے عرض [illegible] شیخ [illegible] کی خاطر
تو حضور نے بیرم بیگ کا قصور معاف کیا۔ [illegible] اوسکو خلعت [illegible] عنایت ہوا اور اوسکو
اجازت ہوئی کہ وہ محمد قاسم خاں کے ساتھ خیمہ میں [illegible] گیا [illegible] شیر شاہ نے
اوسکے لیے جگہ محمد قاسم کے پاس متعین کر دی [illegible] سفر کیا تو دونو بیرم بیگ
اور محمد قاسم گجرات کی طرف بھاگ گئے۔ [illegible] مارا گیا اور بیرم بیگ گجرات گیا۔ شیخ
گدائی گجرات میں تھا اُنسے اور خدمات پسندیدہ کرکے گجرات سے اپنے بادشاہ ہمایوں کی خدمت
میں پہنچا۔ جب ہمایوں کی وفات کے بعد بیرم بیگ [illegible] ہوا تو اوسنے شیخ گدائی و میاں عبد الوہاب
و راجہ متر سین کے ساتھ ایسے احسان کیے جس سے زیادہ تصور بھی نہیں آ سکتے۔ اس وقت عیسیٰ خاں
بھی زندہ تھا نوّے برس کی عمر تھی بعض آدمیوں نے اوس سے کہا کہ آپ بھی خانخاناں پاس جائیے
تو اوسنے کہا کہ میں طمع دنیوی کے لئے مغل کے آگے نہیں جاؤنگا یہی باپ کا طریقہ اوسکے بیٹوں نے
بھی اختیار کیا کہ اپنے احسان کا معاوضہ بیرم خاں سے نہیں طلب کیا۔ بیرم خاں سے بھی جب اوسکے
دوستوں نے پوچھا کہ عیسیٰ خاں نے آپ پر کوئی احسان کیا ہے تو اوسنے کہا کہ اوسنے میری جان بچائی

عیسیٰ خاں کا حال +

اگر وہ میرے پاس آئے تو اوسکے آنیکو میں اپنا فخر سمجھونگا اگر میں شیر شاہ سے زیادہ مدد دسکونگا تو سنبھل تو ضرور اوسکو دیدونگا۔

شیر شاہ نے میوات حاجی خاں کو سپرد کیا اور آپ لاہور کی طرف چلا سرہند میں آن کر خواص خاں کو یہ ملک حوالہ کیا خواص خاں نے اوسکو اپنے غلام ملک بھگونت کو دیا جب ہمایوں بادشاہ لاہور میں آیا تو بعض مغل ولایت سے تازہ وارد بادشاہ پاس آئے اونہوں نے افغانوں کی جنگ نہ دیکھی تھی اونہوں نے بادشاہ سے درخواست کی۔ افغانوں کے ساتھ لڑنیکے لئے بادشاہ ہمکو بھیجے پھر ہم دیکھیں کہ میدان جنگ میں افغان ہمارے حریف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہمایوں نے اون کو لڑنے کے لئے بھیجا شیر شاہ نے خواص خاں و برمزید گور کو دہلی سے بھیجا سلطان پور میں یہ لشکر دو چار ہوئے اور آپس میں لڑے مغلوں کو شکست ہوئی اور وہ لاہور میں آئے خواص خاں نے سلطان پور میں توقف کیا شہنشاہ ہمایوں اور مرزا کامراں نے لاہور چھوڑ دیا کچھ دنوں کے بعد شیر شاہ لاہور پر قابض ہوا مگر یہاں قیام نہیں کیا لاہور سے تیسری منزل پر تھا کہ اوس نے سنا کہ کوہستان جود کی راہ سے مرزا کامراں تو کابل گیا اور شہنشاہ ہمایوں دریائے سندھ کے کناروں پر ملتان اور بھکر کی جانب متوجہ ہے شیر شاہ خوشاب میں آیا قطب خاں نیت خاں خواص خان۔ حاجی خان حبیب خاں۔ سرمست خاں جلوانی عیسی خاں نیازی۔ برمزید گور کو اور اپنے لشکر کے بڑے حصہ کو ملتان کی طرف ہمایوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اور انکو ہدایت کردی کہ ہمایوں سے لڑنا نہیں بلکہ یہاں کی مملکت سے خارج کرکے اولٹے چلے آنا جب وہ دو منزل چلے تھے کہ اونہوں نے سنا کہ مغلوں کی سپاہ کے دو حصے ہو گئے ہیں افغانوں کو تردد ہوا کہ شیر شاہ پاس تھوڑی سپاہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ایلغار کرکے مغل اوسپر حملہ آور ہوں اسلئے افغانوں نے بھی اپنی سپاہ کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ خواص خاں و عیسی خاں وغیرہ کے ماتحت تھا وہ دریائے خوشاب سے عبور کرکے جہلم کے کنارہ کنارہ ملتان کی طرف گیا اور دوسرا حصہ قطب خاں کے ماتحت تھا وہ اوس طرف اپنی ... کے کنارہ کنارہ سفر کرتا تھا۔ ہمایوں کے لشکر کی وہ جماعت جو کابل جانے کے لئے جدا ہوئی تھی خواص خاں کے لشکر سے لڑی مگر لڑنے کی سکت اوسمیں نہ تھی علم و نقارہ چھوڑ کر بھاگی خواص خاں اس علم و نقارہ

شیر شاہ کا ہمایوں کو ہندوستان سے نکالنا +

لیکر شیرشاہ کی خدمت میں آیا۔ شیرخان نے خوشاب میں توقف کیا۔ اسمعیل خاں۔ فتح خان و
غازی خاں۔ بلوچ شیرشاہ کی خدمت میں آئے۔ شیرشاہ نے حکم دیا کہ بلوچی اپنے گھوڑوں کو داغ
لگائیں تو اسمعیل خاں نے کہا کہ اور آدمی اپنے گھوڑوں کے داغ لگاتے ہیں میں اپنے بدن پر
داغ لگواؤں گا۔ شیرشاہ یہ بات سُنکر خوش ہوا اور اونکے گھوڑے کے داغ کو موقوف کیا اور
ملک سندہ اوسکو حوالہ کیا ملک روہ کے افغان ہر قوم وقبیلہ کے اُس پاس آنے شروع ہوئے
شیخ بایزید جو بڑے متبرک اور ولی تھے وہ بھی شیرشاہ پاس خوشاب میں ملنے آئے۔ بادشاہ نے
اونسے معانقہ کیا اور بڑی تکریم وتعظیم کی۔ ایک لاکھ تنکہ اور ہندوستان اور بنگال کے عمدہ اقمشہ
دے کر رود کو واپس جانے کی اجازت دی شیخ نے عرض کیا کہ لنگاہ کے خاندان کے عہد
حکومت سے میرے بزرگوں کے ملک پر بلوچوں نے قبضہ کر لیا ہے شیرشاہ نے حکم دیا کہ اسمعیل بلوچ کو
لگروں کے ملک میں پرگنہ سندو نہ دیا جائے اور بلوچیوں نے جو شیخ بایزید کا ملک دبا لیا ہے وہ اوس کو
واپس دیدیا جائے۔ وہ سروانی زمینوں کا اصل مستحق ہے شیخ اسمعیل کا مقدور نہ تھا کہ وہ شیرشاہ
کے حکم کی تعمیل نہ کرتا اُسنے پرگنہ سندو نہ اور لگروں کے دیہات لے لئے اور سروانیوں کی زمین
بایزید کو دیدی۔ یہ شیخ بایزید دوبارہ شیرشاہ سے اجین وسارنگپور کی مہم میں ملنے آیا تھا
شیرشاہ نے اوسکو دو ہزار بیگہ زمین پرگنہ مٹنور میں دی اور ایک لاکھ تنکہ دینے کا وعدہ معمول
جو بادشاہ کی ہر ملاقات پر ٹھیرا تھا وہ دیا تیسری دفعہ شیخ جب مہم کالنجر میں شیرشاہ پاس آیا تو
اونسے وعدہ کیا کہ میں مہم کالنجر سے فارغ ہو کر اوسکو اضلاع سندہ وملتان اور بلوچوں کا ملک
دیدونگا روہ سے جو لوگ اوس کی قوم وقبیلہ کے آئے اونکو اوسنے اونکی امید زیادہ نقد وجنس
دریادلی کے ساتھ عنایت کیا۔ سارنگ گکھر شیرشاہ کی خدمت میں نہیں آیا تھا اسلئے اوسنے
کوہستان بیدمان اور گرجھاک میں لشکر سمیت گشت کیا کہ کسی مناسب مقام پر قلعہ ایسا بنائے
کہ وہ گکھروں کی سرکوبی کیا کرے۔ اور جب وہ خود یہاں سے چلا جائے تو کابل کی راہ پر سپاہ اسمیں
چھوڑ جائے اوسنے کابل وہندوستان کی حد پر ایک قلعہ بنایا اور اوسکا نام رہتاس رکھا جو
ابتک موجود ہے گکھروں کے ملک کو تاخت وتاراج کیا اور گکھروں کو قید کیا اور سارنگ گکھر کے بیٹی

پکڑکر خواص خاں کے حوالہ کی یہاں یہ ہو رہا تہا کہ بنگال سے خبر آئی کہ خضر خاں حاکم بنگال نے سلطان محمود
آخر بادشاہ بنگالہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس ملک کی رسم کے موافق وہ ٹوکی پر بیٹھا یعنے صدر نشین ہوا
اس خبر سے شیر شاہ کو وحشت ہوئی اور وہ خواص خاں و عیسیٰ خاں اور امرا کو قلعہ رہتاس میں چھوڑ کر
بنگال میں آیا خضر خاں اسکے استقبال کو گیا شیر شاہ نے اوس سے پوچھا کہ میری اجازت بغیر
کیوں تو نے سلطان محمود کی بیٹی سے نکاح کیا اور بادشاہان بنگال کی طرح ٹوکی پر بیٹھا امرا
بادشاہی کو چاہئے کہ وہ بادشاہ کی اجازت بغیر کوئی کام نہ کریں یہ کہکر اوسنے حکم دیا کہ اوسکے
ہاتھوں میں ہتکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں اور فرمایا کہ جو امیر میرے حکم بغیر ایسا کام
کریگا وہ سیاست کی بلا میں مبتلا ہوگا۔ پھر بنگال کو اضلاع میں تقسیم کر دیا اور ایسا خوب بندوبست
کیا کہ آیندہ کے لئے فساد و شورش کا اندیشہ باقی نہ رہا۔ اور قاضی فضیلت کو جنکا عرف قاضی
فضیحت ہوا ملک بنگال کا منتظم مقرر کیا اور خود آگرہ میں آیا +

جب آگرہ میں شیر شاہ پہنچا تو شجاعت خاں کا خط اس مضمون کا آیا کہ محمد قاسم خاں حاکم گوالیار سے
یہ شرائط ٹہیری ہیں کہ قلعہ گوالیار کو افغان لے لیں۔ اور بادشاہی لشکر میں مغلوں کو آنے جانے
دیں روک ٹوک نہ کریں۔ بادشاہ جسوقت آئے محمد قاسم اوسکے روبرو پیش کیا جائے اور قلعہ
گوالیار جسکو بادشاہ حکم دے حوالہ کیا جائے اسکا جواب شیر شاہ نے لکہا کہ اب میں گوالیار کے رستہ سے
منڈو جاتا ہوں اور اس جانے سے مقصد یہ ہے کہ امراء منڈو سے اسکا انتقام لوں کہ اونہوں نے میرے
لخت جگر قطب خاں کے گلے پر چہری پہروادی اور آپ خود بیٹھے ہوئے تماشا دیکہا کئے اسوقت
یہاں ملک منڈو میں کئی امیر مطلق العنان حکمران بن رہے تہے۔ ایک ملو خاں تہا جو بادشاہ
بنا تہا۔ قادر شاہ اپنا خطاب رکھا تھا۔ شادمان آباد یعنی قلعہ منڈو۔ اجین۔ سارنگ پور قلعہ نتھنبور
میں اسکا عمل دخل تھا۔ دوسرا سکندر خاں تھا ملک سیواس اور ہنڈیا میں حکمرانی کرتا تہا تیسرا
راجہ پرتاب سپر بہوپت شاہ تھا۔ وہ خورد سال تھا بھیا پورن مل اسکا نائب تھا۔ اضلاع
چندیری اور رائسین میں اسکی حکومت تھی۔ چوتھا بھوپال تھا وہ بیجاگڈہ اور ہبارہ میں ریاست
کرتا تھا جب شیر شاہ گوالیار میں آیا تو ابوالقاسم نے جو ہمایوں کے امراء عظم میں تہا۔ گوالیار

خضر خاں کا بنگال جانا اور گرفتار ہونا +

مالوہ کی فتح ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء +

شیر شاہ کے آدمیونکو حوالہ کیا جب شیر شاہ منزل گاگرون میں آیا تو شجاعت خان نے رام شاہ راجہ گوالیار کو بھیجکر بھیا پورنمل نائب ریاست رائسین کو بلایا اونے لکھا کہ میں جب آؤنگا کہ شجاعت خان مجھے لینے آئیگا۔ اس لکھنے سے شجاعت خان رائسین پاس گیا اور پورن مل کو بادشاہ کے روبرو لایا۔ بھیا پورن کی روانگی کیوقت اوسکی بیوی رتنا ولی نے جو اپنے شوہر پر عاشق تھی شجاعت خاں سے کہا کہ میں کہانا جبتک نہ کہاؤنگی کہ اپنے خاوند کی صورت نہ دیکھونگی قلعہ کی فصیل پر بیٹھی اوسکی راہ تکونگی شجاعت خاں نے اوس سے کہا کہ خاطر جمع رکھہ تیرا خاوند آج جائیگا کل آئیگا۔ بھیا پورنمل کو شجاعت خاں چھہ ہزار سوارونکے ساتھہ جنمیں سے ہر ایک کی عمر چالیس برس سے کم تھی بادشاہ کے روبرو لایا شیر شاہ نے فوراً سو گھوڑے اور سو خلعت اوسکو عنایت کئے اور مراجعت کے لئے کہا۔ اپنے بھائی چتر بھوج کو بادشاہ کی خدمت کے لئے وہ چھوڑ گیا اور خود واپس گیا +

جب بادشاہ منزل بمنزل سارنگپور میں آیا تو ملو خاں کا وکیل پیغام لایا کہ وہ بادشاہ کی خدمت کے لئے چلا آتا ہے شیر شاہ نے شجاعت خاں کو اوسکے استقبال کے لئے بھیجا شیر شاہ نے خیموں کے باہر بیٹھا اور دربار عام کیا شجاعت خاں ملو خاں کو بادشاہ کے روبرو لایا شیر شاہ نے اوس سے پوچھا کہ تیرا خیمہ ڈیرا کہاں ہے اونے عرض کیا کہ میں حضور کی خدمت میں تنہا آیا ہوں تا میرا خیمہ حضور کا دربان ہے اگر حضور اپنے خیمہ کی چار چوب کشی کی خدمت مرحمت فرمائیں تو میں اوسکو اپنی بڑی عزت سمجھوں شجاعت خاں نے بیان کیا کہ ملو خاں دو سو سوار کے ساتھہ آیا ہے شیر شاہ نے حکم دیا کہ ایک سراپردہ سرخ مع عمدہ سامان کے اوس کے لائق لگایا جائے جب لشکر نے سارنگپور سے کوچ کیا تو شیر شاہ نے ملو خان کو اپنے تمام لشکر کی ترتیب دکھائی جسکو ملو خاں دیکھہ کر دنگ رہ گیا کبھی اونے ایسی فوج دیکھی نہ تھی جسوقت بادشاہ کا چتر سوارونکو دکھائی دیا تو اپنی تلواریں میان سے نکال کر چتر کی طرف دوڑے آئے اور گھوڑوں سے اترے اور سواروں کے کل دستوں نے اس طرح سلام کیا کہ وہ لڑائی کے دن کیا کرتے تھے۔ جب اونے دیکھا کہ ہر منزل میں سپاہی ایسی محنت مشقت کرتے ہیں کہ لشکر کے گرد خندق کھودتے ہیں اور قلعہ بناتے ہیں تو اوسکے ہوش اڑ گئے اونے افغانوں سے کہا کہ اللہ اکبر کیسی محنت کرتے ہو لمحہ بھر آرام اپنے اوپر حرام جانتے ہو افغانو

کہا کہ ہمارے بادشاہ کا بھی یہی محنت کرنے کا دستور ہے اسلئے ہمکو بھی اس محنت مشقت کی عادت ایسی ہوگئی ہے کہ اس سے کلفت اصلا نہیں ہوتی سپاہی کو چاہیے کہ اوسکا صاحب جس محنت و مشقت و خدمت کو چاہے اوسکے کرنے سے وہ تنگ نہ آئے آرام کرنا عورتوں کا کام ہے نیک مردوں کے واسطے آرام کرنا شرم کا مقام ہے سارنگپور اور اوجین کے درمیان ایک منزل میں شیرشاہ نے اپنے لڑکپن کی یہ داستان سُنائی کہ میں اپنی نوعمری میں سخت جفاکش تہا پندرہ پندرہ کوس پیادہ پا تیر و کمان لیکر شکار کے لیے چلا جاتا تہا ایکدن قزاقوں نے مجھے آگھیرا میں اونکے ساتہہ اتفاق سے رہنے لگا بہت دنوں تک اونکے ساتہہ غارتگری اور راہزنی کرتا رہا کشتی میں بیٹھا ہوا ایکدن میں نئے دوستوں کے ساتہہ چلا جاتا تہا کہ مجھکو میرے دشمنوں نے آگھیرا اور لڑائی کے بعد وہ فتحمند ہوئے میں تیر اور کمان کو سر پر رکھہ کر دریا میں کود پڑا اور تین کوس تک تیرتا چلا گیا۔ اوس روز سے اوس کام سے توبہ کی۔ واقعات مشتاقی اور تاریخ داؤدی میں لکھا ہے کہ یہ ایک نئی بات ہے کہ شیرشاہ کیا تو ملنسی اور مسخرے پن سے اپنے اس مہمان سے یہ باتیں کرتا تہا کہ جس سے انتقام لینے پر اوسوقت اوسنے قسم کہائی تہی کہ خطر پر مہر لگا کر اوسنے بہیجی تہی اور اپنے اقوال اور افعال سے اوسکا سادہ لوح ہونا ظاہر معلوم ہوتا تہا ایسا مصنف تاریخ نے جسنے یہ کہانی لکہی ہے جو قابل اعتبار نہیں ہے اپنے بہولے پنے سے یقین کرلی ہے۔ خاندان تیموریہ کے مورخوں مثلاً ابو الفضل نے اس کہانی پر حاشیے چڑہا کر یہ لکھہ دیا ہے کہ شیرخاں ابتدا عمر میں چوری کیتی راہزنی اور بہت سے برے کام کیا کرتا تہا۔

جب شیرشاہ اُجین آیا تو وہ کالیدہ میں مقیم ہوا تو سکندرخاں میانی حاکم سیواس شیرشاہ کی خدمت میں آیا اور اطاعت اختیار کی شیرشاہ نے ولایت سیواس شجاعت خاں کے حوالہ کی ملوخان بغیر کسی عہد و پیمان کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تہا اور بادشاہ سے پناہ مانگی تہی اور اپنے جرایم سے توبہ و استغفار کی تہی اسلئے اوسکو سرکار کالپی شیرشاہ نے عنایت کی + ملوخان اپنے اہل و عیال کو قلعہ اجین سے باہر لایا تو اوسکو یہ خیال آیا کہ شیرشاہ کی خدمت کے لیے جس محنت و مشقت کی ضرورت ہے اوسکی تاب مجہہ میں نہیں ہے اسلئے کسی مکر و حیلہ سے

اوسکے لشکر سے باہر نکلنا چاہیے - واقعات مشتاقی اور تاریخ داؤدی میں یہ لکھا ہی کہ وہ چوکنا
اس سبب سے ہوا تھا کہ اوسنے ایکدن دیکھا کہ قلعہ گوالیار میں جو مغلوں کے بڑے بڑے امیروں کی جماعت
قید ہوئی تھی وہ لشکر کے گرد خندق کہود رہی ہے اور بیلداروں کی طرح پہاوڑے بجارہی ہے اور ہر روز اونکو
یہ کام کرنا پڑتا ہے تو اوسے خوف ہوا کہ کہیں مجھے بہی یہ بیلداری نہ کرنی پڑے اسلئے اوسنے ہندو
غلاموں کی طرح بھاگنے کا ارادہ کیا شیرشاہ اوسکے اس ارادہ کو سمجھہ گیا اوسنے شجاعت خاں کو حکم دیا
کہ اوسے گرفتار کرلے شجاعت خاں نے ملو خاں کی طرف دیکھا وہ زیرک ہوشیار تہا وہ سمجھہ گیا کہ اسکے
لئے کیا ہو رہا ہے اوسنے شجاعت خاں سے کہا کہ تم بادشاہ سے عرض کرو کہ میرے بال بچوں کے
واسطے سامان بار برداری نہیں ہے کالپی کسطرح انکو روانہ کروں شجاعت خاں نے بادشاہ سے
ملو خاں کی اس عرض کو گزارش کیا شیرشاہ نے حکم دیا کہ سو اونٹ اور سو خچر اوسکو دیں جب
اوسکے خیمہ پر یہ خچر اور اونٹ آئے تو شتربانوں اور خچر والوں کو اتنی شراب پلائی کہ وہ بیہوش
ہوگئے تو پھر وہ اپنے خزانے اور اہل وعیال کو لیکر بھاگ گیا جب دن ہوا تو معلوم ہوا کہ ملو خاں
بھاگ گیا شیرشاہ نے کہا کہ دیکھو ملو غلام مکار نے کیا بدی کی ہے شجاعت خاں پر شیرشاہ
بہت غضب ہوا اور اوسکو حکم دیا کہ ملو خاں جہاں ہو اوسکو پکڑ کر میرے پاس لائے میں نے
تجھے نہیں کہا تھا کہ تو اوسکو گرفتار کرے مگر تو نے اوسکو نہ پکڑا غفلت کی - واقعات مشتاقی اور
تاریخ داؤدی میں اوسکے برخلاف لکھا ہی کہ جب شجاعت خاں نے شیرشاہ سے عرض کیا کہ ملو خاں
کے بھاگنے کا ارادہ ہے تو اوسنے یہ جواب دیا کہ میں تو یہ خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ بھاگ جائے اسلئے
میں نے اوسکے بھاگنے کی کوئی راہ نہیں روکی اب جو وہ بھاگنے کو کہتا ہے تو اوس سے کچھہ نہ کہو
اور کسی بات پر خیال نہ کرو اور اگر وہ تجھکو روپیہ رشوت میں دے تو لے لے اور اوسکو بھاگنے
دے اس سبب سے شجاعت خاں نے ملو خاں سے سات لاکھہ ٹنکہ رشوت میں لیے اور اوس سے
کہہ دیا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا - رات کو وہ بھاگ گیا - احمد یادگار نے لکھا ہے کہ شیرشاہ
نے شجاعت سے کہا کہ اگر یہ پیادہ رو تجھکو رشوت دے تو لے لے اور اوسکو جانے دے احمد خاں سور
اور فتح خاں نیازی نے جسکی حراست میں وہ تھا ایک ایک ہزار اشرفی لیکے رشوت میں لی اور اوسکو بھاگنے دیا

ملو خاں کا بھاگنا +

اس واقعہ کے بیان کرنے میں مورخوں میں اختلاف بہت ہے۔ یہ یقین نہیں آتا کہ شیر شاہ نے رشوت ستانی کی اجازت دی ہو اور پھر ملوخاں کے پیچھے تعاقب میں سپاہ کثیر روانہ کی ہو +

شجاعت خاں ملوخاں کی تلاش میں گیا اور وہ ناکام رہا۔ وہ سلطان محمود پاس گجرات میں چلا گیا احمد یادگار یہ بیان کرتا ہے کہ ملوخاں نے سارنگ پور اور اور مقامات کو تاخت و تاراج کیا۔ ہیبت خاں نے اوس پر شبخون مارکر اوسکو مع ساتھیوں کے قتل کیا اس خدمت کے صلہ میں اوسکو اعظم ہمایوں کا خطاب ملا۔ تاریخ شیر شاہی میں لکھا ہے کہ یہ خطاب ملتان فتح کرنے پر ملا +

جب شجاعت خاں منڈو کی سرحد سے واپس آیا۔ بادشاہ اس سے ایسا خفا ہوا کہ کل ملک منڈو جو اوسکو پہلے عنایت ہوا تھا وہ اوس سے چھین لیا اور اوسکے عوض میں سیواس (ستواس) اور ہنڈیا وغیرہ دیدیا جو سکندر میانی کے پاس تھے اور جنکا محصول چار ہزار سواروں کا وظیفہ تھا دریا خاں گجراتی وزیر سلطان محمود بادشاہ گجرات اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر شیر شاہ کی خدمت میں آیا تھا اوسکو اُجین دیدیا۔ اور سارنگ پور عالم خاں کو دیدیا وہ بھی سلطان محمود کے امرا میں سے بھاگ کر اوس کے پاس آیا تھا حاجی خاں اور جنید خاں کو اس ملک کا فوجدار بنایا اور شہر دہار اونکے حوالہ کیا اور خود راہ رنتھنبور سے مراجعت کی جو اس سڑک پر تھا جو سکندر میانی حاکم سیواس بھاگا تھا عثمان نے جسکا نام پہلے ابوالفتح تھا اور رنتھنبور میں ملوخاں کی طرف سے حاکم تھا اوسنے اگر شیر شاہ کی اطاعت اختیار کی یہ قلعہ اوسنے اپنے بیٹے عادل خاں کے حوالہ کیا اور خود آگرہ میں آیا +

جب شیر شاہ ملک منڈو سے چلا آیا تو سکندر خاں کا بھائی نصیر خاں چھ ہزار سوار اور دو سو ہاتھی لیکر شجاعت خاں پر چڑھ کے چلا شجاعت خاں پاس صرف دو ہزار سوار تھے۔ نصیر خاں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ شجاعت خاں کو زندہ گرفتار کریں تاکہ میں اوسکو سکندر خاں کے عوض قید رکھوں جب تک شیر شاہ سکندر خاں کو نہ چھوڑے میں شجاعت خاں کو نہ چھوڑوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نصیر خاں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اوسکا بھائی سکندر خاں بھاگ گیا ہے پہلے اوپہند کو روانہ ہوا یا وہ پھر گرفتار ہو گیا ہوگا جب شجاعت خاں نے سنا کہ نصیر خاں آتا ہے تو

شجاعت خاں کا منڈو کا دوبارہ شیر شاہ کا ہونا +

اوس سے لڑنے کے لئے نکلا اور قیل گڑہ میں دونو لشکروں میں جنگ ہوئی طرفین سے تہوڑی تہوڑی
فوجیں بہاگ گئیں تین آدمیوں نے قسم کہائی تہی کہ ہم صرف شجاعت خاں ہی پر حملہ
کریں گے اونکے نام یہ تہے میاں عمر۔ سید طاہر۔ سوم کوئی کرن انہیں میں ایک نے شجاعت خاں کے خنجر مارا دوسرے
نے اوسکو نیزہ لگایا کہ تہنا زخمی ہوا اور آگے کا دانت گر پڑا تیسرے نے شمشیر لگائی اور اوسکے
بال پکڑے کہ زندہ گرفتار کرکے نصیر خاں پاس لیجاوے شجاعت خاں نے تیسرے آدمی کے ہاتہہ
تلوار سے اوڑا دئے اور اپنے تئیں چہپالیا بہار خاں کے خاص خیل نے دوسرے سوار کو مار ڈالا اور
مبارک خاں شیروانی نے تیسرے سوار کو قتل کیا یوں شجاعت خاں خلاص ہوا اور افتادہ علم اوسکا
پہر ایستادہ ہوا۔ اور جو فوج بہاگی تہی وہ پہر جمع ہوئی اور اوسنے فتح حاصل کی اور نصیر خاں بہاگ گیا
اور اوسکے دو سو ہاتہی شجاعت خاں کو ہاتہہ لگے۔ اس فتح کے بعد وہ منڈو میں آگیا ابہی
اس جنگ سے چہٹا ہی تہا کہ اوسکے پاس یہ خبر آئی کہ ملو خاں چلا آتا ہے اور اوسنے حاجی خاں
کو گہیر لیا جسنے قلعہ منڈو میں پناہ لی۔ ہر چند شجاعت خاں کے زخم ہرے تہے مگر وہ حاجی خاں کی
مدد کو گیا اور دو سو ہاتہی اپنے ساتہہ لے گیا۔ دوسرے روز افغانوں کا لشکر بڑی جوانمردی سے
لڑا اور ملو خاں کو شکست دی وہ گجرات بہاگ گیا جب شیر شاہ نے شجاعت خاں کی اس مردانگی
اور شجاعت کا حال سنا تو حاجی خاں حاکم منڈو کو اپنے پاس بلالیا اور بارہ ہزار کا منصب اوسکو
دیا اور شجاعت خاں کو اجین سارنگپور۔ ماندو منڈسور جاگیر میں دے ملک سیواس شمس خاں
بہار خاں اور نصیر خاں نیازی کو جو شجاعت خاں کے عزیز تہے دیا اور اس طرح شجاعت خاں
کل ملک منڈو (مالوہ) کا مالک ہوگیا+

شیر شاہ آگرہ میں دو برس رہا اور کبہی دہلی بہی گیا۔ پہر وہ بہار و بنگال کی طرف روانہ
ہوا اس ملک میں سخت بخار اور درد میں مبتلا ہوا۔ اس حالت مرض میں اوسنے بار بار کہا کہ میں
بڑی غلطی کی جو اس طرف آیا خدا تعالی مجہے اپنے فضل سے جلد شفا دے تو میں چندیری
جاؤں اور بہیا پورن مل سے سمجہوں جسنے خاندانی مسلمانوں کو خاص کر سادات بلگرام کو غلام بنایا
اور اونکی بہو بیٹیوں کو پاترنا کے بازار اور کوچوں میں نچوایا اور میرے بیٹے قطب خاں کا ساتہہ

نہ دیا اوسکو ایسی سزا دوں کہ وہ بھی یاد کرے اور پھر کسی ہندو کا حوصلہ نہ پڑے کہ وہ مسلمانوں پر
ایسا ظلم و تعدی کرے بعنایت الٰہی اوسکو شفا ہوئی اور وہ آگرہ میں آیا اور ۹۵۰ھ میں ہندو
کو روانہ ہوا تاکہ بھیا پورن مل کو ٹھکانے لگائے اور قلعہ رائسین کو اپنے قبضہ و تصرف میں لائے
اوسنے اپنے فرزند ارجمند جلال خان کو حکم دیا کہ وہ لشکر سے کر آگے جائے جب جلال خاں
منزل بھایہ میں پہنچا تو شیر شاہ ایلغار کرکے اپنے لشکر سے جا ملا جب قلعہ رائسین پر پہنچا تو
بھیا پورن مل نے چھ سو ہاتھی نذر میں بھیجے مگر خود نہیں آیا شیر شاہ نے قلعہ رائسین کا محاصرہ کیا
اس اثنا میں خواص خان کی عرض داشت آئی کہ مجھ میں اور ہیبت خان نیازی میں
نا اتفاقی ہوئی دونوں میں سے کسی ایک کو حضور اپنے پاس بلالیں تو شیر شاہ نے خواص خان
عیسی خان نیازی و حبیب خان کو بلا لیا اور ہیبت خان کو پنجاب کا حاکم مقرر کردیا اور فتح خان جنگ
کو اسکا مددگار مقرر کیا اور اوسنے ہیبت خان کو حکم دیا کہ ملتان جسپر بلوچوں نے قبضہ کیا ہے وہ
نکال دے اور انکو سزا دے شہر کو آباد کرے فتح خان جٹ جو کوٹ کبولہ میں ہے
مغلوں کے عہد میں پانی پت تک لوٹ مار کرتا تھا اور تمام ملک جنگل ویران کردیا تھا اور اب
لاہور سے دہلی تک وہ راہ زنی کرتا ہے اور لکھی جنگل کے ملک کو ویران کیا ہے اوسکی ظلم و
تعدی کی فریادیں متواتر ہمارے پاس آتی ہیں اسکو گرفتار کرے اور اس فرمان کے آتے ہی ملتان
کے حاکم چاکر رند کو کیل سی ہیبت خان نے کہا کہ تو چاکر رند کو خبر کردی کہ میں اوس کے ملک میں آتا ہوں
وہ اپنا لشکر تیار رکھے میں ملتان پہلے فتح کرنے جاؤنگا صبح کو سویرے ہیبت خاں آپہنچا۔ چاکر رند اوسکے
استقبال کو گیا مگر اس سبب سے سراسیمہ تھا کہ نہ لشکر تیار تھا نہ مہمانی کا سامان اوسکے لایق
مہیا تھا ہیبت خان نے اوسکی صورت دیکھتے ہی کہا کہ میں تیرے لشکر کی موجودات دیپال پور
میں لونگا۔ یہاں ٹھیرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں فتح خاں بھاگ نہ جائے سوہت گدہ سے
دو دن میں پاک پٹن میں شیخ فرید کے مزار پر آیا۔ فتح خان کو سوا بھاگنے کے کوئی اور چارہ
نہ تھا وہ بھاگا ہیبت خان اوسکے پیچھے گیا۔ فتح خان جانتا تھا کہ بال بچے میرے ساتھ ہیں
ہیبت خان کے نیچے سے چھوٹنا مشکل ہے کروڑ اور فتح پور کے نزدیک ایک قلعہ خام تھا

وہاں چلا گیا ہیبت نے جا کر اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ فتح خاں چند روز لڑتا رہا مگر آخر کار عاجز ہوا تو شیخ ابراہیم کو جو قطب عالم شیخ فرید کا بیٹا یا بھتیجا تھا اپنا شفیع بنا کر ہیبت خاں کے پاس بھیجا ہیبت خاں نے اوس سے کہا کہ میں شیر شاہ کا نوکر ہوں جو اوسکا حکم ہوگا اوسپر عمل کرونگا اور اوسکو قید کر دیا۔ رات کو ہندو بلوچ تین سو آدمیوں کے ساتھ اس قلعہ خام سے نکلا اور محاصرین سے مردانہ جنگ کر کے باہر نکل گیا جب دن ہوا تو افغانوں نے قلعہ پر قبضہ کیا جو عورتیں عالی خاندان تھیں اونکو تو بلوچیوں ہی نے قتل کر ڈالا تھا باقی عورتوں کو افغانوں نے لونڈی بنایا۔ اور اونہوں نے ہندو بلوچ اور بخشو لنگاہ کو مقید کیا۔ پھر ہیبت خاں ملتان میں آیا جسکو بلوچیوں نے بالکل ویران کر دیا تھا اوسنے اس شہر کو از سر نو آباد کیا اور اوس کے باشندے جو ادہر اودہر مارے مارے پہرتے تھے اونکو جمع کر کے شہر میں آباد کر دیا پہر اوسنے شیر شاہ کو عرضداشتوں میں ملک کی حقیقت حال لکہی اور فتح خان ہندو بلوچ بخشو لنگاہ کے مقید کرنے کی اطلاع دی تو شیر شاہ نہایت خوش ہوا اوسنے ہیبت خاں کو مسند عالی اور اعظم ہمایوں کا خطاب دیا اور سراپردہ سرخ عطا کیا اور اوسنے لکہا کہ ملتان کو دوبارہ آباد کرے اور لنگاہ کی رسم و رواج کے موافق زمین کا خراج غلہ کی بٹائی سے لے اور جریب کے موافق نہ لے اور فتح خاں اور ہندو بلوچ کو قتل کرے اور بخشو لنگاہ اور اوسکے بیٹے کو اپنے پاس ہمیشہ رکہے مگر اوسکا ملک اوسی کے پاس رہنے دے جب اعظم ہمایوں پاس بادشاہ کا یہ فرمان ملتان میں پہنچا تو اوسنے فتح جنگ خاں کو ملتان میں چھوڑا اور خود لاہور میں آیا اور فتح خان و ہندو بلوچ کو قتل کیا فتح جنگ خاں نے ملتان کو آباد کیا اور رعیت کے حق میں ایسے احسان کئے کہ وہ لنگاہ کے وقت سے بھی زیادہ تر آباد ہوگیا۔ اور ملتان میں ایک شہر آباد کیا جسکا نام شیر گڈہ رکہا معاملات پنجاب کو اس طرح شیر شاہ نے فیصل کیا اور قلعہ راسین کے محاصرہ میں مصروف رہا اوسنے حکم دیا کہ افغانوں کی قوم میں سے کوئی شخص قلعہ کے نزدیک نہ جائے میں حسن تدبیر سے اس قلعہ کو تسخیر کرونگا۔ ایک روز چند افغانوں کے خانہ زاد بیٹھے تھے اور پہیا پورن مل کے سپاہیوں کی شجاعت کا ذکر کرتے تھے انمیں سے اکثر نے کہا کہ زمانہ میں پورن مل کے سپاہیوں کی برابر کوئی بہادر نہیں ہے

جو ہر روز قلعہ سے نکلکر کہتے ہیں کہ شیر شاہ کی لشکر میں کوئی ایسا جوانمرد نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ
جنگ کرے اور کوئی افغان اونکے خوف کے مارے جا نہیں سکتا جب افغانوں نے اپنے خانہ زادوں
کی یہ تقریر سنی تو غیرت افغانی دامنگیر ہوئی سب نے اتفاق کر کے کہا کہ اگر شیر شاہ ہمارا گلا
کاٹ ڈالے یا اپنے ملک سے خارج کر دے ہم پورن مل سے ایکدن لڑیں گے تاکہ اوس کے
سپاہیوں کی شجاعت و مردانگی کا امتحان ہو جائے۔ دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب
ایک ہزار یا پانچسو سوار مسلح ہو کر مقام موعود پر آنکر کہڑے ہوئے اور بہیا پورن مل کو کہلا بہیجا کہ آپ کے
آدمی ہر روز شیخی مارا کرتے ہتے کہ کوئی ہم سے لڑ نہیں سکتا آج ہم شیر شاہ کے حکم سے پندرہ سو سوار
آنکر لڑنے کے لئے کہڑے ہوئے ہیں تو بھی اپنی سپاہ کو مسلح کر کے قلعہ کے اندر سے باہر نکال تاکہ
آپسمیں لڑائی ہو اور ہر ایک کی مردانگی کی حقیقت ظاہر ہو۔ بہیا پورن مل کو اپنی سپاہ کی مردانگی و
شجاعت پر بہت اعتماد تہا بلکہ یقین تھا کہ افغان اوسکی سپاہ کی برابر شجاع نہیں ہیں اوسنے ان
سپاہیوں کو کہ بڑے جنگ آزمودہ تھے قلعہ سے باہر بہیجا اور خود دروازہ کے اوپر بیٹھا افغانوں اور
رجپوتوں میں آپسمیں لڑائی شروع ہوئی پہر دن چڑہے تک کوئی غالب مغلوب نہیں معلوم ہوتا تہا اور ایک
دوسرے کو اپنے مقام سے نہیں ہٹا سکتا تہا آخر افغانوں نے زور کیا اور رجپوتوں کے پاؤں میدان جنگ
سے اکہڑ گئے۔ وہ بہاگ کر قلعہ کے دروازہ پاس گئے یہاں بھی افغان اونکے ہم عنان ایسے
دوڑے آئے کہ رجپوتوں کو اونکے مقابلہ کی تاب نہیں ہوئی رجپوت قلعہ کے اندر گئے۔ یہ افغان مظفر
و منصور اپنے لشکرگاہ میں آئے۔ اگرچہ افغان اس اپنی فتح سے خوش ہوئے مگر وہ شیر شاہ کے حکم کے خلاف
لڑے تھے اوسنے اونکو بڑی ملامت کی مگر چند روز بعد اونکو انعام و منصب دیئے اور خوب جاگیریں دیں
اور اونسے کہا کہ تمنے تو اپنی مردانگی دکھائی ہے اب میرا کام دیکھو کہ میں اس قلعہ کو کیونکر لیتا ہوں
اوسنے حکم دیا کہ لشکر میں جتنا تانبا ہو اوسکی توپیں بناؤ۔ اس حکم کے موافق سپاہیوں کے گھر کی پتیلی
رکابیوں کی اور بازار کے تانبے کی توپیں ڈہل کر تیار ہوئیں اوسکے حکم سے ایکدفعہ قلعہ پر ان توپوں
میں گولے بہر کر اونکی باڑ ماری گئی جسسے قلعے کی دیواریں شق ہو گئیں اور پورن مل کا دل دہل گیا
وہ چھہ مہینے کے بعد خود شیر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسے کہا کہ جن مسلمان عورتوں کو

بچوں کو تو نے غلام بنا رکھا ہے اونکو دیدے تو میں تجھکو بنارس کی حکومت دیدونگا اوسنے جواب دیا کہ نہ میرے پاس کسی مسلمان کے اہل و عیال غلام ہیں نہ میں راجہ ہوں البتہ میں راجہ کا وکیل ہوں جو حضور نے فرمایا ہے وہ میں راجہ سے جاکر کہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ کیا جواب دیتا ہے شیر شاہ نے اوسکو جانے کی اجازت دی جب وہ قلعہ میں آیا تو اوسنے اپنے تمام جواہر شیر شاہ پاس بھیجکر عرض کیا کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہونے پر دوبارہ جرات نہیں کر سکتا مگر حضور دو منزل قلعہ سے آگے چلے جائیں تو میں قلعہ بھی حضور کے ملازموں کے سپرد کر دونگا اور میں کسی اور دیار کو چلا جاؤنگا۔ اب قطب خاں بنیت اور حضور کا بیٹا عادل خاں میرے ساتھ قول و قسم کریں کہ مجھے کوئی ضرر جانی اور مالی نہ ہوگا تو میں مع اہل و عیال قلعہ سے اتر آؤں شیر شاہ نے عادل خاں و قطب خاں کو حکم دیا کہ تم جاکر پورن مل کے ساتھ عہد و پیمان کر لو قطب خاں بنیت قلعہ پر گیا اور پورن مل سے عہد و پیمان قسم کے ساتھ کئے۔ پورن مل مع اہل و عیال قلعہ سے نیچے آیا قطب خاں نے شیر شاہ سے عرض کی کہ پورن مل کے واسطے حضور کوئی منزل مقرر کردیں کہ وہ وہاں اترے شیر شاہ نے اپنے لشکر کا وہیں ایک مقام مقرر کر دیا قطب خاں نے پورن مل کو وہاں اپنے ساتھ لے جاکر اتروا دیا +

چند روز بعد چندیری کے معزز خاندان کی عورتوں نے شہر کا بر قعہ پہنکر سر راہ شیر شاہ کو پکڑا اور کہنے لگیں کہ شیر شاہ تو نہیں جانتا کہ اس کافر بے دین و بد اندیش نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اوسنے ہمارے خاوندوں کا گلا کاٹا ہم کو بیوہ بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیوں کو قید کرکے پاتر بنا کے گلی گلی کوچہ کوچہ نچوایا۔ تمام مال اسباب چھین لیا ہم رات دن اسی غم میں رہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کوئی حاکم دیندار پیدا کرے کہ اس ظلم و تعدی کی جو ہم پر ہوا ہے اوسکی مکافات کرے۔ ہماری دعا قبول ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے تجھ جیسے دیندار کو بادشاہ بنایا اگر تو آج ہمارا انصاف نہیں کریگا کل خدا کو کیا منہ دکھائیگا۔ قیامت کا دن ہوگا ہمارا ہاتھ اور تیرا دامن ہوگا شیر شاہ ان مصیبتوں و آفتوں کو سنکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں دیندار ہوں اسلئے لاچار ہوں دشمنوں سے پہلے عہد و پیمان کر چکا ہوں اوسکو توڑ نہیں سکتا۔ اس پر

عورتوں نے کہا کہ تو نے مذہب کے علما سے پوچھ کر ایسے عہد و پیمان کا قایم رکھنا درست ہی یا اوسکا
توڑنا شرعاً واجب ہے لشکر میں سید رفیع الدین اور اور علما جو موجود تھے بلائے گئے اور اونسے
فتوی لیا گیا۔ مولویوں نے پورن مل کے قتل کا فتوی دیا چپ چپاتے شیر شاہ نے لشکر مرتب کیا
اور پورن مل کے خیمے پر بے خبر جا پڑا۔ اگرچہ وہ عہد و پیمان کے بھروسہ پر بے خبر تھا مگر جب
اوسکو معلوم ہوا کہ میرے خیمہ کو لشکر گھیر رہا ہے تو وہ اپنی پیاری بیوی رتناولی کے خیمے میں گیا
اوسنے سنسکرت میں اشلوک خوش آوازی سے گائے۔ اوسنے اوسکا سر کاٹا اوسکے بال پکڑ کر سر کو
ہاتھ میں نکالا اور اور جیسے تو وں کو دیکھا کہ تم بھی یہی کرو۔ ہندو اپنی عورتوں اور کنبے کو قتل
کر کے پہر مسلمانوں سے لڑے ہو پورن مل اور اوسکے ہمراہیوں نے ایسی بہادری دکھائی جیسی کہ سورما دکھاتے
ہیں سب مارے گئے جو عورتیں بچی قتل سے بچے گرفتار ہوئے۔ یہ زندہ گرفتار
ہوئے پورن مل کی بیٹی اور اوسکے بڑے بھائی کے تین بیٹے تھے۔ لڑکی بازی گروں کے حوالے
کی گئی کہ بازاروں میں بازی کرائیں اور لڑکے خوجے بنائے گئے کہ آیندہ اوسکی نسل نہ رہے
شیر شاہ نے منشی شہباز خاں لچ خیل سروانی کو قلعہ عنایت کیا اور خود آگرہ میں آنکر برسات کاٹی
احمد یادگار لکھتا ہے کہ پہلے اسے کہ شیر شاہ آگرہ میں آئے برناوہ کے شیخ زادوں نے اس سے
شکایت کی کہ باسدیو جیوت اونکی لڑکیوں اور بیویوں کو لے گیا ہے داود میانی اوسکی تنبیہ
کیلئے روانہ ہوا۔ اوسنے ان سب قیدیوں کو چھڑا لیا اور بہت غنیمت دشمنوں کو ہزیمت
دیکر حاصل کی۔ راجکنور جیوت کو بھی اسی طرح کی ہزیمت دی۔ آگرہ میں شیر شاہ نے شکار
کھیلنے میں سات لسر کی۔ ایک ان امرار نامدار اور ارکان دولت سے پوچھا کہ اب ملک ہند سے تو
خاطر جمع ہوئی وہ سارا ہمارے قبضہ میں ہے۔ اس دیار میں کوئی خار دل آزار نہیں۔ حکما نے لکھا ہے
کہ بادشاہان کامگار و ذی اقتدار کو چاہئے کہ وہ اپنی علو ہمت کی نظر میں سات اقلیموں کو
مختصر جانیں اور وہ اپنے ہمائے ہمت کو بلند پرواز رکھیں اور بہایم کی طرح قناعت کرکے
سر افگندہ نہوں اور اقامت بغیر مصلحت ملک نہ کریں اور کسالت نہ اختیار کریں خداتعالے
نے جو عزت کو پیدا کیا ہے محنت و مشقت کو اوسکا رفیق بنایا ہے اسلئے بادشاہ کو چاہئے کہ

محنت ریاضت سے نہ ڈرے۔ رعیت کی راحت کے لئے اپنی آسایش کو دور رکھے۔ ایک اقلیم ہاتھہ آجائے تو دوسری اقلیم کی تسخیر کی ہمت کرے۔ امرا اور ارکان دولت نے عرض کیا کہ شاہ عالم کا فرمانا عین صواب ہے کہ ملک گیری کی دولت بے تحمل شدائد سفر و جرات و شجاعت کے میسر نہیں ہوتی مناسب حالت ہے کہ ملک دکن کو فتح کیجے وہاں کے نمک حرام غلاموں نے اپنے آقاؤں سے ملک لے لیا ہے اور شیعوں کا مذہب اختیار کیا ہے اصحاب پہ تبرا کرتے ہیں اور بہت سی بدعتیں پھیلا رکھی ہیں صاحب دولت و اقبال پہ واجب ہے کہ وہ ان بدعتوں کو دکھن سے خارج کرے شیر خان نے کہا کہ سلطان ابراہیم کے عہد سے ہندوستان میں ہندو زمینداروں کا بڑا زور ہو گیا ہے مسجدوں کو ڈھا ڈھا کر اونھوں نے مندر بنائے ہیں۔ ملک کفار سے بھرا ہوا ہے دہلی و مالوہ کے ملک میں انکا اقتدار ہے اول اس زمین کو کفار سے پاک کرنا چاہئے پھر کسی اور ملک پر توجہ کرنی چاہئے۔ بادشاہ کو چاہئے کہ جو ملک ہاتھہ آئے اول اوسکو خوب ضبط کرے کہ کوئی خار دامن گیر اسمیں نہ چھوڑے یہ عقلمند کا کام نہیں ہے کہ اپنے ملک کو تو دشمن سے خالی نہ کرے اور دوسرے ملک پر توجہ کرے

چو داریم در کشور خود عدو	بدیگر دیار از چہ داریم رو

بالفعل یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مالدیو راجہ مارواڑ سے کارزار کیجے۔ وہ بڑا راجہ ہے۔ اوسنے اپنے صاحب کو قتل کرکے ملک ناگور و اجمیر کو تعدی اور ظلم سے لے لیا ہے امرا نے عرض کیا کہ یہ امر مناسب معقول ہے جب یہ رائے قرار پا گئی تو ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء میں شیر شاہ نے حکم دیا کہ اوسکا لشکر ناگور اجمیر جودھپور کی طرف کوچ کرے۔ کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اسکا لشکر اسی ہزار تھا کوئی اوسکو بے شمار بتاتا ہے جب لشکر آگرہ سے سفر کرکے فتحپور سیکری میں پہنچا تو شیر شاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر سوار ہو کر ایسا مرتب و مسلح چلے جیسے جنگ کے واسطے چلتا ہے ہر منزل میں قلعہ و خندق بنائی جاتی تھی اور راہ میں ایک منزل ریگستان میں ہوئی وہاں ہر چند سعی کی ریت کے قلعہ نہ بن سکا تو بادشاہ کے پوتے محمود خان پسر عادل خان نے یہ تجویز ایجاد کی کہ تھیلوں میں ریت بھر کر قلعہ بنایا جائے شیر خان نے اس حسن تدبیر پر پوتے کو شاباش دی جب وہ غنیم کے نزدیک آیا تو یہ حکمت چلا کہ ہندی خط میں خطوط مالدیو کے امرا کی طرف سے اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم اس راجہ کے قہر و ستم کے خوف سے سرتابی کرکے ہمو کا بغض نکالینگے اور جنگ کے وقت اوس کو گرفتار کرکے

تیرے پاس لاینگے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نہ کرے۔ ان خطوں کو ایک خریطہ میں بند کرکے
ایک بنیے آدمی کو دیا کہ مالدیو کے خیمہ کے نزدیک جاکر کھڑا ہو اور جب وہ سوار ہو تو اس خریطہ کو اسکی
راہ میں ڈال کر چھپ جاے۔ اس آدمی نے ہدایت کی موافق کام کیا جب کہ مالدیو نے راہ میں خریطہ
پڑا ہوا دیکھا تو اسے اٹھایا اور ان خطوں کو مالدیو پاس لے گیا۔ اس راجہ کو یہ ملک وراثت میں تو
ملا نہ تھا بلکہ اور راجاؤں کو تہ و بالا و مغلوب کرکے اپنا راج بنایا تھا وہ پہلے ہی سے زمینداروں
امراء سے اندیشہ مند تہا۔ ان خطوں نے اس اندیشہ کو اور بڑھایا اور واپس جانے کا ارادہ کیا
ہر چند راجپوتوں نے سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہیں مگر اوسنے کچھہ نہ سنا جب ان راجپوتوں کو ان خطوں
کے مضامین پر علم ہوا تو اونکو اس بیوفائی کی تہمت بیجا کا بڑا قلق ہوا۔ اونہوں نے راجہ سے کہا
کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی ہمت دکھاتے ہیں حیف ہو کہ ہم راجپوتوں پر
بیوفائی کا نام آئے غرض یہ کہ چند سرداروں میں جنمیں جے چند بل اور گوہا بڑے مشہور تھے
دس بارہ ہزار سوار لیکر شیر شاہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور وہ ہنگامہ کارزار گرم کیا کہ قریب تھا
کہ مسلمانوں کو شکست ہو جاے۔ شیر شاہ بیٹھا ہوا قرآن یا استعاب عشر پڑہ رہا تھا ایک سپاہی اوسکو
برا بہلا کہتا ہوا آیا کہ تو یہاں پڑھ رہا ہے وہاں لشکر کو شکست ہوتی ہے مگر اوسنے سپاہی کو
جواب کچھہ ندیا اشارہ سے گھوڑا منگایا اور جب گھوڑا آیا تو وہ سوار ہوا کہ فتح کی خبر آئی
کہ خواص خان نے جے چند بل اور گوہا کو مع اونکی سپاہ کے مارڈالا جب شیر شاہ کو ان راجپوت
سرداروں کی جوانمردی کا حال معلوم ہوا تو اوسنے لطیفہ کہا کہ ایک باجرہ پر سلطنت دہلی ہاتھ
سے چلی تھی۔ اس لطیفہ میں لطف یہ تہا کہ مارواڑ کا ملک ریگستانی ہے اسمیں سوا باجرہ کے
اور پیداوار اچھا نہیں ہوتا خواص خاں و عیسیٰ خاں نیازی اور بعض امرا کو ملک ناگور
میں متعین کیا اور خود مراجعت کی۔ خواص خاں نے قلعہ جودہپور کے قریب ایک شہر آباد کیا
اور اپنے نام پر خواص پورہ اوسکا نام رکہا اور کل ملک ناگور۔ اجمیر قلعہ جودہپور اور ماتحت اسکے
اضلاع کو اپنے قبضہ و تصرف میں لایا۔ مالدیو کو جب ان خطوں کا اصل حال معلوم ہوا کہ وہ جعلی تھے
تو اوسکے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور گجرات کی سرحد پر قلعہ سوانہ میں وہ بھاگ گیا +

فتح چتوڑ

شیر شاہ کے امرا نے عرض کیا برسات کا موسم سر پر آگیا کہیں توقف کرنا چاہیے اسپر شیر خاں نے کہا کہ میں برسات وہاں بسر کروں گا جہاں اپنا کام بہی کرسکوں اوسنے چتوڑ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا جب قلعہ کے پاس وہ بارہ کوس پر پہنچا تو راجہ چتوڑ نے قلعہ کی کنجیاں بہجوا دیں جب شیر شاہ چتوڑ میں آیا اوسنے یہاں خواص خاں کے چہوٹے بہائی میاں احمد سروانی و حسین خاں غازی کو قلعہ چتوڑ میں متعین کیا اور خود کہچواڑہ کی طرف چلا شیر شاہ کے بڑے بیٹے عادل خاں نے رنتہنبور جانے کی رخصت باپ سے مانگی۔ باپ نے رخصت دی اور کہا کہ میں تیری خاطر سے تجھے رخصت دیتا ہوں وہاں زیادہ دنوں نہ ٹہیرنا چلے آنا۔ جب شیر شاہ کہچواڑہ میں آیا تو شجاعت خاں ہندیا کی طرف گیا۔ بعض شجاعت خاں کے دشمنوں نے بادشاہ کے کانوں تک بات پہنچائی کہ شجاعت خاں جتنے لشکر کی تنخواہ پاتا ہے اتنا لشکر اپنے پاس نہیں رکہتا ہے اسلئے وہ بادشاہ کی خدمت میں نہ آیا اور ہندیہ میں چلا گیا مگر شجاعت خاں کا حساب پاک تہا محاسبہ کیا پاک نکلا۔ غمازوں کا منہ کالا ہوا وہ سرخرو رہا۔ شجاعت خاں کو شیر شاہ نے رخصت کیا اور حکم دیا کہ جسوقت کالنجر کی فتح کی خبر تجہے ہو تو فوراً دکہن پر سپاہ تیار کرکے چڑہائی کرنا۔

بادشاہ نے کہچواڑہ سے کالنجر کی فتح کی طرف کوچ کیا جب منزل شہبندی میں وہ پہونچا تو اوسکو خبر پہونچی کہ عالم خاں دوآبہ میں میرٹہہ کے ضلع میں ایک شور برپا کر رہا ہے اوسکے علاج کے واسطے وہ شہبندی سے دو منزل پیچہے تہا کہ اس پاس خبر آئی کہ خواص خاں کے غلام بہویت نے سرہند کی سرحد پر عالم خاں کو عالم جاودانی میں پہنچا دیا اور سارا فساد مٹا دیا کالنجر کے راجہ کے لڑنے کا سبب یہ تہا کہ برسنگہ دیو بندیلہ کو شیر شاہ نے دربار میں بلایا تہا وہ دربار میں نہ آیا اور کالنجر کے راجہ کیرت سنگہ کے پاس چلا گیا۔ بادشاہ نے راجہ کو لکہا کہ اس باغی کو ہمارے پاس بہیجدو۔ راجہ نے اوسکے بہیجنے سے انکار کیا جب شیر شاہ کالنجر کے قریب آیا تو یہاں کا راجہ اوسکے استقبال کو نہ آیا اسلئے شیر شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کا محاصرہ کیا جائے اور اوسکے گرد لیے اونچے اونچے مورچے بنائے کہ قلعہ کے اندر آدمی گہروں میں پہرتے نظر

فتح کالنجر اور شیر شاہ کی وفات

آتے تھے جنکو افغان تھیروں سے مارتے تھے قلعہ کی تسخیر میں تاخیر اس سبب کی جاتی تھی کہ اس راجہ کے ہاں ایک پاتر تھی جسکا حسن بے مثال تھا اور گانے میں اس کو کمال تھا اسکا بادشاہ کو سخت خیال تھا کہ وہ یہ سمجھتا تہا کہ اگر میں قلعہ کو حملہ کرکے لونگا تو راجہ جوہر (جیوہر) کرکے اوسکو جلادیگا روز جمعہ تاریخ آٹھویں ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء کو دس گیارہ بجے تھے کہ بادشاہ نے کھانا منگایا۔ اوسکی عادت تھی کہ وہ علما اور مشایخ کے ساتھ کھانا کھایا کرتا تہا۔ اوسوقت میں شیخ خلیل و شیخ نظام اولیا طعام میں موجود تھے۔ اونھوں نے کہا کہ جہاد کی برابر کوئی عبادت نہیں اگر مارے گئے تو شہید ہوئے اور فتح پائی تو غازی ہوئے جب شیر خاں کھانے سے فارغ ہوا تو دریا خاں شروانی کو حکم فرمایا کہ حقہا ر برانز آتش کو لائیں اور خود ایک مورچے کے اوپر گیا اور وہاں بہت سے تیر چلائے اور بار بار کہا کہ دریا خاں نے بہت دیر لگائی کہ اتنے میں لوگوں نے عرض کیا کہ دریا خاں آتشیں حقے لے آیا تو شیر خاں مورچے سے نیچے اوتر آیا اور جہاں حقے دہرے تھے وہاں آنکر کھڑا ہوا۔ لوگوں نے حقے مارنے شروع کئے قلعہ کی دیوار پر ایک حقہ لگ کر اور اوسکے حصہ کو توڑ کر الٹا وہاں سے آیا کہ اور حقوں میں جو برابر رکھے ہوئے تھے آنکر پڑا اور سب میں آگ لگ گئی اور وہ اڑنے شروع ہوئے۔ بہت سے آدمی زخمی ہوکر بھاگے اور شیر شاہ بھی نیم سوختہ باہر آیا۔ ایک ابو حرد سال کہ حقوں کے پاس کھڑی تھی جلکر مرگئی۔ شیر شاہ محل میں جل کر آیا۔ آفرین ہے اس بادشاہ کے دل گردہ پر کہ گو اس صدمہ سے لبو نیر دم تہا مگر اہتمام جنگ میں ہی عزم تہا۔ اس مردہ حالت میں بھی اوسنے امرا کو بلا کر کہا کہ قلعہ فتح کرو۔ اوسکے حکمت ظہر کے وقت چاروں طرف سے قلعہ پر حملہ ہوا اور مغرب کے وقت اس کی فتح کا مژدہ شیر شاہ کے کان تک پہونچا تو اوسکے چہرہ پر بشاشت کے آثار نمودار ہوئے۔ راجہ کیرت سنگھ شہر کے آدمیوں کے ساتھ ایک مکان میں ٹھہرا رہا اور قطب خاں رات بہر نگہبانی کرتا رہا کہ کہیں وہ زندہ نہ نکل بھاگے شیر شاہ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ میرے امیروں میں سے کوئی اس مکان کی حفاظت کرے اسلئے یہ راجہ گھر سے نکل کر زندہ بھاگ گیا۔ مگر دوسرے روز صبح کو راجہ کو زندہ پکڑ لیا +

دسویں ربیع الاول ۹۵۲ھ مطابق مئی ۱۵۴۵ء کو شیر شاہ نے اس سرائے غرور سے جا کر دار سرور میں آرام کیا اور نشیمن خاک سے عالم افلاک میں خرام کیا۔ آتش فرو۔ اوسکی وفات کی تاریخ ہوئی۔ پندرہ سال امارت کی پانچ سال سلطنت [illegible] میں دفن ہوا۔ اسکا آج تک مقبرہ بنا ہوا اب تک عمدہ عمارات میں شمار ہوتا ہے

باوجودیکہ لڑائیوں میں بہت سا وقت شیر شاہ کا صرف ہوا مگر اس حال [illegible] وہ انتظام ملکی میں اور عمدہ عمدہ رفاہ عام کے کاموں میں سرگرم رہا ابوالفضل نے [illegible] اوسکے [illegible] یہ الزام لگایا ہے کہ سلطان علاء الدین کے قوانین جو تاریخ فیروز شاہی میں بالتفصیل مندرج ہیں اُنکے اُڑالے اور چرائے اور اُنکو اپنا ایجاد بنا کے خلق کو دکھلایا۔ مگر اوسکے بالعکس ابوالفضل نے بہت قوانین شیر شاہی کا لباس بدل کر آئین اکبری بنایا ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] + سچ یہ ہے کہ شیر شاہ کو خدا داد استعداد قوانین کے ایجاد کی تھی وہ بہت قوانین کا خود موجد تھا مسلمان بادشاہوں میں کوئی انتظام ملکی کی لیاقت [illegible] برابر نہیں رکھتا تھا اوسنے پانچ سال سلطنت کی اور برٹش گورنمنٹ انڈیا میں گورنر جنرلوں اور وائسرایوں کا بھی عہد حکومت پانچ سال ہوتا ہے تمام برٹش انڈیا کی تاریخ کے صفحوں کو پڑھ ڈالئے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گورنر جنرل بھی ایسا ہندوستان میں نہیں آیا کہ جسنے اپنے عہد حکومت میں شیر شاہ کے برابر سلطنت کی ہر ایک انتظام ملکی میں اتنے قوانین ایجاد کئے ہوں اور اتنے ملک فتح کئے ہوں اور اتنے [illegible] رفاہ عام کے کئے ہوں۔ خاندان تیموریہ کے خوشامدی مورخ شیر شاہ کو غاصب سلطنت بتلاتے ہیں مگر اوسکو غاصب سلطنت سمجھنا بڑی غلطی ہے سچ یہ ہے کہ وہ مستحق سلطنت تھا۔ وہ خاص ہندوستان میں پیدا ہوا۔ وہ افغان تھا افغانوں کی سلطنت ہندوستان میں چلی آتی تھی صرف چودہ برس اُس خاندان کی سلطنت تھی جو افغانوں سے بیگانہ تھا اوسنے اوسکو خارج کر دیا تھا اس لئے ہمایوں کی نسبت وہ سلطنت کا استحقاق زیادہ رکھتا تھا۔ اب ہم شیر شاہ کی سلطنت کے خاتمہ پر اوسکے بعض باتیں لکھتے ہیں جو وہ اپنے بیٹوں اور امیروں اور ارکان دولت کو نصیحت

کرتا تھا اور عزیزوں سے جنپر وہ عمل کراتا تھا۔ اور خود اونہیں شب و روز مصروف رہتا تھا +

جب زمانہ نے زمام اختیار شیر شاہ کے ہاتھ میں دی اور مملکت ہندوستان کی کف اقتدار میں آئی تو اوسنے ظلم کے رفع کرنے کے لئے اور فسق و فجور کے دفع کرنے کے واسطے اور معموری مملکت اور امن راہ اور آسودگی سوداگر و سپاہ کے واسطے نئے بعض قانون اپنی رائے سے ایجاد کر اور بعض کتب حکما سے استخراج کرکے وضع کئے اور اونپر عمل و تجربہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ اصناف مذکور کی رفاہیت کا سبب ہوئے شیر شاہ اکثر فرماتا تھا کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ وہ خدا کی عبادت کیا کرے تاکہ اوسکی رعیت کو بھی عبادت کی طرف میل ہو۔ رعیت سے جو طاعت ہوتی ہے اسمیں بادشاہوں کی شرکت ہوتی ہے فسق و فجور مانع فلاح خلق ہوتا ہے۔ بادشاہوں پر اس عطیہ کا شکر واجب ہے کہ خدا تعالی نے اپنے بندوں کو انکے حکم کا تابع بناتا ہے اونکو خود نہیں چاہئے کہ وہ برخلاف امر و نہی الہی کے کام کریں جو بادشاہ کی خدمت میں کمر نہیں باندھتا خلق اوسکی خدمت کے لئے کمر نہیں باندھتی +

امور ملکی میں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے یعنی کلیات و جزئیات میں اور انتظام و مہمات سلطنت میں وہ بذات خود مصروف رہتا۔ دنیا کے کاموں کو بھی وہ عبادت کی طرح کرتا تھا ہر کام کے واسطے روز و شب کو منقسم کر رکھا تھا اوسنے آدمی مقرر کر رکھے تھے کہ جب رات کا آخر تہائی حصہ باقی رہے تو اوسکو جگا دیں وہ اٹھکر اسوقت ہر رات کو نہاتا پھر تہجد کی نماز اور وظیفہ چار طاس نجومی تک یعنی چار گھڑی تک پڑھتا۔ پھر کارخانوں کا حساب دیکھتا اور ارکان دولت کارخانوں کے آیندہ کاموں کی اطلاع دیتے۔ وہ حکم لکھاتا کہ ہر کارخانے کے منتظم کو یہہ کام کرنا چاہئے منتظم ان احکام کو دستور العمل بناتے آیندہ اونکو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت نہوتی اتنے میں صبح صادق ہو جاتی بادشاہ پھر وضو کرتا اور جماعت کثیر کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتا اور پھر مسبعات عشر اور دعائیں پڑھتا اور پھر امرا اور سپاہ سلام کے لئے حاضر ہوتے نقیب نام بنام عرض کرتا کہ فلاں ابن فلاں سلام کرتا ہے جب آفتاب نکلنے کے بعد ایک طاس نجومی یعنی گھڑی گذرتی تو وہ نماز اشراق پڑھتا اور پھر امرا اور سپاہ کے حال پوچھتا

اگر کوئی انمیں سے بغیر جاگیر کے تو نہیں ہے اگر کوئی ہو تو میں مہم سے پہلے اوسکو جاگیر دیدوں
اگر کوئی مہم کے وقت جاگیر کے لئے عرض کریگا تو سزا پائیگا۔ پھر وہ پوچھتا کہ کوئی مظلوم و
ستم دیدہ حاضر ہے کہ میں اسکا انصاف کروں شیر شاہ زیور عدل سے آراستہ تہا۔ وہ اکثر اوقات
کہا کرتا تہا کہ عدل تمام فضائل میں ایسا محمود ہے کہ وہ سلاطین اسلام اور غیر اسلام کو پسند ہے۔ کوئی
طاعت عدل کی برابر نہیں۔ کفر و اسلام دونو عدل کے مستحق ہیں اگر بادشاہوں کی عدالت کا سایہ
خلق کے سروں پر سے اٹھ جائے تو آبادی خلایق کی معیشت کا سررشتہ ٹوٹ جائے اور ضعیف کو قوی
میں ڈالیں وہ مہمات امور ملکی میں اپنے نفس نفیس سے توجہ کرتا اور وہ شب کو کاموں کے لیے
قسمت کرتا۔ کسالت و کاہلت اپنے پاس نہیں آنے دیتا۔ وہ یہ کہتا کہ صاحب دولت کو اکثر بیدار
رہنا چاہیے اور بسبب علو مرتبہ کے مہمات ملکی کو چہوٹا اور حقیر سمجھکر ارکان دولت کو نہ حوالہ
کرنا چاہیے اور نہ واجب اعتماد ارکان دولت پر ہے کہ انکے احوال سے بیخبر رہو نا چاہیے
اور غفلت کو اپنا شعار نہیں بنانا چاہیے میں ہمیشہ ملوک دولت سے خبردار رہا ہوں اور انکے اقوال و
فعل کا تجربہ کرتا رہا ہوں جنہوں نے انکو کامل عیار نہیں پایا۔ وہ ہمیشہ ملوک ستان کی نظر سے جو بیا
و امور سلطنت کو حقیر جانکر ارکان دولت کو حوالہ کرتے ہیں اور خود عیش و آرام میں مشغول ہوتے ہیں
ارکان دولت طمع دنیوی کے سبب سے مہمات کو رشوت ستانی پر موقوف رکھتے ہیں بادشاہ
کی دولت خواہی سے قدم باہر رکھتے ہیں ملوک زمانہ کی ارکان دولت کی رشوت ستانی نے
مجھے بادشاہ بنایا ہے۔ بادشاہ کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ وکیل اور وزیر رشوت گیر رکھے۔ رشوت ستان
رشوت دہندہ کا دست نگر ہوتا ہے اور یہی دست نگری سے وزیر صاحب غرض ہو جاتا ہے
اور صاحب غرض سے دولت خواہی اور راستی مفقود ہو جاتی ہے اور وہ خود غرضی سے انصاف
پر پردہ ڈال دیتے ہیں دکھاتے کچھہ ہیں کرتے کچھہ ہیں جب کہ شیر شاہ کی سلطنت کا نہال
نمودار ہوا اور مظلوم اور دادخواہ کے حال سے کماحقہ مطلع ہوتا۔ اوسکو عدالت کا ایسا شوق تہا
کہ جب کوئی مظلوم ستم رسیدہ آتا تو سب کام چھوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتا اور ظالم کو وہ سزا دئے
بغیر نہیں چھوڑتا خواہ اوسکے قریب کے رشتہ داروں بیٹوں عزیزوں نامدار امیروں اوسکی

سلطان عادل اسکا لقب ہے

قوموں میں سے کیوں نہ ہوں - وہ اونکی سیاست میں ذرا توقف نہ کرتا تھا۔ وہ فرمایا
تھا کہ حکام و سلاطین کا دشمن کوئی ظالم کی برابر دو وجہ سے نہیں ہے اول یہ کہ ظلم وجور تغییر
دولت و تبدیل نعمت کا سبب ہوتا ہے دنیا میں بادشاہ کی بدنامی ہوتی ہے اور عقبےٰ میں
ست ہوگی دوم ملک ویران اور رعیت خراب ہوتی ہے بادشاہوں کو محصول کم حاصل ہوتا ہے
شاہ سائر الناس سے ایک جماعت کو سرافراز و ممتاز اسلئے کرتا ہے کہ وہ اوسکے دولت خواہ ہوں
او سکے احکام کو استحکام دیں جب وہی ایسے کام کو کرنے لگے کہ جس سے سطوت بادشاہی وعزت
ذرہی باقی نہ رہے اور وہ اپنے ولی نعمت کے حقوق کو فراموش کریں اور ایسے افعال
قدام کریں کہ ولی نعمت کا زوال دولت ہو تو اونکی تادیب و تعذیب واجب ہے کہ اوروں کو
ت ہو اور وہ ظلم و تعدی سے دست کوتاہ کریں اور فتنے و فساد کو۔ وکیں بعض قانون
بر شاہ نے وضع کئے تھے اور پہلے سے نہ تھے وہ گھوڑوں کے داغ کا قانون تھا وہ کہتا
لئے قانون داغ اس سبب سے وضع کیا ہے کہ امراء اور سپاہی کے حقوق کے درمیان فرق
دم ہو اور سپاہی کے حق میں امیر دست اندازی نہ کرسکیں اور اپنے منصب کے موافق سپاہی
ل در اونمیں کمی و بیشی نہ کرسکیں سلطان ابراہیم کے وقت میں اور اوسکے بعد مینے دیکھا کہ
ئے درجھوٹے سکار امرانے یہ اپنا شعار بنایا تھا کہ جسوقت اونکا ماہیانہ مقرر ہوتا تھا تو وہ لشکر
ت دکھاتے تھے اور جب اونکو جاگیر مل جاتی تھی تو اکثر سپاہیوں کو بغیر اونکے حق ادا کرنے
بعد اکردیتے تھے اور صرف ضرورت کے موافق تھوڑے سپاہی سے رکھ لیتے تھے اور اونکا
بھی پورا نہ دیتے تھے۔ اور اپنے صاحب کے مہم کے ابتر ہونے کا اور اپنے حرام خور ہونے کا
ل کچھ نہیں کرتے تھے۔ اگر اونکا صاحب اونکے لشکر کا ملاحظہ اور شمار کرتا تو وہ ادہر اودہر
بیگانہ آدمیوں کو جمع کرکے دکھا دیتے تھے اور زر اپنے خزانہ میں جمع کرتے تھے اور
زار کے وقت بسبب سپاہیوں کی کمی کے وہ شکست پاتے تھے ... رہتے تھے
یہ اپنے پاس رکھتے تھے جب اونکے صاحب کی مہم ضائع اور ابتر ہو جاتی تھی تو وہ اپنے
پئے سے سامان درست کرکے دوسرے صاحب کی جاکر نوکر ہو جاتے تھے - اس طرح

اونکے صاحب کی زوال دولت سے اونکو آسیب ضرر نہیں پہنچتا تہا۔ جب میر اقبال و دولت چمکا
تو میں امرا اور سپاہی کے مکر و فریب سے خوب خبردار تھا۔ بہت فکر و تامل کے بعد قانون
داغ وضع کیا جس سے امرا اور سپاہ کی مکر و فریب کی راہ بند ہو گئی اور پہر امرا کا مقدور نہ تہا (قانون داغ +)
کہ وہ اپنے منصب کے سپاہیوں میں غیر سپاہیوں کو داخل کر سکیں اس داغنے نے اس دغا کو
بند کر دیا۔ شیر شاہ کا قاعدہ یہ تہا کہ بے داغ کے وہ کسی کو تنخواہ نہ دیتا تہا یہانتک کہ
خاکروب و محل کی عورات کو داغ کے بغیر تنخواہ نہ ملتی تہی سپاہی اور گہوڑے کا چہرہ لکہا جاتا
تہا اور اوسکا ماہیانہ تنخواہ وہ خود اپنی زبان سے مقرر کرتا اور اپنے سامنے گہوڑے پر داغ لگواتا +
نماز اشراق کے بعد وہ بہت سے کام کرتا پرانے سپاہیوں کے لشکر کی موجودات لیتا اور نئے
سپاہیوں سے باتیں کرتا اور افغانوں سے افغانی زبان میں باتیں پوچہتا جو کوئی افغانی زبان
فصاحت سے بولتا تو اوسکو کہتا کہ کمان کہینچ اگر وہ کمان بہی اچہی کہینچتا تو اور سپاہیوں کی نسبت
اوسکو تنخواہ زیادہ دیتا وہ کہا کرتا تہا کہ میں افغانی زبان کو بڑا عزیز رکہتا ہوں پہر اطراف
مملکت سے جو خزانے آتے وہ اسی مکان میں پیش ہوتے۔ پہر امرا یا اوسکے وکیل و زمیندار اور (ف [illegible] ۱۵۰)
غیر سلطنتوں کے سفیر جو اوسکے لشکر میں آتے وہ باریاب ملازمت اسی مکان میں ہوتے
اور پہر ہیں وہ عرائض امرا و عمال جو آتیں اونکو منشیوں سے سنتا اور اونکا جواب اپنی فراست سے
منشیوں سے لکہواتا جب ایک پہر اور دو گہڑی دن چڑہتا تو وہ اوٹہتا اور علما و مشائخ کے
ساتہ کہانا کہاتا اور پہر دوپہر تک امور مذکور میں مشغول رہتا پہر قیلولہ کرتا اور قیلولہ کے بعد
ظہر کی نماز جماعت کثیر کے ساتہ پڑہتا اور اوسکے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتا۔ اوسکے
بعد پہر امور مذکور میں مصروف ہوتا۔ سفر و حضر میں اس دستور میں فتور نہ پڑتا۔ وہ کہا کرتا تہا
کہ بڑے آدمی کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر وقت کام میں مصروف رہے۔ رعیت سے تحصیل زر کے لئے
اور مملکت کی آبادی کے لئے یہ قوانین مقرر تہے ہر پرگنہ میں ایک ایک امیر اور ایک خدا ترس (ن [illegible] قوانین +)
شقدار۔ ایک فوطہ دار (خزانچی) ایک کارکن ہندی نویس اور دوسرا کارکن فارسی نویس مقرر
ہوتا تہا۔ واقعات مشتاقی میں لکہا ہے کہ اوسنے ملک کو پرگنوں میں تقسیم کیا تہا اوسکے ملک میں

لاکھ سولہ ہزار پرگنے تھے ۔ ہر سال میں زمین کی پیمائش کرنے کا حکم تھا اس پیمائش کے
لائق اور جنس پیداوار کے موافق رعیت سے خراج لیا جاتا تھا۔ پیداوار کا ایک حصہ کاشتکار کو
دیا جاتا۔ اور آدھا حصہ مقدم کو اور اناج کی جنس پر جمع مقرر ہوتی تاکہ مقدم اور چودھری
اور عامل کاشتکاروں پر ظلم و تعدی نہ کرسکیں آسودگی پر آبادی ملک کا سارا مدار ہے۔ پہلے
دستور نہ تھا کہ سال بسال زمین کی پیمائش ہوتی ہر پرگنہ میں ایک قانون گو ہوتا تھا۔ وہی
پرگنہ کا اگلا پچھلا حال بتلایا کرتا تھا۔ ہر سرکار میں اس نے ایک شقداروں کا شقدار یعنی صدر
شقدار اور منصفوں کا منصف یعنی صدر منصف مقرر کیا تاکہ وہ عمال اور رعیت کے احوال سے
خبردار رہے کہ عمال رعیت پر ظلم نہ کرسکیں اور اموال بادشاہی میں خیانت نہ کریں۔ اگر
پرگنوں کی حدود کی بابت کوئی جھگڑا بادشاہی عمال کے درمیان کھڑا ہو تو وہ اوس کا
فیصلہ کردے تاکہ بادشاہی معاملات میں کوئی خلل نہ پڑے۔ اگر رعیت تمرد اور سرکشی کرکے
تحصیل زر میں خلل پیدا کرتی تو وہ سزا سے یا تنبیہ سے ایسا اونکا قلع قمع کرتا کہ اونکے فساد کا
اثر اوروں پر سرایت نہ کرتا +

شقدار شقداراں

سال دو سال بعد وہ عمال کو بدل دیتا اور اونکی جگہہ نئے عمال بھیجتا وہ فرمایا کرتا تھا کہ
میں نے بہت امتحان کیا ہے اور تجربہ سے خوب تحقیق کیا ہے کہ جو ضلع کے عامل و حاکم ہوتے ہیں انکے عہدوں میں
روپیہ کی جو منفعت کثیر اور آمدنی ہے وہ کسی اور عہدے میں نہیں ہے اسلئے میں اپنے قدیمی نیک
دولتخواہ و آزمودہ کار ملازموں کو عامل مقرر کرتا ہوں تاکہ اونکو بہ نسبت اوروں کے زیادہ
تنخواہ اور منافع و فوائد حاصل ہوں اور دو سال بعد اونکو بدل دیتا ہوں تاکہ اور میری بادشاہی
میں باری باری سے میرے سارے قدیمی ملازموں کو بھی فائدے اور منافع حاصل ہوں اس
لشکر پورے سامان اور آسودہ حالی کے ساتھہ ہر سال بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوتا تھا
لشکر کی تعداد معین نہ تھی وہ ہر روز زیادہ ہوتا جاتا تھا شیرشاہ اپنے پاس ڈیڑہ لاکھ سوار اور
پچیس ہزار پیادے رکھتا تھا۔ ان پاس کیا توڑے دار بندوقیں ہوتی تھیں یا تیر کمان اور بعض
مہمات میں وہ اس سے زیادہ سپاہ بھی ساتھہ رکھتا تھا ایک فوج عظیم تیس ہزار سوار کی ہیبت خانی نیازی

اسکے پاس قلعہ رہتاس کے ہمسایہ میں بال ناتہہ جوگی کے نزدیک تہی وہ ملک کشمیر اور گکھڑوں کے ملک کی حفاظت کرتی تہے اور وہاں کے سرکشوں کی سرکوبی کرتی تہی دیبال پور اور ملتان فتح جنگ خاں کے حوالہ تہا اور ملتان کے قلعہ میں بہت خزانہ رہتا تہا اور قلعہ ملوت میں جسکو تاتار خاں یوسف خیل نے سلطان بہلول کے عہد میں بنایا تہا حمید خاں کاکر رہتا تہا اور اوس نے نگرکوٹ جوالا - دیدہ وال اور کوہستان جموں میں انتظام ایسا استحکام کے ساتہہ کر رکہا تہا کہ کسی شخص کو دم مارنے کی مجال نہ تہی جریب کے موافق کوہی رعایا سے تحصیل زر ہوتی تہی سرکار سرہند مسند عالی خواص خاں کی جاگیر میں عنایت ہوئی تھی اوس نے ملک بہگونت اپنے غلام کو اس سرکار میں مقرر کر رکہا تہا وہ دارالسلطنت دہلی میں رہ کر اس ملک کا انتظام کرتا تہا میاں احمد خاں سروانی ناصر تہا اور عادل حاتم خاں شقدار اور فوجدار تھے جو سرکار سنبہل کی رعیت اور امیر نصیر خاں کے ظلم سے بہاگ گئے تہے تو شیرشاہ نے یہ سرکار مسند عالی عیسی خاں بن مسند عالی ہیبت کلکپور سروانی کو جسکا خطاب خان اعظم تہا اور سلطان سکندر اور بہلول کی تیر بہادر تہا عنایت کی اور اوسے کہا کہ میں تجہے پرگنہ کانٹ گولہ تلہر تیرت کنبی اور تیر پڑنے سو روانگی کے لئے دیتا ہوں یا تجہہ پر سواری کرلے کہ یہاں کی رعایا کی طبیعت میں شرارت اور حکام کے ساتہہ خصومت کی عادت پڑگئی ہے +

سرکار سنبہل میں عیسی خاں نے جو دلیری اور شجاعت میں مشہور تہا اپنی شمشیر کے زور سے یہاں کے زمینداروں کو ایسا دبایا کہ اونہوں نے یہاں کے جنگل کاٹنے پر بہی سر نہ اوٹہایا - ان جنگلوں کو وہ اپنے ہاتہہ سے کاٹتے تہے جنکو اونہوں نے اپنے بچوں کی طرح پرورش کیا تہا اور ٹھنڈے سانس بہرتے جاتے تہے چوری اور رہزنی سے اونہوں نے توبہ کرلی - اسی سبب سے شیرشاہ کہا کرتا تہا کہ دو شیر امیروں یعنی عیسی خاں اور میاں احمد کے سبب سرکار دہلی اور سرکار لکہنو کی طرف سے سب طرح میری خاطر جمع رہتی ہے +

ببرک نیازی قنوج کا شقدار تہا اوس نے پرگنہ ملکوسنہ کے متمردوں و رہزنوں کو ٹہیک بنایا اسکے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا تہا - قنوج کے آدمیوں پہ ببرک نیازی نے وہ اپنا رعب بٹہایا تہا کہ وہ اپنے گہر میں تلوار یا تیر کمان یا بندوق یا کوئی اور لوہے کی چیز سوا آلات کاشت

اور پکانے کے برتنوں کے ہنیں رکھ سکتے تہے۔ اگر وہ مقدموں کو حاضری کا حکم دیتا تو وہ حاضری میں
ایک لمحہ توقف نہیں کرتے اوسکے خوف و دہشت کے مارے وہ جریب کے موافق زر محصول خزانچی کو دیتے
تہے۔ دریا جمنا اور چنبل کے کناروں کے ملک میں زمینداروں نے جب فساد مچایا تو شیر شاہ سرہند با رہ ہزار
سوار پرگنہ ہٹ کانت اور اوسکے نواح میں لایا اونکو یہیں آباد کر دیا۔ اور اس دیار کی رعیت اور
زمینداروں کو ایسا مار کوٹ کر ٹہیک بنایا کہ ایک آدمی بہی مخالف نہ رہا۔ قلعہ گوالیار میں ایک لشکر
شیر شاہ نے متعلق کیا جسمیں ایک ہزار سوار بندوق دار تہے۔ بیانہ میں علاوہ پانچسو بندوق دار
کے ایک لشکر رہتا تہا۔ رنتھنبور میں علاوہ سولہ سو بندوق داروں کے ایک فوج رہتی تہی قلعہ چتوڑ میں
ہزار بندوق دار رہتے تہے تاریخ داودی میں لکھا ہے کہ چتوڑ میں سولہ سو بندوق دار رنتھنبور میں
پانچسو بندوق دار اور بیانہ میں ایک ہزار بندوق دار گوالیار میں دو ہزار بندوق دار اور قلعہ میں
اوسکے مناسب حال فوج رہتی تہی۔ قلعہ خادم آباد یعنے منڈو میں شجاعت خاں پاس دس ہزار سوار
اور سات ہزار بندوق دار تہے۔ مالوہ اور سندیلہ اوسکی جاگیر میں تہی۔ قلعہ رائسین میں ایک فوج
رہتی تہی جسمیں ایک ہزار توپچی تہے اور قلعہ چنار میں ایک ہزار بندوق دار اور قلعہ رہتاس کلاں
میں بہار کے نزدیک اختیار خاں نیازی پاس دس ہزار بندوق دار تہے اور اوس قلعہ میں خزانہ
بے شمار تہا اور ملک بہدوریہ میں ایک فوج تہی۔ خواص خان اور عیسیٰ خاں پاس ملک ناگور
جودھ پور۔ اجمیر میں ایک فوج تہی۔ ایک فوج لکھنؤ میں ایک سرکار کالپی میں۔ ملک بنگال کو
اوسنے قسمتوں میں منقسم کیا تہا اور قاضی فضیلت کو امین بنگالہ مقرر کیا تہا۔ جہاں جہاں فوج
سرکار کو مناسب تہا وہاں اوسنے فوج رکہی تہی۔ سپاہ کے شمار میں مورخوں کے بیان میں اختلاف
ہیں۔ تاریخ داودی میں لکھا ہے کہ ایک فوج پیادوں پائیک کی اوس پاس تہی جو سوار
پیادوں سے بے تعلق تہی۔ ایک لاکہہ تیرہ ہزار سوار تہے جو تمام پرگنوں میں بٹے
ہوئے تہے جو اون کے قلعوں کی حفاظت کرتے تہے غرض شیر شاہ نے سپاہ کو اسطرح
تقسیم کر رکہا تہا کہ ملک مفسدوں کے فساد سے محفوظ تہا۔ متمرد زمینداروں کی سرکوبی ہوتی رہتی تہی
کسی کے دل میں یہ خیال نہ آتا تہا کہ ملک نامحفوظ ہے اوسکو فتح کرکے لے لیجئے۔ اگر مہمات سے جو اس
فوج کو جو اپنی جاگیروں میں آسودہ اور فارغ رہتی تہی اوسکو بلا لیتا تہا اور اوسکی جگہہ

اس سپاہ کو بھیج دیتا تھا کہ جسنے لڑائیوں میں محنت و مشقت اٹھائی تھی۔ غرض ساری سپاہ کو چھاؤنیوں میں تمام ملک میں اسطرح تقسیم کر دیا تھا کہ کل ملک کی حفاظت ہو اور جہاں کہیں دنگہ فساد و سرکشی ہو وہاں فوج اوسکی سرکوبی کے لئے موجود ہو۔ ان چھاؤنیوں میں فوج کم و بیش حسب ضرورت رہتی۔ جا بجا عدالت کی کچہریاں مقرر کیں خیرات کے کاموں میں اوسکو شغل بہت رہتا تھا۔ مسافروں اور کاروانوں کے آرام کے لئے سڑکیں بنوائیں اور سڑکوں پر دو دو کوس کے فصل سے سرائیں تعمیر کرائیں ایک سڑک بنائی قلعہ رہتاس کے گرد سے جو اوسنے پنجاب میں بنایا تھا شہر سنارگانوں تک جو بنگالہ میں دریائے شور کے کنارہ پر ہے۔ یہ سڑک چار مہینے کا راستہ ہے دوسری سڑک شہر آگرہ سے برہان پور تک جو ملک دکھن کی سرحد پر ہے تیسری سڑک آگرہ سے جودہ پور اور چتوڑ تک۔ چوتھی سڑک لاہور سے ملتان تک اس سڑک پر سرائیں تھیں مختلف سڑکوں پر سترہ سو سرائیں تھیں ہر سرائے میں ہندو مسلمانوں کے رہنے کے جدا جدا امکان تھے ہر سرائے کے دروازہ پر پانی کی سبیل لگی رہتی تھی ہر آدمی پانی پی سکتا تھا۔ ہر سرائے میں ہندوؤں کے لئے برہمن رہتا تھا جو اونکے پاس سرد پانی پینے کے لئے اور گرم پانی نہانے کے لئے لاتا بچھونا بچھاتا۔ رسوئی بناتا گھوڑوں کے لئے دانا لاتا۔ قاعدہ یہ تھا کہ سرائے میں جو مسافر اترتا اپنی حسب حیثیت کھانے پینے کا سامان اور مویشی کے لئے بچالی دانہ چارہ مفت سرکار شاہی سے پاتا۔ سراؤں کے گرد دہات آباد تھے۔ ہر سرائے کے وسط میں پکی اینٹ کی مسجد اور ایک کنواں بنا تھا اور ہر مسجد کے واسطے امام و موذن مقرر تھا اور ہر سرائے میں ایک شحنہ اور کئی چوکیدار مقرر تھے۔ اور اونکی مدد معاش سرائے کے پاس کی زمین سے مقرر تھی اور ہر سرائے میں ڈاک کے دو گھوڑے بندھے رہتے تھے کہ دور و نزدیک کی خبریں جلد پہنچتی رہیں۔ تاریخ خان جہان میں لکھا ہے کہ اس ڈاک میں ہر روز بادشاہ پاس نیلاب اور آگرہ سے اور بنگال کی سرحدوں سے خبریں پہنچتی تھیں کہتے ہیں کہ اس ڈاک میں حسین طشت دار تین سو کوس ایک دن میں کسی ضرورت کے سبب گیا۔ واقعات مشتاقی میں لکھا ہے کہ یہی حسین طشت دار تین دن میں رات دن ڈاک میں چلکر گوڑ سے چتوڑ میں پہنچا جب وہ سوجاتا تو چار پائی پر لیٹ جاتا اور گنوار اوسکو کندھے پر لیکر چلتے

اور جب آنکھ کھلتی تو وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوتا۔ ایسی باتیں اس ملک کے بھولے بھالے آدمی جلد یقین کر لیتے ہیں مگر جو سمجھتے ہیں بھلا وہ کب اس بات کو مانتے ہیں کہ آدمی برابر تین دن تک پچاس میل فی گھنٹہ کوے کی طرح پرواز کرے۔ شاہراہ اعظم بنگال و رہتاس کے دو رویہ میوہ دار درخت لگائے تھے۔ مسافر گرم ہوا میں اوسکے سایہ میں آرام سے جاتے تھے۔ اور اگر وہ ٹھیرتے تو سایہ تلے آرام پاتے۔ اگر وہ خود سرائے میں ٹھیرتے تو اپنے گھوڑوں کو درختوں کے نیچے باندھتے تھے +

خراسان کی سڑک پر شیر شاہ نے قلعہ رہتاس بال ناتھ جوگی کے قریب دریا بہت سے چار کوس پرے اور لاہور سے ساٹھ کوس پر ملک کشمیر اور ملک گکھڑوں کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے بنایا تھا اور اوسکو ایسا مستحکم و استوار کیا تھا کہ کوئی اور قلعہ اوسکی برابر مستحکم نہیں تھا جب شیر شاہ نے اس قلعہ کی تعمیر کا حکم دیا تو ٹوڈر مل کھتری نے عرضداشت بھیجی کہ یہ ملک گکھڑوں کا ہے اونکو مزدوری کرنے سے ایسی نفرت ہے کہ سب نے اتفاق کر کے قسم کھائی ہے کہ جو مزدوری کرے وہ جلاوطن کیا جائے۔ اس عرضداشت پر بادشاہ نے حکم دیا کہ طمع زر کے سبب سے میرے حکم میں تغیر نہ کیا جائے۔ ٹوڈر مل نے اس حکم کے آنے پر حکم دیا کہ جو شخص ایک پتھر لائیگا وہ پتھر کی قیمت میں ایک اشرفی پائیگا۔ اس لالچ میں آنکر گکھڑ اوسکے گرد ہوئے پھر اونہوں نے ایک روپیہ پتھر اور پھر ایک ٹنکہ پتھر کر دیا۔ غرض اس طرح اس قلعہ کی تعمیر میں بڑا روپیہ صرف ہوا اس قلعہ کا نام شیر شاہ رہتاس خرد رکھا۔ دار الخلافہ دہلی کا شہر جمنا سے دور تھا اوسنے اوسکو ویران کر کے جمنا کے کنارہ پر بنایا اور اس میں دو قلعوں کی تعمیر کا حکم دیا۔ جو مثل کوہ پر شکوہ اور استوار ہوں ایک قلعہ خرد جو محل حاکم نشین ہو اور دوسرا قلعہ تمام شہر کے گرد جہاں بنا ہو قلعہ حاکم نشین میں ایک مسجد جامع بنائی گئی جس میں لاجوردی و شنگرفی نقاشی و زرنگاری میں بہت روپیہ صرف ہوا۔ مگر تمام شہر کے گرد حصار پورا نہ ہوا تھا کہ شیر شاہ نے انتقال کیا قنوج کے پرانے شہر کو جو پہلے ہندوؤں کا دار السلطنت تھا مسمار کراکے ایک قلعہ پختہ اینٹ کا بنوایا اور اوسکا نام شیر گڈھ یا شیر پور رکھا اس شہر کے مسمار کرانے کی کوئی وجہ معلوم نہیں یہ نام عام پسند نہ تھا لیکن دو قلعے اوسنے بہر کھنڈ میں بنوایا اور رہین کشل اسکا نام رکھا اور اس

چوری و رہزنی کا قانون +

کوہستان میں ایک اور قلعہ بنایا اسکا نام شیرکوہ رکھا وہ کہا کرتا تہا کہ اگر زندگی نے وفا کی تو ہر سرکار میں ایک قلعہ ایسے مناسب مقام پر تعمیر کراونگا کہ وہ مظلوموں کے لئے پناہ اور متمردوں کے واسطے سرکوب ہو اب اپنی راہوں کی حفاظت اور امن کے لئے عام سرائیں بنوادی ہیں راہوں پر چوری اور رہزنی کے انسداد کے واسطے یہ قانون مقرر کئے کہ اگرچہ ملی اور رہزنی ہو اور چور اور راہ زن گرفتار نہ ہو تو جتنا مال وہ لے گئے ہوں وہ اس علاقہ کے مقام سے دلایا جائے کہ جسمیں چوری اور رہزنی ہوئی ہو۔ اگر دزدی اور رہزنی ایسے مقام پر ہوئی ہو کہ یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کس مقدم کے علاقہ میں ہوئی ہے تو چاروں حدود کے مقدموں سے چوری کا معاوضہ دلایا جائے اگر بعد اسکے چور اور رہ زن کا پتا مل جائے کہ وہ کس مقام میں ہے تو جس علاقہ میں پتا معلوم ہو وہاں کے مقدم سے جسنے چوروں اور رہزنوں کو پناہ دی پہلے مقدموں کو چوری کا معاوضہ دلایا جائے جو آدمیوں نے دیا ہے اور چوروں اور رہ زنوں کو موافق شرع شریف سزا دیجائے۔ اگر راہ پر کوئی قتل واقع ہو اور قاتل پکڑا نہ جائے تو عامل مقدموں کو موافق تفصیل بالا کے مقید کرے اور انکو مہلت دے کہ وہ قاتل کو پیدا کریں۔ اگر وہ قاتل کو پیدا کریں یا بتلادیں کہ فلاں جگہ وہ موجود ہے تو انکو رہائی دیجائے اور قاتل کی گردن اڑائی جائے۔ اگر اس گاؤں کے مقدم جسمیں قتل واقع ہوا قاتل کو گرفتار نہ کراسکیں تو ان مقدموں کو موت کی سزا دیجائے یہ امر مسلم ہے کہ مقدموں کی سازش یا چشم پوشی بغیر کوئی واردات چوری قتل رہزنی کی نہیں ہوتی اور اگر شاذ و نادر مقدم کے بغیر علم کے اسکی حد میں چوری اور رہزنی واقع ہو تو وہ مقدم چند روز تک اسمیں تجسس و تفحص کریگا تو اسکو چوری اور رہزنی کا حال معلوم ہوجائیگا اسلئے مقدموں اور رعیت کو خبر ہوتی ہے کہ فلاں دہ میں یہ چور اور رہ زن رہتے ہیں اور وہ اونکے ساتھ رشتہ مندی اور دوستی رکھتے ہیں اسلئے اونکو خبر ہوجاتی ہے کہ کسنے یہ چوری اور رہزنی کی ہے پس مقدم کیا چوری و رہزنی میں شریک ہوتے ہیں یا اونکو اسے اطلاع ہوتی ہے دونو صورتوں میں اگر مقدم چوروں اور رہزنوں کو نہ گرفتار کرائیں تو اونکے عوض میں خود سزا پانے کے مستحق ہیں اور وہ قتل کئے جائیں کہ اور مقدموں کو ایسے کاموں کے کرنے کی جرات نہ ہو

سوداگروں اور مسافروں کی حفاظت

اسکی ایک مثال نہایت عمدہ تاریخ داؤدی میں لکھی ہے کہ اٹاوہ کے قریب ایک قطعہ زمین پر پاس کے گانوؤں والوں میں آپس میں جھگڑا تھا وہاں ایک آدمی قتل ہوا شیر شاہ نے دو آدمی تعین کیے کہ جہاں آدمی قتل ہوا ہے وہاں جاکر ایک درخت کو کاٹیں اور جو شخص اونکو منع کرنے آئے اوسکو میرے پاس بھیجدیں یہ دو آدمی درخت کاٹتے تھے کہ ایک مقدم اونکو روکنے کے لئے آیا وہ شیر شاہ کے پاس بھیجا گیا اوسنے مقدم سے کہا کہ تجھکو اتنے فاصلہ پر ایک درخت کٹنے کی خبر ہوگئی مگر ایک آدمی کے گلا کٹنے کی خبر نہ ہوئی اوسے حکم دیا کہ اس گانوں کے تمام مقدم مقید کئے جائیں اگر تین روز کے اندر وہ قاتل کو نہ پیدا کریں تو خود قتل کئے جائیں اس حکم سے مقدموں نے قاتل کو پیدا کردیا اور وہ قتل ہوا غرض اس انتظام سے کہ مقدم مجرم کو پیدا کریں یا خود مجرموں کی طرح سزا پائیں راہوں کا وہ انتظام تھا کہ سونا اچھالتے چلے جاؤ کوئی نہیں پوچھتا تھا کہ منہ میں کے دانت ہیں +

شیر شاہ و اسلام شاہ کے عہد سلطنت میں اپنے دہات کی حدود میں مقدم حفاظت کرتے اگر کوئی چور رہزن یا دشمن مسافروں کو آزار نہ پہنچانے پائے کہ جسکے سبب سے وہ خود مستوجب قتل ہوں شیر شاہ نے عمال اور حکام کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ سوداگروں اور مسافروں کی خاطر سب طرح سے کیا کریں اور کسی طرح اونکو آزار نہ پہونچنے دیا کریں اگر کوئی تاجر مرجائے تو اوسکے مال کو لاوارث سمجھکر دست درازی نہ کریں ؎

چو بازارگاں در دیارت بمرد   بمالش خیانت بود دست برد

شیر شاہ اپنی تمام ممالک میں سوداگروں سے مال تجارت پر محصول دو جگہ لیتا تھا جب بنگال سے سوداگر چلتا تو گڑھی (سیکری گلی) میں اوس سے محصول لیا جاتا اور اگر خراسان سے تاجر آتا تو سرحد ملک پر محصول لیا جاتا دوسرا محصول بکنے کی جگہ پر لیا جاتا کسی کا مقدور نہ تھا کہ کسی شہر کی رہگذر پر معبر پر کسی قصبہ و قریہ میں سے محصول لے سوا اسکے اوسنے حکم دے رکھا تھا کہ جو بہ نرخ بازار شاہ خریدی جائیں اس نرخ میں زیادہ و کم کوئی نہ کرنے پائے اگر [illegible]

بزرگان بمسافر بجاں پرورند   کہ نام نکوشاں بعالم برند

اسکا ایک قانون یہ تہا کہ جب لشکر کا سفر ہوتا۔ ہر منزل میں قلعہ خام بنایا جاتا تو نقیب منادی کرتے کہ کسی رعیت کی زراعت کو نقصان نہ پہنچے اور وہ خود سوار ہوکر زراعت کے حال میں تفحص کرتا اور سوار متعین کرتا کہ وہ کسی آدمی کے ہاتہہ سے زراعت کا نقصان نہ ہونے دیں جب وہ سوار ہوتا تو دائیں بائیں طرف دیکہتا جاتا کہ کسیکی زراعت کا نقصان تو نہیں ہوا خدا کی پناہ اگر کوئی شخص اوسکو ایسا نظر آجاتا کہ وہ زراعت کا نقصان کرتا تو اپنے ہاتہہ سے اوسکے کان کترتا اور حکم دیتا کہ اوسکے گلے میں جو کچھہ اوسنے زراعت میں سے کاٹا ہے لٹکایا جائے اور لشکر کے گرد پھرایا جائے۔ ایک دفعہ ایک شتربان نے کچھہ بالیں اناج کی توڑلی تہیں تو اوسنے اوسکی ناک میں چہید کرکے اناج کو لٹکایا اور اوسکی ٹانگیں باندہ کے سارے سفر میں نیچے سر اور پاؤں اونچے لئے پہرا۔ اگر تنگی راہ کے سبب سے بضرورت زراعت پامال ہوتی تو امین معتمد مقرر ہوتے کہ زراعت پامال شدہ کا معاوضہ دیکر رعیت کو راضی کردیں۔ اگر سپاہ کے خیمے زراعت کے قریب بضرورت ڈالے جاتے تو سپاہی اوسکے خوف سے زراعت کی خود نگہبانی کرتے کہ مبادا کوئی اوس زراعت کا نقصان کرے اور ہمارا نام ہو۔ اگر وہ دشمنوں کے ملک میں جاتا تو نہ وہاں کی رعیت کو اسیر کرتا نہ اونکی زراعت کو غارت کرتا۔ وہ فرمایا کرتا کہ رعیت بیگناہ ہوتی ہے وہ غالب کی اطاعت کرتی ہے اگر میں رعیت کو آزار اور ضرر پہنچاؤنگا تو وہ ویران ہوجائیگی اور مملکت خراب بے آب ہوجائیگی اور پہر کہیں مدتوں میں ملک آباد ہوگا ؎

گریزد رعیت ز بیداد گر — کند نام زشتش بگیتی سمر

شیر شاہ کی عدالت اور سخاوت ایسی مشہور تھی کہ دشمنوں کے ملک میں اوسکے لشکر کو رعیت ساری ضروری چیزوں کی رسد پہنچاتی تھی شیر شاہ میں نصفت سخاوت و احسان اوصاف تہے جسکے سبب افغانوں کی جمعیت اوسکے گرد ہوگئی اور ملک ہند کی سلطنت ہاتہہ لگ گئی۔ جو شخص پریشان روزگار اوسکے لشکر میں آتا تو اوسکے ساتہہ وہ سلوک کرتا کسی سپاہی بیکس و محتاج کو وہ محروم نہ رکہتا اوسکے گزارہ کے لائق وظیفہ مقرر کردیتا ہر روز نئے سپاہی بہرتی کرتا۔ اسکا لقب سلطان عدل ہوا

بورچی خانہ اوسکا بڑا فراخ تھا کئی ہزار سوار کران خاصہ خیلکو جو افغانی زبان میں

اہی کہتے ہیں وہ مطبخ خاصہ میں کھانا کھاتے تھے حکم عام تھا کہ سپاہی - رعیت مخادیم کا شنکار
بھوکا ہو وہ بادشاہی ستر خوان پر آکر کھا جائے - اوسکا دستر خوان خدائی دستر خوان تھا کہ
جو جی چاہے آکر کھائے فقرا مساکین و محتاجوں کے لئے لنگر خانے جاری تھے جہاں انکو
کھانے ملتے تھے - ان لنگر خانوں کا خرچ پانچ سو اشرفی روز کا تھا +

شیر شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ائمہ و مخادیم سلطان ابراہیم کے بعد عمال کو رشوت دیکر اپنی استحقاق سے
زیادہ زمینوں پر متصرف ہو گئے ہیں اسلئے اونکی مدد معاش کو بدل دیا اور خود تحقیقات کرکے
جو حق تھا اوسکو وہ دیدیا اور کسی کو محروم نہیں رکھا اور خرچ راہ دیکر رخصت کیا جو ایسے
تھے کہ اپنے ہاتھ سے کسب معاش نہیں کر سکتے تھے جیسے کہ اندھے لنگڑے لولے بوڑھے
نو تنین مریض وغیرہ اونکے وظیفے نقد اس علاقہ شہر کے خزانے پر مقرر کر دئے جبمیں وہ
رہتے تھے - خرچ راہ دیکر وہ رخصت کئے جاتے تھے مخادیم وائمہ نے وہ سند سے جلسازیاں کی
تھی کہ اونکے انسداد کے واسطے یہ ترکیب نکالی تھی کہ وہ ان ائمہ اور مخادیم کو فرمان نہ دیتا -
منشیوں کو حکم تھا کہ وہ ہر پرگنہ کے متعلق فرمان لکھکر اس پاس لائیں اور بعد دستخط ان فرامین کو
خریطہ میں بند کرکے اور مہر لگا کے کسی بے طمع معتمد آدمی کو حوالہ کرکے کہتا کہ اسکو فلاں پرگنے
میں پہنچا دے جب مستحق داران فرامین پہونچے اول وہ مخادیم وائمہ کو فرمان دکھاکر وظیفے
دیتا پھر وہ فرمان اونکو دیدیتا - شیر شاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ وہ ائمہ کی مدد
معاش مقرر کرے کہ ہندوستان کے شہروں کی رونق اور آبادی ائمہ اور مخادیم سے ہوتی ہے
طالب العلم مسافر - اہل احتیاج کہ بادشاہ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں وہ اونسے فیض پاتے اور
کھاتے ہیں اور اونسے مسافر و مساکین کی رفاہیت ہوتی ہے اور اونسے حکمت و دین کی
رونق ہوتی ہے - افغانستان سے جو افغان اس کے پاس آتا اوسکے زر نقد اوسکی توقع
سے زیادہ دیتا اور کہتا کہ ملک ہند جو میرے ہاتھ آیا ہے اوسمیں سے یہ تمہارا حصہ مقرر کیا گیا ہے
ہر سال آکر اسے لے لیا کرو اور دیا سدہ میں جو اوسکی قوم اور قبیلے کے آدمی رہتے تھے اونکو
وظیفہ ہر گھر کے لئے موافق اوسکے آدمیوں کی تعداد کے بھیجتا تھا اوسکے سبب کوئی

+ انعام افغانان

افغان خواہ افغانستان میں ہو یا ہندوستان میں فقیر و محتاج نہیں رہا تھا صاحب کلاہ تھ
سلطان بہلول و سلطان سکندر کے عہد سے افغانوں کا قاعدہ یہ چلا آتا تھا کہ جس شخص کو
زر نقد یا خلعت ایک دفعہ ملتا تھا پھر او وہ معمول ہو جاتا تھا ہر سال ملتا تھا۔ شیر شاہ کے فیلخانہ
میں پانچہزار ہاتھی تھے اور اصطبل میں گھوڑوں کی تعداد معین نہیں تھی روز خریدے اور د
جاتے تھے یہ بخشش اور خرید روز جاری تھی تین ہزار چار سو گھوڑے سرایوں میں ڈاک
رہتے تھے جو ہر روز ہر مقام سے خبریں لاتے تھے۔ ہندوستان میں ایک لاکھ تیرہ ہزا
پرگنے (دہات) اوسکے قبضے میں تھے ہر پرگنہ میں وہ شقدار بھیجتا تھا۔ یہ سب پرگنے آباد او
حال تھے مفسدوں و تمردوں سے وہ خالی تھے۔ سارا ملک آباد ارشاد تھا۔ کہیں غلہ کی گرانی
شیر شاہ کے عہد سلطنت میں کبھی قحط نہیں پڑا۔ اسکے لشکر کا تخمینہ کچھ نہیں ہو سکتا وہ روز بر
بڑھتا جاتا تھا۔ اوسنے اپنی رعیت کے لئے جو قوانین وضع کیے تھے اونکی تعمیل کی نگرانی کو
لشکر اور امرا پر مخبر معتمد مقرر کیے تھے کہ وہ حالات کو مخفی تجسس و تفحص کیا کریں اسلئے کہ
درگاہ اور ارکان دولت اپنی مصلحت کے سبب سے بادشاہ سے ایسے حالات نہیں عرض کر
جسسے وہ اصلاح ان خللوں کی کرسکے جو عدالت میں پیدا ہوئے ہیں جب شجاعت
ملک مالوہ کی جاگیر شیر شاہ نے عنایت کی تو جاگیر کی تقسیم کے وقت اوسکے مشیروں نے یہ ع
کہ اب وقت ہے کہ آپ سپاہیوں کی جو جاگیریں مقرر کریں اونمیں سے ایک حصہ اپنی جیب خا
لے لیں اور باقی اونکو تقسیم کر دیں جب شجاعت خاں کے سپاہیوں کو یہ خبر ہوئی تو
سواروں و سپاہیوں نے جو افغان تھے باہم عہد و پیمان کیا کہ اگر شجاعت خاں
میں طمع کرے تو اوسکی حقیقت شیر شاہ کی درگاہ عالم پناہ سے عرض کریں . .
. . . . . وہ اپنی عدالت کے سبب سے کبھی قوم اور صاحب لشکر عظیم و امرا کی
کرتا۔ اور اسیر شجاعت خاں اور اوسکی ارکان دولت کے غبن ظاہر کرنے میں ہم سب
رو اوسکے نیک و بد میں ایک دوسرے کے معین ہیں اور طمع دنیوی کے سبب سے چہرہ مو
کو نفاق کے ناخن سے نہ چھیلیں بعد اتفاق کے وہ شجاعت خاں کے

اور اپنا وکیل شجاعت خاں پاس بھیجکر عرض کیا کہ شیر شاہ نے جو ہمارا حق مقرر کیا ہے اس مسند عالی کے ارکان دولت پورا نہیں ادا کرتے امرا اعظام سپاہی کے حق میں طمع نہیں کیا کرتے ہیں بلکہ وسکو سوا اوسکی تنخواہ کے انعام واکرام دیا کرتے ہیں کہ وہ کارزار میں جان سپاری میں اقدام کرے۔ اگر مسند عالی ہمارے حق میں طمع کرینگے تو لشکر میں نفاق پیدا ہوگا تفرقہ پڑجائیگا کہ جس سے آپ کی بدنامی ہوگی ؎

سپاہی کہ خوشدل نباشد ببرگ	کجا دل نہد روز ہیجا بمرگ

جب شجاعت خاں نے سپاہیونکی عرض کو سنا تو ارکان دولت سے پوچھا کہ اس باب میں کیا تدبیر کرنی چاہیے اونہوں نے عرض کیا کہ دو ہزار سواروں نے انحراف کیا ہے اور مسند عالی پاس دس ہزار سوار ہیں اگر ان شوخ دیدوں کو انکا حق پورا دیا جائے گا تو اور آدمی یہ تصور کرینگے کہ آپ نے شیر شاہ سے ڈر کر یہ کام کیا ہے اور آپ کے حکم میں ایک طرح کا ضعف پایا جائیگا اور وسکے سبب سے آپ کی حکومت کا رعب اٹھ جائیگا مناسب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ایسا جواب درشت دیا جائے اور اونکی امید قطع کی جائے کہ اوروں کو ایسی حرکت کرنے کی جرات نہ ہو اور آپ کے حکم سے تجاوز نہ کریں۔ بدو ند طمع زیدہ ہوشمند شیر شاہ کی خبرداری اور ہوشیاری کو فراموش کیا جب سپاہیوں کے پاس ایسا درشت جواب آیا تو آپسمیں انہوں نے مشورہ کیا۔ بعض نے کہا کہ شیر شاہ پاس چلنا چاہیے مگر جو شیر شاہ کے مزاج داں تھے اونہوں نے کہا کہ شیر شاہ پاس جانا مناسب نہیں اسنے ہمکو شجاعت خاں پاس ملک دکن میں متعین کیا ہے اوسکے حکم بغیر اپنی سرحد سے باہر جانا اچھا نہیں ہے اپنا وکیل بھیجنا چاہیے تاکہ حقیقت حال اسپر عیاں ہوجائے جو کچھہ اسکا حکم ہو اوسپر عمل کرنا چاہیے اور اگر کوئی مہم بادشاہی اس حدود میں آن پڑے تو اوسکے رفع دفع میں سستی نہیں کرنی چاہیے بسبب افغانوں نے اس امر کو پسند کیا وکیل بادشاہ پاس بھیجا۔ ابھی یہ سپاہیونکا وکیل پہنچنے نہ پایا تھا کہ جاسوسوں اور مخبروں نے شجاعت خاں اور دو ہزار سواروں کی نزاع کا حال شیر شاہ کو لکھہ بھیجا تھا۔ اس خبر سے وہ بڑا آشفتہ ہوا اوسنے شجاعت خاں کے وکیل کو بلا کر کہا کہ تو شجاعت خاں کو لکھہ کہ تو فقیر تھا

میں نے تجھے امیر بنا دیا۔ ان افغانوں کو کہ تجھسے اچھے اچھے تھے تیرا تابع بنا دیا تیرا پیٹ اپنی جاگیر
کی آمدنی سے نہیں بھرا کہ تو سپاہیوں کے حق میں طمع کرنے لگا میں نے داغ کا قانون اسلئے مقرر
کیا کہ امرا اور سپاہی کے حق میں فرق معلوم ہو اور سپاہی کی حق تلفی امرا نہ کرسکیں اگر تو میرا نعمت
پروردہ نہ ہوتا تو میں تیرا سر اڑاتا۔ یہ اول ہی تیرا گناہ ہے اسلئے معاف کرتا ہوں۔ پہلے اسے
کہ سپاہیوں کا وکیل میرے پاس آئے تو اونکو تسلی دے کر راضی کرلے۔ اگر انکا وکیل میرے پاس
تیری شکایت کرنے کو آیا تو مجھے تیری جاگیر میں تغیر کرنا پڑیگا اور سزا دینی پڑے گی امرا کو نہیں
چاہیئے کہ وہ اپنے بادشاہ کے حکم کے خلاف ایسا کام کریں جسکے سبب سے بادشاہ کے حکم کی وقعت و
مہابت جاتی رہے اور بدنامی ہو۔ جب شجاعت خاں کے وکیل کا یہ عریضہ اس پاس پہونچا
تو اوسنے اپنے ارکان دولت کو سرزنش کی اور کہا کہ تمہاری رائے کے سبب سے میری بدنامی
ہوئی اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کس منہ سے میں بادشاہ کے روبرو جاؤنگا خود سوار ہو کر دو ہزار سواروں
کے خیمہ گاہ میں عذرخواہی کے لئے گیا اور تسلی دی کہ میں تمہارے حق میں کوئی بدی نہیں کرونگا
اور انعام واکرام سے سرفراز کیا اور اپنی منزل گاہ پر اونکو لایا۔ سپاہیوں کا وکیل راہ میں سے پھر کر
جب شجاعت خاں کے پاس آیا تو اوسنے خدا کی درگاہ میں شکر بھیجا اور فقرا اور مساکین کو زر تقسیم کیا
اور وکیل کو گھوڑا اور خلعت دیا۔ شیرشاہ کا حکم سارے افغانوں پر جاری تھا اوسکی سیاست اور تغیر
ریاست کے خوف سے کسی کا یہ زہرہ نہ تھا کہ اوسکے حکم کے خلاف کام کرسکے۔ اگر اسکا بیٹا بھائی
اقارب قریب۔ امرا۔ ارکان دولت سے شیرشاہ کے حکم کی عدولی کرتا اور اوسکو اطلاع ہوتی تو وہ
قرابت کو قطع کرتا اور ناموس افغانی کی حمیت کی شرم کر کے فرمان قضا جریان بے توقف گفتن
و بستن کے لیئے جاری کرتا جب سے تخت سلطنت پر شیرشاہ بیٹھا کسی افغان کی مجال نہ تھی
کہ اوسکی مخالفت کرتا یا اوسسے تمرد یا بغاوت کرتا۔ اسکی مملکت کے گلشن میں کوئی خار دل آزار نہیں
پیدا ہوا۔ امرا و سپاہی و دزد و رہزن کو حوصلہ نہ ہوا کہ دوسرے شخص کے اسباب کو بچشم خیانت
دیکھتا یا اوسکی طرف اشارہ کرتا۔ مسافر راہوں میں اپنی پاسبانی سے فارغ تھے۔ رات کو آبادی اور
ویرانی میں پڑ کر سو رہتے اور اپنا مال اسباب جنگل میں ڈال دیتے اور سواری کو چراگاہ میں

چھوڑ دیتے اور خود خاطر جمع ہوکر اس طرح سوتے جیسے کہ اپنے گھر میں سوتے تھے زمیندار اوسکی نگہبانی کرتے۔ اگر ایک بڑھیا سونے کی ہنڈیا سر پر رکھکر سفر کرتی تو کوئی چور خوف کے سبب اوس کے پاس نہ آتا۔

چناں سایہ گسترد بر عالمے — کہ زالے نیندیشد از رستمے

افغانونکی طبیعت میں نزاع و خصومت جنگ و جدل داخل ہے مگر شیر شاہ نے اوسکو رفع دفع کر دیا تھا۔ شیر شاہ فراست و کیاست کاردانی میں اپنے زمانہ میں ایک ہی تھا اوسنے تھوڑی مدت میں ملک کا انتظام کرکے اوسکو آباد کیا اور رعیت و سپاہ کو شاد کیا۔

شیر شاہ کا بھانجا مبارز خان الہداد سنبہل کی بیٹی پر کہ حسن و جمال میں کمال رکھتی تھی عاشق ہوا اور اوس سے شادی کا پیغام دیا۔ الہداد نے انکار کیا کہ ہم اور آپ ہم کفو نہیں ہیں کہ افغانوں کی رسم و آئین کے خلاف یہ رشتہ کیا جائے۔ مبارز خاں حکومت کے غرور میں مست تھا اس جواب سے آگ ہوگیا۔ اسنے سنبھلیوں پر جور و جفا کرنا اور ان کے دیہات اور مال و اسباب نکالوٹنا اور اونکو قید میں بھیجنا شروع کیا۔ اور خیرو کی لڑکی کو جو الہداد کی رشتہ مند تھی پکڑکے لے گیا سنبھلی سردار جمع ہوکر مبارز خاں کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ ساری تمہاری عورتیں سب ایک ہیں خیرو سخنہ کی لڑکی کو چھوڑ عورتوں کے ناموس کا پاس و لحاظ رکھ ہر چند سنبھلی اوسکے سامنے گڑگڑائے مگر اوسنے کچھ نہ سنا تو سنبھلیوں نے مبارز خاں سے کہا کہ تو ہند میں پیدا ہوا ہے ہم افغانوں کی روش کو نہیں سمجھتا بازکو ساری مغلوب نہیں کرسکتا۔ ہم نے ابتک بادشاہ کا اور تیرا ادب کیا ہے ہم پر زیادہ جور و جفا نکر اور اس مظلوم بیکس کو چھوڑ مبارز خاں نے غصہ ہوکر جواب دیا تم خانہ زاد ہوکر ایسی گستاخانہ گفتگو کرتے ہو میرا یہی چاہتا ہوں تو الہداد کی بیٹی کو بھی بلواؤں اسپر سنبھلی سردار بھی غصہ میں بھر آئے اور انہوں نے کہا کہ مبارز خاں اپنی جان پر رحم کر اور اپنی حد سے پرے قدم نہ رکھ اگر تو ہماری عورتوں پر نظر ڈالے گا تو ہم تجھکو یہاں سے مار ڈالینگے تیرے خون کے انتقام میں مارے جائینگے مبارز خان نے جب یہ سخت جواب سنا تو اوسنے اپنے ہندوستانی دبلیوں

کہاں سنبھلیوں کو مار کر نکال دیں جب ہندوستانی لڑکیاں مار کر سنبھلیوں کو نکالنے لگے تو اونکو
بھی غیرت آئی اور اونہوں نے مبارز خاں کو اور بہت سے اوسکے ملازموں کو ایک لمحہ کی لمحہ میں مار ڈالا
جب شیر شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے اعظم ہمایوں کو جسکے علاقہ میں اسکے ہم قوموں نے
یہ حرکت کی تہی لکہا کہ افغانوں میں سب سے زیادہ کم جہگڑالو قوم سور ہے۔ اگر ہر ایک افغان ایک ایک
سور کو ماریگا تو ایک سور بہی دنیا میں باقی نہ رہے گا سنبہلی تیرے ہم قوم ہیں تو اونکی ایسی تنبیہ و
تعذیب کر کہ پہر کسی کو حوصلہ حاکم کے مار ڈالنے کا نہ ہو۔ جب اعظم ہمایوں پاس یہ فرمان پہنچا
اور وہ بذات خود اس معاملہ میں متوجہ ہوا تو سنبھلیوں نے وطن چہوڑ کر کوہستان میں جا کر
زمین حصار میں پناہ لی اور یہ ارادہ کیا کہ یہاں سے کابل کو مع اہل و عیال چلے جائیے۔ مگر اب
اعظم ہمایوں کو یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر وہ کابل چلے گئے تو شیر شاہ اسپر یہ گمان کریگا کہ میں نے
اپنے ہم قوموں کی گرفتاری میں دیدہ و دانستہ سہل انگاری کی اسلیئے مکر و حیلہ کر کے اسنے سنبھلیوں
کو بلایا۔ اونکو لکہا کہ میں نے تحقیق کر لیا ہے کہ کچہہ تمہارا گناہ نہیں ہے۔ مبارز خاں ہی نے تمپر ظلم و تعدی
کیا ہے میں تم کو شیر شاہ کے روبرو کر کے عفو گناہ کرا دونگا۔ افغانوں کی رسم کے موافق نیازیوں کی
لڑکیاں سوروں سے بیاہی جائینگی یاد و ایک سرداروں کو شیر شاہ مار ڈالے گا مناسب نہیں ہے
کہ اتنی بات کے لئے ساری قوم جلاء وطنی اختیار کرے سنبھلیوں نے اوسکو جواب لکہا کہ اگر سور ہم سے
لڑنے آئینگے تو ہم دکہا دینگے کہ ہم نیازی کیسے لڑتے ہیں اور کس طرح وہ جلاء وطن ہوتے ہیں۔ اگر تو
ہم سے لڑنے آئیگا تو طرفین سے نیازی مقتول ہونگے اگر ہم جلاء وطن ہونگے تو تیری بدنامی
ہوگی کہ اپنی ہم قوموں کی رعایت نہ کر سکا لیکن اگر تو عہد و پیمان بقسم کرے کہ تو ہمارے آزار و سزا
کے درپے نہیں ہوگا تو ہم تیری اطاعت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اعظم ہمایوں نے جواب دیا کہ کیا
مجہے اپنی قوم کی شرم نہیں ہے کہ میں تمکو آزار پہنچا دونگا۔ سنبھلیوں کی ساری قوم مع اہل و
عیال اعظم ہمایوں پاس چلی آئی۔ اونمیں سے نوسو آدمی اعظم ہمایوں نے مار ڈالے اور مارنے کے
وقت اونے بعض اپنے عزیزوں سے کہا کہ تم بہاگ جاؤ تو سنبھلیوں نے کہا کہ ہم کو قوم کی
ناموس ہے ہم مرنے کو بدنامی سے بہتر جانتے ہیں مثل مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنی دارد

جب اعظم ہمایوں نے اکثر سنبھلیوں کو مارکر اونکے اہل وعیال کو شیر شاہ پاس بھجوایا تو شیر شاہ نے کہ قوم کا نیک خواہ تہا اوسنے اعظم ہمایوں کو لکہا کہ مجھے یہ تیری حرکت نہایت ناپسندیدہ معلوم ہوئی کسی افغان نے ایسی حرکت شنیع نہیں کی۔ تونے بادشاہ کی خاطر سے اپنی قوم کے آدمیوں کا خون ناحق اتنا کیا شاہ کا ارادہ تہا کہ اوسکو پنجاب کی حکومت سے بدلے مگر اسکا انتقال ہوگیا پھر اعظم ہمایوں نے بغاوت اختیار کی جسکا آگے بیان ہوگا۔

کہتے ہیں کہ شاہزادہ عادل خاں ہاتہی پر سوار ہوکر آگرہ میں کسی کوچہ سے گذرا ایک بقال کی بیوی اپنے مکان میں جسکی دیواریں پست تہیں برہنہ نہا رہی تھی جب شاہزادہ کی نظر اوسپر پڑی تو اوسنے پان کا بیڑہ ہاتہ میں لیکر اوسکو مارا اور گھورتا ہوا چلا گیا عورت صاحب عصمت تھی اس حرکت سے کہ بیگانہ نے برہنہ اوسکو دیکہا ایسی شرم آئی کہ جان گنوانے کا ارادہ کیا جب اوسکے شوہر کو خبر ہوئی تو اوسنے روکا کہ کیوں جان کہوتی ہے۔ بیڑہ کو ہاتہ میں لیکر شیر شاہ پاس پہنچا اور حقیقت حال کو عرض کیا۔ اس عادل بادشاہ نے اپنے بیٹے کے حال پر افسوس کیا اور حکم دیا کہ یہ بقال ہاتہی پر سوار ہو اور عادل خاں کی جورو اوسکے سامنے آئے اور مستغیث ویسا ہی پان کا بیڑہ جو اوسکے ہاتہ میں ہے مارے۔ وزرا اور امرا نے ہر چند التماس کیا کہ شاہزادہ کا قصور معاف ہو تو اوسنے کہا کہ میری عدالت میں فرزند و رعیت برابر ہیں آخر الامر بقال راضی ہوگیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنا حق پایا اور ظلم سے باز آیا مشرقی خیال کے موافق کوئی انصاف کا حکم اسے زیادہ نہیں ہوسکتا تہا مگر مغربی خیال کے موافق یہ حکم ظلم سے خالی نہ تہا اسلئے کہ جرم بیٹے نے کیا تہا۔ سزا بہو کو ملتی تھی۔

ذکر سلطنت سلیم شاہ بن شیر شاہ سور

شیر شاہ کا بیٹا عادل خان اسکا ولیعہد تہا اسی کو بادشاہ نے اپنی جانشینی کے لیے تجویز کیا تہا مگر وہ نہایت عیش دوست اور فراغت جو اور بودا دل کا آدمی تہا۔ دوسرا بیٹا اوسکا جلال خان

تہا جسکو بعض مورخ عبد الجلیل بہی لکہتے ہیں وہ بڑا عاقل اور تجربہ کار تہا۔ باپ کے زمانہ میں بہت سے
سی لڑائیاں لڑا تہا اور اونہیں نام پیدا کیا تہا جسوقت شیر شاہ فوت ہوا تو دونو بیٹے پاس نہ تہے
عادل رنتھنبور میں تہا اور جلال خان قصبہ ریواں ضلع بہٹہ میں تہا سامرا نے اس نظر سے
کہ عادل خان دور ہے اور حاکم کا ہونا ضرور ہے کسی شخص کو بہیجکر جلال خاں کو کہ نزدیک تہا
بلا لیا وہ پانچویں روز دربار دولت شاہی میں آگیا۔ عیسی خاں حاجب اور امرا کی سعی سے
قلعہ کالنجر کے نیچے ۱۵۔ ربیع الاول سنہ ۹۵۲ھ مطابق ۲۵۔ مئی سنہ ۱۵۴۵ع کو تخت پر بیٹہا اور
اپنا خطاب اسلام شاہ رکہا اور سکوں میں یہی نام جاری ہوا۔ مگر عوام میں اسکا نام سلیم شاہ مشہور ہوا
اپنی مہر میں ایک شعر کندہ کرایا جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جب سے اسلام شاہ پسر شیر شاہ بادشاہ ہوا العنایت
الٰہی سارا ملک شاد و خرم ہوا۔ تخت پر بیٹہتے ہی راجہ کالنجر کو جو ستر آدمیوں کے ساتہہ قید خانہ
میں پڑا تہا قتل کا حکم دیا۔ روز جلوس میں دو مہینے کی تنخواہ اوسنے سپاہ کو دی ایک مہینہ کی
تنخواہ بطور انعام دوسری تنخواہ گذارہ کے لئے اور آئین و احکام کے باب میں تحقیق کرکے اونمیں سے
بعض کو بدستور قایم رکہا بعض کو ترمیم بعض کو منسوخ کیا اوسنے ایک قلم کے ڈوبے میں
تمام قوانین جاگیر کو منسوخ کر دیا اور اپنی حالت شہزادگی میں جو چہہ ہزار سوار اسکے پاس تہے
اونمیں سے ہر ایک کی حسب حیثیت ترقی کر دی اونمیں جو فرد تہے اونکو گروہ دار بنا دیا
اور جو گروہ دار تہے اونکو امرا بنا دیا۔ اس بیقاعدہ ترقی کو شیر شاہ کے امرا عظام اپنی
بے عزتی سمجہے بادشاہ سے دل انکا مکدر ہو گیا۔ اور بہت سے قوانین شیر شاہ کے بیکار ہو گئے
اسلام شاہ بہی ان امرا کو مشتبہ جانتا تہا اسلئے جو پہلے افغانوں میں یگانگت کا رشتہ بادشاہ
کے ساتہہ پیدا ہوا تہا وہ شکستہ ہو گیا اب کچہہ اور ہی علاقہ اونمیں ہو گیا

امرا سے بادشاہ کی کدورت +

جب اسلام شاہ نے امرا کی طبیعت کو اپنی طرف سے بگڑا ہوا دیکہا تو وہ کالنجر سے آگرہ کی
طرف چلا وہ راہ ہی میں تہا کہ خواص خاں کورہ میں اپنی جاگیر سے چلکر اوسکی خدمت میں حاضر
ہوا تو جلوس کا جشن بڑی دہوم دہام سے از سر نو ہوا۔ راہ میں اسلام شاہ نہیں ٹہیرا دار السلطنت
آگرہ میں آنکر تخت پر بیٹہا جب وہ باپ کا قایم مقام ہو گیا تو اوسنے بڑے بہائی کو کالنجر

یہ خط لکھا کہ تم دور تھے میں نزدیک تھا۔ اسلئے میں نے لشکر کی محافظت تمہارے آنے تک
اختیار کرلی ہے کہ کوئی فتنہ نہ اٹھا ہو جائے مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سواء
چارہ نہیں ہے۔ پھر دنیا داری سے ایک اور مکتوب عادل خاں پاس بھیجا اور محبت کی باتیں
بنا کر یہ لکھا کہ مجھے آپ کی ملاقات کا بڑا شوق ہے۔ عادل خاں نے سلیم شاہ کو یہ جواب لکھا
کہ اگر یہ چار امیر عیسیٰ خاں نیازی خواص خاں و جلال خاں جلوانی اور قطب خاں نائب
آنکر میری تسلی کردیں تو میں آپکی ملاقات کو آؤنگا ــ عادل خان نے ان چار امیروں کو
بھی لکھا کہ میں تمہاری ہدایت کے موافق کام کرنا چاہتا ہوں میرے آنے کے باب میں کیا
تمہاری صلاح ہے میں آؤں یا نہ آؤں ٤ اسلام شاہ نے ان چاروں امیروں کو بھائی
پاس بھیجدیا۔ ان چاروں امیروں نے قول و قسم کر کے عادل خاں کی تسلی کردی اور یہ بات
ٹھیرائی کہ عادل خاں کی ملاقات جو اول ہی دفعہ ہو اسمیں وہ رخصت کر دیا جائے اور
ہندوستان میں جہاں وہ جاگیر مانگے وہاں اسکو وہ دیدی جائے۔ عادل خاں امیروں کو ساتھ
لیکر بادشاہ کی ملاقات کو چلا جب وہ فتحپور سیکری میں آیا تو اسلام شاہ بھی بھائی کے استقبال
کے لئے سنگا پور میں آیا۔ یہاں دونو بھائیوں کی ملاقات بڑی آرایش ہوئی تھی۔ دونوں
بھائی آپسمیں برابر بیٹھے اور دونوں نے محبت کی باتیں بنائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں آگرہ کو
روانہ ہوئے اسلام شاہ کی نیت میں بھائی کو دغا سے گرفتار کرنے کا ارادہ تھا اسلئے اوسنے
حکم دیدیا تھا کہ قلعہ کے اندر عادل خاں کے ساتھ سوا دو تین ملازموں کے کوئی اور نہ آنے پائے
لیکن جب قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آئے تو اسلام شاہ کے آدمیوں نے عادل خاں کے آدمیوں کو
روکا مگر اونہوں نے کچھہ نہ سنا۔ بہت سے آدمی عادل خاں کے ساتھہ داخل ہوے۔ احمد یادگار
لکھتا ہے کہ عادل خاں کے پانچ چھہ ہزار آدمی جنکے پاس تلواریں تھیں قلعہ میں داخل ہو گئے
وہ کسی کے روکے نہ رکے جب سلیم شاہ نے دیکھا کہ یہ تدبیر نہ چلی تو بالضرورۃ بدگمانی
کے دور کرنے کے لئے عادل خاں کی خوشامد اور چاپلوسی کرنی پڑی اوسنے کہا کہ اب تک
میں ان بے سروسرکش افغانوں کو بلطائف الحیل نگاہبانی کرتا رہا اب آیندہ آپکے سپرد کرتا ہوں

ع بدست رانغمزۂ ساقی حوالہ کن — اور اوسکا ہاتھہ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور خود اطاعت کے لیے کھڑا ہوگیا۔ عادل خاں عیاش اور فراغت جو نوجوان تہا اور اپنے بھائی کی اس مکاری اور سدیاداری اور اوسکے کام کی طرح وطرز سے خوب شناسا تھا اوسنے بادشاہی نہیں قبول کی تخت سے وہ اترا اور بھائی کو تخت پر بٹھایا اور خود سلام کیا اور مبارکباد دی پہر امراہیں ہر ایکنے مبارکباد دیکر نثار و ایثار کی رسم ادا کی تو اسلام شاہ بھائی کو گرفتار نہ کرسکا مگر اوسنے اپنی بادشاہی کا اقرار سر دربار کرالیا۔ پہر قول وقرار کے موافق بادشاہ نے عادل خاں کو بیانہ مع توابع جاگیر میں دیدیا اور عیسیٰ خاں اور خواص خاں کو اوسکے ساتہہ کیا وہ عیش کا بندہ تہا اس جاگیر کو لیکر آگرہ سے روانہ ہوا۔ دو تین مہینہ کا عرصہ گذرا تہا کہ اسلام شاہ نے غازی محلی کو جو اوسکے محرم کاروں میں تہا سونے کی زنجیریں دیکر بہیجا کہ عادل خاں کو گرفتار کرکے یہ بیڑیاں پہناکے لے آئے۔ عادل خاں یہ خبر سنکر سوات میں خواص خاں پاس دوڑا گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہد کا اعلام کرکے سنادیا۔ خواص خاں کا بھی دل بہرآیا اور اوسنے غازی محلی کو طلب کیا اور وہی بیڑیاں اوسکے پاؤں میں ڈال دیں اور مخالفت کا علم بلند کیا اور سلیم شاہ کے ہمراہ جو امیر تہے اونکو اپنے ساتہہ متفق کیا اور عادل خاں کے ساتہہ ایک لشکر جرار لیکر آگرہ کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ سلیم شاہ کو تخت سے اتار دے عیسیٰ خاں نیازی اور قطب خاں نائب کہ قول وقرار کرانے میں شریک تہے وہ سلیم شاہ سے نقض عہد کے سبب رنجیدہ ہوگئے تہے اونہوں نے بہی عادل خاں کو ترغیبیں دیں اور یہ قرار دیا کہ وہ آگرہ میں کچھہ رات باقی رہے پہونچے کہ سلیم شاہ سے جدا ہوکر اُن پاس آنے میں آنکھوں کی شرم مانع نہ ہو یہ بھی مکاروں کی عجب جھوٹی شرم تہی جسکو لڑکے اور بازاری آدمی بہی نہیں اختیار کرتے جو ان جاگیرداروں نے اختیار کی۔ اتفاقاً جب عادل خاں اور خواص خاں قصبہ سیکری پہونچے کہ بارہ کوس آگرہ سے ہے تو شیخ سلیم کی ملاقات کو گئے وہ مشائخ وقت سے تہا اور شب برات بہی تہی اس شب کی مقرری نمازیں بہی خواص خاں کو پڑہنی ضرور تہیں وہ بڑا عابد تہا۔ اس سبب سے یہاں توقف ہوا اور آگرہ کے پاس پہر دن چڑھے پہونچے سلیم شاہ اس آنے کی طرز سے

واقف ہوا تو بہت گھبرا کر اوسنے عیسیٰ خاں نیازی اور قطب خاں نائب اور اور امرا سے کہا کہ اگر
میں نے عادل خاں کے باب میں بدعہدی کی تھی تو خواص خاں و عیسیٰ خاں نے مجھے
مطلع کیوں نہ کیا کہ میں اس اندیشۂ فاسد سے باز رہتا قطب خاں نے بادشاہ کو یوں مضطرب
دیکھکر کہا کہ ابھی کیا گیا ہے صلاح ہاتھ میں ہے میں ابھی جاکر صلح کرائے دیتا ہوں اوسنے
قطب خاں نائب اور اور امرا کو جو عادل خاں کے ساتھ سازش رکھتے تھے رخصت دی کہ وہ جاکر
عادل خاں پاس جاکر اسے صلح و صلاح کی باتیں کریں اور اس میں اپنی مصلحت یہ سوچی کہ جو امیر
مشتبہ ہیں اگر وہ اس بہانے سے عادل خاں پاس چلے جائیں گے اور مجھ سے دور ہو جائیں گے
تو میں چنار کے قلعہ میں چلا جاؤں گا اور وہاں کے خزانہ کو قبضہ میں لاؤنگا اور دوبارہ سامان
سامان درست کرکے جنگ اور محاربہ کے کام میں مشغول ہونگا عیسیٰ خان (عیسیٰ خاں دو ہیں
ایک نیازی دوسرا سور جو حاجب الیہ خاں و خواص تھا) اس منصوبے کا مانع ہوا اور اوسنے کہا کہ اگر حضور
کو اور آدمیوں کا اعتماد نہیں ہے تو آپ کی ذات خاص کے دس ہزار افغان فرملی وغیرہ ایام
شاہزادگی سے حضور کے ساتھ جان نثار کر رہے ہیں اونکو لیکر میدان جنگ میں جمکے باوجود
اس قدرت اور مکنت کے یہ امر عجیب ہے کہ دولت خداداد پر بھروسا نہیں کرتے قرار کو چھوڑکر فرار کو
اختیار کرتے ہو اور امرا ہر چند مخالفت باطنی رکھتے ہیں مگر اونکو غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور
احتیاط سے بعید ہے آپ کو مناسب یہی ہے کہ خود آپ تمام لشکر کو لیکر میدان کارزار میں سبقت
کیجئے اور ثابت قدم رہئے کہ کوئی امیر حضور کے پاس سے مخالف کی جانب نہیں جائے گا
سلیم شاہ اس بات سے قوی دل ہوا اور قطب خاں نائب اور امیر دنکو جنکو جانے کی رخصت دے چکا تھا
اونکو طلب کرکے کہا کہ میں اپنے ہاتھوں سے تم کو غنیم کے حوالہ کرنا نہیں چاہتا مبادا وہ تمہارے
ساتھ بدی کرے اب اوسنے زبان شمشیر سے باتیں ہونگی ؎

انجا بہ سول و نامہ برنے آید کار ۔ شمشیر دو رویہ کار یک رویہ کند

اور سپہ آمادہ حرب ہوا شہر سے نکلکر میدان جنگ میں کھڑا ہوا۔ وہ امرا کہ عادل خاں سے
سازش رکھتے تھے اور اوسے ملنا چاہتے تھے وہی شرم کے سبب سلیم شاہ کے لشکر کے

پیساول میں داخل ہوئے دونو بہائیوں میں آگرہ کے قریب لڑائی ہوئی سلیم شاہ کو فتح ہوئی۔
عادل خاں بھٹہ کے پہاڑوں میں بہاگ گیا اور پہر اوسکا کچھہ پتا نہ لگا کہ زمین کہا گئی یا آسمان
لے گیا خواص خاں و عیسیٰ خاں نیازی میوات کو بھاگے سلیم شاہ نے اونکے پیچھے لشکر بھیجا
اور دوسری لڑائی فیروز پور جھرکہ کے قریب ہوئی جسمیں سلیم شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی
مگر جب اور لشکر بھیجا گیا تو خواص خاں اور عیسیٰ خاں میں اوسکے مقابلہ کی قوت نہ تھی وہ میوات سے
بہاگے اور کوہ کمایوں میں اجاڑوں پاس پناہ لی سلیم شاہ نے یہاں بھی قطب خاں کو اونکے
پیچھے لگایا۔ وہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج کرتا رہا مگر کوئی کام جو کارگر ہوتا نہیں کیا۔
جب سلیم شاہ کو اس خوف سے فرصت ملی تو وہ چنار کو روانہ ہوا کہ باپ کا خزانہ اپنے قبضے میں
لائے لڑائی سے پہلے جو خواص خاں کے درامرا کے درمیان سازشی تحریرات ہوئی تہیں اونکو اس نے
خوب تحقیق کرلیا تہا جلال خاں لوحانی امراء اعظام میں سے تہا اور عادل خاں کو بادشاہ بلا کر
لایا تہا اور اوسکی حفاظت کا کفیل تہا وہ بہی اس سازش میں شریک تہا۔ بادشاہ نے لشکر کشی
کرنی اوسپر مناسب جانی مگر اس حکمت سے اوسے ٹہکانے لگایا کہ کوڑہ میں اوسکو چوگان بازی
کے لئے بلایا جب وہ اپنے گھر سے جدا ہو کر یہاں آیا تو اوسے اور اوسکے بہائی خداداد کو ایک
افغان کے حوالہ کیا کہ اونکو قید میں رکھے مگر وہ افغان سے تلوار سے لڑے۔ اس جرم کی سزا میں
وہ قتل ہوئے۔ چنار سے گوالیار میں لے آیا جو دار السلطنت کے قریب ایک
مستحکم مقام تھا +
اب سلیم شاہ نے ارادہ مصمم کرلیا کہ عادل خاں کے ساتھ جو امیر یقینی یا مشتبہ شریک تھے ان
سب کو سخت سزا دی۔ اور اونکو بساط دہر سے اسطرح اٹہائے جسطرح شطرنج کے مہرے ایک ایک
کرکے سب اوٹھ جاتے ہیں قطب خاں جو سازشوں کا سرغنہ تہا وہ خلیل خاں کے قتل سے اور بادشاہ
کی اور حرکتوں سے خائف ہو کر دامن کوہ کمایوں کی لاہور میں ہیبت خاں ہمایوں اعظم پاس بہاگ گیا
سلیم شاہ نے اعظم ہمایوں کو فرمان بہیجا کہ قطب خاں کو اوسکے حوالہ کرے اسوقت سلیم کے لشکر
کی عظمت مسلم ہو چکی تھی کہ کوئی اسکے مقابلہ نہیں کرسکتا ناچار اعظم ہمایوں نے قطب خان کو

بادشاہ پاس بہجدیا بادشاہ نے اسے اور شہباز خاں کو جو اسکا بہنوئی تہا دوبارہ اور قیدیوں کے ساتھ قلعہ گوالیار میں بہجدیا جہاں انمیں سے اکثر قیدہی میں قید حیات سے رہا ہوگئے۔

شیرشاہ نے جتنا ملک فتح کیا تہا وہ سب اوسکے بیٹے کے قبضے میں تہا اور او سپر وہ حکمرانی خیر و عافیت کے ساتھہ کرتا تہا۔ اوسکی سلطنت کی بڑی وسعت تھی پشاور سے لیکر بحر بنگالہ تک اور کوہ ہمالہ سے لیکر گجرات تک۔ مگر وہ اپنے باپ کے بعض امراء عظام سے بڑا حسد رکھتا تھا ایک اونمیں سے مالوہ میں شجاعت خاں تھا جسکا حال پہلے شیرشاہ کی تاریخ میں لکھا ہے اسکے فتحیاب ہونے سے بادشاہ اوس سے جلتا تہا اوسکو بلایا اور وہ آیا۔ دوسرا اعظم ہمایوں حاکم پنجاب تھا اوسکو بھی بلایا تھا مگر اوسنے عذر کئے اور خود نہ آیا اپنے بھائی سعید خاں کو جو نہایت شجاع و طباع تھا بھیجدیا۔ بادشاہ ان دونوں شجاعت خاں اور اعظم ہمایوں کو ساتھہ ایک ہی وقت میں گرفتار کرنا چاہتا تھا جب ایک نہ آیا تو اوسنے دوسرے کو مالوہ جانے کی اجازت دیدی سعید خاں پر بادشاہ بہت لطف و عنایت کرتا تھا اوسنے جو بھائی کی طرف سے اوسکے نہ آنے کے عذر بیان کئے اوس سے بادشاہ سمجہہ گیا کہ وہ بغاوت کے لئے کسی موقع کا منتظر ہے۔ بادشاہ ایک دن سعید خاں کو اپنے محل میں لے گیا اور وہاں دیواروں پر سر لٹکے ہوئے دکہائے اور اوس سے پوچھا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کس کس کے سر ہیں اس سے پہلے بادشاہ نے گوالیار کے قیدیوں کو اسطرح بارود سے اڑایا تھا کہ زندان خانہ کی تہ میں ایک ٹکڑا واک نے غار کیا اس میں بارود بھری اور آگ لگائی آگ کے زور سے بارود نے قوت پائی مکان کو ہوا میں اڑایا اور قیدیوں کے چیتھڑے بنائے کمال خاں بھی اونکے درمیان تہا قادر پر کمال نے اوسکو اس حکمت سے محفوظ رکھا وہ ایک گوشہ خانہ میں تہا جہاں آگ کا دہواں تک نہیں پہنچا جب سلیم شاہ کو اس جراحت کی اطلاع ہوئی تو اوسنے عہد لیکر کمال خاں کو چھوڑ دیا۔ یہ ان کم بختوں کے سر تھے جو بھلے بڑے دن پر لگے ہوئے دیواروں کے سہارے کہڑے تھے سعید نے اونکے نام بتائے جنکو وہ جانتا تھا اپنے دل میں اسی فہرست میں اوسنے اپنا نام بھی داخل سمجھہ لیا۔ آگرہ کے کاموں سے فرصت پاکر بادشاہ اپنے باپ کے جمع کئے ہوئے خزانوں کے لینے کے لئے رہتاس شرقی کو چلا۔ لب

اب سعید خاں نے دیکہا کہ اس لشکر میں وہ بہت دنوں تک عافیت اور امن سے نہیں رہ سکتا وہ بہی ہوئے لشکر سے گہوڑوں کی ڈاک بٹہا کر اپنے بہائی پاس لاہور بہاگ گیا اس سبب سے اور اعظم ہمایوں کے آنے میں التوا کرنے سے اور اس امر کے تحقیق ہونے سے کہ ہمایوں اعظم سے خواص خاں ملنے چلا ہے بادشاہ کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ امراء سلطنت میرے برخلاف سازش کر رہے ہیں۔ اسلئے وہ آگرہ کو الٹا منزل بمنزل پہرا اور اوسنے شجاعت خاں کو لکہا کہ سپاہ لیکر آئے آگرہ ملے

اب افغانوں کی دار السلطنت شہر دہلی اور آگرہ تہے آگرہ سے جانے سے پہلے اسنے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اوسکے گرد ایک فصیل بنائی جائے۔ یہاں شجاعت مالوہ سے لشکر سمیت آ گیا مگر بادشاہ نے اوسے الٹا رخصت کر دیا اور خود جتنا لشکر جمع کر سکا اسے لیکر دہلی کی طرف چلا یہاں وہ منتظر رہا کہ معدود دریکی فوج اس پاس جمع ہو جائے۔ اس فرصت میں وسنے حکم دیا کہ ہمایوں نے جو دہلی شہر بنایا تہا وہ مٹی اور پتہر کی فصیل اوسکی بنائی گئی وہ کچ اور چونے کی بنائی جائے۔ اوسنے جمنا کے کنارہ کے بہت ہی نزدیک بہت عمارات بنوائیں۔ ان عمارات کے گرد جو حصار بنایا اسکا نام اسنے سلیم گڈہ رکہا۔ جو ابتک دہلی میں موجود ہے ٭

اب سلیم شاہ لشکر مرتب کر کے دہلی سے پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ اعظم ہمایوں اور کل بادشاہ کے دشمنوں نے خواص خاں سے اور اوسکے دوستوں سے ملاقات کی اور ایک لشکر جو اسلام شاہ کے لشکر کا انعطاف تہا پنجاب سے روانہ کیا۔ انبالہ کے نزدیک دونو لشکر قریب آ گئے اور نیازیوں کے لشکر کے قریب اسلام شاہ خیمہ زن تہا۔ نیازیوں نے ایک وزیر اعظم ہمایوں اور اوسکے بہائی خواص خاں کے ساتہ مشورہ کرنے بیٹہے کہ بادشاہ کسکو بنائیں۔ خواص خاں نے کہا کہ عادل خاں کو جسے پیدا کر کے بادشاہ بنانا چاہتے وہ شیر شاہ کا نانہ پرورد تہا وہ اوسکے ہی خاندان میں کے بادشاہ کرنا چاہتا تہا۔ اوسکے بہائیوں نے کہا کہ یہ کیا صلاح ہے تلوار ہم چلائیں اور ملک اور پائیں ؎

ملک بمیراث نگیرد کسے
تا نزند تیغ دو دستی بسے

اس سبب سے امیروں میں باہم کدورت ہو گئی خواص خاں کو انکا ارادہ نا گوار

اسی رات کو زبانی پیغام اسلام شاہ کے ایک معتمد ملازم کے پاس بھیجا کہ وہ بادشاہ کو اطلاع دے کہ حضور جو خواص خاں کو بے وفا ملازم جانتے ہیں۔ اب لڑائی کے دن حضور دیکھینگے کہ کیا وہ حضور کی خیر خواہی کرتا ہے وہ دل و جان سے شیر شاہ کے خاندان پر فدا ہے۔

جب اسلام شاہ کو خبر ہوئی کہ دشمن کے سرداروں میں باہم نفاق ہے اور عیسیٰ کا ساتھ خواص خاں کا دوستانہ سلوک کرنے کا ارادہ ہے تو وہ بہت خوش ہوا اور اسکو اپنی فتح پر یقین ہوا اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ نیازیوں کا لشکر بادشاہ کے لشکر کے بہت قریب آگیا ہے تو اسلام شاہ نے کہا کہ افغانوں میں عقل نہیں ہوتی۔ آپ نے ارابوں کو کھڑا کرکے اپنے لشکر کے گرد حصار بنایا جسکے اندر اوسکی سپاہ آگئی اور وہ خود نیازیوں کے لشکر کو ایک پشتہ پر چڑھکر دیکھنے لگا اور وہیں کھڑے ہوئے کہا کہ میرے ناموس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ میں لشکر باغی کو دیکھکر ذرا بھی صبر کروں لیں اوسنے حکم دیا کہ ارابوں میں جو زنجیر پڑا تھا اوسے کھول دیں اور افواج کی صفیں باندھ کر لڑائی کے لئے آمادہ ہوں طرفین سے نقارہ جنگ بجا جب لڑائی کے لئے صفیں آراستہ ہوئیں تو خواص خاں بے لڑے چلدیا۔ نیازیوں نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا مگر حرام نمکی کا نتیجہ بجز شامت و ندامت کے کچھ اور نہیں ہوتا آخر کو شکست پائی بادشاہ کو فتح غیبی ہوئی سے

کسی راکہ دولت کند یاوری　　　　کہ یارد باوے کند داوری

یہ واقعات واقع ہو رہے تھے کہ اعظم ہمایوں کا بھائی سعید خاں نے دس مسلح آدمیوں کو ساتھ لیکر یہ ارادہ کیا کہ بادشاہ کو مبارکباد دینے کا بہانہ بناکے اوس پاس پہنچے اور وہاں سکا کام تمام کیجئے۔ کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اس کام کے لئے بھائی نے بھیجا تھا۔ وہ بادشاہ کے خاصہ سپاہیوں کے ساتھ ملا تو کوئی اُسے پہچانتا نہ تھا۔ اسلام شاہ اسوقت جنگی ہاتھیوں کے حلقہ کے اندر کھڑا تھا اسلئے سعید خاں اُس تک نہ پہنچ سکا پھر اوسکو ایک فیلبان نے پہچان کر غل مچایا سعید خاں نے ایک نیزہ اوسکے ایسا لگایا کہ وہ مرگیا اور وہ خود اپنی شجاعت اور مردانگی سے ہاتھیوں کے حلقہ سے اور بادشاہ کی فوج خاصہ سے دائیں طرف سے نکل گیا۔

مخزن افغانی میں لکھا ہے کہ فیلبان نے سعید خاں کو ایسا مارا کہ خود اوسکے سر پر سے گر پڑا
تاریخ خان جہاں میں لکھا ہے کہ فیلبان نے اُسکے نیزہ مارا۔ احمد یادگار لکھتا ہے کہ وہ احمد خاں
سور کے نیزہ سے مارا گیا۔ اب نیازی بھاگ کر روہ کے قریب دہن کوٹ میں پہنچے صبح کو
بارش کا طوفان آیا تھا۔ ندی جو انبالہ کے قریب خشک پڑی تھی اس بارش سے وہ طغیانی
پر ایسی آگئی کہ وہ نیازیوں کے بھاگنے میں سد راہ ہوئی۔ اور انکے سواروں کو آگے جانے
نہیں دیا اسلئے سلیم شاہ کا لشکر جو اوسکے پیچھے آیا اوسنے انمیں سے بہت آدمیوں کو قتل کر ڈالا
سلیم شاہ نے خود قلعہ رہتاس تک جسے اوسکے باپ کا بنایا ہوا تھا نیازیوں کا تعاقب کیا خواجہ
اویس شروانی کو ایک قوی لشکر دیکر اعظم ہمایوں سے لڑنے کے لئے متعین کیا اور خود آگرہ
مراجعت کی اور بہانے گوالیار میں آیا اور یہاں ٹھیرا۔ یہاں رہنے کا اسکو ایسا شوق تھا
کہ کسیقدر اوسکو اپنا دار السلطنت ہی بنا لیا تھا۔ معرکہ انبالہ میں جب اعظم ہمایوں سے خواص خان
اور عیسیٰ خاں جدا ہو گئے تو اعظم ہمایوں کی سپاہ نیازی پہاڑوں میں بھاگی اور خواص خاں
کی سپاہ نیازی جو پانچ چھ ہزار آدمیوں کی تھی وہ لاہور پر قبضہ کرنے کے لئے دوڑی اوسکو
امید تھی کہ اس افراتفری کے عالم میں اس شہر پر قبضہ ہو جائیگا۔ مگر خواص خاں نے دیکھا کہ
بادشاہ کی فوج پیچھے دباتی چلی آتی ہے تو وہ راوی سے پار اترا۔ مگر موضع میانی میں اسکو
وہیں شکست اٹھانی پڑی۔ یہی سردار اوسکے تعاقب میں بھیجا گیا تھا۔ گو خواص خاں اس وقت ایک
تازہ زخم سے رنجور تھا وہ اپنی چوڈول سے اوترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنوں کو پیچھے
دھکیل دیا اور اپنی راہ پر روانہ ہوا۔ کوہ سوالک کے نیچے وہ کچھ دنوں ٹھیرا۔ سلیم شاہ نے تاج خاں
کرانی حاکم سنبھل کو لکھا کہ وہ خواص خاں کو کسی طرح اوسکے مامن سے باہر نکالے تاج خاں نے
قول و قسم کرکے اوسکو بلایا وہ اپنے کوہستانی مامن کو چھوڑ کر سنبھل میں آیا مگر اس مشہور نامور
سردار کے ساتھ تاج خاں نے جو وعدہ کیا تھا اُسے فراموش کرکے دغا سے اپنے محسن کو
مار ڈالا اور اوسکا سر کاٹ کے اسلام شاہ پاس بھیجا جو پنجاب میں پٹن میں تھا۔ خواص خاں
اپنے زمانہ میں نہایت ممتاز اور گنتی کے لائق آدمیوں میں سے تھا اوسکی فیاضی خاص کر مذہبی

آدمیوں پر حد سے زیادہ تہی۔ ابو الفضل نے جیسی اوسکی عادت ہے کہ وہ سور کے خاندان کو نامہربانی کی نظر سے دیکہتا ہے اس ستودہ صفات کی خصلت کی نسبت یہ لکہا ہے کہ وہ شیر خاں کے غلاموں میں سے تہا ابلہ طبع ہی اور گربزی اور لوگوں کے مال مارنے سے اور اوسکی اندوختوں کو رذیلوں اور کمینوں میں تقسیم کرنے سے وہ اپنے ملک میں عوام الناس میں مشہور ہوگیا تہا۔ تاریخ فرشتہ میں لکہا ہے کہ خواص خاں کا تابوت اوسکے نوکر دہلی میں لیے گئے اور وہاں اسکو دفن کیا۔ اہل ہند اسکو اہل اللہ اولیا میں شمار کرتے ہیں اور خواص خاں ولی کہتے ہیں عوام الناس اسکی قبر کی زیارت کرتے منتیں مانتے مرادیں پاتے گیتوں میں مدتوں تک اس نیک نام کا نام گایا گیا +

سوری خاندان میں امرائے افغان کے اختیارات

جب سلیم شاہ گوالیار میں رہتا تہا تو ایک حادثہ عظیم وقوع میں آیا کہ جسنے تخت سلطنت کو ایکدفعہ ہلا دیا۔ ہم نے جو اوپر تاریخ خاندان سور کی لکہی ہے اس سے معلوم ہوگا کہ افغانوں کو اپنی آزادی اور باہم لڑائیوں کا شوق تہا گو اونکی سلطنت میں اصول سلطنت جمہوری نہ ہتے مگر وہ سلطنت شخصی بہی نہ تہی۔ وہ سور عالی امیروں کی حکومت تہی جنپر کسی اتفاق سے کوئی حکمراں ہوتا تو وہ اوسکو حسد کی نگاہ سے دیکہتے امرا خود اپنے تئیں بادشاہ سمجہتے تہے سلیم شاہ کے باپ کی برابر امرا تہے جنہوں نے اوسکے باپ کو خود اپنی کوشش سے بادشاہ بنایا تہا صوبوں کی فرمان روا برائے نام بادشاہ کے مطیع تہے۔ وہ اپنے اختیارات اور اقتدار کو بادشاہانہ سمجہتے تہے۔ وہ اپنی امارت سے بغیر اوسکے نہیں ہٹ سکتے تہے کہ کیا تلوار سے لڑائی انسے لڑی یا دغا سے اونکو قتل کرے۔ گوالیار میں بہت سے شیر شاہ کے امرا جو مختلف اضلاع میں مقرر تہے سلیم شاہ کی خدمت حاضر تہے۔ اگرچہ بادشاہ کا دل شجاعت خاں سے صاف نہ تہا مگر دولت خاں اجیلا بادشاہ کا منظور دل نشین محبوب دل پسند تہا وہ شجاعت خاں کا متبنے تہا اسکے سبب سے بادشاہ شجاعت خاں پر ظاہری مہربانی بہت کرتا تہا اور اوسکی عزت بہت کرتا تہا کل مالوہ کی حکومت اوسے دے رکہی تہی۔ ایکدن ایک افغان عثمان خاں شراب پیکر شجاعت خاں کے دیوان خانہ میں گہس آیا اور فرش اور گاؤ تکیوں پر بار بار تہوکنا شروع کیا

جب فراشوں نے اوسکو منع کیا تو اوسنے اونکے خوب گہونسے لگائے۔ اتنے غل شور مچا فراشوں
نے شجاعت خاں سے فریاد کی تو اوسنے کہا کہ عثمان خاں نے تین جرم کئے ہیں اول شراب پی دوم
دیوانخانہ میں گہس آیا سوم فراشوں کو مارا۔ اسلئے اوسنے عثمان خاں کے دونو ہاتھ کٹوا دئے
گوالیار میں بادشاہ سے فریاد کرنے عثمان آیا مگر بادشاہ نے شجاعت خاں کی عالی مرتبگی اور
دولت خاں کی نیک خدمات کے سبب کچہہ اوسے جواب دیا پہر کچہہ دنوں بعد شجاعت خاں
گوالیار میں آیا تو ایکدن عثمان خاں پہر آکر بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے اسسے کہا کہ
تو پٹھان ہے اپنا انتقام آپ لے لے جب عثمان خاں نے بادشاہ کی زبان سے یہ کلمے سنے
تو وہ انتقام لینے کی تدابیر میں مصروف ہوا شجاعت خاں کو بادشاہ کی اس بات کے سننے سے
بہت ملال ہوا عیسی خاں نے اپنا ایک ہاتھ لوہے کا بنوا لیا تہا ایکدن شجاعت خاں بالائے قلعہ
سلیم شاہ پاس جاتا تہا اور ہتہیا پہول دروازہ پہ پہنچا تہا کہ اوسنے عثمان کو جسکی شکل او سے
تہی ایک دکان میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ یہاں بڑی دیر سے وہ اسکا منتظر تہا اور اپنے ہاتھ
کو دوپٹے میں چہپائے ہوئے اور ایک چہوٹی سی تلوار لئے ہوئے بیٹھا تہا۔ شجاعت خاں
نے اپنی پالکی کو ٹہیرایا کہ اوسکو کچہہ دے اور اوسکا حال پوچھے۔ اوسکو یہ ایک موقعہ ہاتھ لگا
وہ اوسکے پاس گیا۔ ایک تلوار اوسکو لگا کر زخمی کیا وہ فوراً گرفتار ہوا۔ حکم ہوا کہ اوس نے
اسی ہاتہ سے کہ لوہے کا بنوایا تہا شجاعت خاں کو خفیف سا زخمی کیا اوسی وقت اوس کو
مار ڈالا۔ شجاعت خاں زخمی اپنے گہر آیا۔ اور اوسنے یہ جانا کہ بادشاہ کی اغوا سے یہ کام عثمان
نے کیا ہے۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے اپنے امرا کو شجاعت خاں کی عیادت کو بہیجا
اور کہلا بہیجا کہ میں خود بہی آتا ہوں

شجاعت خاں کے دوست و متعلقین جانتے تہے کہ بادشاہ نے اوسے زخمی کرایا ہے اسلئے
شجاعت خاں نے اس خوف سے کہ کہیں وہ بادشاہ سے بری طرح نہ پیش آئیں ایک عرضی لکہی جسمیں
اپنی قدامت و حسن خدمات کا ذکر کیا اور عرض کیا حضور نے میری عیادت کے لئے جو امرا بہیجے
میری عزت افزائی کے لئے کافی ہیں بادشاہ عرضی کا مطلب سمجھ گیا۔ سو ایکدن خود شجاعت خاں کے

شجاعت خاں کا بھاگنا اور بحال ہونا +

مر گیا شجاعت خان کا بیٹا فتح خاں بڑا شجاع قوی جوان تھا۔ اوسکے تیور بادشاہ کے دیکھنے
سے بدلے تو اوسکے دوسرے بھائی میان بایزید نے اوسکو بادشاہ کی نذر کے اہتمام میں لگا دیا بادشاہ
تھوڑی دیر ٹھیرا شجاعت خان نے نذر دی اور اوسے درخواست کی کہ حضور پھر تشریف نہ لائیں
اور کچھہ اور باتیں بھی رمز و کنایہ میں ایسی کہیں کہ بادشاہ پہلے کی نسبت اسے وہ چند ناخوش ہوگیا
شجاعت خاں کا زخم تھوڑے دنوں میں اچھا ہوگیا وہ بادشاہ کی خدمت میں یکدن گیا
بادشاہ نے اوسے ایک سو ایک گھوڑے اور ایک سو ایک بقچے بنگال کے کپڑوں کے عنایت کئے اور
نہایت لطف و کرم سے پیش آیا۔ شجاعت خان نے اس ظاہری محبت تپاک کو باطنی عداوت پر محمول
کیا اور ایکدن بادشاہ کی بغیر اجازت خیمے ڈیرے لاد کر مالوہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ اوسکی
اس حرکت سے بڑے غصے میں آیا اور سپاہ کو مرتب کر کے اوسکے تعاقب میں روانہ ہوا شجاعت
خان سارنگپور میں پہنچا اور اپنی سپاہ کو معائنہ کرنے لگا تو سپاہ نے یہ خیال کیا کہ اسلام شاہ
چلا آتا ہے اسے لڑنے کا ارادہ ہے مگر شجاعت نے سپاہ سے کہا کہ اسلام شاہ میرا ولی نعمت ہے
اور میرے مربی کا بیٹا ہے میں اسے کبھی نہیں لڑنے کا جنکو یہ خیال ہو کہ میں اسے لڑونگا
وہ میرے لشکر کو چھوڑ کر چلے جائیں جب اسلام شاہ سارنگپور کے قریب پہنچا تو شجاعت خاں
بانسواڑہ میں چلا گیا۔ بادشاہ نے مالوہ اوسکے لے لیا اور عیسی خاں کو اجین میں
بیس ہزار سوار دیکر متعین کیا اور خود آگرہ چلا آیا۔ شجاعت خاں ان پنتیس امرا میں تھا
جنکے طفیل سے شیر شاہ بادشاہ ہوا تھا اوسنے باوجود قدرت و استطاعت کے مالوہ کا خیال کچھہ
نہیں کیا یہ واقعہ سنہ ۹۵۴ھ میں ہوا +

اسلام شاہ اسوقت نیازیوں کی بغاوت کے روکنے میں مصروف تھا اور وہ دوبارہ
اونکو سزا دینے کے لئے لاہور گیا۔ دولت خان اجیلا نے بادشاہ سے شجاعت خاں کی
معافی قصور کی سفارش کی بادشاہ نے اسے مان لیا اور شجاعت خان پھر سلیم شاہ کی
خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اسے سارنگپور اور رائسین کا قلعہ حوالہ کیا اور بادشاہ
کی اجازت سے پھر اپنی جاگیر میں گیا۔ دولت خاں اجیلا بادشاہ کے ساتھہ رہا۔ دولت خان کو

اجیلا اسلئے کہتے تھے کہ رات کو بادشاہ اور اوسکے محلوں کے درمیان سڑک پر مشعلیں جلتی رہتی تہیں۔ یہی امیر اپنی شجاعت ذاتی و شرافت خاندانی کے سبب سے سلیمشاہ کا اوس کے آخیر وقت تک دوست رہا +

مالوہ میں بادشاہ کامیاب ہوا مگر پنجاب میں اسکا لشکر ناکام رہا۔ پنجاب میں ہمایوں اعظم نے مدتوں تک حکومت کی تھی ابتک اسکا رعب اس ملک میں چلا جاتا تھا۔ جہلم سے پار اوسکے پاس بہادر اور مستقل آدمیوں کی جمعیت ہوگئی۔ اس جمعیت کو لیکر وہ دہن کوٹ (دین کوٹ) کے قریب آیا اور اوس لشکر سے لڑا جسکو سلیم شاہ نے اوسکے رفع کرنے کے واسطے متعین کیا تھا اور اوسکو شکست دی اور سرہند تک ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ اسکا لشکر سارے پنجاب میں پہیل گیا صرف مویشی ہی نہیں لیجاتا تھا بلکہ آدمیوں کو بھی پکڑ کر لیجاتا تھا۔ اسنے ملک میں ایسی واویلا مچا دیا۔ سلیم شاہ نے فوراً لشکر اپنے میر عسکر پاس بھیجا اوسنے پہر نیازیوں کو دہن کوٹ تک بہگایا۔ سنبلہ پر دونوں لشکروں میں بڑی لڑائی ہوئی۔ اعظم ہمایوں کو جسکے پاس بیس ہزار سوار تھے شکست فاحش ہوئی اور نیازیوں کی بعض عورتیں گرفتار ہوئیں ان کو حسب گوالیار بہیجی گئیں۔ بادشاہ نے انکے ناموس کا پاس نہیں کیا اور نیازیوں کے جو اسباب حشمت مثل علم سراپردہ وغیرہ ہاتھ لگا تھا وہ اپنے لشکر کے رند و اوباش آدمیوں کو دیدیا اور انہیں سے ایک کو اعظم ہمایوں کا دوسرے کو سعید خاں کا تیسرے کو شہباز خاں کا و علی ہذا القیاس خطاب دیا۔ اور اونکو نقارے دیئے تاکہ نوبت وقت اپنے دروازوں پر بجائیں۔ یہ لوند نقارے لیکے کو علانیہ بجاتے اور علم اور چہتر اور امارات شاہی کو اپنے آگے رکہ کہتے کہ سلیم شاہ کو فلاں لڑائی میں ہاتھ لگے ہیں اور اونکی اہانت کرتے۔ ہر شب جمعہ کو فواحش ہند جو دستور کے موافق اسلام شاہ کے سلام کو آتے تو نقیب باواز بلند کہتے کہ بادشاہ نظر رو بروئے فلاں خان نیازی دعا کرتا ہے۔ یہ بات افغانوں کو کہ سب ہم قبیلہ اور ایک جہت تھے بہت شاق و ناگوار گذرتی — افغانوں میں عورتوں کی ناموس کا بڑا خیال ہوتا ہے ان کو ان عورتوں کی بے ناموسی ہونے سے بادشاہ سے دل میں کینہ زیادہ ہوا۔

نیازی شکست پا کر دہن کوٹ کو دشمنوں سے نہ بچا سکے تو کوہسار گکھروں کی پناہ میں

کشمیر کے گرد کے پہاڑوں میں پہیلے۔ اسلام شاہ اس امر کو اپنی سلطنت کی حفاظت وامن وعافیت کے لئے ضروری جانتا تہا کہ نیازی امیر کا نام ونشان باقی نہ رکھے اسلئے وہ اس ملک میں خود ایک قوی فوج لیکر آیا اور رہتاس میں پہنچا۔ اس قلعہ کے پورا بنا دینے میں بڑی کوشش کی اور گکھڑوں کے مطیع بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گکھڑوں کو اپنی آزادی پر فخر تہا خاندان بابریہ سے اُنکا اتحاد تہا۔ قلعہ رہتاس کو گکھڑ اپنا خار راہ سمجھتے تھے اسلئے وہ اسکی تعمیر کی تکمیل میں ہر طرح سے سد راہ ہوتے تہے قلعہ پورا ہونا بڑا کام تہا سلیم شاہ نے ایک حصہ سپاہ کا تو اوسکی تعمیر میں لگایا اور دوسرا حصہ گکھڑوں کے ساتہہ لڑایا گکھڑوں اور افغانوں کے درمیان دن کو لڑائیاں ہوتیں رات کو چوروں کی طرح گکھڑ افغانوں کے لشکر میں آتے جو ہاتہ لے جاتے خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو آزاد ہو یا غلام اور اوسکو قید میں بری طرح رکھتے اور بیچ ڈالتے سلیم شاہ سلطان آدم گکھڑ کو جو ہمایوں کا بڑا سچا دوست تہا گرفتار کرنا چاہتا تہا وہ ہاتہہ نہ آیا مگر سارنگ سلطان جو گکھڑوں کا بڑا نامور سردار تہا گرفتار ہوا بادشاہ نے اوسکی زندہ کہال اوتروائی اور اوسکے بیٹے کمال خاں کو قید کرکے گوالیار بہیجا۔ اور اس قوم کے اور سرداروں کو بھی ہلاک کیا۔ اس کوہستان کے بہت سے زمیندار بادشاہ کے مطیع ہوئے اور وفادار رہے۔ گوالیار ایک پہاڑ ہی جو کانگڑہ اور نگرکوٹ کے درمیان جنوب میں دائیں طرف ہے وہاں کا راجہ پرسرام جو سب زمینداروں میں زیادہ معزز تہا وہ بادشاہ کا پکا دوست ہوگیا۔ اس نواح میں تہانوں کی نگہبانی کے لئے پانچ قلعے شیرگڈہ۔ اسلام گڈہ۔ رشید گڈہ۔ فیروزگڈہ۔ مانکوٹ یا مانگڈہ تعمیر کرائے ان کی عمارات دیکھنے سے تعجب آتا ہے وہ ہرگز آدمیوں کی بنائی ہوئی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے حکم سے جنوں نے بنائی ہیں ان عمارات کے بنانے میں افغان دو سال تک سنگ کشی اور چونہ پزی کرتے رہے۔ بادشاہ کو اونپر ایسی بدگمانی تھی کہ دو برس تک خاک مذلت ان کے سر پر ڈالتا رہا اور جب اونکو جتہیری ذہونے سے مخلصی ہوتی تو گکھڑوں سے اونکو لڑاتا اور اس مدت دو سال میں اونکو ایک پیسا اور حبہ تنخواہ میں نہیں دیا۔ اس سبب سے افغانوں کو روز بروز اسکی نفرت زیادہ ہوتی جاتی تھی اور اوسکو برا بہلا کہتے تہے اس احوال کے کہنے کی

جمال کسی تھی محمد شاہ فرملی ایک امیر کبیر خوش طبع و ظریف اور ندیم مخصوص گستاخ تہا اوسنے کہا
کہ بادشاہ سلامت مین نے کل رات کو خواب دیکھا ہے کہ تین خریطے آسمان سے اوترے ایک مین
خاک تھی دوسری مین سونا تھا تیسری مین کاغذ انہیں سے خاک کو سپاہ کے سر پر گری اور دفتر کے
ہندوؤں کے گھر مین زر پڑا۔ اور بادشاہی خزانہ مین کاغذ رہا سلیم شاہ کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور
وعدہ کیا کہ گوالیار مین مراجعت کرنے پر محاسب سپاہی کی دو سال کی تنخواہ کا حساب کرکے ان کو
تنخواہ دینگے مگر قضا و قدر نے اس حکم کی تعمیل نہیں ہونے دی کہ قضا آگئی۔ اسکا حال آگے
دیکھو گے۔ امرا نے اتفاق کرکے ایک آدمی کو جسے اپنی جان کی پروا نہ تھی یہ سمجھایا کہ بادشاہ آج اپنے
لشکر سے پرے وہ قادمان کوٹ کو معائنہ کرنے جائیگا تو اوس کے پاس زیادہ آدمی نہ رہ جاوینگے اور اوسے قتل
کر ڈالنا۔ یہ آدمی پہاڑ کی بلندی پر گیا اور ایسی تنگ جگہہ پہنچا جہاں ایک ہی آدمی گذر سکتا تہا۔
جب بادشاہ اس جگہ آیا تو اوسنے ایک چھوٹی تلوار سے جو اوسنے چھپا رکھی تھی بادشاہ پر وار کیا
جس سے اوسکی انگلیوں اور گردن پر نہایت خفیف سا زخم لگا۔ بادشاہ اپنی کمال چستی و چالاکی سے
اسپر غالب آیا اور گھوڑے سے اوترکر اوسکو پکڑ لیا۔ اور تلوار چھین لی۔ دولت خان نے انکو اس
آدمی کو بادشاہ کے ہاتھ سے لے لیا اور عرض کیا کہ حکم ہو تو میں اس آدمی کو مقید کرون بادشاہ
نے فرمایا اس مردک کو جلد مار ڈالو معلوم نہیں کہ وہ جھوٹ موٹ کس کس کے نام بتا کے تہمت طرح طرح کی
آگ لگائے اسکے مقید کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے یہیں سے مار ڈال اسلام شاہ کی یہ بات نہایت
عاقلانہ نیک اخلاقی کی تہی بادشاہ نے تلوار کو منگایا اور امرا کو دکھایا خود بادشاہ اور امرا نے پہچانا کہ
وہ اقبال خان کی تلوار تہی۔ اقبال خان کو بادشاہ نے اپنی نوازش سے چھوٹے آدمی سے بڑا
آدمی کیا تہا اوسکو بلاکر کہا کہ افسوس ہے تو نے میری مہربانیوں پر خیال نہیں کیا اب تجھکو قتل کیا
کرون مجھے شرم آتی ہے کہ جسپر نوازش کرکے بڑا کرون اسی کو میں قتل کرون لاعلاج نوکری
پر تیرا تنزل میں کرتا ہوں +

اب بادشاہ نے نیازیوں کو بالکل استیصال کرنا چاہا۔ اعظم ہمایون نے جب لشکر کو مغلوب
دیکھا تو وہ کشمیر کے کوہستان میں گیا۔ اسلام شاہ شہر کنتالی میں تہا اوسنے کشمیر میں نیازیوں کا تعاقب

نیازیوں کی سرکشی کا خاتمہ +

کرنا چاہا۔ مرزا حیدر والی کشمیر نے نیازیوں کی راہ کو اسلئے بند کر دیا کہ اسلام شاہ اسپر رحمت شاہانہ کرے۔ اعظم ہمایون نے یہ دیکھکر کہ بادشاہ پیچھے چلا آتا ہے اور حاکم کشمیر نے آگے راہ بند کر رکھی ہے تو وہ راجوری میں گیا۔ اسلام شاہ نے اپنی منتخب سپاہ کو لیکر اسکا تعاقب موضع بدو تک ملک نوشہرہ میں کیا۔ یہانسے پہاڑوں کی تنگ اور دشوار گذار راہوں سے سیال کوٹ کے قریب بن گانوں میں آگیا۔

محمد نذر اور صبر علی جو کشمیر کے بادشاہ کی طرف سے راجوری میں حاکم تھے انہوں نے سازش کی کہ اعظم ہمایوں کو کشمیر میں لیجاکر میرزا حیدر کو معزول کر دیں اعظم ہمایوں نے اور افغانوں سے اس باب میں صلاح کی سب نے کہا کہ یہ فتح غیبی ہے ضرور جانا چاہئے مگر اعظم ہمایوں نے پسند نہ کیا اور مرزا حیدر کو ایک خط اپنی حقیقت حال کا لکہا اور امداد کی درخواست کی۔ مرزا حیدر ایک نوجوان فیاض دل تہا اسنے اعظم ہمایوں پاس بہت سے تحفے بہیجے اور خط کا جواب نہایت اخلاق سے لکہا اعظم ہمایوں کو جب کہ کچھ جمع بندگی میں آیا جب کہ یہ واقعہ کشمیر نے اعظم ہمایون کی ناکامیوں کو دیکہا تو وہ اسے منحرف ہوگئے اور اس پاس سے بہاگ گئے۔ بعض انمیں سے اسلام شاہ پاس چلے گئے۔ غازی خاں چک مرزا حیدر پاس گیا اور اسے کہا کہ افغانوں کی ایک جمعیت کشمیر کی تسخیر کے ارادہ سے آتی ہے اور وہ پرگنہ بانہال اور بروہ کوٹ اور لولاب کوٹ میں آن پہنچی ہے عید علی حسین ماگری۔ بہرام چک۔ یوسف چک کو مرزا حیدر نے حکم دیا کہ وہ کشمیریوں کا لشکر لیکر نیازیوں سے لڑیں طرفین میں خوب لڑائی ہوئی اعظم ہمایوں کی بیوی بی بی رابعہ خوب مردانہ وار لڑی اور لڑائی چک کو اپنی تلوار سے مار ڈالا کشمیری کثرت سے تہے۔ انہوں نے بے سر و سامان افغانوں کو مار مار کر قتل کیا کسی نیازی کو زندہ نہ چہوڑا۔ دو ہزار کے قریب قتل کئے جب نیازیوں نے دو ہزار اسمٰعیلیوں کو قتل کیا تہا ہمان آتش دیگدان ایشان بود۔ اسی پر مکافات میں انہوں نے سزائے اعمال بدست بد پائی اعظم ہمایون۔ سعید لڑائی میں مارے گئے۔ کشمیری فتح پاکر سرینگر میں آگئے مرزا حیدر نے ان افغانوں کے سر اسلام شاہ پاس بن میں بہیجے جنکو دیکھکر وہ بڑا خوش ہوا اب نیازیوں کی سرکشی کا سر کٹ گیا اور بادشاہ اپنے گہر آیا +

مرزا کامران ہمایوں بادشاہ سے بگڑ کر کابل سے بھاگا سلیم شاہ کے پاس اس غرض سے آیا کہ اوسکی کمک اور نقدی سے کابل کو پھر لے جب سلام شاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے ہیمو بقال کو جو ان دنوں میں بڑا صاحب اعتبار تھا افغانوں کے ساتھ رہتاس کے پاس اوسکے استقبال کے لئے بھیجا - مرزا کامران کو اس ذلیل استقبال سے ملال ہوا اور اپنے آنے سے پشیمان ہوا - باوجود اسکے مرزا کو بہت امید تھی کہ شاید اوسکی تلافی ملاقات میں اسلام شاہ کریگا مگر دربار عام میں اسلام شاہ نے اوسے فرعونی کی کہ اوسکے رو برو نقیب نے مرزا کی گردن پکڑ کے پیش کیا اور پکار کر کہا کہ بادشاہا نظرے کامران مرزا والئ کابل دعا میکند - اسلام شاہ نے تکبر کی راہ سے دیکھ کر کہا کہ خوش آمدی - یہ سلیم شاہ کی خاطر تھی کہ اوسنے اپنے سراپردہ کے پاس مرزا کامران کے واسطے خیمہ لگوایا - اسپ و سراپا بھجوایا اور کنیز و غلام - خواجہ سرا خدمت کے لئے بھیجے کہ وہ اوسکے حال کی جاسوسی کرتے رہیں مرزا کامران شاعر بڑا تھا کبھی بادشاہ بلا کر مشاعرہ کرتا تھا مرزا اس صحبت سے ناخوش تھا - اس تکلف و تواضع سے ایسا عاجز ہوا کہ جان سے بیزار ہوا اور فرار ہونے کے لئے موقع ڈھونڈھتا تھا - افغان اسے ہندی زبان میں ہنسی کرتے تھے جب وہ دربار میں آتا تو کہتے کہ مورد آیا یعنی مرغ آیا - مرزا نے بادشاہ کے رو برو ایک امیر سے پوچھا کہ مورد کسے کہتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ مرد عظیم الشان کو مورد کہتے ہیں تو مرزا نے کہا کہ اس معنی کر سلیم شاہ خوش مورد اور شیر شاہ خوب تر مورد ہے - یہ سنکر سلیم شاہ نے حکم دیا کہ پھر اس لفظ کو نہ کہنا اور مرزا سے ہنسی نہ کرنا ایک دن اسلام شاہ نے مرزا سے کہا کہ کوئی شعر ارشاد ہو تو اوسنے یہ شعر پڑھا ؎

گردش گردون گردناں را گود کرد   بر سر صاحب تمیزان ناقصان را مرد کرد

سلیم شاہ اسکے مدعائے کلام کو سمجھ گیا اور اوسنے پوشیدہ موکل مقرر کر دیے کہ مرزا کی چشم بند رکھیں مرزا نے کسی زمیندار کی معرفت کسی راجہ سے ڈھب لگا کے ڈاک چوکی لگا رکھی تھی - ایک دن وہ برقعہ اوڑھ کر بھاگ گیا نگہبانوں نے یہ جانا کہ کوئی عورت جاتی ہے - باقی حال ہمایوں بادشاہ کی تاریخ میں پڑھنا - اسلام شاہ بن سے دہلی میں آیا یہاں مقیم رہا - وہ ایک دن گلگر میں جونکیں لگائے بیٹھا تھا کہ خبر آئی ہمایوں کابل فتح کرکے آب نیلاب پار ہندوستان میں آگیا ہے -

سلیم شاہ نے اوسی دم گلے سے تعویذ کو اوتار کر پھینکدیا اور پہلے ہی روز تین کوس کا کوچ کیا اور ہمیشہ اوسکے ساتھ رہتا تہا مگر اس جلدی میں دہلی کے دیہات سے بیل اونکے کھینچنے کے واسطے نہیں جمع ہوئے تھے اوسنے حکم دیدیا کہ آدمی توپوں کو کھینچیں ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار آدمی کھینچتے تھے

ایکہ توبینی نہ ہمہ مرد مند ۔۔۔ بیشتر ے گاؤ و خر سیدمند

وہ بہت جلد لاہور میں پہنچا۔ ہمایوں کسی ضرورت کے سبب اٹک سے پار اترا تہا مگر جیسا آیا تہا ویسے ہی اُلٹا چلا گیا اوسکا حال آیندہ آئیگا ✦

اسلام شاہ لاہور سے گوالیار میں آیا اور یہاں شکار کھیلتا رہا۔ ایکدن وہ نوح اتری میں شکار کو جاتا تہا مفسدون کی ایک جماعت نے بعض افغان امیروں کے اغوا سے بادشاہ کے سر راہ بیٹھ کر اوسکے قتل کا ارادہ کیا عجب اتفاق ہے کہ بادشاہ نے کسی اور راہ سے مراجعت کی۔ یہ جماعت بیکار اور معطل رہی جب حقیقت حال بادشاہ کے کانوں تک پہنچی تو سید بہاء الدین۔ محمود۔ بدا کوکہ سرغنہ فساد تھے قتل کیا۔ اب بادشاہ کو اپنے امرا پر پہلے سے بھی زیادہ بے اعتباری ہوگئی۔ اپنے امرا میں سے جس امیر پر قوت غلبہ کا گمان ہوتا اوسکو مقید کرتا یا قتل کرتا جس امیر کو دیکھتا کہ سر اوٹھائیگا اوسکی گردن اوتار دیتا۔ ایکدن اوسنے اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی یا بانو سے کہا کہ میں نے تیرے بیٹے کے لئے سلطنت کی راہ صاف کردی ہے مگر تیرا بھائی مبارز خان خار راہ ہے اگر تو اپنے بیٹے کو دوست رکھتی ہے تو اجازت دے کہ میں اس کانٹے کو دور کردوں اور اگر بھائی کو عزیز رکھتی ہے تو بیٹے کی حیات سے ہاتھ دہو اسکی جان کے لئے مبارز خان کی طرف سے بہت خطرے ہیں اسکا جواب بائی نے یہ دیا کہ میرا بھائی عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتا ہے ساز و نغمہ میں سب وقت لگا رہتا ہے اوسکو بادشاہی سے کیا سروکار ہے۔ ہرچند سلیم نے اوسکو سب طرح سے سمجھایا کہ وہ اس بات میں اسکی ہمراے ہوجائے لیکن اس ناقص العقل عورت نے اوسکے کہنے کو نہ مانا آخر کو پشیمان ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ تو جان۔ اسکے عہد سلطنت کا عجیب و غریب واقعہ شیخ علائی کا ہے مجملاً اسکی تفصیل یہ ہے کہ شیخ علائی کے باپ کا نام حسن تہا اور وہ ملک بنگالہ کے مشایخ کبار میں سے تہا وہ بیانہ میں آیا اور یہاں شیخ سلیم کا خلیفہ اور سجادہ نشین ہوا اور طالبین کو ارشاد اور ہدایت کیا کرتا جیسا

اور شاہی کی ادائی امرا سے ✦

اسکا انتقال ہوا تو اوسکی ساری اولاد میں شیخ علائی زیادہ دلائق تہا وہی باپ کا سجادہ نشین ہوا اور
ارشاد وہدایت لوگونکو کرنے لگا۔ اتفاقاً شیخ عبداللہ نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے نامی اور کامل مریدوں
میں سے تہا وہ مکہ معظمہ سے حج کرکے بیانہ میں وارد ہوا اور یہیں اقامت اختیار کی اور فرقہ مہدویہ کا طریقہ
اختیار کیا۔ اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ سید محمد جونپوری مہدی موعود ہے۔ سید محمد کا باپ
میر سید خان تہا اور نویں صدی کے وسط میں وہ جونپور میں پیدا ہوا تہا۔ وہ سلطنت جونپور کی
بربادی کو آثار قیامت میں گنتا تہا۔ اس زمانہ میں جو اور اتفاقات عجیب وغریب وقوع میں آئے
وہ سب لوگوں کو سمجہاتا کہ قیامت آگئی اور کہتا تہا کہ آسمان سے آواز آئی ہے کہ امام مہدی
موعود میں ہوں۔ بہت سے آدمی اوسکے مرید ہوگئے اور مریدوں سے زیادہ دشمن ہوگئے۔ دشمنوں کے
ہاتہوں سے تنگ ہوکر گجرات میں گیا۔ یہاں کا بادشاہ سلطان محمود اوسکا معتقد ہوا۔ پہر وہ
حج کو گیا۔ وہاں سے بہی وہ نکالا گیا پہر ہندوستان کا ارادہ کیا۔ فرہ اور بلوچستان کی راہ سے
گجرات میں آتا تہا کہ سنہ ۹۱۰ھ میں سفر آخرت پیش آیا۔ اوسکی قبر باوجود شاہ ایران کی مزاحمت
ومانعت کے زیارت گاہ خلایق ہے۔ عبداللہ نیازی کی وضع شیخ علائی کو بہی خوش آئی اور
اوسکی صحبت پر فریفتہ ہوا اور آبا واجداد کا طریقہ ترک کرکے علانیہ روش مہدویہ کی دعوت
کرنے لگا اور شہر کے باہر شیخ عبداللہ نیازی کے ہمسایہ میں رہنے لگا۔ اسکے معتقدین کی جماعت
کثیر اوسکے ساتہ رہنے لگی توکل وتجرد پر گذران کرنے لگی اور ہر روز نماز کے وقت وہ
قرآن شریف کا وعظ اس فصاحت وبلاغت سے کہتا کہ سامعین کے دل پر سحر کا اثر کرتا۔ اور سننے
والے جو کام کرتے تہے سب کام کاج چہوڑ اور دنیا سے منہ موڑ فرقہ مہدیہ کے فقیر بن کر
بیٹہ جاتے بالکل معاصی سے نہایت توبہ کرکے سید محمد کا کلمہ پڑہنے لگتے اور جو کچہہ زراعت تجارت
حرفہ سے اونکو پیدا ہوتا اوسکا دسواں حصہ راہ خدا میں نذر کرتے۔ ایسا بہت ہوا کہ بیٹے نے
باپ کو اور باپ نے بیٹے کو اور خاوند نے جورو کو اور بیوی نے خاوند کو چہوڑ دیا اور قناعت اور
فقر اختیار کیا۔ اس فرقہ میں نذر وفتوح کا جو کچہہ آجاتا تہا اوسکو سب آپس میں چہوٹے بڑے برابر تقسیم
کرتے اور اگر کچہہ نہ آتا تو دو دو تین تین روز صاف گذر جاتے مگر اس کا اظہار وہ کسی پر نہ کرتے

سب وقت ہتیار شمشیر واسلحہ اپنے پاس رکہتے اور شہر وبازار میں پہرتے جس جگہہ کسی کو کوئی کام
غیر مشروع کرتے دیکہتے اوسکو لطف ومہر سے اول سمجہاتے کہ اس کام کو ترک کرو اگر وہ نہ مانتا تو
پہر جبر وقہر سے اس نامشروع کام سے اوسے باز رکہتے حکام شہر میں سے جو کوئی انکا رفیق و
موافق ہوتا اوسکے ساتہہ سلوک کرتے اور جو مخالف ہوتا اوسکا مقدور نہ ہوتا کہ وہ اونکو منع کرسکے
یا اونسے مقاومت کرسکے۔ شیخ عبد اللہ نیازی نے دیکہا کہ اب خاص وعام سے کام بڑا ہے عنقریب
ضرور کوئی فساد برپا ہوگا تو شیخ علائی کو ہدایت کی کہ وہ خدا کے گہر میں حج کرنے جائے مرشد
کے کہنے سے وہ اسی وضع وحالت سے تین سو ستر خانوار کے آدمیوں کو ساتہہ لیے حج کے ارادہ
سے روانہ ہوا جب وہ جودہ پور کی حدود میں خواص پورہ میں پہنچا تو خواص خان استقبال کو آیا
اور اوسکا معتقد ہوگیا لیکن جب اوسکو فرقہ مہدویہ کی حقیقت کا علم ہوا کہ فساد سے بہرا ہوا
ہے تو وہ اس عقیدت سے پہر گیا جب شیخ علائی کو اس حال پر اطلاع ہوئی تو یہ بہانہ بناکر کہ
امر معروف اور نہی منکر کی اطاعت اجبی خواص خان نہیں کرتا اس سے رنجیدہ ہوگیا اور
خواص پورہ سے باہر چلا آیا اور حج کا ارادہ فسخ کیا اور بیانہ میں اولٹا چلا آیا۔ ان ایام میں
آگرہ میں سلیم شاہ تخت پر بیٹہا تہا اوسکے بلانے سے شیخ علائی بادشاہی مجلس میں آیا اور رسوم اور
آداب جو بادشاہوں کے ہوتے ہیں وہ نہ بجا لایا بادشاہ کو سلام مشروع سلام علیک کرکے بیٹہ گیا
سلیم شاہ نے علیک السلام بکراہت کہا یہ بات بادشاہ کے مقربوں کو بری معلوم ہوئی
ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک نے شیخ علائی کے قتل کا فتویٰ تیار کیا تہا
سلیم شاہ نے علمائے وقت کو بلاکر اس قضیہ کی تشخیص تنقیح انکو حوالہ کی سلیم شاہ کے سامنے
مجلس مباحثہ منعقد ہوئی شیخ علائی کسی عالم پر غالب نہوا۔ بلکہ مغلوب ہوکر جواب سے عاجز ہوا
مگر قرآن کی تفسیر میں آیات کے معانی ایسے بیان کرتا تہا کہ بادشاہ کے دل پر اوسکا اثر
ہوتا تہا۔ اوسنے شیخ علائی سے کہا کہ تو اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ میں تجہکو تمام اپنی
قلمرو میں بادشاہی محتسب مقرر کردونگا جو اس وقت تک بغیر میرے فرمان کے امر معروف
کرتا تہا بعد ازاں میرے حکم سے تو اسے کریگا مگر اسکو اس مذہب کا سست ایسا چہٹا ہوا تہا

اوسنے بادشاہ کی بات کو نہ قبول کیا باوجود اسکے سلیم شاہ نے ملا عبد اللہ کے فتوی کے خلاف
کیا کہ اوسکے قتل کا حکم نہ دیا اسبب شیخ کو جو سرحد دکن میں ہے جلا وطن کیا یہاں کا حاکم
بہار خان جو سلیم شاہ کے عمدہ امرا میں سے تھا اوسکا معتقد ہوگیا شیخ علائی اور کھل کھیلا اوسنے اپنے
مسائل کو بڑی بیباکی سے بیان کرنے لگا اسکی طلاقت لسانی کام کر گئی امیران لشکر اور لشکر
اوسکے معتقد ہونے لگے پھر ملا عبد اللہ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ شیخ علائی کو یہاں طلب کیا اس
مرتبہ بھی بادشاہ نے بہتیرے بیشتر علما کو بلا کر اس قضیہ کی تحقیق کے لیے تاکید کی - ملا عبد اللہ نے
سلیم شاہ سے کہا کہ اے حضرت وہ خود مہدویت کا دعوی کرتا ہے اور مہدی کا تمام روئے
زمین پر بادشاہ ہونا مسلمات ہی سے ہے پھر بتلائیے کہ اس امر کو چھوڑ کر حضور کے ساتھ کون
رہیگا سارے لشکر میں بہت سے امیر بھی اوسکے گرویدہ ہیں اور بعض عزیز آپکے خفیہ اوسکے مذہب
میں گئے ہیں احتمال ہے کہ آپکی بادشاہی میں خلل پیدا ہو بادشاہ ملا عبد اللہ کو حسب غرض
بنا کر اوسکی بات پر کان نہیں لگاتا تھا پھر اوسنے شیخ علائی کو بہار میں شیخ بڈہ کے پاس بھیج دیا
یہ شیخ دانشمند اور طبیب کامل تھا اور شیر شاہ اوسکا ایسا معتقد تھا کہ اوسکی جوتیاں سیدھی کر کے
اپنے ہاتھ سے اوسکے سامنے رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ جو فتوی وہ دیگا اسپر عمل ہوگا - بادشاہ
پنجاب روانہ ہوا قلعہ مانکوٹ کو جا رہا تھا شیخ بڈہ نے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے موافق فتوی
لکھکر کے قصہ اوسکے ہاتھ بادشاہ کو بھیجا - اس اثنا میں شیخ علائی ان امراض میں مبتلا
ہوا جو وبا کی طرح پھیل رہی تھی اسکے حلق میں ایک زخم تھا جس میں ایک انگلی کی برابر بتی
جاتی تھی - اسپر سفر کی تکلیف کا اور اضافہ ہوا جب شیخ سلیم شاہ کے روبرو پیش ہوا تو
اس میں قوت گفتار نہ تھی سلیم شاہ نے اوسکے کان میں چپکے سے کہا کہ تو کہدے کہ مہدوی
نہیں ہوں تو تو چھوٹ جائیگا مگر یہ اوسنے نہیں قبول کیا - بادشاہ مایوس ہوا ناچار اوسنے حکم دیا
کہ تازیانے لگائے جائیں تیسرا تازیانہ لگا تھا کہ اوسکی روح نے پرواز کی - یہ قضیہ ۹۵۵ھ میں واقع
ہوا ذکر اللہ اوسکی تاریخ ہے شیخ کے مرنے کے بعد اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہوگیا
اسی زمانہ میں کو بادشاہ نے امیر اور سپاہ کو دو سال کی تنخواہ ملنے کا حکم دیدیا تھا مگر

امراء عظام کے غارت کرنے کے سوا کسی اور بات کا خیال لحہ بھر بھی نہیں کرتا تھا وہ امرا کی سازشوں سے خوب واقف تھا اور اونکو یہ چاہتا تھا کہ ایک جگہ کرکے سزا دیجائے مگر امرا کو بھی اوسکے ارادہ سے اطلاع ہوگئی تھی اور انہوں نے آپسمیں اتفاق کر لیا تھا کہ سب ملکر دربار میں کبھی نہ جائینگے ایک ایک کرکے بے خوف وخطر جاتے سلیم شاہ تو شب و روز اس خیال میں رہتا کہ میں امرا کو کسطرح موت کے پنجہ میں پہنساؤں گا۔ وہاں مشیت ایزدی اور تھی وہ قلعہ گوالیار میں دفعۃً ایسا بیمار ہوگیا کہ صاحب فراش ہوگیا۔ اب کوئی مورخ اوسکو حبس البول کی بیماری بتاتا ہے۔ ابوالفضل لکھتا ہے کہ اعضا سفلی میں نصباب دو حادہ روسے ایک قرحہ میں سمیت پیدا ہوگئی تھی کوئی کہتا ہے کہ ایسا مرض تھا کہ اوسکو کسی کو دو بتاتا نہ تھا اور اپنے ہاتھ سے گل لگاتا تھا اور روز بروز ضعیف ہوتا جاتا تھا ہذیان ہوتا تھا۔ ایک دفعہ اوسنے اپنے عزیزوں اور دشمنوں کو خوب گالیاں دیں جب بادشاہ ہوش میں آیا تو تاج خاں نے کہا کہ آج حضور کی زبان سے وہ کلمات سنے کہ جنکے کہنے کی عادت حضور کو نہ تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ ای تاج خاں مجھکو اپنی قوت پر بڑا بھروسا تھا میں نے سب آدمیونکو مغلوب کیا۔ مگر یہ مرض مجھسے زیادہ طاقتور ہے اوسنے مجھے چیونٹی سے زیادہ ضعیف اور کمزور بنا دیا۔ بی بی بائی کو بلا کر وہی بات اوسکے بیٹے کے باب میں کہی جو پہلے ہم لکھ چکے ہیں بعد ازاں دفعۃً ایک لحہ میں سنہ ۹۶۱ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اسی سال میں سلطان محمود بادشاہ گجرات اور نظام الملک بادشاہ دکن کا انتقال ہوگیا تھا۔ زوال خسروان ونکی وفات کی تاریخ ہوئی +

سلیم شاہ کی وفات +

خصائل اسلام شاہ و انتظام سلطنت

سلطنت کی اہتمام اور انتظام میں جو کام اسلام شاہ نے کئے ہیں اُنسے جو اوسکے خصائل ظاہر ہوتے ہیں وہ ان خصائل سے نہیں ملتیں جو مورخوں نے بیان کی ہیں۔ اس میں سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ اوسکی جسمانی قوت خلقی بہت زیادہ تھی اور اوسکو اپنی ورزش و چستی و چالاکی سے اپنے اور زیادہ بڑھا لیا تھا۔ اب کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اوسکو علم سے بہرہ کافی تھا کوئی اوسکو ناخواندہ بتاتا ہے مگر اسمیں شبہ نہیں کہ اوسکے حافظہ میں فارسی اشعار کا خزانہ بھرا ہوا تھا اور امرا کے ساتھ مشاعرہ کرتا تھا لطیفے خود کہتا اور اوروں کے لطیفے سنتا اور خوش ہوتا علما اور صلحا و مشایخ کی صحبت پسند کرتا

اور اونکی ایسی قدر کرتا جسکی مثال ہم نیچے لکھتے ہیں کہ ایک روز ملا عبد اللہ سلطانپوری سلیم کے سامنے
سے آتا تھا کہ اوسنے امراسے کہا کہ بابر کے پانچ بیٹے تھے انمیں سے چار ہندوستان سے خارج ہو گئے
پانچواں یہ ملا عبد اللہ ہے امرا لسنے عرض کیا کہ اس فتنہ پرداز کو کیوں حضور نے نہیں خارج کر
کیا تو اوسنے کہا کہ اس سے بہتر کوئی آدمی مجھے نہیں ملتا جو اسے نکالوں - جب شیخ آیا تو اوسے تخت پر
بٹھایا - اور ایک تسبیح مروارید قیمتی بیس ہزار روپیہ کی جو سوقت آئی تھی اوسکو دی شیخ سلیم چشتی
اور شیخ نظام بدایونی اوسکے امام تھے - اوسکو اپنے باپ کی طرح ملک ٹھانے اور قانون بنانے
اور رعایا کو آرام پہنچانے اور شان و شوکت دکھانے کا شوق تھا - ہمیشہ ایک بڑی سپاہ رکھتا تھا
جسمیں ہول کثرت سے ہوتے توپخانہ اسکا درست اور مرتب رہتا اور سارا سامان اسکا
[illegible] ہوتا تو اعمر سخت پابند سپاہ کو رکھتا گو سپاہ کو نہتا آزردہ رکھتا مگر اور رعایا کو آسودہ رکھتا اور نیک سلوک
کرتا - اسکا عمل اپنے باپ کے اس اصول پر تھا کہ کسی طرح کمزور کو زور آور نہ ستا سکے پرگنے میں جو
قانون گو رہتے تھے اور حسب کتاب اسکا لکھا کرتے تھے اونکو اوسنے یہ حکم بھی دیدیا کہ وہ سب
کی اور زراعت اور فصل کی پیداوار کی اور جرائم اور خطاؤں کی کیفیتیں لکھکر بھیجا کریں
وہ عاقل اور تیز ہوش تھا - بہت ہی کم ایسے بادشاہ ہوتے ہیں کہ ملکی اور جنگی دونو کاموں میں ماہر ہوں
عدالت کے کام اور ملک میں عمدہ انتظام کرتے ہوں مدبر ہوں میدان جنگ سپاہ کو لڑانا جانتے ہوں
سلیم شاہ ان دونو کاموں کو جانتا تھا - وہ رفاہ عام کی عمارات کی تعمیر میں فیاض تھا خیرات
کے کاموں میں دیا دل جو زمینیں اوقات کے لئے دی گئی تھیں بدستور قائم رکھا - اوسنے
اپنے باپ کی سراؤنکو بدستور قایم رکھا بلکہ باپ کی دو دو سراؤں کے بیچ میں ایک اور سرا بنوا کے
اضافہ کیا - ہر ایک سرا میں مسجد و کنواں بنوا دیا اور موذن اور سقہ مقرر کر دیا - ڈاک چوکیوں میں گہوڑے دونے
زیادہ کیا کہ اوسکی وسیع سلطنت میں ہر مقام کی خبر اوسکو جلد تر پہنچا کرے - ہر روز اس ڈاک
اس پاس بنگالہ نو کوس تاکہ ہکے تازے چاول آتے اور کچھ ململ آتی - شیر شاہ کی عہد میں یہ
قاعدہ تھا کہ لشکر شاہی میں ایک خیرات خانہ رہتا تھا - اب اوسنے اس قاعدہ کو بدل دیا اور ہر
سرا میں ایک خیرات خانہ جاری کیا جس میں کنگالوں فقیروں کو ہر روز اتنا ملا کرتا کہ وہ جرا

آرام سے رہتے اور شیر شاہ کے دستور کے موافق ہر سرا میں ہندو مسلمان مسافر دونوں کے لئے خواہ وہ فقیر ہوں یا غنی کچا پکا کھانا ملا کرتا۔ اول اسکا بڑا مقصد یہ تھا کہ اپنے بڑے بھائی دعویدار سلطنت کو مٹا کر میں تخت سلطنت پر بیٹھ جاؤں جب یہ مقصد پورا ہوا تو اوسکو یہ خیال ہوا کہ ان امراء عظام کے اقتدار اور اختیار کو گھٹاؤں جو دعویدار تخت ہوتے ہیں۔ اوسکے باپ کی پولیسی اور تدبیر بالکل اسکے برعکس تھی وہ اپنی فراست و ذہانت لیاقت کے زور سے اپنی بزرگی اور محبت امرا کے دلوں میں بٹھا کے اونکی قوت اور لیاقت سے اپنی سلطنت کی قوت بڑھاتا تھا یہ امرا سے لڑکر اونکو اپنا دشمن بناتا اور اپنی سلطنت کی طاقت گھٹاتا۔ اسلام شاہ تخت نشینی سے پہلے بہت سی لڑائیاں لڑا تھا اور ان میں جو اوسنے اپنی تدابیر سے کامیابیاں حاصل کیں تھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا صاحب لیاقت فراست و کیاست تھا معمولی بادشاہوں میں سے نہ تھا ابوالفضل نے ان باپ بیٹوں کا نیکی کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ روباہ بازی اور گربزی کا الزام ہر جگہہ لگایا ہے اسکو بھی اپنی لیاقت کے موافق بیان کرنے میں مجبور کیا ہے کہ آخر کو اوسنے یہ لکھا ہے کہ سچ یہ ہے پدر و پسر (شیر شاہ و سلیم شاہ) اسباب روزگار کے انتظام میں سلیقہ موافق رکھتے تھے افسوس ہے کہ انہوں نے حرام نمکی اور کافر نعمتی میں اپنی زندگی بسر کی اگر یہ دو شخص حضرت شاہنشاہ ہمایوں کے ملازم ہوتے تو باپ کو بارگاہ عالی کی خدمت سپرد ہوتی اور پسر کو صدق کا اہتمام سپرد ہوتا تو البتہ مراحم خسروانی کے مستحق ہوتے اور خدمات شائستہ کے بجالانے سے اونکی زندگی وہ ہوتی جسکو بزرگان دانش حیات کہتے ہیں ایسے کارکنوں سے ہمایوں جیسا اللہ فرما چکا ہے تھا ریاست عامہ جو حرام نمکی سے ہاتھ آئے دانایان کارشناس کے نزدیک قابل نفرین ہے اور اوسکے ساتھ جینا مرتے مرنے سے بدتر ہے یہ ابوالفضل کی ضد ہے کہ وہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کو نمک حرامی کا الزام لگاتا ہے بابر نے پانچ برس ہندوستان میں دخل رکھا تھا ہمایوں اوسکے بعد تخت پر بیٹھا تھا افغانوں کی پہلے سے سلطنت چلی آتی تھی اگر افغانوں نے ہمایوں سے اپنی سلطنت لے لی تو اونپر نمک حرامی اور بغاوت کا الزام نہیں لگ سکتا تاریخوں کے دیکھنے سے زیادہ افغانوں کا حق سلطنت تھا۔

اسلام شاہ سلطنت کا انتظام ضوابط و قواعد کے ساتھ چلاتا تھا وہ اپنی ذات خاص کے تمام اختیارات
کے مرکز بنانے میں کوشش کرتا تھا اس نے تمام امیروں سے جنگی ہاتھی چھین لئے اور بار کشی کے
لئے ایک کمزور ہتھنی کی رکھنے کی اجازت دی اس نے حکم دیدیا کہ سراپردہ سرخ اسکی ساتھ مخصوص ہے
کوئی اور نہ لگانے پائے [illegible] جاگیروں کو خالصہ بنا لیا یعنی ان سب کا محصول خود لینے لگا
جاگیروں میں تقسیم ہونے کا قاعدہ موقوف کر دیا شیر شاہ کے زمانہ میں داغ کا دستور تھا اسلئے
گورنمنٹ کے گھوڑے دئے جاتے تھے اور ان پر داغ لگتا تھا تاکہ انکی شناخت کیجائے اور سپاہیوں
کی تنخواہیں جاگیر میں دی جاتی تھیں [illegible] بجائے اس نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ سپاہیوں کی تنخواہ
نقد دیجائے [illegible] اسکی ممالک کے ہر حصہ سے کل معاملات دینی و ملکی و مالی کی بابت میں ہر فرمان
[illegible] اور ان میں بالکل مفصل حال لکھا ہوا ہوتا تھا کہ سپاہی و رعیت و سوداگر
[illegible] سے کسی سے متعلق ہو بادشاہ ان اطلاعوں پر اپنے حکم نامے لکھکر ہر طرف
[illegible] ان حکموں کے لئے نہ قاضی سے پوچھتا نہ مفتی سے نہ یہ خیال رکھتا کہ وہ شرع
کے موافق ہیں یا نہیں +

[illegible] سپاہی [illegible] کو اس طرح تقسیم کیا کہ ۵۰۰۰ ۔ ۲۰۰ ۔ ۲۵۰ ۔ ۵۰ کے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے
اور [illegible] آدمیوں کے بڑے گروہ چھوٹے گروہوں میں ہر
پچاس سپاہیوں پیچھے ایک منشی فارسی کا اور دوسرا ہندی کا مقرر کیا۔ بڑے گروہوں میں ایک
[illegible] امیر نہیں مقرر کیا سپاہ کے مقدمات [illegible] مفتی نہیں فیصلہ کرتے تھے ایک
افغانی منصف اور ایک ہندوستانی منصف [illegible] کی حدود سے لیکر بنگال کی [illegible]
اور بنگال کی حدود سے کابل کی سرحد تک اپنی سپاہ کی چھاؤنیاں [illegible] سپاہ
اپنے پاس [illegible] رکھتا تھا [illegible] ہمیشہ امر [illegible] رہیں +

[illegible] ہر جمعہ کو [illegible] ہزاری [illegible] ایک بلند خیمہ کھڑا کرتے اور کرسی
[illegible] اور کرسی پر ایک کشتی [illegible] بادشاہ کی جوتیاں اور تیر و کمان رکھتے [illegible]
[illegible] سب سے اول لشکر کا سپہ سالار پھر منصف اور امرا

بہ ترتیب کرسی کے آگے سر جھکاتے اور ادب سے اپنے اپنے معین جگہ پہ بیٹھ جاتے اور وہ فرمان
اور بادشاہی حکمنامے کو کہ اسی بند کاغذ کے یا اس سے کچھ کم بیش ہوتے وہ مفصل پڑھتا اور جو مسئلہ
مشکل ہوتا اوسکی تمام شقوں اور انواع کے لئے ہدایتیں حکم نامے ہوتے سب اوس حکم پر عمل کرتے
اگر کوئی امیر ان احکام کے خلاف کام کرتا تو خبر اوسکی اطلاع بادشاہ کو کرتا - بادشاہ مجرم
کو سزا کا حکم بھیجتا یہ ضابطہ سلیم شاہ کی آخر عملداری تک جاری رہا +

فیروز شاہ بن سلیم شاہ

فیروز شاہ کی تخت نشینی ۱۵۵۴ء ۹۶۱ھ

جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکے بیٹے فیروز خان کو امرا نے تخت سلطنت پر بٹھایا اور
اور فیروز شاہ کا خطاب دیا اور سکہ و خطبہ اسکا جاری کیا - مگر مبارز خاں بن نظام نے جو شیر شاہ کا بھتیجا
اور سلیم شاہ کا چچیرا بھائی اور سالہ تھا اوسنے تیسرے روز اس کم عمر بادشاہ کی عمر تمام کی -
ہم نے لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے اپنی زندگی میں اور موت کے دن اپنی بی بی بائی بانو کو سمجھاتا تھا کہ اگر
تجھکو بیٹا عزیز ہے تو اپنے بھائی کے مار ڈالنے کی اجازت دے اور اگر بھائی عزیز ہے تو بیٹے کی
جان سے ہاتھ دھو جسکا جواب بی بی یہ دیتی تھی کہ میرے بھائی کو سلطنت کا کب خیال ہے - وہ
ناچ گانے کا عاشق ہے عیش و عشرت میں مست ہے فرصت اسے کہاں بادشاہ بی بی کو لعنت ملامت کرتا
اور کہتا کہ کیوں اپنے بیٹے کے حق میں کانٹے بوتی ہے یہ اوسکا کہنا سچ ہوا کہ سوم کا دن تھا
کہ یہ جلاد ماموں معصوم بھانجے پر تلوار سونت کر چڑہ آیا - بھائی کے آگے بہن ہاتھ جوڑتی تھی ناک
رگڑتی تھی پیروں میں گرتی تھی آہ و نالہ گریہ و زاری کرتی اور کہتی کہ خدا کیلو مجھ سے اس ننھے سے
بچے کو نہ مار میاں سے لیکر ایسی جگہ چھپا دونگی کہ کوئی اسکو نہیں جانے گا - وہ بادشاہی کا
نام بھی نہیں لیگا تو اسکو مار نہیں کہیں قید خانہ میں ڈال دے مگر اس سنگدل نے ایک نہ سنی
اور اس بچے کو ماں کی گود میں مار ڈالا - تین دن وہ مالک سلطنت کر گیا سنہ ۹۶۱ھ میں مبارز خاں
تخت پر بیٹھا اگرچہ سلیم شاہ کی بڑی بداخلاقی معلوم ہوتی تھی کہ وہ ایسے بھائی کے مارنے کی اجازت
مانگتا تھا مگر جو بھائی نے کام کیا اوس سے اوسکی بداخلاقی کا دھبہ مٹ گیا +

ذکر سلطنت محمد شاہ سور مشہور بہ عدلی

مبارز خان نے بادشاہ ہو کر اپنا خطاب محمد شاہ عادل رکھا۔ مگر عوام الناس نے الف کو
اڑا دیا اور یائے تانیث لگا کر عدلی کہنا شروع کیا اور پھر بادشاہ کے جو الادہند کا مد دیکھے تو اندھلی
(نابینا) نام مشہور کیا۔ یہ بادشاہ جاہل علم سے بے بہرہ نہایت نابکار زناکار احمق ستم شعار۔
ناحق پرست اور راجیوں کا یار تھا۔ سوا ان عیبوں کے دل کا بھی بودا تھا۔ اس بادشاہ نے
محمد تغلق شاہ کی فیاضیاں سن رکھی تھیں جیسا اسکا ہم نام بنا تھا ایسا ہی فیاضی میں اس کا
ہم پلہ بننا چاہتا تھا خزانہ کے منہ کھولدیے اور خلقت میں روپیہ لٹانا شروع کیا تاکہ خلقت کو
اپنا دوست بنائے جب شہر کے بازاروں میں اسکی سواری جاتی تو تیروں کی پیکان ایک تولہ
سونے کی بنا کے خانہ کمان میں رکھ کر چاروں طرف پھینکے جاتے جن آدمیوں کے گھر میں
تیر جاتے وہ پا اور کوئی انکو اٹھا کر لاتا تو وہ تیر دس روپیہ کو مول لیا جاتا۔ وہ خزانہ جو پانچ
برسوں کی محنت میں جمع کیا تھا وہ چند روز میں اُڑا اور ٹو بیٹھ رہا جب خزانہ یوں لٹا چکا
تو یہ ارادہ کیا کہ امیروں کی جاگیروں کی ضبطی کیجیے اور گھر بار اڑا دیجیے +

جب بادشاہ ہوا راجیوں کو بڑے بڑے عہدے دیے۔ وزارت و وکالت کا
عہدہ شمشیر خاں کو جو شیر شاہ کا غلام اور خواص خاں کا چھوٹا بھائی تھا اور دولت خاں
لوحانی کو مفوض ہوا۔ ہیمو بقال کو مطلق العنان کر کے جمیع مہمات ملکی و مالی کا مالک کیا۔
افغان ان تقررات اور ہیمو بقال کے اختیارات سے جلے بیٹھے تھے۔ جاگیروں کی تغیرات
کا خوف کر رہے تھے۔ انہوں نے سلطنت کے اول ہی مہینے میں ہر طرف فساد اٹھانے کا
ارادہ کیا ایک دن کا ذکر ہے کہ گوالیار کے دیوانخانہ میں بادشاہ دربار عام کر رہا تھا اور جاگیروں کی
تقسیم ہو رہی تھی کہ اوس نے حکم دیا کہ محمد شاہ فرملی کی جاگیر قنوج سرمست خاں سروانی کو دیجائے
محمد شاہ فرملی کا بیٹا سکندر خاں جوانی کے زور و شور سے بھرا ہوا تھا وہ اس تغیر جاگیر سے غصہ
کے مارے آپے میں نہیں رہا بے ساختہ کہنے لگا کہ خدا کی قدرت اب ہماری نوبت یہاں تک پہنچی

ہماری جاگیر میں سروانیان سنگ فروش کو ملنے گئیں اسوقت اسکا بوڑہا باپ بیمار تہا اسنے بیٹے
کو غصہ سے بہرکا تو اوسنے باپ کو کہا کہ ایکدفعہ شیر شاہ نے تجہے لوہے کے پنجرے میں قید کیا
تہا مگر سلیم شاہ کی سفارش سے بچ گیا تہا اب تجہکو یہ افغان سور قتل کرنا چاہتے ہیں مگر تو اس
بات کو نہیں سمجہتا وہ تجہے مارینگے ہم کیون اونسے ایسے ہوویں سرمست خان جو بڑا قوی ہیکل
جوان تہا اسنے اس نوجوان کے کندہے پر ہاتہہ رکہکر کہا کہ بیٹا اتنا غصہ اس بہانہ سے وہ
اسکو گرفتار کرنا چاہتا تہا مگر وہ سرتیلا جوان بات کو پا گیا ایک خنجر کا ہاتہہ ایسا صحیح کیا کہ سرمست خان
ستون کی طرح لڑکہڑا کر گرا اور وہیں ڈہیر رہا - اس شورش عام میں بادشاہ تخت سے کود کر
محل سرا کی طرف بہاگا - سکندر بہی اوسکے پیچہے جا لاگا - مگر بادشاہ کو یہ اوسان آ گئے کہ اوسنے
دروازہ بند کر لیا اسلئے موت کا دروازہ اوسپر نہ کہلا - اکثر امرا عدلی کے ایسے حواس باختہ ہوئے
کہ دیوانخانہ میں تلواروں کو چہوڑ کر فرار کی راہ بہی بہول گئے - سکندر دو گہڑی تک دیوانہ وار
ادہر ادہر پہرا جو سامنے آیا اوسے قتل کیا بترہ آدمیوں کا خون گردن پر لیا - آخر کار ابراہیم
سور کہ عدلی کا بہنوئی تہا ایک جماعت لیکر اوسپر ٹوٹ پڑا اور تلواروں کے مارے اس کا
قیمہ قیمہ کر دیا - محمد شاہ فرملی کو دولت خاں لوحانی نے مار ڈالا اسی روز تاج خاں کرانی سلیم شاہ کے
امراء عظام میں سے تہا دیوانخانہ سے باہر جاتا تہا راہ میں محمد شاہ فرملی سے اسکے گہر کے قریب
ملاقات ہوئی اسنے احوال پوچہا اوسنے کہا کہ حالت کچہہ اور ہو گئی ہے میں نے اس خانہ سے پاؤں
نکال لیا تو بہی میری بہتر ہے موافقت کر شاہ محمد نے اوسکو قبول نکیا سلام علیک کہکر دیوانخانہ میں
عدلی پاس گیا وہاں جان جانی ہتی گئی - تاج خان بنگالہ کی طرف روانہ ہوا - بادشاہ کو جب اسکے
جانے کی خبر ہوئی تو اوسکے پیچہے قوی فوج روانہ کی اور خود بہی جانے کا ارادہ کیا - اوسکی فوج نے چہپر مئو
پر تاج خاں کی سپاہ کو جا لیا اور اسکو شکست دی - تاج خان چنار کو بہاگ گیا - رستہ میں جو خالصہ
شاہی کے عمال تہے اونکو پکڑ پکڑ سارا اسباب نقد و جنس اونسے چہین لیا - اور بادشاہ کے سو
ہاتہی جو چرتے تہے اونکو پکڑ کر لے گیا اور اپنے بہائیوں عماد خواجہ الیاس اور سلیمان سے جا ملا
وہ خواص پور ٹانڈہ میں اور دریائے گنگ کے پرگنوں میں حاکم تہے اور اور ہمسایہ کے افغان بادشاہ

ساتھ بے مہری میں شریک تھے اونہوں نے بادشاہ سے کھلی بغاوت اختیار کی۔

احوال ہیمو

اس اثنا میں عدلی گوالیار سے چنار میں یا خزانہ لینے کے لئے آگیا تہا وہ کرانیوں کے دھمکانے کے لئے آگے بڑھا۔ دریاے گنگا کے مقابل کے کناروں پر دونو سپاہیں آمنے سامنے آئیں اور کچھ دنوں بغیر لڑائی کے پڑی رہیں آخر کو ہیمو نے جسپر عدلی کو بہت اعتبار ہوگیا تہا یہ درخواست کی اگر مجھے چند فیل اور سپاہ عنایت ہو تو میں دریا پار جاکر دشمنوں کو پامال کردوں عدلی نے ہیمو کی درخواست کو منظور کرلیا اور ہیمو سپاہ اور ہاتھی لیکر دریا کے پار اُتر کر کرانیوں سے لڑا اور اونکو شکست دی اور فتح کامل پائی۔ تاج خان اپنی خوش نصیبی سے بنگال کو بہاگ گیا جہاں مدتوں کے بعد بادشاہ ہوا علامہ فاضل دہر کامل ابوالفضل میں یہ کمال تہا کہ وہ اپنی قوت بیانیہ اور قلم کے زور سے سلاطین تیموریہ کے عیبوں دہبوں کو ایک خوشنما پہول بنا دیتا تہا اور اونکے دشمنوں کی خوبیوں کے شگفتہ گلوں کو بدنما داغ دکہا دیتا تہا چنانچہ ہیمو جیسے لایق اور ہوشیار دانشمند کا حال اسطرح اکبرنامہ میں لکہتا ہی کہ اے بدایع قدرت الہی کے دیکہنے والو ذرا اپنی نظر دوڑاؤ اور ہیمو کے احوال سے عبرت پکڑو وہ ظاہر میں نہ حسب رکھتا تہا نہ نسب صورت سے چہرہ رکھتا تہا نہ سیرت سے نصیبہ یقینی ایزدی نے اوسکو کسی کمال معنوی کے سبب سے جو بالغ نظروں کی دیدہ وری سے پوشیدہ تہا اس درجۂ بلند پر پہنچایا یا بدکاروں کی سزا دینے کے لئے بدکار تر کو متعین کیا۔ یہ بدقیافہ کوتاہ قد در از لیسنگھ ریواڑی میں کہ قصبات میوات سے ہے ذلیل بقالوں میں سے تہا اوسکی جات ڈہوسر تہی جو بنیوں میں اونکی سب جاتوں سے گئی گذری ہی۔ وہ سرہ سنکٹ میں گلی گلی نمک لو نمک لو کہتا پہرتا تہا پہر وہ بمطابق الحیل سرکار سلیم خاں کے بقالوں میں منسلک ہوگیا جسکو بازار میں کچھہ پولس کے اختیارات بہی ہوتے ہیں اور سرکاری کے کارنامے دکہا کر بدگوئی اور کاردانی سے سلیم خاں کا روشناس ہوا اور اوسکے نوکروں میں داخل ہوا۔ وہ ہمیشہ آدمیوں کو بلا میں مبتلا کرتا ظاہر میں وہ دکہاتا کہ میں اپنے صاحب کے لئے دولت خواہی کرتا ہوں اور باطن میں وہ اپنے لئے اخذ و جر کا بازار گرم کرتا اور مظلوموں کے مال سے اپنے گہر کو ظاہری رونق دیتا۔ وہ اپنے آقا کے لئے اسباب ملال کیا سر انجام دیتا تہا اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارتا تہا۔ یہاں بزرگان دولت اور بادشاہ بڑی

غلطی کرتے ہیں اس گروہ کو شغلے بہت سے ہوتے ہیں اور وہ آدمیوں کے احوال کے جویا رہتے ہیں
آدمیوں کے مخفی احوال دریافت کرنے کے لئے اور بدکاروں کے سزا دینے کے واسطے وہ بدذات
سخن چینیوں کو اپنے پاس جگہہ دیتے ہیں اگرچہ اپنے دل میں وہ عہد کرتے ہیں کہ ان آدمیوں کی کہ جو اہل
میں آنکر کسی نیک اندیش و دولت خواہ آدمی کے عرض و ناموس کا قصد نہ کرینگے مگر یہ طائفہ ظاہر
آرا اور خراب باطن وقت کو تاک کر اپنے فائدے کے واسطے چرب زبانی سے دولتخواہوں کا
قصد کرتے ہیں اور یہ طبقہ علیہ کبھی کبھی افزونی مشاغل کے سبب سے اپنے عہد سے غافل ہو کر اِن
بدنہادوں کی گفت وگوئے کے سبب سے اپنے دولت خواہوں سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور
اپنی دولت کی بنیاد کو آپ اکھیڑتے ہیں +
تھوڑے دنوں میں اس بدنہاد ہیمو نے ملکی اور مالی مہمات میں کمال غلط نمائی سے سلیم خاں کی خاطر
میں جگہ کی اور اکثر مہمات ملکی اور مالی میں دخل پیدا کیا جب سلیم خاں کا پیمانہ عمر پر ہوا ۔ ہندوستان
کے تبہ کاروں کی ریاست عدلی کو ملی تو اوسکو کارجہان سے بے خبر دیکھکر جمیع کارخانہ حکومت کو
خود ہیمو نے لے لیا اور امارت عظمی کو پہنچ گیا اور بادشاہ برائے نام رہ گیا ۔ وہی اپنے اختیار سے
افسروں کا عزل و نصب کرتا اور جاگیروں کو لیتا دیتا اور اپنی دوربینی سے شیر خاں و سلیم خاں کے
خزانوں اور فیلخانوں کو اپنے ہاتھ میں رکھتا اور ان اندوختوں کے پراگندہ کرنے میں بے محابا
دست دراز کرتا ۔ پست فطرت بندۂ زر معاملہ نافہم اوسکی پرستش کر کے رواج کار میں اوس کے
سعی کرتے کچھ دنوں راے کے خطاب کی نسبت پر نخوت رہی ۔ پھر راجہ ہوا اور راجہ بکرماجیت کی
ہم نامی پر فخر کرتا رہا ۔ تہی مغزی اور کوتہ حوصلگی سے یہ بزرگوں کا نام اپنا علم رکھا ۔ دور اندیشی سے
عدلی کی نام پر بادشاہی کو قایم رکھا اور اوسکے مخالفوں سے لڑائیاں لڑا ۔ اپنی جرات و تجربہ
سے جنگ میں فتحیاب رہا ۔ اور مراسم پیکار میں اوس سے شگرف کارنامے ظہور میں آئے ۔ شجاعت اور
کامیاب ہونے میں وہ خلقت میں مشہور ہو گیا رفتہ رفتہ اوسکی جرات اور جلاوت کی نوبت یہہ
پہنچی کہ وہ حضرت شہنشاہ اکبر سے لڑنے آیا +
سچا حال اسکا یہ ہے کہ ہیمو نے اپنی عقل و دور اندیشی سے اپنے تیئں ادنی درجے سے اعلی درجہ پر پہنچایا وہ مرد میدان

سپہ سالار تہا۔ اوسنے اس لایق بادشاہ کی سلطنت کو نہایت نازک وقتوں میں بہا نے رکہا سارے
اہل سنت ہندو نفرت کرتے تہے اوسکو حقیر جانتے تہے۔ اوسکو کافر بے دین جان کر مسلمان عداوت کرتے
تہے اور اوسکے اقتدار اور اختیارات کے سدراہ ہوتے تہے اوسنے افغانوں کی سلطنت کو بہت دنوں
خوفناک دشمن خاندان تیمور کے مقابل میں سنبھالے رکہا گو وہ صورت میں بہونڈا کوتاہ قد تہا۔
کبہی اوسنے تلوار ہاتہہ میں نہیں لی گھوڑے پر چڑہ نہیں سکتا تہا جبہ ڈول میں بیٹھکر یا ہاتھی
پر چڑہ کر میدان جنگ میں جاتا تہا۔ ان نقصوں کے باوجود وہ ایسا بہادر شجاع و خوش اقبال تہا
کہ بائیس لڑائیوں میں اپنے بادشاہ کے لیے فتح پائی جنمیں سے جانب مخالف میں افغان امیر تہے
کہ دعوے سلطنت کہتے تہے اوران سب پر غلبہ پایا اور ہر قسم کے آدمیوں میں اوسکی شجاعت اور
مدبر ملکی ہونے کی شہرت ہوگئی +

شاید عدلی کی یہ نہایت عمدہ پولیسی تہی کہ اوسنے ایک ہندو کو اپنا وزیر بنایا تہا جسکو سارے
افغان حقارت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ یہ زمانہ ایسا تہا کہ اگر وہ اپنی قوم میں سے کسی امیر اعظم کو اپنا
وزیر مقرر کرتا تو ضرور وہ اوسکو سلطنت سے معزول کرنے میں تدبیر کرتا ہیمو کے وزیر مقرر کرنے میں یہ
خوف نہ تہا کہ وہ اپنے مربی کے تخت پر بیٹہنے کا ارادہ کرتا +

ابراہیم خاں کی بغاوت +

شیر شاہ کا چہوٹا بہائی نظام خاں تہا اوسکے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تہیں عجب اتفاق ہے
کہ بیٹا بہی اور تینوں داماد بہی اوسکے بادشاہ ہوئے۔ بیٹا تو یہی محمد شاہ عدلی تہا ایک داماد سلیم شاہ
تہا۔ دوسرا ابراہیم سور تیسرا اسکندر سور سلیم شاہ کی بادشاہی کا پہلے ذکر ہوچکا ہے اور ابراہیم
اور سکندر سور کی بادشاہی کا ذکر آگے آئیگا۔ اگرچہ ہیمو کی شجاعت نے تاج خاں کی لڑائی کی
سرکشی کو دبا دیا مگر بغاوت کا بازار تو چاروں طرف گرم تہا۔ اور فتنہ کبہی نیند لے کر نہیں جاگا
تہا کہ پہر اوسکے سونیکا ارادہ ہوتا وہ بہت سو کر اٹہا تہا۔ عدلی سے سب امیر بیزار تہے صوبوں
میں حاکم بڑے صاحب جمعیت تہے جنکے اختیار میں قوی سپاہ تہی عدلی ان سب امیروں کو
اپنا دشمن گمان سمجہتا تہا۔ اسکو ابراہیم خاں پر باغی ہونے کا شبہ ہوا۔ اوسنے اسکی گرفتاری
کا قصد کیا عدلی کی بہن ابراہیم خاں سور کی بیوی تہی جب اسکو یہ خبر ہوئی تو اوسنے اپنے

خاوند کو لکھہ بھیجا کہ بھائی کا ارادہ تیری گرفتاری کا ہے ابراہیم یہ خبر پاکر چنار سے بہاگ نکلا اور
اپنے باپ غازی خان پاس جو بیانہ و ہنڈوں کا حاکم تہا چلا گیا - بادشاہ نے عیسیٰ خان
نیازی کو اس سے لڑنے کے لئے بہیجا - کالپی میں دونو لشکروں میں لڑائی ہوئی عیسیٰ خان کو
شکست ہوئی - ابراہیم نے کھلی بغاوت اختیار کی - اپنے باپ کے ملک میں لشکر جمع کرکے وہ دہلی گیا
اور اوس پر قبضہ کر لیا اور تخت پر بیٹھ کے بادشاہ بنا اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا - پہر
وہ آگرہ گیا اوس پر اور اوس نواح کے اضلاع پر قبضہ کر لیا +

جب عدلی کو اسکی خبر ہوئی کہ اوسکی مملکت کے مرکز میں بغاوت عظیم ہوئی جس سے سلطنت کے
چہن جانے کا خوف تہا تو اوسنے کرانیوں کا پیچہا چہوڑا اور جلدی سے چنار سے آگرہ کی طرف کوچ کیا
جب عدلی جمنا کے کنارہ پر آیا تو ابراہیم سور نے یہ پیغام بہیجا کہ اگر حسین خان جلوانی اور بہار خان
سروانی اعظم ہمایوں اور بڑے بڑے امیروں کو بہیجکر میری خاطر جمع کردو تو میں صلح کے لیے
اور معافی قصور اور آئندہ اطاعت کے لئے حاضر ہوں اس احمق عدلی نے ان امیروں کو
ابراہیم پاس بہیجدیا یہ معلوم نہیں کہ پہلے سے وہ اوسکے ساتہہ سازش کیتے تہے یا اپنے پاس بلاکر ابراہیم
نے اونکو ایسی پٹیاں پڑہائیں کہ وہ اوسکے ساتہہ ہوگئے - غرض اونکے اتفاق سے ابراہیم
کا پلہ بہاری ہوگیا عدلی کو ان امیروں کے دغا دینے سے یہ خیال ہوا کہ میں ابراہیم سے نہیں لڑ سکتا
اسلئے اوسنے دلی اور آگرہ سے ہاتہہ اوٹہایا اور چنار میں جاکر اوسکو اپنا دار القرار ٹہیرایا اور بہار
پر قبضہ رکہنے کا مستقل ارادہ کیا اور یہاں اوسنے اپنے حکومت کو جمالیا - عدلی کی بدنصیبی کا مقطع
ابراہیم ہی کی کامیاب سرکشی نہ تہی بلکہ دور دور کے صوبوں میں بغاوت پہیلی ہوئی تہی - اس
نازک وقت میں شیر شاہ کی مملکت خاندانی فسادوں کے سبب سے پانچ افغان بادشاہوں میں منقسم
تہی عدلی بہار جونپور اور گنگا کے مشرقی ملک کے بڑے حصے میں بادشاہ تہا - سلطان ابراہیم دہلی
آگرہ دوآبہ اور جمنا کے مغربی اضلاع اور کالپی کے اضلاع زیریں میں فرمانروا تہا - احمد خان سور
جسنے سلطان سکندر شاہ کا خطاب اختیار کیا تہا پنجاب میں حکمران تہا - شجاعت خان جس کو
سزاول خان (سجاول خان) بہی کہتے ہیں مالوہ میں سلطنت کرتا تہا - سلطان محمد شاہ سور

سلطنت کی پانچ حصوں میں تقسیم +

بنگال میں بادشاہی کرتا تھا جسے تاج خان کرانی رقابت کر رہا تھا ان فرماں روایوں میں سے اول جسنے اپنے ہمسایہ کے اضلاع پر دست درازی کی وہ احمد خاں سور تھا۔ وہ شیر شاہ کا چچیرا بھائی اور عادلی کا بہنوئی تھا۔ وہ پنجاب میں فرمانروائی کرتا تھا مگر جب اوسنے سلطنت کا حال پریشان اور پراگندہ دیکھا تو وہ پنجاب ہی پر قانع نہ رہا بلکہ دہلی کی سلطنت کی ہوس اوسکی دامن گیر ہوئی۔ امراء پنجاب جو عدلی سے منحرف تھے اونے اوسسے مشورہ کیا اور اونکو عدلی کا نا قابل ہونا اور سلطنت کے طرح طرح کی قباحتوں کا پیدا ہونا اور تاتار خاں کاسی و ہیبت خاں و نصیب خاں نے جنکو یہ خطاب شیر شاہ نے دیے تھے امداد طلب کی اور اونکی اعانت سے وہ سلطان سکندر شاہ کے خطاب سے مخاطب ہوا اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور وہ لشکر لے کر دہلی اور آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور ابراہیم شاہ بھی لشکر ہم پہنچا کر فرہ میں کہ آگرہ سے دس کوس پر تھا آ پہنچا اکثر امراء نامدار جیسے کہ حاجی خاں سلطان حاکم الور کہ بادشاہ نشان تھا اور سے حسین جلوانی و مسعود خان و حسین خان غلزئی ابراہیم کی جانب میں تھے۔ ان امرا میں دو سو کو سراپردہ علم و توغ و نقارہ ابراہیم نے دیا تھا جو شخص دس بیس سوار ہمراہ لیکر آتا تو اوسکو ایک بیرق جلی سرخ لتہ میں لپٹی ہوئی و یجاتی اور تالیف قلوب کے لیے ایک فرمان منصب جاگیر کا دیا جاتا۔ اس طرح ابراہیم پاس ستر اسی ہزار سواروں کا لشکر جمع ہو گیا۔ جس دن حاجی خاں الور سے آنکر اسے ملا ہے تو اوسکو بڑی تعزیت ہوئی۔ اور ایک سراپردہ وسیع و رفیع جسکے باہر سقرلاط بنگالی لگی ہوئی اور اندر مخمل فرنگی بچھی ہوئی تھی کھڑا کیا گیا۔ فرش لطیف اور ظروف نقرہ و طلا اور تمام لوازم تیار کئے گئے حاجی خاں اس خیمہ میں اترا۔ اسے شریف امراء افغان کو رشک و حسد ہوا اور اوسسے وہ کوفتہ خاطر ہوئے۔ اور آپس میں دل ماندگی کی باتیں کرنے لگے۔ سکندر پاس کل جمعیت دس یا بارہ ہزار سواروں کی تھی۔ اوسنے جب ابراہیم کی سپاہ کی شان و شکوہ کو دیکھا کہ وہ کئی مرتبے اوسکی سپاہ سے زیادہ تھی تو اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور مقدمات صلح کی تمہید کی اور ایک عہد نامہ اس مضمون کا لکھا کہ دہلی اور آگرہ اور اونکے متعلقات اور ہند کے مشرق رویہ جو ملک فتح ہوں وہ ابراہیم سے اور ولایت پنجاب و ملتان جہانتک ہاتھ لگے وہ سکندر شاہ سے متعلق ہوں اور جب

ہمایوں دریائے سندھ سے پار آئے تو دونوں یکدل ہوکر اوسکو اور مغلوں کو ہند سے خارج کریں سو دونوں لشکر
کے افغان جو آپس میں عزیز و خویش تھے اس طرح کی صلح ہونے سے خوشحال ہوئے۔ مگر سکندر کے
چھوٹے بھائی نے اس صلح میں یہ رخنہ نکالا کہ عدلی کے خزانہ ہمارے ملک پٹنی پیدا ہے ابراہیم کا قبضہ
قریب الوقوع ہے ان دونوں میں ہی ہمارا ساجھا ٹھیرے سکندر کو بھی یہ بات پسند آئی۔
ابراہیم کے بھی اکثر امرا نے سمجھایا کہ اس امر کے قبول کرنے میں ہمارا ضرر کیا ہے جب خزانہ
اور ملک پٹنہ ہاتھ آئیگا اوسوقت دیکھہ لینگے کہ کون سا ساجھا ٹھیرا تا ہے اور کہہ دینگے آؤ دو دو
ہاتھہ ہمارے تمہارے ہو جائیں بالفعل دفع الوقتی کی جائے۔ ابراہیم بھی راضی ہوا مگر
مسعود خاں غلزئی و بعض عمدۂ دولت اوسکے کہا کہ جب آخر کو ہمارے اور سکندر کے درمیان
تلوار سے کام پڑیگا تو ابھی یہ قضیہ کیوں نہ فیصل ہو ہماری جمعیت کثیر اور اوسکی نہایت قلیل
دوبارہ کیوں یہ دردسر کیا جائے۔ اسوقت صلح کرنی ہمارے ذلیل ہونیکی دلیل ہوگی اور
دشمن دلیر ہوگا۔ اور عدلی جو چوہے کی طرح بل میں چھپا ہوا ہے وہ فیل و حشم جمع کرکے
ہم سے لڑنے کی ہوس کریگا۔ آخر کو لڑائی ہوئی اور سکندر کے میمنہ نے ابراہیم کے میسرہ
کو شکست دی اور ہراول پلول تک اوسکو بھگایا۔ ابراہیم خاں نشیب میں چار سو آدمیوں کے
ساتھہ ثابت قدم ہوکر سکندر سے لڑتا رہا مگر جب ابراہیم نے دیکھا کہ میدان بھری فوج نے
خالی کردیا اور معلوم نہیں کہ وہ کہاں پراگندہ ہوگئی تو وہ اٹاوہ کو بھاگا اور خیمہ و اسباب
سلطنت سب برباد گیا۔ آگرہ اور دہلی پر سکندر کا قبضہ ہوگیا۔ سکندر شاہ یہ چاہتا تھا کہ افغان
مجھے انتخاب و اختیار کے طور پر بادشاہ بنائیں اسلئے اوسنے ایک بڑا دعوت کا جلسہ کیا اور
اوسمیں کل امرا و اکابر افغان کو بلایا جب جمع ہوگئے تو اوسنے کہا کہ سلطان بہلول لودی
نے افغانوں میں فرقہ لودی کو معزز اور مشہور آفاق کیا شیر شاہ نے ہند کی سلطنت اعظم
حاصل کی اور طائفہ سور کو نامور اور بلند آوازہ کیا۔ یہ کام ان دونوں نے افغانوں کے ساتھہ
اتفاق اور یگانگت پیدا کرنے کے لئے کئے مگر انکے قائم مقاموں سلطان ابراہیم لودی اور
محمد شاہ عدلی نے اونکے برخلاف طریقہ اختیار کیا جس سے اپنی سلطنتوں کو برباد کیا۔

اس زمانہ میں افغانوں میں اختلاف رہا اور باہم معرکہ آرائی ہو رہی ہے اور ہمایوں جیسا دشمن اونکی گھات میں بیٹھا ہے جسنے کابل فتح کر لیا ہے اور ہمایوں سے ہی اوسکا لڑائی جھگڑا نہیں باقی رہا۔ وہ کل سپاہ کو لیکر ہندوستان پر چھاپا مارنے کو بیٹھا ہے وہ افغانوں کے نفاق سے متمتع ہوگا۔ افغانوں کو اگرچہ امید بہبودی کی ہو سکتی ہے تو صرف اتفاق سے اگر وہ اپنے دلوں سے نفاق اور فساد کو نکال ڈالیں اور آپسمیں برادرانہ اتفاق پیدا کریں تو وہ بابر کے بیٹے کو ملک سے نکال سکتے ہیں۔ اسمیں سب کی غرض اور منفعت شامل ہے میں نے تم سب کو اسلئے بلایا ہے کہ وہ باتیں سوچیں کہ جنمیں ہم سب کا بھلا ہو۔ اس زمانہ میں شخصی عظمت کے لئے سعی کرنی چھوڑ دی جائے اور کوئی ایسا پیشوا منتخب کرو۔ اگرچہ میں ایسا ہی ہوں جیسے تم ہو کوئی فوقیت مجھکو تم پر نہیں ہے۔ اگر مجھے اس سلطنت کے لایق سمجھتے ہو تو مقرر کرو ورنہ کوئی اور جسمیں ایسی عقل و فراست دیکھو کہ وہ اس منصب جلیل القدر کے قابل ہو کہ تم سب میں یگانگت پیدا کرے تم کو مظفر و منصور کرائے اُسے تم آزادانہ راے سے انتخاب کرو میں اوسکی اطاعت کرونگا اور بدل و جان سے اوسکا مخلص ہونگا اور دولتخواہ رہونگا۔ یہ سُن کر تمام انجمن متفق الراے ہو کر پکاری کہ ہم سکندر شاہ سو عمزاد فیرشاہ کو اپنا پیشوا اور بادشاہ مقرر کرتے ہیں سب نے قرآن اٹھایا کہ ہم اسکے خیرخواہ رہینگے اور آپس میں مصالحت و یگانگت کے ساتھہ رہینگے۔ یہ کہکر سکندر شاہ کو آگرہ میں تخت پر بٹھایا اور سب نے بیعت کی مبارکباد دی اور نذر دی جیسے بادشاہوں کو دیتے ہیں۔ مگر جب بادشاہ نے جاگیریں اور منصب عطا کئے تو وہ پھر اپنی قسم اور عہد فلانہ نیک عہد و پیمان کو بھول گئے اور نااتفاقی اور بغض و بَیر کی باتیں کرنے لگے۔ اس فتح فرہ سے گنگا سے لیکر دریاے سندھ تک ملک کا مالک سکندر شاہ ہوگیا تھا۔ آگے بڑھنے کا ارادہ پہلا کرا اتنے میں پنجاب میں ہمایوں آگیا۔ اسطرف وہ مصروف ہوا آگے حال اس بادشاہ کا ہمایوں کی تاریخ میں لکھا جائیگا +

ابراہیم شاہ شکست پاکر سنبھل میں گیا۔ وہاں لشکر کی جمعیت بہم پہنچائی ایک مہینے میں تین ہزار سوار جمع کر لئے ساز سر نو چتر مرصع سر پر دکھا اور کالپی کی طرف روانہ ہوا تاکہ ایک جمعیت عظیم ١٥

روز بہم پہنچا کر عدلی سے لڑے اسوقت عدلی نے ہیمو بقال کو اپنا وزیر اور وکیل مطلق بنا رکھا تھا اوسکو چنار سے امرا عظیم الشان کے ساتھ اور پانسو ہاتھی اور خزانہ بہت سا دیکر آگرہ اور دلی کی طرف روانہ کیا۔ ابراہیم کو ہیمو اپنا لقمہ سمجھتا تہا اسکا دفع کرنا ضروری جانتا تہا۔ ابراہیم اوسکے مقابلہ میں مقابلہ کے لئے آیا اور بہت ثابت قدمی سے لڑا مگر شکست پائی۔ ابراہیم میں وہ تمام صفتیں تہیں جو بادشاہوں میں ہونی چاہیے خوش شکل خوش محاورہ۔ صاحب وضع و اخلاق بہادر۔ جواد مگر دو سال کے اندر سولہ سترہ لڑائیاں لڑا سب میں غلبہ پانے کے بعد مغلوب ہوا ابراہیم یہاں سے شکست پاکر بیانہ تک ٹٹ بھاگا۔ ہیمو نے اوسکا تعاقب کیا اور بیانہ میں پہنچا۔ ابراہیم لوحانیوں اور افغانوں اور زمینداروں کی جماعت جمع کر کے پہر ہیمو سے لڑنے گیا۔ قصبہ خانوہ جو بیانہ سے دس کوس پر تہا سحر کو جنگ عظیم ہوئی ہیمو نے یہ کہہ کر کہ نذر اتواں زد ابراہیم کو شکست دی۔ وہ بضرورت قلعہ بیانہ میں متحصن ہوا یہ قلعہ نہایت مستحکم و بلند تہا ہیمو نے اِس قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہر روز لڑائی ہوئی۔ قلعہ میں آتشبازی کا سامان بڑا تہا۔ اور ابراہیم کا باپ غازیخاں ہنڈون سے آذوقہ بہم پہنچا کر کوہستان مغربی کی طرف سے قلعہ میں پہنچاتا تہا ہیمو نے تین مہینہ تک اِس قلعہ کا محاصرہ رکہا۔

قحط اور آتش زدگی

تمام ممالک شرقی میں قحط سالی عام تھی اور خاص کر آگرہ و بیانہ و دہلی میں اور زیادہ تر۔ ایک سیر جوار ڈہائی ٹنکہ کو آتی تہی وہ بھی نہیں ملتی تھی۔ اکثر آدمیوں نے شرم کے مارے دروازے بند کرلئے اور دس دس اور بیس بیس ایک جگہ بھوک کے مارے سوئے کے سوئے رہ گئے نہ گور ملی نہ کفن ملا یہی ہندوؤں کا حال تہا کیکر کی پھلیوں اور جنگل کی گہاس اور مدگائے کی کہالوں پر اکثر غریبوں کا گزارہ ہوتا تہا۔ سب چند روز میں ان کے ہاتھ پاؤں پر ورم ہو جاتا تہا اور آخر کو دم نکل جاتا تہا۔ ان دنوں میں آدمی کو آدمی کہاتا تہا اور مجہوکوں کی شکل ایسی مہیب تہی کہ کوئی دیکہہ نہیں سکتا تہا۔ امساک باراں و قحط غلہ اور دو سال کے فتنہ و آشوب سے ملک بالکل خراب و ویران ہو گیا تہا اور کاشتکار اور رعایا باقی نہ رہی تہی۔ مسلمانوں کے شہروں کو متمرد غارت کرتے تہے۔ ایک عجیب واقعہ ۹۶۲ھ میں یہ واقع ہوا کہ سکندر و ابراہیم میں جب محاربہ ہوا تو قلعہ

آگرہ کے بارود خانہ میں ایسی آگ لگی کہ ایک زلزلہ سارے شہر میں آگیا۔ لوگوں نے جانا
کہ قیامت آگئی توبہ استغفار بھیجنے لگے۔ پتھر ڈھکی بھاری بھاری سلیں اور ستون سنگین جمنا
پار کئی کئی کوس اڑ اڑ کر گرتے تھے۔ آدمیوں اور جانوروں کے ہاتھ پاؤں پانچ چھ کوس
تک اڑ کر گئے۔ ارک آگرہ کے نام میں بدل گڈہ تھا اسلئے اوسکی آتش زدگی کی تاریخ
نہایت موزوں آتش بدل گڈہ ہوئی جسوقت ہیمو بیانہ کا محاصرہ کر رہا تھا خلق خدا کی
نان کہتی تھی اور جان دیتی تھی اور ایک لاکھ جانیں جا چکی تھیں مگر ہیمو کے ہاتھی کو برنج
سے کم نہ ملتی سوا برنج و شکر روغن کے کوئی اور رابت نہ پاتے تھے ؎

ما پرورش کنیم دشمن و ما میکشیم دوست
کسی را چه حد چون و چرا در قضائے ما

ہیمو ایک وقت طعام عام دیتا و امرا افغان کو بلا کر اپنے سامنے دسترخوان پر بٹھاتا
اور کہتا کہ بڑے بڑے نوالے کھاؤ اگر کوئی چھوٹا نوالہ بنا کے کھاتا تو اوسکو گالیاں دیتا
کہ تم عورتوں کی سے نوالے کھاتے ہو اپنے داماد مغلوں سے کیا خاک لڑو گے گردو
سلطنت کا وقت تھا افغان خدا کی شان دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے اوسپر انکا عمل تھا

مرا ناں دہ و کفش بر سر بزن

اسی اثنا میں محمد خاں سور حاکم بنگالہ نے اپنا خطاب سلطان جلال الدین رکھا اور
بڑا لشکر لیکر بنگالہ سے جونپور تک قبضہ میں کر لیا۔ اور آگرہ و کالپی کی طرف متوجہ ہوا
اس حال میں عدلی نے ہیمو کو فرمان بھیجا کہ ایک قوی دشمن مقابلہ میں یہاں آیا تو محاصرہ کو
چھوڑ یہاں چلا آ یا ہیمو محاصرہ چھوڑ کر آگرہ سے چھ کوس موضع منڈاگر پرگنہ کالپی میں پہنچا تھا
کہ ابراہیم جیسے ہو کا چڑہ آشیانے سے نکل کر کلنگ کے پیچھے دوڑتا ہے ہیمو کے پیچھے پڑا
وہ لڑا اور شکست پا کر بھاگا الور گیا کہ حاجی خاں الوری اوسکی کمک کرے کہ پھر کچھ
کار و بار چلے۔ ہیمو نے اپنا بھتیجا اوسکے تعاقب میں بھیجا اور لشکر مرتب کرکے ساتھ کیا
وہ چند منزل اوسکے تعاقب میں گیا۔ پھر ہیمو کے لشکر سے مل گیا۔ حاجی خاں الوری
نہ ابراہیم کے آنے سے خوش ہوا نہ اوسکی کمک کی۔ ناچار ابراہیم اپنے خویش و تبار کو

ہندوؤں میں چھوڑ کر چند آدمیوں کے ساتھ ملک بھٹہ میں گیا۔ اوسکے باپ غازی خاں کو چند خان چغتیہ نے بیانہ میں گرفتار کیا۔ اوسکو اور سب اوسکے خرد و کلاں کو مار ڈالا۔ ابراہیم کے لوگ ایسے خواستگار رہتے تھے کہ جہاں جاتا وہاں اوس پاس آدمی جمع ہو جاتے تھے۔ او لڑائی میں بدنصیب تھا ایسا جمعیت بہم پہنچانے میں خوش نصیب تھا جب اس پاس فوج جمع ہو گئی تو وہ رام چند راجہ بھٹہ سے لڑا اور گرفتار ہو گیا مگر رامچند نے جیسی کہ زمینداروں کی رسم ہوتی ہے کمال اوس کو پیشکش میں دی اور تعظیم و تکریم شاہانہ اس سے پیش آیا۔ سراپردہ اور اسباب سلطنت و حشم بہم پہنچا کر پھر اوسکو تخت پر بٹھایا اور آپ نوکروں کی طرح اوسکی خدمت کے لئے کمربستہ ہوا چند روز ابراہیم نے یہاں یوں گذارے۔

پھر اوس پر یہ آفت آئی کہ باز بہادر پسر شجاعت خاں جسکو سزاول خاں بھی کہتے تھے اور مالوہ میں وہ حاکم تھا اوسنے بھی اپنا خطبہ پڑھوایا جسے میانی افغانوں کے ساتھ اوسکا بھی ایک جھگڑا کھڑا ہوا۔ ان افغانوں نے ابراہیم کو بلایا اور اپنا سردار بنایا۔ اور باز بہادر کے مقابلہ میں کھڑا کیا۔ رانی درگاوتی جو ولایت گڈہ کٹنکہ میں فرمانروا تھی اور قرب جوار کے سبب سے باز بہادر کے ساتھ اوسکا جھگڑا رہتا وہ بھی ابراہیم کی کمک پر آمادہ ہوئی اور باز بہادر سے لڑنے کے لئے گئی مگر باز بہادر نے اس رانی سے کچھ صلح کی باتیں ایسی کیں کہ رانی الٹی اپنے ملک کو چلی گئی جب ابراہیم نے دیکھا کہ رانی نے یوں آنا کانی دی تو اوسنے یہاں رہنا اپنا مناسب نہ جانا ملک اڑیسہ میں کہ سرحد بنگالہ میں ہے چلا گیا۔ یہاں اوسنے زمینداروں سے سازباز شروع کی سلیمان کرانی نے جب اڑیسہ میں استیلا پایا تو یہاں کے راجہ سے سازش کر کے ابراہیم کو قول و قسم دیکر اپنے پاس بلایا اور ۹۷۵ھ میں دغا سے اوسے مار ڈالا۔ ہیمو متواتر کوچ کر کے عدلی پاس پہنچا۔ لشکر موضع چپر گھٹہ میں کالپی سے پندرہ کوس پر عدلی و محمد خاں کے لشکر آمنے سامنے آئے۔ دونو لشکروں کے درمیان جمنا تھی۔ بہت سا لشکر اور ہاتھی محمد خاں کے ساتھ تھے اسلئے وہ عدلی کی طرف سے خاطر جمع رکھتا تھا اور ہر لحظہ فتح کا منتظر تھا مگر ناگاہ پانسہ پلٹ گیا ہیمو نے پہنچتے ہی فوج اور ہاتھیوں کو ساتھ لیا اور جمنا سے پار اترا۔ اور ایسا گویا کہ لشکر پر

محمد خاں اور ہیمو اور عدلی کی لڑائی

شب خون مارا کہ اونکے ہوش اڑا دئیے کسی کو یہ اوسان نرہے کہ کاسہ کہاں رکھے اور کیسہ کہاں۔ ہاتھ کدہر ہے اور پانوں کدہر۔ دستار کہاں ہے کفش کہاں۔ اکثر امیر قتل ہوئے اور جو بھاگے تھے وہ راہ فرار بھی بھولے۔ محمد خاں گوریہ کی جان بھی گئی۔

عدلی اپنے مدعی سلطنت کا کام تمام کرکے چنار میں آیا کہ یہاں ایسی فوج جمع کرے کہ وہ ہندوستان سے ہمایوں کو نکال دے۔ ہمایوں اسکندر شاہ کو سرہند میں شکست دیکر دہلی میں چڑہ آیا اور یہاں سے فوج بھیجکر اوسنے آگرہ پر قبضہ کرلیا اور اس نواح کے ضلاع پر متصرف ہوا۔ عدلی چنار کے اندر سامان بہم پہنچا رہا تھا کہ ہمایوں کے مرنے کی اور اکبر کے جانشین ہونے کی خبر آئی۔ ہمایوں کی کیا جان گئی کہ ہیموں کی جان میں جان آئی۔ مگر عدلی کو حملہ آوروں کے روکنے کا اندیشہ اور زیادہ ہوگیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہیمو پچاس ہزار سوار اور پانچسو ہاتھی لیکر دہلی کیطرف یہ نیت کرکے چلا کہ دہلی اور آگرہ کو مغلوں کے پنجے سے چھڑائے اور اونکو پنجاب سے پرے بھگائے۔ بادشاہ کو چنار میں چھوڑ گیا کہ یہاں افغانوں کی بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اکبر سے جو اسکی لڑائی ہوئی اوسکا مفصل حال ہم بادشاہ کی تاریخ میں لکھینگے۔ یہاں مختصر یہ لکھنا کافی ہے کہ جب ہیمو آگرہ کے قریب آیا تو سکندر خاں ازبک اور اکبر اور افسران سپاہ نے دیکھا کہ ہم اتنے نہیں ہیں کہ اس سپاہ جرار سے لڑ سکیں اسلئے وہ دہلی چلتے بنے۔ ہیمو نے آگرہ اپنے نوکروں کے حوالہ کیا اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب میں دہلی پہنچا۔ یہاں دہلی کا حاکم مرزا تردی بیگ اوس سے لڑا مگر شکست کھا کر پنجاب کو بھاگا۔ ہیمو نے دہلی پر قبضہ پایا اور دونو دارالسلطنتوں کا مالک ہوگیا۔ اب اس کا ارادہ ہوا کہ پنجاب کی طرف باگ اٹھائے اور مغلوں کی سپاہ کو صدمہ عظیم پہنچائے۔ پانی پت تک گیا جو ہمیشہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کیا کرتا ہے۔ یہاں بیرام خان اور نوعمر اکبر سے لڑا۔ ہیمو کی آنکھ میں ایک تیر لگا اور زندہ گرفتار ہوا اور بیرام خاں نے اوسے مار ڈالا۔

اس لڑائی نے افغانوں کی سلطنت کا خاتمہ کردیا۔ ہیمو کیا مرا شاہ عدلی ہی زندہ در گور ہوگیا اسکی ساری امیدیں دوبارہ سلطنت حاصل کرنے کی مرگئیں۔ افغان اس سے برگشتہ ہوگئے اس واقعہ سے پہلے محمد شاہ سور چپرگہٹہ کی لڑائی میں مقتول ہوا تھا اوسکا بیٹا خضر خاں گور میں

اوسکا جانشین ہوا اور سلطان بہادر اپنا خطاب کیا اور اپنے باپ کے انتقام لینے کے لئے ایک
سپاہ کثیر جمع کرکے مشرقی اضلاع کو جنمیں عدلی کی حکومت باقی تھی تاخت و تاراج کرنا
شروع کیا۔ عدلی گو نامردی میں مشہور تھا مگر وہ بذات خود میدان جنگ میں آکر سلطان بہادر
سے بڑی مردانگی کے ساتھ لڑا مگر آخر کو شکست پائی اور مارا گیا۔ یہ واقعہ ۹۶۵ھ میں واقع ہوا
اور تاریخ وفات اوسکی گور بہ یکشت ہوئی۔

خصائل عدلی

اس نامرد بے ہنر بادشاہ میں کوئی عمدہ خصلت اخلاق کی نہ تھی مگر فن موسیقی میں وہ ملکہ تھا
کہ میاں تانسین جیسا کلانوت شہرہ آفاق اوسکو اپنا اُستاد مانتا تھا۔ باز بہادر بادشاہ مالوہ جسکو
علم موسیقی میں کمال استعداد تھی وہ کہا کرتا تہا کہ شاہ عدلی کی تعلیم سے مجھے اس علم میں کمال
ہوا ہے۔ مزاج میں نفاست و نزاکت پرلے درجہ کی تھی طہارت خانہ میں دو تین سیر کافور
روز حلال خور اٹھاتے تھے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ روزہ نماز کا بڑا پابند تھا و
کبھی قضا نہ ہونے دیتا تہا۔ مسکرات کو کبھی اپنے پاس نہیں آنے دیتا تھا۔ افسوس ہے کہ جب مرا تو
دو گز جامہ بھی اوسکو نہ میسر ہوا تہا نہ لگا کہ جثہ کہاں گیا۔

سلطنت شاہ بن عدلی

اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا شیر شاہ جنا میں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ مگر اوسکی سلطنت اتنی مختصر
اور کم عمر تھی کہ اکثر مورخوں نے اوسکا ذکر تک بھی نہیں کیا۔

اس بادشاہ کے بعد سور خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ اس خاندان کی سلطنت کو ایک عجیب و
غریب دانشمند شیر دل نے قائم کیا اور وہ اپنی فراست و ذہانت سے اُسے سنبھالے رکھا اور
اوس کے جانشینوں کی جہالت اور بدکاری نے اوسے برباد کردیا۔ ہندوستان میں اس سلطنت
نے بھی اپنی روشنی پھیلائی۔ بقول ابوالفضل کے یہ روشنی کرم شب تاب کی روشنی تھی
جو صرف اندھیری رات میں سورج کے نہ ہونے سے چمکتی ہے مگر پھر سورج کے نکلنے سے
غائب ہوجاتی ہے۔

ہندوستان میں افغانوں کی سلطنت کا خلاصہ

ہندوستان میں افغانوں کی سلطنت ایک سو چھ برس تک رہی جسمیں بابر و ہمایوں کی سلطنت
جملہ معترضہ کی طرح بھی داخل ہے۔ افغانوں کی سلطنت کا آغاز سلطان بہلول لودھی کے ہاتھ

اور شیر شاہ سور کے بادشاہ ہونے سے چھبیس برس بعد تک وہ قایم رہی۔ پانچ بادشاہ جو ہندوستان میں مطلق العنان بادشاہ ہونے کے لئے آپس میں لڑے اوسکا بیان ہم نے اوپر کیا کہ عادلی لڑائی میں مارا گیا سلطان ابراہیم بادشاہ بیانہ بہت سی شکستیں پاکر مالوہ گیا اور پھر اڑیسہ میں دغا سے مارا گیا سلطان محمد شاہ بنگالہ کا بادشاہ چپر گھٹہ کی جنگ میں مارا گیا۔ اوسکا بیٹا سلطان بہادر جانشین ہوا سلطان سکندر بادشاہ پنجاب جو چوتھا دعویدار سلطنت تہا وہ ہمایوں اور بیرام خان سے شکست پاکر کوہ ہمالیہ میں بہاگ کر گیا اور پھر شہنشاہ اکبر سے لڑ جہگڑ کر بنگالہ گیا اور وہاں عنان سلطنت ہاتھہ میں لی تہی کہ موت آگئی۔ اسکا حال شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں مفصل بیان ہوگا +

تاج خاں کرانی اور سلیمان کررانی سکندر سور کے قایم مقام ہوئے۔ پانچواں شجاعت خان (سزاول خاں) مالوہ کا بادشاہ تھا۔ اوسنے کبھی دہلی پر حملہ نہیں کیا۔ وہ اُسی زمانہ میں مر گیا۔ اوسکا بیٹا بہادر رہبائیوں کو سلطنت سے محروم کرکے مالوہ میں بادشاہ ہوا اور سلطان باز بہادر اپنا خطاب رکھا۔ اوس کو بادشاہانہ اختیارات بہت دنوں رہے غرض پانچ افغان بادشاہ جو ہندوستان میں آپس میں سلطنت کیلئے جہگڑا کر رہے تھے انکا یہ انجام ہوا۔ انکی نااتفاقی نے ہمایوں کی سلطنت کیلئے راہ کھول دی۔ اب ہم آگے پھر ہمایوں کی سلطنت کا ذکر وہاں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے ہم نے چھوڑا ہے یعنے جب سے کہ وہ شاہ ایران کی عملداری میں سیستان میں داخل ہوا +

ہمایوں ایران میں

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ ہمایوں نے کس مجبوری اور لاچاری سے ایران میں جانے کا قصد کیا۔ اوسکے باپ کی مملکت میں کوئی جگہ ایسی نہ تہی کہ جسمیں وہ خیر و عافیت کیسا تھہ رہتا۔ یہاں یہ حیرانی تہی ایران میں جانے کے اندر مذہبی مخالفت کی پریشانی تہی۔ ان دو حیرانیوں و پریشانیوں میں اوسنے ایران میں جانے میں آسانی دیکھی۔ وہ اُسکی عملداری میں سیستان گیا۔ یہاں کے حاکم احمد سلطان شاملو نے اس نے سروسامان بادشاہ

کی جہانداری میں بڑی خدمت گاری کی اور میزبانی کے سارے آداب کی بجاآوری کی۔ اِس سرزمین عشرت افزا میں ہمایوں نے شکار قشقلداغ سے اشتغال رکھا۔ اور شاہ ایران کے جواب کا منتظر رہا۔ احمد سلطان نے یہاں تک خاطرداری کی کہ اپنی والدہ اور عورات کو حضرت مریم مکانی کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اسکا دل بہلائیں۔ یہاں حسین قلی مرزا برادر احمد سلطان مشہد سے اپنی ما اور بھائی سے ملنے آیا تھا کہ اونسے اجازت لیکر حج کو جائے وہ بھی ہمایوں کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اوسّے مذہب و ملت کے باب میں باتیں پوچھیں اوسنے عرض کیا کہ میں مدت سے شیعہ سُنیوں کے معتقدات میں غور کر رہا ہوں اور فریقین کی کتابیں مطالعہ کی ہیں شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اصحاب پر لعن طعن سے درجات ثواب حاصل ہوتے ہیں اور سُنیوں کا معتقد یہ ہے کہ اصحاب پر تبرّا کرنا کفر ہے۔ تامل و فکر کے بعد میں نے یہ رلے قایم کی ہے کہ جس چیز میں آدمی خدا سے ثواب کا گمان کرے اسکے کافر نہیں ہوتا۔ بادشاہ کو یہ بات اسکی ایسی خوش آئی کہ اوسّے اپنی ملازمت کیلئے کہا مگر وہ حج کے لیے سفر کا سامان کر چکا تہا اسلیئے اوسنے نوکری سے انکار کر دیا +

مرزا محمد عسکری سے حاجی محمد بابا قشقہ وحسن کوکہ جدا ہو کر ہمایوں پاس آئے اور اونہوں نے عرض کیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ حضور زمین داور کی طرف چلیں کہ امیر بیگ وہاں کا حاکم اور جلمہ بیگ حاکم قلعہ لبست حضور کی خدمت میں حاضر ہونگے اور مرزا عسکری کے اکثر آدمی دوڑ دوڑ کر حضور کے قدموں میں گر پڑینگے اور قندھار اور اوسکی حدود سب حضور کے تصرف میں آجائینگے۔ جب احمد سلطان نے سُنا کہ اس طرح کے مقدمات کی تمہید ہو رہی ہے کہ بادشاہ ایران نہ جائے تو اوسنے از راہ دولت خواہی و دلسوزی عرض کیا کہ حضور ضرور ایران تشریف لے جائے۔ یہ گروہ اس سفر کو منع کرتا ہے اسمیں سوائے مکر و عذر کے کوئی اور غرض اونکی نہیں ہے۔ بادشاہ کے دل میں احمد سلطان کی جگہہ تھی اسی کی تجویز کے موافق ایران کی طرف وہ راہی ہوا۔ بادشاہ کا ارادہ ہرات کی سیر کا تہا اسلیئے وہ قلعہ اوک کی راہ سے ایران روانہ ہوا۔

جب بادشاہ ہمایوں کا مکتوب تخت آرائے ایران شاہ طہماسپ کے پاس پہنچا تو یہ جوان بادشاہ ستائیس برس کا خاندان صفوی کا متعصب شیعہ مذہب کا اس بات کو اپنا فخر سمجھا کہ تیمور کا قائم مقام شہنشاہ ہمایوں پناہ کے لئے ہمارے تخت کے تلے آتا ہے اس خوشی میں قزوین کے اندر اوسنے تین روز نقارہ شادمانی بجوائے اور ہمایوں کے مکتوب کے جواب میں مکتوب مع تحف و ہدایا کے ارسال کیا جسکے عنوان پر یہ شعر لکھا تھا ؎

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد — اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

شاہ ایران نے اپنے شہروں و بلدوں کے حکام اور ولاۃ کے نام احکام جاری کیے کہ ہر منزل و شہر میں کہ ہمایوں تشریف فرما ہو تمام اعظم حکام و اکابر و اہالی و موالی اس دیار کے استقبال کر اور مراسم ضیافت شاہانہ بجالائیں اسباب اشیاء لائقہ و اشربہ و اطعمہ و فواکہ تازہ بتازہ منزل بمنزل مہیا کر کے نظر اشرف کے روبرو لائیں محمد شرف الدین اوغلی حاکم ہرات کے نام جو فرمان بھیجا ہے وہ بعینہ اکبرنامہ کے ۲۰۴ صفحہ میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران کی سلطنت کتنی شان و شوکت رکھتی تھی گو یہ فرمان ہندوستان کی تاریخ سے علاقہ نہیں رکھتا ہے میں اسکا خلاصہ اسلئے لکھتا ہوں تاکہ وہ اہل ہدایت کے لئے دستور العمل ہو جسکے موافق عمل کرنے سے وہ رسم مروت کے آگاہ حادثہ پیمایان مراحل نشیب و فراز کے ساتھ حق انسانیت کی بجاآوری میں کوئی دقیقہ آداب فتوت کا فروگذاشت نہ کریں ۔

فرمان شاہ طہماسپ بنام محمد خان شرف الدین اوغلی حاکم خراسان

واجب العرض تمہاری بھیجی جس میں اس ملک میں نصیر الدین ہمایوں بادشاہ کی توجہ کرنیکا حال لکھا ہے ۱۱ ذی الحجہ ۹۵۰ھ کو پہنچی اس مژدہ کے سننے سے جیسا میں مسرور ہوا وہ میں کہہ نہیں سکتا ؎

مژدہ ای باد صبا کز خبر مقدم دوست — خبرت راست بود اے ہمہ جانم حرم دوست
باشد آن روز کہ در بزم وصالش یکدم — بنشینم بمراد دل خود ہمدم دوست

اس خبر خجستہ اثر کو سنکر ہم تمکو ولایت شہر سبزوار مرحمت فرماتے ہیں کہ اپنے داروغہ

وزیر کو وہاں بھیجو کہ اس جگہ کے مال واجبی اور وجوہات دیوانی کو ابتداء سال حال سے اپنے
تصرف میں لائے اور ہمایوں کے لشکر میں اور اپنی ضروریات میں صرف کرے جو کچھ اِس فرمان میں
لکھا ہے اوسپر مفصل بہ فصل و روز بروز عمل کرے اوسکے برخلاف نہ کرے پانچسو آدمی جو عاقل
روزگار دیدہ ہوں وہ بادشاہ کے استقبال کے لیے بھیجے۔ اِن آدمیوں میں سے ہر ایک پاس ایک
اسپ کوتل واستر رکاب باساز ہو سو عربی گھوڑے مع زین طلا یہاں سے بھیجے جاتے ہیں اور
گھوڑے عربی خوش رنگ قوی جثہ اور اپنے طویلوں سے منتخب کرو اور اونپر زین لاجوردی منقش
اور بالیں زرباف و زرد و زرنگار و۔ ان سب گھوڑوں میں سے ہر ایک گھوڑا مع آدمیوں کو دیگر بادشاہ
پاس بھیجو بادشاہ کے لیے اسباب مفصلہ ذیل بھیجا جاتا ہے اوسکو اچھی طرح بادشاہ پاس پہنچا دو۔ کمر خنجر
خاصہ جو جواہر نفیس سے مکلل ہے مع شمشیر طلا و کمر مرصع چار سو ثوب مخملی و اطلس فرنگی و یزدی
ایک سو بیس جامے خاص بادشاہ کے لیے اور باقی بادشاہ کے ملازموں کے واسطے قالیچہ مخمل
دو عدد بہ طلاباف و مسند تکیہ زرگی استر اطلس اور سہ زوج قالین بدہ گز کے گوشکانی خوش قماش اور
بارہ چادر (خیمے) قرمزی۔ سبز سفید اور بادشاہ کے لیے اور اوس کے ملازموں و مقربین کے
لیے الگ الگ۔ اشربہ لذیذ و لطیف۔ نانہائے سفید کہ روغن اور شیر سے خمیر کی ہوئی اور ان پر
خشخاش پڑی ہوئی بھیجتے رہو۔ اور ایسا انتظام کرو کہ کل جس منزل میں بادشاہ نزول کرے
وہاں آج مصفا لطیف سفید منقش خیمے جنکے سائبان اطلس و مخمل کے ہوں نصب ہوں اور بدر کا نجا
مطبخ کے سب کارخانے مرتب کئے جائیں اور ہر کارخانہ میں جو چیز ضروری ہو وہ مہیا رہے جس وقت
بادشاہ اترے اوسکے سامنے شربت گلاب آب لیمو خوش مزہ بعد و یخ میں سرد کرکے پیش
کئے جائیں بعد شربت کے سیب شکان مشہدی کے مربے و ہندوانہ و انگور وغیرہ و سفید نان و
ساتھ حاضر کریں اور اس میں کوشش کریں کہ تمام اشربہ بادشاہ کی نظر سے گذریں اور گلاب جسمیں
اشہب و مشک ڈالیں اور ہر روز پانچسو طبق طعام الوان مع اشربہ کے چنے جائیں۔ قراق سلطان
وجعفر سلطان مع فرزندوں اور قوم کے جسمیں ہزار آدمی تک ہوں تین روز کے بعد کم و
پانچ سو آدمی چلے جائیں استقبال کے لیے بھیجے۔ ان تین دن میں امراو لشکریوں کو رنگ برنگ

دکھائے اور توپچاق عربی گھوڑے اپنے ملازموں کو دیں سپاہی کے لئے کوئی زینت گھوڑے سے بہتر نہیں ہوتی۔ ان ہزار آدمیوں کا لباس بھی رنگین اور پاکیزہ بنایا جائے جب یہ امیر بادشاہ کے پاس جائیں تو ہر ایک میں خدمت بر لب ادب بوسہ دیں اور خدمت بجا لائیں راہ میں سر سواری ہمارے ملازموں اور بادشاہ کے ملازموں کے درمیان ایسی گفتگو نہ ہونے دیں کہ کسی وجہ سے بادشاہ کے نوکروں کو آزردگی ہو۔ سواری اور کوچ کے وقت امرا دور دور سے فوج میں خدمت کریں۔ غرض خدمات ایسی بجالائیں جیسی کہ وہ اپنے بادشاہ کی کرتے ہیں اور جس ولایت میں بادشاہ جائے اوسکے امیر کو بھی فرمان دکھایا جائے کہ وہ اونکے موافق خدمت کرے اور اس طرح مہمانی کرے کہ کل طعام و حلوا و شربت کے ایک ہزار پانچ سو طبق سے کمتر نہوں یہ خدمت ہمارے لئے مشہد مقدس تک مقرر ہوئی ہے + پھر اور امرا جو ملازمت میں حاضر ہوں وہ بارہ سو طبق طعام جو خوان شاہانہ کے لائق ہوں بادشاہ کی مجلس میں بھیجیں۔ ان امرا میں جو امیر بادشاہ کی دعوت کرے اوس روز نو گھوڑے پیشکش کرے تین خاص بادشاہ کے لئے اور ایک بیرام خاں کے واسطے اور پانچ اور خاص امرا کے لئے۔

یہ جماعت گردش روزگار ناہموار سے کسی قدر غبار آلودہ ہوئی ہے اوسکو اپنی غمخوارگی و یکجہتی سے کہ ایسے اوقات میں سب طرح سے لایق اور خوشنما معلوم ہوتی ہے مسرور کریں اور اسی دستور کو جبتک کہ ہمارے حضور میں پہونچے منظور رکھیں اور بعد طعام کے حلاوہ و پالودہ و قند و نبات میں بکار اور متنوع مطبوع مربے اور رشتہ خطائی خاصہ گلاب عنبر اشہب سے معطر کر کے مجلس شاہی میں لے جائیں۔ ہرات تک بادشاہ کی خدمات اسی طرح بجالائیں جب بادشاہ ہرات کے قریب بارکروہ پر پہونچے تو وہ بادشاہ کے آنے کی خبر میرے فرزند ارجمند کو کرے کہ وہ ہزارہ و نکدری وغیرہ کی سرحدوں سے تین ہزار آدمی جمع کر کے بادشاہ کا استقبال کرے اور سارے لشکر کو بادشاہ کے روبرو لائے جب بادشاہ کی ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے بہت سی دعائیں بادشاہ کی خدمت میں عرض کرے۔ بادشاہ کو اپنا مہمان تین روز تک رکھے۔ اول روز بادشاہ کے تمام لشکریوں کو اطلس و کمخواب یزدی اور دارائی مشہدی خافی کے خلعت فاخرہ پہنا اور سب

تحمل کے بالاپوش دے اور لشکر کے ملازموں میں سے ہر نفر کو دو تومان تبریزی یوم الخرج کا مہینہ کھانا
جسطور سے مقرر ہو کھلا دے اور شاہانہ مجلس کہر کر جسکے سبب سے تحسین و آفرین ہو سب بادشاہ کے
لشکر کی تفصیل ہم کو لکہہ بہیجے اور مبلغ دو ہزار پانچسو تومان تبریزی تحویلات سرکار خاصہ سے
لے لے اور ان ضروریات میں صرف کرے۔ بندگی و خدمت کی جو نہایت ہے وہ بجا لائے اور
منزل مذکور سے شہر تک بادشاہ کو چار روز میں لائے اور ہر روز مہمانی اول روز کی طرح کی
جائے۔ ہر مہمانی میں اپنی اولاد سے نوکروں کی طرح خدمت کرائے جس قدر اس کام میں
سرگرمی کی جائیگی اوس قدر وہ ہم کو پسندیدہ ہوگی۔ شہر میں بادشاہ کے آنے سے ایک روز
پہلے نواح عیدگاہ کے باغ میں گیارہ یوں کے سروں پر خیمے لگائے جنکے اندر اطلس قرمزی اور
بیچ میں کرباس طبسی اور اوپر مشقالی اصفہانی لگی ہوئی ہو اور بادشاہ جہاں جائے اوسکی خدمت
میں وہ کمر بستہ حاضر رہے اور اوسکی خاطر اشرف کو ہم زبانی سے خوش کرتا رہے جب ہرات
کے پہنچنے میں ایک دن رہ جائے تو خود بادشاہ سے رخصت لیکر میرے فرزند کی خدمت میں حاضر ہو اور
صبح کو اوسکو بادشاہ کے استقبال کے لئے لے جائے۔ اور جب فرزند شہر سے باہر آئے تو قدغن
سارے لشکر سے استقبال کرائے جب ایک تیر کا فاصلہ رہے تو بادشاہ پاس لے جائے اور وہ رکاب
پر بوسہ دے۔ اور اگر بادشاہ منظور نہ کرے اور گہوڑے سے اترے تو اول فرزند کو گہوڑے سے اتار لیجائے
اور بادشاہ کے ہاتھ پر وہ بوسہ دے۔ اور پہر دونو سوار ہوں اور وہ فرزند کے ساتھ رہے کہ بادشاہ
کوئی بات شاہزادہ سے پوچھے وہ حجاب کے سبب سے جواب باصواب نہ دے سکے تو وہ خود جواب عرض کرے
جب بادشاہ منزل میں اترے تو فرزند اوسکی دعوت اسطرح کرے کہ تین سو طبق طعام الوان بطور خاصہ
مجلس شاہی میں بہیجے جائیں اور دونو نمازوں کے درمیان بارہ سو طبق طعام الوان طبقہا سکری و
چینی و طلائی و نقرہ مجالس میں بہیجے جائیں جنکے خوانوں کے سرپوش طلا و نقرہ کے ہوں پہر لذیذ مزے
و حلاوہ و پالودہ بہیجے جائیں بعد ازاں سات راس اسپ لائق در خور فرزند ارجمند کے طویلوں
سے جدا کئے جائیں اور سب طرح سے آراستہ کئے جائیں۔ بڑے بڑے نامور گانے والے
و سازندے ہر وقت بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہیں کہ جس وقت اوسکا جی چاہے گانا سنے

شنقار ۔ باز ۔ چرغ ۔ باشہ ۔ شاہین ۔ بحری پیشکش میں دی جائیں اور ان جانوروں کے
ملازموں کو خلعت ابریشمی ہر جنس و ہر رنگ کے جدا جدا دیے جائیں جب بادشاہ اپنے خیمے میں
جائے تو اوسکے ملازموں کو میرے فرزند کے روبرو لائیں وہ انہیں سے ہر ایک کو سراپا و اسپ
ہموار اوسکے لائق ہووے دے اور تین تومان سے انعام زیادہ نہ ہو اور بابہ نقیچہ پارچہ ابریشمی
کہ مخمل و اطلس و کمخاب فرنگی یزدی و بافتہ شامی وغیرہ نہایت لطیف ہوں اور تیس ہزار
تومان زر نقد تیس تھیلیوں میں کہہ کو پیشکش کرے اور لشکر میں سے ہر نفر کو تین تومان تبریزی
(چھہ سو روپے بادشاہی ہوتے ہیں) دیں اور تین روز تک مہمانداری ہو اور نہایت عمدہ
طور پر آئین بندی ہو کہ جس میں ہر حرفہ و صنعت گری کا اہتمام ایک امیر کو دیا جائے
تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ ہر صنعت و ہنر کی کاری کو کہ جانتے ہیں دکھائیں بہر وہ جلسہ ہو
کہ جسمیں تمام مرد اور عورت کیاریوں کے گرد موجود ہوں اور ہر دکان و بازار میں عورات اور
بیگمات بیٹھیں اور ہر محلہ کوچہ سے صاحب نغمہ باہر آئیں حماموں کو سفید و پاکیزہ اور گلاب و مشک سے
خوشبودار کریں کہ بادشاہ جب جائے آسائش بدتی پائے۔ اس مہمانداری کی تمام کیفیات ایک
خوشنویس لکھ کر اور بادشاہ کی مہر کرا کے ہمارے پاس بھیجے ۔ انتہیٰ۔

جب بادشاہ نواحی فرہ میں آیا تو شاہ ایران کا ایلچی اس پاس آیا۔ بادشاہ ہرات کی طرف
متوجہ ہوا۔ یہ شہریار بے شہر و دیار جس منزل پہ پہنچتا وہاں کا حاکم زرق برق فوج لیے
سرحد پر استقبال کے لئے حاضر ہوتا۔ نذر دیکر لگام یا رکاب پر بوسہ دیتا۔ رکاب پکڑ کر ساتھ
ہو لیتا پیدل چلتا جب بادشاہ کا اشارہ ہوتا تو سوار ہوتا لشکر سمیت پیچھے پیچھے چلتا۔ مکان
اترنے کے واسطے پہلے سے تجویز ہو لیتا۔ اسکی آرایش و زیبایش میں ایسا تکلف ہوتا کہ تکلف سے
بھی جسکا بیان نہیں ہو سکتا جب بادشاہ ہرات کے قریب آیا تو سر پل مالان پر کہ ایک مشہور سیرگاہ ہے
محمد خان با اعیان امرا و تمام اعزہ و اہالی کے استقبال کو آیا اور بادشاہ ایران کی طرف سے
دعا و سلام عرض کیا شوق شاہی اور آداب تواضع کہ جوہر بندگی ہے اظہار کر کے خدمت میں
آداب بجا لائے پہلے مقرر ہوا تھا کہ پل مالان سے باغ جہان آرا تک استقبال پر چہار دہ کے

اور چہرہ کا ذکر کیا جائے۔ اور جب بادشاہ اپنی منزل پر پہنچا تو سلطان محمود مرزا نے استقبال کیا
اور آداب اخلاص بجا لایا اور شاہزادہ سلطان محمد مرزا اور امرا نے جس طرح اونکو حکم تھا استقبال
کیا۔ زیارت گاہ سے پل مالان تک اور یہاں سے باغ جہاں آرا تک کہ تین چار فرسنگ تھا
تمام جنگل و پہاڑ شہر و قصبات کے آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان تماشائیوں کا اجتماع شادمانی کے
ساتھ اس طرح کا تھا کہ عید و نوروز معلوم ہوتا تھا غرہ ذیقعدہ ۹۵۰ھ کو بادشاہ باغ جہان آرا
میں اترا محمد خاں نے جشن شاہانہ مرتب کیا پیشکش نظر اشرف میں پیش کی مجلس اول میں
صابر قاق کہ گانے میں خراسان و عراق میں یگانہ تھا اس غزل کا مہر شاہی کو پڑھا جس سے
اہل وجد و حال کے ارکان وجد میں تزلزل آگیا سچ یہ ہے کہ نہایت ہی مناسب و
موزوں یہ غزل پڑہی جسکا مطلع یہ ہے +

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد ٭ ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

جب اس بیت پر نوبت پہونچی

زرہ نجم و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم ٭ کہ آئین جہاں گاہے چناں گاہے چنیں باشد

تو ہمایوں کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ بے اختیار آنکھوں نے آنسو ٹپکنے شروع کئے اور رقت ہونے لگی
ہرات اور اوسکی سیرگاہیں بادشاہ کو بہت پسند آئیں اور جشن نوروزی بھی نزدیک آگیا تھا تو
چند روز یہاں توقف کیا۔ بادشاہ جسوقت سوار ہوتا تو محمد خاں ساتھ ہوتا اور دونو طرف نذر
نثار کرتا اور ہر روز ایک مشہور سیرگاہ میں مقام ہوتا اور ہر وقت ایک محفل تازہ عشرت کا
ہوتی اور انعقاد مجلس کی ترتیب نظم معہود پر مقرر ہوتی کبھی کسی کا ریزگاہ پر بادشاہ کا تماشا
ہوتا کبھی باغ مراد میں ویسے ہی باغ خیابان باغ زاغان باغ سفید میں تماشا فرما ہوتا۔
ہر گلزمین میں ایک صحبت رنگین موجود ہوتی۔ انہیں ایام میں زیارات اولیا عظام
کی خصوصاً پیر ہرات خواجہ عبداللہ انصاری کی عجز و نیاز کے ساتھ ہوتی +
مراسم نوروزی سے اور گلگشت عشرت افزا سے فارغ ہو کر مشہد مقدس کی طرف جام کی
راہ سے عزم خیر انجام ہوا۔ پانچویں ذی الحجہ ۹۵۰ھ کو جام میں پہونچے یہاں حضرت زندہ پیل احمد

کے مرقد کی زیارت کی جب مشہد کے نزدیک آیا تو شاہ قلی سلطان استجلو یہاں کا حاکم مع اکا
سادات استقبال کو آیا۔ آداب خدمت بجا لایا۔ ۱۵ محرم ۹۵۱ھ کو مشہد مقدس میں روضہ حضو
کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔ یہاں آس پاس چند روز ٹہیر کر نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا۔
شمس الدین علی سلطان یہاں کا حاکم مع اہالی و موالی پیشوائی کو آیا۔ بادشاہ نے کان فیروزہ
کی سیر کی۔ پھر سبزوار ہوتا ہوا دامغان میں پہونچا جوہر نے اپنے واقعات ہمایونی میں مشہد
کا یہ قصہ لکھا ہے کہ جب بادشاہ روضہ شریف پر پہونچا تو آستانہ کے دروازہ کی زنجیر لگی ہوئی تھی۔
دربان نے زنجیر کھولنی چاہی وہ ایسی مضبوط لگی ہوئی تھی کہ نہ کھلی۔ دربان نے عرض کیا کہ نہیں
کھلتی۔ بادشاہ تین قدم ہٹ کر آستانہ کی طرف آیا اور اپنے دل میں کہا کہ یا امام جو امیدوار
تیرے آستانہ پر آتا ہے وہ اپنی مراد پاتا ہے۔ بندہ بھی تیرے روضہ پر امید لیکر آیا ہے امیدوار
ہوں کہ میری حاجت روا کر یہ کہہ کر دروازہ پر جو ہاتھ لگایا تو وہ کھل گیا۔ گویا زنجیر لگی ہوئی نہ تھی
بادشاہ نے آستانہ کا طواف کیا اور فاتحہ پڑھی اور پھر معین جگہ پر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اس
آستانہ کے متولی نے بادشاہ سے عرض کیا کہ چراغ کا گل کتر بادشاہ نے کہا کہ اس میں بے ادبی تو
نہیں ہوگی۔ متولی نے کہا کہ اجازت ہے۔ بادشاہ نے مقراض لیکر گل کترا پھر فاتحہ پڑھ کر باہر آیا اور
اور فرمایا کہ ایک بڑی کمان آستانہ کے دروازہ پر بطور نذر کے چڑھا دیں۔ اس داستان میں
بات تھی کہ دربان بادشاہ کو سنی جانتا تہا اسلئے وہ چاہتا تھا کہ روضہ کی زیارت کو نہ جائے
اسلئے اوسنے یہ بہانہ بنایا تہا کہ زنجیر نہیں کھلتی۔ دوسری داستان دامغان کی ابو الفضل نے یہ
لکھی ہے کہ عجائب روزگار سے یہاں ایک قدیم چشمہ ہے زمان پیشین سے ایک طلسم یہاں لگا یا گیا
ہے کہ جسوقت کوئی پلید چیز اس چشمہ پر پڑتی ہے تو ہوا میں طوفان پیدا ہوتا ہے اور باد و خاک
کی شورش سے ہوا تاریک ہو جاتی ہے چشم عبرت سے اسکا بہی امتحان کیا۔ قادر حکیم و صانع بدیع کے
کارخانہ میں اشیا کی خواص و تاثیرات اتنی نہیں ہیں کہ ادراکات افہام و اوہام کے احاطہ
میں ہونکا احاطہ ہو سکے تعجب ہے کہ اس داستان کو ابو الفضل نے جو طلسمات کا قائل نہ تہا یہاں
اس طرح لکھا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس چشمہ کے طلسم کا یقین اسکو تہا۔ دامغان سے

بسطام میں بادشاہ آیا۔ یہاں شیخ بایزید بسطامی کے مزار کی زیارت کی گو وہ سر راہ نہ تھا۔ یہاں سے سمنان میں گیا وہاں شیخ علاء الدولہ سمنانی کی مرقد سے مشرف ہوا۔ ہمایوں کا یہ طریق تھا کہ سفر و حضر میں ہمیشہ خدا پرستوں سے توسل ڈھونڈھتا اور ظاہر و باطن میں نہ دلوں سے ہمت چاہتا۔ منزل بمنزل حکام و اکابر خدمات میں کمال اہتمام کرتے اور اکثر اوقات ایران کے رسائل شوق آتے۔ ایران میں ہمایون کے استقبال کا حال کہ نہایت شان و شوکت سے ہوا بڑی طمطراق سے ابوالفضل نے لکھا۔ اور پھر اور مورخوں نے اوسکی نقل اوتار لی ہے ابوالفضل ہمایوں کی کوئی ایسی بات کہ جسمیں اوسکی کسر شان ہو نہیں لکھتا۔ وہ تو اسکی ستائش کا دیوانہ ہے اوسکی اہانت و ذلت کی باتوں کو بھی اس پیرایہ میں ادا کرتا ہے کہ اس کی علو شان معلوم ہو مگر ہمایوں کے آفتابچی جوہر نے واقعات ہمایونی لکھی ہے گو یہ بادشاہ کا ادنی خدمتگار تھا جس میں مورخ کی لیاقت کی امید نہیں ہو سکتی۔ بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں بتفصیل لکھی ہیں جنکو لائق مورخ کبھی نہ لکھتا مگر بہت سے واقعات سچے سچے سلیس زبان میں کہ شوکت الفاظ سے خالی ہیں اوسنے لکھے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اختلاف مذہب کے سبب سے ہمایوں کی غیرتمند طبیعت اور مغرور دل کو اتنی کلفتیں پہونچیں کہ اس ظاہری تعظیم و تکریم سے اتنی راحتیں نہیں ہوئیں +

جب حوالی رمی میں قلعہ درس میں بادشاہ ہمایوں پہنچا تو شاہ ایران کا خط آیا جسمیں لکھا تھا کہ میں قزوین آ گیا ہوں۔ بادشاہ اپنے وکیل بیرام خان کو میرے پاس بھیجدے۔ یہ لائق وکیل کہاں پہلے شاہ ایران کی رعیت تھا۔ اور نجم ثانی کے ساتھ جو سپاہ شہنشاہ بابر کی کمک کو شاہ ایران نے بخارا فتح کرنے کے لئے بھیجی تھی اُس میں وہ بابر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ پھر وہ ہیں بابر کی اور اوس کے بیٹے کی خدمت میں رہا۔ اور اپنی شجاعت اور ذہانت و فراست و کیاست کے سبب سے پایہ بلند پر پہنچا۔ اس دانشمند فرزانہ کے صلاح و مشورہ سے ہمایوں شاہ ایران کے پاس آیا تھا بادشاہ نے حسب خواست شاہ ایران بیرام خان کو دس سوار کے ساتھ بھیجدیا۔ اوس نے قزوین جا کر شاہ ایران کی قدم بوسی کی چند روز بعد بادشاہ نے اُسے حکم دیا کہ سر منڈا اور

اور تاج پہنو۔ بیرم خان نے یہ عذر کیا کہ میں ایک دربادشاہ کا تابع ہوں بغیر اوسکے ارشاد کے
تاج کیسے پہن سکتا ہوں مجلس عذر بے اختیاری کو بادشاہ نے سنکر فرمایا کہ تمکو اختیار ہے
مگر بیرم خان کا یہ عذر اوس کو خوش نہ آیا۔ اوسنے اپنی سطوت و شوکت دکھانے کے واسطے
اور بیرم خاں کے ڈرانے کے لئے محبوس چراغ کشوں کو بلوایا اور سختی کرکے قتل کرایا
شاہان ایران کا یہ دستور ہے کہ موسم گرما میں میدانی شہروں میں اپنے محلوں کو چھوڑکر سرد
و بلند پہاڑوں میں جو اکثر وہاں ہی آجاتے ہیں۔ اس سال شاہ ایران کا مقام سلطانیہ و سورلیق
کے درمیان تھا۔ جب شاہ ایران قزوین سے چلا تو اوسنے ہمایوں کو لکھا کہ وہ اپنی جگہہ پہ مقیم رہے
جب میں بلاؤں تو کوچ کرے۔ پہر شاہ ایران نے بوتک بیگ کو بہیجا کہ وہ ہمایوں کی مہمانداری کرے
اور ہمایوں کو لکھا کہ قزوین میں آکر وہ تین روز رہے اور پہر اس پاس آئے۔ ہمایوں قزوین میں آیا
اور خواجہ عبدالغنی کے حویلیوں میں جنمیں پہلے شاہان ایران اترا کرتے تھے فروکش ہوا چوتھی
روز یہاں سے شاہ ایران کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا جو سلطانیہ اور ابہر کے درمیان تہا
رات بہر سفر کیا صبح کو حکم ہوا کہ جہاں پانی ہو وہاں خیمہ گاہ ہو پانی کی تلاش ہورہی تھی کہ
بیرم خان آنکر رکاب بوس ہوا اور عرض کیا کہ حضور بہت آگے بڑھ آئے بادشاہ نے فرمایا کہ
اب یکسو پیچھے نہیں جا سکتا صبح کے وقت بادشاہ نماز پڑھ کر آرام فرمانے گیا کہ ایرانی بیلداروں
نے جو سڑک درست کرنے آئے تہے گانا شروع کیا بیرم نے آنکر عرض کیا کہ حضور کے استقبال کے
لیے شاہ ایران کے آدمی آتے ہیں بادشاہ دیوانخانہ میں غسل کرکے اور جامہ پہنکر بیٹھا بعد ازاں
وکلاء سلاطین و وکلاء خوانین آئے پہر وکلاء مرزا پہر حضرت سادات مشرف ہوئے حضرت
بادشاہ سوار ہوئے دستور کے موافق سلاطین و خوانین نے استقبال کیا شاہ ایران کا
بہائی سام مرزا اور ابراہیم مرزا نے استقبال کیا۔ سام مرزا ایک تیر کے فاصلہ سے
گھوڑے سے اترا بادشاہ بہی اپنے گھوڑے سے اترا طرفین سے تعظیم و تکریم ہوئی
پہر بہرام مرزا نے سراپا اور اسپ الیہ پیشکش میں دیا۔ یہ گھوڑا بہت شوخ و چالاک تہا وہ
ہمایوں کی شہسواری کے امتحان کے لئے ایرانیوں نے دیا تہا۔ بادشاہ نے سراپا پہنا مگر

تاج پہنا-اس تاج کا نام تاج حیدری تہا وہ قرمزی رنگ کا ریشمی جواہر سے مرصع ہوتا اس کو شاہان ایران پہنتے اوسکو شاہ اسمعیل کے باپ شاہ حیدر نے ایجاد کیا تھا-اوسکی بارہ ترکیں امام کے نام کی تہیں وہ مخروطی شکل کا تھا+

بعد ازاں تمام سپاہ و افسران سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ اس شکل کا تاج پہنیں وہ شیعہ ہونے کا ایک نشان تہا ترکوں نے اسکا نام قزلباش یعنے سرخ سر رکہہ دیا بادشاہ غزالہ پر سوار ہوا تو وہ اسکے ہاتہہ پیر ان کے نیچے سب اپنی شوخیاں بہول گیا اور خوش عنان ہو گیا جہیر ترکمانوں کو تعجب ہوا اور اس امتحان سے اونکو یقین ہوتا تہا کہ صرف اقبال کا گہوڑا اوس کی ران کے نیچے کودے ناچے گا-قورچی باشی نے آکر سلام علیک کی اور سب چہوٹے بڑے کرمانی گہوڑوں پر سوار استقبال کو آئے-اسطرح آنے سے اونکی غرض یہ تہی کہ صغیر و کبیر ہمایوں بادشاہ کے ہم پایہ ہیں+

بادشاہوں کی ملاقات+

جمادی الاولی سنہ ۹۵۱ کو شاہ ایران نے خود استقبال کیا اور قواعد اعزاز و اکرام و تقدیم اداب اجلال و احترام کے موافق ملاقات فرمائی ایک محل عالی میں جسکی مدت مدید میں باریک بین نقاشوں نے اپنی صنعت نقاشی کے بدایع دکہانے میں کمال کیا تہا دونو بادشاہ برابر بیٹہے محفل بادشاہانہ نے انعقاد پایا اخلاص و اختصاص کی باتیں ہونے لگیں مرزا قاسم نے اپنی مثنوی میں ان دو شہریاروں کی ملاقات کے باب میں یہ شعر خوب لکہے ہیں-

دو صاحبقران در یکے بزمگاہ	قران کردہ باہم چو خورشید و ماہ
دو نور بصر چشم اقبال را	دو عید مبارک مہ و سال را
دو کوکب کہ ایشان فلک را زینت	بہم در یکے برج چون فرقدین
دو چشم جہانی بہم ہم عنان	بہم چو دو ابرو تواضع کنان
دو سعد فلک ایک برج جائے	دو والا گہر ریکجے درج جائے

اول شاہ ایران نے خیریت و کوفت راہ کی پرسش کی پہر اپنے مذہبی تعصب کو ظاہر کیا کہ ہمایوں سے فرمایا کہ تاج پہنئے تاج کا لفظ مبہم تہا پس ہمایوں نے کہا کہ تاج پہنا عزت کی نشانی ہے

اسکو میں پہنوں گا۔ بادشاہ ایران نے اپنے ہاتھہ سے اوسکے سر پہ تاج پہنا دیا۔ اپنی رسم کے موافق تمام خوانین اور سلاطین جو موجود تھے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں گئے ترمچیوں نے ترموں کو بجاکر غل مچادیا۔ ہمایوں نے شہزادوں کو کہا کہ وہ بیٹھہ جائیں تو شاہ ایران نے کہا کہ یہ ہماری تورہ (رسم اخلاق) میں یہ قاعدہ نہیں ہے پہر دسترخوان بچہا۔ دونوں بادشاہوں نے طعام تناول فرمایا بعد کہانے کے بھی ترم بجائے گئے اور سجدہ شکر بھی کیا گیا مقصد اس سجدہ شکر سے یہ تھا کہ ہمایوں جیسے بادشاہ کو خداتعالے نے ہمارے بادشاہ کی پناہ میں لایا مگر دیکھنے والوں نے یہہ جانا کہ ہندوستان کا بادشاہ ایرانی رسم و رواج و شیعہ مذہب کا پابند ہو گیا جب شاہ ایران سے بادشاہ رخصت ہوا تو اوس نے کہا کہ بیرام خاں اور قدر خاں کی منزلوں کے درمیان ہمایوں کی منزل ہو۔ بادشاہ حمام میں گیا اور اپنے بالوں کو ترشوایا کہ ایرانیوں کی رسم پوری ہو۔ بیرام مرزا تین سراپا حضور کی نظر کے آگے لایا۔ انہیں سے ایک کو پہن کر رات بہر جشن آرا رہا

ایسا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں نے گو تاج پہنا اور بال کتروائے مگر شیعہ ہونا قبول نہیں کیا اسلئے کہ دوسرے روز علی الصباح شاہ ایران سلطانیہ کو چلا تو ہمایوں کی فرودگاہ کے نیچے آیا ہمایوں دروازہ پر سلام کرنے گیا تو شاہ ایران اوسکی طرف ملتفت نہ ہوا۔ ہمایوں اپنا سا منہ لیکر چلا آیا اور اوسکو نہایت رنج ہوا۔ سلطان محمد خدابندہ کے گنبد میں سلطانیہ کے اندر ہمایوں نے نزول فرمایا۔ خدابندہ نے شیعہ مذہب کو بڑی تقویت دی تہی۔ ہمایوں نہایت تفکر و تحیر میں بیٹہا تہا اور اپنے تئیں لعن طعن کر رہا تہا کہ میں کیوں ایسے بادشاہ کے پہندے میں پہنس گیا جس کو ایسی اتفاقی بزرگی پر یہ گھمنڈ ہے +

ہمایوں نے اب جان لیا کہ میں ایسے بدتعصب بادشاہ کے اختیار میں آگیا جس نے ارادہ مصمم کر لیا کہ جن سنیوں نے اسکے ہاں پناہ لی ہے اونکو بغیر شیعہ بنائے نہ چھوڑے گا۔ جو وسائل وہ سنیوں کے شیعہ بنانے کے اختیار کئے اونمیں نرمی سے سختی زیادہ تہی۔ بادشاہ ایران نے ایکدن ہمایوں کے باورچی خانہ میں ایندھن بہیجا اور کہلا بہیجا کہ اگر تو شیعہ مذہب اختیار کریگا تو میں تیری اعانت

اور حمایت کرونگا اور تو نے شیعہ مذہب نہیں قبول کیا تو تجھے اور تیرے ہمراہیوں کو ان لکڑیوں کی چتا میں بٹھا کے جلاؤنگا۔ ہمایوں نے اسکا جواب استقلال سے دیا کہ ہم کو اپنے مذہب پر اعتقاد کامل ہے اور ہم اسی پر قایم رہیں گے مذہب کے سامنے سلطنت کو ہیچ جانتے ہیں ہمکو خدا تعالیٰ پر توکل ہے جو اوسکی مرضی ہوگی اوسپر ہم راضی ہیں میں یہاں بیت اللہ کو جانے کے مقصد سے آیا تھا اب مجھے اجازت دیں کہ حج کو جاؤں اسکا جواب بادشاہ نے یہہ دیا کہ میرا ارادہ ہے کہ سنی عثمانیہ کے استیصال کرنے کے لئے سفر کروں اب مجھکو یہ سزاوار نہیں ہے کہ مذہب شیعہ کے اختیار کرنے میں تو حجت و تکرار کرے تو خود بخود تیری سلطنت میں آیا ہے۔ تو بادشاہ تھا مگر اپنی سلطنت کا حق نہیں ادا کیا۔ اس مصیبت میں گرفتار ہوا کیا اس حال میں بھی تو اپنے جھوٹے ناحق مسائل کا قائل رہے گا۔

اب ہمایوں ایسے محل خوف و خطر میں پڑ گیا تھا کہ اپنے تئیں سلامت رکھنا آسان نہ تھا۔ اسی فکر و تردد میں بیٹھا ہوا تھا کہ قاضی القضات قاضی جہاں دیوان شاہ ایران اس پاس آیا اور اس سے بہت سی گفتگو کی اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ عمدہ تدبیر یہ ہے کہ حضور شاہ ایران کی درخواست کو قبول کرلیں فقط آپ ہی اکیلے نہیں ہیں کہ حضور کا اصرار اپنی بات پر آپ ہی کو برا نتیجہ دکھائیگا بلکہ ان سات سو ہشتاد سنیوں کو بھی جو حضور کے ساتھ ہیں آپ کے شریک ہونا پڑیگا آپکی حالت کا اقتضا یہ ہے کہ شاہ ایران کی مرضی کے موافق کام کریں اور اوسنے کہیں بے اختیار ہوں آپ کو اختیار ہے کہ جو چاہیں سو کریں۔ اسکے جواب میں ہمایوں نے کہا کہ اوسکی عرضی کیا ہے۔ جو ہو اوسکو لکھا کر میرے پاس لاؤ۔ قاضی تین کاغذ شاہ جہاں کے پاس سے لکھا کر لایا ہمایوں نے دو کاغذ و نہیں سے پڑھ کر رکھ دئے اور اپنے خرگاہ کے دروازہ پر آیا۔ اپنے آدمیوں کو پکارنے کو کہا کہ قاضی نے اوسکے پاس آکر عرض کیا کہ حضور خاموش ہیں اب کوئی علاج نہیں ہے۔ زمانہ کی کہی + زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز + بادشاہ جیکا جی ہار چکا تیسرا کاغذ شاہ ایران کے خود آنکر ہمایوں کو دیا اور اوسکے سامنے خود پڑھا اور اوسپر دستخط کر کے شاہ ایران کو دیدیا۔ کاغذوں کا صحیح حال نہیں معلوم ہوتا کہ کیا لکھا ہوا تھا شاید ان کاغذوں میں یہ لکھا ہوگا کہ اول وہ شیعہ مذہب اختیار کرے

دوم ہندوستان میں اسکی اشاعت ہے سوم قندھار حوالہ کرے پچھلی شرط کے پورا کرنے کا
وعدہ کیا باقی دو شرطوں کا پورا کرنا اسکے حد اختیار سے باہر تھا +

شاہ ایران نے اپنی تفریح خاطر اور شان و شوکت دکھانے کے واسطے حکم دیا کہ تخت سلیمان
کے حوالی میں شکار کھیلا جائے یہاں بڑی پولس کے نکتے پڑے ہوئے ہیں ۔ ۔ ایران میں سب سے
اچھی یہ سیرگاہ ہے غرض تین روز تک شکار ۔ چوگان بازی اور قبق اندازی ہوتی رہی ہر
شخص سپاہ اور لشکریوں میں سے شکاروں کے پکڑنے اور باندھنے میں مشغول تھا بہرام مرزا خلیفۃ الواقعم
سے مخالفت رکھتا تھا اس صیدگاہ میں اسکے تیر مار [illegible] وہ مر گیا اور اسکی اطلاع مرزا کی
خاطر سے شاہ ایران سے نہ کی اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے [illegible] +

غرض چند روز تک بادشاہ عیش و عشرت کی [illegible] شاہ ایران سے رخصت کے
واسطے بیرام خان کے ہاتھ اوسنے [illegible]
قیمت تھی اور دو سو پچاس لعل بدخشانی بطور ارمغان [illegible] ہمایوں کے
آنے اور اوسکے چلنے تک جو سرکار ایران کا خرچ ہوا ہوگا اسکے [illegible]
ان جواہرات کی قیمت ہوگی جب [illegible] قیمت [illegible] کہا کہ وہ بے قیمت ہے
تو شاہ طہماسپ نے بیرام بیگ کو خان کا خطاب دیا اور [illegible]

دو مہینے تک دونوں بادشاہوں میں ملاقات رہی [illegible] دونوں بادشاہوں
کے دل میں غبار پیدا کر دیا مگر جلد صفائی ہوگئی [illegible]
کہ روشن بیگ کوکہ خواجہ غازی دیوان [illegible]
وہ حج کرکے یہاں آئے تھے وہ شاہ طہماسپ کے [illegible]
تو اوسکے بھائی اس سے جدا نہ ہوتے اگر ہمایوں [illegible]
قندھار تک ملک لیکر آپکے حوالہ ہم کریں دوسری وجہ یہ [illegible] کہ قزلباشوں اور ترکمانوں نے یہہ کہہ کر
طہماسپ کا مزاج بادشاہ کی طرف سے بھڑکا دیا تھا کہ ہمایوں اوسی باپ کا بیٹا ہے جس نے کئی ہزار قزلباش
ملک میں لیجاکر اوزبکوں کے ہاتھ سے قتل کرا دئے اور نجم بیگ ہمارے ہم وطن کو ہلاک کیا تھا یہ تلمیح

[illegible] +

اس قضیہ کی طرف تھی کہ بابر بادشاہ اسمٰعیل شاہ ایران سے سترہ ہزار قزلباشوں کی کمک لیکر اُزبکوں سے قلعہ بخشب کا محاصرہ کرکے لڑا تھا۔ اور جب صفیں آپس میں لڑیں تو خود ایک گوشہ میں چلا گیا اور قزلباشوں پر جو آفت آئی سو آئی ہم ہمایوں کی کمک کے لئے سپاہ کو لیکر جائیں وہ ہم کو بھی اپنے باپ کی تقلید کرکے مار ڈالے تیسری وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ اسے سولہ برس پہلے جب ہمایوں گجرات میں بہادر شاہ کو شکست دیکر آیا تھا تو خدائی تیر بنائے تھے اول قسم کے بارہ تیروں پر اپنا نام اور دوسری قسم کے گیارہ تیروں پر طہماسپ کا نام لکھا تھا اور سریر سلطنت پر بیٹھ کر مجمع عام میں کہا تھا کہ میرا طالع وجاہ اور میری شان و شوکت بادشاہ طہماسپ سے زیادہ ہے یہ بات شاہ ایران کے کانوں تک ہمایوں کے بدخواہوں نے پہنچادی تھی اس بات کو سنکر شاہ طہماسپ بہت غصہ ہوا اور اوسنے ہمایوں کو اسکا الزام دیا تو ہمایوں نے بیان کیا کہ یہ سچ ہے اور اوسکی وجہ یہ تھی کہ اسوقت میری سلطنت ایران کی سلطنت سے دوچند تھی تو طہماسپ نے خفا ہوکر کہا کہ اُس حماقت و نخوت کا نتیجہ یہ تھا کہ تو اپنی وسیع مملکت پر سلطنت نہ کرسکا اُس کو گنواروں نے چھین لیا بعد چند بھی دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئے ہمایوں نے کہا کہ خدا کا حکم سب پر غالب ہے اور اوس سے پناہ مانگنی چاہئے +

سلطنت ایران سے ہمایوں کے خارج کرنے کا منصوبہ فقط اسی موقع پر ختم نہیں ہوگیا بلکہ جب بادشاہ کی اول ملاقات ہوئی تو شاہ ایران نے فرمایا تھا کہ ہندوستان کو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے فتح کیا تھا بہ خدا تعالی نے آپکی شمشیر کو کشور کشائی کے گنج خانہ کی کنجی بنایا ان دنوں مملکت داری و جہانبانی میں جو قصور و فتور ظہور میں آیا وہ بے اخلاص بھائیوں کی ناسازگاری اور بے اتفاقی سے ہوا اور آپ کو اسمیں اختیار نہ تھا اس عالم اسباب میں بھائیوں کی موافقت ایک ضروری امر ہے کہ جس سے کارہائے بستہ کشادہ ہوتے ہیں اب مجھکو اپنا چھوٹا بھائی تصور کیجئے اور اپنا ممد و معاون جاننے میں شک نکالئے اور لوازم اعانت آپ کی آرزو کے موافق بجالاؤنگا اور جسقدر کمک درکار ہوگی سرانجام دونگا اگر خود مجھے کمک کے لئے جانا ہوگا تو جاؤنگا بعد دسترخوان بچھا دستور کے موافق بہرام مرزا آفتابہ لیکے ہاتھ دھلانے کے لئے کھڑا ہوا

تو شاہ ایران نے اشارہ کیا کہ بادشاہ کو بھائیوں کو اسطرح رکھنا چاہئے۔ ہمایوں نے اوس کو
تہ دل سے پسند کیا اور شاہ کے ساتھ اتفاق رائے کیا۔ اس بات سے بہرام مرزا ہمایوں کا جانی
دشمن ہوگیا۔ ایران سے اوسکے نکالنے کا نہیں بلکہ اوسکی جان نکالنے کا خواہاں ہوگیا۔ یہ
کلمات متوحش کہتا کہ خاندان تیمور کو ہندوستان میں بادشاہ بنانا عقل کا کام نہیں ہے
وہ ایران سے قریب ہے۔ ہمایوں کو چند روز خوف رہا کہ باقی زندگی ایران میں قیدیوں کی طرح
بسر ہوگی۔ شاہ طہماسپ نے بہرام مرزا سے کہا کہ امرا عرض کرتے ہیں کہ ہمایوں کی کمک کسی طرح سے
کرنی حماقت ہے وہ کسی طرح سے اعانت کا مستحق نہیں بہتر ہوگا کہ اس بادشاہ کو یہاں سے وہ نکالدے
مگر بادشاہ کو ان خوفوں سے نکالنے والی سلطانم خانم ہمشیرہ شاہ طہماسپ تہی کہ وہ امام مہدی کی
نذر کی گئی تہی اور بادشاہ طہماسپ امور ملکی میں اوسکی صلاح سے کام کرتا تہا۔ اس بیگم کے ساتھ
قاضی جہاں قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نورالدین محرم تہے جو ان دونو بادشاہوں کے دلوں سے
کدورت دور کرتے تہے۔ ہمایوں کو بہی کبہی ایکدفعہ غصہ آیا تہا بیرام خاں نے سمجہایا کہ مصرعہ
مرغ زیرک بدام افتد تحمل بایدش + اسکے روکنے اور سمجہانے سے بادشاہ نے نہایت ملائمت اور
فروتنی اختیار کی۔ سلطانم خانم نے اپنے بہائی کے سامنے ہمایوں کی یہ رباعی پڑہی +

ہستم زجان بندۂ اولاد علی — ہستم ہمیشہ شاد بیاد علی
چوں سر ولایت از علی ظاہر شد — کردیم ہمیشہ ورد خود نادِ علی

پہر اوسنے ایک اور رباعی لکہی جسکا آخر شعر یہ ہے کہ

شاہاں ہمہ سایۂ ہمامی خواہند — بنگر کہ ہما آمدہ در سایۂ تو

پہر قطعہ سلیمان کو تضمین کرکے بہیجا

ہست امید آنکہ لطف تو با ما آں کند — آنچہ با سلیمان علی در دشت دزدن کردہ است

ہمایوں کی رباعی سنکر بادشاہ ایسا خوش ہوا کہ اوسنے کہا کہ اگر ہمایوں اس امر کا عہد کرے کہ وہ ممالک
محروسہ میں ممبروں پر معصومین علیہم السلام کا ذکر کرائے تو میں اسکو موروثی ملک دلائے دیتا ہوں
سلطانم بیگم نے ہمایوں سے یہ پیغام کہلا بہیجا۔ ہمایوں نے اسکا جواب دیا کہ میرے تمام

امرا چغتائی اور اپنے بھائی مرزا عسکری سے اسی بات پر بگاڑ ہوا کہ ال نبی پر میری جان فدا ہے مرتے دم تک یہ نہیں کا کلمہ نہ پڑھونگا۔ عبدالقادر بداونی تو اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ ہمایوں شیعہ ہوگیا اور اوسنے تبرا بھی کیا اور شیعہ کے تمام معتقدات ایک کاغذ پر لکھکر اوسکو حوالہ کر گئے اور اوسکو بادشاہ نے بطوع نقل کے پڑھا اور خطبہ میں ذکر ائمہ عشرہ کا بروش عراق قبول کیا یہ مورخ خاندان تیمور کو مہربانی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اونکے ذرا سے عیب کو بہت بڑھا کر لکھتا ہے ابوالفضل کی خوشنودی کا حال یہ ہے کہ ہمایوں کے اس ہی معاملہ کا فیصلہ کرنا دشوار ہے ان دو بادشاہوں میں اختلاف مذہب کے سبب جو شکر رنجیاں ہوئیں۔ اُن کی حقیقت حال ایسی نہیں معلوم کہ جس پر اطمینان ہو۔ مورخوں نے ان کو مختلف طور سے بیان کیا۔ سُنی مورخ کیا تو اس باب میں خاموش ہیں یا بولتے ہیں تو اون کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں جیسا سنی ایران گیا تھا ویسا ہی سنی اولٹا آیا۔ اوسپر شیعہ ہونے کا سایہ تک نہیں پڑا۔ شیعہ مورخ اس معاملہ پر حاشیے چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ ہمایوں پکا۔ کٹا شیعہ ہوگیا تھا سلطانم بیگم نے اپنے بھائی کے خیالات کو جو ہمایوں کی نسبت تھے بدل دیا۔ طہماسپ نے ہمایوں کو بلایا اُسسے کئی گھنٹے تک گفتگو رہی جسمیں یہ امر طے پایا کہ قندھار اور کابل اور بدخشاں کے فتح کرنے میں شاہ ایران اونکی مدد کریگا جب قندھار تسخیر ہوجائیگا تو وہ شاہ ایران کے حوالہ کیا جائیگا اور بادشاہ اور اوسکے ملازم قاضی جہان کی گفتگو مذہبی اختلافات کے باب میں سُنینگے۔ ہمایوں نے اپنے خیمے میں آنکر ہندوستانیوں کو جمع کرکے

شاہ ایران کے وعدوں کو سُنایا جس سے انکو امید ہوئی کہ اب ہم پھر اپنے ملک کو چلینگے اوسنے یہ بھی کہا کہ قاضی جہان بعض حکایات سنی کہیگا سب خدمتگار دست بدعا اُٹھا کر خوشحال ہوئے بعد اس مصالحت کے شکار قمرغہ بڑی تیاری سے ہوا اور تخت سلیمان پر دونوں بادشاہوں کی دعوتیں بہت دھوم دھام سے ہوئیں محبت کی مسند جتانیکے لئے روشن بیگ اور اوسکے ساتھیوں کو جنہوں نے یہ کہا تھا کہ قندھار شاہ ایران کو دلائے دیتے ہیں طہماسپ نے پکڑوا بلایا۔ اور اوسسے کہا

جہانگیر کے زمانہ و مشیر نے حکم دیا کہ خیموں کی طنابیں کاٹی جائیں اور اونکی گرونیں باندہی جائیں
اور زندان سلیمان ؑ ولگائے جائیں اگر رسیاں زندان کی زمین تک پہنچ جائیں تو وہاں وہ
چھوڑ دئے جائیں اور اگر وہ نہ پہنچیں تو باہر نکال لئے جائیں جب حکم ہوا تو روشن بیگ نے جو جعفر
ہمایوں کا کوکہ تہا بادشاہ کو عرضی لکہی بندگان گنہگار کو کسی طرح جان کی امید سوا
حضور کی شفاعت کے نہیں ہے از بے عنوان خطا از بادشاہان عطا ہے اور حضور نے
ایک ہی چہاتی سے دودہ پیا ہے ہمایوں اس عرضی کو پڑہ کر مہربان ہوا اور طہماسپ کو
رقعہ لکہا کہ اب شاہ اسمعیل کی قبر کے صدقہ میں اونکو رہا کریں جب شاہ ایران نے یہ رقعہ پڑہا تو
اسکو تعجب ہوا کہ ہمایوں میں کسقدر حلم ہے کہ اپنے ایسے دشمنوں کی شفاعت چاہتا ہے
کہ اوسکے آزار کے درپے تہے اونسے طہمیج کو کوکہ کو ہمایوں کے سپرد کردیا جب تمام شرائط
صلح مرتب ہو گئیں تو طہماسپ نے ہمایوں کی ضیافت کی دعوت کی اور اسکا ایسا سامان کیا
اور تین روز بہ فتح و شادمانی و کامرانی کے ساتہہ یہ ہنگامہ رہا چہہ سو خیمے لگائے گئے اور بارہ
نقارخانے رکہے گئے اور تمام زمین پر فرش شاہانہ بچہایا گیا۔ اول روز دعوت ہوئی
اور خلعت اور مرصع تلواریں بہت تقسیم ہوئیں دوسرے روز طہماسپ نے اپنے پہلو میں ہمایوں
کو بٹہا کر تمام خیمے۔ گہوڑے۔ اونٹ فرش اور ہر ضروری چیز انکو دکہا کر کہا کہ
یہ سب آپ کی نذر ہیں اور اوس کے سوا میرا بیٹا مرزا مراد اور بارہ ہزار سوار آپ کے
ساتہہ جائیں گے کہ آپ کا ملک دوبارہ آپ کو دلا دیں جب سب کارخانے اور
سپاہ ہمایوں کی نظر سے گذر چکے تو طہماسپ نے اپنے دونو ہاتہہ انکو سینہ پر رکہہ کر کہا
کہ اے شاہ ہمایوں اگر کوئی مجہسے خطا ہوئی ہو تو عفو معاف ہو تیسرا دن شکار اور قبق بازی
میں صرف ہوا اسرات کو مجلس عیش منعقد ہوئی طرح طرح کی شرابیں موجود تہیں کوئی ساقی
نہ تہا ہر شخص آپ جتنی شراب چاہتا اپنے ہاتہہ سے ساغر میں نکال کر پیتا جب دونوں
بادشاہ مینکے نشہ میں گر گئے تو ہمایوں طہماسپ آخر ملاقات کے لئے گیا تو وہ ایک بچہونے پر
تین تکیوں پر لیٹا ہوا تہا بیٹہا تہا اور سوا دوسرے آدمی بیٹہنے کی جگہ نہ تہی جب ہمایوں اندر آیا تو دوسرا دیکہا

کر بیٹھنے کو جگہہ نہتی زمین پر وہ بیٹھنے کو تھا کہ حاجی محمد قشقہ نے یہ دیکھہ کر اپنے ترکش کے غلاف نمدین کو پھاڑ کر بچھا دیا طہماسپ کو یہ نمک کا جوش بہت بھایا اس سے پوچھا تو کون ہے اوس نے جواب دیا کہ میں مغل ہوں۔ طہماسپ نے کہا کہ تو میری نوکری کریگا تو اوس نے کہا کہ میں اس عزت کے لائق نہیں میں کیا ہوں۔ میرا آقا حضور کی خدمت میں موجود ہے جب اوسکی ترقی ہوگی تو میں اوسکی جگہہ ہونگا۔ اب تو میں خاک ہوں بعد ازاں وہ بڑا سوار ہوگیا۔ طہماسپ کی سپاہ کمک میں جو بڑے بڑے آدمی تھے اونکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا مراد طہماسپ کا پسر خرد سال۔ بداغخاں قاجار اس شاہزادہ کا اتالیق تھا۔ شاہ قلی سلطان افشار حاکم کرمان۔ احمد سلطان شاملو ولد محمد خلیفہ۔ سجاب سلطان افشار حاکم فراہ۔ باز علی سلطان تکلو۔ سلطان علی افشار۔ سلطان قلی قورچی باشی خویش محمد خان۔ یعقوب مرزا طغائی۔ سلطان محمد خدابندہ۔ سلطان حسین شاملو برادر احمد سلطان حاکم سیستان اور اوسکے سوا اور امرا۔ ہمایوں سے طہماسپ نے درخواست کی کہ پہری دعوت ہندوستانی کھانوں کی کی جاے۔ اس دعوت میں طہماسپ کو ہندوستانی کھانوں میں کھچڑی سب سے زیادہ پسند آئی۔ دونو بادشاہ آپسمیں خدا حافظ کہہ کر جدا ہوئے +

ہمایوں کی تیاری قندہار کے لئے +

ہمایوں نے تیمور کی تقلید کی کہ اردبیل و تبریز کی سیر کا ارادہ کیا حضرت مریم مکانی کو سیدھے رستے قندہار روانہ کیا اور بارہ ہزار سوار کہ ملازم رکاب تھے اونکو رخصت کیا کہ وہ اپنے گھر جاکر اپنے اسباب کو درست کریں اور جب ہمایوں آب علمند پر پہنچے تو وہاں شاہزادہ مع لشکر مقررہ کے حاضر ہو۔ بادشاہ نے اول تبریز کی سیر کی یہاں کی گرگ دوانی اور چوگان بازی پیادہ کا تماشا دیکھا یہ دونو کھیل اس ملک کے مشہور ہیں پہر اس شہر کی عمارات عالیہ کی جو سلاطین ماضیہ کے آثار قدیمہ اور سیرگاہیں ملاحظہ کیں اور آثار گذشتگان خاک سرگشتگان خانہ افلاک اور گردشہاے عالم بے ثبات اور سلطنتہاے جہان جمیعت ناپائدار کو اپنی خاطر حقائق ناظر میں جگہہ دی اور اس رباعی کو پڑھا۔

افسوس کہ سرمایہ ز کف بیرون شد　　وز دست اجل بسے جگرہا خون شد
کس نامد ازاں جہاں کہ تا پرسم ازو　　کاحوال مسافران عالم چون شد

یہاں ایک لطیفہ یہ ہوا کہ بادشاہ کو تمام آلات رصدی اصطرلاب کرہ وغیرہ پر توجہ بہت تہی اسنے اختہ بیگی سے کہا کہ کہیں سے کرہ تلاش کرکے لادے یہ سادہ لوح چند کرہ مع مادیاں بادشاہ پاس لے گیا۔ بادشاہ نے اونکو نیک شگون سمجہہ کر خرید لیا۔

تبریز کی سیر سے فارغ ہوکر اردبیل کی طرف توجہ کی یہاں ایک ہفتہ قیام کیا۔ اور شیخ صفوی کے مزار کی زیارت کی یہی خاندان صفوی کا بانی اول ہے۔ یہاں طہماسپ بہی اپنی دار السلطنت کو چلا جاتا تہا۔ وہ ہمایوں کے لشکر کو دیکہہ کر متحیر ہوا کہ وہ اب تک نہیں گیا اسنے ہمایوں کو لکہا کہ ہ بروز شنگ (۵ میل) آگے توقف کیا جب بادشاہ سبزوار میں آئے تو مریم زمانی کو ایک لڑکی پیدا ہوئی اور سارا لشکر بہی آ کر ملگیا یہاں سے مشہد مقدس میں گیا جہاں مشہد مقدس کی زیارت بزرگ کے آداب بجالائے یہاں لشکر کے جمع ہونے کے لئے کئی دن انتظار کیا۔ دانشوروں کے ساتہہ صحبت رہی۔ ملا حیرتی نے بادشاہ کے سامنے یہہ شعر پڑہا کہ

ہمچو پروانہ بشمعے سروکار است مرا … اگر پیش روم بال و پرم میسوزد

بادشاہ نے آخر مصرعہ کی یہ اصلاح دی کہ سیر دم پیش اگر بال و پرم مے سوزد۔ مولانا نے اس اصلاح کے لیے سجدۂ اخلاص کیا۔ یہاں سے قلعہ گاہ کی راہ سے سیستان میں نزول کیا۔

ہمایوں کے معاملات کی نسبت ہم ایک رد یو لکہتے ہیں۔ ایران کی تاریخ میں شاہ طہماسپ کی سلطنت کا عہد مشہور ہے جب شاہ ہمایوں ہندوستان سے بہاگ کر اوسکی پناہ میں گیا تو اوسنے شاہانہ مہمان نوازی ایسی کی کہ کبہی کسی بادشاہ نے دوسرے جلاء وطن بادشاہ کی نہ کی ہوگی ہمیشہ سے ایران کو اپنی مہمان نوازی پر فخر و ناز ہے ہر ایرانی اپنی اس قومی نیکی مہمان نوازی کے دکہانے میں ایسی کوشش کرتا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ کوئی قوم اسکی برابر اس خوبی و نیکی میں نہیں ہے وہی سب سے … اپنی اس نیکی کے دکہانے کا موقعہ اس سے زیادہ کیا ملتا۔ کہ ہمایوں جیسا بادشاہ جلاوطن ہوکر ایران میں آیا۔ بادشاہ نے بذات خود مجلس آرائی اس طرح کی کہ بہت شامیانہ زربفت و مخمل و تاجہ باف کے قایم کرائے منقش خرگاہ و بلند خیمے نصب کرائے ریشمی گلیم قیمتی قالین جہاں تک نظر کام کرتی تہی زمین پر بچہائے اور بہت کیسے کیسے تحفے و ہدیے پیشکش میں دئے جنکی تفصیل یہ ہے عراقی گہوڑے زین مطلے و مرصع اور عمدہ زین پوش

سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ شتر بدیع پیکر یادہ و زرجنگی پوشش قیمتی بہت سی شمشیر و خنجر مرصع
بجواہر اور قماش نفیس ہا و زرکش و جلغادہ و سنجاب تین کے پوستین۔ اور پہننے کے جامے
زربفت و مخمل و تاجہ و اطلس و سنجر فرنگی و یزدی و کاشی کے بہت سے موتی چاندی کے طشت
و آفتابے و شمعدان جنمیں یاقوت و موتی جڑے ہوئے تھے کتنے ایک طلاء و نقرہ کے اور
فرش خرگاہ اعلیٰ درجہ کی بساط کہ خوبی و کلانی میں نادرہ روزگار اور اسباب شاہانہ
سوا اسکے ہمایوں کے ہر ملازم کے ساتھ نقد و جنس کے ساتھ رعایت کی۔ ان سب کے عوض میں
ہمایوں نے ایک الماس اور دو سو پچاس لعل ایسے کہ وہ قیمت میں طہماسپ کے سب جواہر سے
زیادہ تھے شاہ طہماسپ کو بطور ارمغان کے دئے۔ طہماسپ نے بادشاہ کی مہمان داری میں اسکی
تعظیم و تکریم میں اور اوسکو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھانے میں اپنی مملکت کے سارے وسائل
صرف کئے۔ دور دور کی قوموں نے اس مہمان نوازی کی تعریف کی مگر اس کا دل سب سے زیادہ
خوش اسے ہوا کہ اوسکی رعایا نے تحسین و آفرین کی اور کہا کہ ہم کو اس مہمان نوازی پر فخر ہے
جو ہمارے بادشاہ نے اس جلا وطن بادشاہ کی کی گو یہ ظاہری استقبال و دعوتیں و سیر و شکار
بڑی دھوم دھام سے ہوئے مگر جوہر نے جو واقعات ہمایونی لکھی ہے گو وہ تواریخ میں ادنی درجہ
رکھتی ہے مگر طہماسپ اور ہمایوں کے اندرونی معاملات کا انکشاف خوب کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طہماسپ مذہب
میں سخت متعصب تھا ایسا مغرور اور چھچھورا تھا کہ وہ اس جلا وطن بادشاہ پر بہت باتوں میں اپنی عظمت دکھاتا اور اوسکو
زبردستی شیعہ بنانا چاہتا تھا۔ اوسنے اپنی بہن کی سفارش سے [illegible] کے ساتھ شرائط صلح میں
رعایت نہیں کی بلکہ فقط اپنی ذاتی اغراض کے لئے کہ قندھار پر قبضہ ہو جائے۔ ہمایوں
کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ شیعہ ہوا یا نہ ہوا مشکل ہے مگر اسمیں شک نہیں کہ اسکا مذہب جبراً قہراً
اور ڈھل مل ہو گیا اوسنے تاج حیدری کو جو شیعہ ہونے کا بانا تھا سر پر رکھا اوسنے شیعوں کے
معتقدات کو پڑھا اور اونکی دلائل کو سنا بعض کو تسلیم کیا مگر اوسنے اونکے مسائل اعظم پر یقین ظاہر
کیا۔ مگر عوام میں اونکے معتقدات کا اعلان کیا اوسکی زندگی میں اوسکے بھائیوں نے اوس پر
لعن طعن کی کہ وہ شیعہ ہو گیا ہے اور بعد مرنے کے بھی اوسپر یہ الزام لگا یا غالباً ایران میں

اوسکی حالت ایسی تھی کہ مجبوری اوسکو شیعہ مذہب کو بظاہر پسند کرنا پڑتا تھا گو دل میں اسکا اثر نہ ہوتا تھا۔ آخر عمر میں اوسکو سنیوں کے کام پڑا۔ اہیں اوسکی عزت اسکی مقتضی ہوتی تھی کہ وہ شیعہ ہونے کا اعلان بظاہر کرے۔

ہمایوں افغانستان میں

جب ہمایوں سیستان میں پہنچا تو پندرہ روز یہاں رہا۔ اس قیام کی وجہ یہ تھی کہ جب شاہ طہماسپ سے جدا ہوا تھا تو اوسنے ہمایوں سے کہا تھا کہ میرے لشکر کو سامان سے تیار سیستان میں وہ ملاحظہ کریگا۔ پس شاہ طہماسپ کے حکم کے موافق یہاں سب امیر اپنے اپنے لشکر لیکر جمع ہوئے اور بادشاہ سے ملاحظہ کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ نے اس سارے لشکر کو مرتب پایا اور بجائے بارہ ہزار سواروں کے چودہ ہزار سوار موجود اسوقت موجود تھے۔ ہمایوں کی فوج کی موجودات

خوشاب میں ہمایوں سے مرزا کامران جدا ہوا اور اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور دہن کوٹ کی راہ سے آب سند کے کنارہ پر آیا۔ محمد سلطان و الغ مرزا جو ملتان میں تھے وہ اوس سے ملے یہاں مرزا نے بہت دنوں توقف کیا۔ حسرت غلہ سے تنگ ہو کر پل بناکے سندھ سے پار ہوا اور کابل میں آیا۔ غزنین اور اوسکی حدود کو عسکری مرزا کے حوالہ کیا۔ خواجہ خاوند محمود کو بہ رسم رسالت سلیمان مرزا پاس بدخشاں میں بھیجا اور متابعت کی اوس سے درخواست کی کہ سکہ اور خطبہ اوسکے نام کا بدخشاں میں جاری کراے۔ مرزا سلیمان نے ایلچی کو بے مقصود واپس کیا۔ مرزا کامران پیچ و تاب میں آکر بدخشاں میں لشکر لیکر گیا تو موضع بارک کے نواح میں فریقین میں لڑائی ہوئی۔ مرزا سلیمان نے اپنے تئیں ضعیف اور مرزا کامران کو قوی دیکھ کر اوس سے صلح کر لی اور بدخشاں میں اوسکے نام کا سکہ جاری کرایا۔ مرزا نے بدخشاں کے کچھ محال مرزا سلیمان سے لے کر اپنے آدمیوں کے حوالہ کر اور اپنا مقصد حاصل کرکے کابل میں آگیا۔ ہمایوں سے کامران کا جدا ہونا

انہیں دنوں میں خبر آئی کہ مرزا ہندال نے قندہار لے لیا۔ مرزا کامران نے اطراف و جوانب سے لشکر جمع کرکے قندہار کی طرف متوجہ ہوا اور چھ مہینے تک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جب آذوقہ کی تنگی سے مرزا ہندال عاجز ہوا تو امان طلب کی اور قلعہ سپرد کیا۔ مرزا کامران نے قندہار مرزا عسکری کے حوالہ کیا

اور مرزا ہندال کو اپنے ساتھ لے آیا۔ کچھ دنوں محنت و رنج میں رکھا پھر بمقتضائے برادری نفاق کو بلباس اتفاق میں چھپا کے چار جوئی جسکو اب جلال آباد کہتے ہیں مرزا کو دیدیا۔ حاکم سند نے بھی اطاعت کی۔ مرزا سلیمان نے اپنے ملک پر جو مرزا کامران نے چھینا تھا پھر قبضہ کر لیا اور نقض عہد کیا۔ دوسری دفعہ مرزا کامران اوس پر چڑھ گیا اور موضع اندراب میں لڑائی ہوئی۔ مرزا سلیمان شکست پاکر قلعہ ظفر میں متحصن ہوا۔ مرزا کامران نے تعاقب کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور آذوقہ کی آمد و رفت کی راہ بند کی۔ اکثر اہل بدخشاں مرزا کامران سے آ کر مل گئے۔ جب مرزا سلیمان نے دیکھا کہ جس سپاہ سے وفا کی امید تھی اُسنے یہ دغا کی اور جب آذوقی سے بھی قلعہ کا کار دشوار ہو گیا تو بے اختیار وہ بھی مرزا پاس آیا۔ مرزا کامران نے قاسم برلاس اور مرزا عبد اللہ اور اپنے ہواخواہوں کو بدخشاں میں چھوڑا اور برلاس مذکور کو اون کا سردار بنایا۔ اس واقعہ کی تاریخ جمعہ ہفتدہم ماہ جمادی الثانی ۹۴۹ ہے۔ مرزا سلیمان اور اوس کے بیٹے مرزا ابراہیم کو قید میں رکھا اور خود پھر کابل میں آیا۔

مرزا ہندال کا حال یہ ہے کہ جب وہ ہمایوں سے جدا ہو کر قندھار کو چلا گیا تھا۔ یہاں مرزا قراچہ بیگ نے جو مرزا کامران کی طرف سے یہاں حاکم مقرر تھا۔ اوسکو قندھار حوالہ کر دیا۔ گو چند روز مرزا کامران نے یہاں آ کر مرزا ہندال کو قید کر لیا جیسا اوپر بیان ہوا۔

ناصر مرزا بھی قندھار میں ہمایوں سے منحرف ہو کر آیا تھا۔ وہ مرزا کامران کے ساتھ جس وقت اوسنے قندھار کو لے لیا تھا کابل چلا گیا۔ ان کے سوا محمد سلطان مرزا مع اپنے بیٹوں الغ مرزا اور شاہ مرزا کے مرزا کامران کی قید میں تھے۔

غرض اس وقت مرزا کامران سب سے زیادہ کامران تھا۔ لیکن نہ وہ حق صحبت پہچانتا تھا نہ طریق مروت جانتا تھا۔ بزور سلطنت کو حاصل کیا تھا۔ اوسکی سلطنت ایک سر بلند کاخ بے بنیاد تھا جسکی بنا برف کے منار کی طرح زوال پذیر تھی۔

جب ہمایوں سیستان سے نکل کر گرم سیر میں آیا جہاں مرزا کامران کی حکومت تھی تو میر عبد الحی گرم سیری جو بادشاہ سے جاتی دفعہ نہیں ملا تھا۔ ترکش گلے میں ڈالے ہوئے کورنش کے لئے حاضر

اور اپنی خجالت سابق اور جرم تقصیر کا عذر پیش کیا۔ بادشاہ خطا پوشی و عطا پاشی کی عادت
رکھتا تھا اوسنے معاف کر دیا اور یہاں حاکم مقرر کر دیا +

جب بادشاہ گرم سیر میں آیا تو علی سلطان تکلو کو یکوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ بست
کی تسخیر کے لئے بھیجا وہ ولایت گرم سیر میں داخل تھا اور قندہار سے متعلق بھی تھا۔ شاہم علی جلائر
پدر تیمور جلائر و میر خلج ان حدود میں مرزا کامران کی طرف سے جاگیردار تھے۔ اونہوں نے قلعہ کو محکم
کیا۔ فوج بادشاہی نے جاتے ہی اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اثنائے جنگ میں ایک تفنگ بالائے
قلعہ سے علی سلطان کے ایسی لگی کہ اوسی وقت جان نکل گئی۔ ہمایوں نے اوسکے بیٹے کو کہ
بارہ برس کا تھا باپ کا قایم مقام بنا کے پہلے سے زیادہ زور سے قلعہ پر حملہ کیا۔ جب ہمایوں
نے اس لشکر کو بھیجا تھا تو اوسنے عذر کیا تھا کہ شاہ طہماسپ کے حکم کے برخلاف یہ کام ہے تو
ہمایوں نے کہا کہ میں طہماسپ کو لکھہ بھیجونگا۔ اب اس لشکر نے علی سلطان کے مرنے اور اوسکے
بیٹے کے مقرر کرنے کا حال شاہ ایران کو لکھہ بھیجا۔ کچھہ دنوں بعد لشکر پاس اوسکا حکم وہی آیا
جو ہمایوں نے دیا تھا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کا قافیہ تنگ ہوا تو اونہوں نے فریاد الاماں کر کے
تضرع و زاری کی۔ بادشاہ کے عواطف خسروانہ سے امان پا کر قلعہ اونہوں نے حوالہ کیا۔ بادشاہ
پھر اس قلعہ کے نواح میں آیا اور شاہم علی اور میر خلج ترکش گردن میں ڈالے ہوئے زمین بوس
ہوئے۔ بادشاہ نے انکے جرایم معاف کرکے اپنے نوکروں میں داخل کیا +

مرزا کامران کو مدت سے اندیشہ تھا کہ ممالک ایران حملہ ہونے والا ہے اسلئے اوسنے تمام قلعوں کو
مستحکم کرکے سپاہ مقرر کر دی تھی جب اوسنے سنا کہ ہمایوں سیستان میں آگیا ہے تو اوسکو اول یہ
خیال ہوا کہ شاہزادہ اکبر کو قندہار سے کابل میں بلائے۔ اوسنے خضر خاں ہزارہ کے بھائی اور
قربان قراول بیگی کو کابل سے روانہ کیا کہ شاہزادہ کو قندہار سے کابل لے آئیں جب قندہار میں پہنچے
تو مرزا عسکری نے اپنے نزدیکوں سے مشورہ کیا جس جماعت کی عقل درست تھی اوس نے کہا
کہ شاہزادہ کا بھیجنا لائق نہیں ہے مناسب ہے کہ جب ہمایوں نزدیک آئے تو اس شہزادہ کو
اعزاز و احترام کے ساتھ اوسکے پاس بھیج دیں اور اس ذریعہ سے اپنا استعفائے جرایم کرائیں مگر

اوروں نے کہا کہ جو امور ہم سے سرزد ہوئے ہیں اونکے سبب سے ہمارا منہ نہیں ہے کہ ہمایوں سے
عفو جرایم کرکے اوسکو اپنا بنائیے پہر کامراں کو کیوں آزردہ خاطر کرکے اپنے ہاتھ سے گنوائیں
اسکے حکم ونکے موافق شہزادہ کو اوس پاس بہیجا ایں آخر اس رائے پر عمل ہوا اور مین زمستان اور
برف و باراں میں اوسکو کابل روانہ کیا شمس الدین محمد غزنوی جسکا خطاب اتکہ خاں تہا اور
ماہم انگہ والدہ ادہم خاں جیجی انگہ والدہ مرزا عزیز کوکل تاش اور ایک جماعت اور ملازموں اور
خدمتگاروں کے ساتہہ تہے مرزا کامراں نے قوم ہزارہ کے سردار کو اس جماعت کی رہبری کے لئے
اسواسطے منتخب کیا تہا کہ غزنین اور قندہار کے درمیان راہ کچہہ ویران تہی اور کچہہ اس قوم کے
قزاقوں سے بہری رہتی تہی اسلئے کہ راہ میں اکبر کو کوئی پہچانے نہیں +

اوسکو میرک اور اوسکی بہن بخشی بانو بیگم کو بچہ کہتے تہے قلات میں پہنچکر یہ جماعت کسی ہزارہ
کے گھر میں اوتری - ملازموں کی کثرت اور انکی پرستاری اکبر کو چہپا نہ سکی - دوسرے روز صبح کو
صاحب خانہ کی زبان سے نکلا کہ شاہزادہ بھی اس جماعت میں ضرور ہے - برادر خضر خان صاحب خانہ
سے یہ کلمہ سنکر فوراً روانہ ہوا اور بہت جلد غزنین میں گیا - اور یہاں سے کابل میں شاہزادہ
پہنچ گیا مرزا کامراں نے اوسکو خانزادہ بیگم ہمشیرہ عزیزہ بابر کے گھر میں اوتارا -

قندہار کے گرد لڑائیاں +

ہمایوں منزل لبست ہی میں تہا کہ مشہور ہوا - مرزا عسکری اپنا خزانہ لیکر کابل بہاگنا
چاہتا ہے - قزلباشوں اور بادشاہ کے ملازموں کی ایک جماعت نے بیجد ہوکر جرأت اس قصد کے
حاصل کی کہ مرزا کو کیا قندہار سے بہاگنے نہ دینگے یا اوسکو گرفتار کرلینگے - ہمایوں کو اس خبر کا
جہوٹا ہونا بسبب مخبروں کی معرفت معلوم ہوچکا تہا اسلئے اوسکی مرضی نہ تہی کہ یہ جماعت اوسکے
تعاقب میں خراب ہو - مگر اس جماعت نے جانے میں جلدی کی کہ مبادا مرزا عسکری ہاتھ سے
نکل جائے - بہت جلد بے سامانی کے ساتھ قندہار پہنچے وہاں مرزا کے جانے کی خبر دروغ نکلی
قلعہ سے ایک جماعت نے نکل کر جنگ کی اور قلعہ کے اوپر سے ضرب زن اور توپوں کو انپر مارا جس سے
قزلباشوں اور اور ونکی ایک جماعت گرفتار ہوئی - اور ایک گروہ زخمی ہوا قزلباشوں اور
چغتائی دلاوروں نے داد مردانگی دیکر غنیم کو قلعہ کے اندر دہکیلا جمیل بیگ نے کہ منہ عسکری کے

معتمدوں میں سے تنہا آدمی بھیجکر مرزا کو بلایا کہ دشمن کا لشکر کم رہگیا ہے آپ کے آنے سے دشمن
کی جماعت کا کام تمام کرنا آسان ہوگا مگر مرزا نے یہ پیغام بھیجا کہ دشمن ہمارے لشکر کی کمیت
اور حقیقت کو جانتا ہے اسکی سپاہ اسی جماعت پر منحصر نہیں ہے بلکہ اوسکی کمک کیس گاہوں
میں سلئے بیٹھی ہوگی کہ ہمارا کام تمام کرے ۔ ہم کو دہوکا نہ کہانا چاہئے بلکہ جنگ کو مرزا کامران
کے آنے تک ملتوی رکھنا چاہئے +

پانچ روز بعد ۷ محرم سنہ ۹۵۲ھ روز شنبہ کو حصار قندہار کی حوالی میں ہمایوں آگیا اوس نے
مورچل تقسیم کردئے اور صاحب اہتمام جابجا مقرر کردئے ہر روز جانبین سے جوانان نبرد آزما
کارزار کرتے ان لڑائیوں میں اکثر آدمی زخمی ہوتے ۔ انہیں دنوں میں خبر آئی کہ مرزا کامران نے
کالوکہ رفیع زمین داور کی طرف ایک پہاڑ کے نیچے پڑا ہوا ہے جو آب ارغنداب کے کنارہ پر
ایک جماعت ہزارہ اور نکدری کی اس کے پاس مجتمع ہے ۔ بیرام خاں و محمدی مرزا اور جماعت کثیر
ان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئی کچھہ لڑائی ہوئی ۔ رفیع کوکہ گرفتار ہوا اور بہت سے آلات و
ادوات حرب مواشی بعدد و اب و غلہ بادشاہ کے لشکر کے ہاتھہ آئے ۔ بادشاہی لشکر میں تنگی
ہو رہی تھی اس فتح سے وہ دور ہوگئی اور رفاہیت و فراخی ہوگئی ۔

جب ہمایوں نے دیکھا کہ مرزا عسکری نے مخاصمت میں اہتمام کیا تو برادرانہ محبت کے سبب سے
ہمایوں کی رائے میں آیا کہ ایک منشور نصایح اور فرمان موعظت مرزا کامران پاس بھیجوں شاید
خواب غفلت سے بیدار ہوکر صلح کی راہ پر آئے اور اپنی نیکو خدمتی سے تلافی تقصیرات کرے
تاکہ بہت سے آدمی ناحق ہلاک نہوں اور ہمایوں کے اتفاق کے وسیلہ سے اوسکے بڑے بڑے
کام جو اوسکے دل میں تھے وہ ظہور میں آئیں اسلئے اوس نے بیرام خاں کو برسم رسالت کابل میں
بھیجا جب قندہار اور غزنین کے درمیان وہ کتل دوغی دآب ایستادہ پر پہنچا تو ایک جماعت
ہزارہ شام کو اوسکو روکنے کے لئے کھڑی ہوئی ۔ لڑائی ہوئی بیرام خاں نے اونکو شکست دیکر
رفع دفع کردیا اور بہت آدمیونکو مارا جب بیرام خاں کابل کے نزدیک آیا تو بابوس و راوامرا
نے اوسکا استقبال کیا اور بیرام خاں کو کابل لے گئے مرزا کامران نے چہار باغ میں مجلس کو

۷ محرم ۹۵۲ھ

بیرم خاں کا کابل میں بھیجنا +

آراستہ کرکے بیرم خان کو بلایا بیرم خان جانتا تھا کہ اگر مرزا کو ہمایوں کے وہ دو منشور دکھاؤنگا
تو تعظیم کے لیے نہیں کھڑا ہوگا اسلئے اوسنے اول قرآن شریف نذر کیا جسکی تعظیم کے لئے وہ کھڑا
ہوا تو بعد اوسکے وہ دونوں منشور دئیے اس طرح ان منشوروں کی بھی تعظیم ہوگئی پھر تحف بادشاہی
اور ہدایا شاہی عمدہ طور پر پیش کئے اور مرزا کے ساتھ اخلاص صداقت آمیز باتیں کیں
اور آخر مجلس میں اوسنے شاہزادہ اکبر و مرزا ہندال مرزا سلیمان - یادگار ناصر مرزا -
الغ بیگ میرزا کے ملنے کی درخواست کی مرزا نے اجازت دی اور پابوس کو مقرر کیا۔
وہ ان ملاقاتوں میں بیرم خاں کے ہمراہ رہے - اول خانزادہ بیگم ہمشیرہ کلاں فردوس مکانی
کے مکان میں شاہزادہ اکبر کو دیکھہ کر دل خوش کیا پھر مرزا ہندال سے جو اپنی والدہ دلدار بیگم
کے گھر میں قید تھا ملاقات کی اور فرمان اور خلعت اسپ خاصہ جو بادشاہ نے بھیجا تھا اوسکو
نذر کیا - پھر دوسرے روز مرزا سلیمان و مرزا ابراہیم سے جو قلعہ کے اندر قاسم خاں کے گھر میں
قید تھے باغ جلال الدین میں بلاکر ملاقات کی پھر ناصر مرزا سے ملاقات کی اور اوس کو
عفو تقصیرات اور نوازش بادشاہی کا امیدوار کیا علاوہ ایسے ہی الغ مرزا و دیگر برادر زادوں
سے ملکر مراحم شاہی کا امیدوار کیا اور صفوت وصفا و وفا کا سبق پڑھایا۔

مرزا کامراں نے ڈیڑہ مہینے ٹھہراکر بیرام خاں کو رخصت کیا - مرزا اس عرصہ میں اس
اندیشہ سے متردد تہا کہ نہ وہ بادشاہ سے لڑنے کی قوت رکھتا تہا نہ وہ اپنے اختیارات کو
چھوڑنا چاہتا تہا۔ آخرکار اوسنے اپنی بڑی پھوپھی خانزادہ بیگم کو بیرام خاں کے ساتھ کیا
اور بظاہر یہ کیا کہ مرزا عسکری میرا کہنا نہیں مانتا پھوپھی صاحبہ جاکر اوسکو نصیحت فرمائیں
اور قندہار کو لیکر بادشاہ کے حوالہ کریں اور دل میں یہ منصوبہ تہا کہ مرزا عسکری نے مرزا
کامراں کے کہنے سے قلعہ کے استحکام میں اہتمام کیا تہا اگر اوسکو روز بد پیش آئے اور بادشاہ قلعہ
فتح کرے تو پھوپھی صاحبہ مرزا عسکری کے قصوروں کو معاف کرادیں +

قلعہ قندہار اصل میں بڑا مستحکم تھا وہ گل کا تہا اسلئے اوس کا قلع وقمع مشکل تہا اور
اوسکی دیوار کا عرض ساٹھہ گز تہا اور پہر ۔ مرزا عسکری نے علاوہ اسکے استحکام میں بڑا اہتمام

کیا تہا اور توپ و توپچی بہت سے حصار کے اطراف میں جمع کئے تہے۔ اگرچہ بادشاہی بہادر داد مردانگی دیتے مگر وہ فتح نہ ہوتا۔ اس امید و محاصرہ سے امراء قزلباشیہ گہبرائے۔ وہ یہہ سمجھے بیٹھے تہے کہ ہمایوں جسوقت قندہار میں قدم رکہے گا۔ قوم جغتائی کا جمگہٹا اوسکے گرد لگے گا۔ اب یہاں یہ دیکہا کہ کسی نے اوسکی بات نہ پوچھی غرض اس پراگندگی میں وہ نگا ارادہ ہوا کہ کیوں جھگڑے میں پڑیں ایران اولٹے چلیں۔ اون کی اس بات کو ہمایوں سمجھ گیا تو قلعہ کے لینے میں اور پہلے سے زیادہ اہتمام کیا اور ایک مورچل نہایت مستحکم بنایا ترکمانوں نے یہ دیکہہ کر قلعہ کے لینے میں دل لگایا۔ اور مرزا عسکری کو سراسیمہ و پریشان کیا۔ او سنے عاجز ہو کر میر طاہر کے ہاتہہ یہ عرضداشت بہیجی کہ پہوپہی صاحبہ تشریف لاتی ہیں اونکے آنے تک مجھے مہلت دیجیے کہ اونکے ذریعہ سے اپنی خاطر جمع کر کے حضور کے پاس حاضر ہوں بادشاہ نے اسکی درخواست کو منظور کر لیا۔ اور فہم قلعہ میں اہتمام کم کر دیا۔ ظاہر میں مرزا نے یہ روش عجز اختیار کی اور باطن میں استحکام قلعہ میں کوشش کی جب بیگم صاحبہ اور بیرام خان دونو آگئے تو پہر مرزا نے مخالفت اختیار کی۔ بیگم صاحبہ نے ہرچند اوسکو سمجھایا کہ تو اپنی اس حرکت سے باز آ اور بادشاہ پاس چل مگر اوسنے اپنی خشونت و سرکشی کو نہ چھوڑا اور دشمنی کے سبب سے بیگم صاحب کو بادشاہ سے ملنے بھی نہ دیا۔ مرزا کی ان ناراستی سے ناراض ہو کر ہمایوں نے تسخیر قلعہ میں اہتمام زیادہ کیا۔ اس اثنا میں الغ بیگ مرزا ابن سلطان محمد مرزا کہ نبائر دختری سلطان حسین مرزا کے تہی و شیر افگن بیگ و فضیل بیگ و میر برکہ و مرزا حسن خان اور ایک جماعت کابل سے بادشاہ کی خدمت میں آئی۔ ان لوگوں کے آنے کا سبب یہہ تہا کہ الغ مرزا کو مرزا کامراں نے قید کیا تہا اور احتیاطاً ہر ہفتہ میں اسکو ایک آدمی کے سپرد کرتا جب شیر افگن خان کو اوسکے سپرد کرنے کی نوبت آئی تو وہ مرزا سے ڈرتا تہا اسلئے وہ اس جماعت سے اتفاق کر کے الغ مرزا کو لیکر بادشاہ پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے بے دریغ اوسکو خلعت امتیاز سے سرافراز کیا۔ زمین داور الغ مرزا کو عنایت کی۔ قاسم حسین خان اگرچہ ان لوگوں کے ساتھ آیا تہا مگر راہ بھول کر ہزارہ قوم کے

ہاتھوں میں پڑ گیا تھا چند روز کے بعد لٹ کتا سیدل آلمہ بلا آیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے
اخلاص میں کچھ نقصان تھا کہ راہ بھول کر اتنی بلاؤں میں مبتلا ہوا۔ بعد اسکے وہ بیگ ہزارہ
خیل و حشم کے ساتھ آیا اور اعیان کابل کے عرایض لایا۔ اس جماعت کے آنے سے اور اکثر
امرا اور اعیان کابل کی عرایض پہنچنے سے لشکر شاہی میں بڑی خوشی ہوئی۔ قزلباش جو
متردد خاطر ہوئے تھے وہ مطمئن ہوئے۔ جد و جہد از سر نو کرنے لگے جبکہ قلعہ داری کے ارکان میں
تزلزل آیا اور کنگرہ محافظت کے پائے ثبات پھسلے ساکنان قلعہ روز بروز احوال مرزا عسکری کا لکھتے
تھے کہ گیر و دار میں مردانہ کوشش کرو اور قلعہ کشائی پر کمر ہمت محکم کرو اور اہتمام سے ہاتھ مت اٹھاؤ کہ
اہل قلعہ جتنگ ہو رہے ہیں آخر کار یہ نوبت آئی کہ مرزا عسکری کے اعیان الگ الگ اٹھ کے قلعہ سے
باہر نکلنے شروع ہوئے۔ توپچی اور پیادے فصیل سے کود کر باہر جانے لگے۔ بڑے بڑے امیر قلعہ
کے اندر سے بھاگ کر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ اب اہل قلعہ کو یقین ہو گیا کہ قلعہ کی نگاہداشت
ممکن نہیں مرزا عسکری بھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر سراسیمہ و مضطرب ہوا کہ نہ اوسکی رائے قلعہ
میں بیٹھنے کی تھی نہ روئے بادشاہ پاس آنیکا تھا غرض نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا حال تھا۔
اول اوسنے بادشاہ سے التماس کی کہ قندھار میں آپ کو سپرد کرتا ہوں مجھے راہ دیجئے کہ کابل
چلا جاؤں۔ بادشاہ راضی نہ ہوا جب اس خیال خام نے صورت نہ پائی تو خانزادہ بیگم کو بادشاہ پاس
بھیجا کر اوسکے گناہوں کی سفارش کرائی۔ بادشاہ نے پھوپھی صاحبہ کی استدعا سے مرزا عسکری
کے جرم معاف کر دیئے جمعرات کے دن بتاریخ ۲۵ جمادی الاول ۹۵۲ھ مرزا عسکری مع اپنے
رفقا کے ننگی تلوار ترکش گلے میں ڈالے ہوئے بر سر دربار قصوروں کی معافی کے لئے حاضر ہوا
ہمایوں نے اسکا قصور معاف کیا۔ تلوار کو گلے سے اتروا دیا اور برابر بٹھایا اور ناچ رنگ کا جلسہ کی
دھوم دھام کا جما یا۔ گو یہ ظاہرداری کی باتیں ہو رہی ہیں مگر دلوں میں بغض و کینہ بھرا ہوا تھا۔ اس
عیش و نشاط کی مجلس میں عسکری کا وہ حکم اوسکے سامنے پیش کیا کہ جو اوسنے ہمایوں کی گرفتاری کے
لئے اسوقت بلوچی حاکموں کو دیا تھا کہ وہ ایران کو بھاگا جاتا تھا اس حکم کے دیکھتے ہی عسکری کا
چہرہ فق ہو گیا۔ کاٹو تو بدن میں لہو کی بوند نہ تھی عیش منغص ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو

نظربند کریں تاکہ وہ اس بند میں جہد بعد نہ کر پذیر ہو۔ کورنش کے لئے اوسکو لاتے رہیں

دوسرے روز بادشاہ ایرانی افسروں کے ساتھ قلعہ میں آیا۔ بداغ خاں نے عرض کیا کہ شرائط عہدنامہ کے موافق قلعہ اور جو کچھ اس میں ہے خاصکر مرزا عسکری کا خزانہ شاہ طہماسپ کے حوالہ کیا جائے اگر بادشاہ کو خزانہ دینے سے انکار ہو تو مرزا عسکری حوالہ کیا جائے بادشاہ نے فرمایا کہ میں قلعہ اور اوسکا سارا سامان دینے کو تیار ہوں طہماسپ کا دعوی خزانہ پر کچھ نہیں ہے مگر میں اوسکو دستانہ بھیجتا ہوں وہ مرزا عسکری کے مکان میں گیا اور خزانہ کے صندوق منگوائے۔ اور انپر قفل لگوائے اور اپنی اور امرا ایرانی کی مہر اوسپر لگائی اور اپنے خیمہ کو مراجعت کی اسوقت سے بادشاہ اور ایرانیوں میں آپس میں رنجیدگی شروع ہوئی تزلباشوں نے خزانہ کو جلد طہماسپ پاس روانہ کیا اور مہلت نہ دی کہ کوئی اوسکے لے لینے کی کوشش کرتا۔ پھر اونہوں نے اصرار کیا کہ مرزا عسکری اونکو بطور اول کے ہمراہ کیا جائے کہ وہ خیریت کے ساتھ مراجعت کریں اور اگر وہ حوالہ نہ کیا جائیگا تو ہم اوسکو زبردستی لے لینگے بادشاہ کو یہ اونکا دعوی بہت برا معلوم ہوا اونے اپنے قیدی اونکے ہاتھ سے بچانیکے لئے اور اپنے لشکر کی کروفر دکھانے کے واسطے اپنے پرانے رفیقوں کو جو اب اس پاس آگئے تھے مع لشکر بلایا اور اونکو ترپوں میں تقسیم کیا اور سب کو مسلح کرکے ملاحظہ کیا اس سے ایرانی چونک پڑے اور اوسکی قوت کو دیکھ کر ڈرنے لگے پھر اونہوں نے کچھ درخواست کی جغتائیوں کو اور اہل شہر کو جو یہاں رہنا نہیں چاہتے تھے تین روز کی اجازت ملے کہ وہ امیں مع اپنے اہل و عیال کے چلے جائیں کوئی اونکو تکلیف نہیں دی جائے گی چوتھے روز موافق عہدنامہ کے یہ قلعہ ہمایوں نے محمد مراد مرزا کو حوالہ کیا اور خود بدولت چار باغ بابری میں جاکر آب ارغنداب پر ٹھیرا اور اپنی ترکان کو اوتارا یہاں اوس پاس اور گرد کے اضلاع سے آدمی آن آنکر ملتے جاتے تھے +

جب قندہار کی فتح کی اور کابل کی طرف جلد بادشاہ کے آنے کی خبر مرزا کامران کو کابل میں پہنچی تو مرزا بڑا متردد ہوا اوسنے شاہزادہ اکبر کو خانزادہ بیگم کے پاس سے بلا کر اپنی

جانم بیگم کے حوالہ کیا۔ شمس الدین محمد غزنوی معروف اتگہ خاں کو مقید کرکے ایک بری جگہ میں
ڈال اور اپنے امراء سے مشورہ کیا کہ مرزا سلیمان کے ساتھ کیا کرنا چاہئے ملا عبد الخالق کہ
مرزا کامراں کا اُستاد تھا اور بانو آغے کا امور ملکی میں دخل رکھتا تھا کہا کہ مرزا کو دلاسا دیکر
بدخشاں دیدینا چاہئے تاکہ وہ وقت پہ کام آوے۔ مرزا سلیمان کا نصیبہ جاگا کہ اس سے
چندروز پہلے میر لطف علی میر ہزار تیشکانی و میر علی بلوچ نے قلعہ ظفر کو تسخیر کیا تھا اور
قاسم برلاس کو اور اعیان کے ساتھ مقید کیا تھا اونہوں نے مرزا کامراں کو یہ پیغام دیا کہ مرزا سلیمان
کو اب بھیجدیجئے اور ولایت بدخشاں وسکے سپرد کیجئے اور نہیں تو ان آدمیوں کو جنکو ہم نے
قید کیا ہے مار ڈالینگے اور ملک بدخشان ازبکوں کو سپرد کردینگے۔ اسلئے مرزا کامراں نے
مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم و خرم بیگم کو بدخشاں بھیجدیا۔ یہ مرزا کچھہ دور گئے تھے کہ مرزا کامراں
رخصت دینے سے پشیمان ہوا اور مرزا سلیمان پاس آدمی بھیجا کہ کچھہ باتیں مجھے زبانی کہنی ہیں وہ
آکر سُن جاؤ۔ اس بلانے سے مرزا سلیمان بدگمان ہوا معذرت نامہ جواب میں لکھا کہ میں
نیک ساعت میں روانہ ہوا ہوں اسلئے الٹا نہیں آسکتا جو کچھہ ارشاد کرنا ہو اوسکو لکھہ کر کسی
معتمد کے ہاتہہ بھیجدیجئے میں اوسکے موافق عمل کرونگا۔ خود جلدی بدخشاں میں پہنچا۔ یہاں
پہنچ گیا تھا کہ سارے عہد و پیمان کا توڑنا تھا۔ اسی اثنا میں یادگار ناصر مرزا بھی کابل سے
بھاگ کر بدخشاں پہنچا۔ اب مرزاؤں میں سے کوئی سوا مرزا ہندال کے کامراں پاس نہ رہا اوسکی
استمالت کیلئے یادگار ناصر مرزا نے آغا قب بیگ بھیجا کہ اوسکو پکڑکر لائے اور یہ اوس سے
پکا وعدہ کیا کہ جو ملک میرے قبضہ میں اب ہے اور آئندہ حاصل ہوگا اوسکی تہائی میں تجھے دیدونگا
مگر شرط یہ ہے کہ یکجہتی اور برابری کے حق ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو۔ اس
اقرار پر مرزا کو رخصت دی۔ مرزا ہندال اوسکی بدسلوکی سے تنگ ہوگیا تہا۔ مہربانی اس اقرار کو
قبول کرکے اوسکے ہاتہہ سے خلاصی پانے کو غنیمت سمجھا اور پائے چار سے گذر کر
ہمایوں کے پاس چلا آیا+

ان حادثات کے واقع ہونے سے مرزا کامراں سراسیمہ ہوا اور اصلاح کار کا سررشتہ گم کیا

ملازمان و مصاحبون میں سے ایک ایسا باقی نہیں رہا کہ اوس کا بہبود خواہ ہوکر ایک سچ بات کہتا کیونکہ
اکثر آدمیوں کا دیدۂ بصیرت ایسا بند تہا کہ وہ سبیل سداد و طریق رشاد کو جانتے ہی نہ تہی ایک گروہ ایسا
تہا کہ صلاح حال کو جانتا تہا مگر نفس الامر کے کہنے میں دم مارنے کی قدرت نہیں رکہتا تہا جسکے
دو سبب تہے ایک یہ کہ بعض کو عرض کرنے کا یارا نہ تہا۔ دوم یہ کہ بعض کو مرزا کی خاطر کا ملاحظہ تہا
کہ اظہار حق کو صلاح وقت نہیں دیکہتے تہے اونکو یقین تہا کہ اپنی خود رائی کے سبب سے صلاح کار
قبول کرنا اوسکے مشرب میں داخل نہ تہا۔ ہمارے کہنے سے فوراً ناراض ہو جائیگا اور اوس کی
آزردگی قائل کو اپنی قدر و منزلت سے گرا دیگی ۔

حق دولت خواہی و شرط خیر اندیشی یہ ہے کہ ایسے امور میں اپنی زبان کو منظور نظر نہ رکہے
اور حق کہنے میں توقف نہ کرے کہ آخر کار اسکا ضرر سب کے حال پر عائد ہوتا ہے اور ان اعمال کا
نقصان سب کی دولت پر لاحق ہوتا ہے اور مشورہ کی خیانت جو سب سے بڑی خیانت ہے
اور بہت بڑا گناہ ہے اپنا نتیجہ پیدا کرتی ہے اور بے دیانتی و خوشامد گوئی جسمیں بڑی
بے دولتی و بے سعادتی ہے وہ اوسکے مآل اور حال میں نمودار ہوتی ہے اس طائفہ کو
یہ سزاوار ہے کہ اگر اظہار صدق اور حق کے نہ چہپانے میں کوئی امر نا ملایم پیش آتا ہو جس سے
طبیعت کو نفرت ہو تو اوسکو اپنی سعادت جانے اور خوش ہوکر اپنی انبساط کی جبین میں چین
نہ ڈالے اگرچہ بحسب ظاہر بزرگوں کے ضمیر پر یہ امر شاق معلوم ہوتا ہے مگر والا جناب اوسکے باطن
اوسکی تحسین فرماتے ہیں اگرچہ یہ امر اپنے صاحبوں کی راے کے خلاف بظاہر معلوم ہوتا ہے
مگر درمعنی اسسے وہ آپ بری الذمہ ہوتا ہی اور حق نعمت ادا کرتا ہے اور عاقبت اندیشوں اور
اور آخربینوں کے نظر میں وہ محمود القول و فعل معلوم ہوتا ہے غرض مرزا کا مزاج میں
اسوقت عقل مصلحت آموز نہی ورنہ ایسے ہمراہ عقل افزا تہے اسلئے وہ غلطی پر غلطی کرتا چلا جاتا تھا

جب مہمات قندہار سے بادشاہ کو فراغت ہوئی تو تسخیر کابل کا ارادہ ہوا اُس ارادہ سے
فردوس مکانی کے باغ سے سفر کرکے مقام حسن ابدال سے اور گنبد سفید میں فروکش ہوا
قزلباش مدت سفر کے امتداد سے دلگیر ہو رہے تہے۔ مدت سے اپنا گہر نہیں دیکہا تہا اس لئے

سبب سے امیر مع اپنی سپاہ کے بے رخصت اپنے اپنے گھر چلے گئے بعض نے وہیں ہو کر بھی
سے رخصت لی - جو چلے گئے وہ چلے گئے جو باقی رہے اونہوں نے ظلم کرنا شروع کیا
اور غریب قندہاریوں پر بے خوف و خطر دست درازی شروع کی شہر کے چھوٹے
بڑے سب فریاد زناں اور دادکناں بادشاہ پاس آئے اب بادشاہ اس معاملہ میں
متردد تہا کہ اگر میں ستمگاروں کو تنبیہ کرتا ہوں تو شاہ ایران آزردہ خاطر ہوتا ہے اور اگر
قانون داد پر عمل نہیں کرتا تو بیدادگر زیردستوں پر دست درازی سے باز نہیں آتے
اور اس سے خدا کا قہر نازل ہوتا ہے وقت کا مقتضا یہ نہ تہا کہ اس امر کا فیصلہ کرتا اسلیے
اوسکو دوسرے وقت پر موقوف رکہا -

جب کابل کی یورش کا ارادہ مصمم ہوا تو بداغ خاں سے ہمایوں نے کہا کہ چند منزل
مکان قلعہ کے اندر مستورات کے رہنے کے واسطے اور اسباب ضروری کے رکہنے کے
لئے عنایت کیجئے اور یہ بہی اوس نے کہا کہ ہم نے تم کو اپنے عہد کے موافق قندہار دیدیا
ہے مگر یہاں اپنی خاطر جمعی کے واسطے آدمیوں کا چہوڑنا ضرور ہے - بداغ خاں نے نامعاملہ
فہمی کے سبب سے اس درخواست قبول کرنے سے انکار کردیا امراء عظام نے کہ بادشاہ کی
ملازمت میں تہے کہا کہ ہمکو ایک کار عظیم درپیش ہے قندہار کا ہمارے پاس ہونا ناگزیر ہے
تاکہ ہم فارغبال ہو کر اپنا کام کریں شاہ ایران کی خاطر سے اوسکے آدمیوں کو آزردہ خاطر کرنا
بادشاہ کو منظور نہ تہا - وہ ایرانیوں کی حرکات ناشائستہ کو تحمل سے دیکہتا رہا - یہ بہی وہ
سوچتا تہا کہ بدخشاں کی طرف کوچ کرکے مرزا سلیمان کو ہمراہ لیجئے اور کابل کو تسخیر کیجئے
ان دنوں میں شاہ ایران کا بیٹا مرزا مراد جنت کی سیر کو گیا مقربین نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ موسم سرما سر پر آیا اس کوہستان میں اہل و عیال و اسباب و اثقال کا لیجانا محال نظر
آتا ہے اسپر شاہ ایران نے رحلت کی اب قندہار کو ایرانیوں کے پاس چہوڑنا مناسب نہیں ہے
خصوصاً ایسی خودسر جماعت کے ہاتہ میں کہ ملک کی تخریب کرتی ہے اور آسایش و رفاہیت
خلق میں خلل ڈالتی ہے باوجودیکہ یہ مقرر ہوچکا تہا کہ وہ ہمیشہ بندگی کے لئے کمربستہ رہکر

ملازمِ سرکار ہو چکی اب اوسنے انحراف کیا اور احکام کے قبول کرنے میں سرگرمی نہیں کرتی بلکہ عدول حکمی کرتی ہے اور ظاہر و باطن میں مخالفت پر موافقت کی ہے اور بے آبرو کی نقاب منہ پر ڈالی ہے مناسب ہے کہ عاجز و مساکین کے دامن کو اونکے دست تعدی سے بادشاہ چھڑائے ہرگز شاہ ایران کی خاطر پر غبار اس سے نہیں بیٹھے گا۔ کہ آپ غریبوں اور مظلوموں کی دادرسی کرینگے حضور ملاحظہ فرمائیں کہ کابل کتنا دور دراز کا رستہ ہے ہزارہ اور افغانوں کا لشکر مور و ملخ سے زیادہ رستہ میں پڑا ہے اور وہ مرزا کامران کا دم بھرتا ہے وہ ہمکو بغیر روکے کیسے راہ دیگا۔ اسلئے اول کام یہ ہے کہ کوئی مامن ہاتھ آئے سو وہ بجز قندھار کے کوئی اور مقام نظر نہیں آتا۔ پس عقل و عرف و عدل کے موافق بداغ خاں کو فرمائے کہ وہ خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے قندھار خالی کردے اور اگر وہ خالی نہ کرے تو محاصرہ اور استیلا سے اسے خالی کرائے اور شاہ ایران کو محبت نامہ موافق ماجرا عرض کرنا اور اقتضاء مصلحت وقت جو فور صداقت اور ایفائے وفاق پر مشتمل ہو لکھے۔ شاہ والا گہر جو دانش و انصاف سے ہے وہ اس عمل کو مستحسنات سے شمار کریگا اور اس باب میں سب سے زیادہ پیرو کار حاجی محمد خاں قشقچی تہا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جو کہتے ہو یہ سب سلم لیکن محاصرہ کرنا اور تیغ و شمشیر چلانا برائی سے خالی نہیں۔ اگرچہ ایرانیوں نے منہج اعتدال سے انحراف کیا لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ اوسکے جواب میں میرے آدمی کوئی بے اعتدالی کریں اس صورت میں بداغ خاں کے آدمی ضائع ہونگے اور اس امر کا نتیجہ اہل روزگار کو بدنما معلوم ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ عقل و اندیشہ کے وسیلے سے کوئی تدبیر نکالنی چاہیئے کہ بے جنگ و جدل قلعہ ہاتھ لگ جائے۔ اسلئے بداغ خاں کے پاس آدمی بھیجا کہ ہم تو تسخیر کابل کے لئے جاتے ہیں اور مرزا عسکری کو قندھار میں مقید رکھنا چاہتے ہیں تاکہ آپکے خاطر جمع رہے اب اس درخواست کو منظور کیجے۔ بداغ خاں نے اسمیں اپنی مصلحت سمجھ کر درخواست کو قبول کرلیا۔ یہاں یہ مقرر ہوا کہ دلاوران کار دیدہ اور بہادران معرکہ آزمودہ حدود قندھار میں جاکر کمین میں بیٹھیں اور ناگہاں وقت پاکر ہمت اور جلاوت کی پامردی سے قلعہ کے اندر گھس جائیں بیرام خاں اور حاجی محمد وغیرہ سرداروں کے لئے قلعہ کے دروازے سے مقرر کیے گئے کہ وہ ایسے وقت

قلعہ کے اندر جائیں کہ صبح صادق ہونے کو ہو سب سے پہلے لدے ہوئے اونٹوں کی قطار قلعہ کے
اندر جاتی تھی اوس کے پیچھے پیچھے چھپ کر اول حاجی خاں قلعہ کے دروازہ میں داخل ہوا
دربان اوسکے جانے کا مانع ہوا اوسنے کہا کہ بداغ خاں کے حکم سے ہم مرزا عسکری کو
لائے ہیں کہ قلعہ میں مقید کریں مگر اس کہنے سے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ دربان دروازہ کو بند
کرنے لگا کہ حاجی محمد خاں نے تلوار سے ہاتھوں کو قلم کیا۔ ایک جماعت قزلباشوں کی
لڑنے کو کہڑی ہو گئی اور قتل ہوئی۔ بیرام خاں دوسرے دروازہ سے داخل ہوا۔
قزلباش بہاگ کر ایک برج میں متحصن ہوئے دوپہر کو بادشاہ خود قلعہ میں آیا حیدر سلطان کے
وسیلہ سے بداغ خاں بادشاہ پاس آیا اور سجدہ خجالت اور عذر تقصیر بجا لایا۔ بادشاہ نے
عنایت کر کے رخصت کیا اور شہر بیرام خاں کو عنایت کیا اور شاہ ایران کو مکتوب لکھا
کہ بداغ خاں نے آپ کے حکم کے خلاف کام کیا اور خدمت گذاری میں قصور کیا اس لئے قندہار
کو اوس سے لیکر بیرام خاں کو حوالہ کیا اب وہ آپ سے متعلق ہے۔ از اکبرنامہ الفنسٹن صاحب نے
اپنی تاریخ میں اس معاملہ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ غالب ہے کہ ہمایوں ان لاطائل
عذروں کا محتاج نہ تھا جنکو ابو الفضل نے اکبرنامہ میں بہت زور شور سے اوسکی جانب سے بیان
کئے اسلئے کہ ہمایوں کے لئے یہی عذر کافی و وافی تھا کہ ان عہدوں کا پورا کرنا اوسپر واجب و لازم نہ تھا
جو بجبر و اکراہ اوسنے تسلیم کئے تھے۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ یہ تقریر و دلیل اوسکے مذہب کے بدلنے
کی نسبت ہو سکتی ہے قندہار کے حوالہ کرنے سے تعلق نہیں رکھتی اسلئے کہ ملک قندہار اس
امداد و اعانت کا بدلا تھا جو شاہ طہماسپ کی جانب سے ظہور میں آئی تھی اور شاہ کے اختیار
و قید سے ہمایوں بالکل آزاد ہو کر نکل گیا تھا اسکے بعد اسکی تائید و کمک سے فائدہ اٹھایا
تو اوسنے قول و قرار کو از سر نو نہایت مضبوط و مستحکم کیا تھا غرض ایسی عہد شکنی و خلاف وعدگی
اور علاوہ اسکے ان نامعقول حرکتوں کے سبب سے جو عہد شکنی کے ساتھہ سرزد ہوئیں اگر
ہمایوں پر کافر نعمتی کا دھبا نہ لگے تو دغا بازی کے داغ سے وہ پاک صاف نہیں رہ سکتا
اس اثنا میں مرزا عسکری نے جان بخشی کی قدر نہ جانی اور بھاگ گیا چند روز بعد ایک افغان نے

انکو خبر ملی کہ مرزا میرے گھر میں چھپا ہوا ہے کسی آدمی کو بھیجکر اوسکو گرفتار اسطرح کر لیجے کہ
میرا نام نہ ہو۔ بادشاہ نے دو آدمی بھیجکر اس افغان کے گھر سے پکڑوا منگایا وہ ایک ٹاٹ
کے اندر چھپا ہوا تھا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کر دیا اور ندیم کو کلتاش کے حوالہ کیا
ولایت قندہار کو اولیائے دولت پر اس طرح تقسیم کیا۔ ولایت تیری الغ مرزا کو دی اور
اور پرگنات لہو حاجی محمد خاں کے وجہ علوفہ میں دئے زمین داور اسمعیل بیگ اور قلات
شیر افگن خان کو شال حیدر سلطان کو اور اوروں کو اونکے مناسب حال جاگیریں دی گئیں
اب بادشاہ نے مہم قندہار سے سب طرح فارغ ہو کر تسخیر کابل کا ارادہ کیا۔
یہ بھی ہمایوں کو ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی کہ ہندوستان سے ایک قافلہ
بزرگ آیا تھا سوداگروں نے دلخواہ سودا کر کے سترہ سو گھوڑے ترکمانوں سے خریدے تھے اس قافلہ
کے سرداروں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور ہمارے گھوڑے خریدیں اور اونکی قیمت
ہندوستان کے فتح کرنے کے بعد مرحمت فرمائیں تو ہماری بھی امداد فرمائیں۔ بادشاہ
نے حکم دیا کہ بیچنے والوں کی دلخواہ قیمت پر گھوڑے مول لے لئے جائیں اور اونکو قیمت کے
تمسک لکھ دئے جائیں۔ ابو الفضل نے تو یہ لکھا ہے مگر تذکرۃ الواقعات ہمایونی میں یہ
یہ لکھا ہے کہ ہمایوں نے قلعہ قندہار لے لیا تو باغ خلجیہ میں ایک مہینہ قیام کیا۔ ایرانیوں کو
اسقدر بادشاہ کا پاس پڑا رہنا ناگوار ہوا بداغ خاں نے بادشاہ کے لشکر کی رسد بند کر دی
بادشاہ نے اس امر میں اپنے امرا سے صلاح پوچھی تو اونہوں نے کہا کہ گھوڑے چڑھنے
کے لئے لشکر میں نہیں ہیں ایرانیوں نے اپنے سترہ سو گھوڑے سوداگروں کے ہاتھ بیچے
ہیں اور وہ قلعہ کے باہر بندھے ہیں اونکو لے لینا چاہئے۔ بادشاہ کے آدمیوں نے سوداگروں
سے یہ گھوڑے زبردستی چھین لئے سوداگر بادشاہ پاس فریادی آئے۔ تو اونکو قیمت
کے تمسک لکھ دئے۔ بادشاہ نے کچھ گھوڑے اپنے لئے رکھے باقی امیروں کو تقسیم کر دئے ان
سب گھوڑوں پر داغ لگایا گیا۔ وہ بیگ ہزارہ مالی اور جانی خدمات کرنی چاہتا تھا
جب بادشاہ قلعہ پیری کے قریب آیا تو اوسنے گھوڑے اور گوسفند اپنے حسب حال

بشلش میں ہے۔ اس نواح میں سبزہ زار بہت ہے اسلئے بادشاہ نے دل دو ماہ کے تر و تازہ کرنے کے لئے قیام کیا خانزادہ بیگم نے علیل ہو کر یہیں انتقال کیا مرزا ہندال قندہار کے قریب بادشاہ سے آن ملا تھا۔ بادشاہ اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور اسپر بہت عنایت کی وہ بہت آدمیوں کے آنے کا مقدمہ تھا کابل سے جوق جوق بڑے بڑے آدمی چلے آتے تھے یہاں ہوا کے اختلاف و امتزاج سے اس اوہیں بادشاہ کے لشکر میں بیماری و وبا شروع ہوئی اور بہت سے آدمیوں نے شہرستان عدم میں سفر کیا جید سلطان بھی اونہیں تھا جب مخالفت ہوا نے شدت پکڑی اور بادشاہ کے ساتھہ آدمی کم رہ گئے تو مرزا ہندال نے عرض کیا کہ مناسب ہے کہ اس زمستان میں قندہار میں حضور مراجعت کریں اور اوائل بہار میں سرانجام لشکر کر کے تسخیر کابل پر توجہ فرمائیں۔ بادشاہ نے اوسکے روبرو کچھہ نہیں کہا۔ مگر میر برکہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ اگر اپنی اور اپنے آدمیوں کی تکلیف کا خیال ہو تو وہ زمین اور میں چلا جائے اور جب کابل فتح ہو تو وہ چلا آئے۔ مرزا اس پیغام سے نہایت خجل ہوا عذر تقصیر کیا۔ اثناء راہ میں جمیل بیگ برادر بابوس عالم غزنیں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے بھائی بابوس کا قصور معاف کرایا۔ غرض کامران کے امرا کا حال ہمایوں پاس آنے کا بھیڑوں کا سا ہو گیا تھا کہ جہاں ایک گیا وہاں سب جائیں۔ کابل کے امیروں کا ہمایوں پر تقاضا تھا کہ وہ آگے بڑھا آئے۔ جب بادشاہ کی فوج کوہستان سے نکلکر پریت شیخ علی میں آئی جو نعمان وار قندی کی نواح میں واقع ہے۔ تو مرزا کامران سراسیمہ ہوا اور قاسم برلاس کو ایک جماعت کے ساتھہ آگے بھیجا اور قاسم مخلص ترہتی مرزا کا میر آتش تھا فرمایا کہ توپخانہ کو جلکہ دوری میں پریت بابوس کے قریب ہے پہنچا کر لگائے۔ اور عیال مردم کو قلعہ کابل کے باہر تھے ان سبکو قلعہ کے اندر لے گیا اور استحکام قلعہ کے بعد پریت بابوس کے قریب بیٹھکر ترتیب افواج اور تقسیم صفوف میں اہتمام کرنے لگا موضع تکیہ چار میں قاسم برلاس کہ ایک جماعت کے ساتھہ پہلے آیا تھا اوسپر افواج شاہی میں سے خواجہ معظم و حاجی محمد خاں لوہ مدفیر قلن نے خوب دست بردکی اور قاسم برلاس اُنکا مقابلہ نہ کرسکا۔ بھاگ گیا جب فوجوں میں فاصلہ تھوڑا

تو مرزا ہندال ہراولی کے منصب پر ممتاز ہوا اور خود بادشاہ ارقندی کے نواح میں آیا۔ بابوس و جمیل بیگ اپنی جمعیت کے ساتھ اور شاہ بردی خان جنگی گردیزہ و بنگش دفتر متعلق تھے یہ سب آنکر بادشاہ کے پابوس ہوئے۔ اسکے بعد مصاحب بیگ بہت آدمیوں کے ساتھ آیا۔ اس اثنا میں بابوس نے عرض کیا کہ توقف کا وقت نہیں ہے سوار ہو جیے کہ سارے آدمی آپ پاس آتے ہیں بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا اس عرصہ میں حید سلطان کے بیٹے علی قلی صفرچی اور بہادر حاضر ہوئے کچھ دنوں کے بعد قراجہ خاں آنکر زمیں بوس ہوا۔

مرزا کامران کا قاصد بھیجنا اور غزنیں کو بھاگنا اور ہمایوں کا کابل پر قبضہ کرنا +

مرزا کامران نے اب ہمایوں کے اقبال میں اپنا ادبار دیکھا تو اپنے جرموں کے استعفا کے واسطے اور بعض ملتمسات کی عرض کرنے کے لئے خواجہ حاوید محمود و خواجہ عبدالحق کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بادشاہ کے لشکر اور مرزا کے لشکر میں آدہ کوس کا فاصلہ بھی نہیں تھا کہ خواجہ بادشاہ کی خدمت میں آن پہنچا۔ بادشاہ نے ان ملتمسات کو مرزا کی ملازمت پر موقوف رکھا اور عنایات کے وعدے کرکے خواجہ کو باحترام رخصت کیا۔ اور خود مردی اور مروت کے سبب سے توقف کیا۔ مرزا کی غرض خواجہ کے بھیجنے سے یہ تھی کہ کچھ فرصت ملجائے اور لشکر شاہی حملہ میں توقف کرے جب رات ہوئی تو وہ ارک کابل میں گیا اور وہاں سے مرزا ابراہیم اپنے بیٹے اور اہل و عیال کو لیکر بینی حصار کی راہ سے غزنیں کو بھاگ گیا۔ جب بادشاہ نے مرزا کے بھاگنے کی خبر سُنی تو بابوس کو مع اپنے معتمدوں کے ساتھ کابل میں بھیجا کہ کوئی وہاں سپاہ و رعیت کو گزند نہ پہنچا سکے اور سب کو عنایت شاہی کا امیدوار کرے اور مرزا ہندال کو مقرر کیا کہ وہ مرزا کامران کا تعاقب کرے اور خود ۱۲ شہر رمضان ۹۵۲ھ کو کابل کو فتح کرکے شہر میں آیا۔ یہ فتح آیندہ فتوح کا مقدمہ تھا نویدی نے اس فتح کی تاریخ ایک یہ کہی ہے کہ کابل را گرفت دوم یہ مصرع

بے جنگ گرفت کابل از وے۔ بادشاہ بالاحصار میں آیا اور اپنے نونہال شہزادہ اکبر کو دیکھکر دل و جان کو مسرور کیا۔ اوس وقت شاہزادہ کی عمر دو سال دو مہینے آٹھ روز کی تھی۔ صبح کو تمام ارکانِ دولت اور اعیانِ مملکت اور کل خشم اور عام عبید و خدم بادشاہ کے سامنے کورنش بجالائے۔ اور سب نے دعا اور مبارکباد دی۔ تمام جاڑا بادشاہ نے

ارک کابل میں خلائق کی آسائش کے لئے بسر کیا اور عدل و احسان رعایا پر کیا اور ولایت
کابل میں امن امان ہو گیا +

جوہر نے یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک دن بادشاہ نے بہرات گذر گئی تہی مگر روزہ
افطار نہیں کیا تہا۔ اونسے بی بی بکیہ بیگم کے گہر سے کچھہ کہانے کو منگوایا تو ان بیگموں نے
بادشاہ پاس گائے کے گوشت کا قلیہ اور سراول گانے بہیجا جب بادشاہ نے اس کہانے کو
چکہا تو معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے تو اونکی آنکہوں میں آنسو بہر آئے اور فرمایا کہ اے مرزا
کامران تیری بیہودگی کس طرح ہو سکتی تہی کہ تو نے بی بی بکیہ بیگم صاحبہ کے بورچی خانہ میں
ایک گوسفند بہی کہانے کو نہیں چہوڑی کہ وہ بیچاری گائے کا گوشت کہاتی ہے (جو عرب
مفلس کہایا کرتے ہیں) یہ بی بی وہ ہے جس نے ہمارے باپ کی ہڈیوں کو لاکر یہاں دفن
کیا ہے۔ اسنے وہ کام کیا کہ ہم چار بیٹوں میں سے کسی سے بانچ لئے نہ ہو سکا غرض اس غصہ
میں بادشاہ نے صرف شربت پیا اور روزہ پر روزہ رکہا +

انہیں دنوں میں نوش علی اور سوندہ بیگ اعیان سلطنت اور صدر نشین بارگاہ عزت تہے
دنیا سے رحلت کر گئے اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ خواجہ معظم کا ارادہ ہے کہ مقدم بیگ کے ساتھہ لیکر مرزا کامران کے
پاس بہاگ جائے بادشاہ کو یہ امر ناگوار ہوا مقدم بیگ کو کشمیر کی جانب نکال دیا اور خواجہ معظم
کو ہستقامت اور اعتبار کی نظر سے گرا دیا +

شاہزادہ اکبر کا ختنہ +

یہاں مریم زمانی بیگم بہی قندہار سے تشریف لے آئیں اور بادشاہ نے شاہزادہ کا ختنہ
بڑی شادمانی اور تماشا کے ساتھہ کیا اسکا حال اکبر کے بیان میں پڑھو طہماسپ شاہ ایران کے
ایلچی آئے جنمیں سردار ولد بیگ تہا وہ تحفہ ہدایا لائے اور اسنے بادشاہ کی طرف سے فتح کی
مبارکباد دی بادشاہ نے عواطف خسروانی سے انپر نوازش فرمائی مرزا سلیمان کی طرف

ایلچیوں اور مرزا کا آنا +

سے برسم رسالت شاہ قاسم طغائی آیا اور عرضداشت اور پیشکش مرزا کی لایا جسمیں علم اپنے
نہ آنے کے عذر لکہے تہے جسکو بادشاہ نے منظور کرکے حکم دیا کہ وہ حاضر ہو جس سے یکجہتی
و اخلاص معلوم ہو میر سید علی جو ولایت افغان اور بلوچ میں ایک مشہور زمیندار تہا اور

موضع دوکی میں کہ توابع اور اعمال ہند سے ہے اقامت رکہتا تہا وہ صدق و اخلاص کے ساتہہ حاضر ہوا۔ بادشاہ نے دوکی اُسے مرحمت کیا۔ بونک بلوچ کہ اپنی قوم کا بزرگ تہا مع اپنے بہائیوں کے زمین بوس ہوا اوسکو بادشاہ نے شال اور مستنگ عنایت کیا۔ ان آنیوالوں کی کامروائی بادشاہ نے جلد اسلئے کردی کہ ان روستانشینوں کی طبیعت میں وحشت اثر نہ کرے اور دیر لگانے میں یہاں کی آب و ہوا اونکو ناگوار نہ ہو +

مرزا کامران کا سندہ میں جانا – یادگار ناصر مرزا کا قید ہونا +

اگرچہ بادشاہ کے تعاقب میں زاہنداول روانہ ہوا تہا مگر اوسنے کچھہ اوسکی گرفتاری کی پروانہ کی مرزا کامران غزنین میں گیا مگر وہاں اوسکو لوگوں نے شہر کے اندر ہی نہ آنے دیا تو اوسنے خضر خاں ہزارہ کا دامن پکڑا جو اوسکو دل تیمری لے گیا اور پہر زمین داور میں لایا یہاں مرزا نے اپنے قدم جمانے کا قصد کیا مگر جم نہ سکا تو آخر کار مجبور ہو کر سندہ میں پناہ لی

یادگار ناصر مرزا نے بادشاہ کی عنایات سابق و لاحق کو لپیٹ کر بالائے طاق رکہا اور عناد و فساد پر آمادہ ہوا مرزا عسکری کو کہ مظفر کے بہکانے سے خیالات فاسد کرنے لگا جب اوسکی خبر متواتر بادشاہ کے کان میں پہنچی اور مخبران صادق نے اوسکو ثابت کیا اور عبداللہ خان شیخ نے کہ وہ اوسکے فاسد مشوروں میں شریک تہا حقیقت معاملہ کو تحقیق کے ساتہہ تفصیل سے بیان کیا تو بادشاہ آشفتہ خاطر ہوا مظفر کو کہ کو قتل کیا اور یادگار ناصر مرزا کو طلب کیا قراچہ خاں کی زبانی عتاب آمیز باتیں اوسکو کہلا بہیجیں جسکا ماحصل یہ تہا کہ ہم کو یہ گمان تہا کہ اس مرتبہ جو ہم نے تیرے بڑے بڑے جرموں سے از سر نو درگذر کی تہی اور بہت مہربانیاں کیں ہیں تو شرمندہ ہو کر تقصیرات ماضی و حال کی تلافی تو کرے گا۔ کفران نعمت کی بہی کوئی حد ہوتی ہے مرزا شرمندہ سر جہکائے ہوئے کبہی سکوت کبہی انکار کبہی تجاہل عارفانہ کرتا تہا غرض بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو ارک کابل میں وہاں جہاں میرزا عسکری تہا مقید کریں بعض مورخ لکہتے ہیں کہ فہرست جرائم میں اوسکے تین جرم تہے جو گواہوں کی گواہی سے ثابت کئے گئے تو قید کا حکم ہوا۔ اس طرح مقدمہ کے مرتب ہونے اور گواہوں کی شہادت سے ثبوت لینے کی مثالیں بہت کم تاریخ میں موجود ہیں جب مرزا سلیمان حاکم بدخشاں کی

نسبت یہ امر تحقیق ہو گیا کہ اوسنے بادشاہ کی فرماں برداری سے سرتابی کی اور اپنی سرداری
کا درد سر رکھتا ہے اور اس خیال باطل میں رنج کشی کر رہا ہے تو اوائل ۹۵۳ھ میں بدخشاں
کی طرف بادشاہ روانہ ہوا مرزا کے انحراف کے اسباب تھے کہ فتح کابل کے بعد خوست و
اندراب جو مرزا کے تصرف میں تھے اونکو بادشاہ نے کسی اور ملازم کو عنایت کیے۔ مگر مرزا نے
وہ نہ دیے۔ مرزا تمام بدخشاں کا مالک تھا اسلئے بادشاہ چاہتا تھا کہ قندوز اور اوسکی حدود
کسی اور ملازم کو جاگیر میں دیدے اور مرزا سلیمان کے باپ کو جو بابر نے جاگیر دی تھی اوسپر
بسر اکتفا کرے۔ اور جب مملکت محروسہ وسعت پیدا کرے تو اوسکی جاگیر بڑھادی جائے
لیکن مرزا نے بادشاہ سے اس معاملہ میں روگردانی کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔
اسلئے بادشاہ نے اسکی مخالفت کے مٹانے کا ارادہ مصمم کیا۔ اور کابل سے چلکر بہت چالاک
میں آیا۔ مرزا عسکری اس لشکر میں ہمراہ تھا۔ یادگار ناصر مرزا کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے
جب بادشاہ النگ قراباغ میں آیا تو بادشاہ کی رائے یہ ہوئی کہ یادگار ناصر مرزا کو شکنجہ
ہستی سے خلاصی دینی چاہیے تاکہ اسکا فتنہ کا فتیلہ اور شرارت کا شرر کہ جسسے دودمان
جلیں بجھ جائے۔ محمد قلی تغائی کو جسے حراست کابل متعلق تھی لکھا کہ مرزا کو قتل کرے مگر
اوسنے کمال سادگی و ظاہر بینی سے زبان سے کہا کہ میں نے کبھی چڑیا کو بھی مارا نہیں مرزا
کو کیسے قتل کرونگا۔ بادشاہ نے اسکی اس سادہ لوحی سے درگذر کی محمد قاسم کو یہ خدمت سپرد کی
اوسنے رات کو چلہ کمان سے خدنگ اجل اسپر مارا۔ اسپر انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ محمد قلی
کی عدول حکمی کو سادہ لوحی پر ہمایوں کا محمول کرنا خود اوسکی سادہ لوحی تھی۔ بایزید نے
لکھا ہے کہ ہمایوں آدھی رات کو مجلس شراب سے نکلا تو وہ نشہ میں گر پڑا۔ میر سامان خواجہ
جلال الدین محمود نے کہا کہ حضور نے ایسی شراب پی ہے کہ جسسے یہ حادثہ آپ پر واقع ہوا اس کہنے
کا اثر اسکے دل پر ایسا ہوا کہ شراب و نشہ سے توبہ کی اور پھر عمر بھر اس توبہ کا پابند رہا۔
بادشاہ ناصر یادگار مرزا کے دغدغہ کو مٹا کر کوچ بکوچ بدخشاں کی طرف متوجہ ہوا
جب حدود اندراب میں پہنچا اور باغ علی قلی اندرابی میں خیمہ زن ہوا تو مرزا سلیمان نے

ہمایوں کا بدخشاں جانا اور یادگار ناصر مرزا کا مارا جانا +

ہمایوں کا شراب سے توبہ کرنا +

بدخشاں میں ہمایوں کی لڑائی

جمع کثیر کے ساتھ بادشاہ سے لڑنے کا ارادہ کیا اور موضع تیمرگراں میں آکر صف آرائی میں اہتمام کیا۔ جب بادشاہ نے اُسکے لڑنے کے لئے ہندال مرزا۔ قراچہ خاں۔ حاجی محمد خاں اور دلیروں کی جماعت کو آگے روانہ کیا۔ مرزا اور بادشاہ کی فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ مرزا سلیمان نے ایک خندق کو اپنی پناہ کے لئے بنا لیا تھا۔ اسکے سبب وہ جنگ جدال بخوبی جاری رہا۔ مرزا بیگ برلاس امداد و سکے تیراندازوں کی جماعت نے مردانگی اور کمانداری کی داد دی۔ مرزا ہندال اور قراچہ خاں و حاجی خاں نے بھی خوب چپقاشیں کیں۔ شاہ ایران کے ایلچی کے ساتھ جو قورچی آئے تھے وہ بھی بادشاہ کی سپاہ میں اس لڑائی میں شریک تھے وہ بھی خوب لڑے۔ جنگ تازہ بن رہی تھی۔ بادشاہی فوج کے دلیر خندق سے کود کر شمشیر زنی کرنے لگے۔ دشمن کی فوج کو اسے لڑنے کی تاب نہ رہی وہ بھاگ گئی۔ ابھی بادشاہ سوار نہ ہونے پایا تھا کہ فتح کی مبارکبادی اور تہنیت ہونے لگی۔ مرزا سلیمان نہ ٹھیر سکا ناری اور اشکمش راہ سے تنگی خوست کو چلا گیا۔ مرزا ہندال اوسکے تعاقب میں گیا۔ بدخشانیوں کے گھوڑے بہت بادشاہ کے دلاوروں کے ہاتھ آئے۔ بادشاہ کتل ساسان سے درہ خوست میں آیا۔

مرزا سلیمان کولاب کو بھاگا۔ ولایت بدخشاں کے اکثر اعیان اور سپاہ فوج فوج بادشاہ کے پاس آئی۔ بادشاہ نے ہر ایک پر حسب حال اُسکے عواطف خسروانی کیں۔ خوست میں پانچ چھ روز بادشاہ عشرت پیرا رہا۔ یہاں کے میوے جو مشہور ہیں وہ خوب کھائے۔ مرغابی و کبک ماہی کا شکار کھیلا۔ اور درساک کی طرف متوجہ ہوا۔ کنجشک کا شکار جو یہاں سے مشہور ہے وہ کیا۔ پھر کشم میں وہ گیا۔ مرزا سلیمان آب آمویہ سے گذر کر سرگردان پڑا پھرا کشم میں یہ سانحہ پیش آیا کہ شاہ طہماسپ کا ملازم خسرو بھاگ کر بادشاہ کی خدمت میں آیا اُسنے شاہ ایران کو کچھ برا کہا کہ اوسکو مین فور لیکے تین سرداروں نے کہ بادشاہ کے ساتھ تھے بازار میں مار ڈالا۔ بادشاہ کو انکی خود سری ناپسند ہوئی اونکو گرفتار کرلیا۔ پھر حسین قلی کی سفارش سے انکا قصور معاف کر دیا۔ جب بادشاہ کی خاطر خواہ مہم بدخشاں کا انجام ہوا تو قندوز اور اوسکی حدود مرزا ہندال کو مرحمت ہوئے اور بدخشاں کے اکثر حصے

اپنے ملازموں کو جاگیریں دیں۔ منعم خاں کو تحصیل تخورست میں مقرر کیا۔ طالقان کی تحصیل اموال کے لئے بابوس کو بھیجا۔ بادشاہ کی رائے یہ ہوئی کہ رعیت و سپاہ کی آسودگی کے لیے اور مہام بدخشاں کے سرانجام کرنے کے لئے جاڑے کا موسم یہیں بسر کرنا چاہیے۔ اسلئے وہ قلعہ ظفر کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کشم و قلعہ ظفر کے درمیان موضع شاہ دان میں آیا تو مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا جسکے سبب دو مہینے تک یہیں مقیم رہا۔ اس عارضہ کی ابتدا میں بادشاہ پر چار روز تک متواتر غشی طاری ہوئی۔ اس سبب سے ناخوش خبریں افواہ عوام میں پراگندہ ہوئیں سب طرف جاگیردار اپنی اپنی جاگیریں چھوڑ کر آنے شروع ہوئے۔ مرزا ہندال اپنے محال سے امرا کے ساتھ اتفاق کرکے اندیشہ ناصواب ساتھ لیکر آیا یعنے بادشاہ مرے تو میں تخت پر بیٹھوں۔ وہ آپ آگے کچھ تک آیا۔ مرزا سلیمان کے ہواخواہوں نے جابجا سر اوٹھایا۔ ایک جماعت کو جو بادشاہ کے ساتھ یکجہتی رکھتی تھی قراچہ خاں نے ساتھ لیکر درگاہ بادشاہ پر خرگاہ لگایا۔ اور مرزا عسکری کو کہ سبب احتمال فساد تھا اپنے خیمے میں مقید کیا۔ خود لوازم خدمت اور بیمارداری میں اہتمام کیا۔ حضور کی خدمت میں سوا خواجہ خاوند محمود و خواجہ حسین کوئی نہیں جاتا تھا۔ پانچویں روز افاقہ ہوا۔ میر برکہ کورنش بجالایا۔ بادشاہ نے اوسے دیکھا تو وہ شکرانہ صحت بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ میرے خدانے مجھپر رحم کیا۔ میر نے زمانہ کی برہمزدگی کا حال اور قراچہ خاں کی استقامت کا بیان عرض کیا۔ بادشاہ نے قراچہ خاں کو بلایا۔ اور اوسکی خدمت گذاری پر خوشنودی ظاہر کی اور اوسی وقت شاہزادہ اکبر پاس اپنی صحت کا فرمان کابل بھیجا۔ اندیشہ تھا کہ وہاں کوئی خبر ناخوش نہ پہنچی ہو جس سے ملک میں درہمی و برہمی پیدا ہوئی ہو۔ پھر اتفاقات حسنہ سے تھا کہ بادشاہ کی علالت کی خبر جس رات کو آئی تھی کہ صبح کو صحت کی نوید پہنچ گئی مژدہ صحت سے کلفت دور ہو گئی۔ اس صحت سے پھر انتظام ہو گیا اور آشوب جاتا رہا۔ مرزا ہندال اپنی جگہ گیا اور ہر شخص اپنی جاگیر کو روانہ ہوا

اس سال میں یہ سانحہ بھی واقع ہوا کہ خواجہ محمد سلطان رشید مارا گیا۔ وہ منصب وزارت کیلئے تہا ناقص اندیشہ بدمذہبوں کا مذہب متعصب ہوتا ہی اور تیرہ خرد سفاہت پیشہ اصل مقصود پر غرض

نہیں کرتے اور مناقشات لغو کے پیچھے پڑتے ہیں ہونگے نہال فہم و ادراک میں کوئی معرفت کی
بھی نہیں ہوتی کہ کوئی ملائے وہ بے دینی تعصب کو دین سمجھتے ہیں ایسے آدمیوں کے ساتھ۔
خواجہ معظم نے اتفاق کرکے ۲۰ رمضان کو خواجہ سلطان محمد رشید کے گھر میں جاکر روزہ کھولنے
کے وقت اسکا روزہ آب شمشیر سے افطار کرایا جب بادشاہ کو خبر ہوئی اسنے ان نے اعتدالوں کی گرفتاری
کا حکم دیا۔ خواجہ معظم مع ہمراہیوں کے گرفتار ہو کر آئے۔ بادشاہ نے اونکو مقید کیا جب شاہ خداوند میں بادشاہ
کی صحت کے آثار نمودار ہوئے تو وہ محفہ (چنڈول) میں بیٹھ کر قلعہ ظفر میں آیا مولانا بایزید اسکا
طبیب تھا۔ اسکے علاج سے تھوڑے دنوں میں وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ یہاں شیر افگن خاں کو کاہمرد
وضحاک و بامیان عنایت کیا اور یہ بھی کہا کہ کابل میں جاکر غوربند بھی اوسکو دیدیا جائے گا
یہاں شکار سے شغل رکھا۔ بادشاہ کی یہاں اقامت سے تمام ملک توران میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اور
اوزبک متفق ہو کر اسکے نکالنے کی تدبیر کرتے تھے مگر کوئی بن نہ پڑتی تھی +

اس ہنگامہ عشرت میں کہ بادشاہ سب طرح خرم و خوشحال و بے غم فارغ بال تھا۔ کلول میں یہ
غلغلہ لگا کہ خبر آئی کہ مرزا کامران دفعۃً دار السلطنت کابل پر قبضہ کر لیا اور شیر افگن خاں جس پر بادشاہ
نے بہی بہت سی عنایتیں کیں تھیں اسکے ساتھ مل گیا۔ ہمایوں کو اول سب سے زیادہ فکر اپنے لخت جگر
اکبر کا تھا جو کابل میں تھا۔ دوم رعایا کی غمخوارگی کا تصور تھا کہ اوسکو بہی وہ اولاد سے کم نہیں سمجھتا تھا
سوم یہ خیال تھا کہ بھائی سے مدتوں تک لڑنا پڑیگا اور اوسکے سبب سے جو اور فتوحات کے منصوبے
تھے اوسکو التوا میں ڈالنا پڑیگا۔ بادشاہ نے اس یورش کے قابل اہتمام کرنا شروع کیا۔

مرزا کامران کی کابل پر قبضہ پانے کی کیفیت یہ ہے کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جب ہمایوں کا کابل پر
قبضہ ہو گیا تو مرزا کامران وہاں سے بہاگ کر غزنین گیا اور مرزا ہندال کو بادشاہ نے اوس کے
تعاقب میں بھیجا۔ اہل غزنین نے قلعہ کو مستحکم کرکے مرزا کو غزنین میں گھسنے نہ دیا تو وہ خضر خاں ہزارہ
پاس گیا خضر خاں نے مہمان نوازی کی اور اوسکو تیری لے گیا اور وہاں سے زمین داور میں لایا۔
حسام الدین علی نے زمین داور کے قلعے ہندال کو دیا اور زمین داور اوسکی حدود پیر زال الغ بیگ
کو عنایت کی اور علم و نقارہ و تومغ اسکے ساتھ مرحمت کیا۔ بیرام خاں کو حکم ہوا کہ یادگار ناصر مرزا کو

مرزا کامران کا دوسری دفعہ کابل پر قبضہ کرنا

کامراں کے فتنہ دور کرنے کے لیے بھیجے۔ پھر مرزا قندہار سے داور زمین کی طرف روانہ ہوئے جب اس لشکر کے آنے کی خبر مرزا کامراں کو ہوئی تو قوم ہزارہ پراگندہ ہو کر پہاڑوں میں چلی گئی اور کامراں نے اونسے کنارہ کیا اور بکر دیکھ ہمین جا کر شاہ ارغون کا دامن پکڑا اور حدود سندہ میں جا کر حاکم ٹھٹھہ کی بیٹی جو چاک بیگم سے جو پہلے نامزد آتے ہو چکی تہی نکاح کیا اور وہاں چند روز فتنہ و فساد کے بکھیڑ میں بیٹھا تہا۔ بدخشاں میں بادشاہ کے علیل ہونے کی خبر اور پھر اوسکے مرنے کی خبر سُنی تو مرزا اپنے خسر سے کمک لیکر کابل کو چلا۔ حدود قلات میں افغان سوداگر گھوڑے لئے جاتے تہے اونکو چھین کر اپنے آدمیوں میں تقسیم کر دئے۔ اور دفعۃً غزنین پہنچا۔ یہاں مرزا ہندال کی طرف سے زاہد بیگ مقرر تہا کہ وہ غفلت و مستی میں زندگی بسر کرتا تہا جس شب کو مرزا غزنین میں آیا زاہد مست پڑا تہا عبدالرحمٰن قصاب سے اتفاق کر کے کمند کی ذریعت قلعہ کے اوپر مرزا کی فوج چڑہ گئی اور قلعہ پر اپنا تصرف کر لیا زاہد بیگ کو حالت مستی میں مرزا کے روبرو لائے۔ ... اس بدمست کو عین مستی میں ... کی بلندی سے نیستی کے گڑہے میں ڈالا اور ... مرزا دولت سلطان کو غزنین میں حاکم مقرر کیا۔ ہٹہ کی سپاہ اوسکی کمک کے لئے مقرر کی اور بہت جلد کابل کی طرف چلا بے خبر کابل میں پہنچ گیا جب وہ کابل کے دروازہ پر پہنچا تو محمد قلی تغائی جو حکومت کابل کی کرتا تہا وہ حمام کی آب و آتش میں تہا مرزا نے قوچی علی قلی او علی حمام میں گھسکر اوس کو ننگا حمام سے نکال کر لایا مرزا نے آب شمشیر سے اوسے غسل دیا۔ اور خود قلعہ کے اندر داخل ہوا اور شہر کابل اوس کے تصرف میں آیا مرزا کے روبرو جب حاجی محمد عسس آیا تو اوسے پوچھا کہ میں کیسا گیا اور کیسا آیا تو اوسنے کہا کہ حضور شام کو گئے اور صبح کو آئے۔ شاہزادہ اکبر کو اوسکے آدمیوں سے لیکر اپنے آدمیوں کے سپرد کر دیا۔

جب مرزا کابل پر متصرف ہوا تو ظلم و تعدی شروع کی۔ آدمیوں کے مال چھینے اور خلق کی خونریزی میں دست درازی شروع کی بادشاہ کے خاص غلاموں مہتر واصل و مہتر وکیل کی آنکھوں میں سلائی پھروائی اور بعد ہمایوں کے متوسلین کو بری طرح سے مارا۔ اور شیر افگن خاں کو فریب اور حسن بیگ کوکہ اور سلطان محمد بخشی کو تزویر سے بادشاہ سے جدا کر لیا۔ امرائے

ایسے بے حقیقت سفلہ طبع نمک حرام تھے کہ تھوڑے فائدہ کے گمان سے طمع کرکے ادہر سے ادہر ہو جاتے تھے۔ کابل پر مرزا کامران کا تصرف فقط اس سبب سے ہوگیا کہ ہمایوں نے جو امرا مقرر کئے تھے وہ آپس میں نااتفاقی رکھتے تھے اور غافل و بدمست رہتے تھے +

جب بادشاہ نے مرزا کامران کے فتنہ و آشوب کا سارا قضیہ سنا تو باوجود شدت سرما کے اور کثرت برف و باراں کے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ آب درہ کی راہ سے دوڑ کر فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے۔ اول سلیمان کو فرمان بھیجا کہ اوسکی تقصیرات معاف ہوئیں اور وہی جاگیریں جو شہنشاہ بابر نے اوسکے باپ کو دی تھیں وہ اوسکو دی جاتی ہیں قندوز و اندرآب و خوست و کہمرد و غوری اور اوسکی حدود مرزا ہندال کی جاگیر میں دی گئیں۔ کابل کی طرف وہ چلا اور طالقان میں برف و باراں کی تواتر کے سبب سے چند روز قیام کیا۔ بادشاہ کے چلے جانے سے قوم اوزبک کو بڑی خوشی ہوئی یا ان کو اسکا ڈر کا ہر وقت لگا رہتا تھا وہ موقوف ہوا جب برف کے گرنے میں کمی ہوئی تو بادشاہ طالقان سے قندوز کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا ہندال نے اوسکی بڑی مہمانداری کی۔ بادشاہ عید قربان کے بعد کشتل شہر تو سے کتل ریگ میں آیا یہاں سے خواجہ سیاران میں فروکش ہوا۔ سنگی آب درہ کو کامران کے معتمد شیر علی نے خوب محکم کیا مگر مرزا ہندال اور قراچہ کے لشکر نے اسے اپنے سامنے ٹہیرنے نہ دیا۔ مگر جب بادشاہ کا لشکر عبور کر گیا تو اوسنے پیچھے سے آکر اوسکے پسماندون کا بنگاہ اور پرتال لوٹ لیا۔ جب بادشاہ موضع چاریکاران میں مقیم ہوا تو ایک جماعت کثیر حقوق نعمت سابقہ و لاحقہ و عہود و مواثیق موکدہ بالائے طاق رکھکر بادشاہ سے جدا ہو کر مرزا کامران پاس ترقی کی امید میں چلی گئی۔ بادشاہ نے چند روز توقف کیا ان لوگوں کو سمجھایا جو مذبذب اور متزلزل ہو رہے تھے اور اون سے پیمان و عہود کرکے مطمئن کیا اور مجلس مشورہ کو جمع کیا۔ اہل مشورہ نے عرض کیا کہ مرزا کامران شہر بند ہو کر خود متحصن ہوا ہے مناسب ہے کہ کابل کو چھوڑ کر پوری خواجہ پشتہ کی حدود میں فروکش ہوں تاکہ آذوقہ لشکر میں پہنچتا رہے سب کی رائے یہی ہوئی کچھ تھوڑی دور اس راہ سے چلے کہ بادشاہ نے یہ سوچا کہ وہاں جانا اسلئے مناسب نہیں ہے

محاصرۂ قندہار +

[illegible] +

کہ اکثر آدمی جو ہمراہ ہیں اونکے اہل وعیال شہر میں ہیں وہ بے اختیار شہر میں چلے جاینگے
بادشاہ قندہار جاتا ہے بہتر ہے کہ اور شہر بند پر متصرف ہوا چاہیے۔ اگر مرزا آئے تو بہتر ورنہ آدمی
ہم سے جدا نہ ہونگے۔ اور بارش سے آسیب سے بھی کچھہ نجات ہوگی۔ بادشاہ شہر بند کی فتح پر متوجہ
ہوا۔ مرزا ہندال اور شیر افگن خان کی لڑائیاں ہوئیں بادشاہی لشکر کے پیادہ گہر گئے تہے کہ کمک
پہنچ گئی اور شیر افگن خاں کو زندہ گرفتار کر کے بادشاہ کے روبرو لائے۔ بادشاہ اسکو چند روز
بند میں کہہ بند پر بہانا چاہتا تہا مگر قراچہ بیگ نے بادشاہ کو سمجہا کر اوسکو قتل کرایا۔ اور بادشاہ
نے شہر بند فتح کر لیا۔ بہت سے مفسد بلکہو پکڑ کر قتل کیا۔ پہر بادشاہ نے کوہ تہابین پر جو قلعہ کابل
اوسکے سامنے ہے ضرب زن توپیں چڑہائیں۔ اور ہر روز مرزا کامران کے آدمیوں سے چپقلش ہوتی
رہی بعض بڑے بڑے سردار بادشاہ کی طرف سے بہاگ کر مرزا سے جا ملے تو بادشاہ نے قلعہ کے
محاصرہ میں اور زیادہ توجہ کی اور مورچال تقسیم کر کے مرزا کو بہت تنگ کیا غرض لڑائیاں ہوتی
مرزا کامران کی طرف سے کچھہ امیر بادشاہ سے مل گئے۔

عین جنگ وجدال میں ایک قافلہ کلان چاریکاں میں آیا۔ گہوڑے اور اسباب اس میں بہت تہے
مرزا کامران نے شیر علی کو ایک جماعت کثیر کے ساتھہ بہیجا کہ اس کاروان کو لوٹ لے تردی بیگ
جنگ جنگ نے کہا کہ اگر بادشاہ کو خبر ہو جائیگی اور وہ اپنے آدمیوں کو بہیجکر ہماری راہ کو روک لیگا
تو پہر ہم آپ تک نہ مل سکینگے اور آپ کا کام تمام ہو جائیگا۔ مگر اہمال مردم پر مرزا کی نگاہ تہی اوس نے
یہ بات نہ سنی اور شیر علی کو سردار بنا کے لشکر اسکے ساتھہ بہیجا جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو
اوس نے حاجی محمد کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ قافلہ کو تعدی اور تاراج سے بچائے اوس نے
مرزا کے لشکر کے سر راہ مورچل خوب مستحکم بنائے۔ اور بادشاہ نے خود آکر اوسکے موارد و مداخل کو
مستحکم کیا۔ شیر علی اور سرداروں نے جا کر قافلہ کو لوٹ لیا مراجعت کر کے قلعہ میں آنا چاہتے تہے کہ
ساری راہیں رکی ہوئی تہیں ہر چند دائیں بائیں طرف دیکہتے تہے کہ کہیں قلعہ میں جانے
کی راہ ملے مگر نہ ملی سرگردان حیران پریشان ہو کر ایک کنارہ پر چلے گئے اور موقع وقت
کے منتظر تہے کہ کسی بہانہ سے قلعہ میں چلے جائیں +

ایک دن باقی صالح بجد ہوکر مرزا کامران کو قلعہ کے آہنیں دروازہ پر لایا اور سعی کرنے لگا
کہ ایک حملہ میں شیر علی کو قلعہ کے اندر اسی دروازہ سے لاتا ہوں۔ ایک جماعت قلعہ کے اس دروازہ
سے باہر آئی۔ بادشاہی سوچیل سے محمد قاسم خاں موجی و قاسم مخلص و جمیل نے حاضر ہوکر مردانگی
اور آگاہی کی داد دی شنبل خاں نے ساٹھ ستر نفر غلام لیکر بندوق اندازی میں کارپردازی کی۔
باقی صالح کہ اس فتنہ کا سبب تھا بندوق سے مارا گیا۔ اور جلال الدین بیگ کے زخم کاری لگا وہ
مرزا کے معتمدوں میں تھا اور اکثر اور آدمی زخمی ہوے۔ اور اہل قلعہ نے اپنے ارادہ سے باز آکر
قلعہ کے دروازہ کو بند کیا۔ شیر علی قلعہ میں جانے سے مایوس ہوکر غزنیں کی طرف چلا گیا۔ بادشاہ
نے اپنے آدمی مقرر کئے کہ اسکو دستگیر کریں بادشاہی لشکر گیا اور کتل سجاوند میں شیر علی سے
لڑائی ہوئی بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اور بہت سا مال اسباب اور گھوڑے اوسکو ہاتھ لگے۔ ایک جماعت
کثیر دستگیر ہوئی شیر علی تھوڑے آدمیوں کے ساتھ ہزارجات کی طرف جاکر خضر خاں کی پناہ میں گیا
جن سوداگروں کا اسباب تاراج ہوا تھا اونکو بادشاہ نے بلاکر کہا کہ ان غنایم میں جو تمہارا مال اور گھوڑے
ہوں وہ لے لو اور اکثر مال کے مالکوں کو اونکے گھوڑے اور اسباب مل گئے جس سے بادشاہ کے
اقبال کو تازگی حاصل ہوئی قیدی باغیوں کو مورچلوں کی برابر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا +

مرزا کامران کی وحشیانہ حرکات +

مرزا کامران نے تدبیر کے سبب وار دو آمد و شد کی مگر کسی در سے کامرانی نصیب ہوئی تو پھر
اپنی ہمت ناقص کو معصوم بچوں اور بے گناہ اطفال کی اور پاکدامن عورتوں کی سیاست میں
مصروف کیا زن بابوس کو اہل بازار کے سپرد کیا اُسکے تین بیٹے ایک سات سال کا دوسرا پانچ سال
تیسرا تین سال کا تھا اونکو قلعہ سے لٹکا کر بہت عذاب سے خاک پر گرایا۔ سردار بیگ پسر قراچہ بیگ و
خداوست پسر مصاحب بیگ کو قلعہ کے کنگروں سے لٹکایا اور پیغام بھیجا کہ اگر اونکو دیکھو یا مجھے راہ
جانے کی دو بادشاہ سے محاصرہ اٹھوا دو ورنہ میں بابوس کے بیٹوں کی طرح تمہارے بیٹوں کو
مارونگا۔ قراچہ خاں نے جو اس زمانہ میں وکیل مطلق تھا باواز بلند یہ کہا کہ بادشاہ سلامت رہے۔ ہمارا
جان و مال و فرزندوں کو ایک دن دنیا سے جانا ناگزیر ہے اس سے بہتر کیا ہوگا کہ وہ اپنے صاحب
و ولی نعمت کے کام آئیں۔ فرزند کیا ہیں ہم اپنی جان بادشاہ پر فدا کرتے ہیں آپ ان نادرست

اندیشوں سے درگذر کیجے اور ازراہ دولت خواہی اور بیچارگی آنکر بادشاہ کی ملازمت کیجے کہ وہ سرمایہ نجات و پیرایہ حیات آپ کا ہوگا اور ہم سے جس قدر آپ کی خیر خواہی ہو سکے گی اسمیں کوشش کرینگے۔ ہم کو فرزندوں کے مارنے سے کیا ڈرانے ہو۔ اگر وہ مارے بھی جائیں تو اونکا عوض آسانی سے میسر ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے قراچہ خاں و مصاحب بیگ کی یہ باتیں سنکر اونکو طلب کیا اور بہت لطف و مہربانی نوازش فرمائی۔ مرزا آدمیوں کی عرض و ناموس میں دست درازی کرکے اونکے فرزندوں و عورتوں کے ساتھ نہایت ناشائستہ طور سے پیش آیا محمد قاسم کی بیوی کی چھاتیوں کو باندھ کر لٹکا دیا۔ مرزا رنج و حسد کا بیمار تھا جسکے سبب سے وہ ایسی وحشیانہ حرکتیں کرتا تھا مرزا کامران نے اپنی حفاظت کے واسطے شاہزادہ اکبر کو توپ کی برابر اس مقام میں کھڑا کیا کہ جہاں بادشاہی لشکر کے گولوں اور چھروں کا مینہ برس رہا تھا مور و ملخ کا گذرنا وہاں دشوار تھا۔ مگر اکبر کا بال بیکا نہ ہوا۔ مصرع

دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است + ف

اگر تیغ عالم بجنبد زجائے نبرد رگے تا نخواہد خدائے

جوہر نے جو اس مہم میں موجود تھا یہ لکھا ہے کہ کوہ عقابین کے سرکوب کی گولہ اندازی ہونے لگی تو مرزا کامران نے بادشاہ کو دھمکایا کہ بادشاہ کا بیٹا اکبر اس توپ زنی کے مقابلہ میں بٹھایا جائیگا تو بادشاہ نے توپیں مارنے کو منع کردیا مگر سپاہی مورچوں میں بدستور قائم رہے کہ وہ خوب محافظت کریں بعض مورخوں نے لکھا کہ جب اکبر کو توپوں کی مار میں کھڑا کیا تو ماہم اکبر کو اپنی چھاتی سے لگا کر کھڑی ہوئی۔ ابو الفضل نے تو اکبر کی کرامت یہ بیان کی ہے کہ جب یہ امر ناپسندیدہ طالع مبارک نے اختیار کیا تو قدر اندازوں کے ہاتھوں میں لرزہ آیا تیر ٹیڑھے جانے لگے۔ تفنگ کے فتیلے سرد ہوگئے سنبل خان میر آتش کی مزاج حرارت امتزاج میں برودت آگئی۔ وہ تیر لگاتا تھا اسنے اکبر کو شناخت کیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ آگ کے سرد ہونیکا یہ سبب تھا اوسی وقت اوسنے توپچیوں سے ہاتھ کھینچا جس سے دشمنوں کو توپ خانہ کی مار سے نجات ہوئی اکبر کی یہ کرامت تھی کہ ایسے خطرناک مقام میں بندوق اندازان کم خطا اور ناتش افگن

سحر پرداز سے محفوظ تھا۔ یہ خرق عادت تھی کہ آگ سرد ہو گئی اور توپ کا فتیلہ روشن نہ ہوا۔
جب محاصرہ میں امتداد ہوا تو اس اثنا میں مرزا الغ بیگ میرزا داور سے اور قاسم حسین خاں
شیبانی قندھار سے اور ایک جماعت بدخشاں سے بادشاہ کی امداد کو آگئے۔ بادشاہ نے ان آدمیوں
کے مورچے دروازوں پر لگائے اور انہوں نے قلعہ کشائی میں بڑا اہتمام کیا پہلے سے
زیادہ جد و جہد ہونے لگی۔ مرزا کامراں ایسا تنگ ہوا کہ روباہ بازی اور چاپلوسی شروع
کی اور خجالت و ندامت کا اظہار کر کے تملق اختیار کیا۔ قراچہ خاں کے وسیلہ عرض کیا کہ
میں گذشتہ باتوں سے پشیمان ہوا۔ اب چاہتا ہوں کہ خدمت میں حاضر ہو کر تلافی ما فات کروں
اور خدمات پسندیدہ کر کے حضرت کے دل حق گداز کو اپنے اوپر مہربان کروں۔ اب اس
ندامت کا جائزہ اور اس ضراعت و خجالت کا صلہ یہ ہے کہ میں جان و مال اپنا حضور کے
سپرد کرتا ہوں۔ بادشاہ نے اس عرض کو قبول کیا اور مہام کے اہتمام میں سخت گیری
میں تخفیف کی۔ مگر مرزا ہندال و قراچہ خاں و مصاحب بیگ و اکثر اعیان لشکر بادشاہ کے
ساتھ پورا اخلاص نہیں رکھتے تھے اپنی گرمی ہنگامہ کے لیے کہ عملہ آشوب طلب کا شعار
ہے نہیں چاہتے تھے کہ کامراں بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ اخلاص ایک گوہر بہا
اور جوہر کمیاب ہے۔ اگر تورانیوں میں جہاں ہمیشہ وہ نایاب ہے کمیاب ہو تو کیا تعجب ہے۔ عقل
معاملہ فہم جو ظاہری سود و زیاں کو دیکھتی ہے نہ ان پاس وہ تھی نہ وہ نیکی کے یاداش
میں نیکی کرتے تھے بلکہ بھلائی کے بدلہ میں برائی کو سرانجام دیتے تھے۔ اور اس سے بدتر
یہ بات تھی کہ وہ ہمیشہ مردم آزاری اور ناحق خونریزی کے اسباب کو تیار کر کے فتنہ و فساد
برپا کرتے تھے جس سے انکی بزرگی زیادہ اور روزی فراخ ہو۔ اگر وہ اخلاص کے ادنی
مراتب کو جانتے کہ نہیں کیا دولت ہے تو اس طرح کا زیان اپنا نہ پسند کرتے اگر اخلاص پسند
نہ ہوتے مگر معاملہ فہم ہوتے تو دل آزاری کے وبال کو جانتے اور اپنے پاؤں میں آپ
کلہاڑی نہ مارتے۔ غرض اس جماعت نے اپنے فکر نادرست سے مرزا کو بہکا دیا اور اسکو کہلا بھیجا کہ
کس کی امید پر تو قلعہ میں بیٹھا ہے اور کس امید میں بادشاہ کے پاس آتا ہے روز بروز

یہاں قلعہ گیری کا اسباب زیادہ ہوتا ہے مجھکو چاہئے کہ حسن قلی آغا کے مورچل سے نکل کر باہر چلا جاوے مرزا اس جماعت کے اشارہ سے دروازہ دہلی سے نکل کر مورچہ مذکور سے شب پنجشنبہ ۷ ربیع الاول ۹۵۴ھ کو بھاگ گیا اور بدخشاں کی طرف گیا کہ شاید مرزا سلیمان کے وسیلہ سے کام نکلے اور اگر یہ نہ ہو تو قوم ازبکیہ سے کام چلاوے۔

اب کوئی مورخ لکھتا ہے کہ بادشاہ نے مرزا کامراں کے پیچھے مرزا ہندال کو روانہ کیا اور ہندال نے اوس کو پہاڑوں میں جالیا وہ ایک ادمی کی چھتری پر سوار پہاڑ پر چڑھتا تھا ہندال قریب تھا کہ اوسکو پکڑ لے مگر اوسنے بھائی سے گڑگڑا کر کہا کہ تو مجھے پکڑ کر موت کے منہ میں کیوں لے جاتا ہے اس کہنے کا اثر بھائی پر ہوا اوسکو گھوڑا دیکر جانے دیا۔ بایزید لکھتا ہے کہ ہندال نے کامراں کو اپنی مورچل میں سے جانے دیا جب لوگوں نے اوسے پہچان کر پکڑ لیا اوسنے ایک اشارہ کیا تو پھر اوسے چھوڑ دیا۔ ابوالفضل اور مورخ لکھتے ہیں کہ حاجی محمد کو بادشاہ نے کامراں کے پیچھے تعاقب میں روانہ کیا تھا اور اوسنے اوسے جالیا تو اوسنے ترکی زبان میں کہا کہ میں نے ہی تیرے باپ بابا قشقہ کو مارا تھا۔ حاجی محمد ایک پرانا سپاہی مغل تھا وہ آگے نہ بڑھا اور مرزا کو جانے دیا۔ وہ اوسکا بڑا بچہ جانتا تھا غرض کسی افسوں و افسانہ سے ہمایوں کے آدمیوں کے ہاتھ سے مرزا کامراں نکل گیا۔ مرزا کامراں نے راہ فرار اختیار کی اور اپنی آدمیوں سے کہا کہ میں کوہستان میں کابل کے شمال میں لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہونگا تم سب وہاں آ جاؤ۔ مگر جب وہاں آیا اور کوئی اسباب تیار نہ پایا تو رات کو صرف علی قلی قورچی کو ہمراہ لیکر یہاں بدخشاں کو روانہ ہوا۔ راہ میں قوم ہزارہ سے مٹ بھیڑ ہوئی۔ ہزارجات سے ہزار طرح کی خواری و رسوائی کے ساتھ پیچھا چھوٹا کر آگے بڑھا۔ اسکے معتبرین میں سے مرزا بیگ اور شیر علی کچھ آدمیوں کے ساتھ نواحی ضحاک میں اوس سے ملے۔ ایک ہفتہ کے عرصہ میں اوسنے ڈیڑھ سو سوار کے قریب جمع کر لئے اونکے ساتھ غوری میں دہ گیا۔ وہاں حاکم مرزا بیگ برلاس تھا اوسکو پیغام بھیجکر بلایا اوسنے کہلا بھیجا کہ مجھے حرام نمکی جو بدگوہروں کا شعار ہے ظہور میں نہیں آئے گی۔

کامراں کا بدخشاں بھاگنا اور پہاڑ سے قوم ازبکیہ پاس چلا جانا +

غوری سے آگے مرزا بڑھنا چاہتا تہا کہ مرزا کے قلیچیوں میں سے ایک نے مرزا کو دشنام دیکے کہا کہ ایسے آدمی کے ہمراہ کوئی کیا ہووے اور اوسکی طرف اشارہ کیا کہ اگر وہ بابر کا بیٹا ہوتا اور اوسکو حمیت ہوتی تو وہ ہرگز حاکم غوری سے اس ذلیل بنی کے ساتھہ نہ بیٹہہ آتا اور اوس کو مفت نہ چہوڑ جاتا مرزا اس طعن سے آزردہ ہوا اور کہا کہ کیوں بیہودہ بکتا ہے اور بات نہیں سمجہتا کہ میں تمہاری بے سرانجامی سے اندیشہ مند ہو کر اس رد سے چلا ہوں اگر تمہارے پاس سامان جنگ ہوتا تو میدان سے اس طرح کیوں جاتا - پہر اوس دیوانہ نے مرزا کو گالیاں دیں مرنا پہر کر غوری سے لڑا مرزا بیگ پاس ایک ہزار پیدل اور تین سو سوار تہے مرزا نے اوسکو شکست دیکر غوری کو لے لیا اور یہاں بہت سامان اوسکو ہاتہہ لگا - گہوڑے پیدا کیا اسباب جنگ اور بندوق کو یہاں انتظام کے لئے چہوڑا اور خود بدخشاں کو اس امید میں روانہ ہوا کہ مرزا سلیمان اور اوسکا بیٹا مرزا ابراہیم اوسکی مدد کریں گے مگر یہ مرزا ان چار دو ہمایوں بیسے کسی کے آشنا نہ تہے وہ اپنی ... کی جداہی مسجد بناتے تہے اور اور آزاد ہونا چاہتے تہے - اونہوں نے اوسکی اعانت سے صاف انکار کیا اور کہا کہ ہمایوں کے ساتھہ جو عہد و پیمان ہوئے ہیں ... اوسکے پابند رہینگے بدخشاں سے کامراں مایوس ہو کر اپنے خاندان کے جانی دشمنوں ازبکوں کے پاس بلخ اس امید میں گیا کہ پیر محمد خان والی توران اور ازبکوں کا سردار اوس کی اعانت کریگا -

اس اثنا میں بادشاہ دار السلطنت کابل میں داخل ہوا اور شاہزادہ اکبر اور اپنے اہل و عیال سے ملکر مسرور ہوا اور اوسنے یہ حکم دیا کہ اوسکی سپاہ رات بہر سارے شہر کو لوٹے اہل شہر کا قصور کچہہ نہ تہا کہ اونکو یہ سزا دیگئی - اس میں انکا کیا قصور تہا کہ ایک شخص خود اپنے اختیار سے اونکا حاکم بن بیٹہا تہا جسکی غفلت سے ان کو طرح طرح سے تکلیفیں اور سفر تیں پہنچیں - مگر ہمایوں کی سپاہ نے اس محاصرہ میں مدت تک مشقت شاقہ اوٹہائی تہی اوسکے صلہ میں روپیہ ہمایوں کسی اور طرح سے نہیں دلسکتا تہا سوا اسکے کہ اوسنے سپاہ کو حکم دیدیا کہ ایک رات شہر کو لوٹ لے اوسنے بعض ملاؤں کو بہی قتل کیا جنہوں نے مرزا کامراں کو سرکشی پر آمادہ

کیا تھا۔ بادشاہ نے اس خوف سے کہ کہیں مرزا کامراں بدخشان میں اپنے پاؤں نہ جمائے قراچہ خاں کو کامراں کے تعاقب میں روانہ کیا کہ وہ مرزا سلیمان اور مرزا ہندال سے متفق ہو کر مرزا کامراں کو پکڑ لے یا آوارہ کر دے۔ قراچہ خاں بدخشاں میں آیا اور مرزاؤں کو ہمراہ لیکر قلعہ غوری کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں شیر علی اور کچھ آدمی مرزا کامراں کے متحصن تھے اونہوں نے جنگ مردانہ کی اور بڑے بڑے نیک جواں طرفین کے مارے گئے آخر کو محصورین قلعہ میں مقابلہ کی تاب نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ میں قلعہ آیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ مرزا کامراں اور پیر محمد خاں بلخ سے آتے ہیں۔

اب مرزا کامراں کا حال یہ ہوا کہ جب وہ بدخشاں میں مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم کی امانت سے متصرف ہوا تو بلخ کو اس امید میں روانہ ہوا کہ پیر محمد خاں سے کمک لیکر بدخشاں پر متصرف ہو۔ موضع ایبک میں پہنچا تو یہاں حاکم اسکے اچھی طرح پیش آیا۔ اور پیر محمد خاں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ بدخشاں میں ہمایوں کی آخر اقامت سے اوزبکوں کو بڑا خوف و اندیشہ لگ رہا تھا۔ اسلئے پیر محمد خاں نے مرزا کے مقدمہ کو مغتنم گنا۔ اوزبکوں کو اس خاندان کی نااتفاقی سے بہت کچھ فائدہ حاصل ہو چکا تھا اسلئے وہ خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ آئے کہ باہر کے بیٹھ نہیں آپس میں تلوار چلوا دے۔ اوسنے اپنے بڑے معتبر امرا مرزا کے استقبال کے لئے بھیجے اور اوسکو باحترام تمام اپنے گھر میں اتارا اور لوازم مہمانداری کو بخوبی بجا لایا اور خود مرزا کے ہمراہ ہو کر بدخشاں آیا غرض اس کمک سے کامراں نے طالقان پر دوبارہ قبضہ کیا اور بلقان لے لیا اور بہت سے بہادر اوسکے پاس جمع ہو گئے ہندال مرزا مع سپاہ قندوز کے قراچہ خاں و سلیمان کی فوج سے ملا تھا۔ مگر وہ ملکر بھی غنیم کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اسلئے یہ لشکر ٹوٹ گیا اور ہندال تو قندوز کو چلا گیا اور قراچہ خاں کابل کو گیا کہ خوب سپاہ جمع کر کے دشمن سے لڑنے آئے اور بدخشانی مرزا کوہستان میں چلے گئے کہ وہ پہاڑوں کی تنگ حدود کی حفاظت کریں پیر محمد خاں نے جب دیکھا کہ مرزا کامراں میدانی ملک کا مالک ہو گیا اور یہاں کوئی اسکا حریف و رقیب باقی نہیں رہا تو وہ بلخ کو چلا گیا اور اوزبکوں کی تھوڑی سپاہ

مرزا کو کمک کے لئے حوالہ کر گیا مرزا کامراں اپنے اقبال کے دن دیکھ کر اول مرزا سلیمان کی مملکت پر حملہ آور ہوا۔ اس مطلب کے لئے وہ کشم اور طالقان میں آیا اور رفیق کوکہ اور خالق بردی کو جغتائی اور راونک فوج دیکر روستاق میں مقرر کیا یہ شہر و ضلع دریا رکوکچہ پر بدخشاں کے ملک میں ہے مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم نے اپنے کوہستانی سپاہ کولاب کی جمع کی اور قلعہ ظفر اور غلکان کی طرف سے پہنچکر رفیق کوکہ سے جنگ دانہ کی مگر شکست کہائی اور پیرا پنے کوہستانی ملک کی راہ لی مرزا کامراں کی اس نئی فتح کا اثر پرانے سپاہیوں اور ملازموں پر کابل کے اندر ایسا ہوا کہ تین ہزار کے قریب کابل سے بہاگ کر مرزا کامراں سے اس نئی مہم میں داخل ہوئے۔ بادشاہ ہمایوں نے جب بدخشاں کا ہرج مرج سنا اور سکو بلخ کی طرف سے کہٹکا پیدا ہوا۔ وہ فوراً دارالسلطنت سے اپنی شمالی سپاہ کا سردار لشکر روانہ ہوا۔ وہ غوربند میں جو کابل کے کوہ دامن میں واقع ہے آیا۔ یہاں قراچہ خاں نے جو شکست کہا کر اٹہا جاتا تہا ملا۔ اسکا سارا مال اسباب جب وہ کوہستان میں گذرتا تہا ایماق نے لوٹ لیا تہا۔ پہاڑی قومیں اور ہزارہ جب ایسی لڑائیاں ہوا کرتی تہیں تو ایسی غارتگری سے فائدہ اوٹہایا کرتی تہیں اسلئے اوسنے بادشاہ سے رخصت لی کر وہ کابل جاکر اپنا سامان درست کر کے بادشاہ پاس آ پہونچے۔ ہمایوں غوربند سے گل بہار میں آیا۔ یہاں سیر شکار میں مصروف رہا اور قراچہ خاں کا منتظر رہا جب وہ آیا تو بادشاہ نے آگے چلنے کا ارادہ کیا۔ مگر کوہستان میں سفر کرنے کا موسم رہا نہ تہا کتل ہندو کوہ پر برف سد راہ ہوئی اور وہاں ایک شورش برپا ہوئی مویشی و دواب برف میں ڈوب گئے اور سپاہ کو بڑی مضرت پہنچی اسلئے ناچار سپاہ و بادشاہ کابل میں واپس آئے اور موسم بہار کے انتظار میں مہم کی تیاری کے لئے بیٹھے ✝

جب موسم بہار آیا اور کوہستانی راہیں قابل سفر ہوئیں تو بادشاہ کے لشکر میں ایک اور شگوفہ کہلا خاندان تیموریہ میں جو سازشوں کا سلسلہ برسوں تک چلا گیا جس سے اوسکی سلطنت میں بہت انقلابات اور خطرناک تغیرات وقوع میں آئے۔ اسکے اسباب کی حقیقت حال کا زمانہ

بدخشاں پر مرزا کامراں کا حملہ +

حال میں دیانت ہونا گو کیسا ہی ضروری ہو محال سا معلوم ہوتا ہے مگر اسباب ظاہری اسکے
یہ ہیں کہ سلطنت میں وراثت کا کوئی قانون نہ تھا جسکے بموجب بادشاہ کے خاندان میں وارث
اسکا مقرر ہوتا جیسا آجکل یورپ میں سلطنت کی وراثت کا ایک قانون ہے اور اوسکے سبب سے
کوئی جھگڑا فساد نہیں اوٹھتا کہ کون بادشاہ ہو۔ خاندان تیموریا بابر میں جو بادشاہ مرتا اوسکے
خاندان کے ہر رکن کی عزت وعظمت شاہانہ خلق کے دل میں ہوتی تھی وہ کسی خاص رکن
سے مخصوص نہ ہوتی تھی کہ اوسکو بڑا اور مستحق سلطنت سمجھیں جو اوسکے خاندان میں سے فتح و ظفر
پاکر تاج سر پر رکھتا رعیت اوسکی اطاعت کیلئے موجود تھی جس ملک پر اوسکی اولاد میں کوئی قابض
ہوگیا وہ اسکا بادشاہ بنگیا۔ یورپ کی طرح کوئی جماعت امرا کی اور کوئی گروہ رعیت کا ایسا نہ تھا
کہ وہ انتخاب کرکے بادشاہ بناتا جس سے کوئی فساد نہ مچاتا مگر ہاں ایک گروہ امراء عظام کا ایسا
با اختیار و اقتدار ہوتا تھا کہ بادشاہ کا عزل و نصب اوسکے ہاتھ میں ہوتا تھا مگر اوسکے کاموں
کو استقلال [illegible] نہیں ہوتا تھا کہ وہ اونکی زندگی تک قایم رہتا بلکہ اس میں تلون
ایسا ہوتا کہ وہ سلطنت میں تغیر و انقلاب پیدا کرتا۔ رعیت میں باہمی ربط و ضبط و اتحاد و اتفاق
ایسا نہیں تھا کہ وہ سلطنت کے کاموں میں اپنی صلاح و مشورے سے کوئی اثر دکھاتی مگر ہاں بادشاہ سے
جب وہ آزردہ دل ہوجاتی تو بغاوت و فساد برپا کرنے سے سلطنت پر اثر پیدا کرتی۔ جب کوئی
شخص بادشاہ ہوجاتا تو اوسکے اختیار میں ہوتا جسکو چاہے امیر بنا دے۔ امرا کی بڑی اولوالعزمی
یہی ہوتی تھی کہ ہم بادشاہ سے ایسی خصوصیت پیدا کریں کہ اوسکے ناک کے بال بن جائیں اور
اسی سرگوشی کی عزت حاصل کریں بہت سے خدم و حشم رکھیں کم مرتبہ امرا کی فراخ حوصلگی یہی تھی
کہ وہ ان امراء عظام کی نظر میں جچتا اور اونکے ساتھ خصوصیت پیدا کریں ان سب باتوں کا
نتیجہ یہ ہوتا کہ ہر بادشاہ کے عہد میں ایک گروہ امراء عظام کا ہوتا تھا جسکے اختیار میں بادشاہ بنانا
ہوتا تھا۔ اگر بادشاہ رموز ملکی سے ماہر ہوتا تو وہ ان امرا کی قوت و قدرت کو ملک کی بہبودی
اور خلق کی آسائش و آرام اور سلطنت کے انتظام میں کام میں لاتا اور جو غافل کاہل اور سلطنت سے
جاہل ہوتا تو وہ ایسی قوت کا خود شکار ہوجاتا۔ بادشاہ خود اور امرا جنکو وہ حاکم کبھی مقرر کرتا

خود مختار ہوگئے اور اپنے ملک و علاقہ میں شخصی سلطنت حکومت کرتے پس جہاں اسباب
موجود ہوں وہاں عناد و فساد کا ہونا اور ناراضی کا پہیلنا ضروری و لازمی ہے کابل میں
بادشاہی ملازموں کے دل صاف نہ تھے وہ بادشاہ سے حسن عقیدت نہیں رکھتے تھے اگرچہ اوسکی
حقیقت حال سے ہم ناواقف ہیں مگر یہ جانتے ہیں کہ اسوقت قراچہ خاں نے شائستہ خدمتیں
کیں تھیں اور بادشاہ کی عنایتیں نہایت اسپر تھی وہی وزیر اعظم تھا مگر ظرف اسکا تنگ تھا
اور شراب بہت پیتی اسکے حوصلہ کا پیمانہ لبریز ہوگیا تھا۔ ہمایوں کی نرم مزاجی کے سبب اوس نے
حد اعتدال سے قدم باہر رکھا اور غرور کی باتیں کرنے لگا کسی کام کو اپنی مرضی کے خلاف
نہیں ہونے دیتا۔ اپنے مرتبے کا اور بادشاہ کے والا مرتبے کا حساب غلط کرنے لگا۔ وزارت
کا جزو اعظم یہ ہے کہ بادشاہ کے خزانہ کا مالک وزیر ہو۔ یہی اوسکی قوت و اختیار کی معیار ہے
قراچہ خاں نے کسی خاص افسر کے لئے دس تمن (آٹھہ یا دس ہزار روپیہ) کی منظوری بادشاہ کی
حاصل کی تھی مگر اوسنے خزانہ شاہی پر یہ حکم خود لکھہ کر بھیجدیا۔ خزانہ کا دیوان خواجہ غازی
تبریزی تھا جسکو بادشاہ نے ایران سے مراجعت کرکے نیکو خدمتی و کفایت اندیشی کے سبب سے
منصب دیوانی دیا تھا۔ اوسنے اس روپیہ دینے سے انکار کردیا اور اوسنے بادشاہ سے کہا
کہ میں سپاہ کے خرچ کا ذمہ دار ہوں میں نہیں چاہتا کہ کوئی اور شخص اس میں دخل دے جب
روپیہ کا حکم منسوخ ہوکر قراچہ خاں پاس گیا تو وہ بڑے غصہ ہوا اور بادشاہ سے جاکر شکایت
کی مگر بادشاہ نے اوسکے حسب دلخواہ جواب نہ دیا تو اوسنے اور امرا سے سازش کرکے بادشاہ
سے یہ درخواست کی کہ خواجہ غازی کو باندہ کر میرے پاس بھیجدو کہ میں اوسکی گردن اڑاؤں اور
قاسم حسین کوکہ کو اسکا عہدہ دیدوں اس درخواست ماننے میں بادشاہ کی ہی ہتک تھی اور
ایک وفادار ملازم کی بھی جان جاتی تھی اسلئے بادشاہ نے اس درخواست کو حقارت سے
نامنظور نہیں کیا بلکہ اس پیرایہ سے کہ وزیر کا ماتحت دیوان ہے آیندہ وہ آسانی سے کسی اور
محاسبہ میں اوسکی گرفت کرسکتا ہے مگر وہ بادشاہ کے اس رافت و عدل سے راضی نہیں ہوا اور
بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور جماعت کثیر کو بہکاکر اپنے ساتھہ بدخشاں لے گیا۔

ہمایوں کا لشکر جمع کرنا اور حاکم بدخشاں کا بادشاہ کا طرفدار ہونا +

بابوس بیگ مصاحب بیگ اسمعیل بیگ - دلدی علی قلی اندرابی - حیدر دوست مغل
غینم خواجہ خضری و قربان قراول اور قریب تین ہزار کے سواریہ سب کابل سے کتل منارکی راہ سے
بدخشاں کی طرف منزل پیما ہوا ہے اور بادشاہی گہوڑے اور دو آب جو خواجہ رواج کے
پاس تہے اونکو بھی اپنے آگے رکھہ لیا اور کوہ دمن کا رستہ لیا جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی
تو اوسنے ان سرکشوں کے تعاقب میں امرا کو جو آتے گئے بہیجتا رہا - یہ ملازم جو بادشاہ کے
ساتہہ یکجہت تہے بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوئے - یہ امرا تردی بیگ - منعم خان محمد قلی
برلاس - عبد اللہ خاں سلطان اور اور دولت خزانہ تہے - دو پہر کو بادشاہ خود سوار ہوا
قرا باغ کے آس پاس ان سرکشان گریزپا کے چند اول یعنے پہلی فوج کو جاکر دبا لیا - اور اوسکے
دست بردخوب کی پیر نوریٔ ندی کے کنارہ پر قراچہ بیگ سے دست و گریباں کی نوبت
پہنچی - رات ہوگئی ظلمت شب کی پناہ میں یہ تاریک دل بہاگ کر پریشان ہوگئے غوربند
کے پل سے گذرے اور اوس کو توڑ گئے جو جماعت اونکے تعاقب میں گئی تھی وہ قرا باغ میں
بادشاہ پاس واپس گئی اور بادشاہ کابل میں چلا آیا کہ یہاں سامان دل خواہ سرانجام
دیکر بدخشاں کی طرف متوجہ ہوا اور قراچہ خاں نے ظفر علی شغالی اپنے وکیل کو پنجشیر میں سفیر بنا
کیا کہ ان حدود میں باخبر رہکر کابل کے اخبار پر اوسکو مطلع کرتا رہے اور خود کتل ہندوکوہ
سے گذر کر کشم میں مرزا کامراں سے جا ملا - بادشاہ ہمایوں نے ان سرکشوں کو مناسب حال خطاب دئیے
قراچہ خاں کو قرابخت کا (سیاہ بخت) کا اور اسمعیل کو خرس کا اور مصاحب بیگ کو منافق کا
اور بابوس کو دیوث کا اور مرزا ہندال اور مرزا سلیمان و مرزا ابراہیم کو حکم بہیجا کہ وہ اپنے
اپنے لشکر تیار کرکے میرے پاس آئیں اور حاجی محمد خاں کو فرمان بہیجا کہ وہ غزنیں سے
جلد حاضر ہو بادشاہ اپنے اخلاصمند خردمند بوڑھوں اور دانشوروں جوانوں سے مشورت
کرتا تہا اونمیں سے جو دل شجاعت قرین اور خرد دوربیں نہیں رکہتے تہے وہ قندہار
جانے کی ترغیب دیتے تہے کہ وہاں لشکر کا سامان سرانجام دے کر مرزا کامراں کے دفع
کرنے کے لئے جانا چاہیے جو فرزانگی اور مردانگی رکہتے تہے وہ بدخشاں جانے میں بادشاہ سے

ہمراہ تھے۔ محمد سلطان نے بادشاہ سے کہا کہ حرام نمکوں کے چلے جانے سے مرزا کامران مغرور بہت ہوگیا ہے سو وہ مغروران حدود پر پیشدستی کریگا۔ اگر لشکر شاہی کتل ہندوکوہ سے گذریگا تو ہم کو فتح ہوگی ورنہ نعوذ باللہ کچھ اور ہی ظہور میں آئے گا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر کامران مغرور ہے تو ہم درگاہ الٰہی میں نیازمند ہیں اور یہ شعر پڑھا۔

مبادا کس بروز خویش مغرور ۔۔۔ کہ مغروری کلاہ از سر کند دور

اور فرمایا کہ جلد کتل مذکور سے عبور کرتے ہیں +

بادشاہ نے روز دوشنبہ ۹۵۵ھ کو اس طرف کوچ کیا اور قراباغ میں دس بارہ روز کسی مصلحت ملکی کے لیے توقف کیا۔ باوجودیکہ حاجی محمد خان کی بیوفائی مشتہر ہوگئی تھی مگر وہ ہواخواہانہ حاضر ہوا۔ قاسم حسین سلطان بنگش سے آیا۔ اسی منزل میں مرزا ابراہیم بھی بادشاہ سے آن ملا اوسکی سرگذشت یہ ہے کہ جب وہ نواح بدخشیر میں پہنچا تو قمر شغالی نے اوسکی راہ کو روکا۔ ملک علی بدخشیری نے اپنی قوم و قبیلہ کو لیکر مرزا کے ساتھ اتفاق کیا۔ مرزا قمر علی سے لڑا اور اوسکو اپنی تلوار سے مار ڈالا اور ملک علی بدخشیری کو احتیاطاً اپنے ہمراہ لیا کہ بادشاہ کے روبرو کرے مگر یہ دولت خواہ سادہ لوح زمیندارانہ کم عقلی کے سبب مرزا کی ہمراہی کو چھوڑکر چلا گیا پھر وہ مشکل سے لڑائی میں شریک ہوا۔ مرزا جریدہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ ملک علی نے دوسرے روز اپنے بھائی کے ہاتھ قمر شغالی کا سر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اپنے نہ آنے کی تقصیر کا عذر کیا۔ بادشاہ نے اوسکو خلعت و انعام دیا اور اوسکے بھائی کو فرمان اور خلعت گراں بھیجا کہ مرزا نے تجھکو بھیجا تھا نہیں۔ تیری دو تنخواہی موروثی ہم کو معلوم ہے جب بدخشیر میں آئینگے تو تجھکو الطاف شاہی سے نہال کردینگے۔ مرزا ابراہیم پر بادشاہ نے بہت عنایت کی اور اوسکو اپنا فرزند بنایا۔ اور باب بایس روانہ کیا کہ اوسے لشکر کو جمع کرائے سامان نبرد تیار کرائے اور طالقان میں ہم سے آن ملے جب بادشاہ موضع بازارک کے قریب پہنچا تو اوسنے بعض اپنے افسروں کو آگے بھیجا کہ وہ شمالی اضلاع کی کیفیت دریافت کریں۔ وہ کتل ہندوکوہ سے گذری ہے کہ مہدی سلطان و تردی محمد جنگ جنگ و راکہ

ایک طائفہ کہ قلعہ اندراب میں تہا بہاگ گئے۔ اور بادشاہ کے حکم سے کہ تردی بیگ اور محمد قلی برلاس خوست کو دوڑے کہ یہاں مفروروں کے اہل وعیال موجود تہے اونکو گرفتار کریں۔ مرزا کامراں اوسوقت قلعہ ظفر میں تھا۔ بھاگے ہوئے امرا نے طالقان میں ہر چند بادشاہ کے لشکر کو روکنا چاہا مگر نہ رکا۔ ملا خرد زرگر نے اس کام میں بڑا اہتمام کیا مگر وہ سود مند نہ ہوا۔ آخر کو قراچہ خاں نے مصاحب بیگ کو بہیج کر خوست سے اہل وعیال کو اس خوف سے بلا لیا کہ کہیں لشکر بادشاہی آن کر اُن کو گرفتار نہ کر لے۔ تردی بیگ اور محمد قلی جو الی خوست میں پہونچے تو مصاحب بیگ اہل وعیال کو لے جا چکا تہا یا اُنہوں نے اونکی گرفتاری میں اغماض کیا۔

جب اندراب میں بادشاہ پہونچا تو مرزا ہندال قندوز سے آیا اور شیر علی کو مقید کر کے لایا۔ اوسکی سرگذشت یہ ہے کہ بدخشاں میں جب سے مرزا کامراں کا مراں ہوا تہا تو شیر علی ہمیشہ مرزا ہندال سے مغرورانہ پیش آتا تہا وہ ہمیشہ قندوز کے تسخیر کرنے اور مرزا ہندال کے گرفتار کرنے کا قصد کرتا تہا۔ رات کو اوسکے گھر کو مرزا ہندال کے پیادوں نے جا گہیرا وہ بہاگ کر ایک ندی میں جا کر تیرا۔ ایک ہاتہ اوسکا ٹوٹ گیا تہا اسلیئے وہ گرفتار ہو گیا جب بادشاہ پاس آیا تو اوسنے اوسکی تقصیرات کو معاف کر دیا اور خلعت دیا اور غوری کی حکومت دی وہ بڑا جانمرد تھا اور سربراہ ہونے کی قابلیت رکھتا تھا۔ مگر نہیں تحقیق ہوتا کہ اسوقت میں کونسے اصول پر عمل ہوتا تہا کہ جو افسر ایک فوج سے دوسری فوج میں بہاگ کر جاتے تہے اونکو بڑے اعتبار کے عہدے ملجاتے تہے جسے معلوم ہوتا ہے کہ طرفین میں وفاداری اور عزت کا پاس فسرونکے اندر باقی نہیں رہا تہا۔

بادشاہ نے حاجی محمد خاں اور ایک جماعت کو آگے روانہ کیا اور مرزا ہندال کو ان کا سرگروہ مقرر کیا اور سب آدمیوں کو حکم دیدیا کہ مرزا کی اطاعت کریں اور اوسکی نیکو خدمتی میں تقصیر نہ کریں تاکہ ہر شخص اپنی لیاقت خدمت کے لائق اور اپنی آرزو کے موافق بہرہ مند ہو اور خود جمادی الاخری ۹۵۵ھ کے وسط میں النگ قامنیان میں آیا۔ یہ اندراب میں ایک

موضع ہے۔ قاضی اندآب دمرہم توقبائی وسارن بخش وبلوچ اور سپاہیونکی جماعت اور اویماق بدخشان اور مصاحب بیگ کے نوکر بادشاہ کے آستان بوس ہوئے۔ پھر بادشا کوچ برکوچ طالقان میں آیا۔ اکثر بھاگے ہوئے امیر اور مرزا عبد اللہ اور ایک جماعت کثیر جو مرزا کامراں کے قصبوں میں تھے یہاں متحصن ہوئے مرزا ہندال اور اوسکے ساتھی امیروں کو حکم ہوا کہ آب تنگی سے گذر کر تدبیر وشائستہ کریں اسی اثنا میں مرزا کامراں بھی پچاس ہل کا سفر کر کے طالقان کے قریب آگیا۔ بروز شنبہ ۱۵۔ جمادی الاخری کو ایک بلندی پر جب کو فلسان (جلسان۔ خلیان صحیح) ہیں لڑائی ہوئی ابھی بادشاہی لشکر نہ گذرا تھا اور ہراول و قول میں کچھہ فاصلہ تھا کہ ہراول بادشاہی دریا عبور کر گیا مرزا کامراں نے اوسپر حملہ کیا اور سارا اسباب سکا لوٹ لیا اور اوسنا دریا کے پار اوتار دیا اسی اثنا میں بادشاہ چاہتا تھا کہ ندی سے عبور کر کے مخالف کے روبرو جائے کہ مخبروں نے بتلایا کہ یہاں ندی کے قعر میں اس کثرت گول تیز پٹیاں ہیں کہ آدمی کا پاؤں اُن پر سنبھل نہیں سکتا آدہ کوس آگے آسیا ہے اور وہاں کی زمین سنگلاخ ہے آسانی سے وہاں عبور ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے آسیا سے عبور کیا اور اوس بلندی کے سامنے گیا کہ مرزا کامراں کہڑا تہا۔ یہاں اوسنے دیکہا کہ سپاہ اوسکی جو آگے بہیجی گئی تہی اوسپر مرزا نے سخت حملہ کر کے پریشان کر دیا تہا مگر وہ اولٹی جانے کو تہی کہ لشکر شاہی نظر آیا تو مرزا بھاگ گیا بادشاہ آسیا کے قریب آیا شیخم خواجہ خضری گرفتار ہو کر آیا۔ بادشاہ کے حکم سے اوس پر لات گہونسے ایسے لگائے گئے کہ جان کو بدن سے کچھہ تعلق نہ رہا۔ بادشاہ سمٰعیل بیگ دولدئی دستگیر ہو کر آیا۔ بادشاہ نے منعم خاں کی سفارش سے اوسکی جان بخشی کی اور اوسکو منعم خاں کے حوالہ کیا۔ بادشاہ اوس بلندی کی طرف متوجہ ہوا جہاں مرزا کامراں کہڑا تہا بادشاہ فتح اللہ بیگ برادر روشن کوکہ کو ہراول بناکر آگے بہیجا جنگ مردانہ ہوئی۔ فتح اللہ گہوڑے سے گرا۔ اوسکی سپاہ پراگندہ ہو کر واپس جانے کو تہی کہ بادشاہ مع لشکر آگیا۔ مرزا کامراں میں مقابلہ کی تاب نہ تھی وہ بھاگ کر قلعہ طالقان میں گیا۔ اور قلعہ کو مستحکم کرنے لگا۔ لشکر شاہی

جنت و تاراج میں مشغول ہوا۔ قلقچیوں کے درمیان کسی اسباب پر جھگڑا ہوا تو بادشاہ
نے حکم ہزل دیدیا یعنی کہ جس شخص کے ہاتھ جہاں آئے وہ اسی کا ہے دوسرا اسمیں
مع نکرے اِس فتح میں سوا علی قلی خاں کے کسی کا بال بیکا نہ ہوا۔ طرفانی کے بہت سے
فسر گرفتار ہو کر آئے جنپر بادشاہ نے لطف وقہر جو مناسب جانا کیا۔ دوسرے روز محاصرہ کی
ز انتظام پوری کی گئیں اور مورچل تقسیم ہوئے۔ بندوقیں چلنی شروع ہوئیں۔

ہمایوں نے کامراں کو ایک فرمان بھیجا جسمیں بعد طرح طرح کی بزرگانہ نصیحتوں کے
عبارت لکھی کہ اے برادر بدخو واے عزیز جنگجو تو اس کام سے باز آ کہ جس کا نتیجہ
وتی ہے اور بے شمار آدمیوں کو آزار پہنچتا ہے اور وہ قتل ہوتے ہیں شہری اور لشکری
دمیوں پر رحم فرما۔ جو آج کے دن آدمی مارے جاتے ہیں کل قیامت کے دن اُن کا
ون تیری گردن پر ہوگا ؎

بود خون آن قوم بر گردنت　　بود دست آں جمع در دامنت
ہمان بہ کہ بر صلح رائے آوری　　طریقِ مروت بجائے آوری

نصیب مال کے ہاتھ یہ فرمان بھیجا۔ بادشاہ کی نصایح پر کامراں نے کان نہیں لگایا اور
یہ شعر زبان پر لایا ؎ عروس ملک کسے در کنار گیرد چست + کہ بوسہ بر لبِ شمشیر
آبدار زند + نصیب مال نے مرزا کامراں کا یہ حال آنکر سنا دیا + بادشاہ نے حکم دیدیا کہ
ور حلیوں کو درست کریں۔ اس اثنا میں مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم بھی اور جاکر خاں مع لد
دیس قبچاق بھی کولاب کے آدمیوں کو لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک مہینہ محاصرہ رہا
روز بروز بادشاہ کا کام بنتا اور مرزا کامراں کا کام بگڑتا گیا۔ وہ پیر محمد خاں ازبک کی
مک سے بالکل مایوس ہوا تو اوس نے اطاعت و انقیاد کو اختیار کیا اور اس حیلہ و دسیسہ سے
تین دفعہ خطر کے گرداب سے نکل گیا اوسنے ایک خط تیر میں باندہ کر بادشاہ کے لشکر میں پھینکا
جسکا مضمون یہ تہا کہ میں نے بادشاہ کے حقوق عنایت و رعایت کو نہ جانا اسکا نتیجہ جو میں نے
دیکھا وہ دیکھا۔ اب میں اپنے کئے سے پشیمان ہوں اب چاہتا ہوں کہ کعبہ معظمہ کی اجازت

بھیجے ہوکہ بغاوت کی معصیت اور کافر نعمتی کی کدورت سے پاک ہوکر پھر حضور کی مستعد خدمت اور شائستہ ملازمت کے اپنے تئیں لایق کروں اور حضور کی عنایت سے امید ہے کہ یہ دولت میر عرب بکی کی بدولت میسر ہو۔ میر عرب روزگار کے سیاحوں میں اور صدق و صفا میں ممتاز تہا اور کیمیاگر مشہور تہا۔ بابر اوسکے حال پر بہت توجہ رکہتا تہا۔ اس حملہ میں وہ ہمایوں کے ساتہ تہا اور لشکر کو دعا کو وہ بہی آرایش دیتا تہا۔ جب عرضداشت بادشاہ پاس آئی میر کو طلب کر کے فرمایا کہ آپ اس باب میں کیا فرماتے ہیں میر نے کہا کہ میں اسکا جواب لکہہ کر قلعہ کے اندر بہیجتا ہوں اور یہ عبارت لکہی (اعلموا یا اهل القلعة الخلاص فی الاخلاص والسلامة فی التسلیم والسلام من اتبع الهدی) یعنے اے اہل قلعہ اخلاص میں خلاصی ہے اور اطاعت و انقیاد میں سلامتی ہے اور سلام ہے اوس پر جو راہ راست کی پیروی کرے۔ مرزا کامراں نے اسکا جواب لکہا کہ جو میر فرماینگے اور قرار دینگے اسے عدول نہیں کرونگا۔ میر قلعہ میں گیا اور حق کو بیان کیا اور مرزا کو بہت سرزنش کی۔ مرزا نے سوا تقصیر تقصیر کے کچہہ اور جواب ندیا۔ اور کہا کہ جو کچہہ آپ فرمائیں منظور ہے۔ میر نے کہا کہ اب چارہ یہ ہے کہ اٹہو اور دل اخلاص گزیں اور خاطر مستمند لیکر میرے ہمراہ بادشاہ کی خدمت میں چلو۔ معلوم نہیں کہ راستی یا حیلہ پردازی سے مرزا چلا جب وہ قلعہ کے دروازہ پر پہنچا تو میر کہ مبصر زمانہ تہا اوس نے جانا کہ یہ بات کچہہ اصل نہیں رکہتی اور اسی قدر اطاعت ظاہری کافی ہے کہڑا ہوا اور مرزا سے کہا کہ تو نے جو آستانبوسی کے لئے قدم اٹہایا تو دائرہ عناد سے باہر نکل آیا اور بغاوت سے نجات پائی خود بادشاہ کا خطبہ پڑہو اور عنایت نامہ رخصت لیکر حجاز روانہ ہوا۔ مرزا نے میر کی پوری نصیحت قبول کی اور یہ کہا کہ حضرت سے کہو کہ وہ پابوس کو میرے ہمراہ فرمائیں وہ میرا قدیمی نوکر ہے۔ میر مراجعت کر کے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور حقیقت حال کو عرض کیا اور مرزا کے جرموں کا استعفا کیا۔ بادشاہ نے اوسکی تقصیرات معاف کردیں اور جو کچہہ میر نے مقرر کیا تہا وہ منظور کر لیا۔

روز جمعہ ۱۲۔ رجب ۹۵۵ھ کو قلعہ کے اندر مولانا عبد الباقی نے بادشاہ کے نام کا خطبہ

پڑا۔ بادشاہ باس کے باغ میں چلا آیا اور معہ رحل موقوف ہوئے اور حکم عالی صادر ہوا کہ
حاجی محمد اور ایک اور جماعت حاضر ہو کر مرزا سعد دو آدمیوں کے ساتھ جو مقرر ہوئے ہیں
باہر چلا جائے اور حدود قلمرو سے باہر نکال آئے۔ اونے اپنے افسروں کو حکم دیا کہ قلعہ
کے دروازہ کی حفاظت کرکے ان امیروں کو پکڑ لائیں جو بھاگ گئے تھے مرزا کو معہود آدمیوں
کے ساتھ جانے دیں مرزا تو موجب قرارداد باہر چلا گیا۔ اثناء راہ میں کامراں کا خدمتگار
مرزا ابراہیم کے ایک گھوڑے پر سوار جاتا تھا اوسکو مرزا نے پکڑوا کر منگا لیا۔ ہمایوں نے
اپنی نیک سیرتی سے اس بات کو ناپسند کیا اور ابراہیم مرزا خجالت او تنک مزاجی کے
سبب بے رخصت کشتم میں چلا گیا۔ حاجی محمد پر عتاب ہوا کہ اونے مرزا کامراں کو
اسطرح بے حرمت کیا اور اوسکے عوض میں خلعت اور سراپا کامراں پاس بھیجا کہ جس سے
عذرت اس بے حرمتی کی ہو جائے جب کچھ رات گذری تو قراچہ خاں کو ننگی تلوار
گردن میں پڑی ہوئی بادشاہ کے روبرو لائے جب وہ مشعل کے روبرو آیا تو بادشاہ نے
اوسکی گردن سے تلوار الگ کرائی اور تقصیر اوسکی معاف کی اور ترکی زبان میں کہا کہ
عالم سپاہگری میں ایسی خطائیں سرزد ہوا ہی کرتی ہیں مصاحب بیگ بھی اسطرح آیا اور
اوسکا قصور معاف ہوا جب سردار بیگ ولد قراچہ بیگ آیا تو فرمایا کہ گناہ از کلانان است
خردان چہ گناہ دارند۔ اس طرح سارے امیر نوبت بہ نوبت آتے گئے اور نوید بخشش سنتے
گئے آخر سب قربان قراول خدمتگار نہایت شرمندہ سرافگندہ کورنش بجالایا تو بادشاہ نے
ترکی میں کہا کہ تیری کیا کمبختی آئی تھی جو تو گیا تو اوسنے ترکی میں جواب دیا کہ دست قدرت ایزدی
نے جس جماعت کا منہ کالا کیا ہو اوسے کیا پوچھنا چاہیئے۔ اسوقت حسن قلی سلطان مہردار نے
یہ شعر پڑھا ✤ چراغی را کہ ایزد بر فروزد ✤ ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد
قراچہ خاں کی سب میں ریش دراز تھی وہ اس شعر کو سنکر بہت شرمندہ ہوا۔
روز چہار شنبہ ۷ ماہ رجب ۹۵۵ھ کو مرزا کامراں مراجعت کرکے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔
اس واقعہ کی تشریح یہ ہے کہ مرزا کامراں بادام درہ میں پہنچا یہاں وہ نے مرزا عبداللہ سے

مرزا کامران کی اطاعت

بادشاہ کی عنایتوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی بے ادبیوں کا اور بادشاہ کی الٹنے درگذر کرنے کا مذکور کیا جس سے اوسکو تعجب ہوا۔ مرزا عبداللہ نے اوس سے پوچھا کہ اگر ہمایوں کی جگہ تم اور تمہاری جگہ ہمایوں ہوتا تو تم کیا کرتے اوسنے جواب دیا کہ از من گذشتن وگذاشتن نمی آید مرزا عبداللہ نے کہا کہ ابھی آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے کاموں کا پاداش کر سکتے ہیں آپ اگر کریں تو آپ کا کیا نقصان ہے۔ مرزا نے پوچھا کہ یہ کیونکر میں کرسکتا ہوں۔ اوسنے کہا کہ آپ ایسی جگہ ہیں کہ وہاں بادشاہ کی دسترس نہیں ہے مناسب ہے کہ چند آدمیوں کو ساتھ لیجئے اور ایلغار کرکے بادشاہ کی خدمت میں پہنچئے۔ اور سجدۂ شکر بجا لائے اور اپنے گناہوں کا عذر کیجئے۔ اور اور خدمات پسندیدہ بجا لائیے۔ مرزا کامران نے اس بات کو قبول کیا اور چند آدمیوں کو لیکر بادشاہ کے لشکر میں بھیجا اور اپنے آنے سے خبردار کیا۔ بادشاہ اوسکے آنے سے خوش وقت ہوا۔ اوسنے امیروں اور مرزاؤں کو اوسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور اُس روز مرزا عسکری کو قید سے آزاد کیا۔ بادشاہ نے دربار عام کیا مرزا کامران آن کر بساط بوس ہوا۔ اور تسلیمات ضراعت وسجدات اخلاص بجا لایا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تورہ (مراسم وآئین کے موافق) کی ملاقات ختم ہوئی اب آؤ برادرانہ ملاقات کریں۔ اپنی محبت وشفقت کے سبب سے ہمایوں نے کامران کو گلے لگایا۔ اور زار زار ایسا رویا کہ سب حاضرین مجلس کا دل بھر آیا۔ پھر اوس کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور ایک جشن عظیم کیا۔ اور چاروں بھائیوں نے ملکر طعام ومیوے کہائے اس مجلس میں حسن قلی مہردار نے مرزا کامران سے پوچھا کہ بادشاہ کے روبرو ایک شخص نے یہ ذکر کیا کہ آپ پیر محمد خاں سے کہتے تھے کہ جسکو ایک نارنج کی برابر بغض علی نہ ہو اوس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ آپنے یہ کہا ہوتا کہ وہی خدا کا بندہ ہے جسکو بغض ایک ہندوانہ کی برابر ہو۔ مرزا نے کہا کہ توبہ توبہ مجھے تو نے میری غیبت میں خارجی بنایا غرض اسی طرح کی اور باتیں ہوتی رہیں۔ مرزا عسکری کو مرزا کامران کے سپرد کرکے رخصت کیا اور اپنے خیمہ کے پاس اوسکے لئے خیمہ لگوایا۔ دوسرے روز بلخ جانے کے لئے امرا اور امیرزادوں کا مشورہ کیا گیا۔ ہر شخص نے اپنی عقل کے موافق جدا جدا رائے دی کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ بادشاہ نے فرمایا

باری میں پہنچکر اس امر کا قطعی فیصلہ ہوگا وہاں سے ایک راہ کابل کو جاتی ہے اور ایک بلخ کو
اس منزل سے جو تھے روز سرچشمہ بندکشا پہ بادشاہ آیا۔ یہاں خان مرزا اور جہانگیر مرزا آکر
بابر کے مطیع ہوئے تھے۔ بابر نے ایک پتھر پر اپنے آنے اور بھائیوں کے ملنے اور اطاعت کرنے
کی تاریخ کا نقش کرکے لگادیا تھا۔ ہمایون نے اسی طرح پر اپنے آنے کی اور بھائیوں کی ملاقات
کی تاریخ کندہ کرادی۔ پھر موضع باری میں بادشاہ آیا اور ولایت بدخشاں کا انتظام یہ کیا کہ
ختلان کو کہ کولاب مشہور ہے سرحد سرک و قرانگین تک مرزا کامران کو عنایت کیں چاکر خاں کو
اسکا امیر الامرا مقرر کیا۔ اور مرزا عسکری کو اوسکے ہمراہ کیا اور قرانگین اوسکی خاص جاگیر مقرر کی
اگرچہ مرزا کامراں اس جاگیر کے لینے پر راضی نہ تھا مگر جان بخشی کے سبب سے اسنے اس میں کچھ
مضایقہ نہیں کیا۔ قلعہ ظفر و طالقان اور بعض اور پرگنات مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم
کو دئے۔ قندوز۔ غوری۔ کہمرد۔ بقلان۔ واشکمش و ناری مرزا ہندال کو مرحمت ہوئے
شیر علی کو مرزا کے ہمراہ کیا اور بلخ کی یورش کو سال آیندہ پر موقوف رکھا۔ آخر مجلس میں عہود
و مواثیق ان سب سے لیکر سب کو خدا تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اور برادرانہ محبت کے سبب سے شربت کا
پیالہ منگاکر تھوڑا سا آپ پیا اور پھر مرزا کامراں کو دیا اور فرمایا کہ الوش بادشاہی سب تھوڑا
تھوڑا سا پئیں۔ اور پیمان یکدلی و یکجہتی کو وثوق دیں۔ اخوت تو تھی اسپر صداقت و
حلف کا عقد اور بندہا اور مرزاؤں میں سے ہر ایک کو علم و نقارہ دیا۔ مرزا کامراں۔ مرزا سلیمان
مرزا ہندال کو تمن توغ بھی عنایت کیا۔ مرزا اپنی اپنی جاگیر پر رخصت ہوئے۔ بادشاہ کابل کو
روانہ ہوا جب پریان میں بادشاہ آیا تو یہاں ایک قلعہ تیمور نے بنوایا تھا وہ شکستہ ہوگیا تھا
اسے از سر نو مرمت و تعمیر کرایا۔ بیگ میرک کو یہاں حاکم مقرر کیا۔ قلعہ کی مرمت کرکے بادشاہ
چاندی کی کان دیکھنے گیا جسکی آمدنی خرچ سے کم تھی۔ ۱۲ رمضان ۹۵۵ھ کو اوائل زمستان میں
کہ زمین نے اپنا منہ برف سے سفید کرنا شروع کیا تھا وہ دار السلطنت کابل میں پہنچ گیا +

کشمیر کی حالت۔ بلخ کی مہم۔ کامراں کی بغاوت و شکست

ان دنوں میں بادشاہ کی خدمت میں کشمیر سے مرزا حیدر کی عرضداشت اور اس ملک کی

پیش کشیں مسند لایا۔ اس عرضداشت میں مرزا نے کشمیر کی آب وہوا۔ بہار و خزاں۔ گل
میوہ کی تعریف و توصیف دلکش عبارت میں لکھی تھی اور مبالغہ سے عرض کیا کہ حضور اس
عرصۂ دلکشا ہمیشہ بہار کی سیر فرمائیں میں تسخیر ہندوستان کے باب میں بہت سے مضامین معروض
کر کے اوسکی ترغیب دی تھی۔ بادشاہ نے جواب میں ایک منشور نہایت لطف و مہربانی سے
لکھا اور تسخیر ہندوستان کی نسبت اپنی توجہ کو بیان کیا۔ بادشاہ کے دل میں ہمیشہ ہندوستان
کی تسخیر کا ارادہ رہتا تھا مگر مصالح ملکی مقتضی اسکی نہیں ہوتی تہیں۔

انہیں دنوں مبانی مودت کی تجدید اور معانی محبت کی تاکید کے لئے خواجہ جلال الدین
محمود کو برسم رسالت ایران کو بہت تحفے اور ہدیئے دیکر روانہ کیا۔

اس سال کے سوانح میں مرزا الغ بیگ ولد میرزا محمد سلطان کا شہید ہونا ہے اس سرگذشت
کی کیفیت یہ ہے کہ مرزا اپنی جاگیر زمین داور سے بادشاہ کی ملازمت کے ارادہ سے بدخشاں
کی طرف گیا۔ اسکے ہمراہ خواجہ معظم بادشاہ سے ملنے اور تقصیرات معاف کرانے کے لئے آتا
تھا جب غزنیں کے قریب وہ آئے اور اونکو فتح کی خبر پہنچی تو خواجہ معظم نے بجد ہو کر مرزا کو
ہزارہ قوموں پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے چڑھا کر لے گیا۔ یہ قومیں ہمیشہ غارت گری اور
رہزنی سے شغل رکھتی ہیں۔ ہمیشہ غرور جوانی اور جنوں پندار سے بے تدبیریاں ہوا ہی
کرتی ہیں مرزا نے آئین پیکار پر خیال نہیں کیا اور لڑنے پر جرأت کر بیٹھا اسلئے مرزا نے
جام شمشیر سے شربت واپسیں پیا۔ بادشاہ نے تردی محمد خاں کو زمین داور اور اوسکی
حدود و جاگیر میں دیکر وہاں کے انتظام کے لئے بھیجدیا۔

اسی سال میں حاکم کاشغر کا ایلچی عبد الرشید خاں آیا اور بہت سے تحفے و ہدیئے
لایا۔ اوسکو بادشاہ نے جلد رخصت کر دیا۔ انہیں دنوں میں عباس سلطان کہ سلاطین
اوزبکیہ میں تھا بادشاہ کا آستانبوس ہوا۔ بادشاہ نے اسپر یہ عنایت کی کہ اپنی چھوٹی بہن
گل چہرہ بیگم کا نکاح اوس سے کر دیا۔ اسی سال کے واقعات میں سے مرزا شاہ برادر مرزا الغ بیگ کا شہید ہونا
ہے۔ وہ اپنی جاگیر اشترگرام سے بادشاہ سے ملنے آتا تھا جب کتل ہنار میں پہنچا تو شاہ محمد براد

ان راہوں میں لڑنے سے بچیں جو پہلے سے نامعلوم تہیں اور بہت کم امرا ہمراہ رفتہ
اور جنگلی وحشی رہبری کرتے تہے کھانے پینے کی تکلیف رہتی تہی تکان کے مارے برا
ہوتا تہا - آخر کو کمرود اور غوربند کی راہ سے وہ کابل کے پاس آیا اور یکم رمضان کو کابل
داخل ہوا - اس عام پریشانی اور ہزیمت میں جو ندرہ گزیں وقوع میں آئی - اس میں ہندال
تردی بیگ منعم خان - شاہ بداغ خان - سلک خان کو چین خدمات عظیم بجا لائے جنہ
نے اس شکستہ حالی کو دیکہا کہ لا علاج ہے تو اونہوں نے اپنی اپنی راہ لی - مرزا سلیمان بدخشاں
کو چلا - مرزا ہندال قندوز کو دوڑا - منعم خاں اوسکے ساتھ گیا - اور امرا ہے ہم کابل میں آ
شاہ بداغ خان دشمن کے ہاتھ میں اسیر ہوا - اور بعض اور امیر بھی دشمنوں کی قید میں تہے
بادشاہ نے اتالیق کو اور اونکے امیر ونکی جماعت کو جو ایک میں اسیر ہوئے تہے چھوڑ کر
وطن کو بہجوا دیا - اونہوں نے میر محمد خاں سے آنکر جو بادشاہ کی مرحمت اور عنایت کا ذکر
اوسکو تعجب ہوا اور اوسنے بہی بادشاہی آدمیوں کو جو اس پاس تہے آدمیانہ سلوک کے
دار الملک کابل کو بہجوا دیا - اس زمانہ میں یہ بھی انسانیت اور آدمیت کی عجیب مثال ہے
سچ ہے کہ نوازش سے نوازش پیدا ہوتی ہے اور انتقام سے وہ خباثت پیدا ہوتی ہے
انسانیت کو بٹا لگاتی ہے -

بادشاہ نے کابل جاکر دیکہا کہ سب طرح امن امان ہے کامران نے کوہستان سے باہر آنے
کوشش نہیں کی - بادشاہ نے موسم سرما بالاحصار میں بسر کیا - اب مرزا کامران کا حال سنو
اوسنے کیا کیا کام کئے - بادشاہ نے اپنی فرط شفقت سے مرزا کامران کی بڑی بڑی تقصیرات
معاف کرکے کولاب اوسکو مرحمت کیا تہا - اور جاکر بیگ ولد ویس بیگ کو اوسکے ہمراہ کیا
کچھ مدت نہ گذری تہی کہ مرزا نے جاکر بیگ سے بدسلوکی کی اور اوسکو کولاب سے باہر نکال دیا
جب بادشاہ کابل میں تہا تو اپنے آنے کے جہوٹے وعدے کامران کرتا تھا - بادشاہ اوسکی جہوٹی
باتوں کو بھی سچ جانکر بلخ کی طرف متوجہ ہوا - مرزا نے اس فرصت کو غنیمت جانکر
کابل میں جانے کا ارادہ مصمم کیا - بلخ کی یورش میں اسکی سلسلہ بکر کی تحریک سے امرا اونکا

سو یہ یقین تہا کہ کابل میں مرزا کامران فرمانروائی کررہا ہے اور اسکا اہل و عیال مرزا کے قبضہ
میں ہیں اسلئے وہ پریشان خاطر ہوا اور بادشاہ سے بجائی اکیلے یا گروہ باندہ کر علحدہ ہو ہوکر اپنے
اپنے گہر بہاڑونکی راہ سے جانے لگے ہر چند بادشاہ نے کوشش و تدبیر کی کہ سپاہ کو اونکا بلائے
مگر وہ فائدہ مند نہ ہوئی - اوزبک بادشاہ کی سپاہ کے پیچہے آئے تہے صبح کو اونہوں نے چند اولی
کو درہ گزر پر جالیا اور حملہ کیا - اونکا مقابلہ تہوڑا سا ہوا - اونہوں نے بادشاہ کی سپاہ کو پریشان کردیا
اور سوار سے پیادہ بنا دیا اور قتل کیا اسوقت ہمایوں سپاہ سے کچہہ دور نہ تہا جوے کے پار اپنے
ملازموں کے ساتہہ تہا اس پاس خبر آئی کہ اوزبکوں نے اہندال کے قریب آگئے ہیں اور ملک زمار گیا
تو وہ بہت پریشان خاطر ہوا مرزا ہندال نے مہردار سے کہا کہ بادشاہ بچہ نہیں ہے وہ بہاگی
سے ضرور وقت پر وہ آئے گا - بادشاہ نے آدمی بہیجکر دریافت کرایا کہ مرزا کیا کہتا ہے اور خود
تیار ہوکر دریا پار اوترا چاہتا تہا - کہ اوزبکوں نے کنارہ پر آکر ایک بلندی پر بادشاہ کے
تیر مارا جسکو بایزید نے اپنے سپر سے روکا - مگر وہ تیر بادشاہ کے گہوڑے کے لگا حیدر محمد
اختہ نے اپنا گہوڑا بادشاہ کو دیا - اوزبکوں کو بادشاہ کی سپاہ نے بہگا دیا اور بادشاہ اپنی فراغت
میں آگے بڑہا - تہوڑی دور چلا تہا کہ اوسنے حسین قلی مہردار کو حکم دیا کہ پریشان سپاہ کو جمع کرکے
اوزبکوں سے لڑے تو اوسنے جواب دیا کہ یہ بہتر ہوگا کہ جو آدمی بادشاہ کے ساتہہ ہیں وہ آگے
چلیں یہ حضور کو چہوڑینگے اور نہ وہ اولٹے پہرینگے - اسوقت ایک آدمی بہی میرے حکموں کو نہیں
سنے گا - بادشاہ نے کہا کہ اب تو ہی میرے احکام کو نہیں سنتا حسین قلی نے بادشاہ سے کہا کہ
حضور میرا قصور معاف ہو اوسنے بایزید کو ساتہہ لیا اور ملازموں کو بادشاہ کے ساتہہ چہوڑا یعنی
خضر خواجہ خان مصاحب بیگ محمد قاسم موچی - شاہم بیگ جلائر اور افسروں میں سے ہر ایک
حسین قلی نے کہا کہ اولٹے چلکر اوزبکوں سے لڑو مگر انمیں سے کسی نے نہ سنا کہ وہ کیا کہتا ہے
انمیں سے ہر ایک دوسرے کے گہوڑے کو اپنی طرف کہینچتا تہا - آخر کو یہ مہردار مجبور ہوکر دوپہر کو
بادشاہ پاس چلا آیا - بادشاہ نے مشفقانہ اوسکی بڑی تحسین کی - بایزید اس مراجعت میں بادشاہ
کے ہمراہ تہا اوسنے ان مصائب کو بہت خوبی سے بیان کیا ہے جو بادشاہ پر ان بہاڑوں کے اندر

اور ہراول میں قراچہ خاں اور امیروں کو مقرر کیا۔ دوپہر کے بعد لشکر مرتب ہوا اور شام تک لڑائی رہی
اور بادشاہ کے ہراول نے اوزبکوں کے ہراول کو بھگا دیا وہ جوئبار سے گذر کر کوچہ بند
میں آئے ۔ بادشاہ اپنی رائے کے موافق چاہتا تھا کہ تعاقب کرکے جوئبار سے لشکر پار جا
لیکن کوتہ اندیشو نفاق پیشہ رفیقوں نے وفاق کے لباس میں خلاف مصلحت کا جلوہ دکھا
اور نادان دوستوں نے دشمنوں کی تقویت کی ناواقفیت کے سبب سے انکی رائے کو اختیار کیا
اور جوئبار سے لشکر کو نہ گذرنے دیا ۔ اور کم ہمتی کی وہ باتیں بنائیں کہ مخالف کی سپاہ بہت
ہے۔ کابل میں فوراً کامران کے جانے کا اور سپاہ کے اہل و عیال کے گرفتار ہونے کا اندیشہ ہے
مرزا کامراں کے قریب آنے کا انتظار کرنا چاہئے اور ایسی ایسی باتیں بنا کے بادشاہ کو مراجعت
کی تحریص کی اور بادشاہ کو راضی کیا کہ درہ گز میں کہ ایک محکم جگہہ ہے دور مگر وہاں چند روز
قیام کرے اور اس حدود کا اوہماقات اور سپاہیونکی اور جماعت جمع کرکے اسباب فتح سرانجام
دے۔ تو قف میں مرزا کامراں کی خبر مشخص ہو جائیگی ۔ اگر مرزا کامراں کا کابل کی طرف جانا
محقق ہو گیا تو ان حدود میں رہنا مناسب وقت نہ ہو گا اور بعد ازاں خاطر جمع سے بلخ کیا بلکہ ماوراءالنہر
آسانی سے تسخیر کرینگے غرض ہر حال میں جنگ سے ہاتھ اٹھا کر درہ گز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے
بادشاہ نے خواطر جمہور سے مجبور ہو کر اس طرف توجہ کی ۔ بلخ لیا ہوا ارباب نفاق کی بے اتفاقی
سے چھوڑ دیا شیخ بہلول کو بھیجا کہ ہراول جو جوئبار سے گذر گیا ہے اور اوزبکوں کو بھگا کر شہر بند
میں لایا ہے اوسکو اولٹا لے آئے مرزا سلیمان اور بہادرونکی جماعت کو چنداول میں مقرر کیا۔
اب بادشاہ خواہی نخواہی درہ گز کی طرف روانہ ہوا صبح کو اوسکی سپاہ اس جوے کے
کنارے پر پہنچی جو درہ گز میں بہتی ہے ۔ رات کو اوزبکوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ مراجعت کرتا ہے
اونہوں نے ایک لشکر تعاقب میں روانہ کیا جو سپاہ کہ تجربہ کار با قواعد ہوتی ہے اوسکو دشمن کے
آگے ترتیب و انتظام کے ساتھہ فرار کرنا دشوار ہوتا ہے چہ جائیکہ سپاہ بے قاعدہ اسکا انتظام
اور ترتیب کے ساتھہ بھاگنا ناممکن ہے۔ درہ گز کا رخ کابل کی طرف تھا اسلئے یہ مقاومت کابل
کی طرف مشہور ہوئی ۔ سپاہ نے درہ گز کی طرف جب سفر کیا تو اوسنے کابل کی طرف اپنا منہ کیا

اور خسرو سلطان تھے تختہ پل کے قریب حملہ کیا۔ اونہوں نے پل کے پار ازبکوں کو دھکیلا۔ وہ بلخ کی
طرف دریا کے پار گئے۔ حاجی محمد خاں نے اس لڑائی میں اپنے بہادری دکھا کر خان کا خطاب پایا۔
بادشاہ کی کل سپاہ بلخ کے جوئبار سے گذر کر آدھے کوس پر بلخ سے تھی۔ یہاں رات کو مقیم ہوئی
یہاں بادشاہ نے مشورہ کے لئے اپنے امرا کو بلایا۔ عام رائے یہ تھی کہ کامران جو یہاں نہیں آیا تو
یا وہ کابل چلا گیا ہوگا یا چلا جائیگا۔ کابل پر اوسکے قبضہ پانے سے جو خرابیاں پیدا ہونگی
ونکے انسداد کے واسطے سب چھکڑوں کا اٹھانا انسب ہے مراجعت کے لئے یہ وقت نہایت ہی مناسب
سلئے ہے کہ عبد العزیز خاں پسر عبید خاں جو ازبکوں میں سب سے بڑا خان ہے وہ بخارا سے
چلا آتا ہے ابھی وہ دریائے آموے پار نہیں اترا۔ بادشاہ سے لیکر ادنی سپاہی تک سب کے دل
کابل کا خوف چھایا ہوا تھا۔ وہاں سب کے اہل و عیال تھے۔ یہ فیصلہ ہوا کہ یہاں سے مراجعت کرکے
رہ گزیں جیسے پہاڑوں میں داخل ہوتے ہیں بلکہ مقیم ہونا چاہئے۔ یہ ایک تنگ وادی ہے
سکی آسانی سے حفاظت ہوسکتی ہے۔ اگر مرزا کامران کابل گیا تو اس مقام وہ کابل بھی جا سکتے
ہیں اور اگر وہ نہ گیا تو یہاں رہ کر ایماق قوموں اور مقامات کے سپاہیوں سے اپنے لشکر کی کمک اور
تقویت کرسکتے ہیں اور جس وقت ازبکوں کے معاون لشکر دریائے آمو کو دوبارہ عبور کرکے
اپنے گھر جائیں تو پھر اس لشکر کو جسکو تازہ کمک اور تقویت ہوئی ہو لیکر بلخ فتح کرنے گیا۔ بلکہ
ورا النہر کو فتح کرنے جائیں تو بہت فائدے حاصل ہونگے۔ آدھی رات کو مجلس شوریٰ برخاست
ہوئی۔ مرزا ہندال سلیمان مرزا حسین قلی سلطان مہردار کو چنداول سپرد ہوا یعنے وہ اس
سپاہ میں تھے جو سب سے پیچھے ہو۔ بلخ کی مہم کے بیان کو اکثر بایزید کے بیان سے ہم نے نقل کیا ہے
وہ خود اس ہنگامہ میں شریک تھا اسلئے اسکا بیان سب سے زیادہ معتبر ہے۔ طبقات اکبری میں
لکہا کہ ازبکوں پاس بیس ہزار لشکر تھا اور اکبرنامہ میں ابوالفضل نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے روز
ازبکیہ ہجوم کرکے بیندستی اور جنگ پر تمام وکمال آمادہ ہوئے۔ عبد العزیز خاں پسر
عبید خاں قول پیر محمد خاں برانغار و سلطان حصار جرانغار ہوئے۔ بادشاہ نے لشکر کو
سجا نصب کیا قلب میں خود رہے برانغار مرزا سلیمان کو اور جرانغار میں مرزا ہندال کو

ہمایوں کا ارادہ مراجعت کا

علی اور عظیم کی کمک آ گئے - بادشاہ نے امرا اور تکیہ جو ایک باتہہ کے تہے خواجہ قاسم مخلص بیٹے معتمد کے ہمراہ کابل بہیجے اور اتالیق کو اپنے پاس رکہا - ایک میں مرزا کامران کی انتظار میں چند روز ٹہکر رہا اور پہر علم کی راہ سے بلخ کی طرف چلا - علم میں وہ تین روز رہ کر بابا شاہ میں آیا دوسرے روز آستانہ میں جہاں شاہ اولیا کا مزار ہے آیا لشکرگاہ کے واسطے زمین ایک ندی کے قریب تجویز ہوئی - ابہی بادشاہ کا بارگاہ نہیں قایم ہوا تہا اور بازار کے آدمی جو آئے تہے وہ اپنا اسباب اوتار رہے تہے - بادشاہ جو شاہ اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا تہا واپس آ کر اپنے خلوت خانہ ہی میں تہا کچہہ خبر نہ تہی کہ دشمن بغل میں بیٹہا ہے کہ یکبارگی لشکر کے بازار کی طرف ایک غل شور برپا ہوا اور اس طرف دفعتہً حملہ ہوا - کابلی خان اور افسر جلدی سے اس حملہ کو روکنے کے لئے تیار ہوئے - کابلی خاں گہوڑے سے گرا اور اسکا سر کاٹ کر بلخ بہیجا گیا - ایک نامی اوزبک خان بہادر زخمی ہونے کے سبب گرفتار ہوا وہ بادشاہ کے روبرو آیا تو اوس سے بادشاہ نے پوچہا کہ کس نے میرے لشکر پر حملہ کیا تو قیدی نے کہا کہ شاہ محمد سلطان حصاری بن بیر ندوق (?) سلطان نے - بادشاہ نے کہا کہ کیا وہ دیوانہ ہے - اوزبک نے جواب دیا کہ وہ ایک جوان بڑا اولوالعزم ہے اور اپنے اوپر بڑا بہروسہ رکہتا ہے - ابہی وہ پیر محمد خاں سے ملا نہیں جب سے وہ یہاں آیا ہے اسکو یہ شوق ہے کہ میں کار نمایاں کر کے بلخ میں داخل ہوں ہمایوں کو معلوم ہوا کہ دریائے آمو کے پرے سے اوزبک آنے شروع ہوئے ہیں - بادشاہ کے لشکر نے اپنا سفر جاری رکہا اور دوسرے روز صبح کو ملک بلخ کے قریب چہار دروں (?) میں وہ آیا - مرزا کامران کے انتظار میں بادشاہ کا لشکر آہستہ آہستہ چلتا تہا - وہ بلخ پہنچ گیا مگر مرزا کا پتا نہ تہا - ظاہر یہ معلوم ہوتا تہا کہ مرزا کا ارادہ آنے کا نہ تہا - سپاہ میں سب کے دل میں یہ خوف ہو رہا تہا کہ ہم کو بلخ کی مہم میں مصروف دیکہہ کر وہ کابل میں ایک فتنہ اور جائیگا - بایزید جو اس لشکر میں موجود تہا لکہتا ہے کہ لشکر کو اوزبکوں کا خوف ایسا نہ تہا کہ جیسا کہ مرزا کے کابل میں جانے کا ڈر تہا -

دن کو ظہر کی نماز کے وقت مرزا سلیمان - مرزا ہندال - حاجی محمد سلطان کوکہ نے جو بادشاہ کے ہراول کے سردار تہے اوزبکوں کے ہراول جیکے سردار سلطان سکندر کے بیٹے محمد اللہ سلطان اور

اوزبکوں کا حملہ بادشاہی لشکر پر

مرزا کامران

ازبکوں کو سر لشکر پر پلنگ کا مارنا مبارک نہیں ہوتا مگر ہمایوں نے اسپر کچھ توجہ نہیں کی بلخ کی
تسخیر پر متوجہ ہوا۔ دوسرے روز لشکر ایبک پر پہنچا پیر محمد خاں حاکم بلخ نے خواجہ باقی
اپنے اتالیق کو اور بکار آمد آدمیوں کی جماعت کو احتیاطاً ایبک میں بھیجا یہ بھی بلا سیر وقت ایبک
میں پہنچے پیر محمد خاں نے جب سنا کہ بادشاہ کا لشکر ازبکوں کے لشکر کے قریب آگیا ہے تو
اوسنے اپنے فدیرا اتالیق خواجہ باقی کو اور بڑے بڑے سرداروں کو بھیجا کہ وہ ایبک کی اور
ملک کی سرحد کی حفاظت کریں اور حملہ آوروں کو روکیں جب اتالیق ایبک کے قریب آیا تو
اوسکی توقع کے خلاف بادشاہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ وہ مجبور ہو کر قلعہ ایبک میں متحصن ہوا
یہاں قلعہ میں نہ پانی پینے کو نہ غلہ کھانے کو تھا۔ اونے ناچار امان طلب کے قلعہ حوالہ کر دیا
بادشاہ نے جشن شاہانہ کیا اور اتالیق سے ماوراء النہر کی تسخیر کے باب میں مشورہ کیا۔ اتالیق
نے عرض کیا کہ ایسی باتیں مجھسے کیوں پوچھی جاتی ہیں بادشاہ نے فرمایا اسلئے کہ تجھ میں
راستی کے آثار نمودار ہوتے ہیں اونے کہا کہ پیر محمد خاں کے پاس جو بکار آمد آدمی تھے وہ سب
حضور کے پاس ہیں انکی گردن اوڑائیے تو ماوراء النہر بے جنگ و جدل حضور کے قبضۂ تصرف
میں آجائیگا۔ بادشاہ نے کہا کہ نقض عہد آئین فتوت میں ناستودہ ہے خصوصاً سلاطین عالی [illegible]
سے اور زیادہ تر ناپسندیدہ ہے جس گروہ کو ہم نے امان دی ہے اوسکے خلاف نقصان [illegible]
میرے دل میں تو خیال نہیں آتا۔ اتالیق نے عرض کیا کہ میری اس درست تدبیر کی رائے
متین پر عمل نہیں کرتے تو میری معرفت صلح کر لیجئے بلخ سے اس جانب کا ملک حضور کو پیر محمد خاں
سے دلادونگا اور جس وقت ہندوستان پر حضور یورش کرینگے تو ایک ہزار آدمی لیکر حضور کی
خدمت پسندیدہ بجا لاؤنگا۔ بادشاہ نے یہ بات بھی اوسکی نہ مانی۔ ایک مدت بادشاہ کو مرزا
کامراں کے نہ آنے کے سبب توقف کرنا پڑا۔ خردمند پیش بین حسابداں کہتے ہیں کہ اگر یہ
توقف نہ ہوتا تو یقیناً پیر محمد خاں کو مقاومت کی طاقت و مقابلہ و محاربہ کی قدرت نہ ہوتی
وہ بالکل برباد ہو جاتا یا حسب دلخواہ صلح پر راضی ہو جاتا اسلئے کہ عبد العزیز خاں اور اوز
خانان اوزبکیہ اوسکی کمک کو نہ پہنچ سکتے جب اوسکو فرصت کر استمداد ہوا تو اس جماعت کو [illegible]

ہمایوں کا وقت ۔

شروع کئے اوائل میں کہ ہوا میں اعتدال تھا ہمایوں نے لشکروں کو چاروں طرف بلایا
اور کابل سے کوچ کیا۔ اس مہم کا موضع بلخ تھا مگر وہ بہت مخفی کیا گیا۔ یہ ملک اوزبکوں
نے ایرانیوں سے چھینا تھا۔ اور وہاں پیر محمد خاں ایک جوان اوزبک بادشاہ تھا اور اوسنے
کامراں جب کابل سے بھاگا تھا تو اوسکی مدد کی تھی پس یہ سبب وسیر حملہ کرنے کے لئے کافی تھا
علاوہ اس کے یہ ملک وسیع اور زرخیز تھا جسپر قبضہ ہونے سے دریاء آموکے بائیں کنارہ
سے لیکر صحرا تک اسکی قلمرو میں آجاتا۔ یہ بھی ایک قوی سبب وسیر حملہ آوری کا تھا۔ اپنے ایک معتبر
بالتو بیگ کو مرزا کامراں پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ بموجب قرارداد کے میں بلخ کو جاتا ہوں۔
آپ بھی اتفاق اور یک جہتی کو پیش نہاد ہمت کرکے حدود بدخشاں میں اپنا لشکر تیار کرکے آملئے
اور مرزا ہندال اور مرزا عسکری اور مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم کو بھی حکم ہوا کہ راہ درست کریں
اور سپاہ آمادہ اور اپنے تئیں جلد پہنچائیں۔ خود سفر شروع کیا اور پریت چالاک میں ایک مہینے
تک توقف اسلئے کیا کہ حاجی محمد خاں غزنیں سے آجائے اور انتظام مہام اور تنسیق امور ہو جائے
اور یہاں سے خواجہ دوست کو کولاب بھیجا کہ مرزا کامراں کو لشکر شاہی میں لائے۔ اسی اثنا میں
مرزا ابراہیم بادشاہ پاس آگیا۔ اس یورش کی مہمات ضروریہ سے فراغت پاکے بادشاہ استالیف
میں آیا۔ یہاں سے عباس سلطان اوزبک جسکے ہمایوں کی بہن بیاہی تھی بے رخصت اس خیال سے
بھاگ گیا کہ اوسکی قوم سے لڑائی ہوتی ہے مرزاؤں کے انتظار میں بادشاہ آہستہ آہستہ چلتا تھا۔
پنجشیر کی راہ سے اندراب میں آیا۔ اور یہاں سے ناری میں اور کتل ناری سے گذر کر دشت نیل میں آیا
بدخشاں میں بہار کی بہار مشہور ہے اس نواح میں مرزا ہندال اور مرزا سلیمان آگئے۔ سپاہ
کو تقویت دی۔ مرزا سلیمان کی التماس سے مرزا ابراہیم بدخشاں بھیجا گیا کہ ولایت کی حفاظت
میں اہتمام کرے اور اس ملک میں سپاہ کو تقویت دے۔ بادشاہ نے نواحی بقلان [illegible] مرزا ہندال
اور مرزا سلیمان اور حاجی محمد خاں اور ایک جماعت نبرد آزما اور کار طلب کو آگے [illegible] کو روانہ کیا
ایبک توابع بلخ سے ہے اور معموری اور میووں اور آب ہوا کی خوبی میں مشہور ہے اور اسمیں
ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اس اثنا میں شیر محمد چکنیہ پلنگ کا شکار کرکے لایا۔ لوگوں نے بادشاہ سے کہا

[illegible]

حاجی محمد نے اس انتقام میں اُسے مار ڈالا کہ ہندوستان میں کوئی عم حاجی محمد خاں کو مرزا محمد سلطان نے
مارا تھا۔ اوسنے گھات میں بیٹھ کر مرزا کے ایک تیر لگایا جس سے اوسنے درجہ شہادت پایا۔ اس طرح سے
یہ دو توبھائی جنسے کو فتنہ پردازی کا خوف لگا رہتا تھا کم ہوئے۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ انکے باپ
سلطان مرزا کی بغاوتوں سے ہمایوں کو ابتداء سلطنت میں کیا کیا نقصان پہنچے تھے۔

بادشاہ کو ۹۵۵ھ کے موسم زمستان میں کچھ فرصت انتظام ملکی کے لئے ملی۔ اوسکو ہمیشہ اپنے
اراکین سلطنت کی تلون مزاجی اور دغا بازی کا خوف بہت لگا رہتا تھا۔ وہ سازشوں کے
منصوبوں میں سدا لگے رہتے تھے۔ کابل میں کامراں بہت دنوں مطلق العنان فرمانروا رہا تھا
امرا اور رعایا دونوں جنپر وہ حکمراں رہا تھا اوسکو ہمایوں سے کم تخت وتاج کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ بادشاہ
کو اطمینان اپنے اراکین سلطنت پر نہ تھا۔ اس خوف کے دور کرنے کے لئے اسنے مرزا کامراں کے
بڑے معتمدین قراچہ خاں اور مصاحب بیگ کے قصور معاف کردئے تھے مگر ان فتنوں کے سرگروہ
بننے کا مادہ ان میں موجود تھا اسلئے اونکو حج کرنے کے لئے رخصت دی تاکہ وہ ایام غربت میں
رہ کر اغدر دولت کو یاد کریں اور نیکیوں کی قدر جانکر اپنی بدکرداری سے باز رہیں محمود
بادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے مگر اونہوں نے ہزارہ کے ملک میں توقف کیا اور اپنے دوستوں سے
سفارش کرا کے بادشاہ کو راضی کر لیا کہ وہ اونکے چلے آئیں۔ بادشاہ ہندوستان کی فتح کو سب
کاموں پر مقدم سمجھتا تھا اور کشمیر کی سیر کو بھی اُسکا دل بہت چاہتا تھا مگر کابل کی حالت ایسی
قابل اطمینان نہ تھی کہ وہ کسی دور دراز کی مہم میں مصروف ہوتا اور وہاں کوئی فساد نہ کھڑا ہو جاتا
مرزا کامراں کی موافقت پر اعتبار نہ تھا۔ کابل میں بہت آدمی اوسکی اعانت کرنے کو موجود تھے
اگر بادشاہ ہندوستان کو جاتا تو ضرور مرزا کامراں کابل میں دندمچاتا۔ انھیں نے چکر خاں
کے ساتھ کامراں [illegible]ت پر کمر باندھی تھی جب ہمایوں نے کامراں کو کابل میں کوئی اور ملک جاگیر
میں دینے کے لئے بلایا تو وہ نہ آیا۔ ہندوستان کو چھوڑ کر ہمایوں نے بلخ کی یورش کا ارادہ
کیا۔ جہاں بالکل کو یہ اندیشہ تھا کہ وہاں کا حاکم کامراں کی امداد کر کے اُس کی سلطنت
کو نہ چھین لے ۔

مرزا کامران تولاب میں مرزا عسکری کو چھوڑ کر مرزا سلیمان کے قتل کی طرف متوجہ ہوا۔
مرزا سلیمان جنگ طالقان کے بعد قلعہ ظفر میں آگیا۔ کامران نے بابوس بیگ کو طالقان سپرد کیا
اور خود قلعہ ظفر کی طرف متوجہ ہوا۔ مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم نے لڑنا مصلحت وقت نہ دیکھ
اسحاق سلطان کو قلعہ ظفر میں متعین کر کے خود تنگنائی بدخشاں میں آگئے اور موضع حرم میں
چلے گئے۔ کامران کو جب سلیمان کی طرف سے ایک طرح کا انفراغ ہوا تو وہ قندوز کی طرف
متوجہ ہوا۔ اور اول مرزا ہندال سے دوستی نما فریب کی باتیں بنا کر اوسکو پرچانا چاہا۔ مگر مرزا
ہندال اوس کی باتوں میں نہ آیا اور اپنے ثبات عہد پر قائم رہا۔ مرزا کامران نے خوب تیاری
کے ساتہہ قندوز کا محاصرہ کر لیا۔ مرزا ہندال نے بھی مراسم جنگ اور قلعہ داری میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا۔ مرزا کامران جب اسکا کچھہ نہ کر سکا تو اوزبکیہ کا متوسل ہوا۔ اور اون سے کمک
مانگی تو اوزبکیوں کی ایک جماعت کثیر آنکر محاصرہ میں شریک ہوئی۔ مرزا ہندال نے مخالفوں
میں خلل ڈالنے اور دہوکہ دینے کے لئے پسندیدہ تدبیر کی کہ مرزا کامران کی طرف سے ایک خط
اپنے نام لکہا جسمیں مضمون بالتفصیل یہ تہا کہ ہم دونو اتفاق کر کے اوزبکیہ کو فریب میں بھیڑ بکریوں
کی طرح یہ فریب نامہ قاصد کو دیا کہ وہ عمداً اوزبکیہ کے ہاتہہ میں گرفتار ہوا۔ جب قاصد کی کاوش
کے بعد خط پکڑا گیا اور اوسکے مضمون سے ظاہر ہوا کہ ان دونو بھائیوں نے اتفاق کر کے یہ
چاہا ہے کہ اوزبکیہ کو تیر بلا کا ہدف بنائیں اور کمند ابتلا میں اسیر کریں تو اوزبکیہ اوس مطالعہ
سے برہم ہو کر محاصرہ چہوڑ کر اپنی ولایت میں چلے گئے اور قلعہ کا کام پورا نہ ہوا۔ اور
کامران پاس خبر آئی کہ چاکر بیگ نے کولاب کا محاصرہ کر رکہا ہے اور مرزا عسکری شکست پاکر
قلعہ کے اندر چلا آیا ہے مرزا سلیمان اور اسحاق خان ایک ہو کر قلعہ ظفر پر قابض ہو گئے
ہیں اور اسحق خان کو جو اوسکے ساتہہ متفق ہوا تہا مقید کر لیا ہے۔ اس اخبار سے مرزا
کامران سراسیمہ ہوا اور قندوز سے مایوس ہوا۔ سپین دولت اور بابوس کو ایک جماعت
کے ساتہہ مرزا سلیمان سے لڑنے کے لئے بہیجا اور خود کولاب کو دوڑا آیا۔ چاکر بیگ نے

کابل سے بادشاہ کا کامران سے لڑنے کے لئے جانا اور کابل میں سازشیں +

جنکا سردار سعید بیگ بیرزنا ولی تہا کامران کے لشکر کی گذرگاہ پر آئی اور بالکل اُسے لوٹ لیا کامران و عسکری و عبد اللہ مغل معدود آدمیوں کے ساتہہ طالقان میں آئے سعید بیگ کو معلوم نہ تہا کہ یہ کامران کا لشکر ہے جب اوسکو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اعراق کو بااعزاز اپنے معتمدوں کے ساتہہ اور تمام لوٹ کا اسباب قیدیوں کو کامران پاس بہیجا اور معذرت کی کہ مجہ غلطی کی کہ آپ کا اسباب لوٹا مگر مرزا کامران کی مصائب کا دور کرنا لاعلاج تہا۔ اوسکی سپاہ ساری پراگندہ و پریشان ہو چکی تہی سلیمان و ہندال نے جب مرزا کامران کا حال یہ دیکہا تو وہ اوسکے دفع کرنے کو چلے۔ کامران نے بدخشاں میں رہنا اپنا مناسب جانا تو خوست تک چلا آیا کہ ضحاک بامیاں کی راہ سے ہو کر ہزارہ کے ملک میں جائے اور وہاں سے کابل کا واقعی حال دریافت کرکے کابل میں آئے یا کسی اور طرف متوجہ ہو۔ امراء نفاق پیشہ ہمیشہ اوسکو کابل آنے کے لئے برانگیختہ کرتے رہتے تھے اوسنے فریب دینے کے لئے بادشاہ پاس ایلچی بہیجا کہ میں بادشاہ کی خدمت میں اولیٰ حاضر ہوتا ہوں کہ گذشتہ کا عذر کروں اور از سر نو حضور کی خدمت گزاری کروں امید الطاف شاہانہ سے یہ ہے کہ میری تقصیرات اور جرائم معاف ہوں

بازآمدم کہ سجدہ آں خاک پا کنم　　گر طاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم

امید ہے کہ اس مرتبہ نیکو خدمتی کے وسیلہ سے شرمندگی کے بار گراں سے نجات پاؤں بادشاہ اپنی صفائی نیت سے اوسکی باتوں کو سچ جانتا تہا اوسکے مسن راندوں کو مغالطہ سمجہتا تہا جب کابل میں مرزا کامران تہا تو بادشاہ کے دور بین دولت خواہوں نے عرض کیا کہ پاک سرشتی اور نیک گمانی کی بہی کوئی حد و نہایت ہوتی ہے۔ کامران کی تزویر و عذر و تشویر و مکر بار بار تجربہ میں آچکے ہیں اب حزم و احتیاط کا اقتضا یہ ہے کہ حضور حکم فرمائیں کہ اہل عذر کے دفع کرنے کے لئے لشکر تیار ہو اور حضور اپنا سراپردہ باہر نکالیں تاکہ دشمنوں کے مکر و غدر سے خاطر جمع رہے اگر واقعی مرزا اپنے ناصواب کاموں سے پشیمان ہو کر دوستانہ آتا ہے تو بادشاہ اوسپر عنایت فرمائیں

نے یہ باتیں سنکر غور سنہ کا ارادہ کیا اسی طرف سے کامران آتا تھا ۹۵۶ھ کے وسط میں کابل سے

روانہ ہوا کابل میں شہزادہ اکبر کو اپنا قائم مقام مقرر کرکے محمد قاسم برلاس کو سارا انتظام

سپرد کیا قراچہ خان مصاحب بیگ اور ایک اور جماعت بادشاہ کے پاس ایسی تیرہ دروں

اور روشن بیروں رہتی تھی کہ ہمیشہ شورش و آشوب کے برانگیختہ کرنے پر آمادہ رہتی تھی اُسنے خوشدل

ہو کر مقدمات حق ناشناسی کے مرتکب کے مرزا کامران کو لکھے کہ یہاں وہ ضرور آپ سے

ہم سب جماعت کثیر کے ساتھ آپسے ملینگے! دربار بادشاہ کے ساتھ جو آدمی کہ جمعیت ہو رہی ہیں انکو

ہم اسے جدا کرینگے ملک کابل آسانی سے آپ کے ہاتھ آجائیگا +

یہ زمانہ بھی عجب تھا کہ کمال نا انصافی سے وہ عہد شکنی و بداندیشی و نادرستی اقران اور

امثال کے ساتھ جو روا رکھا جاتا امراے بے محابا اپنے صاحب ولی نعمت کے ساتھ عمل میں لاتے

تھے اور ایسے اندھے ہو گئے تھے کہ اونکی قبح کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ ان قبایح کو محسنات شمار

کرتے تھے اور اپنی تدابیر اور گربزی شمار کرتے تھے۔ اگرچہ وہ اخلاص و درست معاملگی کو سمجھتے

تھے اور اپنے نوکروں سے اوسکی امید رکھتے تھے۔ مگر اپنی خو سے بد کے ایسے مغلوب ہو گئے تھے

کہ یہ نرد دغل بازی و بیوفائی ایسے صاحب پاکباز کے ساتھ کھیلتے تھے عجب بلکہ سو ہزار عجب اس

تیرہ دلی اور خیرہ رائی پر ہے کہ بادشاہ کی خوبیوں و بزرگیوں کو وہ نہ جانتے تھے نہ رسمی معاملہ

فہمی سمجھتے تھے اپنے نوکروں سے اپنے شعوری سے احسان کا عوض چاہتے تھے مگر اوسکے برخلاف آپ

بادشاہ کے بڑے بڑے احسانوں کو نہیں مانتے سچ یہ ہے کہ جنکے سرشت میں مخالفت و شرارت

داخل ہے اُنسے ایسے امور کا سرزد ہونا کیا بعید ہے جو ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا اوسکو سورج کے

آجانے سے کیا خوشی ہو۔ ان امیروں کی چشم اخلاص نفاق کی سبل سے بے نور تھی۔ اور

اس فرقہ کا سینۂ محبت غرور کے ورم سے ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ اس میں حقوق نعمت کے جانے

کی گنجایش ہی نہیں تھی۔ ان خود کاموں کا نفس امارہ کا توسن ایسا سرکش ہو گیا تھا کہ نہ سرزنش

کے زور بازو سے اوسکی لگام کھچ سکتی تھی نہ نصیحت کا سرپنجہ اوسکی باگ کو موڑ سکتا تھا +

نے کہ شرارت سے شرارہ کو بجھانے بیٹھے ہے بواسطہ و بے واسطہ بادشاہ سے عرض کیا کہ معاملہ درمیان ہی اور شعاب جبال متعدد ہیں مرزا معدود آدمیوں کے ساتھ ہوگا۔ دولت خواہان بیمار جان کو مختلف راہوں پر متعین کیجئے کہ مرزا کو راہ سے نکلنے نہ دیں اور اس تدبیر بتانے میں ان بداندیشوں کا خیال یہ تہا کہ بادشاہ کی سپاہ جو فراہم ہے اوسکو پراگندہ کرادیں تاکہ کامران کا کام آسانی سے سرانجام پائے۔ بادشاہ نے ان حرام نمکوں کی تدبیر کو نیک سمجھ کر قبول کیا۔ حاجی محمد خاں کوکہ کو ضحاک و بامیان میں بہیجدیا اور منعم خاں کو سالاولنگ میں متعین کیا۔ قراچہ خاں و مصاحب بیگ و قاسم حسین سلطان احوال بادشاہی کا روزنامچہ لکھکر کامران پاس روز روز بہیجتے تھے اور بادشاہ سے یہ عرض کرتے رہتے تھے۔ کہ مرزا کی نسبت اس تبہ سوار خدمت گاری کے کوئی دوسرا امر نہیں ہے۔

اس طرح بادشاہ کی خدمت میں اہل خلاص تھوڑے رہ گئے اور اہل نفاق کا جو لباس عقیدت میں حیلہ پردازی کرتے تہے ہنگامہ گرم ہوا۔ بادشاہ کے لشکر کی فراوانی سے کامران پریشان و سرگردان تہا نہ ترک خدمت کی راہ اور نہ ادراک ملازمت کا روے رکہتا تہا وہ اس گروہ کے نفاق سے آگاہ ہوکر منافقوں کی ہدایت کے موافق ضحاک و بامیان کی راہ سے درہ قبچاق کی جانب آیا جو غوربند کے توابع سے ہے۔ مرزا نے یاسین دوست ومقدم کرکہ و باباسعید کو ہراول بنایا اور خود قول ہوا اور باقی سپاہ کو توپ بنا کے روانہ کیا۔ دوپہر ہوئی تہی کہ منشی اصغر علی جو محافظ درہ تہا بہاگتا ہوا ہانپتا آیا اور چلایا کہ مرزا آگیا۔ اسے ہمایوں کے لشکر میں ایک تہلکہ پڑگیا۔ ہمایوں نے اس افسر کا سر اوڑادیا۔ ابو الفضل نے لکھا کہ رعایا میں سے ایک شخص نے مرزا کے آنے کی خبر دی۔ تو قراچہ خاں کہ بداندیشوں کا سرفتنہ تہا عرض کیا۔ کہ اس قسم کے آدمیوں کی باتوں پر کان لگانا نہیں چاہیئے اسے خاطر پراگندہ اور وہم پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس خبر کے موافق بادشاہ قصد جنگ کرے اور اسیر مرزا مطلع ہو تو وہ بادشاہ کی ملازمت میں متقاعد ہوگا جب مرزا کے آنے کی خبر متواتر آئی

[redacted]

بادشاہ کی [illegible]

تو بادشاہ کو یقین ہوا کہ مخالف کے عزم سے ہی حملہ ہوا کہ جماعت جو ہمراہ ہے سوار ہوا اور بادشاہ خود سوار ہوا تھوڑی دیر میں معرکہ قتال گرم ہوا۔ پیر محمد آختہ و محمد خاں جلائر اور ایک دو جماعت بکو نکی آگے روانہ ہوئی۔ پیر محمد خان آختہ اول قتل ہوا۔ مرزا تقی خوب لڑا مگر ازدحام کشا کش و ہجوم گشا گش میں زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ اسکا بیٹا دوست محمد باپ کی مدد کو دوڑا کر اوسکا خود کام باپ کی زندگی میں تمام ہو گیا۔

اب بادشاہ خود آگے بڑھا جب وہاں پہنچا جہاں مقتول خاک میں پڑے تھے تو کامران ایک پہاڑ کی بلندی پر مع اپنی بیویوں اور لڑکیوں کے آیا۔ بایزید کہتا ہے کہ بادشاہ کی بندوقچیوں نے بندوقوں میں گولیاں نہ بھریں۔ وہ مرزا کامران کا مدتوں تک نمک کھا چکے تھے۔ مرزا کامران کے آدمی برابر تیروں کا مینہ برساتے تھے جس سے بہت جلد بادشاہ کے اکثر آدمی اور گھوڑے زخمی ہوئے۔ اسوقت بہی قاسم حسین خان جو دریا کے دوسری طرف تھا اگر وہ اوسکے آگے ابھی بھی آتے وہ مرزا کے ہراول پر اچھی طرح حملہ کر سکتا تھا مگر اوسنے حملہ نہ کیا بلکہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ کامران نے دیکھا کہ بادشاہ کے لشکر میں ہل چل پڑ گئی تو وہ خود بلندی سے نیچے اوترا اور سیدھا غلول کے لینے کے لئے دوڑا۔ علمداروں نے دیکھا کہ ہم کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتے تو وہ اولٹے بھاگے اور قاسم حسین خان بھی مع اپنے لشکر کے فرار ہوا +

اب سارے لشکر میں بھگڈر پڑ گئی اور ہمایوں بھی اس رستہ پر بھاگا جسسے آیا تھا۔ اسکے گھوڑے کے ایک تیر لگا۔ اور بیگ بابا کولابی نے دانستہ یا نادانستہ بادشاہ کے تاج پر تلوار لگائی جس سے کان کے پیچھے بادشاہ کے زخم آیا۔ اوسنے دوبارہ تلوار بادشاہ پر مارنے کے لئے اوٹھائی تھی کہ ہمایوں نے پھر کر ایسی قہر کی نگاہ سے بابا کو دیکھا اور چلایا کہ اے کم بخت باغی کر بابا کے اوسان خطا ہوئے اور تلوار نہ چلا سکا۔ مہتر بیگانی عرف زحمت خاں نے بیچ میں آکر بابا کو بھگا دیا۔ ہمایوں سہارے سے گھوڑے پر چڑھا۔ اس جماعت میں محمد امیر اور عبدالوہاب وسکے محافظ تھے ہمایوں کے زخم کاری لگا تھا اور خون اس میں سے بہتا تھا۔ اوسنے اپنا جبہ اتار کر سیدل خاں کو دیا جسکے پیچھے دشمن کے آدمی چلے آتے تھے۔ اوسنے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے خاص جبہ کو

ہمایوں نے اب ارادہ کیا کہ ضحاک بامیان کے درمیان جائے جہاں اوسکو حاجی محمد اور اسکی جماعت کے ملنے کی توقع تہی اور وہ سرطان کے گذری تہی۔ وہ زخم کے مارے ایسا ضعیف ہو گیا تہا کہ وہ اپنے گہوڑے کی تیز روی کا تحمل نہ تہا میر سید برکہ کے پست قد گہوڑے سے اپنا گہوڑا بدلا اوسپر وہ بٹہایا گیا میر برکہ اور خواجہ خضر ادہر ادہر سے اوسکو پکڑے ہوئے گہوڑے کے پیچہے چلے آخر شب میں وہ درہ سرطان میں پہنچا۔ یہاں چند اوسکے بہاگے ہوئے آدمی ملے سفر موا اور راہ کی تکان نے بادشاہ پر بہت اثر کیا اور زخم نے اوسکو بہت ضعیف کیا۔ میر برکہ نے اپنا جیبہ اوتار کر اوسپر ڈالا صبح کو درہ کی بلندی پر پہنچا تو دہوپ میں کچہہ گرم ہوا اور ایک ندی کے کنارہ پر فرد کش ہوا۔ یہاں زخم کو دہویا اور مرہم پٹی باندہی اور نماز و وظیفہ پڑہا کچہہ دیر کے بعد حاجی محمد خان آیا تین سو سوار نہایت آزمودہ کار اوسکے پاس تہے جسسے ہمایوں کو کچہہ تقویت ہوئی۔ بادشاہ نے شاہ بلاغ خان تولک قوچین و مجنوں قاقشال کو اور اور وں کو جنکا مجموعہ دس نفر تہا کابل کی طرف خبر گیری کے لئے بہیجا مگر اون میں سے سوا تولک قوچین کے واپس نہ آیا بادشاہ نے اوسکو قوربیگی کر دیا۔ زخم نے ہمایوں کو بہت ستایا وہ ضحاک اور بامیان کے پہاڑوں میں کچہہ دن رہا۔

سچ ہے تقدیر ازلی سلسلہ روشنی و بادشاہی کی منتظم اور دائرہ سفیدی و سیاہی کی مرتب ہے وہ گشادگیوں کی کنجی بستگیوں کو بناتی ہے اور سربلندیوں کو افتادگی کا نتیجہ کرتی ہے۔ رات کی تاریکی میں بہنے کو آفتاب کی روشنی کا قدر شناس بناتی ہے طلب کی شراب کی تشنگی کو چشمہ مقصود کی سیرابی کرتی ہے اس حال کا مصداق ہمایوں کا احوال ہے جو ان دنوں میں ہوا ضحاک و بامیان کی طرف اسنے اپنے امراے اخلاص سرشت سرطان کے درہ سے پیچہے تہے اونکی طرف وہ چلا۔ محمد امین و عبد الوہاب کو حکم ہوا کہ وہ جنار یول بنا آئیں۔ ترددات کی کثرت سے اور زخم کے آسیب سے بادشاہ میں ضعف بہت ہو گیا اوسنے معتبروں کی جماعت طلب کرکے مشورہ کیا۔ حاجی محمد خان جسکی جاگیر میں غزنیں تہا

اور سب سے زیادہ نفاق دل میں رکھتا تھا اوس نے قندھار جانے کی صلاح دی وہ قبول نہ ہوئی
ایک گروہ نے بدخشاں جانے کی صلاح دی کہ وہاں مرزا سلیمان و ہندال و ابراہیم کو
ہمراہ لیکر سرانجام لشکر کیا جائے اور کابل پر توجہ کیجائے - ایک بہادر گروہ نے یہ مشورہ
دیا کہ آج کل مرزا کامران منافقوں کے نفاق کی شراب سے بدمست ہو رہا ہے ہم فدائی
اور جاں سپار کس دن کام آئینگے سب کو یکدل و یک جہت ہو کر کابل پر چل کر حملہ کرنا
چاہیے - امید واثق ہے کہ بدخشاں جائے بغیر کامراں کی مہم کا سرانجام ہوجائیگا - جمع کثیر کا نفاق
و فریب ابھی ظاہر ہو چکا تھا اسلئے اس رائے پر اعتماد نہ کرکے بدخشان جانے کی صلاح ٹھہری
اور ریگ اولنگ کی راہ سے کوچ کیا - حاجی محمد نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ محمد کو مع اپنے
آدمیوں کے بادشاہ سے رخصت لیکر غزنیں بھیجا - اور بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنی شکست
و سلامتی کا خط شاہزادہ اکبر کے نام لکھکر دیا کہ کسی طرح وہ اُس پاس پہنچا دے - مخلصان خالص
نے بادشاہ کو سمجھایا کہ ایسے وقت میں اہل نفاق کو اپنے سے جدا کرنا اعمال نفاق میں اونکو
خود مختار کرنا ہے جو ان مفسدوں کی صلاح کار کو عمل میں لانا ہے - اور اشارۃً و صراحتاً عرض
کیا کہ حاجی محمد اپنے بھائی کو مرزا کامراں پاس بھیجتا ہے اور خود یہاں جاسوسی کے لئے
رہتا ہے کہ سادہ لوحوں کو فریب دے بادشاہ نے ان مقدمات کو کچھ نہ سُنا شاہ محمد کو رخصت کیا
دوسرے روز کہمرد کی طرف کوچ کیا یہاں بادشاہ سے بہت آدمی جدا ہو گئے اور ایک جماعت
جماعت اخلاص کے ساتھ بادشاہ کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوئی - اس راہ میں تین روز بعد ایماق
کو لکچی و سانقاچی خوان ہمدود میں بڑے آدمی تھے - گھوڑے اور بھیڑیں اور خیمے
اپنے مقدور کے موافق بادشاہ کو پیش کش میں دیے اور ایسے وقت میں اونہوں نے
خدمات شایستہ کیں اور رات کو بادشاہ انہیں کے گھر میں رہا جب صبح کو سوار ہوئے تو خبر
آئی کہ ایک کاروان عظیم بسرکردگی میر سید علی سبزواری کے آیا ہے خراسان و عراق کے
سوداگر بہت سا اسباب لیکر ہندوستان کے سفر کا اہتمام کرتے ہیں سب بہر کو اس کارواں کے
بڑے آدمی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسباب و گھوڑے انہوں نے پیش کش میں دیے

بادشاہ اوسکو [illegible]

سب نوکروں میں اوسکو تقسیم کردیا اور باقی چیزوں کو پھیر دیا کہ جہاں اونکا جی چاہے وہاں بھیجیں جب آب نگی کے کنارے پہنچا تو اس منزل میں ایک شخص نے فریاد کرکے پوچھا کہ بادشاہ کی کیا خبر ہے بادشاہ کے کان میں یہ آواز آئی تو اوسے کہا کہ میری خبر مجھے نہ بتاؤ اوسے پوچھو تو کون ہے کسنے تجھے بھیجا ہے۔ بادشاہ کی خبر تو کیا جانتا ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ میں نظری سال اولنگ کا فرستادہ ہوں جسنے مجھے بادشاہ کی تحقیق خبر لانے کے لئے بھیجا ہے اور ہمارے ہاں بادشاہ کی خبر یہ مشہور ہے کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوکر چلا گیا پھر اوسکو کسی نے نہیں دیکھا مرزا کامران کے آدمی اس جبہ کو کہ بادشاہ معرکہ میں پہنا ہوا تھا مرزا پاس لے گئے ہیں جسے وہ دیکھکر بہت خوش ہوا۔ بادشاہ نے اس آدمی کو اپنے پاس بلاکر کہدیا کہ نظری کو خوشخبری سنادو اور کہدو کہ اوسکا آقا آمادہ اور مستعد رہے کہ مراجعت کے وقت وہ حاضر ہوکر خدمات پسندیدہ بجا لائے دوسرے روز منزل آدمی جنجال میں آیا اور مرزا ہندال اس منزل میں آکے ملا پھر اندراب میں بادشاہ آیا یہاں مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم آن ملے جوہر نے واقعات ہمایونی میں بادشاہ پاس اپنے کپڑے نہ ہونے کا بیان دلچسپ لکھا ہے اور طرح سے کاروان کا بیان لکھا ہے اسکو نقل کرتے ہیں جب بادشاہ بامیان چلا تو فراش شاہ کو میں طہارت کیلئے لے گیا تو فرمایا کہ میرے کپڑے خون آلودہ ہیں مجھے آزار دیتے ہیں۔ بہادر خاں تیرے پاس کپڑوں کا جوڑا ہو تو مجھے دے۔ اوسنے کہا کہ بادشاہ پاس ایک ہی کپڑوں کا جوڑا تھا جو مجھے پہننے کو دیا تھا وہی میرے پاس ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں وہی جوڑا مانگتا ہوں اگر تیرے پاس ہو تو وہ لا۔ بہادر خاں وہ جوڑا لایا تو بادشاہ نے اس سے لیا اور اپنے جوڑے کو جو پہر کو دیا کہ اوسکو نمازی کرے منزل کہمرد میں ایک پیرزن نے دیبا مصری پیش کش میں دیا اوسکو فرمایا کہ اسکو مرد نہیں پہنتے ہیں مگر میرا بغیان ناپاک ہوگیا ہے اسلئے اسے پہنوں گا۔ اس ضعیفہ کا نام تو لکھ کر کہا اور انعام دیا کہ مال ابھی کوئی اس سے نہ لے بعد اسکے خبر آئی کہ تین سو گھوڑے کاروان میں آئے ہیں اور پھر خبر آئی کہ دوسرے کاروان میں ستر سو گھوڑے آئے ہیں۔ بادشاہ نے خود

مرزا کامراں کا کابل پر قبضہ اور دیگر واقعات

سترہ سو گھوڑے آئے ہیں۔ بادشاہ نے خود جا کر پسند کر کے گھوڑے خریدے اور اونکو قیمت کا تمسک
لکھدیا کہ بعد فتح روپے دیے جاوینگے۔

اب ہم مرزا کامراں کا احوال اسوقت تک کا لکھتے ہیں کہ تسخیر کابل کے لئے ہمایوں آیا۔ جب بادشاہ
سلطان جاں سپار کے اہتمام سے ضحاک و بامیاں کی طرف متوجہ ہوا تو مرزا کامراں کی سان گمان
میں بھی یہ بات نہ تھی اوسکو تعجب ہوا۔ اور اہل نفاق اوسکے پاس فوج فوج آکر ملنے شروع ہوئے اور وہ اونکے
آنے سے زیادہ سرگرم اور خوش ہوتا تھا۔ اہل وفا پر دست جفا دراز کرتا تھا۔ بادشاہ کے بڑے
بڑے معزز معتبروں کو اوسنے ہلاک کیا۔ پھر جنگگاہ سے کوچ کر کے چاریکار میں آیا۔ اس جگہ ایک
شخص بادشاہ کا جیبہ خاصہ کہ خون میں تر بتر تھا مرزا پاس لایا۔ تو اوسنے جانا کہ بادشاہ مر
گئے وہ خوشی کے مارے جامہ میں پھولا نہ سمایا۔ وہاں سے کوچ کر کے کابل کا محاصرہ کیا۔
...م خاں برلاس۔ ہمایوں کی طرف سے شاہزادہ اکبر کی نیابت میں انتظام کرتا تھا اوسنے
...نہ داری کا اہتمام کیا۔ ہر چند مواعید کاذبہ صدق نما سے مرزا اوسکو فریب دیتا تھا مگر وہ
...یوں کی عقیدت و اخلاص کے سررشتہ کو نہ توڑتا تھا۔ مرزا نے بادشاہ کے مرنے کی خبر سنکر
...مشہور رکھی تھی اسلئے جیبہ خاصہ قاسم خاں پاس بھیجا اور عہد و پیمان نادرست و فریب کی
...باتیں بنا کر قلعہ لے لیا۔ اب اکبر تیسری دفعہ چچا کی قید میں آیا۔

مرزا کامراں نے سپاہ کے بڑھانے میں اور مملکت کابل کو اپنے ہوا خواہوں میں تقسیم کرنے میں توقف
نہ کیا۔ مرزا عسکری کو جوئے شاہی (جلال آباد) جاگیر میں دیا۔ یہ موضع دلکشا ہے ہندوستان
...کا سنگم ہے اسمیں ہندوستان کی خوبیاں موجود ہیں اور ولایت افغانستان کی برائیاں مفقود
... منعم خاں نے اوسکو جلال الدین اکبر کے نام سے منسوب کر کے جلال آباد نام رکھا۔ غزنین اور
...کی حدود قراچہ خان کو اور غوربند اور اوسکی اخراجات اسمیں دولت کو عنایت کیں اور اسی طرح
...اپنے آدمیوں کو جاگیریں اور علوفے اور جاہ و منصب بخشے۔ اوسنے بادشاہ کے بڑے بڑے
...لوگوں کا مال اسباب سب چھین لیا۔ اور ہمایوں کے تمام خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ دیوان کو قید کر کے
...ساری دولت لے لی۔ غرض جو کچھ جس طرح ہاتھ لگا وہ لے لیا۔ ظلم و جبر سے مال کے چھین لینے میں

باقی نہیں تھی۔ اپنے دولت مندوں اور ملک کو مفلس کیا یہ اعمال امن وامان کے ساتھ وہ نہ کر سکا تین
مہینے گذرے تھے کہ کابل میں خبر آئی کہ ہمایوں زندہ ہے اور اندراب سے ایک سپاہ جرار کو ہمراہ لئے
چلا آتا ہے۔ کامران نے ہزارہ اور پہاڑوں کی قوموں کو جمع کیا اور ہمایوں سے لڑنے کے لئے چلا۔
اور بابا جوجک اور ملا سقائی کو کابل کا انتظام سپرد کیا۔ جب بادشاہ اندراب میں آیا اور مرزا اس کے پاس
آگئے تو کمتل ہندو کوہ سے کابل کا عزم مصمم کیا۔ چونکہ بادشاہ کے پاس اب تک منافقوں کا ایک گروہ تھا
تو اوسنے ارباب ظواہر کے اطمینان خواطر کے لئے یہ ٹھیرائی کہ ہر گروہ سے ایک طرز خاص پر سوگند
لی جائے کہ وہ یکدلی و یکجہتی کے ساتھ ہمراہی کریں ظاہر پرستوں میں قسم بڑی معتبر صورت رکھتی ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ حقایق اشیا کی صور کا نگارندہ قلم صنع الٰہی ہے۔ اہل وفا کے اوضاع کو جادۂ
صدق وصفا میں ظاہر کرنے والی توفیقات ازلی ہے۔ ہماری خاطر سب کی طرف سے جمع ہے
لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اہل روزگار کہ ظاہر سبب پر نظر رکھتے ہیں اور حقیقت تھوڑی توجہ کرتے
ہیں تمہارے دل میں آسودگی دیکھیں۔ اس اثنا میں حاجی محمد خاں کوکی نے عرض کیا کہ
جس طور سے حکم ہو گا قسم کھائینگے لیکن حضور بھی قسم کھائیں کہ جو کچھ ہم دولت خواہ خیر اندیشی سے
صلاح دولت کسی کار میں کچھ عرض کرینگے تو حضور اوسکو قبول فرمائینگے اسپر مرزا ہندال نے کہا
کہ یہ طرز گفتگو کیا ہے ہرگز خادم مخدوم کے ساتھ اور بندہ خداوند کے ساتھ اس طرح کی
گستاخانہ باتیں نہیں کرتا مگر بادشاہ نے کہا کہ جسطرح حاجی محمد کہے گا میں بھی قسم کھاتا ہوں
غرض اس قسما قسمی کے بعد بادشاہ نے آگے قدم بڑھایا۔ بادشاہ سب طرح سے اپنی سپاہ اور
اوسکے افسروں کو وفادار بنانا چاہتا تھا اسلئے اوسنے اوس سے قسم لی مگر حاجی محمد جو کوکہ تھا اوس کا
بادشاہ سے قسم لینا ایک نرالی بات تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی رائے و استقلال پر
لوگوں کو اعتبار نہ تھا۔ بادشاہ کو ضرور یہ امر ناگوار ہو گا۔ ابوالفضل ہمیشہ حاجی کا ذکر حقارت سے
کرتا ہے۔ مگر وہ ہمایوں کے بڑے کارکنوں میں تھا۔ جب لشکر اشتر گرام کے نزدیک آیا تو کامران جنگ پر
آمادہ ہو کر بادشاہ کے لشکر سے لڑنے آیا جب دونو لشکروں میں تھوڑا فاصلہ رہا تو بادشاہ نے مرزا
شاہ خویش میر برکہ کوکہ ترمذ کے سادات بزرگ سے تھا کامراں پاس بھیجا اور نصایح ارجمند کیں جنکا

پنجم شکست کامران سے

خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ مخالفت کا طریقہ اختیار کرنا اور موافقت کو چھوڑنا فرزانگی سے دور ہے
افسوس ہے کہ کابل کے سرپر یہ سارے نزاع ہوں حقوق قدیمہ و جدیدہ کو مرعی رکھکر طریق مصالحت
سبیل مخالفت کو اختیار کر اور ہندوستان کی تسخیر میں یکدل ہوکر ہمراہی قبول کر سیدنے اداب
رسالت کو اچھی طرح ادا کیا صلح و صلاح قرار پائی مرزانے کہا کہ میں اس شرط پر ہندوستان کی
تسخیر پر متوجہ ہوتا ہوں کہ قندہار بادشاہ سے اور کابل مجھ سے متعلق ہو — بادشاہ نے
دوبارہ ایلچی بھیجا اور مولانا عبد الباقی صدر کو اوسکے ساتھ کیا اور یہ پیغام دیا کہ اگر دوستی کا ارادہ مصمم
ہے اور یکجہتی چاہتا ہے تو اپنی بیٹی کا نکاح شاہزادہ اکبر کے ساتھ کردے کہ میں کابل اوسکو دیدونگا
اور میں اور تو دونو وفاق و اتفاق کے ساتھ ہندوستان کو فتح کرنے میں مصروف ہوں۔ تا کہ
کابل اور ہندوستان دونو ہمارے اور تمہارے رہیں مرزا اس طرح صلح کرنے پر راضی تھا مگر قراچہ خان
نے جسپر اوسکے کل کاموں کا دارومدار تھا صلح کو نہونے دیا اور کہا کہ سرما و کابل اس روز شکر و لیمفرد (وساول) مرزا کی متفاؤل
تھا اوسکی نجومیوں نے کہا آج لڑنا انکے ہاتھ سے اپنے تئیں شکست دینا ہے مرزا بلطائف الحیل آجکے دن ٹالنا چاہتا تھا
اور بادشاہ کا لشکر لڑنا چاہتا تھا لیکن حاجی محمد کی مرضی نہ تھی کہ آج لڑائی ہو اسلئے بادشاہ
نے اوسکی خاطر سے آج لڑائی موقوف رکھی۔ اس اثناء میں خواجہ عبد الصمد کہ جنگ قبچاق میں
بادشاہ کی ملازمت سے دور ہوکر کامران سے جا ملا تھا وہ فرصت کو غنیمت جانکر پھر بادشاہ پاس آیا۔ اور
اوسنے لشکر مخالف کے تذبذب اور برہم خوردگی کو بیان کیا۔ دوپہر کو بادشاہ نے لشکر کو مرتب کیا
قول عساکر کا وہ خود اور برانغار کا مرزا سلیمان اور جرانغار کا مرزا ہندال اور ہراول کا مرزا ابراہیم
منتظم ہوا۔ اور التمش کا اہتمام حاجی محمد خان اور بہادروں کی جماعت کو سپرد کیا۔ کامران کی طرف
قلب میں مرزا کامران میمنہ میں مرزا عسکری میسرہ میں آتی سلطان مرزا کا داماد اور ہراول میں
قراچہ خان منتظم ہوا قضیہ قبچاق کے بعد ملازموں کی ایک جماعت اور بہتر سے با کہ بصورت مرزا
کے ہمراہ ہوگئے تھے وہ بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ جب دونو فوجوں میں فاصلہ کچھہ نہ رہا تو حاجی محمد
نے کہا کہ آج جنگ کو موقوف رکھو لشکر کو حکم ہوا کہ وہ قیام کرے بادشاہ اور حاجی کے درمیان عہد
ہو چکا تھا اسلئے بادشاہ نے مجبور ہوکر یکبیک لشکر کو حکم دیا کہ فوج قیام کرے تو مرزاؤں نے آن کر

عرض کیا کہ مصلحت نہیں ہے کہ کل ہم لڑیں آج ہی لڑنا چاہئے بہتر یہ ہے کہ دشمن پر حملہ کریں یا
فتح کریں یا مارے جائیں عبدالوہاب نے انکر عرض کیا کہ لشکر کے قیام کرنے کے لئے جادر وخیمہ نہیں ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ ترتیب کے ساتھ آگے بڑھو اگر دشمن نے مقابلہ کیا تو فبہا نہیں دریا کے کنارہ
پر میں قیام کرونگا +

ہراول
کامران ایک بلند جگہ پر کہڑا ہوا تہا اور اس کے بہت قریب اسکا لشکر تہا مرزا ابراہیم جو
میں تہا اسنے ایک سخت حملہ کر کے اس جگہ کو لے لیا۔ بادشاہ بہی یہیں آگیا۔ اوسنے اپنی بندوقچیوں کو
حکم دیا کہ دشمنوں پر گولیاں مارو۔ دشمن نیچے زمین پر تہا ان گولیوں نے اوسپر کام کیا۔
قراچہ خاں سواروں کو لیکر بادشاہ کے میمنہ کو شکست دیکر میسرہ پر حملہ آور ہوا کہ اوس کے ایک بندوق
لگی اسے وہ زخمی ہوا اور گہوڑے سے گرا اور اوسکو ایک ولی آدمی نے گرفتار کر لیا اوس کو
میدان جنگ سے لئے جاتے تھے کہ قنبر علی نے جسکے بہائی کو قندہار میں قراچہ خان نے مارا تھا
پیچھے آنکر اوسکا سر کاٹ لیا اور بادشاہ پاس لیجا کر نذر کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ سر کابل کے
آہنی دروازہ پر لٹکا دیا جائے تاکہ اوسکا کہنا پورا ہو کہ سر ما و کابل۔ قراچہ خاں کے مارے جانے سے
بادشاہ کا ایک ہولناک دشمن کم ہوا اس عرصہ دار و گیر و مصاف زد و برد میں بادشاہ کی سپاہ
نے جانبازی کی۔ مرزا کامران میں تاب مقاومت نہ رہی اسلئے وہ بہاگ گیا اور کنگل باونج سے
نکل کر افغانستان میں آوارہ گرد ہوا۔ مرزا عسکری گرفتار ہوا۔ بادشاہ نے مرزا ابراہیم کو بہیجا کہ وہ
کابل جائے اور مرزا سلیمان کو اپنے پاس رکہا۔ بادشاہ کے لشکر نے دشمن کے خیموں کو خوب لوٹا اور
آدمیوں کو قتل کیا۔ ایک جماعت نے شرمندہ ہو کر اور رد ہو کر ہزاروں ملامتیں سن کر اپنی شفاعت چاہی
وہ بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہوئی یہ فتح بہت سی فتوحات کا مقدمہ تہی اسلئے اسکی بڑی
شادمانی ہوئی۔ بادشاہ کو سب سے زیادہ خوشی یہ ہوئی کہ اوسکے نور نظر شاہزادہ اکبر کو حسن اختہ اسکے
سامنے لایا۔ بادشاہ کو بڑا تردد اوسکی طرف سے یہ رہا تہا کہ اوسنے سنا تہا کہ کامران اسکو اب کی دفعہ
اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ بیٹے کو باپ نے گلے لگایا اور آداب شکر گزاری کے بعد صدقات وخیرات
کر لشکر علی ہے تقسیم کیا اور یتیموں اور غربا اور فقرا کی احسان و انعام سے دلداری کی ماور بادشاہ نے

فرمایا کہ اب میں کسی طور پر بھی اس اپنے نونہال کو اپنے سے جدا نہیں کرنے کا۔ اسی حال میں دو شتر صندوق بار بے ساز و سامان جنگ میں نمودار ہوئے۔ بادشاہ نے خوجان اونٹوں کی مہار کو پکڑا اور کہا کہ اونکو بٹھاؤ اور صندوقوں کو کھولو اور دیکھو ان میں کیا ہے ہر شخص جو لوٹے وہ لے لے مگر ان صندوقوں کا مال میرا حصہ ہے جب ان صندوقوں کو کھولا تو اس میں وہ اسباب کتب خانہ نکلا جو بادشاہ کا جنگ قبچاق میں جاتا رہا تھا۔ بادشاہ کو اسکی بڑی خوشی ہوئی۔ خواجہ محمد قاسم میر بیوتات کہ فتنہ کی آگ کو بہت بھڑکاتا تھا آپ وہ اپنے اعمال کی آگ میں خود جل گیا جیسے شور و شر کے شرر بجھ گئے بادشاہ بعض اور فتنہ پردازوں کا قاتل بنا۔ اور چار بیگاران کے باغ میں عیش و عشرت کا مجلس آرا ہوا +

دوسرے روز کابل میں داخل ہوا کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ یہاں ولی دنوں بادشاہ نے دوستوں کو انعام اور دشمنوں کو سخت سزا دی مرزا سلیمان کو بدخشاں روانہ کیا اور بہت کچھ صلہ اسکو حسن خدمات کا دیا مرزا ابراہیم ایک عنایت خاص کے واسطے اپنے پاس کچھ دنوں ٹھیرایا اور اپنی بیٹی بخشی بانو بیگم کی منگنی اوس سے کردی موضع چرخ کو جو لمغان ہو گر میں ہے شاہزادہ اکبر کو دیا اور حاجی محمد خاں کو اسکا وزیر و وکیل اور اتالیق مقرر کیا۔ ایک سال کابل میں بادشاہ رہا۔

ان دنوں میں بادشاہ داود ہش و لطف و قہر کے ابواب کھولتا فرماں دہی اور فرماں روائی کر رہا تھا مرزا کامراں موضع اشتر گرام کی شکست کے بعد بدتر حال میں آٹھ آدمیوں کے ساتھ سنبل کی راہ سے سراسیمہ افغانوں میں چلا گیا۔ مرزا ہندال اور حاجی محمد اوسکے تعاقب میں بھیجے گئے اونہوں نے اسکے پکڑنے میں لائق اہتمام نہیں کیا اور اولٹے چلے آئے۔ افغانوں نے مرزا اور اوسکے ہمراہیوں کو بہت لیا مرزا نے اس اندیشہ کو کہ کوئی اوسکو پہچان نہ لے چار ابرو کا صفایا کرایا اور قلندروں کا بھیس بنا بنایا۔ ملک محمد مندراور کی ملک میں گیا کہ وہ لمغان کے ارباب معتبر میں سے تھا۔ اوس نے مرزا کے حقوق سابق پر نظر کر کے اوسکے احوال پر بہت مراعات کی۔ مرزا ان حوادث سے جنمیں سے ہر ایک ہوشمند کے واسطے عبرت پکڑنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے تازیانہ قوی تھا اصلا متنبہ نہوا۔ اور ایسے سپاہیوں کو جنکا پیشہ ہمیشہ فتنہ سازی اور حیلہ اندوزی تھا

مرزا کامران کی آوارگی +

ادہر اودہر سے بندرہ فوج جمع کرلئے جب یہ خبر بادشاہ کے لشکر میں پہنچی تو اہل نفاق کا بازار گرم اور ارباب اخلاص کا جگر خون ہوا۔ ایسے وقت میں کہ آتش فتنہ و آشوب بہڑکنے کو تہی حاجی محمد خاں بے رخصت غزنیں کو چلتا بنا۔ بادشاہ نے زمانہ سازی کے مقتضاء سے اور کمال قدردانی سے اس بری حرکت کو نارجنگ گمان کرکے کچہہ التفات نہ کیا کامراں کے رفع دفع کرنے کے لئے بادشاہ نے بہادر خاں و محمد قلی برلاس اور اور بہادروں کو بہمع کثیر کو بہیجا۔ جب یہ لشکر مرزا کے قریب آیا تو وہ علی کار و علی شنگ کے دروں میں چلا گیا۔ انہوں نے یہاں بہی اسکا تعاقب کیا تو یہاں سے بہاگ کر وہ خلیل و مہمند کے افغانوں میں [illegible] جو آدمی اسکے پاس جمع ہوئے تہے وہ بہی پراگندہ ہوگئے۔ بادشاہ کی فوج غزنی و شیداں کی [illegible] آئی جب بادشاہ کو مرزا کی شرارت سے کچہہ فراغ ہوا تو اوسنے خواجہ جلال الدین محمود اور بی بی فاطمہ کو بدخشاں بہیجا کہ مرزا سلیمان کی بیٹی سے بادشاہ کا نکاح ہوجائے تاکہ بدخشاں کی مہم سے بادشاہ بالکل مطمئن ہوجائے اور مرزا سلیمان کے ساتہہ تازہ اتفاق و التیام استحکام پائے اور مرزا عسکری کو اونکے ساتہہ مرزا سلیمان پاس یہ حکم دے کر بہیجا کہ راہ بلخ سے اوسکو حجاز روانہ کردے۔ اس حکم کے موافق مرزا سلیمان نے مرزا عسکری کو بلخ روانہ کیا۔ مرزا کو خود ندامت و خجالت کے سبب سے اس ملک میں رہنا پسند نہ تہا۔ اوسنے وہ سفر دور دراز اختیار کیا۔ سنہ ۹۶۵ میں مکہ اور شام کے درمیان اسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا۔ سات سال یہاں بہی زندگی بسر کی۔ مرزا سلیمان اپنی بیٹی کے نکاح پر بادشاہ کے ساتہہ راضی ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ عادت طبیعت خامسہ یا ثانیہ ہوتی ہے جب کوئی آدمی عادت بد کا معتاد ہوتا ہے تو بچہو کی طرح نیش زنی میں بے اختیار ہوتا ہے جس جماعت کی نہاد بد اندیش و شرارت انگیز ہو تو پہر اوسکے مزاج میں عادت اور طبیعت متفق ہوتی ہیں۔ یہ حال مرزا کامراں کا تہا کہ وہ اپنی طبیعت اور عادت کے مجبور تہا مصیبت پر مصیبت پڑی مگر سلطنت کی ہوس کبہی دل سے نگئی خلیل اور مہمند افغانوں کی جماعت کو اوسنے جمع کیا۔ اور اونکو ساتہہ لیکر ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ بادشاہ اوسکی شورش مٹانے کو عبادت سے بہی زیادہ فرض جانتا تہا

مرزا کامراں کا [illegible]

خواجہ اختیار و میر عبدالحی کو اسنے غزنین بھیجا کہ حاجی محمد کو اس پاس لائیں۔ بداندیشی سے حق شناسی کی ہدایت کریں بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ مرزا کامران نے حوالی جلال آباد میں چار باغ کے قریب ایک قلعہ کو محاصرہ کر رکھا ہے۔ بادشاہ نے حاجی محمد کے آنے کا بھی انتظار نہیں کیا بہت جلد جلال آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا کامران اس خبر کو سنکر سراسیمہ ہو کر بہر پہاڑوں کے دروں میں چلا گیا اور وہاں سے ننگش و گردیز کی راہ پر چلا کہ شاید خود حاجی محمد پاس پہنچ جائے وہ اور مرزا کامران ایک تھے۔

اب حاجی محمد کی سرگذشت سنو کہ اوسنے بادشاہ کے آدمیوں سے باتیں بنائیں اور آنے کا جھوٹا وعدہ کیا اور اونکو رخصت کیا اور مرزا کامران کو خط لکھا کہ کب تک کوہ و دشت میں سرگردان پھرو گے جلد ان حدود میں آجاؤ کہ ہم تم اتفاق کر کے کوئی کام کریں۔

قضارا بیرام خاں غزنیں میں پہنچا وہ قندہار سے بادشاہ پاس جاتا تھا۔ حاجی محمد خاں کہ بیرام خاں کا ہمزاد تھا اوسکے استقبال کو گیا اور بظاہر بڑے تپاک سے پیش آیا ضیافت کا بہانہ کر کے اوسکو قلعہ کے اندر بلایا کہ قلعہ بند اوسکو کرے۔ خان قلعہ کی طرف جاتا تھا کہ میر حبش نے جو حاجی محمد خاں کے ساتھ تھا ــــ خان کو اشارہ کیا کہ جس سے وہ حاجی کے عذر و کید پر مطلع ہوا۔ اوسنے عذر کر کے قلعہ کے جانے کا ارادہ فسخ کیا شہر کے باہر سرچشمہ پر اُترا اور حاجی محمد کو بلطائف الحیل مطمئن کر کے ہمراہ اپنے کابل لے گیا۔ بادشاہ کو اپنے اور حاجی محمد خاں کے آنے کی عرضداشت بھیجی۔ بادشاہ نے سنا تھا کہ مرزا کامران کابل کی حدود میں آگیا ہے خود بہت جلد کابل کو روانہ ہو گیا تھا۔ کابل سے ایک منزل پر مرزا کامران تھا کہ اوسنے سنا کہ بیرام خاں حاجی محمد خاں کو ساتھ لے آیا ہے اسلئے وہ سراسیمہ ہو کر لمغان کی طرف چلا گیا۔ ایکدن حاجی محمد نے چاہا کہ شہر کابل میں آئے نہیں دروازہ سے داخل ہو۔ خواجہ جلال الدین محمود نے کہ کابل کی حکومت اوسکو مفوض تھی اوس کو قلعہ کے اندر آنے کی اجازت نہ دی اور سخت باتیں کہلا بھیجائیں۔ اس سے حاجی کو وہم پیدا ہوا۔ شکار کا بہانہ بنا کے قراباغ کو روانہ ہوا اور کتل مینار سے گذر کر باقچار میں گیا اور دامن کوہ

بیرام خاں اور حاجی محمد خاں کی ملاقات

وبلندری سے بہت جلد غزنین میں چلا گیا۔ بادشاہ اس عرصہ میں سیاہ سنگ میں آیا
اور بیرام خاں اُس سے ملا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کوئی شخص لشکر سے شہر میں نہ جانے پائے ہم
مرزا کامران کا تعاقب کرینگے تاکہ ایک بارگی خلق خدا کو ہر روز کی پریشانی سے نجات ہو
لیکن حاجی محمد سے خاطر جمع نہ تھی اسلئے اولیائے دولت کی صلاح یہ تھی کہ اول اُس کی خاطر جمع
کرکے مرزا کے پیچھے پڑنا چاہیئے بیرام خاں کو حاجی خاں پر تعین کیا اور فرمایا کہ جس طرح بنے
مدارا کے طریقہ سے اوسکو یہاں لاؤ اور روکا سے پردہ نہ اوٹھنے پائے۔ بیرام خاں نے
تدابیر شائستہ سے اوسکو اپنا رام کیا۔ اور بعد عہد و سوگند کے حاجی محمد خاں گلکار میں بیرام خاں
سے ملا۔ بیرام خاں اسے بادشاہ پاس استعفائے جرائم کے لئے لایا۔ بادشاہ نے اوسکی خطا
معاف کردی چار پانچ روز بعد لمغانات کی طرف جو مرزا کی گریزگاہ تھی بادشاہ نے کوچ کیا
باوجودیکہ ابھی حاجی جی کی تقصیرات معاف ہوئیں تھیں مگر اوسنے وہی حرکتیں پہلی سی
شروع کیں۔ اور بادشاہ کو آزردہ خاطر کیا جب بادشاہ جلال آباد میں آیا تو مرزا کنور نور گل
کی تنگیوں میں بھاگا۔ اور اور متمرد اپنے اپنے کونوں میں جا چھپے بیرام خاں کو ایک جماعت
کثیر کے ساتھ بادشاہ نے کامراں پر متعین کیا۔ کامراں کنور نور گل سے بھاگ کر بنیاب میں چلا گیا
بیرام خاں واپس آکر بادشاہ سے دکہ میں ملا۔

اسوقت مصلحت کل و فراغت عام و حصول امن پر نظر کرکے بادشاہ نے حاجی محمد اور اوسکے
بھائی شاہ محمد کی گرفتاری کا حکم دیا۔ وہ گرفتار ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونو خدمت فروشوں
کے لئے دو طومار بنائے جائیں ایک میں اونکے جرائم اور گناہ لکھے جائیں اور دوسرے میں اعمال حسنہ
تاکہ میزان عدالت میں وہ دونو تولے جائیں۔ غرض پہلا طومار تیار ہوا جسمیں ایک سے دو بڑے بڑے
جرم تھے دوسرا ناتمام رہا جب یہ محاسبہ لیا گیا تو عدالت کا مقتضا یہ ہوا کہ اسوقت ان کے
خبث وجود سے دامن روزگار پاک کیا جائے۔ اونکے نفس بہیمی و سبعی کو پنجرہ ہیولانی انسانی سے
نکال کر اپنی جگہ پہنچایا اور غزنین بہادر خاں کو عنایت کیا اور باقی اوسکی جاگیر اور نوکروں کو
عنایت ہوئی۔ اب بادشاہ نے مصمم ارادہ کیا کہ مفسدوں کے قصور معاف نہ کئے جائیں بلکہ اونکو

سزا دی جائے +

افغانستان کا امن امان +

بادشاہ نے موسم سرما کو سیر و شکار میں بسر کیا۔ اوائل موسم بہار میں کہ عناصر کے اعتدال مزاج کا
وقت ہوتا ہے بے اعتدال افغان کہ ہمیشہ ان حدود میں سر اوٹھا کر فتنہ انگیزی اور فساد انداز
کرتے تہے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لائق پیشکشیں پیش کر کے اہل اطاعت کے زمرہ
میں داخل ہوئے۔ مرزا کی فتنہ و آشوب کی گرد بیٹھ گئی۔ بادشاہ بادیچ کی راہ سے آب باراں میں آیا
اور یہاں سے کابل میں مہمات قندہار کے انتظام کے لئے بیرام خاں کو رخصت کیا خواجہ غازی
کو والی عراق کی رسالت کے لئے تحف و ہدایا دیکر اوسکے ساتھ کیا۔ ولایت غزنیں گردیز۔
بنگش و لوہان لہوگر مرزا ہندال کو مرحمت کئے۔ قندوز جو مرزا کے پاس تہا وہ میر برکہ مرزا حسن
کو دیا۔ مرزا ہندال غزنیں کو اور میر برکہ قندوز کو رخصت ہوئے جو شاہی امداد اوسکی حدود حفظ
خواجہ خاں کو مرحمت ہوئیں اس سے پہلے کہ میر برکہ قندوز میں پہنچے مرزا ابراہیم نے قندوز کو
محمد طاہر خاں سے فسون افسانہ کے لے لیا تہا۔ اسلئے میر برکہ کابل واپس چلا آیا۔ بادشاہ
نے مرزا ابراہیم کو قندوز دیدیا۔ انہیں دنوں میں خواجہ عبدالسمیع کے وسیلہ بادشاہ کے پاس
شاہ ابوالمعالی آیا۔ وہ سادات ترمذ سے اپنا انتساب بتاتا تہا۔ اوس کی حسن صورت کے
سبب سے اوسپر نیک ذات ہونے کا شبہ کرتے تہے اور اوسکی بے باکی شجاعت پہ محمول ہوتی تہی
اسلئے وہ بادشاہ کا منظور نظر ہوا اور اعلی درجہ پہ پہنچا اوسکا آگے ذکر آئے گا کہ اوسنے کیا کیا
بدمستیاں اور بد رنگیاں کیں +

کامران کی بدخشاں پر لشکر کشی +

مرزا کامران نچلا نہیں بیٹہا۔ اس آوارگی اور سرگردانی میں بہی اوسنے اپنے پاس بہادر سپاہ
جمع کر لی۔ بادشاہ کی خاطر آرمیدہ کو پہر اوسنے مضطر کیا۔ اوسکی خبر ملی کہ جو مے شاہی کی حدود میں
شورش اور فتنہ اوسنے برپا کیا ہے۔ بادشاہ نے غزنیں سے مرزا ہندال کو بلایا اور نزدیک کے
جاگیرداروں کو حکم یورش کا دیا۔ تہوڑے دنوں میں مرزا ہندال آ گیا۔ بادشاہ نے اس فساد کے
مٹانے کے لئے کوچ کیا جب بادشاہ سرخاب میں پہنچا تو اوسنے حیدر محمد آختہ بیگی کو کہ اخلاص
کے ساتھ سراول بنا کے بہیجا۔ وہ سیاہ آب پر جو سرخاب و گندمک کے درمیان واقع ہے آیا

مرزا کامران نے اسپر شبخون مارا محمد خواجہ نے بہادرانہ لڑا اور زخمی ہوا- اور اوسکا بہت سا اسباب
لٹ گیا مگر وہ ایسا ثابت قدم رہا کہ مرزا ناکام واپس گیا بادشاہ چہاریار میں کہ تومان نیک نہاد سے
ہے آیا اور احتیاط مورچے قسمت کئے اور خندق اور دیوار بست بنائی- آخر روز مین واافغان
خبر لائے کہ آج مرزا کامران افغانوں کے گروہ انبوہ کے ساتھ شبخون مارنے کا قصد رکہتا ہے -
۲۱ ذیقعد ۹۵۸ھ روز دوشنبہ تہا اور پہر رات گئی تہی کہ مرزا کامران بہت سے افغانوں کو لیکر بادشاہ
کے لشکر پر چڑہا- بادشاہ اور اوسکے ساتھ شاہزادہ اکبر دونو ایک بلندی پر جاکر کھڑے رہے بادشاہ
کی سپاہ اپنے اپنے مورچوں میں قواعد حراست و مراسم شجاعت کو بجا لائی اور ثابت قدم رہ کر خوب
اہتمام کیا اور آتش محاربہ وقتال نے اشتعال پایا تاریکی شب کے سبب سے دوست دشمن نہیں پہچانے
جاتے تہے کہ چاند نکلا- کامران کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ پریشان و پشیمان ہوا- اور بادشاہ
اسی خوشی میں بیٹہا تہا کہ خبر ناخوش مرزا ہندال کے مارے جانے کی اوس پاس آئی وہ ساری خوشی
بھول گیا- سپہر مینا کی رسم ہے کہ اگر ایک زمانہ خوشی میں بسر ہوتا ہے تو دوسرا زمانہ اندوہ میں یہاں شادی
کو مجال مہلت نہ اندوہ کو فرصت اقامت- شرح اس سانحہ کی یہ ہے کہ جب مرزا ہندال کو شبخون کی
خبر ہوئی تو اوسنے مورچوں کا اہتمام کرکے بستر راحت پر سر رکہا تہا کہ افغانوں کا غوغا مچا
مرزا کے مورچل میں افغانوں کی ایک جماعت کثیر داخل ہوئی- رات اندہیری تہی مرزا اون کے
دفع کرنے میں اہتمام کرتا تہا- اوسکے آدمی اپنے گھوڑوں کی خبرداری کے لئے دوڑے اس اثنا میں
مرزا خود افغانوں کے روبرو کہڑا ہوا- تیر وکمان سے نوبت گذر گئی اوس نے ایک کو پکڑ کر نیچے
پہینکا کہ اوسکے بہائی جرندہ افغان نے کہ قبیلہ مہمند سے تہا ایک پیکان زہر میں بجہا ہوا مرزا کے
مارکر سافر ملک عدم کا بنایا- بعض مرزا کے ہمراہی بیان کہتے ہیں کہ افغان مرزا ہندال کا خاص
شصت آویز (ترکش) مرزا کامران کے روبرو لے گیا اوسکو معلوم نہ تہا کہ یہ کس کا ترکش ہے اوسنے
واقعہ کی تقریر کی- مرزا کی نظر جب اس شصت آویز پر پڑی تو اوسنے اپنے سر سے دستار زمین پر پھینکی
اور چلایا کہ ہے ہے مرزا ہندال شہید ہوا-
القصہ تاریکی شب میں نادانستگی میں ہندال کی روح نے پرواز کی اور قالب پڑا رہا خواجہ ابراہیم نے

مرزا ہندال کا قتل ہونا +

ے پہچانا اور خرگاہ میں لے گیا اور حسن تدبیر کے ساتھ اس واقعہ کو اخفا کیا کہ اس شورش دخو
ں دشمن خوشوقت اور چیرہ دست نہ ہوں۔ کہہ دیا کہ مرزا نے محنت بہت کی ہے اس لئے
بیعت ہوگیا ہے اور کسی قدر زخمی بھی ہوگیا ہے۔ کوئی شور وغوغا نہ کرے اور مرزا کی جانب سے
ار کہا دو فتح دینے لگا۔ بادشاہ نے مرزا کے تابوت کو جوے شاہی میں امانت رکھا اور کچھ
دن بعد کابل میں بابر کے مقبرہ میں اسے دفن کیا۔ شبخون ۹۵۸ ہی اوسکے مرنے کی تاریخ ہے
۹۲۴ھ میں پیدا ہوا تھا۔ کوکب برج شاہنشاہی بود ۹۲۴ تاریخ سال ولادت ہی پس ۳۴ برس
کی عمر تھی۔ بایزید جو منعم خاں کے ساتھ تھا لکھتا ہے کہ بادشاہ بلند زمین پر رو رہا تھا
منعم خاں نے اوس سے پوچھا کہ حضور کیوں روتے ہیں بادشاہ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا کہ مرزا ہندال
شہید ہوا۔ تو منعم خاں نے کہا کہ آپ اپنے نفع حاصل کرنے پر روتے ہیں مرزا ہندال مرا تو
حضور کا ایک دشمن کم ہوگیا۔ یہ سنکر بادشاہ نے رونا بند کردیا دوسرے روز بادشاہ بہسود میں آیا
اور مرزا ہندال کی تمام جاگیر اور کل خدم وحشم شاہزادہ اکبر کے سپرد ہوئے اور مرزا ہندال
کی بیٹی سے اوسکی نسبت کردی۔

مرزا کامراں کی جستجو

بادشاہ موضع بہسود میں مقیم ہوا اور ایک قلعہ مستحکم یہاں تعمیر کرایا۔ شاہزادہ اکبر کو کابل بھیجا یا
اور خود ٹھیر کر مرزا کامراں کی جستجو میں رہتا۔ پانچ چھ مہینے یہاں قیام کیا۔ اور سارا جاڑا یہیں کاٹا
مرزا کامراں قبایل افغانوں میں زندگی بسر کرتا۔ اکثر امرا کی یہ رائے ہوئی کہ اب مرزا کامراں میں
طاقت مقاومت اور قدرت ممانعت نہیں ہی مناسب ہے کہ بادشاہ کابل میں تشریف فرما
ہوں مگر جو فرقہ امرا دور بیں تھا اوس نے عرض کیا کہ ہوا میں اعتدال ہے اگر بادشاہ نے یہاں سے
کوچ کیا تو افغانوں کے قبائل ملک کو تاخت وتاراج کرینگے مصلحت وقت یہی ہے کہ اس اندیش
گروہ کو کہ سرمایہ فتنہ وفساد ہے جب تک تلبیہ نہ کی جائے کابل کی طرف جانا نہیں چاہیے
مرزا کامراں جو ان گروہوں میں چھپا ہوا پھرتا ہے اور لوگوں کے پریشان کرنے کا سامان
بہم کرتا ہے وہ ہاتھ آجائیگا اور منافقوں کا آشوب بالکل جاتا رہے گا بادشاہ کو یہ رائے
پسند معلوم ہوئی اور کابل کی مراجعت پر اوسکو رجحان دیا کہ سوار ہو کر قبائل افغانان پر

تا کہاں جا پہنچے اور اونکو ہلاک کیجئے بڑے بڑے بہادر آگے روانہ ہوئے +

قبائل جا بجا پہاڑوں سے اُترکر پراگندہ پڑے پہرتے تھے معلوم نہ ہوتا تہا کہ میرزا کونسے قبیلہ میں ہے بادشاہ اس تردد میں تہا کہ ماہم علی قلی خاں و بابا خزاری مرزا کامران کی طرف سے ملک محمد مندراوی پاس جاتے تھے کہ وہ بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آگئے۔ اونسے مرزا کا حال پوچھا کہ وہ کس قبیلہ میں ہے۔ ماہم علی ساتہیوں کو بہکایا کہ اُس قبیلہ میں مرزا کو بتلایا جس میں وہ نہ تہا۔ بابا نے کہا کہ ماہم علی نہیں جانتا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ مرزا فلاں قبیلہ میں ہے میں وہاں تم کو لے جاتا ہوں صبح کو بادشاہ کے لشکر کے بعض رو اوس قبیلہ کے پاس پہنچے اور تاخت و تاراج کرنے لگے یہاں چودہ ہزار آدمی اوسے لڑنے کے لئے موجود تہے جنہیں بادشاہ کی سپاہ نے بہت آدمیوں کو قتل کیا اور اونکے زن و فرزند کو قید کیا کہتے ہیں کہ یہ قیدی بارہ ہزار تہے کامران سوتا تہا اس میں چند بہادر گہس گئے۔ دو آدمی اس خیمے میں تہے ایک گرفتار ہوا اور دوسرا فرار صبح کو معلوم ہوا کہ بیگ ملوک جسے کامران ابطہ نظری رکہتا تہا گرفتار ہوا اور کامران نکل گیا چند افغان مثل یوسف کرانی اور ملک سیکی اور کبیی اور لڑنے کہڑے ہوئے۔ مگر شکست پاکر فرار ہوئے۔ بادشاہ کی سپاہ کو اونکے گوسفند اور مویشی بہت ہاتہہ لگے افغانوں میں مرزا کی قسمت کا آخری فیصلہ اس لڑائی نے کردیا اونکو ایسی ہزیمت ہوئی کہ پہر اونہوں نے کامران کی حمایت کا ارادہ نہ کیا۔ مرزا نے یہ ارادہ کیا کہ اب یہاں رہنا مناسب نہیں ہے ہندوستان میں چلنا چاہئے۔ جب بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ کامران ہندوستان کو روانہ ہوا تو باغ صفا میں بزم افروز مجلس جاہ و جلال ہوا۔ یہاں شگوفہ و گل کی بہار تہی۔ کابل سے اہل و عیال کو بلاکر عیش و نشاط میں بادشاہ مصروف ہوا۔ بعد ازاں کابل میں آیا +

۹۵۹ھ کے آخر میں موسم زمستان میں بادشاہ بنگش کی طرف اسلئے روانہ ہوا کہ اس دیار کے سرکش افغانوں کو جنہوں نے کامران کی حمایت اور اعانت کی تہی تنبیہ کرے۔ چونکہ بنگش بہ نسبت کابل کے بہت نیچے لیول میں واقع ہے تو یہاں سردی میں وہ شدت نہیں ہوتی جو کابل میں ہوتی ہے۔ یہاں وہ اپنے دشمنوں سے خوب لڑ سکتا۔ کابل کے حصہ بالا تمام برف سے ڈہکا رہتا تہا

بادشاہ کا بنگش [illegible] جانا +

جب وہ خود دار الملک کابل سے چلا تو اوسنے حکم دیا کہ غزنین سے ایک سپاہ لیکر شاہزادہ اکبر بنگش
کو گردیز کی راہ سے روانہ ہو تا کہ ہمراہ ہو کر دشمن سے لڑے بادشاہ کی سپاہ نے افغانوں کے
ملک کو ہر طرف تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور اموال اسباب سب چہین لیا۔ بہتیروں
مویشیوں کو آگے بہگا دیا۔ خاص کر عبد الرحمانی اور برمزیدی افغانوں کے قبیلوں کا بالکل ستیاناس
کر دیا۔ منعم خاں ایک تیسری فوج شاہی کو جلال آباد سے لیکر آتا تہا کہ فتح شاہ افغان جس پر
چراغ کش فرقہ میں ہونے کا الزام لگایا گیا تہا اس سے دوچار ہوا اسکا تمام مال و اسباب
بادشاہی لشکر کو ہاتہ آیا اور وہ زخمی ہو کر بہاگا۔ جوہر نے یہ لکہا ہے کہ ہمایوں بنگش میں
تہا کہ اوسنے سنا ایک شخص شیخ مذہبی نے بنگش میں ایک جگہ اپنے لئے مقرر کی ہے اور
وہاں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اسلئے قراچہ خاں کو ایک جماعت کے ساتہ بہیجا کہ اوسکو سزا دے
اسنے جاکر اسکے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔

اس دار و گیر و تاخت و تاراج میں سلطان آدم گکہر کے وکلا اوسکی عرضداشت لائے
جسکا مضمون یہ تہا کہ مرزا کامران ان حدود میں پریشان و سرگردان آیا ہے میں حضور کا
دولتخواہ ہوں میں نہیں چاہتا کہ مرزا آوارگی میں اوقات بسر کرے اگر ان حدود میں حضور رونق افزا
ہوں تو میں مرزا کو حضور کی خدمت میں اوسکے جرائم کے تدارک کے لئے حاضر کروں اور خود
بہی لوازم بندگی بجا لاؤں۔

گکہروں کے بہت طوائف ہیں وہ آب بہت و سندھ کے درمیان توطن رکھتے ہیں سلطان زین الدین
کشمیری کے عہد میں ملک کد نام جو اہل اسے غزنین میں سے تہا اور حاکم کابل سے نسبت رکہتا تہا
یہاں آیا اور بزور اس مقام کو کشمیریوں کے تصرف سے نکال لیا۔ اسکے بعد جانشین اوسکا بیٹا
ملک کلاں ہوا۔ اور ملک کلاں کے بعد اسکا بیٹا بیر اپنے الوس کا سردار ہوا اور اوسکے بعد
تاتار اپنے قبیلہ کا ناظم ہوا جسکی شیر شاہ اور سلیم شاہ سے منازعت ہوئی۔ وہ اپنے تئیں خاندان
تیموریہ کے منتسبوں میں سے جانتا تہا جب بابر ہندوستان کی تسخیر کے لئے آیا ہے تو وہ اسکی
ملازمت کے لئے حاضر ہوا تہا اور خدمات شائستہ بجا لایا تہا۔ اور حضور سانگا کی لڑائی میں

اوسنے بڑی جانفشانی کی تہی۔ اوسکے دو بیٹے سلطان سارنگ اور سلطان آدم تہے بعد سارنگ کے سلطان آدم اوسکا جانشین ہوا اور سارنگ کے دو بیٹے کمال خان اور سعید خان گکھر تہے جو سلطان آدم کی متابعت نفاق کے ساتھ کرتے تہے۔ انہیں دونوں میں مرزا کامران کا خدمتگار جوگی خاں مرزا کی عندشت بادشاہ کی خدمت میں لایا جس میں بڑی چرب زبانی سے بے اصل باتیں لکہی تہیں۔ ہمایوں نے خوب تجربہ کر لیا تہا کہ جب تک مرزا کامران آزاد رہیگا اسے چین اور آرام سے نہیں بیٹھنے دیگا اور نہ اوسکی کسی تدبیر کو چلنے دیگا اسلئے اوسنے بے تامل سندہ کی طرف کوچ کیا اور دمن کوٹ (دین کوٹ) میں آ پہنچا۔

ہم نے پہلے لکہا ہے کہ ہمایوں سے کامران ہمر کے وقت شکست پاکر بہاگا۔ اور جب اوسکو افغانوں کی کمک سے مایوسی ہوئی تو وہ ہندوستان کی طرف اس امید میں چلا کہ سلیم شاہ بادشاہ دہلی سے مدد لے یہ اوسکی بدعقلی تہی کہ وہ اپنے خاندان کے دشمن جانی پاس آیا اور یہ سمجہا کہ وہ اوسکو ایسی مدد دیگا کہ جس سے وہ ہمایوں سے لڑنے کے قابل ہو جائیگا۔ اپنے چند آدمیوں کو ہمراہ لیکر ہندوستان کی راہ لی اور نواحی خیبر سے بداغ خاں کو سلیم شاہ پاس بہیجا وہ اس وقت بنجا ٹلے ایک قصبہ بن میں تہا۔ مرزا کا فرستادہ یہاں سلیم شاہ کی خدمت میں آیا سلیم شاہ نے اپنا فائدہ سمجہہ کر مرزا کو بلایا۔ جب وہ بن سے چار کوس آیا تو اوسکے استقبال کے لئے امرا کو بہیجا۔ کامران اس استقبال کو اپنے لایق نہ سمجہا اور جب حاجب خیمہ میں آیا تو بادشاہ اسے ملنے نہ آیا۔ یہ بد نصیب مرزا سمجہا کہ میں بادشاہ نہیں رہا اور وہ ذلتیں اوسنے برداشت کیں کہ جنسے اوسکو نہایت رنج ہوا وہ بداغ خاں کو جسنے ہندوستان میں آنے کی زیادہ ترغیب دی تہی سرزنش کرتا تہا۔

سب مہمات پنجاب سے سلیم شاہ کی خاطر جمع ہوئی تو وہ دہلی کو روانہ ہوا اور مرزا کامران کو ساتہہ لیا۔ مرزا کو وہ اپنی نگاہ میں کہتا تہا اور ہمیشہ اوسکو رخصت کرنے کو کہتا تہا۔ جہوٹے جہوٹے وعدے اوس سے کیا کرتا تہا۔ مرزا کے ہمراہ لینے میں اوسکا قصد یہ تہا کہ ہندوستان کے کسی مضبوط قلعہ میں اسے مقید کروں مرزا کمک سے مایوس اور رخصت سے نا امید ہوا اور اصل حال اوس کو معلوم ہوا تو اوسنے بہاگنے کا قصد کیا اپنے معتمد جوگی خان کو راجہ بکہو پاس روانہ کیا وہ باچہواڑہ سے

کامراں مرزا کا ہندوستان میں آنا +

مرزا کامران کی گرفتاری

بارہ کوس پر تھا اور اسنے تخلا من سہتا نت چاہی - راجہ اس فرستادہ کے ساتھ شائستگی سے پیش آیا
اور مرزا کو پناہ دینے کا وعدہ کیا جب سلیم شاہ نے آب ماچھیوارہ سے عبور کیا تو مرزا نے یوسف
آفتابچی کو اپنی جگہہ اپنی خوابگاہ میں لٹایا - اور بابا سعید کو کہا کہ دیر تک وہ باواز بلند پڑہتا رہے
تاکہ لوگ جانیں کہ مرزا ابھی سوتا ہے اور آپ تغیر لباس کرکے اور ایک برقعہ پہن کر سراپردہ کے
ایک طرف سے نکلکر دامن کوہ میں جو قریب ہوا تہا چلا گیا - راجہ اوسکے ساتھ اچھی طرح پیش آیا - مگر
جب اوسنے خبر سنی کہ مرزا کے تجسس میں لشکر آتا ہے تو اوسنے راجہ بھلوار پاس بھیجدیا - مگر اوسنے
بہی دشمنوں کے ہراس سے مرزا کے ساتھہ بدقہ دیکر جمو روانہ کیا - راجہ جمو نے زمیندارانہ
دوراندیشی سے مرزا کو اپنے ملک میں آنے نہ دیا مرزا سراسیمہ و سرگردان ولایت مانکوٹ کی
طرف گیا - یہاں قریب تہا کہ گرفتار ہو جاے مگر بہ تغیر وضع کرکے عورتوں کے لباس میں ایک
افغان اسب جلاب کے ہمراہ کابل کی طرف وہ روانہ ہوا - اور سلطان آدم گکہر سے ملا کہ شاید
جماعت سے متفق ہو جاے تو پہر اپنے کام کے بنانے میں کوشش کرے مگر سلطان آدم ہمایوں کا
دولت خواہ تہا اوسنے مرزا کو بلطائف الحیل اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور بادشاہ کو عرضداشت
بہیجی مرزا بہی گکہروں کی طرف سے ناامید ہوا تو ایک عرضداشت بادشاہ کو لکہی جس کا اوپر
ذکر ہوا - ہرچند مرزا نے گکہروں کو اپنے ساتھہ متفق ہونے کے لیے اکسایا مگر وہ کیسے ہی نہیں اب
کامران کے لیئے کوئی مفر نہ تہا کہ جہاں جاے اور اس قوم کی حراست سے اور اپنی واماندگی سے فرار کا
بہی دشوار تہا - ناچار گکہروں کے ساتھہ اوقات بسر کرتا تہا جب سلطان آدم کے ایلچی نے ہمایوں
کی خدمت میں آنکر عرض حال کیا تو اوسنے ہندوستان میں گکہروں کی ولایت پہ یورش کا ارادہ مصمم کیا
اور کابل کی حراست حکومت کے لئے مرزا جلال الدین کو بہیجا اور خود کوچ کیا اور شاہزادہ اکبر کو
بہی ہمراہ رکہا - اب اوسنے ارادہ مصمم کر لیا تہا کہ مرزا کامران کے کار کو انجام کو پہنچا دے اور عالم کو
شور و شر سے بچائے جب بادشاہ حدود سند میں پہنچا تو اوسنے قاضی چاند اور قاضی اسد کو
سلطان آدم پاس بہیجا کہ اوسکے پاس لائے اور مرزا کو بہی نصایح و مواعظ ہوشمند اور کرے جو اوسکے
دل سے خلاف و نفاق کو دور کریں - بادشاہ نے آب سند سے عبور کیا - مگر سلطان آدم مرزا کو

اور نفسوں کے سبب نہیں آیا۔ پھر بادشاہ نے منعم خاں کو اس پاس بھیجا کہ دل آویز باتوں سے دلاسا
دیکر اوسکو ملازمت کے لئے لائے اور مرزا سے بھی ایسی باتیں کرے کہ وہ سعادت کی طرف رہبر ہوں
اور اس کے احوال سے تفرس کرکے اونکے ضمائر کی باتوں سے آگاہ ہوکر بادشاہ کو مطلع کرے -
منعم خاں نے کارنامہ دانش کا اظہار کیا کہ افسوں و افسانہ سے سلطان آدم و مرزا کو ہمراہ لیکر
نواحی پرہالہ میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس ات انجمن آرائے عشرت ہوا
باوجود ان جرائم کے کہ ہر ایک انہیں سے عقوبت عظمی کا مستوجب تھا مرزا پر بادشاہ نے
بہت التفات کیا۔ کل امراء دولتخواہ اور دانشوران خیر اندیش نے بادشاہ سے عرض کیا کہ
رافت و عاطفت بادشاہی اور فطرت عالی اور علو فیت والا کا تقاضا یہی ہے کہ بڑے بڑے
گناہوں کو معاف کردے مگر عاقبت اندیشی و حزم کا اقتضا یہ ہے کہ ستیزہ کار مردم آزار کو
سزائے اعمال دے تاکہ اوسکی شرارت سے خلق کی سلامتی پر آفت نہ آئے۔ دوراندیشی و دوربینی
یہ ہے کہ ایک آدمی کی ظاہری آسایش کو آسایش خلایق پر ترجیح نہ دی جائے شکستہ دلوں کی
خاطر کی آسود کے لئے اور سینہ ریشوں کے زخم بھرنے کے لئے کسی فاسد ظالم کو دنیا سے محو کرنے
سے عدالت میں کچھ خلل نہیں پڑتا خصوصاً جبکہ وسکے ضمن میں ہزاروں کاموں کی صلاح ہو
غرض اس صورت باطل کا مٹانا رضاء ایزدی کے مطابق اور نظام کل کے موافق ہوگا بادشاہ نے
اس قدر کفران نعمت اور طغیان فتنہ نہیں کیا ہے کہ بہبود کی امید میں بیہودہ بحال کیا جائے اور
اوسکا کردہ ناکردہ خیال کیا جائے۔ کار اندازہ سے نکل گیا ہے اور طاقت طاق ہوئی ہے ضرور اوس کو
ملک عدم کا مسافر بنائیں تاکہ خلق خدا ہزار طرح کی بلا سے نجات پائے اور اوسکا بھی نامہ اعمال سیاہ
زیادہ نہ ہو۔ ایک مدت مدید گذر گئی ہے کہ اس شریر نفس فتنہ سرشت کے آشوب سے اموال خلائق
غارت ہوتا ہے اور عرض و ناموس خلق کی برباد ہوتی ہے اور جانیں تلف ہوتی ہیں۔ مناسب وقت
یہی ہے کہ ایسے موذی کے ہاتھ سے خلایق کو نجات دیں۔ بادشاہ کی نظر حکمت و مصلحت سے کسی سبب
پر تھی وہ اس کام پر اقدام نہیں کرتا تھا وہ جانتا تھا کہ ایسے بشر کو جو خدا نے باقی رکھا ہے وہ
غرض اور مصلحت پر مبنی ہوگی اور سوا اسکے ہمایوں کو اپنے باپ کی نصایح کا بڑا پاس و لحاظ تھا

مرزا کامران کے اندھا کرنیکا حکم +

اسلیئے وہ کامران کا مارنا نہیں چاہتا تہا۔ پہر امرانے عرض کیا کہ اس سفاک بیباک کے سبب سے طرح
طرح کی خونریزی اور فتنہ انگیزی ہوتی ہے اور اس باب میں استفتا کرکے مفتیوں کی مہروں
سے فتویٰ لیجاکر اور اکابر دین و دولت و اعاظم ملک و ملت نے محضر مرتب کرکے بادشاہ کے سامنے
پیش کیا۔ بادشاہ نے اوسکو مرزا کامران پاس بھیجا جب مرزانے اپنا نامۂ اعمال اور محضر
مکافات افعال مطالعہ کیا تو یہ کہا کہ جن لوگوں نے آج میرے قتل پر مہریں کیں ہیں انہوں ہی
نے یہ دن مجھے دکھایا ہے۔ بادشاہ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس ہجوم عام سے کامران کی خونریزی کا
حکم جاری کرے۔ ایک مدت وہ تامل و تفکر میں رہا۔ عاقبۃ الامر جمہور انام کی مصلحت کی وجہ سے
یہ حکم خاص ہوا کہ اوسکو اندھا کردیں کہ وہ سلطنت کے کام کا نرہے +

مرزا کامران کے اندھے ہونے کا بیان +

جب بادشاہ نے مرزا کامران کے آدمی جدا کر دیئے اور اونکی بجائے اپنے پانچ آدمی بھیجے
جنمیں جوہر بھی تہا اوسنے جو مرزا کامران کے اندہے ہونے کا بیان اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے
ہم نقل کرتے ہیں بادشاہ نے جوہر کو حکم دیا کہ وہ خرگاہ کے اندر کی خدمات بجا لائے اور خواب کو
اپنے اوپر حرام سمجھے عصر کی نماز کے بعد جوہر کامران کے خیمہ میں آیا مرزانے جانماز طلب کی جوہر نے
اوسکو دی اوسنے عصر کی نماز پڑہی مغرب کی نماز کامران نے خیمہ کے اندر پڑہی اوسنے جوہر
سے پوچھا کہ اے غلام تیرا کیا نام ہے اوسنے عرض کیا کہ جوہر۔ پہر اوسنے پوچھا کہ خدمت کرنی جانتا
ہے اوسنے کہا کہ اپنی قدر کے موافق خادمی جانتا ہوں۔ پہر اوسنے پوچھا کہ کتنے برسوں سے بادشاہ کا
نوکر ہے جوہر نے کہا کہ انیس سال سے تو مرزانے کہا کہ بڑا قدیمی نوکر ہے کبھی مرزا عسکری کی نوکری
تو نہیں کی جوہر نے کہا کہ نہیں۔ مرزانے کہا کہ رمضان کے میرے چھہ روزے قضا ہوئے ہیں تو میرے
عوض میں روزہ رکھے گا جوہر نے کہا کہ ہاں میں رکھونگا۔ لیکن مرزا کو خود ان قضا کے روزوں کو
رکھنے کا زمانہ ملے گا ایسی بیدلی کی باتوں کو دل میں راہ نہ دو دل کو مضبوط و مردانہ رکھو۔ مرزانے
پوچھا کہ تجھے معلوم ہے کہ مجھے مارینگے۔ جوہر نے جواب دیا کہ بادشاہوں کی باتیں تو بادشاہ ہی جانتے
ہیں مگر میں اپنی عقل سے یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے بازو کو اپنے ہاتھ سے نہیں توڑتا سوا
اسکے بادشاہ ہمایوں بڑا با مروت ہے اسطرح رات بسر ہوئی۔

دوسرے دن صبح کو بادشاہ بسبب حکم دیگر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا کہ مرزا کامران کی آنکھہ میں نشتر لگایا جائے جب بادشاہ کے نوکروں کے پاس یہ حکم پہنچا تو ان میں جھگڑا ہوا کہ کون نشتر لگاتے ہر ایک کو اس کام کے کرنے سے انکار تھا سلطان علی بخشی نے علی دوست ایشک آقا سے کہا کہ تو نشتر لگا علی دوست نے جواب دیا کہ جب تو ایک شہر یعنی کسی کو دیتا ہے تو بادشاہ سے پوچھ کر دیتا ہے میں تیرے کہنے سے یہ کام کیونکر کروں اگر بادشاہ پوچھے کہ تونے میرے بہائی کو اندہا کیوں کیا تو میں اسوقت یہ جواب دونگا کہ سلطان علی نے مجھے کہا تھا۔ یہ کام مجھسے نہیں ہوگا۔ آپس میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جوہر نے کہا کہ بادشاہ سے جاکر میں پوچھ آتا ہوں غرض جوہر اور علی دوست سلطان بار بیگی اور غلام علی شش انگشت داروغہ فراشخانہ گھوڑے دوڑا کر بادشاہ پاس گئے علی دوست نے ترکی میں کہا کہ کوئی آدمی نشتر لگانا نہیں قبول کرتا۔ بادشاہ نے ترکی زبان میں اسکا جواب گالی دیکر دیا کہ اگر کوئی اور یہ کام نہیں کرتا تو تجھکو کیا ہوا کہ تو نہیں کرتا بعد حکم کے علی دوست نے آکر مرزا سے کہا کہ اگر میں یہ بات اپنی طرف سے کہوں تو خدا تعالی میری زبان میری گدی سے نکال لے مگر بادشاہ کے حکم سے چارہ نہیں ہے۔ بادشاہ کا حکم ہوا ہے کہ آپکی آنکھوں میں نشتر لگایا جاوے۔ مرزا نے کہا کہ مجھکو مار ہی کیوں نہیں ڈالتے علی دوست نے جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم کے بغیر کون آپ کو مار سکتا ہے یہ کہکر اونے اپنا کام شروع کیا۔ ہاتہہ میں اوسکے رومال تھا اسکی گیند بنائی۔ فراش نے مرزا کے منہ میں وہ دی اور پہر مرزا کے ہاتہہ پکڑ کے خیمے سے باہر لائے اور اوسکو زمین پر لٹایا اور اوسکی آنکھوں میں پچاس سے کم و بیش نشتر لگائے مگر اس جوانمرد نے اُف نہ کی ایک شخص سینے پر جو اوس کے زانو پر بیٹھا تھا یہ کہا کہ تو میرے زانو پر کیوں بیٹھا ہے کیا تو مجھے جب تک نہیں چھوڑیگا کہ اپنا کام نہیں کرلیگا۔ اس بات کے سوا اوسنے دم نہ مارا مردانہ وار استقلال کے ساتھہ رہا مگر جب آنکھوں میں نیبو کاٹ کر نمک چھڑکا گیا پہر صبر نہ کیا گیا۔ اور بے اختیار چلا اوٹھا کہ یا الہی یا الہی اس دنیا میں جو برے کام کئے اونکا مزہ خوب چکہہ لیا عقبے میں مجھہ پر رحم کر۔ پہر مرزا کو گھوڑے پر سوار کرکے فوج کے پیچھے روانہ کیا سلطان فیروز شاہ نے ایک جگہ درخت لگائے تہے وہاں اول مرزا کو اوتارا مگر ہوا گرم بہت تھی پہر اوسکو سوار کرکے لشکر میں لائے اور مرزا قاسم کوکہ کے خیمہ میں اوتارا

جوہر نے جب مرزا کو بہت بے طاقت اور بے چین دیکھا تو وہ مرزا پاس ٹہیر سکا اپنے ٹہکانے پر آیا پہر سر جہکائے فکر میں بیٹھا تہا کہ بادشاہ کی نظر اوسپر پڑی اسنے یہ سارا حال پوچھا۔ پہر بادشاہ نے غسل کے لئے پانی منگایا۔ ابو الفضل نے اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ بادشاہ نے مرزا کامران کی آنکھوں میں نشتر لگانے کے لئے علی دوست باربیگی اور سید محمد پکنہ کو و غلام علی شش انگشت کو مقرر کیا یہ سب مرزا پاس آئے۔ مرزا نے جانا کہ وہ مجھے مارنے آئے تو وہ گہونسے مارنے کے لئے اٹھا علی دوست نے کہا کہ مرزا صبر کرو قتل کا حکم نہیں ہوا ہے۔ اضطراب کیوں ہے جب تم نے سید علی اور ایک بیگناہ جماعت کو نابینا کیا تہا اوسکی مکافات اپنی آنکھوں میں دیکھو گے جب مرزا نے یہ بات سنی تو بادشاہ کے حکم کو بچشم قبول کیا اور رو زار لیٹ گیا۔ نشتر لگائے گئے۔ دونو آنکہیں بینائی سے معزول ہوئیں۔ اوسکی آنکھوں میں نشتر بیشتر لگائے گئے۔ مرزا نے جان بخشی کے شکرانہ میں دم نہ مارا۔ اسنے بادشاہ کو بہی بڑی رقت ہوئی اور بہت سی باتیں مہر افزا فرمائیں۔ قضیہ آخر سنہ ۹۶۰ھ میں وقوع میں آیا۔ تاریخ اس قضیہ کی نیشتر ہے۔ مرزا نے اُسی روز منعم خاں پاس آدمی بہیجا۔ کہ وہ بادشاہ سے عرض کرے کسی نہ کسی طرح سے بیگ ملوک کو میری خدمت کے لئے بہیجدے بادشاہ نے مرزا کی درخواست کو منظور کر کے بیگ ملوک اس پاس بہیجدیا۔ مرزا کو اس کے حال پر کمال توجہ تہی جب وہ آیا تو اپنی اندہی آنکھوں پر اوسکے ہاتہہ رکھکر یہ بیت پڑہی

ہر چند کہ چشم بر رخت پردہ کشیدہ است + بیناست بچشمے کہ کسے روے تو دیدہ است

کامران کی ہوا و ہوس سلطنت اور بلند نظری نے اوسکی آنکھوں کو کور کیا کیسی ملکی کام کے لائق نہ رکھا اپنے خاندان کو بہت نقصان پہنچایا کہ بہائی کو ہندوستان کی بادشاہی سے نکلوایا اور ایران کے بادشاہ کا ممنون منت بنوایا۔ دشمنوں کو یہ فائدہ پہنچایا کہ ہندوستان میں افغانوں کا بول بالا ہوا اور سور خاندان بادشاہ ہوا۔ اب اسکی باقی زندگی کے یہ چند واقعات لکھے جاتے ہیں۔ ہمایوں نے جب ہندوستان سے کابل کو مراجعت کی ہے تو کامران دریاے سندھ کنارہ تک اوسکے ہمراہ رہا۔ یہاں آکر منعم خاں کو کہلا بہیجا کہ تم جانتے ہو کہ کابل میں میں کس شان و شکوہ کے ساتھ رہا ہوں۔ اب میں کن آنکھوں کو لیکر وہاں جاؤں اور اپنے منہ کو دکھاؤں۔

باقی حالات مرزا کامران کے +

مجھے مکہ معظمہ جانے کی اجازت دلاد و بعینہ سکے کہ میں اپنی پرانی دار السلطنت میں جاؤں اگر یہ
میری درخواست منظور نہ ہوگی تو میں اپنے تئیں مار ڈالونگا میرا خون بہائی کی گردن پہ ہوگا۔
بادشاہ نے دن بہر اس درخواست کو نامنظور کیا اور فرمایا کہ میں نے جسکو اندہا بنایا اوسکو کیسے آزاد
کرسکتا ہوں مگر آخر کار اونسنے منعم خاں [illegible] امیروں کی سفارش سے مرزا کی درخواست کو قبول کیا اور
ایک شرط سے ملاقات بہی اوسنے قبول کی کہ وہ میرے سامنے روے دہوئے نہیں ابو الفضل نے
فقط یہ لکھا ہے کہ مرزا کامران نے سفر حجاز کی التماس کی اسوقت بادشاہ کو مرزا کی خوشنودی
خاطر منظور تھی اوسنے اوسکو حج کے لئے رخصت کیا اور جس شب کو رخصت کیا اپنے مخصوصوں کی
جماعت کے ساتہہ اسکے ملاقات کو گیا جو بندگوں کی بزرگی کو زیب دیتی تھی۔ مرزا نے اول
مراسم تعظیم ادا کیں اور یہ بیت پڑھی ؎

کلاہ گوشہ درویش بر فلک ساید   کہ سایہ ہم چو تو شاہی فگند بر سر او

پہر یہ بیت پڑھی ؎ بر جانم از تو ہر چہ رسد جائے منت است   گر ناوک خطاست دگر خنجر ستم

اگرچہ یہ بیت ثانی شکر کا پہلو بہی رکہتی تہی لیکن سخن شناس جانتا ہے کہ وہ شکایت سے لبریز تہی
مگر بادشاہ نے اوسپر ذرا خیال نہیں کیا اور بہت رقت اوسکو آئی اور زبان سے کہا کہ خدا آگاہ ہے
کہ یہ کام میں نے اپنے اختیار سے نہیں کیا میں نہایت شرمندہ ہوں کاش مجھہ سے پہلے
تم میرا حال یہ کرتے۔ مرزا نے نیازمندی اور شرمندگی کے ساتہہ کہا کہ یہاں کون کون آدمی
ہیں جو آدمی بیٹھے تھے اونکے نام سنائے گئے تو اوسنے کہا کہ اے یارو تم سب گواہ رہو کہ اگر
میں اپنے تئیں بے گناہ جانتا تو اسوقت کہ حضور تشریف رکہتے ہیں میں اسکو بیان کرتا
میں یقین کرتا ہوں کہ میں ہلاک ہونے کا استحقاق رکہتا تہا۔ بادشاہ نے میری جان بخشی کرکے
سفر حجاز کی اجازت دی۔ اس احسان کا ہزار شکر میں بجالاتا ہوں کہ میری بدی اور بدعہدی کی
اسنے مکافات نہیں کی بعد ازاں اوسنے اپنے فرزندوں کی سفارش کی بادشاہ نے کشادہ روئی
اور خوشخوئی سے فرمایا کہ وہ میرے بچے ہیں مرزا کو رخصت کیا۔ یہ تو پہلے قرار پا گیا تہا کہ حضور کے
روبرو مرزا رقت نہ کرے اسلئے جب تک بادشاہ بیٹہا رہا وہ اپنے تئیں ضبط کئے رہا مگر جب کہ

مرزا کامران کا سفر حجاز کو جانا +

ناہ دولت خانہ کو گیا تو وہ پاسئے ہو کر کے خوب دیا۔ دوسرے دن حکم ہوا کہ مرزا اسکے نوکر جو
نہو جانا چاہے اوسکے جانے کی مخالفت نہیں ہے وہ اس تنہائی میں اوسکی ہمراہی کرنگے جو
۔اوسکی دوستی کا دم بہرتے تہے وہ ناآشنا ہوگئے۔ جلیمہ کوکہ کہ تہا اوس سے بادشاہ نے پوچھا
راہ جائیگا یا میرے پاس رہے گا اوسنے عرض کیا کہ میں اپنے حال کو اس لائق دیکھتا
ں کہ اس بینوائی کے راتوں میں مرزا کے ساتھہ رہوں بادشاہ نے اوسکی وفاداری کو پسند کیا
وکر آئیگا کہ وہ بڑا امیر کبیر ہوا۔ اوسکو بادشاہ نے رخصت دی اور مرزا کے اخراجات کیواسطے
ر وجنس مقرر ہوا تہا وہ اوسکے حوالہ کیا۔ بیگ ملوک باوجودیکہ مرزا کے ساتھہ ایک نسبت
تہا اوسنے یہ حرکت ناپسندیدہ کی کہ چند منزل ساتھہ جاکر اولٹا چلا آیا جس سے اوس کی
صورت مردود نظر ہوگئی مرزا دریا سندہ کی راہ ٹھٹہ میں آیا۔ یہاں اوس کے خسر شاہ حسین نے
حل سکونت کے واسطے مقرر کیا اور ایک جاگیر اوسکے گذارہ کے لئے مقرر کی۔ مرزا نے حج کے جانے
خ کیا۔ اوسکی بیوی چوچک بیگم ارغون نے اوسکی ساتھہ جانے کا ارادہ مصمم کیا۔ ہرچند سب نے
کو سمجھایا کہ کیوں خاوند کے ساتھہ جاتی ہے مگر وہ بغیر باپ کی اجازت کے خاوند کے ساتھہ
ہ سوار ہوگئی باپنے آدمی بہیجے کہ اوس کو واپس لائیں مگر اوسنے آنے سے انکار کیا تو باپ خود
لینے گیا مگر اس وفادار بیگم نے باپ سے کہا کہ تم نے مجھے خاوند کو اوس وقت حوالہ کیا تہا
بادشاہ اور خوش حال تہا اور اب مجھکو اس حالت میں جدا کرتے ہو کہ خستہ حال اندہا
ں گرفتار ہے۔ باپ نے بیٹی کی اس وفاداری کی تعریف کی اور اوسکو مرزا کے ساتھہ جانے
سکے لئے اسباب آسایش اور آرام جہاز پر بہیجدیا وہ مرزا کے ساتھہ اوسکی موت تک ہمراہ
مرزا نے تین حج کئے اور ۱۱۔ ذی الحجہ ۹۶۴ھ عدم کو محمل باندہا +

مورخ لکہتے ہیں بادشاہ کے معاملات کا بیان کرتے ہیں گو اوسکے بیان کرنے میں خوف کے
خلاف ہو مگر ہمکو جو بیان انمیں زیادہ تر مستند معلوم ہوتا ہے وہ لکہتے ہیں۔ جب مرزا
ں اندہا ہوچکا تو بادشاہ نے پیرا یسی کی طرف جو جاتو یہ قوم کا سردار تہا رخ کیا اس پاس
ں ایک بڑا مضبوط قلعہ تہا۔ یہ قلعہ سخت مقابلہ کے بعد اوسنے حوالہ کیا۔ سلطان آدم نے

بادشاہ سے درخواست کی کہ گکھروں کا ملک اسکو دیدیا جائے - بادشاہ نے اوسکی یہ درخواست قبول
کی جب ان حدود کی طرف سے بادشاہ کی خاطر جمع ہوئی تو کشمیر پر یورش کا ارادہ ہوا - مگر اس یورش
میں مصلحت وقت امرا نہیں دیکھتے تھے کشمیر کو چاہ زندان سے تشبیہ دیکر اوسکی مذمت کرتے تھے
کہ شاید بادشاہ کی خاطر اس یورش سے پھر جائے - ہم نے سلیم شاہ کی سلطنت کے بیان میں لکھا ہے کہ
جب ہمایوں کے آنے کی یہاں خبر ہوئی تو سلیم شاہ بہت سا لشکر لیکر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا
تھا - ہمایوں پاس سامان جنگ جیسا کہ شاید و باید جمع نہیں ہوا تھا تو سلطان آدم اور امراء شاہی نے
عرض کی کہ اگر ہم آگے بڑھے اور دہلی کے افغانوں کا لشکر قریب آگیا تو اوسکو چھوڑکر کشمیر میں جانا
مناسب ہوگا - اگر افغانوں نے دروں کو روک لیا تو کیا انجام ہوگا - اسلئے بادشاہ کو لایق ہے کہ اس
یورش کے خیال کو چھوڑ دے - سارے اہل نفاق کا فیصلہ ہوگیا تھا کہ دارالملک کابل میں چلیں اور
وہاں سے اصل جنگ کا تہیہ کرکے آئیں کہ افغانوں کا کام بآسانی تمام کریں - مگر بادشاہ نے ان
باتوں پر ذرا کان نہ لگایا اور اپنے ارادہ یورش سے باز نہ آیا - شاہزادہ اکبر کو اعیان دولت کی
ایک جماعت کے ساتھ دارالملک کابل کو روانہ کیا اور خود کشمیر کی طرف عنان عزیمت موڑی - امرا سوداگر
مزاج تھے سوا اپنی منفعت کے کسی اور چیز پر نظر نہیں کرتے تھے گھر چھوڑے ہوئے مدت ہوچکی تھی اونکی
بد اطواری سے اونکے ملازموں اور سپاہیوں نے اونکو چھوڑ دیا اور کابل کی طرف روانہ ہوگئے - اب بادشاہ
کی خدمت میں سوا امرا کے کوئی اور شخص نہ رہا - اس بری حرکت سے کہ اخلاص و انقیاد سے بہت دور تھی
بادشاہ کی خاطر مشوش ہوئی اپنے معتمدوں و معتبروں کو حکم ہوا کہ ان آدمیوں کو اہتمام تمام کرکے واپس
لائیں اور اگر اونکے قتل کرنے کی ضرورت ہو تو بے میرے حکم کے قتل کریں - ابو المعالی نے سوار ہوکر ایک
سرغنہ کو تیر سے مارا مگر اس سے کیا ہوتا - اس حالت میں قرآن شریف میں فال دیکھی گئی تو قصہ یوسف
صدیق نکلا - اس کی تعبیر پوچھی گئی تو خواجہ حسین مروی نے عرض کیا کہ کشمیر کے باب میں یہ کہا جاتا ہے
کہ وہ چاہ و زندان کا حکم رکھتا ہے تو اس فال سے اوسکی تصدیق ہوئی قصۂ یوسف ان دونوں
باتوں کا مخبر صادق ہے +

بادشاہ نے ہمراہیوں کی بے اتفاقی سے فسخ عزیمت کرکے کابل کی طرف توجہ کی جب بگرام میں

ا ورمشہور ہے بادشاہ آیا اوسنے دیکھا کہ یہاں کے قلعہ کو ہمسایہ افغانوں نے برباد کیا تھا اوسکی
دیا۔ امرا تو کابل کے مشتاق تھے وہاں ونکے اہل وعیال تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی
جگہ توقف ہو۔ پہلوان دوست میر برنے حکم عالی سے مورچل کل امرا میں تقسیم کردئے اسلئے
جلد بالکل تعمیر ہوگیا۔ بادشاہ نے سکندر خاں اوزبک کو اسکی حراست سپرد کی اور خود بدولت
۔ دلازک کے افغانوں کی فصل تیار تھی اوسکو کاٹکر قلعہ میں غلہ کا ذخیرہ بھر لیا۔ افغانوں
قلعہ پر ہجوم کیا سکندر خاں نے قلعہ داری اور مردانگی کی داد دی اور افغان بے بہرہ پریشان
واپس ۹۶۱ھ میں کابل میں بادشاہ آیا محل میں جب وہ گیا تو بیگمات نے اوسکو مبارکباد دی
کہا کہ مرزا کامراں کا قصہ ایسا نامبارک ہے کہ میرے آنے اور ملنے کی مبارکباد دیجئے مرزا ہی
رہا تھا سے اپنی آنکھیں نکالی ہیں اس ظلم کا افسوس مجھے بڑا ہے عبدالرشید خان حاکم
قرب قرابت رکھتا تھا اور مراسم یکجہتی میں اہتمام کرتا تھا سارا احوال لکھکر روانہ کیا۔ ان
بادشاہ مہمات ملکی اور مالی میں مصروف تھا اور ظالم و مظلوم کا کام لطف و قہر سے کررہا تھا
راضی ہو۔ چہارشنبہ ۱۵ جمادی الاول ۹۶۱ھ میں ماہ جوجک بیگم سے ایک بیٹا پیدا ہوا
حکیم کہا ابو المفاخر و ابو الفضائل اوسکے تولد کی تاریخ تھی اسلئے یہ دو نام اسکی کنیت قرار پائیں
اور بیٹا بھی انہیں دنوں میں پیدا ہوا تھا اوسکا نام سلطان ابراہیم رکھا وہ جلد مرگیا

بود بہ سفتے ز آسمان کرم زادن و مردنش بہم نزدیک

زمانہ میں ہمایوں کی حالت اسکی ابتدائی سلطنت کی حالت سے بالکل مختلف تھی اوسنے
ہو کر سیکھا تھا اور تکلیفیں اٹھا کر تجربہ حاصل کیا تھا۔ اوسکے بھائی جو اوسکے سارے منصوبوں اور
کے سدراہ ہوتے تھے سب دفع ہوگئے تھے۔ کامراں اندھا ہو کر حج کو گیا۔ ہندال لڑائی میں
مرزا عسکری ایسے فاصلہ دور دراز پر بیٹھا ہوا تھا کہ نہ وہاں کچھ کرسکتا تھا نہ یہاں آسکتا تھا کہ اوسکے
خطر ہوتا۔ اور اور مرزاؤں اور رشتہ داروں میں کچھ مارے گئے اور جو زندہ رہے
کے مطیع ہوگئے۔ امرا میں سے قراچہ خاں اور حاجی محمد خاں بڑے فتنہ انگیز ذی اختیار و حشمت
ہوئے۔ تخت سلطنت کا کوئی رقیب و حریف باقی نہ رہا۔ اب امرا میں سے سب میں بڑا

ہمایوں کی حالت کا بدلنا

امیرالامرا مرگ بیرم خاں تہا جسکو یہاں سے کچھہ تعلق نہ تھا وہ شیعہ تہا جسکے سبب بادشا
باوجود دیکہہ وہ فراست اعلیٰ درجہ کی رکہتا اتنا خوف بھی نہ تہا جتنا ایک ادنیٰ آدمی کا ہوتا ہے جو
بادشاہی کے سبب حکومت حاصل ہوسکتی تہی۔ اسلئے وہ بادشاہ کی سلطنت وسطوت بڑہا
کو اپنی بہبودی سمجہتا تہا اور اسمیں دل وجان سے کوشش کرتا تہا۔

ہمایوں کا دوبارہ ہندوستان کا فتح کرنا اور موت

بیرم خاں پر بادشاہ کا بدگمان ہونا

جب ہمایوں کو سرکشوں اور بغاوتوں کے مٹانے سے انفراغ ہوا اور بہائیوں سے جھگڑا
تو دہلی کے تخت حاصل کرنے کا ارادہ کیا جسکی آرزو اسکے دل میں مدتوں سے تھی۔ مگر ا
مہم پر جرأت کرنے سے پہلے اوسکو اپنے دار الملک کابل اور اوسکے توابع کا ایسا انتظام
کرنا ضرور تہا کہ ہندوستان کے فتح میں کوشش کرنے سے پہلے یہ اپنی سلطنت مغرب میں
نہ کہو بیٹھے۔ اس سال میں جاڑا شروع ہی ہوا تہا کہ فتنہ اندوزوں کی ایک جماعت نے بیرم
کی جانب سے غیر واقع باتیں لگائیں۔ تھا کہ بادشاہ کے دل میں اوسکی وفاداری کو ایسا مشتبہ کرد
کہ ہندوستان جانے سے پہلے قندہار جانا مصلحت سمجہا۔ بیرم خاں سب سے زیادہ صاحب
بادشاہ کا ملازم تہا اوسنے بڑی خدمت یہ کی تھی کہ حاجی محمد کو بادشاہ کے حوالہ کیا تہا۔
بھی وہ ایک مشتبہ حالت میں تہا چند سال سے وہ قندہار میں مطلق العنان حکومت کر ر
ہمایوں نے قندہار شاہ ایران طہماسپ کو دیدیا تہا مگر اوسکے ساتھہ اسے یہ بھی کہہ دیا تہا کہ
چند روز اپنے قبضہ میں رکھتا ہوں اور بیرم خاں جو بادشاہ ایران کی رعیت میں سے ہے
بادشاہوں کی طرف سے قندہار میں جب تک حاکم رہے گا کہ شاہ ایران کو قندہار حوالہ کیا جا
اس طرح بیرم خاں کا تعلق دونو بادشاہوں سے تھا۔ ہمایوں کو اپنا بادشاہ سمجہہ کر رسل ورسائل
ساتہہ رکہتا اور شاہ ایران کی خدمت میں بھی اپنی ملازمت کا اظہار کرتا تہا۔ اسلئے اوسکے
یہ شبہ پیدا ہوتا تہا کہ اوسکی فرزانگی اور مردانگی اپنی آزادانہ حکومت چاہیگی۔ کہ اس
کا بازار ایسا گرم تہا کہ اوسکی طرف سے جو امرانے بادشاہ کو بھڑکایا تو بادشاہ نے یہ مناسب سمجہا

ستان جاؤں اور ایسے قوی شجاع۔ دانا کو اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں اس لئے
لیا کہ بیرام خاں کو قندہار میں جا کر وہاں کی حکومت سے معزول کروں۔
لو آج کل منعم خاں پر بڑا اعتماد تھا۔ جو بڑا عاقل آزمودہ کار تھا۔ اور وہ کچھ دنوں
یا اتالیق بھی رہا تھا۔ گو اس وقت شدت سے سردی کا بڑی تھی اور برف سے زمین ڈھکی ہوئی
و بیرام خاں کی معزولی کے لئے ایسا بے صبر تھا کہ وہ اس وزیر کو اپنے ساتھ لے
ہا ہوا قندہار کو چلا۔ کابل کی حکومت علی قلی خان اندرابی کو سپرد کی اور شاہزادہ
ساتھ لے گیا وہاں سے کابل رخصت کیا۔ بیرام خاں کو خبر ہی نہ تھی کہ بادشاہ کے
ل طرف سے غبار بھرا ہوا ہے۔ وہ بادشاہ کے ساتھ ارادت میں اپنی سعادت جانتا
ن کی غلامی پر بادشاہ کی اطاعت کو ترجیح دیتا تھا وہ بادشاہ کے آنے کو ایک نعمت
اسے دس فرسخ پر موضع شورانداز میں بادشاہ آیا تو وہ اوس کے استقبال کے نہایت
ہ گیا جس سے بادشاہ کو یقین ہوا کہ جو کچھ بیرام خاں کی نسبت کہا گیا وہ سب افترا اور
دشاہ قندہار میں آیا تو دل کشا بزم مرتب ہوئی۔ بیرام خاں نے آداب خدمت گاری
بندی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جو کچھ سرکار خاصہ بادشاہی کے
اد سکا وہ سرانجام کرتا۔ بادشاہ کے نوکروں کو اپنے ملازموں کے مکانوں میں
و نکی خدمت گزاری کرتے تھے غرض اوس نے اپنی مردانگی اور فرزانگی سے بادشاہ
کر لیا۔ مگر بادشاہ اپنے اصلی ارادہ سے باز نہ آیا۔ اوس نے منعم خاں کو قندہار میں حاکم
چاہا مگر اس وزیر دانشمند نے عرض کیا کہ تغیر و تبدل قندہار میں مناسب وقت
راپ مہم عظیم کا ارادہ رکھتے ہیں اس سے فارغ ہو کر قندہار میں تغیر و تبدل حضور
ہوگا جو چاہئے سو کیجئے گا۔ ہمایوں اپنے ارادہ سے باز آیا اور قندہار میں رہا
ر عشرت میں بسر کیا۔ درویشوں اور مسکینوں کی زیارت کو جاتا اور حصول نجات
و آجلہ کی اشارات بشارات سنتا خواجہ غازی جو ایران کو رسالت کے طور پر گیا تھا
رف سے تحفے تحائف قندہار میں لایا اور بڑے بڑے امیر کی خدمت سے مشرف ہو

قندہار میں صرف یہ ایک قضیہ نا ملایم واقع ہوا کہ شاہ ابو المعالی کے ہاتھ سے شیرعلی بیگ
مجمل بیان اس سانحہ کا یہ ہے کہ شیرعلی بیگ میرشکار نے بادشاہ ایران کی بغیر اجازت
ہمایون کی ملازمت کرلی تھی۔ معالی مرتبگی اور بادشاہ کے تقرب اور شجاعت کے گھم
شاہ ابو المعالی کا دماغ آسمان پر پہنچا دیا تھا وہ دائرہ اعتدال سے باہر قدم رکھتا تھا
جنے اوسکے عقیدت کو پریشان کرر کہا تھا کہا کرتا تھا کہ میں اس رافضیک کو مارڈالو
اسکو نہیں سمجھتا تھا مگر اس متعصب نے ایک رات اس بیگناہ کے خون سے خاک کو آلو
بادشاہ کو یہ حرکت اسکی بہت ناخوش معلوم ہوئی لیکن علاقہ خاص مجازی اسکے سا
تھا کہ اوسکو کچھہ سزا نہ دی جب بیرم خان کا حسن اخلاص سب پر روشن ہو گیا کہ وہ ا
ونکیو خدمتی میں ثابت قدم ہے تو بادشاہ اپنے اس ارادہ سے باز آیا کہ منعم خان ک
وہ بیرام خاں ہی پاس رہنے دیا۔ بیرام خان جانتا تھا کہ کوئی ملازم خواہ کیسا ہی
مرد نیک خواہ ہو بادشاہ سے دسسہ کر اوسکی عنایت سے محروم ہو سکتا ہے اسلئے ا
بادشاہ کے پاس رہنا چاہا کہ جب منعم شان بڑہے اوسنے درخواست کی کہ حضور مجھ
دیں کہ میں اپنا کوئی نائب قندہار میں مقرر کرکے حضور کی خدمت میں ہندوستان ک
میں شریک ہوں۔ بادشاہ نے یہ درخواست اسکی منظور کرلی اوسنے بادشاہ سے آ
تردی بیگ کو جو زمین داور میں اسکے ہمسایہ میں حاکم تھا اندراب اور اوسکے پاس کے
میں بدلوا دیا اور بہادر خان سیستانی کو زمین داور کا حاکم مقرر کرا دیا۔

اب ہمایوں یہاں سے فارغ ہوکر کابل چلا کہ مہم ہندوستان کا سرانجام کرے۔ اور
ثمرقند اور بخارا اور تمام اطراف میں خطوط بھیجے کہ جو اولوا العزموں کو اس مہم میں شر
آئیں موسم بہار یورش ہندوستان کے سامان بہم پہنچانے میں صرف کیا اس
ایک درویش نے جو ولی اللہ مشہور تھا ہمایوں پاس بطریق تحفے کے موزے بھیجے
نے فرمایا کہ میں ان موزوں سے ہندوستان کی فتح کا تفاول کرتا ہوں اسلئے کہ زبان
مشہور ہے کہ ترکستان سر خراسان سینہ ہندوستان پاؤں ہے۔ یہ تفاول اس ت

منعم خان کا ہندوستان کی مہم میں شریک ہونا۔

ل ہے جو صاحبقراں نے فرمایا تھا - وہ اس طرح ہے کہ جس سال میں بادشاہ ...
کے صاحبقراں روانہ ہوا - تو ایک درویش نے اوسکی دعوت کی اور بہت سے گوشت
نے کے لئے سامنے رکھا تو صاحبقراں نے فرمایا کہ میں اس سینہ کو بطور شگون خراسان کی فتح کا
ل کرتا ہوں اسلئے کہ سینہ زمین خراسان مشہور ہے - اور رمضان کا دوسرا دن تھا کہ
م خان بادشاہ پاس آیا جسکی خوشی میں بادشاہ نے ایک جدید دوسری عید کا جشن کیا اس
ا میں ہندوستان سے ارباب اخلاص کی عرایض آئیں کہ سلیم شاہ کا انتقال ہوا اور سارے
ل میں ہرج مرج ہو رہا ہے -

جب ہندوستان کی یورش کا سامان تیار ہو گیا تو تمام بیگمات کو دار الملک کابل میں خدا
فاظت میں چھوڑا اور مرزا محمد حکیم کو کابل میں اپنا قایم مقام مقرر کیا اور خدمات و مہمات
کابل کو منعم خان کو تفویض کیں اور اواسط ذی الحجہ ۹۶۱ھ میں بخوبی نیک ساعت جب
ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ اکبر کو جسکی عمر بارہ برس آٹھ مہینہ کی تھی ہمراہ لیا
بت بادشاہ کے ساتھ تین ہزار سوار تھے کابل میں بیرم خان کو اسلئے چھوڑ گیا کہ وہ باقی سپا
چاروں طرف سے آرہی ہے جمع کرے اور توپخانہ اور اسباب جنگ مہیا کرے اور ان سبکو
ہمراہ لیکر آئے اسلئے بادشاہ جوے شاہی میں پہنچا - یہاں ایک جالہ پہ سوار ہوکر دریا
سے عبور کیا اور سلخ محرم ۹۶۲ھ میں بگرام یعنی پشاور میں خیمہ زن ہوا جالہ چند بیل
پیٹے ہوتی ہیں اور اوسکے نیچے ہوا سے مشکیں بھری ہوئی لگی ہوتی ہیں اور اوپر بیٹھکر
سے عبور کرتے ہیں سکندر خاں اوزبک جسنے یہاں کے قلعہ کی حفاظت میں خدمات پسندیدہ
یں اوسپر بہت عنایت کی اور منصب خانی کا عنایت کیا - پانچویں صفر ۹۶۲ھ کو دریا سندھ
نیلاب مشہور ہے بادشاہ آیا - تین روز اس منزل میں قیام کیا - اسی مرحلہ عشرت آرا میں بیرم
ہے سامان جنگ اور لشکر لے کر آملا - اس وقت یہ خبر آئی کہ ہمایوں کے آنے کی خبر سنکر
خاں کاسی کہ ایک لشکر گراں سے قلعہ رہتاس کی حراست کرتا تھا باوجود استعداد قلعہ داری
استحکام قلعہ کے بھاگ گیا -

بیرم خان کا بادشاہ کے پاس آنا اور ہمایوں کا ہندوستان کیطرف روانہ ہونا +

ہندوستان میں اس وقت ایسا تھا کہ ہمایوں کے حملہ کرنے کے لئے نہایت موید تھا۔ سلیم
قوی بادشاہ ہندوستان کا تھا ایک برس ہوا کہ وہ مرچکا تھا۔ عدلی اسکا جانشین ہوا تھا
سبب سے سارے ملک میں فساد و بغاوت کی شورش برپا تھی۔ سلطنت کے چار دعویدار
تھے جنمیں سے ہرایک پاس بڑا ملک اور قوی سپاہ موجود تھی۔ کل سلطنت دہلی میں جنگ
کا بازار گرم تھا۔ خود دارالسلطنت کا یہ حال تھا کبھی اوسنے تسخیر کرلیا کبھی اسنے۔ لاہور کا
احمد خاں جسکا لقب سکندر شاہ سور تھا وہ بھی دعویدار سلطنت تھا وہ پنجاب کی ساری فوج
تھا۔ اس سبب سے پنجاب میں اوسکی حفاظت کے واسطے سپاہ موجود نہ تھی اور قلعوں سے بھی
بالا لی تھی اور اونکی حراست میں کچھ اہتمام نہ تھا۔ سکندر شاہ خود اس ملک سے دور دہلی میں الجھیڑے
مصروف تھا۔ رہتاس کو چھوڑ کر تاتار خاں کا جانا ضرورت یا مصلحت پر مبنی تھا۔ جب
۵ صفر ۹۶۲ھ کو سندھ سے عبور کرکے پرہالہ میں پہنچا تو سلطان آدم گکھر کی قدیم وجدید
شایستہ پر بادشاہ نے نظر کرکے لکھا کہ خدمت میں حاضر ہو۔ اوسنے زمیندارانہ عذر کرکے
بھیجی کہ سکندر سے عہد ہوا ہے اور میرا بیٹا لشکری اوسکے ہمراہ ہے اگر میں حضور
میں حاضر ہوں تو عہد شکنی ہوتی ہے اور بیٹے کی ہلاکت کا خوف ہے۔ یہ عرضداشت
اولیاے دولت نے عرض کیا کہ لشکر کو حکم ہو کہ اول سلطان آدم کا قضیہ چکائے
کو چھوڑ کر آگے جانا دور اندیشی سے بعید ہے۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ وہ ہمیشہ سے عقیدت وا
ہماری کر رہا ہے اور خدمات شایستہ بجالایا ہے اسوقت اسکی تنبیہ مناسب نہیں
کے ساتھ معذرت کرتا ہے وہ قبول کرنیکے قابل ہے۔ بادشاہ نے اوسکا پیچھا چھوڑ
خوشی سے قلعہ رہتاس پر قابض ہوا جسکو افغان خالی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ پھر وہ
جناب سے پار اترا۔ تمام پنجاب کے شمالی حصہ کا مالک ہوگیا اور رہا تہہ بالا تا بھی نہیں پڑا
اور بیاس کے درمیان بادشاہ قصبہ کلانور کی حدود میں آیا تو شہاب الدین احمد خا
و فرحت خاں کو لاہور بھیجا کہ اوسکے نام کا خطبہ و سکہ جاری کریں اور بیرام خاں تردی بیگ و
و خضر خاں ہزارہ و اسمعیل بیگ جلائی اور ایک جماعت کثیر کو ہریانہ (حریانہ) بھیجا کہ وہ یہا

ہندوستان کی حالت +

ہمایوں کا سندھ سے پار اترنا اور رہتاس و دریائے بیاس تک پنجاب پر قبضہ کرنا +

ہمایوں کا لاہور پہنچنا

بخاں پنج بھیہ پر حملہ کریں۔ اور خود لاہور کی طرف چلا ۲۔ ربیع الثانی ۹۶۲ کو وہ
ں داخل ہوا یہاں کے باشندوں نے اوسکے آنے کی بڑی خوشی منائی ۔
س مہینہ کے آخر میں بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہباز خاں افغان نے افغانوں کا ایک انبوہ
بہ میں جمع کیا ہے اور فساد مچانا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے شاہ ابوالمعانی و علی قلی
بانی و علی قلی خاں اندرابی و محمد خان جلائر اور بکہار کا رطلب ادہر روانہ کیا۔ آٹھہ سو
کا لشکر یہ تھا کہ وہ مخالف کے پاس پہنچا اور معرکہ محاربہ گرم کیا طرفین سے جاں نثار
ں میں جان لڑائی۔ سید زادہ ابوالمعانی کہ دنیا کے نشہ میں بدمست اور حسن استغنا پر
ا بری طرح گھر گیا کہ علی قلی خاں اوزبکوں نے دلاوری اور جانفشانی کرکے اوس کو
نکالا اور گروہ غالب کو شکست دی اور بہت سے آدمیونکو ہلاک کیا +

افغانوں کے ساتھ لڑائی اور بیرام خاں کا آگے بڑھنا +

ام خاں پرگنہ ہریانہ پر پہنچا۔ یہاں نصیب خاں اپنے حوصلہ کے موافق تھوڑا سا لڑا اور
بہت نقد و جنس بادشاہ کے بہادروں کے ہاتھہ آیا۔ اور سارے عیال بھگوڑوں کی گرفتار
بادشاہ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بتائید الٰہی ہندوستان کی فتح ہوگئی تو کسی کو بندہ نہیں
ے اور بندگان خدا کو آدمیوں کا بندہ نہ بناؤنگا یعنی کسی کو اسیر نہیں کرونگا اسلئے بیرام خاں
ہوا اور افغانوں کے کل عیال کو جمع کرکے اپنے معتمدوں کے ہاتھہ نصیب خاں پاس
یہ فتح مقدمہ اور فتوحات کا تھا۔ اسمیں جو نامی ہاتھی اور غنائم میں نفیس اشیا ہاتھہ آئی
عرضداشت کے ساتھہ بادشاہ پاس بھیجدیں۔ بیرام خاں آگے بڑھ کر نواحی جالندھر
ان افغان جمع تھے مگر جب وہ یہاں آیا تو افغان سب بھاگ گئے عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ مغلوں
ہ ایسا چھا گیا تھا کہ ہزار ہزار افغان دس سوار بزرگ دستار کو ہر چند وہ اکیلے ہی کیوں نہ ہوں دیکھکر بھاگ جاتے
ہے مڑکر نہیں دیکھتے تھے لیکن مغز افغان اپنی نقد جان بچاکر نہیں لیگئے بلکہ انکے ساتھہ اپنا اسباب
لے گئے اسکا سبب تھا کہ بادشاہ کے لشکر میں منازعت پیش آئی کہ تردی بیگ چاہتا تھا
گے ہوئے افغانوں کا تعاقب کیجئے اور انکے پیچھے جائیے مگر بیرام خاں اسمیں کوئی صلاح نہ دیکھہ
زت نہ دیتا تھا۔ تردی بیگ خاں نے بالتو خاں کو بیرام خاں پاس بھیجا کہ جس طرح

ہوسکے وہ یہ اجازت دلادے۔ بالتوخاں نے اکبر سے تعلیم گذاری کی خواجہ معظم اسکے د
ساتھ پیش آیا اور گالیاں دیں بالتوخاں نے بھی گالیوں کا جواب گالیوں میں د
تلوار بالتوخاں کے ماری جو اوسکے ہاتھ میں لگی جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو او
ایک منشور نصیحت لکھا اور اپنی تقریر افضل خان کو لکھا کر کہا کہ جاکر سنادے اوسنے باد
کلمات و نصایح امرا کو سنائے جس سے باہم صلح و صلاح ہوگئی۔ بیرام خاں نے جال
اقامت کی اور ہر امیر کو اس نواح کے پرگنوں میں مقرر کیا۔ سکندر خاں اوزبک
ستلج کے کنارہ پر ماچھیواڑہ میں مقیم ہوا اوس نے ایک موقع دیکھکر ستلج سے پا
سرہند پر قبضہ کر لیا۔ بیرام خاں جسکی مردانگی میں فرزانگی میں سموئی ہوئی تھی وہ اس
نہایت ناراض ہوا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ جو ملک ہاتھ لگا ہے اوسکی حفاظت کیجائے
سارا زور یکجا جمع ہو متفرق نہ ہو۔ چنانچہ اسکا یہ خیال آئندہ واقع میں صحیح نکلا۔

ہمایوں کا ہندوستان میں آنا

جب ہمایوں نے پنجاب کو مغلوب کر لیا تو ہندوستان میں ملکی فساد برپا تھے
دعویدار سلطنت تھے جو اپنے سپاہیوں کو لڑا لڑا کر اپنی قوت کو گھٹا رہے تھے۔ دہلی
دارالسلطنت جو حملہ آوروں کے قریب تھا بار بار اپنے بادشاہ بدلتا رہتا تھا۔ پنجاب کا آ
سکندر شاہ سور دہلی کا بادشاہ تھا اوسنے اپنے ایک رقیب سلطان ابراہیم کو شکست
تھی اور دوسرے رقیب عدلی سے لڑنے کے لئے اماوہ سے روانہ ہونے کو تھا کہ ا
کہ ہمایوں پنجاب کی یورش میں فتحیاب ہوا۔ یہ خوف بڑا خطرناک تھا۔ پنجاب
کہ جہاں سے سکندر شاہ بھروسہ کی فوج جمع کر سکتا تھا۔ فقط پنجاب ہی پر مخالف نے قبضہ نہ
بلکہ وہ آگے بڑھ کر دہلی کے برجوں پر اپنا علم قائم کرنے کو تھا۔ اسلئے سکندر شاہ نے مج
کو تقسیم کیا۔ بڑی سپاہ تو اپنے ساتھ رکھی اور شاہ عدلی سے لڑائی جاری رکھی۔ تاتا
پنجاب سے بھاگ آیا تھا اس پاس ایک فوج عظیم بھیجکر ہدایت کی کہ وہ اولٹا چلا جائے
کی فوج کے ٹکڑے نہ اوڑا سکے تو اوسے روک تو دے۔ تاتار خان تیس ہزار سپاہ کو لیکر
چلا سرہند کے قریب پہنچا تو سکندر خاں اوزبک نے سرہند میں رہنے کو صلاح حال نہ

با۔ بیرام خاں سکندر کی اس حرکت سے ناراض ہوا اور اوسنے کہا کہ تجھے وہاں
ر مردانگی دکھانی چاہئے تھی اور سرہند کی حراست میں اہتمام کرنا چاہئے تھا اور ہم

+

نے جلد فوج کو جمع کیا اور بعد بہت سی گفتگو کے وہ جالندھر سے آگے بڑھا۔ ماچھیواڑہ
ی بیگ اور اکثر آدمیوں کے نزدیک دریا ستلج کے پار جانا مصلحت نہ تھا برسات
اسلئے اونہوں نے کہا کہ گذرگاہوں کو مستحکم کرکے اتنا توقف کرنا چاہئے کہ برسات
یا اور ہوا میں اعتدال آجائے تو دریا سے عبور کرنا چاہئے۔ بیرام اور ایک اور
ن دریا کے پار جانے میں مصلحت سمجھتی تھی اور اس جانب کے مقدمات پسندیدہ بیان
لو ملا پیر محمد و محمد قاسم نیشاپوری و ولی بیگ و حیدر قلی ساہو و بیرام خاں نے
با پھر تو ناگزیر تردی بیگ اور باقی امرا نے بھی دریا سے عبور کیا۔ اب لشکر چار
سم ہوا قول بیرم خاں کی شجاعت و اخلاص سے آسائش پذیر ہوا۔ برانغار
یاں ہزارہ مقرر ہوا۔ جرانغار میں تردی بیگ خاں کی بزرگی قرار پائی +
مندا اور تک تیز دست خاں نثاروں کے ساتھ معین ہوا۔
ہی دریا کے کنارے پر آگئے تھے اور دریا کے پار جانے کا سامان تیار کر رہے
ن کی سپاہ کے پار آنے کا اور اپنی سپاہ سے اوس کی تعداد کے کم ہونے کا حال
نہوں نے شام کو لڑائی شروع کردی اور ایک جنگ عظیم قائم ہوئی۔ بادشاہی
نارے پر پڑی تھی وہاں وہ ثابت قدم رہی۔ رات ہوگئی۔ بہادر تیراندازی
یہ ایک اتفاقیہ بات تھی کہ اس نواح میں ایک گاؤں بہت بڑا تھا اُس کے
س کے تھے اس میں آگ لگی اور ایسی روشنی ہوئی کہ بادشاہی سپاہ کو افغانوں
ی وحرکت نظر آتی تھی اور وہ تاک تاک تیر دل دوز و جاں ستاں لگاتے تھے اور
ر ایسا تاریکی میں تھا کہ افغانوں کو وہ نظر نہ آتا تھا۔ وہ تاریکی میں تیر لگاتے تھے
ت لڑائی رہی کہ افغانوں کے لشکر میں تاب مقاومت نہ رہی سراسیمہ فرار ہو

بیرم خاں کا ستلج سے پار اُترنا اور جنگ ماچھیواڑہ +

بیرم خاں نے دوسرے روز سرہند پر قبضہ کیا کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ بادشاہ کے لشکر
عظیم ہوئی اور فیل اور اسباب بہت اوسکو ہاتھہ آیا۔ نفائس وغنائم اور عرایض خا
بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوتیں۔ بادشاہ کی سپاہ کی بوقلمونی اوسکے ان چار سپہ سا
کی قوم سے معلوم ہوتی ہے کہ بیرام خاں ایرانی ترک تہا خضر خاں ہزارہ کا افغان تہا تر
خان فرغانہ کا ترک تہا۔ اور سکندر خاں اوزبک تہا۔ بادشاہ نے اس فتح کے صلہ میں
خاں کو خانخاناں ویار وفادار کا خطاب دیا +

جب سکندر شاہ اس سرگذشت سے آگاہ ہوا تو اوسنے اور سب جہگڑوں کو چہوڑا اور
اپنی سپاہ کو جمع کیا کہ وہ اس خوفناک طوفان کو روکے ستر یا اسّی ہزار سوار جنگی ہاتھی
لے کر پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب اوسکے قریب آنے کا حال بیرام خاں نے سنا تو
عقل وشجاعت سے سرہند میں پائے ثبات قائم کرکے لوازم قلعہ داری اور ضوابط ہوشیا
کو کام میں لایا اور بادشاہ کی خدمت میں عرایض متواتر بہیجیں اور اوسکے بلانے کی اس
اسوقت ہمایوں عارضہ قولنج میں مبتلا تہا اوسنے شاہزادہ اکبر کو بہیجدیا۔ مگر ابہی وہ لاہور سے
نگیا تہا کہ بادشاہ اچہا ہوگیا فرحت خاں کو شقدار لاہور اور بابوس بیگ کو فوجدار پنجا
مرزا شاہ سلطان کو امین اور مہتر جوہر کو خزینہ دار اس صوبہ کا مقرر کیا اور خود لاہور سے
۔ رجب ۹۶۲ھ کو سرہند میں آکر ایک باغ میں اترا۔ تو اوسنے دیکہا کہ سکندر شاہ پندرہ روز
اوسکے لشکر کے سامنے آگیا ہے اور اوسنے اپنے لشکرگاہ کو خندق اور مورچوں سے مستحکم
اور بادشاہ کی فوج پر ہر روز حملہ کرتا ہے۔ اور اوسکی سپاہ ایسے لشکر گراں کا مقابلہ کرکے قلعہ
کررہی ہے اسلئے اپنے لشکر کو چار قسموں میں تقسیم کیا۔ ایک کو اپنے نام پر اور دوسری
اکبر کے نام پر اور تیسرے کو شہزادہ ابوالمعالی کے نام پر اور چوتہے کو بیرام خان کے نام
ہمیشہ لڑائی ہوتی اور طرفین سے بہادران نبرد آزما جام تیغ سے شربت واپسیں پیتے۔
میں دلاوری اور مردمی کی سبب یہ معمول ہوگیا تہا کہ زخمی اور مردوں کو احترام اور تعظیم کے سا
باہم ایک دوسرے کو حوالہ کردیتے تہے ہمایوں کا لشکر پانچہزار آدمیوں کا تہا ابہی اس قلت اور دشمنوں کی

سکندر شاہ کی شکست +

ٹ بادشاہی لشکر کو خوف رہتا تھا کہ دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہمایوں نے سوچا کہ اس علت
دفعہ شجاعت اور مستعدی سے کرنا چاہئے اسلئے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ دشمنوں کی رسد اور
وعلوفہ بند کرنا چاہئے۔ وہ پہلے گجرات کی مہم میں اسی طرح کامیاب ہو چکا تھا۔ باوجود
قلت سپاہ کے لحاظ سے نامناسب تھی مگر اوسنے تردی بیگ کو یہ کام سپرد کیا۔ اُس نے
رو کی آمد و رفت بند کردی بہت سا غلہ لشکر میں جاتا تھا اوس کو جانے نہ دیا۔
و اکبر نے جو ایک دن کسی بلندی پر دشمن کے لشکر کو دیکھا جو ایک لاکھ کے قریب تھا
ست پانا کسی کے خیال میں نہیں آتا تھا مگر اوسنے کہدیا کہ تھوڑے دنوں میں یہ لشکر
بائیگا اسکا کہنا پورا ہوا۔ تردی بیگ نے سلیم شاہ کے بہائی کالا پہاڑ کی فوج کو شکست
اوسے مار ڈالا اور علم اور نشان اُسکا چھین کر اپنے لشکر میں لیکر آیا۔ اِس جنگ کے
فغان اپنے مورچوں سے باہر آئے کہ اس فوج کی کمک کریں یا اپنے پاس لے آئیں
ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں ہلتی چلی گئی اور ایک جنگ عظیم ہوگئی گو اسکا ارادہ تھا بیرام خاں کی فوج پر
سپاہ نے اپنا سخت حملہ اسلئے کیا کہ وہ جانتے تھے کہ بادشاہ کی فوج کا سب سے زیادہ زبردست
ہے اگر اسکو مغلوب کرلیا تو پھر کیا ہے سارے لشکر کو مار لینا آسان ہوگا جب بیرام پر
وہ اپنے مورچوں میں چلا گیا اور محافظانہ لڑائی لڑتا رہا۔ اپنی دلیری سے دشمنوں کو
اپر ٹھہرا رہنے نہ دیا جب ہمایوں نے دیکھا کہ بیرام خان اپنے مقام میں ثابت قدمی سے ساتھ
اوسنے تردی بیگ اور شاہ ابو المعالی کو حکم دیا کہ دشمن کے بازوؤں اور پیچھے کی فوج پر
نہوں نے یہ حملہ اس خوبی سے کیا کہ غنیم کی سپاہ میں جو ایک لاکھ آدمیوں کے قریب تھی
ر وہ پریشان ہوکر بھاگ گئی اور اپنا سارا اسباب توپخانہ و پرتل چھوڑ گئی۔ یہ لڑائی
ٹ ۹۶ھ کو ہوئی شمشیر ہمایوں اس فتح کی تاریخ ہے سکندر شاہ میدان جنگ سے بھاگ کر
ا اس حصہ میں چلا گیا جو پنجاب کے دامن سے لگا ہوا ہے +
یہ فتح عظیم حاصل ہوئی تو بادشاہ نے فرمایا کہ فتحنامہ کسکے نام پر لکھا جائے۔
باب میں اپنی عرض کرے — شاہ ابو المعالی نے کہا دبو غفلت میں

میں سے تہا لشکر میں کوئی اوسکو جانتا بھی نہ تہا جس وقت بادشاہ کا لشکر سرہند سے وہا
طرف آیا ہے تو قنبر نے اوباشوں کی ایک جماعت کو جمع کرکے تاخت وتاراج شروع
جو غنائم ہاتھ لگتی وہ آدمیونکو دیدیتا اور لوگوں کو کھانے خوب کھلاتا اور کہتا کہ مال مال
اور جان جان خدا ہی قنبر دیوانہ بکاول خدا ہے۔ گر بزی یہ کرتا کہ بادشاہ کو عرایض
بہیجتا۔ وہ نواح سرہند سے دوڑتا دوڑتا سنبھل میں آیا اور اوس پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے تئیں
میں مستقل کرکے اپنے بیٹے عارف اللہ کو بداؤں میں بہیجا۔ ان حدود میں رکن الدین حسین جلوانی
امراء افغانی میں سے تہا بے جنگ تباہ و ویران ہوگیا۔ قنبر کا نٹ گولہ میں آیا۔ اس نواح کو لوٹ
ان حدود میں ارکن خان جو رو ہیلے افغان میں سے تہا شکست پائی اور وہاں سے بداؤں میں آ
عاقل دیوانہ ہمیشہ بادشاہ کو عرایض بہیجتا اور بندگی اور نیکو خدمتی کا اظہار کرتا مگر اسکے قول
میں موافقت نہ تہی اپنے آپ لوگوں کو منصب خانی اور سلطانی دیتا اور علم و نقارہ بخشتا و
سنی دینا ہی نہیں رہتا تہا۔ سودا جنوں بہی اوسکے ساتھ تہا۔ بہت دفعہ دیوانگی یا دیوانہ
سے اپنا گہر لٹا دیتا تاکہ بیوقوفوں کے دل میں اعتقاد پیدا ہو ہمیشہ حرکات نامنتظم مجنونانہ
جب بادشاہ نے اس قسم کی باتیں اوسکی بار بار سنیں تو علی قلی شیبانی کو حکم صادر ہوا کہ قنبر
پاس بہیجو۔ اسی اثناء میں کہ ارکن خان نے دیوانہ سے شکست پاکر بداؤں میں آیا تہا علی قلی خ
مہمات میں پہنچنے فارغ ہوکر سنبھل میں آیا تہا۔ تو قنبر نے کہا سنبھل ہے اور قنبر ہے علی قلی خا
سنبھل ایسے ہیں جیسے کسی کا گانو ہو اور کسی اور کے درخت سنبھل سے فارغ ہوکر علی قلی
بداؤں میں آیا ہر چند علی قلی خان نے اوسے بلایا مگر وہ اس پاس نہ گیا اور یہی کہتا رہا کہ جب
بادشاہی ہے ایسا ہی میں بہی اسکا بندہ ہوں جس نے اس ولایت کو بزور شمشیر لیا ہے میرا
شاہی سے توام ہے آخر کو علی قلی خان اوسے بجنگ پیش آیا قنبر شکست پاکر قلعہ میں آیا
کو عرضداشت لکھی۔ بادشاہ نے قاسم خان مخلص کو بہیجا کہ اوسکو تسلی و دلاسا دے کے
پہلے اس سے کہ بداؤں میں قاسم خان آئے اور مژدہ نجات قنبر کو سنائے علی قلی خان نے
اس طرح قتل کیا تہا کہ جب قنبر نے قلعہ کو مستحکم کیا اور محاصرہ میں دیر ہوئی اور کچھ کا

د علی قلی خان نے محمدی بیگ ترکمان اور ملا غیاث الدین کو اوس پاس بہیجا اونسے اونکو مقید کیا
نہوں نے پوشیدہ پوشیدہ ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتہہ متفق کیا اور قلعہ کے اندر کے آدمیونکو
م دعا نسے دیکر اپنے اختیار میں کر لیا اور دیوانہ کو اسیر کر لیا علی قلی خان نے اس کا سر
دشاہ پاس بہیجا ۔ بادشاہ کو یہ حرکت پسند آئی اور فرمان عتاب آمیز علی قلی خان کے نام
صادر کیا کہ جب تمنے اطاعت کا اظہار کرتا تہا اور کہتا تہا کہ ملازمت کے لئے حاضر ہوتا ہوں تو
ہر اسنے تو لڑائی کیوں اور جب وہ اسیر ہوا تو ہمارے بغیر حکم کے مارا کیوں بادشاہ اوس کو
یکہنا چاہتا تہا۔

جب بیانہ میں بادشاہ نے حیدر محمد خان اختہ بیگی کو بہیجا تو وہاں غازی خان پدر
براہیم (جسکا حال تم نے خاندان سور کی سلطنت میں پڑہا ہوگا) حاکم تہا ۔ جب وہ لڑنہ سکا
وحصار بیانہ میں متحصن ہوا حیدر محمد نے اس سے عہد و پیمان و قول و قسم کئے تو وہ قلعہ سے
باہر آیا حیدر محمد نے اوس کے اموال و اسباب کی طمع میں آنکر نقض عہد کیا۔ اور اوسے اور بعض
ملتے ہیں اوسکے بال بچونکو بہی قتل کر ڈالا اور اوسکا سر بادشاہ پاس بہیجا جب بادشاہ
و اسکی خبر ہوئی تو یہ اوسکو ناگوار خاطر ہوا مگر سیاست ظاہری اوس نے نہیں کی کہ وہ بہت دور
ہا اور ہندوستان میں آمد کی ابتدا تہی مگر زبان سے یہ فرمایا کہ اب اوسکو دوبارہ کمر باندہنی
نصیب نہیں ہوگی ۔ شہاب الدین احمد خان امیر بیوتات کو اس معاملہ کی تحقیق اور تشخیص
کے لئے بہیجا۔

ہندوستان میں ایسی فتوحات نمایاں سے ترقی ہو رہی تہی ۔ مگر شمال میں ہمایوں کی
سلطنت کے کچہہ حصہ پر زوال آ رہا تہا ۔ جب بادشاہ تسخیر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا
ذتردی بیگ کو جسے اندراب و اشکمش جاگیر دی تہی اپنے ساتہہ ہندوستان کو لے آیا
با مقیم خان اسکی طرف سے جاگیر کا انتظام کرتا تہا ۔ مرزا سلیمان نے اس فرصت کو غنیمت گنا
و دل گر بزی اور نیرنگ سازی نے مقیم خان کو اپنے ساتہہ متفق کرنا چاہا مگر جب اسطرح
مطلب حاصل ہوا تو مرزا نے پردہ آرزم کو اٹہا کر اندراب کا محاصرہ کر لیا مقیم خان ناچار

اپنے اہل وعیال کو لیکر نکلا اور ادس سے لڑتا ہوا کابل چلا آیا-

اس زمانہ میں معاملات پنجاب سب سے زیادہ مہتم بالشان تھے- ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ شاہ ابوالمعالی کس مقصد کے لئے پنجاب بھیجا گیا تھا اور اوس کے ساتھ کون کون سے امیر مناصب جلیلہ پر مقرر ہوئے تھے- جب پنجاب میں شاہ ابوالمعالی پہونچا تو وہ دنیا کے نشہ میں بدمست ہو گیا اور غرور کو آثار دینے لگا اور حکم بادشاہی کے خلاف کام کرنے لگا اور پنجاب میں خودمختار بادشاہ بن بیٹھا بادشاہ کو ایک خاص توجہ اوس پر تھی اسلئے جو نا خوش خبریں اوسکی آئیں اون سب کو خلاف واقع جانتا اور اہل حسد کا افترا اور بہتان سمجھتا لیکن جب یہ خبر آئی کہ سکندر شاہ کوہ سوالک سے باہر آیا ہے اور شاہ ابوالمعالی نے فرحت خاں حاکم لاہور کو اپنے اختیار سے بادشاہ کے حکم کے بغیر معزول کر کے اپنے آدمی کو اوسکی جگہ مقرر کیا ہے اور بادشاہی خزانہ پر دست درازی کر رہا ہے تو بادشاہ کے نزدیک مناسب معلوم ہوا کہ ہندوستان کے اعاظم صوبوں میں سے پنجاب بھی ہے اس میں شاہزادہ اکبر کو بھیجنا چاہئے اور کابل سے تمام عزیز و اقارب بھی آتے ہیں وہاں اس شہزادہ کا رہنا اور بھی مناسب ہوگا- اگرچہ پنجاب میں لشکر شاہی اس قدر تھا کہ وہ سکندر شاہ کے دفع کرنے کے لئے کافی تھا مگر ابوالمعالی کی خاطر سے کمک کا بہانہ بنا کے شروع ۹۶۳ھ میں نیک ساعت میں شہزادہ اکبر کو پنجاب روانہ کیا- بیرام خاں کو اتالیق بنایا اور بہت سے امرا ہمراہ گئے +

جب یہ شہزادہ پنجاب کو روانہ ہوا تو اثنا راہ میں اتگہ خاں و رباقی اور ملازم اس کے حصار سے اس پاس آ گئے- جب سرہند میں وہ آیا تو اوستاد عزیز سیستانی جس کو رومی خاں کا خطاب ملا تھا اور فنون آتش بازی اور بندوق اندازی میں لاثانی تھا اوس پاس آیا اور اوسکو بندوق اندازی سکھائی- یہاں وہ امرا بھی کہ شاہ ابوالمعالی کی اعانت کے لئے مقرر ہوئے تھے اور وہ اوسکی صحبت سے تنگ آ رہے تھے جیسے کہ محمد قلی برلاس و مصاحب بیگ- خواجہ جلال الدین محمود- فرحت خاں- میر عبد اللہ بخشی- میر حمزہ- مقیم خاں- شاہ ابوالمعالی سے بغیر رخصت آن ملے- سکندر شاہ جس نے کہ کوہ سوالک سے نکل کر کچھ ملک پر قبضہ کر کے محصول اوس سے لے لیا تھا

پہر کوہستان میں بہاگ گیا۔ اور ابوالمعالی جو سکندر شاہ سے لڑنے کے لئے آیا تہا اور کچھ فتح یاب بہی ہو اتہا وہ بہی لاہور چلا گیا۔ جب اوسکو معلوم ہوا کہ یہ ملک شاہزادہ کو بادشاہ نے عنایت کیا ہے تو وہ سلطان پور میں شاہزادہ کی خدمت میں آیا۔ شاہزادہ نے اپنی مجلس عالی میں اوسکو بیٹھنے کی اجازت دی اور بہت سی اوسپر عنایتیں کیں مگر میر صاحب وہ گہمنڈ میں آ رہے تہے کہ جب اکبر سے رخصت ہو کر اپنے گہر گئے تو یہ پیغام بہیجا کہ سب جانتے ہیں کہ جوئے شیر کے قرغہ میں ہمایوں نے اور میں نے ایک طرف میں پاس بیٹھ کر کہانا کہایا تہا اور آپ بہی وہاں موجود تہے اور آپ کو الوش دیا تہا۔ مگر میں جب آپ کے گہر آیا تو تکیہ مسند میرے لئے جدا لگایا گیا۔ اور دستار خوان جدا بچہایا گیا۔ شاہزادہ نے سید کی بیوقوفی پر تبسم کیا اور حاجی محمد سیستانی جو یہ پیغام لایا تہا اوسکی زبانی کہلا بہیجا کہ اوسے کہدو کہ تورۂ سلطنت اور چیز ہے اور قانون عشق اور بات ہے حضرت ہمایوں سے آپ کو جو نسبت ہے وہ ہمارے ساتہہ نہیں ہے تعجب ہے کہ ان دونو نسبتوں میں آپ نے تفرقہ نہیں کیا بلکہ گلہ کیا۔ میر کو اس جواب سے بڑا انفعال ہے۔

وفات حضرت ہمایوں +

شہزادہ کی فوج ہریانہ پہونچی تہی کہ بیرام خاں کے پاس قاصد نے پہنچکر خبر دی کہ بادشاہ گر پڑا ہے۔ بیرام خان نے آگے جانے میں صلاح نہیں دیکہی کہ وہ کلانور میں آیا۔ اور یہاں توقف کیا کہ ہمایوں کے واقعہ ناگزیر کی خبر پہونچی +

بادشاہ دہلی میں انتظام ملکی سے فراغت پاکر تردی بیگ کو دہلی سپرد کر کے آگرہ جانا چاہتا تہا اور پیش خیمہ بہیج چکا تہا آخر روز جمعہ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو شاہ بداغ و عالم شاہ و بیگ ملوک اور امیر حجاز کے سفر سے اور چنگیز خان اور بعض اور آدمی گجرات سے آگئے تہے اور منعم خان کی عرائض بہی کابل سے آئیں تہیں۔ کتاب خانہ مرتب کیا تہا اوسکے بام پر آکر امراؤں کو کہ مسجد جامع قلعہ میں نماز جمعہ کو جمع ہوئے تہے بلایا۔ اور احوال مکہ معظمہ و کابل کا انسے دریافت کیا ریاضی دانوں کی جماعت کو طلب کیا۔ اس رات کو زہرہ کے طلوع ہونے کا منتظر تہا اوسکو وہ دیکہنا چاہتا تہا۔ اور نیت میں یہ تہا کہ جب زہرہ طلوع ہو اور ساعت مسعود ہو تو

مجلس عالی کو مرتب کرکے ایک جماعت کو مناصب جلیلہ پر ممتاز کرے - اول شام کو وہ بیچے
آ بیٹھا ہتا تہا - دوسری سیڑہی پر قدم رکہا کہ موذن نے اذان دی - تعظیم اذان کے لئے بادشاہ
نے دوسری سیڑہی پر بیٹھنے کا قصد کیا - زینے کے پتہر کچھ پہسلنے تھے کچھ شفاف تہے جب وہ
بیٹھنے لگا تو پانوں پوستین کے دامن میں الجہا اور عصا پہسلا اور وہ سر کے بل زمین پر گرا
داہنی شقیقہ میں ضرب آئی اور داہنے کان سے چند خون کے قطرے نکلے + اسی وقت
محل کے اندر لوگ اسکو اٹہا کرلے گئے یا وہ خود آپ چلا گیا - اتنا ہوش تہا کہ اوسنے شیخ چولی کو
بلاکر شاہزادہ اکبر پاس بہیجا اور اس حادثہ کا حال لکہکر اوسکے حوالہ کیا - طبیب جمع ہوئے مگر کسی کی
نہ طبابت چلی نہ کسی دوا نے اثر کیا - جو تہے روز اجل نے اوسکے درد کی دوا کی - ان دنوں میں
اکثر اوقات عالم بیہوشی میں رہا - یہ واقعہ ۱۱ - ربیع الاول ۹۶۳ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کو
واقع ہوا - تاریخ وفات اوسکی سب سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ ہمایوں بادشاہ از بام افتاد - مگر
اسمیں ایک سال کم ہوتا ہے - عمارات و تصنیفات کی تاریخ میں ایک دو سال کا فرق ہو تو کچہ
مضائقہ نہیں مگر موت کی تاریخ میں یہ جائز نہیں ہے اور تاریخیں بھی بہت ہیں مصرعہ
اے وائے بادشاہ من از بام افتاد - مصرعہ واصل حق شد ہمایوں بادشاہ +

مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمایوں کبھی موت کا ذکر نہیں کرتا تہا اور اوسنے منع کر رکھا تہا
کہ اوسکی مجلس میں موت کا ذکر اسلئے نہ ہو کہ وہ منافی استقامت ہے - مگر ان دنوں میں وہ
برخلاف اپنی عادت موت کے ذکر سے خوش ہوتا تہا - ایکدن وہ کہنے لگا کہ حضرت فردوس مکانی
اپنی مجلس میں ذکر کرتے تہے کہ میرا ایک ملازم ہمیشہ یہ کہا کرتا تہا کہ جب میں غزنین کا گورستان
دیکھتا ہوں تو میرا بے اختیار مرنے کو جی چاہتا ہے ایسے ہی میں جب دہلی کے مزارات کو
دیکھتا ہوں تو یہ بات مجھے یاد آتی ہے - انہیں دنوں میں اوسنے بعض مستعدوں کو خطاب کرکے
فرمایا کہ آج عبادات سحری کی فراغت کے بعد ملہم غیبی یہ رباعی زبان پر لایا -

یارب بکمال لطف خاصم گرداں	واقف بحقائق خواصم گرداں
از عقل جفا کار دل افگار شدم	دیوانہ خود خوان و خلاصم گرداں

اس تاریخ کو پڑھ کر رونے لگا۔ ان دنوں میں ہمیشہ وہ کہا کرتا تھا کہ اس عالم فانی سے مجھے انتقال آتی ہے۔ اور محل کے طاق پر نہایت خوشخط یہ مطلع شیخ آذری کا لکھایا تھا

شنیدہ ام کہ بریں طارم زر اندود است　　　خطے کہ عاقبت کار رحمۂ محمود است

جب مرنے کے دن قریب آئے تو افیون کھانی کم کر دی تھی۔ اوسنے اپنے محرمان درگاہ سے فرمایا کہ چند روز میں میری افیون کی خوراک دو تین گولیاں رہ جائینگی اور سات روز کی خوراک کو ایک پڑیا میں بند ہوا یا اور فرمایا کہ اب میں اس سے زیادہ افیون نہیں کھاؤنگا جب ایک دن مرنے میں رہا تو چار گولیاں منگا کر اور گلاب میں گھول کر پی دوسرے روز موت آگئی جو کہا تھا وہ سچ ہوا۔ وہ ۹۱۳ھ میں پیدا ہوا تھا اوسکی ولادت کی تاریخیں یہ ہیں سلطان ہمایوں خان۔ شاہ فیروز قدر بادشاہ صف شکن۔ کلمہ خوش باد۔ خواجہ کلاں سامانی نے یہ تاریخ کہی ہے۔

سال مولود ہمایوں چیست　　　زادک اللہ تعالے قدرا

بردہ ام یک الف از تاریخش　　　تاکشم میل دو چشم بدرا

۹۳۷ھ میں سریر فرمانروائی پر جلوہ افروز ہوا۔ خیر الملوک تاریخ ہے۔ اس حساب سے اوسکی عمر پچاس سال کی اور مدت سلطنت ۲۵ سال کچھ ماہ کی ہوئی جسمیں سولہ برس بھی داخل ہیں کہ جنمیں وہ سرگردانی اور پریشانی میں رہا۔ کھوئی سلطنت اسکو اسطرح ہاتھ آئی کہ کمتر کسی کو ملا کرتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ موت نے فرصت نہ دی کہ اس سلطنت کا مزہ اٹھاتا۔ اب نہ شیر شاہ اوسکا دشمن زندہ رہا تھا نہ بھائی اوسکی جان کھانے والے اور سر پر تلوار چلانے والے موجود تھے۔ اس فرصت کے زمانہ میں معلوم نہیں کیا کیا وہ انتظام سلطنت کرتا اور اس ملک خزاں دیدہ کو اپنی تدابیر اور عقل سے کس کس طرح سے سرسبز و شاداب کرتا۔ مگر اس عاقل فرزانہ بادشاہ کے سارے منصوبے دل کے دل ہی میں رہے۔ اس بادشاہی پر چھ مہینہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ عجب طرح کی موت آئی جسکا اوپر بیان ہوا وارث تاج و تخت فاصلہ پر تھا۔ امرا عظام چاروں طرف ممالک محروسہ میں گئے ہوئے تھے سپاہ چاروں طرف دشمنوں سے گھری ہوئی تھی اسلئے جو امرا یہاں بادشاہ پاس موجود تھے انہوں نے اس واقعہ تا گزیر کو جب تک چھپایا کہ جانشین مسند خلافت کو خبر ہوا اور امرا عظام جمع ہوں۔

سترہ روز تک یہ واقعہ عوام سے پوشیدہ رکھا۔ اسلئے کہ لوگوں کو بادشاہ کے مرنے کا شبہ نہو۔ ایک آدمی ہمشکل شخص کو لباس شاہ پہناکے معمولی اوقات پر محل میں اُس جگہ میں دے دکھا دیتے جہاں بادشاہ بیٹھا کرتا تھا۔ ۱۰ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ کو تردی بیگ نے خبر وفات ظاہر کی۔ جب سب مراجع ہو گئے تو شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑہا جس سے خلق کو تسکین ہوئی +

جب یہ حادثہ مصیبت واقع ہوا تو ایک شورش عظیم اور آشوب قوی جو ایسے ہنگامہ کو لازمی ہے برپا ہوئے۔ بیرم خان نے خلایق کی تسکین خاطر اور اطمینان بواطن میں کمر ہمت چست کی اور اِس وقت تفرقہ اِس دوست دشمن کے ساتھ جو کرنا چاہئے وہ کیا اور جو امرا دہلی میں جمع تھے اُنہیں سے ہر ایک تعزیت اور تہنیت کی مراسم ادا کرنے کے بعد اپنی اپنی جگہہ و مقام پر چلا گیا کہ وہاں جاکر انتظام کرے اور کسی طرح کی پریشانی نہ پیدا ہونے دے۔ تردی بیگ کو امرا نے اتفاق کرکے اِس بلاد کے سر انجام مہام کے واسطے دہلی میں بالکل اختیار دیدیا تھا۔ اسنے اسباب ادوات سلطنت کو جیسے تاج وجواہر وغیرہ کے اور مرزا ابو القاسم پسر کامران کو ہمراہ کردیا تھا۔ یہ وقت بڑا ہی نازک تھا۔ ہندوستان کی فتح کا آغاز ہی تھا کہ اکبر بادشاہ کو تین زبردست دعویدار سلطنت دہلی سے لڑنا پڑا۔ مرزا تردی بیگ نے یہ بڑی وفاداری کی کہ اول بادشاہ کے مرنے کو چھپایا اور امارات شاہی کو اکبر پاس بھجوادیا۔ باوجودیکہ مرزا کامراں کا بیٹا اوسکی بغل میں تھا +

یہ بادشاہ دل کا رحیم اور ہاتھہ کا کریم تھا۔ تخت نشینی کے وقت کشتیاں بھربھر روپیوں کی انعام دیں۔ بھائیوں نے جو ملک مانگا ہنسی خوشی دیدیا۔ مروت اسپر ختم تھی کہ بھائی کیسی کیسی بھاری خطائیں کرتے مگر جب آنکھوں کے سامنے آتے سب خطائیں معاف کیں اور اونکا کردہ ناکردہ کی برابر سمجھا۔ عزیزا قارب دست تو کیا وہ دشمنوں کی خطا بخشنے میں فیاض تھا۔ وہ بہادر شجاع قابلیت کے ساتھہ تھا۔ ہندوستان سے خارج ہونے کے بعد جو جو کام اوسنے کئے ہیں اور دشمنوں سے لڑنے بھڑنے کی تدابیر کام میں لایا اور جو جو سختیاں پیش آئیں اور جو جو مصیبتیں اور آفتیں سر پڑیں اونکو خندہ پیشانی و مسرت سے جھیلا۔ اِن سب کاموں سے اوسکی جوانمردی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی ظاہر ہوتی ہے۔ اِس خوش مزاجی کو دیکہنا چاہئے کہ اوسنے اپنی مصیبت کے وقت میں

کسی دفعہ اپنے نوکروں سے کچھ تنا مانگا اور اونہوں نے انکار کیا مگر اوسکے دل پر خفا مل خفگی کا اوسکا عوض نہ لیا اور یہ کہا کہ مصیبت کا وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ چھوٹے بڑے سب برابر ہوجاتے ہیں کسی کا تعظیم و تکریم باقی نہیں رہتی - ہم ہمایوں کی اصل خصائل لکھتے ہیں جو اوسکی مصیبت کے واقعات سے مستنبط ہوتی ہیں - اُن مشرقی مورخوں سے نقل نہیں کرتے جنکے دل میں بادشاہ کی عظمت کے ساتھہ مبالغہ بیٹھی ہوتی ہے انہوں نے اپنی تاریخیں اونکی اولاد کے وقت میں لکھی ہیں جس میں مجبوری خوشامد کے مارے ستایش و مدح کے دفتر سیاہ کرنے بیٹھے اور تمام عیبوں پر پردہ ڈالا ہمایوں کے رشتہ دار مرزا حیدر نے اپنی تاریخ رشیدی میں ہمایوں کی خصائل کا بیان پسندیدہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ میں نے کمتر ایسی آدمی دیکھے ہیں جنہیں علو فطرت و خوبی جبلت ایسی ہو جیسی ہمایوں میں لیکن اس میں اس سبب کہ وہ ارباب بغض و شرارت سے اور اصحاب خباثت سے جنمیں مقدم وعظیم الشان مولانا محمد برغزی وغیرہ تھے زیادہ مخالطت رکھتا تھا - اُس میں بعض ناپسندیدہ صفات پیدا ہوگئی تھیں جیسے کہ افیون کا کھانا - اور یہ قاعدہ ہے کہ جو بادشاہ سے کام صادر ہوتے ہیں وہ زبان زد خلایق ہوتے ہیں - اسلئے اسکے کام اس افیونی ہونے کے ساتھہ منسوب ہوتے تھے - مگر نہ وہ اپنی ذات سے مالک صفات و مجمع انواع فضائل و کمالات تھا - رزم کی شدائد میں شہامت و شجاعت میں ثابت قدم مثل کوہ اور لطائف بزم میں کف دریا نوال وہ معدن جواہر صوابح اعمال تھا - کف کافی اسکا سحاب سخاوت و مروت تھا - انوری نے یہ شعر خاص اسی کے لئے کہا ہے ؎

گر دل و دست بحر و کان باشد   دل و دست خدایگاں باشد

وہ علو رفعت و شوکت شہنشاہی رکھتا تھا اور ہمت و عظمت میں کمال رکھتا تھا - میں اسکی خدمت میں آگرہ میں گیا تھا عظمت کہتی تھی کہ جو پہلے عظمت و شوکت بادشاہی تھی وہ اب باقی نہیں رہی - مگر باوجود اسکے دریا گنگ پر جو لڑائی ہوئی ہے تو وہ اسہزار شاگرد پیشہ تھے - اسپر اور تجملات کا قیاس کرنا چاہئے - اسکے لشکر میں اتنے سپاہی نہ ہوتے جتنے اور ملازم شاگرد پیشہ اور اہل حرفہ ہوتے - مرزا حیدر نے یہ خوب لکھا ہے کہ ہمایوں میں یہ بڑا عیب تھا کہ وہ کام جسکا

سر انجام دیتا خود اوسکو لازم تہا وہ اوروں کے ہاتھ میں بالکل دیدیتا۔ اوسکے دشمن شیر شاہ کی عادت اسکے خلاف تھی۔ ہمایوں کے اسی عیب کے سبب کہ وہ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں اہتمام نہیں کرتا اوسکے مغلوب کرنے کا خیال شیر شاہ کے دل میں آیا تہا۔ یہ سخت عیب اسمیں تہا۔ یا تہا اسکی نیکیوں کے سایہ میں برائیاں بہی آباد تہیں۔ بعض نیکیاں حد اعتدال سے گذر گئی تہیں سخاوت نے صرف بنا دیا تہا کہ سارے ہندوستان کی آمدنی اوسکے خرچ کو کافی نہ تہی مروت کی افراط نے اوس کی سیاست کو لوگوں کے دلوں سے اٹہا دیا تہا۔ گو وہ بذات خود شجاع دلاور تہا۔ مگر باپ کی سی لیاقت سپہ سالاری کی نہیں رکہتا تہا۔ اوسنے ابتدا سلطنت میں اپنی کار آزمودہ بہادر سپاہ سے مالوہ گجرات بنگال بہار میں فتوح عظیم پائیں مگر ان ملکوں کے فتح کرنے کے لئے بہادری اور سپاہ کی قواعد دانی کے ساتہ اسمیں وہ لیاقتیں شامل نہ تہیں جو ان ملکوں پر مستقل قبضہ رکہتیں۔ اس لیاقت کے نہ ہونے سے وہ ملک ہاتہ سے کہو یا جو باپ سے ورثہ میں ہاتہ لگا تہا۔ اسکے سارے عہد سلطنت میں امرا کی بغاوت وسرکشی کا بازار گرم رہا۔ اسمیں وہ استعداد اور زور نہ تہا کہ جنسے وہ اونکو محکوم و مغلوب رکہتا اور ملک میں اپنی حکومت مستقل کرتا اور امرا کو یکدل و یکجہت بناتا۔ سہل انگاری۔ بے پروائی غفلت شعاری اوسکے کاموں کو بگاڑتی تہی۔ عیش و عشرت میں ایسا ڈوب جاتا تہا کہ سلطنت کے کاموں کی مہینوں خبر نہ لیتا تہا۔

اس بادشاہ کی تعلیم باپ نے اچہی طرح کرائی تہی۔ علوم عقلی اور نقلی سے اوسکو آگاہی تہی خصوصاً علوم ریاضی میں اُسکو استعداد اچہی تہی۔ وہ ہمیشہ ارباب حکمت کے ساتہ محبت رکہتا اور علم ریاضی کے جو عالم ممتاز تہے اونکو زیادہ ممتاز کرتا۔ کئی جگہ محل رصد بنانے کا ارادہ کیا تہا اور بہت سے آلات رصد ترتیب دئے تہے شعر و شعرا کیطرف توجہ بہت رکہتا تہا طبع موزوں تہی حقیقت و مجاز کے اشعار اوقات فرصت میں کہتا تہا۔ ایک دیوان اوسکا بادشاہی کتابخانہ میں موجود تہا۔ یہ چند رباعیاں اسکی لکہی جاتی ہیں +

اے دل مکن اضطراب در پیش رقیب — حال دل خود مگوئے با ہیچ طبیب
کاریکہ ترا با آں جفا کار افتاد — بس قصۂ مشکل است و بس امر عجیب

اے دل بحضور یار فیروزی کن ؏ در خدمت او بصدق دلسوزی کن
ہر شب بخیال دوست خرم بنشیں ؏ ہر روز بوصل یار نوروزی کن

ای آنکہ جفاے تو بعالم علم است ؏ روزے کہ ستم نہ بینم از تو ستم است
ہر غم کہ رسد از ستم چرخ بدل ؏ مارا چہ غم عشق تو باشد چہ غم است

بادشاہ کی طبیعت میں قوت اختراع بہت تھی۔ انتظام ملکی میں اسکا منشا یہ اختراع تھا کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ ہندوستان میں دہلی۔ آگرہ۔ جونپور۔ منڈو۔ لاہور۔ قنوج۔ اور بعض اور محال پایۂ تخت بنائے جائیں اور وہاں اتنا لشکر رکھا جائے کہ اوسکو ضرورت دوسری جگہ سے لشکر کی کمک کی نہ ہو اور اوسکا ایک سردار ہوشمند دوربین رعیت پرور عدالت گستر مقرر کیا جائے اور بادشاہ اپنے پاس بارہ ہزار سوار سے زیادہ لشکر نہ رکھے۔ اسنے حکم دیا کہ سونے چاندی کی صندلیاں بنائی جائیں کہ دربار عام میں شاہزادے اور سرافراز و ممتاز بادشاہ کے حکم سے اسپر بیٹھیں۔ غالب یہ ہے کہ دنیا کے بزرگان عالی فطرت کے دل فقط [illegible] دینے سے صید نہیں ہوتے بلکہ جب تک اسکا جاہ و اعتبار نہ زیادہ کیا جائیگا اونکے دل نہیں تسخیر ہوتے۔

جسوقت بابر نے کابل سے قندہار کی طرف [illegible] کی ہے اور کابل کا اہتمام ہمایوں کو سپرد کیا ہے تو ایک دن دشت و مرغزار کی سیر کرتا تھا اوسنے مولانا روح اللہ سے کہا کہ میرا دل یہ چاہتا ہے جو تین آدمی مجھے رہ میں ملیں اونکے نام سے فال لوں اور اساس سلطنت کو اوسپر بنا کروں۔ مولانا نے کہا کہ ایک آدمی کا نام اوسکو اکتفا کریگا اسکا جواب دیا کہ میرے دل میں تو یہی آتا ہے کہ تین آدمیوں کے نام سے فال لوں۔ کچھ مسافت طے کی تھی کہ ایک بوڑھا رستہ میں ملا اسے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اوسنے کہا کہ مراد خواجہ۔ پھر دوسرا شخص ملا جو گدھے پر لکڑیاں لادے جاتا تھا اوس سے نام پوچھا تو اوسنے کہا کہ میرا نام دولت خواجہ ہے۔ تیسرا شخص ملا جو گلہ چرا رہا تھا جب اوس سے نام پوچھا تو اوسنے کہا کہ سعادت خواجہ۔ اوسنے دین دنیا کی مہام کا انتظام مراد۔ دولت سعادت رکھا اوسنے اپنے تمام ملازموں کو اور ممالک محروسہ کو تین قسم میں تقسیم کیا بعنوان۔ اقربا۔ امرا۔ علما کل سپاہیوں کا نام اہل دولت رکھا ظاہر ہے کہ بغیر اونکی مساعدت کے معارج دولت و اقبال پر عروج

میسر نہیں ہوتا تھا علما صدور سادات مشائخ قضاۃ و شعراء و سائر فضلا و موالی و اشراف اور اعالی کو اہل سعادت کہا کیونکہ اسی فرقہ کی مصاحبت سے سعادت ابدی بہم پہونچتی ہے ارباب بیوتات اور اصحاب حسن صوری اور اہل نغمہ و ساز کا اہل مراد نام رکھا - یہی جمہور کی مراد ہوتے ہیں اسطرح ہفتہ کے دنوں کو اہل دولت و اہل سعادت و اہل مراد سے منسوب کیا تھا اس طرح کہ روز شنبہ و پنجشنبہ کو اہل سعادت سے متعلق کیا اور دونو دنوں میں وہ مناظم علم و عبادات باطنوں پر توجہ کرتا تھا - اور اہل سعادت ساتھ ان دنوں مخصوص کرنے کی وجوہ یہ تھیں کہ شنبہ منسوب ہے زحل کے ساتھ اور زحل مربی مشائخ و علما و قدیم کا ہے - پنجشنبہ مشتری سے متعلق ہے وہ علماء اور کل اشرافوں کا ستارہ ہے - یکشنبہ و سہ شنبہ اہل دولت سے متعلق تھا - مہام بادشاہی اور انتظام امور جہانبانی ان دنوں سے مخصوص تھے - اور اسطرح معین کرنے میں حکمت یہ تھی کہ یکشنبہ آفتاب سے متعلق ہے کہ اس کی تربیت پر توسے سلطنت و فرمانروائی ہوتی ہے سہ شنبہ متعلق ہے مریخ سے اور مریخ سپاہی کا مربی ہے - روز دوشنبہ و چہارشنبہ اہل مراد کے دن تھے - ان دنوں میں بعض ندیم و خواص اور بعض اور اہل مراد عنایت خاص سے مخصوص ہوتے تھے اور اس خصوصیت کی وجہ یہ تھی کہ دوشنبہ قمر سے تعلق رکھتا ہے اور چہارشنبہ عطارد سے ان دونوں کو امور بیوتات سے خاص مناسبت ہے - روز جمعہ کو اپنے نام کے مطابق جامع مراتب مذکورہ کا بنا تھا - طبقات انام بادشاہی فیض عام سے بہرہ ور ہوتے تھے -

اوسنے یہ بھی اختراع کیا کہ بادشاہ جسوقت بزم دیوانی میں تخت پر بیٹھے تو نقارہ بجایا جائے کہ جس سے طوایف مردم کو اطلاع ہو جائے - اور جسوقت دیوان سے بادشاہ اوٹھے تو بندوقیں چھوڑی جائیں کہ خلایق کو آگاہی ہو اس روز چند خلعت کیراقچی اور اشرفیوں کی چند تھیلیاں خزانچی رکھ دے تاکہ بخشش اور خلق کی کارروائی میں تاخیر نہ ہو چند شجاع جوشن دار سلاح لگا کے بادشاہ پاس کھڑے رہتے +

اوسنے تین تیر زریں مطلا اختراع کئے تھے اور اونکے نام سہم السعادت و سہم الدولت و سہم المراد رکھے تھے - اون میں ہر ایک تیر کا اون دولت اور اونکے سوا اوسے بھی تعلق رکھتا تھا

اس سرکار کی مہمات اسی کے حسن اہتمام سے سرانجام پاتیں۔ اور یہ مقرر تھا کہ جب تک ان صاحب سہام میں سے ہر ایک اپنے امور متعلقہ میں ایسی کوشش کرتا کہ وہ رضاء الٰہی کا مستلزم اور تقرب کا مستوجب ہوتا تو بادشاہ کا منظور عنایت رہتا اور مسند اختیار میں ثابت و پایدار۔ اگر وہ شراب جاہ سے بدمست ہو کر حد اعتدال سے باہر قدم رکھتا یا اپنی غرض کے سبب دولتخواہی میں چشم پوشی کرتا اور مال کے جمع کرنے پر اپنی ہمت کو مقصود کرتا تو وہ معزول ہوتا۔

خواند میر مورخ نے قانون ہمایونی میں لکھا ہے کہ میرے ملازمت کے زمانہ میں سہم السعادت مولانا محمد فرغلی کو سپرد تھا۔ وہ حل و عقد و قبض و بسط مہمات سادات و مشایخ و علماء و قضاۃ و ارباب درس و علم و تحقیق و استحقاق ارباب عمائم و عزل و نصب متکفلان امور دین و تعیین وظائف و سیورغالات اسی کی ذات سے مختص تھے۔ سہم الدولہ امیر ہندو بیگ کی تفویض میں تھا رتق و فتق و بست و کشاد مہام اعظم امراء و اکابر وزراء اور تمام متصدیان اعمال سلطانی و متکفلان امور دیوانی و قرار مواجب عساکر و مراتب ملازمان درگاہ اسکو مفوض تھے۔ سہم المراد امیر ویسی کو سپرد تھا وہ مہمات بیوتات و ترتیب اسباب تجمل و حشمت و تکمیل موجبات تفاخر و عظمت میں مشغول رہتا۔ اسکے مخترعات میں سے تیروں کی تقسیم بارہ قسموں پر تھی اور اونسے طبقات انام میں سے ہر ایک کے واسطے ایک تیر مقرر کیا تھا اور اسی سے طوائف خلائق کے مراتب کا اندازہ ہوتا تھا۔ تیر دوازدہم ترکش بادشاہی سے مخصوص تھا تیر یازدہم منسوب تھا اقربا خوانان وغیرہ سلاطین زادوں سے کہ ملازم بادشاہی تھے۔ تیر دہم متعلق سادات و مشایخ و علماء سے۔ تیر نہم متعلق امراء اعظم سے تیر ہشتم مقربان اور ایلچیان صاحب منصب سے اور تیر ہفتم کل ایلچیوں سے تیر ششم قبائل کے سرخیلوں کے لئے تیر پنجم یکہ جوانان بہادر سے۔ تیر چہارم تحویلداروں سے تیر سوم جوانان برگزیدہ سے تیر دوم شاگرد پیشہ گان سے تیر اول دربانوں اور پاسبانوں اور اس قسم کے آدمیوں سے اسکے مخترعات میں سے یہ تھا کہ سرکار سلطنت کی مہمات کو اربعہ عناصر کی تعداد کے موافق حصے کئے گئے۔ آتشی۔ ہوائی۔ آبی۔ خاکی۔ ان چاروں سرکاروں کی مہمات کے جاری کرنے کے لئے ایک وزیر مقرر تھا۔ مہمات توپخانہ ترتیب اسلحہ و آلات حرب اور تمام کام جنہیں آتش کو دخل ہے

سرکار آتشی کہلاتے تھے اور اوسکی وزارت خواجہ عبدالملک کو سپرد تھی۔ مہمات کرکیراق خانہ باورچیخانہ و مطبخ اور ضروریات شتر خانہ و استر خانہ کا سرانجام دینا سرکار ہوائی کہلاتی تھی۔ خواجہ لطف اللہ کو اسکا اختیار تھا سامان شربت خانہ متعلقہ خانہ۔ وجریان انہار۔ وہ مہمات کہ آب سے منسوب تھیں سرکار آبی کہلاتی تھی۔ اور اس سرکار کی وزارت پر خواجہ حسن معین تھا مہمات زراعت و عمارات وضبط خالصات اور بعض بیوتات سرکار خاگی سے موسوم تھیں اس سرکار کی وزارت خواجہ جلال الدین مرزا بیگ سے منسوب تھی ان سرکاروں میں ہر ایک میں ایک امیر کو دخل تھا مثلاً امیر ناصر قلی میر سرکار آتشی تھا اور ہمیشہ جامہ سرخ پہنتا تھا۔

اسکے اختراعات میں سے یہ تھا کہ اوستاد نجاروں سے چار بڑی بڑی کشتیاں بنائیں اور دریا جمن میں ڈلوائیں اور ہر ایک کشتی کے چار طاق تھے جنکے دو طبقے بہت بلند تھے۔ اور ان کشتیوں کو آپسمیں اسطرح وصل کیا تھا کہ وہ چار طاق ایک دوسرے کے محاذی رہتے۔ ان چار کشتیوں میں دو کشتیوں کے درمیان ایک مثمن حوض نمودار ہوتا۔

بادشاہ کے اختراعات میں سے یہ بھی تھا کہ کشتیوں میں دکانوں کی ترتیب و بازاروں کی آرائش ہوتی تھی ۹۳۹ھ میں بادشاہ فیروزآباد دہلی سے اکثر امرا و ارکان دولت وغیرہ کے ساتھ دارالخلافہ آگرہ میں دریا کی راہ ایسی کشتیوں میں بیٹھکر گیا کہ ایک ایسا بازار جمنا میں رواں تھا کہ اس میں جس چیز کو کسی کا جی چاہتا خرید لیتا۔ اور اسی طرح باغبان بادشاہی نے بادشاہ حکم سے روئے آب پر باغ رواں تب کیا تھا۔ ایسے ہی بادشاہ نے جسر رواں ایجاد کیا تھا۔

بادشاہ کا سب سے زیادہ عمدہ اختراع محل رواں تھا۔ اُسکی تین منزلیں تھیں جو چوب سے تراشی گئی تھیں اور اوستاد نجاروں نے اوسکے اجزا ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح وصل کئے تھے کہ جو کوئی اوس کو دیکھتا تو جانتا کہ یک پارہ ہے مگر جسوقت چاہا ہوا وسکے اجزا جدا کرکے جہاں لے جاؤ۔ طبقہ اعلیٰ کی نربان ایسی تراشی تھی کہ جسوقت چاہو اوسکو کھول لو اور جب چاہو بیت بادشاہ نے ایک تاج بھی ایجاد کیا تھا جسکی رفعت ولطافت حد اعتدال رکھتی تھی اسکے گرد تاج اسپر دو فرجہ تاباں تھے جو ہر فرجہ سات کی صورت رکھتا تھا۔

بادشاہ نے ایک خرگاہ اختراع کیا تہا اوس کی تقسیم بارہ حصوں میں آسمان کے بروج کی طرح کی اور ہر برج میں ایک پنجرہ لگایا کہ اس کے سوراخوں میں سے کواکب دولت کے انوار چمکتے تھے اور ایک اور خرگاہ مثل فلک الافلاک کے جو محیط فلک ثوابت ہے بنایا ہم اس خرگاہ کو سب طرف سے احاطہ کئے ہوئے تھا اور جیسے کہ فلک اطلس نقوش سے معرا ہے یہ خرگاہ بھی پنجرہ سے معرا تھا۔ غرض اسنے خرگاہ کیا بنایا تھا۔ زمین پر آسمان کا نقشہ اوتارا تھا +

اس کے مخترعات میں سے بساط نشاط بھی تہا۔ اس بساط میں دوائر افلاک و کرات عناصر بنائے تہے دائرہ اول کہ فلک اطلس سے منسوب تہا سفید رنگ تھا۔ دوسرا کبود تیسرا زحل کی مناسبت سے سیاہ۔ چہارم کہ محل برجیس ہے صندلی۔ اور پنجم کہ بہرام سے متعلق ہے لعلی۔ ششم کہ خانہ نیر اعظم ہے زریں۔ ہفتم کہ منزل ناہید ہے سبز روشن۔ ہشتم کہ جائے عطارد ہے سوسنی۔ دائرہ نہم کہ منزل قمر ہے سفید۔ دائرہ قمر کے بعد کرہ نار ہوا کو بالترتیب مرتب کیا تھا۔ اس کے بعد کرہ خاک و آب تھا۔ اور ربع مسکوں کو سات اقالیم میں تقسیم کیا تھا۔ اپنی ذات کے لئے دائرہ زریں اختیار کیا تھا۔ اور اسمیں سرپرآرا و خلافت ہوتا۔ اور ہر طائفہ کو سبعہ سیارہ کے ساتھ منسوب کر کے بیٹھنے کا حکم تھا۔ مثلاً امراء ہندی کو دائرہ زحل میں سادات و علماء کو دائرہ مشتری میں۔ جو آدمی ان دائروں میں بیٹھے وہ قرعہ ڈالتے جسکی ہر جانب میں ایک شخص کی صورت بوضع غیر مکرر بنی ہوئی تھی اس کے موافق وہ مامور ہوتے اور جو قرعہ پھینکتا اور جو صورت کہ اوپر آتی اس ہیأت سے وہ دائرہ میں بیٹھتا مثلاً اگر کھڑے ہوئے آدمی کی صورت قرعہ میں آتی تو وہ کھڑا رہتا اور اگر بیٹھے ہوئے آدمی کی تو بیٹھتا اور مضجع صورت ہوتی تو وہ تکیہ لگا کے بیٹھتا اور اوسکو بڑی خوشی ہوتی

یہ بھی اوس کے اختراعات سے تہا کہ ہر روز سے جو ستارہ منسوب تہا اسی کے رنگ کا لباس پہنا جاتا۔ مثلاً اتوار کو زرد لباس پہنا جاتا کہ آفتاب کا رنگ ہے۔ دوشنبہ کو لباس سبز کہ وہ قمر سے متعلق ہے اور برین قیاس اوسکے اختراعات میں سے طبل عدل

اگر کسی دادخواہ کی کسی سے مخاصمت ہوتی تو وہ طبل پر چوب لگاتا۔ اگر اسکا تظلم عدا وصول علوفہ ہوتا تو دو دفعہ نقارہ کو بجاتا۔ اگر کسی ظالم نے اس کا مال چھین لیا یا چور چرا کر لے گیا ہوتا تو تین دفعہ نقارہ کو بجاتا۔ اور اگر کسی پر خون کا دعوی ہوتا تو چار دفعہ نقارہ بجاتا +

کہتے ہیں کہ ہمایوں اوامر و نواہی الہٰی کا ایسا پابند تھا کہ بے وضو خدائے عز و جل کا نام نہیں لیتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اوسنے میر عبد الحی صدر کو عبدل کہہ کر بلایا۔ جب وضو سے فارغ ہوا تو میرے کہا کہ مجھے آپ معذور رکھئے کہ مجھے وضو نہ تھا اور حی خدا کا نام ہے اسلئے آپ کا پورا نام نہیں لیا۔ صوم و صلوۃ و فرض و سنن و تلاوت قرآن کا بڑا مقید تھا۔ کبھی وہ قسم نہ کھاتا اور فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ بہت غصہ ہوتا تو صرف لفظ سفیہ بولتا۔ مسجد میں پہلے بایاں پاؤں نہ رکھتا۔ سب لوگ اوس کو مذہب سنی حنفی جانتے تھے مگر اوس کے ساتھ اہل بیت رسول اللہ سے محبت ایسی رکھتا تھا کہ وہ امامیہ مذہب کا طرفدار معلوم ہوتا تھا۔ امامیہ مذہب کے آدمیوں کے ہاتھ میں اوس کی سلطنت کا سارا اختیار تھا جیسے بیرم خاں اور اور اہل ایران۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ حمید اوس کی مجلس میں آیا اور جذبہ میں آکر کہنے لگا کہ ہمارے بادشاہ کا سارا لشکر رافضی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں تو اوس نے جواب دیا کہ میں حضور کے لشکر میں۔ یار علی۔ کفش علی۔ حیدر علی وغیرہ سپاہیوں کے نام سنتا ہوں کسی کا نام اصحاب کے نام پر نہیں سنتا۔ بادشاہ اوس پر بہت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ میرے دادا ہی کا نام عمر شیخ ہے اور یہ کہہ کر محل میں چلا گیا۔ مرزا کامران اسکا بھائی متعصب سنی تھا۔ اسلئے اکثر شیعہ و سنی مذہب کی ظرافت آمیز باتیں ہوا کرتی تھیں جب شیر شاہ سے شکست پاکر ہمایوں پنجاب کو جاتا تھا مرزا کامراں اوسکے ہمراہ تھا۔ تو ایک قبرستان میں دونوں کو گذرنے کا اتفاق ہوا وہاں ایک کتے کو دیکھا کہ ایک قبر پر بیٹھا تھا مرزا کامراں نے اوس کتے کو دیکھ کر بادشاہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ

ظاہرا یہ قبر کسی رافضی کی معلوم ہوتی ہے - بادشاہ نے سنکر کہا کہ سچ ہے یہ کتا سنی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ غازی ایسی صفات کے ساتھ موصوف تھا کہ ہمیشہ اُس کا نام سلاطین عظام کی فہرست میں لکھا جائے گا - کمتر ایسے بادشاہ ہوئے ہیں جو بادشاہ کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور اونہوں نے تجربہ سلطنت اس محنت و مشقت سے حاصل کیا ہو + یہ بھی اس بادشاہ کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اس کا باپ بابر تھا جو اکابر عالم میں شمار ہوتا ہے اور بیٹا اکبر تھا جو پیغمبر سلاطین ہوا +

رویو

اس تہوڑے ہی عرصہ میں جو انقلابات واقع ہوئے وہ ہندوستان کی تاریخ میں اپنا نہایت تعجب خیز تماشا دکھاتے ہیں - علانیہ کب خیال میں آتا تھا کہ بابر کی ترکی بہادر سپاہ دس برس میں ایسی عیش دوست و آرام طلب ہو جائے گی کہ قنوج میں اس طرح شکست پائے گی اور سلطنت کو یوں کہوائے گی - پھر اس سے اور زیادہ بعید از خیال معلوم ہوتا تھا کہ اس جنگ کی فتحمند افغانی سپاہ تہوڑے عرصہ میں ایسی ضعیف ہو جائے گی کہ اپنے مغلوبوں کے ہاتھ سے جوتیاں کہائے گی اور خود مغلوب ہو جائے گی - یہ ہندوستان بھی عجب دغا باز بے وفا معشوقہ ہے کہ جو اوس کی بغل میں ہنستا ہوا اس پر بھروسا کرکے سویا اُسی کو وہ سوتا ہی اُٹھا کے اپنے سے دور پھینکتی ہے - مرزا حیدر نے جو قنوج کی جنگ میں تنہا ہمایوں کی سپاہ کا حال لکھا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ جس سپاہ نے پانی پت کے میدان میں سپاہ گری و بہادری کے جوہر دکھائے تھے تہوڑے دنوں میں اونکی نامردی

حال یہ ہو گیا تھا کہ قنوج میں سہ توغ اسلئے چھپائے گئے تھے کہ اونکو دکھانے سے امرا
جان نکلتی تھی۔ ہر امیر کے ساتھ اتنے ملازم نوکر غلام تھے جنکے ازدحام نے سپاہیوں کی
صف بندی نہ ہونے دی۔ پہلے اس سے کہ ایک خون کی بوند زمین پر گرے یہ امرا
جان بچا کے دریا میں بھاگے جہاں وہ اپنے ہی ہتھیاروں کے بوجھ سے ڈوب ڈوب
مر گئے۔ جوانمرد سپاہ بابری کا حال اُس کے بیٹے کے زمانہ میں یہ ہوا اور شیر شاہ کی سپاہ جرار
اسے بدتر حال ہوا کہ ایک بقال سکا بادشاہ بنا جو [illegible] پانی پتا سو کہتا۔ یہ سارا
خرابیاں حکومت شخصی کی ہیں کہ لایق اور نیک بادشاہ [illegible] نہیں ہے
کہ وہ اپنے لائق نکو قایم مقام مقرر کریں حسن انتظام اور [illegible] ذات خاص سے
وابستہ ہوتا ہے وہ جمہور کی نیکیوں پر موقوف نہیں [illegible] جہاں
بادشاہ کا خاتمہ بالخیر ہوا اوسکے انتظام کا بھی خاتمہ [illegible] عرصہ کا
مہمان ہوتا ہے۔

طلبہ سے جو معمولی امتحانون اور مڈل کے امتحانون اور یونیورسٹی کے امتحانون میں اوقات پوچھے جاتے ہیں انکو اس طرح اس کتاب میں وہ دیکھ سکتے ہیں جیسے کسی لغت کو [illegible] میں دیکھ سکتے ہیں جب طالب العلم کوئی سوال حل کرتا ہو اور وہ نہ نکلتا ہو تو اول [illegible] وہ کس عمل کا حساب ہے۔ اس عمل کی پیشانی کے ماتحت جو اس کتاب میں سوال لکھے ہیں ان کو دیکھے پس ضرور کوئی نہ کوئی سوال اس نمونہ کا اونمیں وہ حل کیا ہوا دیکھے گا اس حل کو دیکھ کر اپنے سوال کا حل کر لیگا۔ ہم نے سوالات کی پیشانیون کی ایسی تفریق کر دی ہے کہ جن سے سوال مطلوبہ کے حل کا پتا آسانی سے مل سکتا ہے +

مثلاً روپیہ کی تقسیم کی جتنی صورتیں ہیں ایک پیشانی کے نیچے ہیں گھنٹے سے جتنے سوالات متعلق ہو سکتے ہیں وہ ایک جگہ لکھے ہیں وقت و مسافت کے سوال جدا لکھے ہیں وقت و کام کے جدا۔ کھیل کود کے جدا۔ عدد و مجرد کی تقسیم کے جدا۔ بعض اعمال جدید لکھے ہیں بہت سے سوالات ایسے نادر و مفید لکھے ہیں کہ وہ کمتر اور کتابون میں طلبہ پائینگے سیپایانے زیادہ تر ہندوستانی کام میں لائے گئے ہیں +

قیمت ۸؍ **اہل عرب کا جبر مقابلہ** محصول ۲؍

یہ جبر مقابلہ اہل عرب کے ذہن وقاد و فکر نقاد کے ایجاد کی ایک نشانی ہے۔ اب اس کا سمجھنا سمجھانا پڑھنا پڑھانا تو معلوم مگر بزرگون کی نشانی کا تبرکاً رکھنا بھی ایک شرافت کی نشانی ہے۔ اسلئے یقین ہے کہ بعض اہل مقدور مسلمان اوسکی قیمت مع محصول ساڑھے چار آنہ خرچ کرنے میں دریغ نہ کرینگے اور اپنے بزرگون کی نشانی کتب خانہ میں رکھ کر یاد کرینگے کہ وہ بھی ایسے گذرے ہیں جنکی ذہانت نے وہ کام کئے ہیں جس سے زیادہ ذہانت بشری کام نہیں کر سکتی +

اشتہار کتب علم ادب

مین نے علم ادب مین ایک سلسلہ کتب لکھنا شروع کیا ہے اور اسکو الف بے سے

... [illegible] تعالیٰ [illegible] تھا اب بہی [illegible] اردو کیا ہے ابتدائی سلسلہ [illegible]
[illegible] ہے کہا [illegible] ہے ہون جنہین [illegible] طالبعلمون کا دل مدرسہ مین ایسا [illegible]
کہ کہیں اور نہ لگے اور حتی الامکان [illegible] نہ آ سکے [illegible] پیدا ہوجائے
جن چیزون کو وہ جانتے ہون [illegible] کو بیان کرنا [illegible] کے حیوانات - نباتات -
معدنیات دنیا کے [illegible] زمین آسمان کے باب مین [illegible] معلومات ایسی ہوجائے کہ ہی
چیزون کے باب مین [illegible] اور [illegible] حالات مین سوچنے کی عادت ہوجائے - انہین
نظم و نثر دونون مین نظم اور دونون کی تصنیف [illegible] مضامین سوا دو چار کے میرے لکہے ہوئے
ہین - یہ پانچ کتابین چھپ چکی ہین اور آگے اور کتابین تالیف ہو رہی ہین جنسے یہ سلسلہ
جاری رہے گا -

محصول	قیمت	نام کتاب	محصول	قیمت	نام کتاب
۱ر	۳ر	اردو کی چوتھی کتاب	۱ر	۲ر	اردو کی پہلی کتاب
۱ر	۳ر	" پانچوین	۱ر	۳ر	" دوسری کتاب

پہر ایک انتخاب نظم و نثر کا لکہا ہے جسمین نثر مین کچہ میرے مضامین ہین اور باقی کامل استادون نثر
مین جناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان کے سی - ایس - آئی - ایل ایل - ڈی کے - نواب
محسن الدولہ محسن الملک منیر نواز جنگ بہادر سکرٹری فنانشل و مال سرکار عالی نظام حیدرآباد
و شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد و شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد [illegible] - و میرامن و رجب علی سرور
کے نظم مین سودا - میر درد - انشا - ذوق - غالب - مومن - [illegible] - آتش - انیس - و بیر
حالی - آزاد - داغ - شیفتہ قیمت اسکی ۱ر محصول ۱ر ولایتی کاغذ [illegible] ہین - بعد
اسکے مین نے چار حصے مبادی الانشاء کے لکہے ہین جنسے غرض [illegible] کہ طلبہ کو خط
و مضامین ہر قسم کے ادنیٰ درجہ کے لکہنے آجائین اور علم بیان [illegible] بدیع سے جو
[illegible] مناسب ہے فی الجملہ آگاہی ہوجائے